جلد سوم

أبواب الأطعمة ... أبواب القراءات

أحاديث: 1788 - 2949

تالیف: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

جامع ترمذی (اُردو)

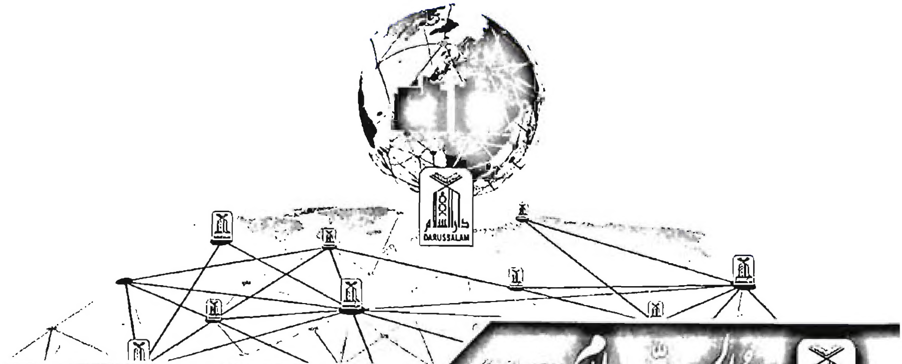
ترجمہ و فوائد: شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی

شعبہ تحقیق و تالیف دارُالسّلام

دار السلام
DARUSSALAM

3

جامع ترمذی (اُردو)



دار السلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب

(ہیڈ آفس) **پرنس عبدالعزیز بن جلاوی سٹریٹ** پوسٹ بکس: 22743 الرّیاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الرّیاض ● العلیا فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221

● سویدی فون: 4286641 1 00966 ● سویلم فون/فیکس: 2860422 1 00966

جدّہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 مدینہ منورہ فون: 8234446,8230038 4 00966 فیکس: 8151121 04

الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 7 00966

ینبع البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

دیگر ممالک

امریکہ ● نیویارک فون: 5925 625 718 001 ● ہوسٹن: 0419 722 713 001 کینیڈا ● نصیر الدین الخطاب فون: 4186619 416 001

لندن ● دارالسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ فون: 77252246 20 0044-85394885 20 0044 ● دارمکہ انٹرنیشنل: 7739309 0121 0044

متحدہ عرب امارات ● شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 فرانس فون: 52928 480 01 0033 فیکس: 52997 480 01 0033

انڈیا ● دارالسلام انڈیا فون: 45566249 44 0091 موبائل: 12041 98841 0091 ● اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 2373 22 0091

● ہدی بک ڈسٹری بیوٹرز فون: 4892 2451 40 0091 موبائل: 30850 98493 0091 ● ایم ایس براک انٹرپرائزز فون: 42157847 44 0091

سری لنکا ● دارالکتاب فون: 358712 115 0094 ● دارالایمان ٹرسٹ فون: 2669197 114 0094

پاکستان

ہیڈ آفس و مرکزی شوروم (مین برانچ ①) **36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور**

فون: 00 324 372 ,24 400 372 ,34 240 373 42 0092 فیکس: 72 540 373 042

www.darussalam.pk

برانچ ② اُردو بازار: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 54 200 371 42 0092 فیکس: 03 207 373 042

برانچ ③ ڈیفنس: Y بلاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان: 2 (گراؤنڈ فلور) ڈیفنس، لاہور فون: 10 926 356 42 0092

برانچ ④ گلبرگ: دُکان نمبر 2، گراؤنڈ فلور، بِگ سٹی پلازہ لبرٹی گول چکر، گلبرگ III لاہور فون: 50 738 357 42 0092

کراچی برانچ ① مین طارق روڈ، ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دُوسری گلی، کراچی فون: 36 939 343 21 0092 فیکس: 37 939 343 21 0092

برانچ ② شاپ 2 گلشن ٹریڈ سنٹر (متصل MCB) گلشن چورنگی مین راشد منہاس روڈ گلشن اقبال بلاک 5 کراچی فون: 38 39 99 34 021

اسلام آباد F-8 مرکز، ایوب مارکیٹ، شاہ ویز سنٹر فون: 13 15 228 51 0092 islamabad@darussalampk.com

ملتان نزد چونگی نمبر 9، ملحقہ ہاسٹر بوسن روڈ ملتان فون: 24 00 622 61 0092

فیصل آباد بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد فون: 944 11 26 41 0092

3

أبواب الأطعمة ... أبواب القراءات

أحاديث: 1788 - 2949

جامع ترمذی (اُردو)

تالیف

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

قاری طارق جاوید عارفی حفظہ اللہ

مولانا مختار احمد ضیار حفظہ اللہ

مولانا حافظ صداقت اکرام حفظہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے نام سے (شروع) جونہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
الترمذي ، محمد بن عيسى ،
جامع الترمذي المجلد الثالث أردو./ محمد بن عيسى الترمذي،
عبدالعزيز العلوي.-الرياض ،١٤٤٢هـ
ص:٩٠٤، مقاس١٧ x ٢٤ سم
ردمك: ٧-٤٥٢-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
١-الحديث-سنن أ.العلوي،عبدالعزيز(مترجم) ب. العنوان
ديوي ٢٣٥،٣ ١٤٤٢/٩٥١

رقم الإيداع: ١٤٤٢/٩٥١
ردمك: ٧-٤٥٢-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

فہرست مضامین (جلد سوم)

٢٥ - أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے منقول احسان و وفا اور صلہ رحمی کا بیان 113

٢٦ - أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے طب کے بارے میں منقول مسائل 207

٢٧ - أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے منقول وراثت کے مسائل 245

٢٨ - أَبْوَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے منقول وصیتوں کے مسائل 265

٣٢- أَبْوَابُ الرُّؤْيَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اکرم ﷺ سے منقول خوابوں کے مسائل 402

٣٦ - أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ | رسول اللہ ﷺ سے مروی جنت کی کیفیت و صورت کا بیان | 593

٤٠ - أَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے منقول اجازت طلب کرنے کے احکام اور آدابِ زندگی 721

٤٣ - أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ — رسول اللہ ﷺ سے منقول قراءت کے مسائل 885

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٢) أَبْوَابُ الْأَطْعِمَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٢٠)

رسول اللہ ﷺ سے منقول کھانے کے آداب و مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ عَلٰى مَا كَانَ يَأْكُلُ النَّبِيُّ ﷺ (التحفة ١)

باب: 1۔ رسول اللہ ﷺ کس پر کھانا کھاتے تھے؟

١٧٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِي سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ. قَالَ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: فَعَلٰى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلٰى هٰذِهِ السُّفَرِ.

[1788] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے کے میز پر کھانا نہیں کھایا، اور نہ چھوٹی رکابیوں میں اور نہ آپ کے لیے باریک چپاتی تیار کی گئی۔ قتادہ کے شاگرد یونس کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے پوچھا: صحابۂ کرام کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ انھوں نے کہا: انھی عام دسترخوانوں پر، یعنی بچھونوں پر۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: يُونُسُ هٰذَا هُوَ يُونُسُ الْإِسْكَافُ. وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن بشار کہتے ہیں: یونس نامی راوی سے مراد یونس إسکاف ہے۔ اور قتادہ کا دوسرا شاگرد سعید بن ابی عروبہ بھی اسی کے ہم معنی روایت بیان کرتا ہے۔

لغوی تشریح: [خِوَان] کھانے کی مخصوص میز جس پر اصحاب ثروت اور مال دار لوگ کھانا کھاتے تھے۔ [سُكُرُّجَه] چھوٹی تھالیاں جن میں انواع و اقسام کے کھانے ہوتے تھے یا رنگ برنگ چٹنیاں۔ [مُرَقَّق] چھنے ہوئے آٹے (میدے) کی نرم اور باریک چپاتی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ عام طور پر ایک ہی قسم کا سادہ کھانا، چمڑے کے دسترخوان پر بیٹھ کر تناول فرماتے تھے اور آٹا بھی اَن چھنا

١٧٨٨ - أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة، ح: ٥٣٨٦ من حديث معاذ بن هشام به.

ہوتا تھا، یعنی خوشحال اور متکبروں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ سے رنگ برنگ اور انواع واقسام کے کھانے میزوں پر سجا کر نہیں کھاتے تھے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ (التحفة ٢)

باب:2۔خرگوش کھانا

١٧٨٩– حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعٰى أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَلْفَهَا، فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا بِمَرْوَةٍ فَبَعَثَ مَعِيَ بِفَخِذِهَا أَوْ بِوَرِكِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَهُ، قَالَ: قُلْتُ: أَكَلَهُ؟ قَالَ: قَبِلَهُ.

[1789] ہشام بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ہم نے مرالظہران مقام پر ایک خرگوش کو دوڑایا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اس کے پیچھے بھاگے۔ میں اس تک پہنچ گیا اور اسے پکڑ لیا، اور اسے لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔ انھوں نے اسے ایک پتھر سے ذبح کیا اور میرے ہاتھ اس کی ران یا اس کی سرین، نبی ﷺ کے پاس بھیجی۔ آپ نے اسے کھا لیا۔ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے کھا لیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: آپ نے اسے قبول کر لیا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَمَّارٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ وَيُقَالُ مُحَمَّدُ بْنُ صَيْفِيٍّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَرَوْنَ بِأَكْلِ الْأَرْنَبِ بَأْسًا، وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الْأَرْنَبِ وَقَالُوا: إِنَّهَا تُدْمِي.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر، عمار اور محمد بن صفوان، جسے محمد بن صیفی کہا جاتا ہے، (رضی اللہ عنہم) سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ ان کی رائے میں خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض اہل علم خرگوش کھانا پسند نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں: اسے حیض آتا ہے۔

فائدہ: جمہور سلف اور ائمۂ اربعہ کے نزدیک خرگوش کھانا جائز ہے کیونکہ صحیح احادیث سے اس کی حلت ثابت ہے، جہاں تک خرگوش کو حیض آنے کا تعلق ہے تو یہ بات درست نہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق بعض اوقات اس کے پیشاب کی رنگت سرخ ہو جاتی ہے۔ نیز حیض آنا حرمت کی دلیل نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص، عکرمہ اور محمد بن ابی لیلیٰ سے کراہت منقول ہے۔ (شرح صحیح مسلم از نووی: 153/13)

(المعجم ٣) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي أَكْلِ الضَّبِّ (التحفة ٣)

باب:3۔سانڈا کھانا

١٧٨٩ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: في ما جاء في التصيد، ح:٥٤٨٩ ومسلم، ح:١٩٥٣ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:٢٠٦٦ ※ وفي الباب عن جابر [تقدم: ١٤٧٢]، وعمار [ابن أبي شيبة، ح: ٤٤٣]، ومحمد بن صفوان [أبو داود، ح: ٢٨٢٢ وابن ماجه، ح: ٣٢٤٤]، ومحمد بن صيفي [ابن ماجه، حديث: ٣١٧٥].

١٧٩٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ، فَقَالَ: «لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ وَجَابِرٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ. [قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَكْلِ الضَّبِّ، فَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ. وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: أُكِلَ الضَّبُّ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِنَّمَا تَرَكَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَقَذُّرًا.

[1790] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سانڈے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ میں اسے حرام ٹھہراتا ہوں۔''

اس مسئلے میں سیدنا عمر، ابوسعید، ابن عباس، ثابت بن ودیعہ، جابر اور عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا سانڈے کے کھانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اہل علم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے حضرات نے اس کی رخصت دی ہے اور بعض نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر سانڈا کھایا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے محض (طبعی) کراہت کی بنا پر چھوڑا۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک سانڈا کھانا جائز ہے، لازم نہیں، صحیح احادیث کا تقاضا یہی ہے۔ بقول امام نووی احناف کے سوا مسلمانوں کا اس کی حلت پر اجماع ہے۔ (شرح صحیح مسلم از نووی: 143/13) بقول ابن خالویہ یہ حیوان سات سو سال تک زندہ رہتا ہے، پانی نہیں پیتا۔ چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے، اس کے دانتوں کا اکٹھا ہی پیڈ ہوتا ہے، اس لیے دانت گرتے نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 5/404-406)

ملحوظہ: اردو تراجم میں ضب کا ترجمہ بالعموم سوسمار اور گوہ لکھا گیا ہے لیکن راجح اور صحیح ترجمہ سانڈا ہے۔ یہ گھاس خور، غیر مضر، سادہ طبیعت اور حلال جانور ہے، جبکہ سوسمار ایک وحشی جانور ہے۔ اس کے لیے عربی لغت میں ورل کا لفظ آتا ہے اور اس کا کھانا محل نظر ہے۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبُعِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ لگڑ بھگا کھانا

١٧٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

[1791] ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا

١٧٩٠ـ أخرجه النسائي، الصيد، باب الضب: ٧/ ١٩٧، ح: ٤٣١٩ عن قتيبة به وهو في الموطأ: ٢/ ٩٦٨ (يحيى) ورواه البخاري، ح: ٥٥٣٦ ومسلم، ح: ١٩٤٣ من حديث عبدالله بن دينار به * وفي الباب عن عمر [مسلم، ح: ١٩٥٠]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ١٩٥١/ ٥٠]، وابن عباس [البخاري، ح: ٢٥٧٥ ومسلم، ح: ١٩٤٧]، وثابت بن وديعة [أبو داود، ح: ٣٧٩٥ وابن ماجه، ح: ٣٢٣٨]، وجابر [مسلم، ح: ١٩٤٩]، وعبدالرحمن بن حسنة [أحمد: ٤/ ١٩٦].

١٧٩١ـ أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما يقتله المحرم: ٥/ ١٩١، ح: ٢٨٣٩ من حديث ابن جريج به ورواه أبو داود، ح: ٣٨٠١ وابن ماجه، ح: ٣٢٣٦ من حديث عبد الله بن عبيد بن عمير، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٤٥، ٢٦٤٦ وابن حبان، ح: ٩٧٩، ١٠٦٨ وابن الجارود، ح: ٤٣٨، ٤٣٩ والحاكم: ١/ ٢٥٢ وغيرهم.

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرٍ: الضَّبُعُ صَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: أَقَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لگڑ بھگا شکار ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا یہ بات رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلٰى هٰذَا وَلَمْ يَرَوْا بِأَكْلِ الضَّبُعِ بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثٌ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الضَّبُعِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الضَّبُعِ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ. قَالَ يَحْيَى بْنُ الْقَطَّانِ: وَرَوٰى جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ. وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَصَحُّ. [وَابْنُ أَبِي عَمَّارٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ الْمَكِّيُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بعض اہل علم کا یہی موقف ہے، وہ لگڑ بھگا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے لگڑ بھگا کھانے کی کراہت کے بارے میں منقول ہے مگر اس کی سند قوی نہیں۔ اور بعض اہل علم نے لگڑ بھگا کھانے کو ناپسند قرار دیا ہے۔ ابن مبارک کا یہی قول ہے۔ اور بقول یحییٰ بن قطان، جریر بن حازم نے اپنی سند سے اسے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں بیان کیا ہے۔ لیکن ابن جریج کا اس کو مرفوعاً بیان کرنا ہی صحیح تر ہے۔ اور ابن ابی عمار سے مراد عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی عمار مکی ہے۔

فائدہ: امام شافعی، احمد، اسحاق، ابوثور اور عطا رحمہم اللہ کے نزدیک لگڑ بھگا کھانا جائز ہے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اس کی حلت منقول ہے۔ امام ثوری، اہل الرائے، مالک اور سعید بن مسیب کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے۔ (تحفة الأحوذي: 407/5)

١٧٩٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ [بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ] أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ حِبَّانَ بْنِ جَزْءٍ، عَنْ أَخِيهِ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ قَالَ: «وَيَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ؟» وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الذِّئْبِ فَقَالَ: «وَيَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ؟».

[1792] حبان بن جزء اپنے بھائی خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے لگڑ بھگا کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کوئی لگڑ بھگا کھاتا ہے؟ اور میں نے آپ سے بھیڑیے کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی بھلا مانس، اچھا آدمی بھیڑیا کھا سکتا ہے؟''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی

١٧٩٢- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الضبع، ح: ٣٢٣٧ من حديث عبدالكريم به وهو ضعيف مشهور والحديث ضعفه البوصيري.

بِالْقَوِيِّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي إِسْمَاعِيلَ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ وَهُوَ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ قَيْسٍ هُوَ ابْنُ أَبِي الْمُخَارِقِ، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ ثِقَةٌ.

نہیں۔ ہمارے علم میں اسے صرف اسماعیل بن مسلم ہی عبدالکریم ابوامیہ سے بیان کرتا ہے۔ اور بعض محدثین نے اسماعیل اور عبدالکریم ابوامیہ پر جرح کی ہے۔ اور ابوامیہ عبدالکریم سے مراد عبدالکریم بن قیس، یعنی ابن ابی المخارق ہے۔ اور عبدالکریم بن مالک جزری ثقہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے قابل حجت نہیں۔ لیکن بھیڑیا چونکہ ایک خونخوار درندہ ہے، اس لیے دیگر دلائل کی رُو سے وہ حرام ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 5/411)

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ گھوڑے کا گوشت کھانا

١٧٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

[1793] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى: [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ، وَرِوَايَةُ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث بیان کی گئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی راویوں نے اسے عمرو بن دینار کے واسطے سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اسے حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے بیان کیا ہے۔ لیکن عمرو بن دینار اور سیدنا جابر کے درمیان محمد بن علی کا واسطہ بڑھا دیا ہے لیکن سفیان بن عیینہ کی بلاواسطہ روایت ہی زیادہ صحیح ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ حماد بن زید سے زیادہ حافظ ہے۔

فائدہ: جمہور سلف و خلف کے نزدیک گھوڑا کھانا جائز ہے اور صاحبین (امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) کا یہی موقف ہے۔

١٧٩٣- أخرجه النسائي، الصيد، باب الإذن في أكل لحوم الخيل: ٧/ ٢٠١، ح: ٤٣٣٣ عن قتيبة به، سفيان هو ابن عيينة * حديث حماد بن زيد: أخرجه البخاري، ح: ٤٢١٩ وغيره، ومسلم، ح: ١٩٤١/ ٣٦ به * وفي الباب عن أسماء بنت أبي بكر [البخاري، ح: ٥٥١١ ومسلم، ح: ١٩٤٢].

ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان کی رائے بھی یہی ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک ؒ کے نزدیک اس کا کھانا ناپسندیدہ ہے۔ (شرح صحیح مسلم از نووي: 140/13، وتحفة الأحوذي: 412/5) صحیح احادیث سے حلت ثابت ہے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ٦)

باب:6۔ گھریلو گدھوں کا گوشت

١٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ زَمَنَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

[1794] سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ هُمَا ابْنَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، وَعَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يُكْنٰى أَبَا هَاشِمٍ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ أَرْضَاهُمَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَقَالَ غَيْرُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ: وَكَانَ أَرْضَاهُمَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ. [قَالَ أَبُوعِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام زہری کے استاد عبداللہ اور حسن دونوں محمد ابن حنفیہ کے بیٹے ہیں۔ عبداللہ بن محمد کی کنیت ابو ہاشم ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ حسن بن محمد زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور ابن عیینہ کے بقول دونوں میں سے پسندیدہ عبداللہ بن محمد ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① متعہ اور گھریلو گدھے کی حرمت پر اب تقریباً تمام اہل سنت متفق ہیں۔ ② بقول امام احمد سفیان بن عیینہ کے نزدیک بھی پسندیدہ تر حسن بن محمد ہی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 414/5)

١٧٩٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ

[1795] سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول

١٧٩٤۔ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢١٦ ومسلم، ح: ١٤٠٧/ ٢٩ من حديث مالك به وحديث محمد ابن أبي عمر تقدم: ١١٢١.

١٧٩٥۔ تقدم: ١٤٧٩ * وفي الباب عن علي، [تقدم: ١٧٩٤ وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٤٧]، وجابر [تقدم: ١٧٩٣]، والبراء [البخاري، ح: ٤٢٢٦ ومسلم، ح: ١٩٣٨]، وابن أبي أوفى [البخاري، ح: ٣١٥٥ ومسلم، ◄◄

[الْجُعْفِيُّ] عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، حَرَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ، كُلَّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَالْمُجَثَّمَةَ وَالْحِمَارَ الْإِنْسِيَّ.

اللہ ﷺ نے خیبر کے موقع پر کچلی والے درندے کو، اس حیوان کو جسے باندھ کر نشانہ بنایا جائے اور گھریلو گدھے کو حرام ٹھہرایا۔

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّجَابِرٍ وَّالْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَنَسٍ وَّالْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَأَبِي ثَعْلَبَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو هٰذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا ذَكَرُوا حَرْفًا وَّاحِدًا: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ.

اس باب میں سیدنا علی، جابر، براء، ابن ابی اوفی، انس، عرباض بن ساریہ، ابوثعلبہ، ابن عمر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالعزیز بن محمد وغیرہ نے یہ روایت محمد بن عمرو سے بیان کی ہے اور اس میں صرف یہ حصہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رُو سے مذکورہ تینوں قسم کے حیوانات کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ فِي آنِيَةِ الْكُفَّارِ (التحفة ٤)

باب: 7۔ کافروں کے برتنوں میں کھانا

١٧٩٦- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا سَلْمُ ابْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قُدُورِ الْمَجُوسِ فَقَالَ: «أَنْقُوهَا غَسْلًا وَّاطْبُخُوا فِيهَا» وَنَهٰى عَنْ كُلِّ سَبُعٍ ذِي نَابٍ.

[1796] سیدنا ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مجوسیوں کی ہنڈیوں کے (استعمال کے) بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”انھیں دھو کر صاف کر لو اور پھر ان میں پکا لو۔“ اور آپ نے ہر کچلی والے درندے (کے کھانے) سے منع فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مَّشْهُورٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي ثَعْلَبَةَ، وَرُوِيَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو ثَعْلَبَةَ اسْمُهُ جُرْثُومٌ وَّيُقَالُ: جُرْهُمٌ وَّيُقَالُ: نَاشِبٌ. وَقَدْ ذُكِرَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے۔ ان سے اس کے علاوہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ اور ابوثعلبہ کا نام جرثوم ہے۔ جرہم اور ناشب بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ حدیث ابوقلابہ، ابوثعلبہ سے

◀◀ ح: ١٩٤٧]، وأنس [البخاري، ح: ٢٩٩١]، والعرباض بن سارية [تقدم: ١٤٧٤]، وأبي ثعلبة [البخاري، ح: ٥٥٢٧ ومسلم، ح: ١٩٣٦]، وابن عمر [البخاري، ح: ٥٥٢١ ومسلم، ح: ٥٦١/ ٢٤ بعد، ح: ١٩٣٦]، وأبي سعيد [أحمد: ٣/ ٩٨].

١٧٩٦_ تقدم: ١٥٦٠.

أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ.

ابواسماء رحبی کے واسطے سے بھی بیان کرتے ہیں۔

١٧٩٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَطْبُخُ فِي قُدُورِهِمْ وَنَشْرَبُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ»، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ صَيْدٍ فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّبٍ فَذُكِّيَ فَكُلْ، وَإِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ فَكُلْ».

[1797] سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب (یہودیوں) کی سرزمین میں رہتے ہیں۔ کیا ہم ان کی ہنڈیوں میں پکا اور ان کے برتنوں میں پی سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں ان کے سوا برتن میسر نہ ہوں تو انھیں پانی سے دھولو۔'' پھر سیدنا ابوثعلبہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم شکار والے علاقے میں رہتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اللہ کا نام لے لو اور وہ شکار کو مار ڈالے تو کھا لو، اور اگر کتا سدھایا ہوا نہ ہو اور شکار ذبح کر لیا جائے تو کھا لو۔ اور جب تم اپنا تیر پھینکو اور اللہ کا نام لے لو، اور وہ شکار کو مار ڈالے تو کھالو۔''

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① جہاں تک ممکن ہو کفار کے استعمال میں آنے والے برتن استعمال نہیں کرنے چاہئیں، خاص کر وہ برتن جن میں وہ حرام اشیاء پکاتے یا پیتے ہیں۔ اگر ان کے برتن استعمال کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو انھیں خصوصی اہتمام سے پاک صاف کر لینا چاہیے، پھر ان میں کھانا پکانا یا مشروب پینا جائز ہوگا، عام برتن دھو کر عام حالات میں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ حافظ ابن حزم کے بقول بلا ضرورت کسی قسم کا برتن بھی دھو کر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ (تحفة الأحوذي: 429/5) ② کچلی والے وہ درندے جو انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں، مثلاً: شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی وغیرہ ان کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک جو درندے انسان پر حملہ آور نہیں ہوتے، مثلاً: لومڑ، لگڑ بھگا وغیرہ ان کا گوشت کھانا جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو جانور گوشت کھاتا ہے وہ درندہ ہے، مثلاً: ہاتھی، جنگلی چوہا، بلی۔ (تحفة الأحوذي: 418/5) ③ سدھائے ہوئے شکاری کتے کا شکار، جبکہ وہ بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو، اسی طرح تیر سے شکار کردہ شکار، جب تیر بسم اللہ پڑھ کر پھینکا جائے، حلال ہو گا۔ اگر وہ زندہ حالت میں پکڑ لیا جائے تو ذبح کرنا ہوگا۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَأْرَةِ تَمُوتُ فِي السَّمْنِ (التحفة ٨)

باب: 8- چوہیا گھی میں مر جائے تو اس کا حکم

١٧٩٧- وانظر الحديث السابق، ورواه أحمد: ٤/ ١٩٥ من حديث حماد بن سلمة به وأصله عند البخاري، ح: ٥٤٩٦.

١٧٩٨- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَأَبُو عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ عَنْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَكُلُوهُ».

[1798] سیدہ میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی تو اس کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''چوہیا اور اس کے اردگرد کو پھینک دو اور باقی گھی کھا لو۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ مَيْمُونَةَ. وحَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَصَحُّ. وَرَوٰى مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. [قَالَ:] وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: حَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [وَذَكَرَ فِيهِ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ، فَقَالَ: «إِذَا كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ»]. هٰذَا خَطَأٌ [أَخْطَأَ فِيهِ مَعْمَرٌ. قَالَ:] وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ ؓ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث زہری، سیدنا ابن عباس کی روایت سے بھی بیان کرتے ہیں اور سیدہ میمونہ ؓ کا نام نہیں لیتے۔ لیکن ابن عباس کی میمونہ ؓ کے واسطے سے روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور معمر، زہری کی دوسری سند سے سیدنا ابوہریرہ سے اسی کی مانند بیان کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث محفوظ نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری ؒ) فرماتے ہیں: معمر کی زہری سے روایت جو وہ سیدنا ابوہریرہ ؓ سے سعید بن مسیب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب گھی جما ہوا ہو تو چوہیا اور اس کے اردگرد کو پھینک دو۔ اگر وہ پگھلا ہوا (بہنے والا) ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔'' یہ لغزش ہے، معمر سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ صحیح حدیث زہری کی عبیداللہ سے ہے کہ ابن عباس سیدہ میمونہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: گھی اگر جما ہو تو اس میں گرنے والے چوہے کا گردونواح بن سکتا ہے، اس لیے سارا گھی پلید نہیں ہوگا لیکن گھی اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کا اردگرد نہیں بن سکتا۔ مرنے والا چوہا اس میں گردش کرتا ہے، اس لیے سارا گھی پلید ہو جائے گا اور قابل استعمال نہیں رہے گا۔ اس پر باقی ٹھوس اور مائع چیزوں کو قیاس کر لیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ و امام شافعی ؒ کے نزدیک کھانے

١٧٩٨- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفأرة في السمن الجامد أو الذائب، ح: ٥٥٣٨ من حديث سفيان ابن عيينة به * وفي الباب عن أبي هريرة [أبو داود، ح: ٣٨٤٢ وعلقه البخاري، ح: ٥٥٣٨] * حديث معمر: ذكره البخاري، ح: ٥٥٣٨ تحت حديث سفيان بن عيينة، ردًّا على معمر.

کے قابل تو نہیں رہے گا، دوسرے کاموں میں استعمال ہو سکے گا۔ (تحفة الأحوذي: 5/420، 421)

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ بِالشِّمَالِ (التحفة ٩)

باب: 9۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ممنوع ہے

١٧٩٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

[1799] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَحَفْصَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوٰى مَعْمَرٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرِوَايَةُ مَالِكٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَصَحُّ.

اس مسئلے میں سیدنا جابر، عمر بن ابی سلمہ، سلمہ بن اکوع، انس بن مالک اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام مالک اور ابن عیینہ یہ روایت زہری سے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، ابوبکر بن عبیداللہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ اور معمر و عقیل یہ روایت زہری سے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، سالم کے واسطے سے نقل کرتے ہیں۔ مالک اور ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

١٨٠٠ - [حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ

[1800] سیدنا سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی کھائے تو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور اپنے دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں سے پیتا ہے۔“

١٧٩٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٠ من حديث ابن نمير به * وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ٢٠١٩]، وعمر بن أبي سلمة [البخاري، ح: ٥٣٧٦ ومسلم، ح: ٢٠٢٢]، وسلمة بن الأكوع [مسلم، ح: ٢٠٢١]، وأنس بن مالك [أحمد: ٣/ ٢٠٢، ٢٥٤ وابن أبي شيبة: ٨/ ١٠٤]، وحفصة [أبو داود، ح: ٣٢].

١٨٠٠ـ وانظر الحديث السابق.

وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ»].

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بلاضرورت بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ شیطان اور اس کے پیروکار ہی بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں۔ ایک مسلمان کو ان کی مشابہت اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا فرض اور بائیں ہاتھ سے کھانا پینا ممنوع ہے۔ (تحفة الأحوذي: 422/5) ② اس سے اعراض و گریز کرنا نہایت خطرناک ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانے لگا تو آپ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: میرے بس میں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں اس کی طاقت نہ رہے۔'' کیونکہ اسے محض تکبر نے روکا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنا ہاتھ کبھی اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔ (صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: 5268(2021))

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي لَعْقِ الْأَصَابِعِ [بَعْدَ الْأَكْلِ] (التحفة ١٠)

باب: 10۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

١٨٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ».

[1801] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ. [وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هٰذَا حَدِيثُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنَ الْمُخْتَلَفِ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ].

اس مسئلے میں سیدنا جابر، کعب بن مالک اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں سہیل کی حدیث صرف اس سند سے آئی ہے۔ میں نے محمد (امام بخاری رحمہ اللہ) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا: یہ عبدالعزیز کی اختلافی حدیث ہے۔ صرف اسی کی روایت سے معروف ہے۔

فائدہ: کھانا اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ اور نعمت ہے، اس لیے اس کے ہر ایک حصے اور جز کی قدر کرنی چاہیے کیونکہ ہمیں معلوم

١٨٠١ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . [إلخ، ح: ٢٠٣٥ من حديث سهيل به] ❊ وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ٢٠٣٣ ويأتي: ١٨٠٢]، وكعب بن مالك [الترمذي في الشمائل، ح: ١٣٦، ١٤٠]، وأنس [يأتي: ١٨٠٣].

نہیں ہے کہ اس نے اس کے کون سے حصے میں خاص برکت اور خصوصی نفع رکھا ہے، اس لیے کھانے کا جو حصہ انگلیوں پر لگا رہ جائے، اسے بھی چاٹ لینا چاہیے، اسی طرح جو کچھ برتن میں لگا رہ جائے، اسے بھی اللہ تعالیٰ کا رزق اور عطیہ سمجھ کر صاف کر لینا چاہیے، اس میں اللہ تعالیٰ کے رزق کی قدردانی بھی ہے اور اپنے فقر و محتاجی کا اظہار بھی۔ (تحفة الأحوذي: 424/5)

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ (التحفة ١١)

باب: 11۔ گرنے والے لقمے کا حکم

١٨٠٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ».

[1802] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کوئی لقمہ گر جائے تو اس سے گھبراہٹ اور پریشانی میں ڈالنے والی چیز کو دور کر دے، پھر اسے کھا لے، اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

اس مسئلے میں سیدنا انس سے بھی حدیث آئی ہے۔

١٨٠٣ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ: «إِذَا مَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ» وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ، وَقَالَ: «إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ».

[1803] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے: ”جب تم میں سے کسی کا کوئی لقمہ گر جائے تو وہ اس سے تکلیف دہ چیز دور کر دے اور اسے کھا لے، اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔“ اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ صاف کریں، اور فرمایا: ”تم نہیں جانتے تمھارے کس کھانے میں برکت ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، غریب صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ① کھانا تین انگلیوں سے کھانا چاہیے اور کھانے سے فراغت کے بعد انھیں چاٹ لینا چاہیے جس کی علت اوپر گزر چکی ہے۔ ② اگر کھانے کا لقمہ گر جائے تو بے نیاز اور متکبر لوگوں کی طرح اسے چھوڑ نہیں دینا چاہیے بلکہ ایک ضرورت مند اور قدردان کی طرح اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ ③ برتن کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے، معلوم نہیں کس حصے میں برکت ہے۔ اور جو کھانا گرا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے وہ شیطان کا لقمہ بنتا ہے۔ اسی طرح شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے جو بے برکتی کا باعث بنتا ہے، اس لیے گرنے والے لقمے کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔

١٨٠٢_أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٠٣٣ من حديث أبي الزبير به * وفي الباب عن أنس [يأتي: ١٨٠٣].
١٨٠٣_أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٠٣٤ من حديث حماد بن سلمة به.

١٨٠٤– حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ، - وَكَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ لِّسِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ - قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَيْرُ وَنَحْنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ. وَقَدْ رَوٰى يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ رَاشِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ.

[1804] سنان بن سلمہ کی ام ولد ام عاصم بیان کرتی ہیں کہ نُبَیشَۃ الخیر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی پیالے میں کھانا کھایا، پھر اسے چاٹ لیا، یعنی اچھی طرح صاف کیا تو وہ پیالہ اس کے حق میں مغفرت اور بخشش کی دعا کرتا ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف معلّٰی بن راشد کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ یزید بن ہارون اور بہت سے ائمہ نے یہ حدیث معلّٰی بن راشد سے بیان کی ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مِنْ وَسَطِ الطَّعَامِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ کھانا درمیان سے کھانا ناپسندیدہ ہے

١٨٠٥– حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، إِنَّمَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

[1805] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے، اس لیے کناروں سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور عطا بن سائب کی روایت ہی سے معروف ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اسے عطا بن سائب ہی سے بیان کیا ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر کی حدیث بھی آئی ہے۔

فائدہ: برکت ایک امر الٰہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا ادراک و احساس ہو جاتا تھا۔ اس ادراک و شعور کی بنا پر آپ

١٨٠٤ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب تنقية الصحفة، ح: ٣٢٧١ من حديث أبي اليمان به * أم عاصم، لم أجد لها توثيقًا وباقي السند حسن.

١٨٠٥ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب الأكل من أعلى الصحفة، ح: ٣٧٧٢ وابن ماجه، ح: ٣٢٧٧ من حديث عطاء بن السائب به ورواه شعبة عن عطاء به، أبو داود، ح: ٣٧٧٢ وغيره * وفي الباب عن ابن عمر [لم أجده]، ورواه أحمد ٢/٧ ح: ٤٥١٤ بلفظ آخر، والله أعلم.

نے فرمایا کہ برکت براہ راست کھانے کے درمیان نازل ہوتی ہے اور وہاں سے اس کے اثرات، اطراف و جوانب کی طرف منتقل ہوتے ہیں، اس لیے کھانے والوں کو چاہیے کہ وہ برتن کے کناروں سے کھاتے رہیں، درمیان سے نہ کھائیں تاکہ درمیان میں برکت کا نزول جاری رہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ (التحفة ١٣)

باب:13۔ (کچا) لہسن اور پیاز کھانا ناپسندیدہ ہے

١٨٠٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ - قَالَ: أَوَّلَ مَرَّةٍ الثُّومِ، ثُمَّ قَالَ: - الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ، فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسَاجِدِنَا».

[1806] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کھایا ہو، پہلی دفعہ لہسن کا نام لیا، پھر کہا: لہسن، پیاز اور گندنا، وہ ہماری مساجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَقُرَّةَ [بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ] وَابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عمر، ابوایوب، ابوہریرہ، ابوسعید، جابر بن سمرہ، قرہ بن ایاس مزنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جن کے کھانے سے منہ سے بدبو اٹھتی ہے اور دوسروں کو تکلیف محسوس ہوتی ہے، وہ خواہ حلال بھی ہوں انھیں استعمال کر کے مجالس میں خاص طور پر مساجد میں جانا درست نہیں۔ اس سے یہ بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ جن چیزوں کا استعمال ہی ناپسندیدہ یا بقول بعض حرام ہو، جیسے حقہ، سگریٹ، سگار، نسوار اور بیڑی وغیرہ اسے استعمال کر کے مساجد میں جانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ گندنا ایک پتے دار پودا ہے۔ اس کے پتے سلاد کے طور پر کھائے جاتے ہیں لیکن ان سے بو آتی ہے۔

١٨٠٧ - [حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[1807] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٨٠٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٤، ٨٥٥ ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلًا أو كراثًا أو نحوها مما له رائحة كريهة ... إلخ، ح: ٥٦٤/ ٧٤، ٧٥ من حديث ابن جريج به * وفي الباب عن عمر [مسلم، ح: ٥٦٧]، وأبي أيوب [مسلم، ح: ٢٠٥٣]، وأبي هريرة [مسلم، ح: ٥٦٣ وابن ماجه، ح: ١٠١٥]، وأبي سعيد [مسلم، ح٥٦٦]، وجابر بن سمرة [يأتي: ١٨٠٧]، وقرة بن إياس المزني [أبو داود، ح: ٣٨٢٧]، وابن عمر [البخاري، ح: ٨٥٣ ومسلم، ح: ٥٦١ وابن ماجه، ح: ١٠١٦].

١٨٠٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة أكل الثوم ... إلخ، ح: ٢٠٥٣ من حديث شعبة به.

دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ: نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا بَعَثَ إِلَيْهِ بِفَضْلِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ يَوْمًا بِطَعَامٍ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا أَتَى أَبُو أَيُّوبَ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فِيهِ الثُّومُ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ».

اللہ ﷺ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں اترے (قیام فرمایا) اور آپ جب کھانا کھا لیتے تو بچا ہوا ان کے ہاں واپس بھیج دیتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے کھانا واپس بھیج دیا جبکہ اس میں سے کھایا کچھ نہیں تھا۔ جب سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے نہ کھانے کا تذکرہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس میں لہسن ہے۔“ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، لیکن میں اسے اس کی بدبو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔“

قَالَ أَبُوعِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: لہسن، پیاز اور گندنا وغیرہ پکا ہوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح ان کی بوختم ہو جاتی ہے۔

(المعجم ۱۴) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِ الثُّومِ مَطْبُوخًا (التحفة ۱۴)

باب: 14۔ پکا ہوا لہسن کھانے کی رخصت ہے

۱۸۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّويَه: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ وَالِدُ وَكِيعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

[1808] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے الا یہ کہ وہ پکا ہوا ہو۔

۱۸۰۹- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَا يَصْلُحُ أَكْلُ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

[1809] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لہسن کھانا مناسب نہیں الا یہ کہ پکا ہوا ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ عَلِيٍّ قَوْلُهُ وَرُوِيَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. قَالَ مُحَمَّدٌ: الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ صَدُوقٌ وَالْجَرَّاحُ بْنُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند کوئی زیادہ قوی نہیں ہے۔ یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کی حیثیت میں بھی بیان کی گئی ہے اور اسے شریک بن حنبل سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر نبی ﷺ سے مرسلاً بھی

۱۸۰۸۔[صحیح لغیرہ] أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في أكل الثوم، ح: ۳۸۲۸ عن مسدد به وله شاهد من حديث قرة بن إياس المزني، أخرجه أبوداود، ح: ۳۸۲۷ وغيره.

۱۸۰۹۔انظر الحديث السابق.

الضَّحَّاكِ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ.

بیان کیا گیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جراح بن ملیح صدوق ہے اور جراح بن ضحاک مقارب الحدیث، یعنی قابل قبول ہے۔

١٨١٠ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ أَيُّوبَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ عَلَيْهِمْ، فَتَكَلَّفُوا لَهُ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ هٰذِهِ الْبُقُولِ، فَكَرِهَ أَكْلَهُ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: «كُلُوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي».

[1810] ام ایوب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ان کے ہاں قیام پذیر ہوئے تو انھوں نے آپ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جس میں بعض یہ پتے دار سبزیاں تھیں تو آپ نے وہ کھانا پسند نہ فرمایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم اسے کھالو کیونکہ میں تمھاری طرح نہیں ہوں (مجھے فرشتے سے واسطہ پڑتا ہے) مجھے اندیشہ ہے کہ میں اپنے ساتھی کو تکلیف پہنچا بیٹھوں گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأُمُّ أَيُّوبَ هِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ام ایوب رضی اللہ عنہا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

فائدہ: لہسن پکا ہوا ہونے کے باوجود کچھ بدبو رکھتا ہے اور فرشتے بدبو سے بہت نفرت کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے پکا ہوا لہسن کھانا بھی پسند نہیں فرمایا لیکن دوسروں کو کھانے کی اجازت دی کیونکہ پکا ہونے کے سبب بدبو بہت معمولی ہوتی ہے جس کا عام طور پر احساس نہیں ہوتا۔

١٨١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: الثُّومُ مِنْ طَيِّبَاتِ الرِّزْقِ. وَأَبُو خَلْدَةَ اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَسَمِعَ مِنْهُ. وَأَبُو الْعَالِيَةِ اسْمُهُ رُفَيْعٌ وَهُوَ الرِّيَاحِيُّ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: كَانَ أَبُو خَلْدَةَ خِيَارًا مُسْلِمًا.

[1811] ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں کہ لہسن پاکیزہ رزق ہے، یعنی حلال ہے۔ راوی ابوخلدہ کا نام خالد بن دینار ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ اس نے سیدنا انس بن مالک کا زمانہ پایا ہے اور ان سے روایت سنی ہے۔ اور ابوالعالیہ کا نام رُفیع ہے اور وہ ریاحی ہیں۔ عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے کہ ابوخلدہ بہترین مسلمان تھا۔

١٨١٠ـ أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب أكل الثوم والبصل والكراث، ح: ٣٣٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٣٤٠ وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧١ وابن حبان، ح: ٢٠٩٠ وللحديث شواهد * أبو يزيد، حسن الحديث.

١٨١١ـ [ضعيف] * محمد بن حميد الرازي ضعيف على الراجح، انظر تهذيب التهذيب وغيره.

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ وَإِطْفَاءِ السِّرَاجِ وَالنَّارِ عِنْدَ الْمَنَامِ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ سوتے وقت برتن ڈھانپنا، چراغ اور آگ بجھانا

١٨١٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ [بْنِ أَنَسٍ]، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ، وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلْقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ آنِيَةً، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تَضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ».

[1812] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دروازہ بند کر دو، مشکیزے کا منہ باندھ دو اور برتن الٹ دو یا ڈھانپ دو اور چراغ گل کر دو کیونکہ شیطان بند چیز نہیں کھولتا، نہ بندھن کھولتا ہے اور نہ برتن ننگا کرتا ہے۔ اور بلاشبہ چوہیا لوگوں کا گھر جلا دیتی ہے۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فوائد و مسائل: ① دوسری صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث بالا میں بیان کردہ کام اللہ تعالیٰ کا نام (بسم اللہ) لے کر کرنے چاہئیں۔ ② آگ چونکہ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لیے ایسی آگ جس کے پھیلنے کا اندیشہ ہو اور وہ تباہی کا باعث بن سکتی ہو، اسے سوتے وقت بجھا دینا چاہیے۔ ③ آج کل گیس کے ہیٹر ہیں، انھیں بھی جلا کر سونا نہایت خطرناک ہے۔

١٨١٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ».

[1813] سیدنا سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٨١٢ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته وإيكاء السقاء . . . إلخ، ح: ٢٠١٢ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ٢/ ٩٢٨، ٩٢٩ * وفي الباب عن ابن عمر [يأتي: ١٨١٣]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ٣٤١١]، وابن عباس [أبو داود، ح: ٥٢٤٧].

١٨١٣ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٣ ومسلم، ح: ٢٠١٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقِرَانِ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ (کھانے کے لیے) دو کھجوریں ملانا ناپسندیدہ ہے

١٨١٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ صَاحِبَهُ.

[1814] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساتھی کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں ابوبکر کے مولیٰ سعد کی روایت بھی آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مجلس میں جب کوئی شخص ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہا ہو تو مجلس کے آداب کا خاص لحاظ رکھنا چاہیے۔ جب سارے ساتھی ایک ایک کھجور کھا رہے ہوں تو دو دو کھجوریں اٹھا کر کھانا انتہائی نامعقول بات ہے۔ ہاں، ساتھیوں کی اجازت سے دو کھجوریں ملا کر کھانا درست ہے۔ مقصود یہ ہے کہ کھاتے وقت ساتھیوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ التَّمْرِ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ کھجور ایک محبوب و پسندیدہ پھل ہے

١٨١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

[1815] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں کھجوریں نہیں، وہ گھر والے بھوکے ہیں۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَى امْرَأَةِ أَبِي رَافِعٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ

اس مسئلے میں ابورافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سلمیٰ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے ہشام بن عروہ کی روایت

١٨١٤ـ أخرجه البخاري، الشركة، باب القران في التمر بين الشركاء حتى يستأذن أصحابه، ح: ٢٤٨٩ ومسلم، ح: ٢٠٤٥ من حديث الثوري به ❊ وفي الباب عن سعد مولى أبي بكر [ابن ماجه، ح: ٣٣٣٢].

١٨١٥ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ٢٠٤٦ عن عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي به وهذا في مسنده: ٢/ ١٠٤، ح: ٢٠٦٧ ❊ وفي الباب عن سلمى امرأة أبي رافع [ابن ماجه، ح: ٣٣٢٨].

هٰذَا الْوَجْهِ. [قَالَ: وَسَأَلْتُ الْبُخَارِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ].

سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: میرے علم میں اسے یحییٰ بن حسان کے سوا کوئی نہیں بیان کرتا۔

فائدہ: عربوں کی عام خوراک اور غذا چونکہ کھجوریں ہی تھیں، اس لیے جنھیں کھجور میسر نہیں ہوگی وہ بھوکے ہی سمجھے جائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی غذا اور خوراک کا گھر میں ذخیرہ کرنا جائز اور درست ہے۔ اور ترغیب ہے کہ کھجور کو اپنی غذا کا حصہ بنانے کی کوشش کی جائے، تاہم صرف کھجوروں پر گزارہ عرب ہی کر سکتے ہیں، عجمیوں کے لیے شاید ممکن نہیں بلکہ زیادہ کھجوریں کھانا غیر عرب کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ اس کی وجہ الگ الگ ملکوں کی آب و ہوا کی الگ الگ تاثیر ہے۔

(المعجم ١٨) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي الْحَمْدِ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا فُرِغَ مِنْهُ (التحفة ١٨)

باب: 18۔ کھانے سے فراغت کے بعد شکر ادا کرنا

١٨١٦ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا».

[1816] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے سے بہت راضی ہوتا ہے کہ جب وہ کھائے یا پیے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَأَبِي أَيُّوبَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ نَحْوَهُ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَكَرِيَّا ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا عقبہ بن عامر، ابوسعید، سیدہ عائشہ، سیدنا ابوایوب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ کئی راویوں نے زکریا بن ابی زائدہ سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف زکریا بن ابی زائدہ ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: کھانا اور مشروب اللہ تعالیٰ کا عظیم عطیہ اور نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہی بندہ پسند ہے جو اس کی نعمتوں پر اس کا شکر گزار ہوتا ہے، اور شکر گزاروں کو ہی وہ مزید دیتا ہے، اس کا فرمان ہے: ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھیں اور دوں گا۔'' (ابراهيم 7:14)

١٨١٦_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل والشرب، ح: ٢٧٣٤ من حديث أبي أسامة به
※ وفي الباب عن عقبة بن عامر [لم أجده]، وأبي سعيد [الترمذي في الشمائل، ح: ١٩٠]، وعائشة [ابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٤٨٨]، وأبي أيوب [الترمذي في الشمائل، ح: ١٨٧]، وأبي هريرة [النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٠١ وابن حبان، ح: ١٣٥٢].

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَجْذُومِ

(التحفة ١٩)

باب:19۔ مجذوم (کوڑھی) کے ساتھ مل کر کھانا

١٨١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ يَعْقُوبَ قَالَا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ [عَبْدِ اللهِ]: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ، فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ، ثُمَّ قَالَ: «كُلْ بِسْمِ اللهِ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ».

[1817] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے سے کھانے میں شریک کر لیا، پھر فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر، اللہ کے بھروسے پر اور اس پر اعتماد کرتے ہوئے کھاؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ فَضَالَةَ هٰذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ. وَالْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ شَيْخٌ آخَرُ بَصْرِيٌّ أَوْثَقُ مِنْ هٰذَا وَأَشْهَرُ. وَ[قَدْ] رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ. وَحَدِيثُ شُعْبَةَ أَشْبَهُ عِنْدِي وَأَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف یونس بن محمد، مفضل بن فضالہ سے بیان کرتا ہے جو بصری شیخ ہے۔ اور مفضل بن فضالہ ایک اور بصری شیخ ہے جو اس سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہے۔ شعبہ نے یہ روایت حبیب بن شہید سے بیان کی ہے، وہ ابن بریدہ سے نقل کرتا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا۔ اور میرے نزدیک شعبہ کی حدیث صحت کے زیادہ قریب اور صحیح تر ہے۔

فوائد و مسائل: ① تحفۃ الأحوذی میں دوسرے مفضل بن فضالہ کو تقریب کے حوالے سے مصری قرار دیا گیا ہے جبکہ ہمارے نسخے اور عارضۃ الأحوذی: 11/8 میں دوسرے کو بھی شیخ بصری ہی کہا گیا ہے۔ ② یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دیگر دلائل سے یہ بات حقیقت ہے کہ اس کائنات میں مسبب الاسباب جس کا تمام اسباب پر غلبہ اور کنٹرول ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے حکم کے بغیر کوئی سبب اپنی تاثیر نہیں رکھتا، اس لیے جس انسان کا یہ پختہ عقیدہ اور نظریہ ہو کہ کوئی بیماری اور مصیبت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے بغیر لاحق نہیں ہو سکتی، وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور اعتماد کرتے ہوئے بیمار کے ساتھ اٹھ بیٹھ اور کھا پی سکتا ہے لیکن کمزور عقیدے والے کو کسی ایسے بیمار کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے بچنا چاہیے جس کی بیماری کو متعدی سمجھا جاتا

١٨١٧ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الطب، باب: في الطيرة، ح: ٣٩٢٥ وابن ماجه، ح: ٣٥٤٢ من حديث يونس بن محمد به وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، ١٣٧ والذهبي وحسنه العسقلاني والمناوي وضعفه العقيلي ※ المفضل بن فضالة بن أبي أمية القرشي، أبو مالك البصري ضعيف كما في التقريب وغيره ※ حديث عبدالله بن عمر : لم أجده.

ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے بھی اگر بیماری لاحق ہوگئی تو اس کا یہ عقیدہ پختہ ہو جائے گا کہ یہ بیماری متعدی ہے اور فلاں شخص کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے کی بنا پر لاحق ہوئی ہے۔ اور جو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے یہ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم و مشیت سے لاحق ہوئی ہے اور یہ آزمائش اس کی طرف سے ہے تو پھر اس کے میل جول اور اختلاط میں کوئی حرج نہیں۔ (3) احتیاط اور پرہیز کی حد تک کوڑھی سے احتراز درست ہے لیکن وہم کی حد تک اس سے دور رہنا درست نہیں۔ ضرورت کی حد تک میل جول درست ہے، اور بلاضرورت اختلاط درست نہیں۔ تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے: حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب مفتاح دار السعادة: 385/3، 388، وزاد المعاد: 4/137-141۔

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ [وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ] (التحفة ٢٠)

باب:20۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتیں بھرتا ہے

١٨١٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ».

[1818] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَأَبِي مُوسٰى وَجَهْجَاهٍ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابوسعید، ابونضرہ غفاری، ابوموسیٰ، جہجاہ غفاری، سیدہ میمونہ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کافر کھانے پینے ہی کو مقصود زندگی یا حاصل زندگی سمجھتا ہے جبکہ ایک صاحب ایمان دنیا سے بے نیازی اور زہد و قناعت اختیار کرتا ہے اور کھانے پینے کو مقصد حیات نہیں سمجھتا۔ کافر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے خوب کھاتا پیتا ہے اور مومن بقدر ضرورت و حاجت کھاتا ہے، اس لیے عام طور پر کافر کے مقابلے میں صحیح مومن بہت کم کھاتا ہے۔ ایک اور سات کی نسبت، قلت و کثرت کے بیان کے لیے ہے اور اس نسبت کا پس منظر اگلی حدیث میں مذکور ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 5/440-442، وحجة الله البالغة: 2/186)

١٨١٨ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٦٠ من حديث يحيى القطان به * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ١٨١٩]، وأبي سعيد [الدارمي، ح: ٢٠٤٨]، وأبي بَصْرَةَ الغفاري [أحمد: ٦/ ٣٩٧]، وأبي موسى [مسلم، ح: ٢٠٦٢]، وجهجاه الغفاري [الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٧٤، ح: ٢١٥٢]، وميمونة [أحمد: ٦/ ٣٣٥]، وعبدالله بن عمرو [فتح الباري: ٩/ ٥٣٨ تحت، ح: ٥٣٥٣ البزار في كشف الأستار: ٣/ ٣٤١، ح: ٢٨٩٤ وفيه عن ابن عمر، وصوابه عبدالله بن عمرو]، وحديث عبدالله بن عمر: [أخرجه ابن عدي في الكامل: ٢/ ٨٥٥].

١٨١٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى [الْأَنْصَارِيُّ]: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ ثُمَّ أُخْرٰى فَحُلِبَتْ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرٰى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ أَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ، وَّالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ».

[1819] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک کافر مہمان ٹھہرا۔ آپ نے اس کے لیے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ دوہی گئی۔ اس نے دودھ پی لیا، پھر دوسری کے بارے میں حکم دیا۔ وہ دوہی گئی تو اس نے دودھ پی لیا۔ پھر ایک اور کے بارے میں حکم دیا تو وہ دوہی گئی۔ اس نے اس کا دودھ بھی پی لیا حتی کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر اگلے دن وہ مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو اس نے اس کا دودھ پی لیا، پھر اس کے لیے ایک دوسری بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ اس کا پورا دودھ نہ پی سکا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صحیح مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پی لیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [صَحِيحٌ] حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے اور سہیل کی روایت سے غریب ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي طَعَامِ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے

١٨٢٠ـ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طَعَامُ الْإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ».

[1820] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو (آدمیوں) کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔''

١٨١٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب المؤمن يأكل في معى واحد والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح: ٢٠٦٣ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٢٤.

١٨٢٠ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب طعام الواحد يكفي الاثنين، ح: ٥٣٩٢ ومسلم، ح: ٢٠٥٨ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٢٨ (يحيى) * وفي الباب عن ابن عمر [عبد بن حميد، ح: ٧٨٨ وإسناده صحيح]، وجابر [مسلم، ح: ٢٠٥٩ من حديث الأعمش عن أبي سفيان عن جابر].

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ. قَالَ أَبُوعِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى جَابِرٌ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ». حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا.

اس مسئلے میں سیدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک (آدمی) کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہے۔ امام صاحب اپنے استاد محمد بن بشار کی سند سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ کھانا اجتماعی طور پر مل جل کر کھانا چاہیے کیونکہ اکٹھا کھانے میں برکت ہوتی ہے، نیز اس میں ایک دوسرے کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ میرے ساتھی اچھا کھا لیں اور اچھی طرح کھا لیں، اس طرح ایک کو سیر کرنے والا کھانا، ایثار کے جذبے کے تحت دو کی بھوک مٹانے کا باعث بن جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق دو کا کھانا چار کے لیے اور چار کا آٹھ آدمیوں کے لیے کفایت کر جائے گا۔ اس کے برعکس اگر ہر ایک کی خواہش زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی ہو اور ہر ایک کو اپنے ہی پیٹ کی فکر ہو، جیسے آج کل شادی بیاہ کی تقریبات میں بالعموم دیکھنے میں آتا ہے تو پھر نتیجہ اس کے برعکس ہی سامنے آتا ہے جو آج کل ہر شخص کے تجربے اور مشاہدے کا حصہ ہے۔ هداهم الله تعالى.

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ (التحفة ٢٢)

باب: 22۔ ٹڈی کھانے کا بیان

١٨٢١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

[1821] سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چھ غزوات میں حصہ لیا، ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰكَذَا رَوَى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ: سِتَّ غَزَوَاتٍ. وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ فَقَالَ: سَبْعَ غَزَوَاتٍ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ نے یہ حدیث ابو یعفور سے اس طرح بیان کی ہے کہ انھوں نے چھ غزوات کہا۔ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ روایت ابو یعفور سے بیان کی تو سات غزوات کہا۔ اس مسئلے میں ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ

١٨٢١_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ١٩٥٢ من حديث سفيان بن عيينة والبخاري، ح: ٥٤٩٥ من حديث أبي يعفور به ※ وفي الباب عن ابن عمر [ابن ماجه، ح: ٣٢١٨، ٣٣١٤]، وجابر [أحمد: ٣/ ٣٣٩].

حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو يَعْفُورٍ اسْمُهُ وَاقِدٌ وَيُقَالُ: وَقْدَانُ أَيْضًا. وَأَبُو يَعْفُورٍ الْآخَرُ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسَ.

فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو یعفور کا نام واقد ہے اور وقدان بھی کہا جاتا ہے۔ ابو یعفور کنیت والا ایک اور آدمی بھی ہے جس کا نام عبدالرحمن بن عبید بن نسطاس ہے۔

فائدہ: اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ٹڈی کھانا جائز ہے۔ اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا پکڑنا ہی اس کا تذکیہ (ذبح کرنا) ہے، البتہ مالکیہ کے مشہور قول کے مطابق اس کا تذکیہ اس کا سر کاٹ دینا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 445/5)

١٨٢٢ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَالْمُؤَمَّلُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

[1822] سیدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سات غزوات میں حصہ لیا، ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے یہ حدیث ابو یعفور کے واسطے سے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں حصہ لیا، ہم ٹڈی کھاتے تھے۔ جناب محمد بن بشار نے بواسطہ محمد بن جعفر، شعبہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابُ [مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الْجَرَادِ] (التحفة ٢٣)

باب: 23۔ ٹڈی کے بارے میں بددعا کرنا

١٨٢٣ [حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ

[1823] سیدنا جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ٹڈی کے بارے میں بددعا کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ! ٹڈی دل کو ہلاک کر دے۔ اس کے بڑے اور چھوٹے کو مار ڈال۔ اس کے انڈے ضائع کر دے۔ اس کی نسل کو ختم کر دے۔ ہماری

١٨٢٢ـ انظر الحديث السابق * مسلم عن محمد بن بشار، والبخاري من حديث شعبة به.

١٨٢٣ـ [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ح: ٣٢٢١ من حديث أبي النضر به، وضعفه البوصيري لضعف موسى بن إبراهيم * موسى بن إبراهيم منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

قَالَ: «اللّٰهُمَّ أَهْلِكِ الْجَرَادَ: اقْتُلْ كِبَارَهُ، وَأَهْلِكْ صِغَارَهُ، وَأَفْسِدْ بَيْضَهُ، وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِأَفْوَاهِهِمْ عَنْ مَعَاشِنَا وَأَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ» قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَدْعُو عَلَى جُنْدٍ مِّنْ أَجْنَادِ اللهِ بِقَطْعِ دَابِرِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا نَثْرَةُ حُوتٍ فِي الْبَحْرِ».

معیشت اور ہمارے رزق سے ان کے منہ بند کر دے۔ بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے خلاف اس کی نسل ختم کرنے کی دعا کیوں فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ سمندری مچھلی کی چھینک ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَهُوَ كَثِيرُ الْغَرَائِبِ وَالْمَنَاكِيرِ وَأَبُوهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَدَنِيٌّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اس کے راوی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی پر جرح کی گئی ہے۔ وہ غریب اور منکر روایات بہت بیان کرتا ہے۔ اس کا باپ محمد بن ابراہیم ثقہ ہے اور مدنی ہے۔

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس لیے نبی ﷺ کی طرف بددعا کی نسبت صحیح نہیں۔

(المعجم ٢٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا (التحفة ٢٤)

باب: 24۔ گندگی کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور دودھ پینے کا بیان

١٨٢٤ ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا.

[1824] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ثوری اسے ابو نجیح کی سند سے مجاہد سے مرسلاً (ابن عمر کے واسطے کے بغیر) بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ایسا جانور جو انسانی فضلہ کھاتا ہو اس کے گوشت اور دودھ سے انسان طبعی طور پر کراہت اور نفرت محسوس کرتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔ اصحاب الرائے، شافعی اور احمد کے نزدیک اسے چند دن باندھ کر اچھی غذا

١٨٢٤ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب النهي عن أكل الجلالة وألبانها، ح: ٣٧٨٥ من حديث عبدة به، وسنده ضعيف وللحديث شواهد كثيرة (انظر الحديث الآتي) * وفي الباب عن عبدالله بن عباس [انظر الحديث الآتي: ١٨٢٥].

کھلائیں تا کہ اس کا گوشت بہتر ہو جائے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرغی ذبح کرنے سے پہلے اسے تین دن تک گندگی کھانے سے روکے رکھتے تھے۔ امام اسحاق اور حسن بصری کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے، اس لیے گوشت اچھی طرح دھو کر کھا لیا جائے۔ بقول بعض اونٹ اور گائے کو چالیس دن، بھیڑ بکری کو سات دن اور مرغ کو تین دن روکے رکھیں۔ (تحفة الأحوذي: 447/5)

١٨٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

[1825] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجثمہ سے، جلالہ کے دودھ سے اور مشکیزے سے براہِ راست منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: [وَ] حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

محمد بن بشار ایک دوسری سند سے مذکورہ بالا کی مانند بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے۔

لغوی تشریح: مُجَثَّمَه: وہ جانور جسے باندھ کر نشانہ بنایا گیا ہو اور وہ اسی طرح بغیر ذبح کیے مر جائے۔ ایسے جانور کا گوشت حرام ہے۔

فائدہ: جمہور کے نزدیک گندگی کھانے والے جانور (جلالہ) کا دودھ پاک ہے کیونکہ گندگی پیٹ میں جا کر اصل حالت سے تبدیل ہو جاتی ہے، اس تبدیلی سے دودھ پاک ہو جاتا ہے۔ اگر حیوان گندگی کثرت سے کھاتا ہو حتی کہ اس کی بو دودھ میں محسوس ہوتی ہو اور گوشت بھی متأثر ہو تو پھر اسے کچھ دن باندھ لینا چاہیے تا کہ اس کے دودھ اور گوشت سے اس کی بدبو ختم ہو جائے۔ (تحفة الأحوذي: 448/5) مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کا حکم آگے آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدَّجَاجِ (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ مرغی کا گوشت کھانا

١٨٢٦- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ [الطَّائِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَهُوَ يَأْكُلُ دَجَاجَةً فَقَالَ:

[1826] سیدنا زہدم جرمی بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا جبکہ وہ مرغ کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: قریب ہو جاؤ اور کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ

١٨٢٥- أخرجه أبو داود، الأشربة، باب الشراب من في السقاء، ح: ٣٧١٩ من حديث قتادة والنسائي، ح: ٤٤٥٣ من حديث هشام الدستوائي به وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٣ والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٤ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد، انظر، ح: ١٧٩٥ * وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ٣٨١١].

١٨٢٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب قدوم الأشعريين أو أهل اليمن، ح: ٤٣٨٥ ومسلم، ح: ١٦٤٩ من حديث زهدم به.

ادْنُ فَكُلْ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُهُ.

کو اسے کھاتے دیکھا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ زَهْدَمٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زَهْدَمٍ. وَأَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے زہدم سے بیان کی گئی ہے۔ ہمارے علم میں اسے زہدم ہی بیان کرتا ہے۔ ابوعوام سے مراد عمران قطان ہے۔

١٨٢٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ.

[1827] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

[قَالَ:] وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا، [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوٰى أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ.

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مضمون اس سے زیادہ ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ روایت ایوب سختیانی قاسم تمیمی اور ابوقلابہ دونوں سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: امام مالک اور لیث کے نزدیک گندگی کھانے والے مرغ کا گوشت کھانا صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے بعض روایات میں منع محض طبعی کراہت اور نفرت کی بنا پر کیا ہے۔ اکثر شافعیہ کے نزدیک یہ نہی تنزیہ کے لیے ہے یا اس صورت میں ہے جب گوشت میں گندگی کا اثر نمایاں ہو جائے۔ اور بعض شوافع ائمہ، مثلاً: امام الحرمین (جوینی)، غزالی، بغوی، ابواسحاق مروزی اور حنابلہ کے نزدیک یہ نہی تحریم کے لیے ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ اگر جلالہ جانور کا گوشت نجاست سے متاثر ہو چکا ہے تو پھر جب تک باندھ کر اس کا اثر ختم نہ کر لیا جائے اسے کھانا نہیں چاہیے۔ (تحفة الأحوذي: 450/5)

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْحُبَارٰى (التحفة ٢٦)

باب: 26۔ سرخاب کھانا

١٨٢٨- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارٰى.

[1828] ابراہیم بن عمر بن سفینہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سفینہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

١٨٢٧- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب لحم الدجاج، ح: ٥٥١٧ ومسلم، ح: ١٦٤٩/ ٩ من حديث سفيان الثوري به.

١٨٢٨- [ضعيف] أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في أكل لحم الحبارى، ح: ٣٧٩٧ عن الفضل بن سهل به ✽ إبراهيم بن عمر: وثقه ابن عدي وحده وضعفه العقيلي والذهبي وضعفه راجح.

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ رَوٰى عَنْهُ ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ وَيُقَالُ: بُرَيْهُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَفِينَةَ.

ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابراہیم بن عمر بن سفینہ سے ابن ابی فدیک بھی بیان کرتا ہے اور اسے بریہ بن عمر بن سفینہ بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: حُباریٰ ایک جنگلی شکاری پرندہ ہے جس کی گردن لمبی، رنگ خاکی، چونچ تھوڑی سی لمبی اور پاؤں بھی لمبے ہوتے ہیں۔ یہ بہت تیز اڑتا ہے۔ اس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے۔ مولانا گنگوہی نے اس کا نام تگدر لکھا ہے جبکہ علامہ وحید الزمان نے اسے عام جنگلی چڑیا کہا ہے۔ واللہ أعلم. یہ روایت صحیح نہیں ہے، اس لیے دیکھنا پڑے گا کہ یہ ذو مخلب (پنجے سے شکار کرنے والا) تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو حرام، بصورت دیگر حلال ہوگا۔

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الشِّوَاءِ (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ بھنا ہوا گوشت کھانا

١٨٢٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَمَا تَوَضَّأَ.

[1829] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنا ہوا پہلو کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس میں سے کھایا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہ کیا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَالْمُغِيرَةِ وَأَبِي رَافِعٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن حارث، مغیرہ اور ابورافع رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: بھنا ہوا گوشت کھانا خوشحالی اور آسودگی کی علامت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین دار آدمی بھنا ہوا گوشت نہیں کھا سکتا کیونکہ نبی ﷺ نے کئی دفعہ بھنا ہوا گوشت بھی کھایا ہے لیکن پورا جانور، کھال کے بال اتار کر آپ ﷺ کے لیے کبھی روسٹ نہیں کیا گیا۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ ٹیک لگا کر کھانا ناپسندیدہ ہے

١٨٢٩- أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٧ من حديث ابن جريج به وللحديث طرق كثيرة جدًا * وفي الباب عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبيدي [الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٤]، والمغيرة [أيضًا، ح: ١٦٥]، وأبي رافع [مسلم، ح: ٣٥٧].

١٨٣٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا».

[1830] سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ. وَرَوٰى زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہمارے علم میں صرف علی بن اقمر کی روایت سے آئی ہے۔ زکریا بن ابی زائدہ، سفیان بن سعید اور بہت سے راویوں نے یہ حدیث علی بن اقمر سے بیان کی ہے۔ شعبہ نے بھی علی بن اقمر سے سفیان ثوری کے واسطے سے بیان کی ہے۔

فائدہ: ٹیک لگا کر یا بلاضرورت کسی چیز کا سہارا لے کر کھانا متکبر لوگوں کا کام ہے، اس لیے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور کھانا بھی ایک عاجز بندے کی طرح بیٹھ کر کھاتا ہوں۔ دنیا دار اور آسودہ حال لوگ کھانے کو مقصود زندگی خیال کرتے ہیں، اس لیے کھانے کے لیے ایسے انداز اور طریقے سے بیٹھتے ہیں جس سے زیادہ سے زیادہ کھایا جا سکے۔ نبی ﷺ چونکہ زیادہ کھاتے نہیں تھے بلکہ کم خوراک کھاتے تھے، اس لیے بیٹھنے کا بھی وہ طریقہ اپناتے جو کم کھانے میں معاون ہوتا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں پر بیٹھ کر کھائے، یا دوزانو بیٹھ کر کھائے۔ (تحفة الأحوذي: 454/5)

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ النَّبِيِّ ﷺ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ (التحفة ٢٩)

باب: 29۔ نبی اکرم اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا

١٨٣١- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

[1831] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میٹھی چیز اور شہد سے رغبت و محبت رکھتے تھے۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یہ روایت علی بن

١٨٣٠ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٥٣٩٨، ٥٣٩٩ من حديث علي بن الأقمر به * وفي الباب عن علي [لم أجده]، وعبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ٣٧٧١ وابن ماجه، ح: ٢٤٤]، وعبدالله بن عباس [النسائي في الكبرى: ٤/ ١٧١، ح: ٦٧٤٣] * حديث سفيان الثوري: أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٣٢.

١٨٣١ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الحلوى والعسل، ح: ٥٤٣١ ومسلم، ح: ١٤٧٤ من حديث أبي أسامة به.

ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا.

مسہر بھی ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث کا مضمون اس سے زیادہ لمبا ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ کے مزاج میں شیرینی اور مٹھاس تھی، اس لیے آپ میٹھی چیز ہی سے رغبت و محبت رکھتے تھے۔ شہد جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے باعث شفا قرار دیا ہے وہ بھی شیریں اور میٹھا ہی ہے، اس لیے اصل میں آپ ﷺ کو شہد مرغوب تھا اور دوسری میٹھی اشیاء اس سے موافقت کی بنا پر پسند تھیں۔

(المعجم ٣٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِكْثَارِ [مَاءِ] الْمَرَقَةِ (التحفة ٣٠)

باب: 30۔ شوربہ زیادہ رکھنا

١٨٣٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اشْتَرٰى أَحَدُكُمْ لَحْمًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لَحْمًا أَصَابَ مَرَقَةً وَهُوَ أَحَدُ اللَّحْمَيْنِ».

[1832] علقمہ بن عبداللہ مزنی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی خرید کر گوشت پکائے تو اس میں شوربہ زیادہ رکھے کیونکہ اگر کسی کو بوٹی نہ ملی تو شوربہ مل جائے گا، اور وہ بھی دو گوشتوں (گوشت اور اس کا شوربہ) میں سے ایک گوشت ہی ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فَضَاءٍ. وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضَاءٍ هُوَ الْمُعَبِّرُ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ. وَعَلْقَمَةُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ أَخُو بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے محمد بن فضاء کی روایت سے آئی ہے۔ محمد بن فضاء خوابوں کی تعبیر میں ماہر تھا۔ اس پر سلیمان بن حرب نے جرح کی ہے۔ اور علقمہ بن عبداللہ، بکر بن عبداللہ مزنی کا بھائی ہے۔

١٨٣٣ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

[1833] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی بھی نیکی کو کم تر خیال نہ کرے۔ اگر وہ کوئی اور احسان نہ کر سکے تو اپنے (دینی) بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے مل لے۔ اور جب تم گوشت

١٨٣٢ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٠ من حديث مسلم بن إبراهيم به وصححه الحاكم فتعقبه الذهبي بقوله: "محمد ضعفه ابن معين" * محمد بن فضاء: ضعيف، وأبوه: مجهول كما في التقريب وغيره * وفي الباب عن أبي ذر [يأتي: ١٨٣٣].

١٨٣٣ـ أخرجه مسلم، ح: ٢٦٢٦ مختصرًا وابن ماجه، ح: ٣٣٦٢ من حديث صالح بن رستم به.

الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْقِرَنَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوفِ، وَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ أَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلِيقٍ، وَإِنِ اشْتَرَيْتَ لَحْمًا أَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَأَكْثِرْ مَرَقَتَهُ وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ».

خریدو یا اس کی ہنڈیا پکاؤ تو اس میں شوربہ زیادہ بناؤ اور اس میں سے اپنے پڑوسی کے لیے بھی ایک چلو نکال لو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور شعبہ نے بھی ابوعمران جونی سے بیان کی ہے۔

فائدہ: انسان کو اچھا اور بہتر کھانا تیار کرتے وقت اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھنا چاہیے کیونکہ کھانے کی خوشبو اور مہک اس کے گھر میں پہنچتی ہے اور اس کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اس لیے اس میں سے کچھ نہ کچھ اسے بھی بھیجنا چاہیے۔

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الثَّرِيدِ (التحفة ٣١)

باب: 31۔ ثرید کی فضیلت

١٨٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ».

[1834] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مردوں میں بہت سے لوگ کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کمال کو پہنچی ہیں۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید باقی کھانوں سے افضل ہے۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: گوشت کو اچھی طرح پکا کر اس کے شوربے میں روٹی بھگو لی جائے تو وہ انتہائی لذیذ اور زود ہضم ہو جاتی ہے، اور کھانے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ اس کھانے کو ثرید کہتے ہیں۔ اپنی لذت، سہولت اور زود ہضمی میں یہ کھانا سب سے بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علمی اور تعلیمی سلسلے میں سب سے فائق تھیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان سے بہت سہولت اور آسانی کے ساتھ مسائل پوچھ لیتے تھے اور وہ انھیں روحانی غذا مہیا فرماتی تھیں۔ انسانی صفات میں بے شمار لوگ انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ بلند مرتبے پر فائز ہوئے ہیں لیکن پہلی امتوں کی عورتوں میں یہ شرف صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کو

١٨٣٤ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح:٢٤٣١ عن محمد بن المثنى، والبخاري، ح:٥٤١٨ من حديث شعبة به ۞ وفي الباب عن عائشة [يأتي في تخريج حديث:٣٨٨٧]، وأنس [يأتي:٣٨٨٧].

حاصل ہوا ہے کہ ان میں تمام نسوانی خوبیاں اور خصائل کمال درجے میں موجود تھیں۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ [أَنَّهُ قَالَ]: انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ آپ کا فرمان ہے کہ گوشت کو دانتوں سے خوب نوچو

١٨٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي فَدَعَا أُنَاسًا فِيهِمْ صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

[1835] عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے میری شادی کی تو لوگوں کی دعوت کی۔ ان میں سیدنا صفوان بن امیہ بھی تھے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گوشت کو دانتوں سے خوب نوچو کیونکہ وہ اس طرح خوب لذیذ اور زود ہضم ہوگا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الْكَرِيمِ الْمُعَلِّمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ مِنْهُمْ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف عبدالکریم کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور بعض اہل علم نے عبدالکریم المُعَلِّمْ پر اس کے حافظے کے سبب جرح کی ہے۔ جرح کرنے والوں میں ایوب سختیانی بھی ہیں۔

فائدہ: [نهش یا نهس] گوشت کو دانتوں سے نوچنے کو کہتے ہیں۔ اس طریقے سے گوشت اچھی طرح چبایا جاتا ہے اور وہ خوب ریزہ ریزہ ہو کر لذیذ اور زود ہضم ہو جاتا ہے۔ [هَنِيءٌ] اس کھانے کو کہتے ہیں جو لذیذ ہو اور طبیعت کے موافق ہونے کی وجہ سے اس میں رغبت بھی ہو۔ اور [مَرِيئٌ] وہ کھانا جو زود ہضم ہونے کے سبب جزو بدن بنے اور صحت و قوت کا باعث ہو۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّينِ (التحفة ٣٣)

باب: 33۔ نبی ﷺ نے گوشت کو چھری سے کاٹنے کی رخصت دی ہے

١٨٣٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

[1836] جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے

١٨٣٥ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٠ عن سفيان بن عيينة به وحسنه الحافظ في الفتح وللحديث شواهد كلها ضعيفة، * عبد الكريم أبو أمية: ضعيف كما في التهذيب وغيره * وفي الباب عن عائشة [أبو داود، ح: ٣٧٧٨]، وأبي هريرة [يأتي: ١٨٣٧].

١٨٣٦ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب شاة مسموطة والكتف والجنب، ح: ٥٤٢٢ من حديث معمر، ومسلم، ح: ٣٥٥ من حديث الزهري به * وفي الباب عن المغيرة بن شعبة [الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٥ وأبو داود، ح: ١٨٨].

عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ اخْتَزَّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضَى إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(چھری کے ساتھ) بکری کے شانے سے گوشت کاٹا، پھر اس سے کھایا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہ کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آئی ہے۔

فائدہ: گوشت کے بڑے ٹکڑے سے گوشت چھری کے ساتھ کاٹ کر ہاتھ کے ذریعے سے منہ میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔ چھری کانٹے سے منہ میں ڈالنا پسندیدہ نہیں۔

(المعجم ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَيِّ اللَّحْمِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٣٤)

باب: 34۔ رسول اللہ ﷺ کو کون سا گوشت مرغوب اور پسند تھا؟

١٨٣٧- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَدُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا.

[1837] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے لیے گوشت لایا گیا اور آپ کو بازو پیش کیا گیا۔ اور آپ کو بازو بہت پسند تھا، آپ نے اس سے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَيَّانَ اسْمُهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ. وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، سیدہ عائشہ، سیدنا عبداللہ بن جعفر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوحیان کا نام یحییٰ بن سعید بن حیان تیمی ہے۔ اور ابوزرعہ بن عمرو بن جریر کا نام ہرم ہے۔

١٨٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ أَبُو عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ

[1838] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بازو کا گوشت رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں تھا لیکن چونکہ گوشت

١٨٣٧- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ذرية من حملنا مع نوح إنه كان عبدًا شكورًا﴾ ح: ٤٧١٢، ومسلم، ح: ١٩٤ من حديث أبي حيان التيمي به ※ وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٧]، وعائشة [يأتي: ١٨٣٨]، وعبد الله بن جعفر [الترمذي في الشمائل، ح: ١٧٠]، وأبي عبيدة [أيضًا، ح: ١٦٨].

١٨٣٨- [ضعيف] ※ عبدالوهاب بن يحيى: في سماعه من جده نظر، انظر تهذيب التهذيب وغيره.

سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيٰى مِنْ وَلَدِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ الذِّرَاعُ أَحَبَّ اللَّحْمِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلٰكِنْ كَانَ لَا يَجِدُ اللَّحْمَ إِلَّا غِبًّا، فَكَانَ يَعْجَلُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ أَعْجَلُهَا نُضْجًا.

آپ کو کبھی کبھار میسر آتا تھا، اس لیے آپ اس کے لیے جلدی کرتے یا جلدی سے پیش کر دیا جاتا کیونکہ وہ جلد پک جاتا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

لغوی تشریح: [غِبًّا] کئی دنوں کے وقفے کے بعد، کبھی کبھی۔

(المعجم ٣٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِّ (التحفة ٣٥)

باب: 35۔ سرکے کا بیان

١٨٣٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ ابْنُ سَعِيدٍ - هُوَ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ الثَّوْرِيِّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

[1839] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

١٨٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

[1840] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَسَّانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ أَوِ الْأُدْمُ الْخَلُّ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا يُعْرَفُ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ.

عبداللہ بن عبدالرحمن کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے اور کہا کہ روایت کے لفظ [نِعْمَ الْإِدَامُ] تھے یا [نِعْمَ الْأُدْمُ الْخَلُّ]، یعنی راوی کو شک ہے کہ اَلْإِدَام کا لفظ کہا یا اَلْأُدْم کا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اسے ہشام بن عروہ کی روایت سے صرف سلیمان بن بلال کی سند سے جانا جاتا ہے۔

١٨٣٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥٢ من طريق آخر عن جابر بن عبدالله الأنصاري به.

١٨٤٠ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح: ٢٠٥١ من حديث يحيى بن حسان به.

فائدہ: ① [إدَام] کی جمع [أُدُم] ہے اور [إدام] کی طرح مفرد استعمال ہوتا ہے۔ ② سرکہ عربوں کے ہاں عام تھا، اور وہ اس کے ساتھ روٹی کھاتے تھے، جیسے کسی دور میں ہمارے ہاں بھی لوگ گڑ یا پیاز اور مرچ کے ساتھ شوق سے روٹی کھا لیتے تھے۔ اور اس دور میں ان چیزوں کا حصول عام تھا۔ سب کے لیے بآسانی دستیاب ہونے کے اعتبار سے آپ نے اس کو بہترین سالن قرار دیا۔ اس لیے اگلی حدیث میں فرمایا: ''جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے محروم نہیں ہے۔'' لہٰذا قناعت پسندی سے اس سے سالن کا کام لینا چاہیے۔

١٨٤١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ [مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ]: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» فَقُلْتُ: لَا، إِلَّا كِسَرٌ يَابِسَةٌ وَخَلٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَرِّبِيهِ، فَمَا أَقْفَرَ بَيْتٌ مِّنْ أُدْمٍ فِيهِ خَلٌّ».

[1841] سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: ''تمھارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟'' میں نے کہا: نہیں، مگر روٹی کے خشک ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لے آؤ، جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ هَانِئٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَأَبُو حَمْزَةَ الثُّمَالِيُّ اسْمُهُ ثَابِتُ بْنُ أَبِي صَفِيَّةَ] وَأُمُّ هَانِئٍ مَاتَتْ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِزَمَانٍ. [وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَا أَعْرِفُ لِلشَّعْبِيِّ سَمَاعًا مِّنْ أُمِّ هَانِئٍ فَقُلْتُ: أَبُو حَمْزَةَ كَيْفَ هُوَ عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ تَكَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ عِنْدِي مُقَارِبُ الْحَدِيثِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور ام ہانی کی روایت سے صرف اسی سند سے ہمارے علم میں آئی ہے۔ ابوحمزہ ثمالی کا نام ثابت بن ابی صفیہ ہے۔ اور ام ہانی رضی اللہ عنہا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کافی عرصے بعد فوت ہوئی ہیں۔ میں نے امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: میرے علم میں شعبی نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔ میں نے پوچھا: آپ کے نزدیک ابوحمزہ کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: احمد بن حنبل نے اس پر جرح کی ہے اور میرے نزدیک وہ مقارب الحدیث ہے۔

١٨٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ،

[1842] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

١٨٤١ـ [حسن بالشواهد] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٤/ ٤٣٧، ح: ١٠٦٨ من حديث أبي كريب به وسنده ضعيف وله طريق آخر عند الحاكم: ٤/ ٥٤ وغيره وللحديث شاهدان تقدما.

١٨٤٢ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في الخل، ح: ٣٨٢٠ من حديث معاوية بن هشام به ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣١٧ من حديث محارب بن دثار به وهو حديث صحيح بالشواهد * وفي الباب عن عائشة [تقدم: ١٨٤٠]، وأم هانئ [تقدم: ١٨٤١].

عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ هَانِئٍ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُبَارَكِ بْنِ سَعِيدٍ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور ام ہانی رضی اللہ عنہما کی احادیث بھی آئی ہیں۔ اور یہ حدیث مبارک بن سعید کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث مبارک بن سعید کی ہے۔ اس میں سفیان کا استاد ابوزبیر ہے اور یہاں استاد محارب بن دثار ہے۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْبِطِّيخِ بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٦)

باب: 36۔ تربوز تازہ کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا

١٨٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

[1843] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تربوز، تازہ کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مُرْسَلٌ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ. وَقَدْ رَوٰى يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے یہ روایت عروہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ چھوڑ کر نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کی ہے۔ اور یزید بن رومان نے یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروہ کے واسطے سے بیان کی ہے۔

فائدہ: تربوز، کھیرے اور ککڑی (پنجابی میں تر) کی تاثیر ٹھنڈی ہے جبکہ تازہ کھجور گرم ہوتی ہے۔ ٹھنڈی اور گرم چیز ملا کر کھانے سے دونوں کی تاثیر معتدل ہو جاتی ہے۔ مولانا وحید الزمان نے بِطِّیخ کا ترجمہ خربوزہ کیا ہے۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الْقِثَّاءِ بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٧)

باب: 37۔ کھیرا، ککڑی (تر) تازہ کھجور کے ساتھ کھانا

١٨٤٣ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في الجمع بين اللونين، ح: ٣٨٣٦ وغيره من طرق عن هشام به ٭ وفي الباب عن أنس [الحاكم: ٤/ ١٢٠، ١٢١].

١٨٤٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

[1844] سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کھیرا اور ککڑی تازہ کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن سعد کی روایت کی صورت میں جانتے ہیں۔

(المعجم ٣٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ (التحفة ٣٨)

باب: 38۔ اونٹوں کا پیشاب پینا

١٨٤٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ: «اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا».

[1845] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینے آئے۔ انھیں مدینے کی آب و ہوا راس نہ آئی تو نبی ﷺ نے انھیں صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: ''ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ، رَوَاهُ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ثابت کی روایت سے غریب ہے۔ اور یہ روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ ابوقلابہ اسے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے براہ راست بیان کرتے ہیں اور سعید بن ابی عروبہ ان سے قتادہ کے واسطے سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بطورِ علاج اونٹ کا پیشاب پینا جائز ہے۔ یہ حدیث کتاب الطھارۃ میں تشریح کے ساتھ گزر چکی ہے۔ باب: 55، حدیث: 72۔

(المعجم ٣٩) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَهُ (التحفة ٣٩)

باب: 39۔ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا

١٨٤٤- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القثاء بالرطب، ح: ٥٤٤٠، ومسلم، ح: ٢٠٤٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

١٨٤٥- أخرجه أبو داود، الحدود، باب ما جاء في المحاربة، ح: ٤٣٦٧، والنسائي، ح: ٤٠٣٩ من حديث حماد بن سلمة به وسيأتي: ٢٠٤٢، ورواه البخاري، ح: ٥٧٢٧ من حديث قتادة، ومسلم، ح: ١٦٧١ من حديث حميد به وللحديث طرق كثيرة.

١٨٤٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ: ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجُرْجَانِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ، الْمَعْنٰى وَاحِدٌ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ [يَعْنِي الرُّمَّانِيَّ]، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ».

[1846] سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا باعث ہے۔ میں نے اس بات کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا اور جو کچھ تورات میں پڑھا تھا اس سے آپ کو آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کی برکت اس سے پہلے ہاتھ منہ دھونے اور اس کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ ابْنِ الرَّبِيعِ، وَقَيْسُ [بْنُ الرَّبِيعِ] يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَأَبُو هَاشِمٍ الرُّمَّانِيُّ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ دِينَارٍ.

اس مسئلے میں سیدنا انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف قیس بن ربیع کی روایت سے آئی ہے، اور قیس بن ربیع حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور ابوہاشم رمانی کا نام یحییٰ بن دینار ہے۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس لیے اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے سے پہلے دھونے ضروری نہیں، البتہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں یہ حکمت ہے کہ ہاتھ سے چکناہٹ دور ہو جائے تا کہ اس سے کپڑے میلے نہ ہوں یا اس کو کوئی زہریلی چیز ڈس نہ لے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة الله البالغة: 2/184، 185، وتحفة الأحوذي: 5/470)

(المعجم ٣٠) بَابٌ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الطَّعَامِ (التحفة ٤٠)

باب: 40۔ کھانے سے پہلے وضو نہ کرنا

١٨٤٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ

[1847] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ (اس

١٨٤٦ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في غسل اليد قبل الطعام، ح: ٣٧٦١ من حديث قيس بن الربيع به، وقال أحمد: "هو منكر ما حدث به إلا قيس بن الربيع" وقال أبو حاتم: "هذا حديث منكر" وضعفه الذهبي والعراقي وغيرهما ※ قيس ابن الربيع: ضعيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه.

١٨٤٧ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب: في غسل اليدين عند الطعام، ح: ٣٧٦٠، والنسائي، ح: ١٣٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٥ وحسنه البغوي، ح: ٢٨٣٥ وله طريق آخر عند مسلم وغيره ※ حديث عمرو بن دينار: [مسلم، ح: ٣٧٤].

عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ، فَقَالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ قَالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ غَسْلَ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُوضَعَ الرَّغِيفُ تَحْتَ الْقَصْعَةِ.

پر (بعض) صحابۂ کرام ؓ نے کہا: کیا ہم آپ کے لیے پانی نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے وضو کا حکم صرف اس صورت میں دیا گیا ہے جب میں نماز کے لیے اٹھوں۔''

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے عمرو بن دینار نے بھی سعید بن حویرث کے واسطے سے ابن عباس ؓ سے بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ سفیان ثوری کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ روٹی پیالے کے نیچے رکھی جائے۔

فائدہ: کھانے سے پہلے اگر انسان کسی اور غرض کے لیے ہاتھ دھو چکا ہو یا پہلے ہی صاف ستھرے ہوں تو کھانے کے لیے نئے سرے سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر کام کاج کرنے کی بنا پر ہاتھ صاف نہ ہوں تو پھر ضرور دھو لینے چاہئیں۔ اور طب کی رو سے بھی ہاتھ منہ دھونا پسندیدہ عمل ہے۔ لیکن کھانے کے لیے نماز والا وضو کرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے نبی ﷺ نے نماز والے وضو کا انکار کیا ہے کیونکہ آپ نے قرائن حال سے یہ سمجھا تھا کہ وہ نماز والا وضو کرنے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ ؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانا کھانا چاہتے تو پہلے ہاتھ دھو لیتے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسی حالت میں تو ہاتھوں کا دھونا ضروری ہی ہے۔ (ابن ماجه، الطهارة وسننها، حديث: 591)

(المعجم ٤١) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الطَّعَامِ (التحفة ٤١)

باب: 41۔ کھانے کے لیے ''بسم اللہ'' پڑھنا

١٨٤٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوِيَّةِ أَبُو الْهُذَيْلِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِكْرَاشٍ عَنْ أَبِيهِ عِكْرَاشِ ابْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: بَعَثَنِي بَنُو مُرَّةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقَ بِي إِلَى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ: «هَلْ

[1848] سیدنا عکراش بن ذؤیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مرہ بن عبید کی اولاد نے اپنے اموال کے صدقات دے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں آپ کے پاس مدینے میں حاضر ہوا اور آپ کو مہاجرین و انصار کے درمیان بیٹھے ہوئے پایا۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے سیدہ ام سلمہ کے گھر لے چلے اور پوچھا: ''کیا کوئی کھانا ہے؟'' تو ہمارے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں بہت سا ثرید اور

١٨٤٨ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل مما يليك، ح: ٣٢٧٤ عن محمد بن بشار به * العلاء بن الفضل ضعيف (تقريب) وعبيدالله بن عكراش: قال البخاري: "لا يثبت حديثه".

مِنْ طَعَامٍ؟» فَأُتِينَا بِجَفْنَةِ الثَّرِيدِ وَالْوَذْرِ، وَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِي فِي نَوَاحِيهَا وَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِي الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ: «يَا عِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ» ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ أَلْوَانُ التَّمْرِ أَوِ الرُّطَبِ - شَكَّ عُبَيْدُ اللهِ - قَالَ: فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ قَالَ: «يَا عِكْرَاشُ! كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ» ثُمَّ أُتِينَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ: «يَا عِكْرَاشُ! هٰذَا الْوُضُوءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ».

گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ ہم اس سے کھانے لگے۔ میں اپنا ہاتھ پیالے کے ہر طرف مار رہا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے آگے سے کھارہے تھے۔ آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ قابو کرلیا۔ پھر فرمایا: ''اے عکراش! ایک ہی جگہ سے کھا کیونکہ کھانا ایک ہی ہے۔'' پھر ہمارے پاس ایک تھال لایا گیا جس میں مختلف قسم کی خشک یا تر کھجوریں تھیں۔ عکراش کے بیٹے عبیداللہ کو شک ہے (خشک کھجوریں کہا یا تر) تو میں اپنے سامنے سے کھانے لگا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھال میں گردش کررہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ کھانا ایک قسم کا نہیں۔'' پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور اپنی ہتھیلیوں کی تری اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر ملی اور فرمایا: ''اے عکراش! یہ آگ پر پکی چیز کا وضو ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ تَفَرَّدَ الْعَلَاءُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ [وَلَا نَعْرِفُ لِعِكْرَاشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف علاء بن فضل کی روایت سے جانتے ہیں۔ اس کے بیان کرنے میں علاء منفرد ہے۔ اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ ہمارے علم میں عکراش نبی ﷺ سے یہی ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: [اَلْوَذْرُ] وَذْرَةٌ کی جمع ہے، گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں۔

فائدہ: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ آداب دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں۔ بعض روایات آگے آرہی ہیں۔

(المعجم ٤٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ (التحفة ٤٢)

باب:42۔ کدو کھانا

١٨٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

[1849] ابوطالوت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا

١٨٤٩ـ [ضعيف] ⁕ أبو طالوت الشامي: مجهول (تقريب) والحديث الآتي شاهد لبعضه ⁕ وفي الباب عن حكيم بن جابر عن أبيه [الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٠].

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يَأْكُلُ الْقَرْعَ وَهُوَ يَقُولُ: يَا لَكِ شَجَرَةً مَا أُحِبُّكِ إِلَّا لِحُبِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِيَّاكِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا جبکہ وہ کدو کھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے سبزی! میں تجھ سے صرف اس لیے محبت کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو تو محبوب تھی۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں حکیم بن جابر بھی اپنے باپ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

١٨٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ [بْنُ أَنَسٍ] عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ فِي الصَّحْفَةِ - يَعْنِي الدُّبَّاءَ - فَلَا أَزَالُ أُحِبُّهُ.

[1850] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پلیٹ سے کدو تلاش کر رہے تھے۔ تو میں اس وقت سے اس (کدو) سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ. وَرُوِيَ أَنَّهُ رَأَى الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا الدُّبَّاءُ نُكَثِّرُ بِهِ طَعَامَنَا».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے۔ اور مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے کدو دیکھا تو آپ سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''یہ کدو ہے جس کے ساتھ ہم اپنے کھانے کو زیادہ کرتے ہیں۔''

فائدہ: کسی سبزی اور کھانے سے اس لیے پیار کرنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھا، آپ سے محبت اور عقیدت کی علامت ہے۔ اگرچہ شرعی طور پر انسان اسے کھانے یا پسند کرنے کا پابند نہیں لیکن عقیدت و محبت اپنی طبعی پسند و ناپسند کی اسیر نہیں ہوا کرتی۔ وہ محبوب کی ہر ادا سے محبت و پیار کا تعلق رکھتی ہے۔ کدو ایک سرد مزاج انتہائی مفید سبزی ہے جو جلد پکتی اور جلد ہضم ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الزَّيْتِ (التحفة ٤٣)

باب:43۔ روغن زیتون کا استعمال

١٨٥١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

[1851] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کھاؤ اور اس کا تیل ملو

١٨٥٠ـ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب من تتبع حوالي القصعة مع صاحبه إذا لم يعرف منه كراهيةً، ح: ٥٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٠٤١ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٥٤٦، ٥٤٧ بطوله.

١٨٥١ـ أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الزيت، ح: ٣٣١٩ من حديث عبدالرزاق به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٢٢ ووافقه الذهبي وأورده الضياء في المختارة * حديث عبدالرزاق عن معمر عن زيد بن أسلم عن أبيه، في المصنف له: ١٠/ ٤٢٢، ح: ١٩٥٦٨ وللحديث شواهد كثيرة.

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ».

کیونکہ یہ ایک بابرکت درخت سے حاصل ہوتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ. وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَرُبَّمَا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَرُبَّمَا رَوَاهُ عَلَى الشَّكِّ فَقَالَ: أَحْسَبُهُ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَرُبَّمَا قَالَ: عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں صرف عبدالرزاق معمر سے بیان کرتا ہے۔ اور عبدالرزاق اس حدیث کے بیان کرنے میں مضطرب ہے۔ بسا اوقات وہ اسے سیدنا عمر سے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے اور بعض دفعہ شک کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ اسے عمر ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اور بعض دفعہ کہتا ہے: زید بن اسلم اپنے باپ سے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً بیان کرتا ہے۔ ابوداود سلیمان بن معبد اپنی سند سے اسلم سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

١٨٥٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: عَطَاءٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ أَبِي أَسِيدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُوا مِنَ الزَّيْتِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ».

[1852] سیدنا ابو اسید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ کیونکہ وہ ایک بابرکت درخت سے حاصل ہوتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ [سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ] عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف سفیان ثوری عبداللہ بن عیسیٰ سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کی سورۂ نور میں زیتون کو شجرۂ مبارکہ کا نام دیا گیا ہے اور اس کے تیل کی تعریف کی گئی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔

(المعجم ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مَعَ الْمَمْلُوكِ [وَالْعِيَالِ] (التحفة ٣٤)

باب: 44۔ غلام (اور عیال) کے ساتھ کھانا

١٨٥٢۔ [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٢٦٩، ٢٧٠، ح: ٥٩٧ من حديث سفيان يعني الثوري به وتابعه زهير ابن معاوية عنده، ح: ٥٩٦ وصححه الحاكم: ٢/ ٣٩٧، ٣٩٨ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد منها الحديث السابق ❊ عطاء ليس بابن أبي رباح.

١٨٥٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُهُمْ بِذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَفَا أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً فَلْيُطْعِمْهُ إِيَّاهَا».

[1853] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے کھانے کی حرارت اور دھواں برداشت کرے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی ساتھ بٹھا لے۔ اگر وہ (آقا یا خادم) یہ بات پسند نہ کرے تو لقمہ اٹھا کر اسے کھلا دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو خَالِدٍ وَالِدُ إِسْمَاعِيلَ اسْمُهُ سَعْدٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسماعیل کے والد ابوخالد کا نام سعد ہے۔

فائدہ: کھانا پکانے والا خادم یا نوکر چونکہ کھانا پکانے کی مشقت برداشت کرتا ہے اور اس سے اس کھانے کی رغبت و خواہش بھی اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے، اس لیے اگر کھانا وافر ہو تو اسے ساتھ کھلانا چاہیے اور اگر تھوڑا ہو تو پھر بھی کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے۔ اخلاق کریمانہ کا یہی تقاضا ہے۔ اس کھانے سے اسے بالکل محروم رکھنا انتہائی نامعقول بات ہے۔ جب ایک غلام اور خادم کو کھانے میں شریک کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تو بیوی یہ خدمت سرانجام دینے کی بنا پر بالا ولیٰ اس کی حقدار ہوگی۔

(المعجم ٤٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ إِطْعَامِ الطَّعَامِ (التحفة ٤٥)

باب: 45۔ کھانا کھلانے کی فضیلت

١٨٥٤- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ [الْمَعْنِيُّ الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُورَثُوا الْجِنَانَ».

[1854] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور دشمن کی کھوپڑیاں اڑاؤ، جنتوں کے وارث بنائے جاؤ گے۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو، ابن عمر، انس، عبداللہ بن سلام، عبدالرحمن بن عائش اور شریح بن ہانی کی

١٨٥٣ـ أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب: إذا أتاه خادمه بطعامه فليناوله منه، ح: ٣٢٨٩ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به وسنده ضعيف لعنعنة إسماعيل وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وابن ماجه: ٣٢٩٠ وغيرهم.

١٨٥٤ـ [ضعيف] ❊ عثمان الجمحي ليس بالقوي كما في التهذيب وغيره وللحديث شواهد صحيحة دون قوله: "واضربوا الهام تورثوا الجنان" ❊ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [يأتي: ١٨٥٥]، وابن عمر [ابن ماجه، ح: ٣٢٥٢]، وأنس [البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٣٣٦٧]، وعبدالله بن سلام [يأتي: ٢٤٨٥]، وعبدالرحمن بن عائش [البغوي في شرح السنة: ٤/ ٣٦، ح: ٩٢٤]، وشريح بن هانيء عن أبيه [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨١١].

عَائِشٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِيهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ [ابْنِ زِيَادٍ] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اپنے باپ (ہانی) رضی اللہ عنہ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن زیاد کی روایت سے غریب ہے۔

١٨٥٥ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

[1855] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمان کی بندگی کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو۔ امن و سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رحمان کی بندگی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور ہر مسلمان کو سلام کہنا، اس سے واقفیت ہو یا نہ ہو، اور ہر محتاج کو کھانا کھلانا بندوں کا حق ہے۔ تو جو انسان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے، وہ جنتی ہے۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْعَشَاءِ (التحفة ٣٦)

باب: 46۔ شام کا کھانا کھانے کی فضیلت

١٨٥٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلَى الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَلَّاقٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِّنْ حَشَفٍ، فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ».

[1856] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شام کا کھانا کھاؤ اگرچہ ردی کھجور کی ایک مٹھی ہی ہو کیونکہ شام کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کا سبب ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَنْبَسَةُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَلَّاقٍ مَجْهُولٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے (قابل قبول نہیں)۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عنبسہ حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور عبدالملک بن علاق مجہول ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم حکمت (طب) سے اس کا تعلق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کھانے کی ضرورت اور حاجت ہو لیکن کھانا کھایا نہ جائے تو معدے کے اندر حدت اور گرمی پیدا ہوتی ہے اور بھوک کی بنا پر انسان کی طبعی اور اصل رطوبات ختم ہونا

١٨٥٥ـ أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب إفشاء السلام، ح: ٣٦٩٤ من حديث عطاء بن السائب به وللحديث شواهد كثيرة جدًّا.

١٨٥٦ـ [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩٠١ من حديث محمد بن يعلى به وهو ضعيف وعنبسة بن عبدالرحمن: متروك، رماه أبو حاتم بالوضع (تقريب) وللحديث شاهد ضعيف جدًّا عند ابن ماجه، ح: ٣٣٥٥.

شروع ہو جاتی ہیں، کھانے کی اشتہا کم ہو جاتی ہے جو ضعف اور کمزوری کا باعث بنتی ہے۔ اور کمزور و ناتواں انسان جلد بوڑھا ہوتا ہے مگر اس عام طبی قول کو حدیث بنا دیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ٤٧)

باب: 47۔ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا

١٨٥٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ، قَالَ: «ادْنُ يَا بُنَيَّ! وَسَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

[1857] سیدنا عمر بن ابی سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچے جبکہ آپ کے سامنے کھانا پڑا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اے بیٹے! قریب ہو جاؤ، اور اللہ کا نام لو۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي وَجْزَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَأَبُو وَجْزَةَ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ہشام بن عروہ یہ روایت (اپنے باپ کے علاوہ) ابو وجزہ سعدی کی سند سے بھی روایت کرتے ہیں۔ وہ (ابو وجزہ) ایک مزنی آدمی کے واسطے سے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کرتا ہے۔ ہشام بن عروہ کے تلامذہ اس حدیث کے بیان کرنے میں اختلاف کرتے ہیں۔ ابو وجزہ سعدی کا نام یزید بن عبید ہے۔

فوائد و مسائل: ① کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا باعث برکت ہے کیونکہ اس نام کی یہ تاثیر ہے کہ شیطان پاس نہیں آتا اور کھانا شیطان کی شراکت اور شر سے محفوظ ہو جاتا ہے، نیز انسان کے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ کھانا اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کا عطیہ ہے، اور اس کے کرم و احسان سے میں اس قابل ہوا ہوں کہ اسے کھا سکوں اور اس سے فائدہ و لذت حاصل کر سکوں۔ ② بایاں ہاتھ چونکہ عام طور پر نجاست و گندگی کی صفائی کے لیے استعمال ہوتا ہے، نیز دائیں ہاتھ میں بائیں کے مقابلے میں قوت زیادہ ہے جو اس کی فضیلت و برتری کی دلیل ہے، اس لیے اچھے اور پاکیزہ کام رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ سے سرانجام دیتے تھے۔ اس میں شیطان کی مخالفت بھی ہے کیونکہ وہ کھانے پینے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرتا ہے، اس لیے ایک مسلمان کھانے پینے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کرتا ہے۔ ③ اپنے سامنے سے کھانا قناعت پسندی کی دلیل ہے، اور ایک قسم کے کھانے میں ہر طرف ہاتھ بڑھانا حرص و لالچ کی علامت ہے، اور ساتھی کا حق مارنا ہے، اس لیے یہ طریقہ بھی ناپسندیدہ ہے۔

١٨٥٧ - أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب التسمية عند الطعام، ح: ٣٢٦٥ من حديث هشام به مختصرًا، ورواه البخاري، ح: ٥٣٧٦ ومسلم، ح: ٢٠٢٢ من حديث عمر بن أبي سلمة به.

١٨٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ».

[1858] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے تو بسم اللہ کہے۔ اگر کھانے کے شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر کہے: [بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ] ''یعنی آغاز میں اللہ کے نام سے اور انتہا میں بھی۔''

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى كَفَاكُمْ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَأُمُّ كُلْثُومٍ هِيَ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.]

اسی سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک دیہاتی آیا اور دو لقموں ہی میں سارا کھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دیہاتی اگر اللہ کا نام لیتا تو کھانا تم سب کے لیے کافی ہو جاتا۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والی ام کلثوم محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

فائدہ: کھانے کی ابتدا [بِسْمِ اللهِ] سے کرنی چاہیے۔ اگر انسان آغاز میں بھول جائے تو اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ جب یاد آئے تو [بِسْمِ اللهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ] کہہ لے۔ اللہ کا نام خیر و برکت کا باعث ہے اور نام نہ لینے کی صورت میں برکت اٹھ جاتی ہے، خواہ دیگر ساتھی کتنے ہی صالح کیوں نہ ہوں، اس لیے دیہاتی نے سارا کھانا دو لقموں میں ختم کر دیا۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْبَيْتُوتَةِ وَفِي يَدِهِ [رِيحُ] غَمَرٍ (التحفة ٤٨)

باب: 48۔ ہاتھوں میں چکناہٹ یا بو ہو تو اس حالت میں سونا ناپسندیدہ ہے

١٨٥٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لَحَّاسٌ، فَاحْذَرُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ،

[1859] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان بہت آہٹ پانے والا بہت چاٹنے والا ہے، اس لیے اپنی جانوں کے بارے میں اس سے چوکس رہو۔ جو شخص رات کو اس طرح سو گیا کہ اس کے

١٨٥٨ـ أخرجه أبو داود، الأطعمة، باب التسمية على الطعام، ح: ٣٧٦٧ وابن ماجه، ح: ٣٢٦٤ من حديث هشام الدستوائي به مختصرًا، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٤١ والحاكم: ٤/ ١٠٨ ووافقه الذهبي.

١٨٥٩ـ [موضوع] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٧ من حديث أحمد بن منيع وابن عدي: ٧/ ٢٦٠٦ من حديث يعقوب بن الوليد به وهو كذاب كما قال أحمد وغيره ☼ حديث أبي هريرة [أبو داود، ح: ٣٨٥٢ وابن ماجه، ح: ٣٢٩٧].

مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ [رِيحُ] غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

ہاتھ میں چکناہٹ کی بو ہو اور اسے اس وجہ سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو پھر وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے...... اور اسے سہیل بن ابی صالح بھی اپنے باپ کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

١٨٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ [الصَّاغَانِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ [رِيحُ] غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

[1860] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رات کو اس حال میں سویا کہ اس کے ہاتھ پر چکناہٹ کی بو ہے جس کی وجہ سے اسے کوئی نقصان پہنچا تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے اعمش کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

آخِرُ أَبْوَابِ الْأَطْعِمَةِ

١٨٦٠_أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٧ من حديث محمد بن إسحاق البغدادي به وصححه.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں

كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْحُلْوُ الْبَارِدُ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا میٹھا مشروب زیادہ محبوب تھا۔“

(جامع الترمذي، حديث: 1895)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٤) أَبْوَابُ الْأَشْرِبَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢١)

مشروبات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَارِبِ الْخَمْرِ (التحفة ١)

باب:1۔شرابی کا حکم

١٨٦١- حَدَّثَنَا [أَبُو زَكَرِيَّا] يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعُبَادَةَ وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى] حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

[1861] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نشے والی ہر چیز شراب ہے اور نشے والی ہر چیز حرام ہے۔ اور جس شخص نے دنیا میں شراب پی اور وہ اس حال میں مرا کہ وہ اس کے پینے پر ہمیشگی کرتا تھا تو آخرت میں وہ اسے نصیب نہ ہوگی۔“

اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ، ابوسعید، عبداللہ بن عمرو، عبادہ، ابو مالک اشعری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح ہے اور نافع کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔ اور مالک بن انس اسے نافع کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت نہیں کرتے۔

١٨٦١ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح:٢٠٠٣ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، ح:٥٥٧٥ من حديث نافع به مطولًا ومختصرًا ☼ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح:٢٤٧٥ ومسلم، ح:٥٧]، وأبي سعيد [مسلم، ح:١٥٧٨ وعبد بن حميد، ح:٩٨٣]، وعبدالله بن عمرو [أحمد:٢/٢٠٩]، وعبادة [ابن ماجه، ح:٣٣٨٥]، وأبي مالك الأشعري [البخاري، ح:٥٥٩٠ وأبو داود، ح:٣٦٨٨]، وابن عباس [أبو داود، ح:٣٦٨٠ وأحمد:١/٢٧٢].

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) کا مصداق ہے۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جمہور سلف اور خلف کا نظریہ یہی ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ ہر قسم کی شراب اور نشہ آور نبیذ خمر اور حرام ہے۔ ② جو انسان بلا توبہ شراب پیتے ہوئے مر گیا وہ جنت کی انتہائی اعلیٰ اور عمدہ شراب سے محروم رہے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح صحیح مسلم از نووي: 214/13، وتحفة الأحوذي: 5/486، 487)

١٨٦٢ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ [بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ] عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ». قِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: نَهْرٌ مِّنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ.

[1862] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ اگر اس نے دوبارہ یہی حرکت کی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ پھر اگر اس نے (پھر) توبہ کر لی تو اللہ اس پر نظر رحمت فرمائے گا، یعنی توبہ قبول کر لے گا۔ پھر اس نے اگر (تیسری دفعہ) شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اگر پھر وہ توبہ کر لے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ یہی حرکت کی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اگر توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اسے خبال کی نہر سے پلائے گا۔'' پوچھا گیا: اے ابو عبدالرحمن! نہرِ خبال کیا ہے؟ فرمایا: دوزخیوں کی پیپ کی نہر ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَّابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اس کے ہم معنی مرفوع روایت عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① شراب ایک ایسی مضر اور نقصان دہ چیز ہے کہ اس کے استعمال سے انسان کچھ وقت کے لیے عقل و تفکر کے جوہر سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور عقل ایک ایسا جوہر ہے جو معرفت الٰہی کا وسیلہ ہے جس کی بنیاد پر انسان مکلف ٹھہرتا اور اشرف المخلوقات قرار پاتا ہے۔ انسان کے اس جوہر کی حفاظت کے لیے شریعت نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔ ② شراب پینے سے

١٨٦٢ـ [صحيح لغيره] وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٣٧٧ والنسائي، ح: ٥٦٧٣ وغيرهما * ورواه أحمد: ٢/ ٣٥ من حديث معمر عن عبدالله بن عبيد بن عمير عن ابن عمر به بغير هذا اللفظ.

انسان نماز کے اصل مقصد سے محروم ہو جاتا ہے کہ وہ برائی و بے حیائی سے روکنے کا باعث ہے، اور نور و برہان ہے جس سے اسلام کے اعمال و آداب کو اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ③ ایک دفعہ شراب پینے سے آدمی چالیس دن کی نماز کے ثمرات و برکات سے محروم ہو جاتا ہے اگر صحیح طریقے سے نماز پڑھی ہے تو فریضہ ادا ہو جاتا ہے، دوبارہ نہیں پڑھنی پڑے گی۔ اور بار بار پینے کا نتیجہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کو خالص توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ محض زبانی کلامی توبہ کرتا ہے جو قبول نہیں ہوتی۔ اور جو شراب پینے سے توبہ کیے بغیر مرے گا، قیامت کے روز اسے دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ، پیپ اور لہو پلایا جائے گا۔ جامع ترمذی میں صدید اور صحیح مسلم میں عُصارۃ کا لفظ ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (التحفة ٢)

باب:2۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے

١٨٦٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ؟ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

[1863] سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے بِتْع (شہد کے نبیذ) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو، حرام ہے۔''

١٨٦٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ [الْكُوفِيُّ] وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

[1864] سیدنا ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٨٦٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع، ح: ٥٥٨٥ ومسلم، ح: ٢٠٠١ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٨٤٥.

١٨٦٤ـ أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب كل مسكر حرام، ح: ٣٣٩٠ والنسائي، ح: ٥٥٩٠ من حديث محمد بن عمرو الليثي به وسنده حسن وهو من الأحاديث المتواترة * وفي الباب عن عمر [أبو يعلى: ١/ ٢١٣، ح: ٢٤٨]، وعلي [ابن عدي: ٢/ ٧٦٧]، وابن مسعود [ابن ماجه، ح: ٣٣٨٨، ٣٤٠٦]، وأنس [أحمد: ٣/ ١١٢، ١١٩، ١٥٤]، وأبي سعيد [أحمد: ٣/ ٦٣، ٦٦]، وأبي موسى [البخاري، ح: ٤٣٤٤ ومسلم، ح: ١٧٣٣] والأشج العصري [ابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني: ٣/ ٢٦٦، ح: ١٦٤٤]، وديلم [أبو داود، ح: ٣٦٨٣]، وميمونة [لم أجده]، وابن عباس [أبو داود، ح: ٣٦٨٠] وقيس بن سعد [أحمد: ٣/ ٤٢٢]، والنعمان بن بشير [أبو داود، ح: ٣٦٧٦]، ومعاوية [ابن ماجه، ح: ٣٣٨٩]، ووائل بن حجر [ابن عدي: ٦/ ٢١٦٦]، وقرة المزني [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٣٤٩، ٣٥٠، ح: ٢٩١٤] وعبدالله بن المغفل [أحمد: ٤/ ٨٧ نحو المعنى]، وأم سلمة [أبو داود، ح: ٣٦٨٦]، وبريدة [يأتي: ١٨٦٩]، وأبي هريرة [النسائي، ح: ٥٥٩١]، وعائشة [البخاري، ح: ٢٤٢ ومسلم، ح: ٢٠٠١].

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ [وَأَنَسٍ] وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي مُوسٰى وَالْأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ وَدَيْلَمَ وَمَيْمُونَةَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقُرَّةَ الْمُزَنِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ. وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اس مسئلے میں سیدنا عمر، علی، ابن مسعود، انس، ابوسعید، ابوموسیٰ، اشج عصری، دَیلم، سیدہ میمونہ، عائشہ، سیدنا ابن عباس، قیس بن سعد، نعمان بن بشیر، معاویہ، عبداللہ بن مغفل، سیدہ ام سلمہ، سیدنا بریدہ، ابوہریرہ، وائل بن حجر اور قرہ مزنی رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ (گویا اوپر جو اسے حسن صحیح کہا ہے وہ درحقیقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعد ہونا چاہیے۔) ابوسلمہ سے سیدنا ابوہریرہ سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت بیان کی گئی ہے۔ ابوسلمہ کا ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم دونوں سے حدیث بیان کرنا صحیح ہے۔ کئی راویوں نے محمد بن عمرو سے ابوسلمہ کی روایت ابوہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا بتع کے بارے میں کیے گئے سوال کا یہ جواب دینا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، ایک قاعدہ اور ضابطہ ہے جس سے ہر نشہ آور چیز کا حکم معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حرام ہے، اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔ جمہور سلف و خلف کا یہی موقف ہے۔ اس میں تمباکو، سگریٹ، بیڑی، نسوار اور حقہ وغیرہ سب کی حرمت واضح ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ [مَا جَاءَ:] مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ (التحفة ٣)

باب:3۔ جس نشہ آور چیز کی زیادہ مقدار سے نشہ ہوتا ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

١٨٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

[1865] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“

١٨٦٥۔ أخرجه أبو داود، الأشربة، باب ما جاء في السكر، ح: ٣٦٨١ عن قتيبة وابن ماجه، ح: ٣٣٩٣ من حديث داود بن بكر به وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠ وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان): ٧/ ٣٧٩، ح: ٥٣٥٨ * وفي الباب عن سعد [النسائي، ح: ٥٦١٢]، وعائشة [يأتي: ١٨٦٦]، وعبدالله بن عمرو [ابن ماجه، ح: ٣٣٩٤]، وابن عمر [ابن ماجه، ح: ٣٣٩٢]، وخوات بن جبير [الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٠٥، ح: ٤١٤٩].

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّعَائِشَةَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَّابْنِ عُمَرَ وَخَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ جَابِرٍ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، سیدہ عائشہ، عبداللہ بن عمرو، ابن عمر اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

فائدہ: اس مضمون کی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے۔ احناف کا یہ کہنا کہ جب تک اس کی مقدار نشہ آور ہونے کی حد تک نہ پہنچے تو وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے (الكوكب الدري: 32/3) درست نہیں۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ جس شراب کی زیادہ مقدار زیادہ نشہ آور ہے اور کم مقدار نشہ آور نہیں ہے، وہ حلال ہے اور جس کی کم مقدار نشہ آور ہے وہ حرام ہے۔ (33/3) یہ تاویل نہیں، تحریف ہے اور تقلید کی مہربانی ہے۔ اگلی حدیث اس کی مزید تردید کر رہی ہے۔

١٨٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مَّهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ؛ ح: وَّحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ مَّهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، مَّا أَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ».

[1866] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس کا ایک فرق (تین صاع) نشہ آور ہو اس کا چلو بھر بھی حرام ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] قَالَ أَحَدُهُمَا فِي حَدِيثِهِ: اَلْحَسْوَةُ مِنْهُ حَرَامٌ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَدْ رَوَاهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ وَّالرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ. وَأَبُو عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَّيُقَالُ: عُمَرُ بْنُ سَالِمٍ [أَيْضًا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے ایک استاد نے اپنی روایت میں کہا: اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ لیث بن ابی سلیم اور ربیع بن صبیح بھی ابوعثمان انصاری سے مہدی بن میمون کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابوعثمان انصاری کا نام عمرو بن سالم ہے، اور عمر بن سالم بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو تو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے، وہ کم مقدار نشہ آور ہو یا نہ ہو۔

١٨٦٦- أخرجه أبو داود، الأشربة، باب ما جاء في السكر، ح: ٣٦٨٧ من حديث مهدي بن ميمون به و صححه ابن الجارود، ح: ٨٦١ وابن حبان، ح: ١٣٨٨.

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي نَبِيذِ الْجَرِّ (التحفة ٤)

باب:4۔ مٹکے کا نبیذ

١٨٦٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ؟ فَقَالَ: نَعَمْ.

[1867] طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مٹکے کے نبیذ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

فَقَالَ طَاوُسٌ: وَاللّٰهِ إِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْهُ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى وَأَبِي سَعِيدٍ وَسُوَيْدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

طاؤس کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے یہ بات ان سے سنی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن ابی اوفی، ابوسعید، سوید، سیدہ عائشہ، سیدنا ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کھجور، منقہ، انگور، شہد، جو، گندم اور دوسری اجناس کسی برتن میں پانی میں ڈال دی جاتی ہیں اور اتنی دیر اس میں پڑی رہتی ہیں کہ ان چیزوں کا ذائقہ اور مٹھاس پانی میں آ جاتی ہے، جب تک نشے کی کیفیت پیدا نہ ہو تو اسے نبیذ کہتے ہیں۔ عربوں میں اس کا عام رواج تھا۔ روغنی اور رنگدار مٹکوں میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے ایسے برتنوں میں نبیذ بنانے سے شروع اسلام میں منع فرمایا تھا جن میں شراب بنائی جاتی تھی یا اس میں نشہ جلد پیدا ہوتا تھا۔ ان کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ (التحفة ٥)

باب:5۔ کدو کے تونبے (خول) کھجور کی کھدی جڑ اور روغنی مٹکے میں نبیذ بنانا ناپسندیدہ ہے

١٨٦٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى:

[1868] عمرو بن مرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

١٨٦٧۔ أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . إلخ، ح:١٩٩٧/ ٥٠ من حديث إسماعيل ابن علية به * وفي الباب عن ابن أبي أوفى [البخاري، ح:٥٥٩٦]، وأبي سعيد [يأتي:١٨٧٧]، وسويد (بن مقرن) [أحمد:٣/ ٤٤٧، ٥/ ٤٤٤]، وعائشة [ابن ماجه، ح:٣٤٠٧]، وابن الزبير [النسائي، ح:٥٦٢١]، وابن عباس [مسلم، ح:١٩٩٧].

١٨٦٨۔ أخرجه مسلم، أيضًا، ح:١٩٩٧/ ٥٧ من حديث شعبة به وهو في مسند الطيالسي، ح:١٩٣٩ نحو المعنى * وفي الباب عن عمر [أحمد:١/ ٢٧]، وعلي [البخاري، ح:٥٥٩٤ ومسلم، ح:١٩٩٤]، وابن عباس [البخاري، ح:٥٣ ومسلم، ح:١٩٩٧]، وأبي سعيد [مسلم، ح:١٩٩٦]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح:٣٤٠١]، وعبدالرحمن بن يعمر [الترمذي في العلل:٥/ ٧٦١ وابن ماجه، ح:٣٤٠٤]، وسمرة (ابن جندب) [أحمد:٥/ ١٧]، وأنس [البخاري، ح:٥٥٨٧ ومسلم، ح:١٩٩٢، ١٩٩٣]، وعائشة [البخاري، ح:٥٥٩٥ ومسلم، ح:١٩٩٥]، وعمران بن حصين [أحمد:٤/ ٤٤٧ والنسائي، ح:٥١٩٠]، وعائذ بن عمرو [أحمد:٥/ ٦٤، ٦٥]، والحكم الغفاري [أحمد:٤/ ٢١٣]، وميمونة [أحمد:٣٣٢، ٣٣٣].

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَاذَانَ يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَوْعِيَةِ وَأَخْبِرْنَاهُ بِلُغَتِكُمْ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا، فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمَةِ وَهِيَ الْجَرَّةُ، وَنَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ، وَنَهٰى عَنِ النَّقِيرِ وَهُوَ أَصْلُ النَّخْلِ يُنْقَرُ نَقْرًا أَوْ يُنْسَجُ نَسْجًا، وَنَهٰى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهِيَ الْمُقَيَّرُ، وَأَمَرَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الْأَسْقِيَةِ.

میں نے زاذان کو یہ کہتے سنا کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا کہ ہمیں اپنی زبان میں ان کی خبر دو اور ہماری زبان میں ان کی تفسیر بتاؤ۔ انھوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے حَنْتَمَہ سے منع فرمایا۔ اس سے مراد روغنی مٹکا ہے۔ اور آپ نے دُبَّاء سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد کدو کا تونبا ہے۔ اور نَقِیر سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد کھجور کا تنا ہے، جسے اچھی طرح کھودا جاتا ہے یا اسے اچھی طرح بنا جاتا ہے۔ آپ نے مُزَفَّت سے منع فرمایا ہے۔ اس سے مراد تارکول یا لاکھ لگا ہوا مٹکا ہے۔ اور آپ نے مشکیزوں میں نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ وَسَمُرَةَ وَأَنَسٍ وَعَائِشَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو وَالْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَمَيْمُونَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عمر، علی، ابن عباس، ابو سعید، ابو ہریرہ، عبدالرحمن بن یعمر، سمرہ، انس، سیدہ عائشہ، سیدنا عمران بن حصین، عائذ بن عمرو، حکم غفاری اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: شراب عربوں کی گھٹی میں رچی بسی ہوئی تھی اور وہ عام طور پر ان چار قسم کے برتنوں میں شراب تیار کرتے تھے۔ جب شراب کی قطعی حرمت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے انھیں ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرما دیا کیونکہ ان برتنوں کے استعمال سے شراب کی طلب وخواہش پیدا ہونے کا خطرہ تھا، اور ان میں نبیذ بنانے کی صورت میں اس کی نشہ آور حد کا امتیاز مشکل تھا جبکہ ان میں نشہ جلد پیدا ہوتا تھا۔ اور مشکیزے میں نبیذ بنانے کی صورت میں نشہ پیدا ہونے کا پتا چل سکتا تھا کیونکہ وہ باریک اور نرم تھے اور نشہ پیدا ہونے کی صورت میں عام طور پر پھٹ بھی جاتے تھے۔ (تحفة الأحوذي: 5/496، 497)

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الظُّرُوفِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ مذکورہ برتنوں میں نبیذ بنانے کی رخصت

١٨٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

[1869] سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے

١٨٦٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧ من حديث أبي عاصم النبيل به.

وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ، وَإِنَّ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں کچھ برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا، حالانکہ کوئی برتن نہ کسی چیز کو حلال بناتا ہے اور نہ حرام، بلکہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٨٧٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الظُّرُوفِ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ الْأَنْصَارُ، فَقَالُوا: لَيْسَ لَنَا وِعَاءٌ، قَالَ: «فَلَا إِذَنْ».

[1870] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا تو انصار نے آپ سے شکایت کی، کہنے لگے: ہمارے پاس اور برتن نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب (ان برتنوں کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَّ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، ابوہریرہ، ابوسعید اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب شراب کی حرمت کا عام طور پر لوگوں کو علم ہوگیا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت و کراہت پوری طرح جاگزیں ہوگئی اور اس بات کا خطرہ نہ رہا کہ یہ برتن شراب کی یاد دلا کر اس کی طلب اور خواہش پیدا کریں گے اور نبیذ کے نشہ آور ہونے کی کیفیت وصورت کا بھی پتا چل گیا، علاوہ ازیں لوگوں کو برتنوں کے استعمال میں دقت محسوس ہونے لگی تو نبی ﷺ نے تمام برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی اور فرمادیا کہ نشہ آور ہونے کی صورت میں نبیذ کا استعمال جائز نہیں۔ (تحفة الأحوذي: 498/5)

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ [فِي الْاِنْتِبَاذِ] فِي السِّقَاءِ (التحفة ٧)

باب:7۔ مشکیزے میں نبیذ بنانا

١٨٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ

[1871] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ

١٨٧٠ـ [صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٢ من حديث سفيان الثوري به "فلا إذن" أي فلا إذًا ※ وفي الباب عن ابن مسعود [ابن ماجه، ح: ٣٤٠٦]، وأبي هريرة [مسلم، ح: ١٩٩٣]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ١٨ وابن حبان، ح: ١٣٩١]، وعبدالله بن عمرو [البخاري، ح: ٥٥٩٣ ومسلم، ح: ٢٠٠٠].

١٨٧١ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٥ عن محمد بن المثنى به ※ وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ١٩٩٨، ١٩٩٩]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ١٨]، وابن عباس [مسلم، ح: ٢٠٠٤].

الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوكَأُ فِي أَعْلَاهُ، لَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً وَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً وَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بناتے تھے۔ اس کا اوپر والا سرا باندھ دیا جاتا تھا۔ اس کا نیچے کی طرف بھی منہ تھا۔ ہم اس میں صبح کو نبیذ تیار کرتے تو آپ ﷺ اسے شام کو پی لیتے اور شام کو تیار کرتے تو آپ صبح کو پی لیتے۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا.

اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یونس بن عبید کی روایت سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔ یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: نبیذ پینا بشرطیکہ اس میں نشہ پیدا نہ ہوا ہو بالاتفاق جائز ہے۔ مشکیزے میں نبیذ کو ہوا لگتی رہتی ہے اور اس میں سے مساموں کے ذریعے سے پانی مشکیزے کی بیرونی سطح پر نمی کا باعث بنتا ہے جس کی بنا پر اس میں جلد نشہ پیدا نہیں ہوتا، اس لیے آپ ایک دن سے تین دن تک مشکیزے میں تیار کردہ نبیذ پی لیتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ گرمیوں میں صبح و شام پی لیتے ہوں اور سردیوں میں دو تین دن تک پی لیتے ہوں کیونکہ گرمیوں میں سردیوں کے مقابلے میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 5/500)

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبُوبِ الَّتِي يُتَّخَذُ مِنْهَا الْخَمْرُ (التحفة ٨)

باب:8۔ وہ غلے جن سے خمر (شراب) تیار ہوتی ہے

١٨٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرًا، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا».

[1872] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ گندم سے شراب بنتی ہے۔ جو سے شراب بنتی ہے۔ کھجور سے شراب بنتی ہے۔ منقے سے شراب بنتی ہے اور شہد سے شراب بنتی ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

١٨٧٢- أخرجه أبو داود، الأشربة، باب الخمر مما هي؟، ح:٣٦٧٦ من حديث إسرائيل به * إبراهيم بن المهاجر وثقه الجمهور وتابعه أبو حريز عبدالله بن الحسين وللحديث شواهد * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ١٨٧٥].

١٨٧٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ نَحْوَهُ وَرَوَى أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا» فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

[1873] حسن بن علی خلال اسرائیل کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابوحیان تیمی یہ حدیث شعبی سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: گندم سے بھی شراب بنتی ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

١٨٧٤- أَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا [بِهٰذَا] وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ: لَمْ يَكُنْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بِالْقَوِيِّ [فِي الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ - أَيْضًا - عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ].

[1874] ابو حیان تیمی یہ حدیث شعبی سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: گندم سے بھی شراب بنتی ہے۔ اور پوری روایت بیان کی۔ یہ حدیث ابراہیم بن مہاجر کی مذکورہ حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ ابراہیم بن مہاجر حدیث کے معاملے میں قوی نہیں۔ اور یہ حدیث کئی سندوں سے شعبی کے واسطے سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب صرف انگور ہی سے نہیں بنتی بلکہ کئی دوسری چیزوں سے بھی تیار کی جاتی ہے اور وہ بھی خمر (شراب) ہی ہوتی ہے۔ صحیحین میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جب شراب (خمر) کی حرمت نازل ہوئی تو یہ عام طور پر انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار کی جاتی تھی۔ (صحیح مسلم، التفسیر، حدیث: 7559 (3032)، وصحیح البخاري، الأشربة، حدیث: 5581) اور ہر وہ مشروب جو عقل کو ڈھانپ لے (اس کے زوال کا باعث بنے) وہ خمر ہے، اس لیے خمر کو انگوری شراب سے مخصوص کرنا، جیسا کہ احناف کا موقف ہے، قطعاً درست نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 501/5-504، وفتح الباري: 45/10)

١٨٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَعِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا

[1875] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''(اصلی اور تیز) شراب ان دو درختوں: کھجور اور انگور سے تیار کی جاتی ہے۔''

١٨٧٣- انظر الحديث السابق.

١٨٧٤- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان﴾، ح: ٤٦١٩ ومسلم، ح: ٣٠٣٢ من حديث عبدالله بن إدريس به.

١٨٧٥- أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ مما يتخذ من النخل والعنب، يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥/ ١٤ من حديث الأوزاعي به.

هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ هُوَ الْغُبَرِيُّ وَاسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غُفَيْلَةَ [وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ هٰذَا الْحَدِيثَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوکثیر سُحَیمی جو غُبَری ہے اس کا نام یزید بن عبدالرحمن بن غُفیلہ ہے۔ اور شعبہ یہ حدیث عکرمہ بن عمار کی سند سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: امراء اور خوشحال طبقہ عام طور پر شراب ان دو چیزوں سے اور عوام بہت سی دوسری چیزوں سے تیار کرتے تھے۔ سب سے اعلیٰ اور تیز شراب انھیں دو چیزوں سے تیار کی جاتی تھی۔ اب اور بھی کئی چیزوں سے تیار کی جاتی ہے اور اس کی بے شمار قسمیں ہیں لیکن اس کی ہر قسم حرام ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ (التحفة ٩)

باب:9۔ اَدھ پکی کھجور اور پکی کھجور کا آمیزہ بنانا

١٨٧٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

[1876] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اَدھ پکی کھجور اور تازہ کھجور دونوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٨٧٧ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا، وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَ بَيْنَهُمَا، وَنَهٰى عَنِ الْجِرَارِ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهَا.

[1877] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچی کھجور اور پکی کھجور دونوں کو (نبیذ کے لیے) ملانے سے منع فرمایا، اور منقیٰ اور خشک کھجور کے ملانے سے منع فرمایا، اور روغنی مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ وَأَبِي قَتَادَةَ

اس مسئلے میں سیدنا انس، جابر، ابوقتادہ، ابن عباس، سیدہ

١٨٧٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح:١٩٨٦ عن قتيبة، والبخاري، ح:٥٦٠١ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

١٨٧٧- أخرجه مسلم، أيضًا، ح:١٩٨٧ من حديث سليمان التيمي به * وفي الباب عن أنس [أحمد:٣/ ١٣٤، ١٤٠، ٢١٠، ٢٥١]، وجابر [تقدم:١٨٧٦]، وأبي قتادة [البخاري، ح:٥٦٠٢ ومسلم، ح:١٩٨٨ ومالك في الموطإ: ٢/ ٨٤٤]، وابن عباس [مسلم، ح:١٩٩٧]، وأم سلمة [أبو داود، ح:٣٧٠٦ وأحمد:٦/ ٢٩٢]، ومعبد بن كعب عن أمه [أحمد:٦/ ١٨ والحميدي، ح:٣٥٧].

وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَمَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أُمِّهِ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور معبد بن کعب کی اپنی ماں سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: احادیث میں جن مختلف چیزوں کو باہم ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انھیں ملا کر پانی میں ڈالنے سے نشے کی کیفیت جلد پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بطور احتیاط بعض برتنوں کی طرح اس طریقے سے نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا اور ان چیزوں سے الگ الگ نبیذ بنانے کا حکم دیا۔ لیکن جب مشروط طور پر ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی گئی تو ان چیزوں کے ملانے کی بھی اجازت مل گئی جیسا کہ ابوداود کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے لیے انگور اور کھجور کو ملا کر نبیذ تیار کی جاتی تھی۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الأشربة، حديث: 3707) لیکن اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ اس میں نشے کی کیفیت پیدا نہ ہو کیونکہ نشہ آور نبیذ کا استعمال ناجائز ہے۔ (تحفة الأحوذي: 506/5)

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ سونے اور چاندی کے برتن میں پینا ناجائز ہے

١٨٧٨- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى يُحَدِّثُ أَنَّ حُذَيْفَةَ اسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ إِنْسَانٌ بِإِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُهُ فَأَبٰى أَنْ يَنْتَهِيَ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ».

[1878] ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا تو ایک آدمی ان کے پاس چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ انھوں نے وہ برتن اسے ہی دے مارا اور کہا: میں اسے روک چکا ہوں مگر اس نے باز رہنے سے انکار کر دیا ہے (اس لیے میں نے اسے نشانہ بنایا ہے۔) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی اور سونے کے برتن میں پینے سے منع فرمایا ہے، حریر و دیبا کے پہننے سے روکا ہے اور فرمایا: ”یہ چیزیں ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَالْبَرَاءِ وَعَائِشَةَ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدہ ام سلمہ، سیدنا براء اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا، اسی طرح مردوں کا ریشم و دیبا پہننا دراصل اپنی دولت مندی اور سرمایہ

١٨٧٨- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . إلخ، ح: ٢٠٦٧ عن محمد بن بشار، والبخاري، ح: ٥٨٣١ من حديث شعبة به ☆ وفي الباب عن أم سلمة [البخاري، ح: ٥٦٣٤ ومسلم، ح: ٢٠٦٥]، والبراء [البخاري، ح: ١٢٣٩ ومسلم، ح: ٢٠٦٦]، وعائشة [ابن ماجه، ح: ٣٤١٥].

داری کا اظہار اور بے جا نمائش ہے، اور ایک طرح سے تکبر اور اپنی بڑائی کا اظہار ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اس سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔ عورتیں چونکہ گھر میں رہتی ہیں، اس لیے ان کے لیے سونے چاندی کے زیورات اور ریشمی لباس پہننا، اگر نمائش اور تکبر کی غرض سے نہ ہو، دکھاوا مقصود نہ ہو، جائز ہے۔ کافر چونکہ اپنے آپ کو حدود الٰہی کا پابند نہیں سمجھتے، اس لیے وہ ان چیزوں کو بے دھڑک استعمال کرتے ہیں لیکن آخرت میں ان سے محروم ہوں گے کیونکہ یہ جنتیوں کے لیے ہیں اور وہ دوزخی ہیں۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا (التحفة ١١)

باب: 11۔ کھڑے ہو کر پینا منع ہے

١٨٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ [بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ]، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. فَقِيلَ: الْأَكْلُ؟ قَالَ: «ذَاكَ أَشَدُّ».

[1879] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر پیے۔ پوچھا گیا: کھانا؟ جواب دیا: ”وہ سنگین تر ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر کھاتے پیتے تھے اور کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع فرماتے تھے، اس لیے آج کل تقریبات اور دعوتوں میں کھڑے ہو کر اور چلتے پھرتے کھانے پینے کا جو عام رواج ہو گیا ہے اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں، شخصی اور انفرادی طور پر ضرورت کے تحت اگر کبھی چلتے چلتے پی لیا جائے یا چلتے چلتے گنا چوس لیا جائے، کوئی خشک پھل اور دانے وغیرہ چبا لیے جائیں جیسا کہ دیہات میں کسان اپنے کام کے ساتھ یہ کام بھی کر لیتے ہیں تو اس کی گنجائش ہے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

١٨٨٠- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ، عَنِ الْجَارُودِ بْنِ الْعَلَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا.

[1880] سیدنا جارود بن علاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

١٨٧٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب قائمًا، ح: ٢٠٢٤ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

١٨٨٠ـ أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٦٨، ح: ٢١٢٤ من حديث خالد بن الحارث به، سعيد هو ابن أبي عروبة، والجارود هو ابن عمرو بن المعلى العبدي يكنى أبا المنذر، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره * حديث قتادة عن يزيد بن عبدالله بن الشخير، أخرجه الطبراني: ٢/ ٢٦٥، ح: ٢١١٥ وتابعه خالد الحذاء ورواه أيوب عن يزيد عن مطرف عن أبي مسلم عن الجارود به وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٢٥٠٢ وللحديث شواهد كثيرة وهو حديث صحيح * وفي الباب عن أبي سعيد(مسلم، ٢٠٢٥).

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ جَارُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ». وَالْجَارُودُ بْنُ الْمُعَلّٰى يُقَالُ: ابْنُ الْعَلَاءِ وَالصَّحِيحُ: ابْنُ الْمُعَلّٰى.

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور کئی راویوں نے سعید سے اسی طرح بیان کی ہے کہ قتادہ، ابومسلم کی جارود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کی گمشدہ چیز (پر قبضہ کر لینا) آگ میں جلنا ہے۔'' اور جارود بن معلّٰی کو جارود بن علاء بھی کہا جاتا ہے۔ صحیح ابن معلّٰی ہے۔

نوٹ: قتادہ کی یزید بن عبداللہ بن شخیر سے روایت کی سند، دارالسلام کے نسخے میں درست نہیں ہے۔ صحیح سند کے لیے دیکھیے: (عارضة الأحوذي: 74/8، تحفة الأحوذي: 111/3، وسنن الترمذي، تحقيق التعليق إبراهيم عطوه: 301/4)

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشُّرْبِ قَائِمًا (التحفة ١٢)

باب: 12۔ کھڑے ہو کر پینے کی رخصت کا بیان

١٨٨١ - حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.

[1881] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے چلتے کھا لیتے تھے اور کھڑے کھڑے پی لیتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوٰى عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْبَزَرِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبُو الْبَزَرِيِّ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ عُطَارِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عبیداللہ بن عمر کی روایت سے غریب ہے۔ اور عمران بن حدیر بھی یہ حدیث ابو بزری کے واسطے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہے۔ اور ابو بزری کا نام یزید بن عطارد ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگوں کی عام خوراک کھجور تھی جسے بعض دفعہ کام کاج کے لیے جاتے ہوئے راستے میں چلتے چلتے کھا لیا جاتا تھا لیکن اس سے تہذیب مغرب کی نقالی میں مجالس میں کھڑے ہو کر، یا چلتے چلتے کھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

١٨٨١ـ أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل قائمًا، ح: ٣٣٠١ عن سلم بن جنادة به وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٩ وحفص بن غياث صرح بالسماع عنده.

١٨٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ.

[1882] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، سعد، عبداللہ بن عمرو اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: طواف سے فراغت کے بعد چونکہ بئر زم زم پر انتہائی رش تھا اور بیٹھنا بھی ممکن نہ تھا، اس لیے نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا تاکہ یہ پتا چل سکے کہ ضرورت کے تحت کھڑے کھڑے پینا جائز ہے۔ (عارضة الأحوذي: 74/8) صحیح بخاری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم پلایا تو آپ نے کھڑے کھڑے پی لیا۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ عکرمہ نے قسم اٹھا کر کہا: آپ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔ (صحیح البخاري، الحج، حدیث: 1637)

١٨٨٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا.

[1883] سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے (دونوں طرح سے) پیتے دیکھا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کھڑے ہو کر پینے سے بعض صحیح روایات میں نہایت سختی سے منع کیا گیا ہے، اس لیے مذکورہ روایات میں جو کھڑے ہو کر پینے کا ذکر ہے، ان سے اس کا صرف جواز معلوم ہوتا ہے، تاہم بیٹھ کر پینا افضل ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ١٣)

باب: 13- (مشروب پیتے وقت) برتن میں سانس لینا

١٨٨٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَا:

[1884] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

١٨٨٢- أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب من زمزم قائمًا، ح:٢٠٢٧ من حديث هشيم، والبخاري، ح:١٦٣٧ من حديث عاصم الأحول به ※ وفي الباب عن علي [البخاري، ح:٥٦١٥، ٥٦١٦]، وسعد (بن أبي وقاص) [الترمذي في الشمائل، ح:٢١٤]، وعبدالله بن عمرو [يأتي:١٨٨٣]، وعائشة [أحمد:٦/١٦١].

١٨٨٣- أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٤ من حديث عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده.

١٨٨٤- أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثًا خارج الإناء، ح:٢٠٢٨ من حديث عبدالوارث به ※ حديث هشام الدستوائي: ورواه مسلم، ح:٢٠٢٨، وحديث عزرة بن ثابت: رواه البخاري، ح:٥٦٣١ ومسلم:٢٠٢٨/ ١٢٢.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: «هُوَ أَمْرَأُ وَأَرْوٰى».

ﷺ (پیتے وقت) برتن میں تین سانس لیتے تھے اور فرماتے: ''یہ زیادہ خوش گوار اور زیادہ سیرابی کا باعث ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]. وَرَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسٍ. وَرَوٰى عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا. حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [بِذٰلِكَ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثًا. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اسے ہشام دستوائی نے ابوعصام کے واسطے سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ اور عزرہ بن ثابت نے ثمامہ کے واسطے سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔ جناب بندار کی سند سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ برتن میں تین سانس لیتے تھے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: برتن میں تین سانس لینے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ برتن سے پیتے وقت برتن سے منہ الگ کر کے تین سانس لیتے تھے کیونکہ متفق علیہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الوضوء، حدیث: 153، وصحیح مسلم، الأشربة، حدیث: 5285(267)) برتن کے اندر سانس لینے کی صورت میں اندر کی بدبو پانی میں مل جاتی ہے یا بعض دفعہ تھوک گر جاتا ہے جسے خود ہی انسان برا محسوس کرتا ہے اور یہ چیز صحت کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ اور برتن سے منہ الگ کر کے سانس لینا زیادہ سیرابی کا باعث ہے۔ صحت بخش ہونے کے ساتھ معدے کے لیے زیادہ خوش گوار بھی ہے۔

١٨٨٥ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ سِنَانٍ الْجَزَرِيِّ، عَنِ ابْنٍ لِعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ، وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ».

[1885] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کی طرح یکبار ایک ہی سانس سے مت پیو بلکہ دو دو تین تین سانس میں پیا کرو اور جب تم پینے لگو تو اللہ کا نام لو، اور جب (منہ سے) برتن ہٹاؤ تو اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَيَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الْجَزَرِيُّ هُوَ أَبُو فَرْوَةَ الرُّهَاوِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور یزید بن سنان جزری کی کنیت ابوفروہ رُہاوی ہے۔

١٨٨٥ـ [ضعيف] ✽ يزيد بن سنان: ضعيف وشيخه كأنه يعقوب وهو ضعيف وإلا فمجهول كما في التقريب وغيره.

(المعجم ١٤) بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ

(التحفة ١٤)

١٨٨٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ يَتَنَفَّسُ مَرَّتَيْنِ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ. قَالَ: وَسَأَلْتُ [أَبَا مُحَمَّدٍ] عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ قُلْتُ: هُوَ أَقْوٰى أَمْ مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ؟ قَالَ: مَا أَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُهُمَا عِنْدِي، قَالَ: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا، فَقَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ مِنْ رِشْدِينَ بْنِ كُرَيْبٍ. وَالْقَوْلُ عِنْدِي مَا قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: رِشْدِينُ بْنُ كُرَيْبٍ أَرْجَحُ وَأَكْبَرُ، وَقَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَرَآهُ وَهُمَا أَخَوَانِ وَعِنْدَهُمَا مَنَاكِيرُ.

باب: 14۔ دو سانس سے پینا

[1886] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو دو سانس لیتے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں رشدین بن کریب کی روایت سے آئی ہے۔ میں نے ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن (امام دارمی رحمہ اللہ) سے رشدین بن کریب کے بارے میں پوچھا، میں نے کہا: وہ زیادہ قوی ہے یا محمد بن کریب؟ انھوں نے جواب دیا: وہ حیران کن حد تک ملتے جلتے ہیں اور میرے نزدیک رشدین بن کریب راجح ہے۔ پھر میں نے اس کے بارے میں امام محمد بن اسماعیل (بخاری) رحمہ اللہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا: دونوں بھائیوں میں سے محمد بن کریب راجح ہے۔ اور میرے (امام ترمذی) نزدیک بات وہی ہے جو ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن نے کہی ہے کہ رشدین بن کریب راجح اور بڑا ہے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پایا ہے (ان سے ملاقات ہے) اور انھیں دیکھا ہے۔ وہ دونوں بھائی ہیں اور منکر روایات بھی بیان کرتے ہیں۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ (التحفة ١٥)

١٨٨٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ

باب: 15۔ (پیتے وقت) مشروب میں پھونک مارنا ناپسندیدہ ہے

[1887] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

١٨٨٦ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب الشرب بثلاثة أنفاس، ح: ٣٤١٧ من حديث رشدين بن كريب به وهو ضعيف كما في التقريب وغيره.

١٨٨٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦، ٣٢ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٢٥.

يُونُسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَيُّوبَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْمُثَنَّى الْجُهَنِيَّ يَذْكُرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ، فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ؟ فَقَالَ: «أَهْرِقْهَا» فَقَالَ: فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: «فَأَبِنِ الْقَدَحَ إِذَنْ عَنْ فِيكَ».

نبی ﷺ نے پینے والی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: میں برتن میں تنکا دیکھتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اسے بہا دو (کچھ پانی انڈیل دو۔)'' اس نے کہا: میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ''تب پیالہ اپنے منہ سے دور کرلیا کر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اگر مشروب میں تنکا وغیرہ گر جائے تو پھونک مار کر دور کرنے کے بجائے اسے کسی اور طریقے سے باہر نکالنا چاہیے، تھوڑا یا زیادہ پانی انڈیل کر یا کسی تیلے وغیرہ سے۔ ② اگر سیرابی مطلوب ہو، یعنی زیادہ پانی پینے کی ضرورت ہو تو برتن کو منہ سے دور کر کے باہر سانس لیا جائے۔ اس طرح وقفے وقفے سے تین سانس سے پیا جائے جو سیرابی اور خوشگواری کا باعث ہے۔ ③ گرم چیز ہو تو پھر اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیا جائے۔ جس قدر مشروب آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پیا جائے اتنا ہی بہتر اور سیرابی کا باعث ہوتا ہے۔

١٨٨٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ.

[1888] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: پیتے وقت برتن کے اندر سانس لینا یا اس سے کوئی تنکا دور کرنے کے لیے یا گرم چیز کو ٹھنڈا کرنے کے لیے برتن میں پھونک مارنا درست نہیں، لیکن اس سے دم کرنے کی حرمت ثابت کرنا درست نہیں، اس لیے کہ اس پھونک میں شفا کے اثرات ہوتے ہیں۔ ایسا کرنا سلف سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ برتن میں سانس لینا مکروہ ہے

١٨٨٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

[1889] عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت

١٨٨٨ـ أخرجه أبو داود، الأشربة، باب: في النفخ في الشراب والتنفس فيه، ح: ٣٧٢٨ وابن ماجه، ح: ٣٤٢٩ والحميدي، ح: ٥٢٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٨٨٩ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ١٥٣ ومسلم، ح: ٢٦٧، من حديث هشام ››

الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ».

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پیے تو وہ برتن میں سانس نہ لے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کوئی چیز پیتے پیتے برتن کے اندر سانس لینا مکروہ اور تہذیب و شائستگی کے منافی، نیز صحت کے لیے بھی مضر ہے، کیونکہ بعض دفعہ سانس لینے والے کے منہ میں کسی چیز کے کھانے سے بدبو پیدا ہو چکی ہوتی ہے یا مسواک اور کلی نہ کرنے کے سبب بدبو اٹھ رہی ہوتی ہے اور معدے کے بخارات بھی اٹھ رہے ہوتے ہیں تو یہ عمل صحت کے لیے از حد مضر ہوتا ہے۔ (فتح الباري: 115/10)

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي [النَّهْيِ عَنِ] اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ مشکیزوں کا منہ موڑ کر ان سے پینا منع ہے

١٨٩٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رِوَايَةً: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ.

[1890] سیدنا ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مشکوں کے منہ موڑ کر (ان سے) پینے سے منع فرمایا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس، جابر اور ابوہریرہ ؓ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: اِخْتِنَاث: باہر کو موڑنا، دوہرا کرنا۔ اَلْأَسْقِيَة: سِقَاء کی جمع ہے۔ مشکیزہ۔

فائدہ: مشک یا اس قسم کی کوئی اور چیز جس کا منہ بند ہو، اس کے مشروب کو دیکھے بغیر اس کے منہ سے منہ لگا کر پینا خرابی کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ اس کے اندر کوئی موذی چیز ہو سکتی ہے، اور کبھی منہ میں پانی کی مقدار زیادہ آ کر اچھو کا باعث بھی بن سکتی ہے اور منہ زیادہ کھل جانے سے انسان کے کپڑے اور جسم بھی بھیگ سکتا ہے، اس لیے اس طرح پینے میں واقعی نقصان کا امکان ہے۔

◀◀ الدستوائي به.

١٨٩٠ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٣ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ٥٦٢٥ من حديث الزهري به * وفي الباب عن جابر [ابن أبي شيبة: ١٩/٨، ح: ٢٤١١٦]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ٣٤١٩]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٥٦٢٧ والحاكم: ١٤٠/٤].

(المعجم ١٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ

(التحفة ١٨)

باب: 18۔ مشک کا منہ الٹنے کی رخصت

١٨٩١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أُنَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ إِلٰى قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَخَنَثَهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا.

[1891] عیسیٰ بن عبداللہ بن اُنیس اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے، اس کا منہ موڑا اور پھر اس کے منہ سے پیا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ. وَعَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ عِيسٰى أَمْ لَا؟.

اس مسئلے میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح نہیں۔ عبداللہ بن عمر عمری کو اس کے حافظے (کی کمزوری) کی بنا پر ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ اس نے عیسیٰ سے سنا بھی ہے یا نہیں۔

١٨٩٢۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّتِهِ كَبْشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ إِلٰى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ.

[1892] سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے ایک لٹکتے ہوئے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا۔ میں اس کے منہ کی طرف بڑھی اور اسے (بطور برکت رکھنے کے لیے) کاٹ لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَيَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ هُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ مَوْتًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور یزید بن یزید بن جابر، عبدالرحمن بن یزید بن جابر کا بھائی ہے اور اس سے پہلے فوت ہوا ہے۔

فائدہ: مشک چونکہ لٹک رہی تھی اور پانی ہتھیلی میں لے کر پینا ممکن نہ تھا، اور کوئی برتن بھی میسر نہ تھا جس میں انڈیل کر پانی پیا جا سکتا، اس ضرورت کے تحت نبی ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پی لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نہی تنزیہ کے لیے ہے، یعنی عمومی طور پر یہ طریقہ اختیار کرنا مناسب اور بہتر نہیں، کبھی کبھار ایسا ہو

١٨٩١۔[ضعيف] أخرجه أبو داود، الأشربة، باب: في اختناث الأسقية، ح: ٣٧٢١ من حديث عبدالله بن عمر العمري به وهو ضعيف في غير نافع، وعيسى بن عبدالله مستور لم يوثقه غير ابن حبان ✲ وفي الباب عن أم سليم [أحمد: ٦/ ٣٧٦، ٤٣١ والدارمي، ح: ٢١٣٠].

١٨٩٢۔ أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ٣٤٢٣ والحميدي، ح: ٣٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تحفة الأحوذي: 13/6)

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ: أَنَّ الْأَيْمَنِينَ أَحَقُّ بِالشُّرْبِ (التحفة ١٩)

باب:19۔ پینے میں دائیں طرف والے زیادہ حق رکھتے ہیں

١٨٩٣- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: «الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ».

[1893] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ (کچی لسی) پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے پیا، پھر دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: ”دائیں والا پھر (اس کے ساتھ بالترتیب) دائیں والے زیادہ حق دار ہیں (وہ باری باری پیتے جائیں۔)“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس، سہل بن سعد، ابن عمر اور عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب مشروب پیش کرنے والا مشروب دینے کا آغاز اس طرح کرتا ہے کہ اس کے دائیں بائیں کوئی بھی نہیں بلکہ ایک بڑے انسان کے سامنے ہی سب بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر آغاز بڑے سے کیا جائے گا یا مشروب بڑے کے لیے لایا گیا ہے تو اسے دیا جائے گا، پھر اس کے بعد ضرورت کی صورت میں پہلے اس کے دائیں والوں کو دیا جائے گا۔ اگر سب کو پلانا مقصود ہے تو پلانے والا اپنے دائیں سے آغاز کرے گا۔ اور دائیں والوں کو دائیں جہت کی برکت کی بنا پر پہلے دیا جائے گا۔ (تحفة الأحوذي: 15/6)

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا (التحفة ٢٠)

باب:20۔ لوگوں کو پلانے والا خود سب سے آخر میں پیے

١٨٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

[1894] سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

١٨٩٣ـ أخرجه البخاري، الأشربة، باب الأيمن فالأيمن في الشرب، ح: ٥٦١٩ ومسلم، ح: ٢٠٢٩ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٢٦ * وفي الباب عن ابن عباس [ابن ماجه، ح: ٣٤٢٦]، وسهل بن سعد [البخاري، ح: ٢٣٥١ ومسلم، ح: ٢٠٣٠]، وابن عمر [أبو الشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٢٢٤]، وعبدالله بن بسر [يأتي: ٣٥٧٦].

١٨٩٤ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨١ من حديث ثابت به * وفي الباب عن ابن أبي أوفى [أبو داود، ح: ٣٧٢٥].

ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا».

نے فرمایا: ''قوم کو پلانے والا ان کے آخر میں پیتا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن ابی اَوفیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اسلامی آداب و اخلاق کی بنیاد یہ ہے کہ جس فرد کے ذمے کوئی کام لگایا جائے وہ اس معاملے میں شخصی مفاد اور خودغرضی سے اپنے آپ کو ترجیح نہ دے بلکہ دوسروں کے مفاد اور بہتری کو ترجیح دے۔ اپنی مصلحت و مفاد کو دوسروں کی مصلحت و مفاد پر مقدم نہ کرے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اگر دوسروں کو مشروب پیش کرنا اس کی ذمے داری ہو تو پہلے انھیں پلائے اور خود آخر میں پیے۔ انسان کی عزت و وقار کا تقاضا بھی یہی ہے اور منصب و ذمے داری کا مطالبہ بھی یہی ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ أَيُّ الشَّرَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ رسول اللہ ﷺ کو کون سا مشروب زیادہ پسند تھا؟

١٨٩٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْحُلْوُ الْبَارِدُ.

[1895] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ٹھنڈا میٹھا مشروب زیادہ محبوب تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ مِثْلَ هٰذَا عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے راویوں نے یہ حدیث ابن عیینہ سے معمر کی سند سے زہری سے مرفوعاً بیان کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ زہری اسے نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

١٨٩٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: «الْحُلْوُ الْبَارِدُ».

[1896] امام زہری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا مشروب پاکیزہ و عمدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میٹھا اور ٹھنڈا۔''

١٨٩٥ـ [حسن لغيره] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٨٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٢٥٨ * وللحديث شاهد عند أحمد: ١/ ٣٣٨ من حديث ابن عباس.

١٨٩٦ـ [انظر الحديث السابق] * حديث عبدالرزاق في المصنف: ١٠/ ٤٦، ح: ١٩٥٨٣.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰكَذَا رَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرزاق نے بھی معمر کے واسطے سے زہری سے یہ حدیث نبی ﷺ سے مرسلاً نقل کی ہے۔ اور یہ روایت ابن عیینہ کی روایت سے بہتر ہے۔

فائدہ: طبعی طور پر ہر انسان مشروبات میں ٹھنڈے میٹھے کی رغبت وخواہش رکھتا ہے۔ اور کسی مرغوب ومحبوب چیز کی رغبت جو فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے، زہد اور دنیا سے بے نیازی کے منافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت وعطیے کے اعتبار سے اس کی رغبت رکھنا بشرطیکہ اس پر اللہ کی حمد وشکر کا اہتمام کیا جائے، پسندیدہ طرز عمل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۝﴾

''اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین سے اچھا سلوک کرو، اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تیرے ہاں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تُو ان سے ''اف'' تک نہ کہہ اور انھیں مت جھڑک، اور ان سے نرم (لہجے میں ادب و احترام سے) بات کر۔'' (بني إسرآءيل 23:17)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٥) أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٢)

رسول اللہ ﷺ سے منقول احسان و وفا اور صلہ رحمی کا بیان

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ١)

١٨٩٧- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ]: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: «أُمَّكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ»، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ».

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَبَهْزُ ابْنُ حَكِيمٍ هُوَ أَبُو مُعَاوِيَةَ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِي بَهْزِ بْنِ

باب:1۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا

[1897] سیدنا بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے میرے دادا سے روایت سنائی، اس نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں کس سے حسن سلوک رکھوں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' میں نے پوچھا: پھر کس سے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر اپنے باپ سے، پھر جو رشتے میں زیادہ قریب ہوں، پھر جو ان کے بعد قریبی رشتے دار ہوں۔''

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو، عائشہ اور ابودرداء ﷺ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: بہز بن حکیم سے مراد ابومعاویہ بن حیدہ قشیری ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ نے بہز بن حکیم پر جرح

١٨٩٧- أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في بر الوالدين، ح: ٥١٣٩ من حديث بهز به وصححه الحاكم: ٣/ ٦٤٢، ٤/ ١٥٠ ووافقه الذهبي ※ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٥٩٧١ ومسلم، ح: ٢٥٤٨]، وعبدالله بن عمرو [يأتي: ١٨٩٩]، وعائشة [الحاكم: ٤/ ١٥٠، ١٧٥]، وأبي الدرداء [يأتي: ١٩٠٠].

حَكِيمٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَرَوَى عَنْهُ مَعْمَرٌ وَسُفْيَانُ وَالثَّوْرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

کی ہے جبکہ وہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہے۔ معمر، سفیان، ثوری، حماد بن سلمہ اور بہت سے دوسرے ائمہ نے اس سے روایت لی ہے۔

فائدہ: اس حدیث اور اس کے ہم معنی دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت اور حسن سلوک میں ماں کا حق باپ سے زیادہ اور مقدم ہے۔ نبی ﷺ نے ماں کا حق تین گنا زیادہ بتایا ہے کیونکہ ایک تو ماں صنف نازک ہونے کی وجہ سے خدمت اور حسن سلوک کی زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہے اور پھر تین تکلیفیں ایسی ہیں جو صرف ماں ہی برداشت کرتی ہے، باپ ان میں جسمانی طور پر شریک نہیں ہوتا: ○ مدت حمل کی تکلیف و مشقت۔ ○ زچگی کی تکلیف جس میں ماں کو موت و حیات کی کشمکش سے گزرنا پڑتا ہے۔ ○ مدت رضاعت جس میں ماں کو راتوں کی نیند قربان کرنی پڑتی ہے۔ بچے کے آرام و راحت کی خاطر اسے خشک جگہ مہیا کرنے کے لیے اس کی گیلی جگہ پر لیٹنا پڑتا ہے۔ اس کا پیشاب پاخانہ بار بار صاف کرنا پڑتا ہے اور اس کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط اور پرہیز کرنا پڑتا ہے جس سے عورت کا انتہائی محبوب حسن و جمال اور صحت متاثر ہوتی ہے۔ ماں کے بعد باپ کا حق ہے، پھر والدین کے بعد درجہ بدرجہ ان کے قرابت دار اور عزیز حسن سلوک کے حق دار ہیں۔

(المعجم ٢) بَابٌ: [مِّنْهُ] (التحفة ٢)

باب:2۔ گزشتہ مسئلے سے متعلق ایک اور باب

١٨٩٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ لِمِيقَاتِهَا»، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ»، قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ»، ثُمَّ سَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

[1898] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مقررہ وقت پر نماز پڑھنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور وفاداری۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد۔“ پھر آپ مجھے بتانے سے خاموش ہو گئے۔ اگر میں آپ سے اور پوچھتا تو آپ مجھے مزید بتاتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الشَّيْبَانِيُّ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ الْعَيْزَارِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے (ابواسحاق) شیبانی، شعبہ اور بہت سے دوسرے راویوں نے ولید بن عیزار سے بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث کئی

١٨٩٨ - أخرجه البخاري، الأدب، باب البر والصلة، ح: ٥٩٧٠ ومسلم، ح: ٨٥ من حديث الوليد بن العيزار به.

عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ.

سندوں سے ابوعمرو شیبانی کے واسطے سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اور ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے بہترین عمل کے بارے میں مختلف اوقات میں مختلف جواب دیے ہیں کیونکہ سوال کرنے والے مختلف تھے۔ ہر ایک کو اس کی ضرورت و حاجت، اس کی رغبت و شوق اور اس کی مناسبت و موافقت، یعنی کوتاہی کا لحاظ کرتے ہوئے جواب دیا، یا مختلف اوقات کے مطابق جواب دیا۔ جس وقت جس عمل کی زیادہ ضرورت تھی اسے بہترین قرار دیا۔ یا مختلف احوال وظروف کا لحاظ رکھا کہ ایک عمل ایک لحاظ سے افضل ہے اور دوسرا دوسری جہت سے بہتر ہے۔ یا افضل سے مراد محض افضل ہونا ہے، درجہ بندی مقصود نہیں۔ یا [من] محذوف ہے، یعنی افضل اعمال میں سے یہ بھی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد والدین کا حق ہے جیسا کہ فرمان باری ہے: ﴿ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴾ (لقمان 14:31) "میرا شکر گزار بن اور اپنے والدین کا۔"

(المعجم ٣) بَابُ [مَا جَاءَ مِنَ] الْفَضْلِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ (التحفة ٣)

باب:3۔ والدین کی رضا مندی کی فضیلت

١٨٩٩ - حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ».

[1899] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی رضا مندی والد کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰكَذَا رَوٰى أَصْحَابُ شُعْبَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرُ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ. وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ. [قَالَ:] سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنّٰى يَقُولُ: مَا

یہ روایت محمد بن بشار کی سند سے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے قول کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی نسبت نہیں کرتے۔ اور یہ بات زیادہ صحیح ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ کے شاگرد یہ روایت عبداللہ بن عمرو کے قول کی حیثیت سے نقل کرتے ہیں۔ ہمارے علم میں شعبہ کے شاگردوں میں سے صرف خالد بن حارث اسے مرفوعاً بیان کرتا ہے۔ اور یہ راوی ثقہ اور مامون، یعنی امین ہے۔ محمد بن مثنیٰ کا قول ہے

١٨٩٩ـ أخرجه ابن حبان (موارد): ٢٠٢٦ من حديث خالد بن الحارث به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٥١، ١٥٢ ووافقه الذهبي، وحديث شعبة عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢ ❊ وفي الباب عن عبد الله بن مسعود [لعله يشير إلى الحديث المتقدم: ١٨٩٨].

رَأَيْتُ بِالْبَصْرَةِ مِثْلَ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَا بِالْكُوفَةِ مِثْلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِدْرِيسَ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

کہ میں نے بصرہ میں خالد بن حارث اور کوفہ میں عبداللہ بن ادریس جیسا شخص نہیں دیکھا۔ امام ترمذی نے فرمایا: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے۔

فائدہ: جو انسان اپنے آقا و مالک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے والد کو راضی اور خوش رکھے۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے والد کی رضا جوئی شرط ہے۔ اور والد کی ناراضی کا انجام ونتیجہ اللہ کی ناراضی ہے۔ چونکہ ماں کا حق زیادہ رکھا گیا ہے، اس لیے ماں کی رضا اور ناراضی کا حکم بھی یقیناً وہی ہوگا جو اس حدیث میں باپ کی رضا مندی اور ناراضی کا بتایا گیا ہے۔

١٩٠٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ [الْعُجَيْفِيِّ] عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ لِيَ امْرَأَةً وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ»، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: إِنَّ أُمِّي، وَرُبَّمَا قَالَ: أَبِي. وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَبِيبٍ.

[1900] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں۔ تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''باپ جنت کا سب سے بہتر اور اعلیٰ دروازہ ہے، اب تیری مرضی ہے، اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر لے۔'' سفیان نے بعض دفعہ میری ماں کہا اور بعض اوقات میرا باپ کہا۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

ابوعبدالرحمٰن سُلمی کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔

فائدہ: جنت میں داخل ہونے اور اس کے بلند درجات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ماں باپ کی اطاعت اور خدمت کرنا ہے۔ ان کی رضا جنت کے حصول کا ذریعہ وسبب ہے اور ان کی نافرمانی وایذا رسانی سے ان کا دل دکھا کر ان کی ناراضی مول لینا ہے جو جنت سے محرومی کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، البتہ والدین اگر کوئی ایسا حکم دیں جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ والدین کی نافرمانی کے بارے میں حکم

١٩٠١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

[1901] سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے باپ سے

١٩٠٠- أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب بر الولدين، ح: ٣٦٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به وتابعه شعبة عند ابن ماجه، ح: ٢٠٨٩ وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢٣ والحاكم: ٢/ ١٩٧، ٤/ ١٥٢ ووافقه الذهبي.

١٩٠١- أخرجه البخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح: ٢٦٥٤ من حديث بشر بن المفضل، ومسلم، ح: ٨٧ من حديث الجريري به ﷺ وفي الباب عن أبي سعيد [أبو داود، ح: ٢٥٣٠].

الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ» ؟ قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ»، قَالَ: وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، قَالَ: «وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ»، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو (اٹھ کر) بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: ''جھوٹی شہادت یا ناحق بات۔'' رسول اللہ ﷺ بار بار یہ کلمات دہراتے رہے حتی کہ ہم نے خواہش کی، اے کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو بَكْرَةَ اسْمُهُ نُفَيْعُ [بْنُ الْحَارِثِ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید سے بھی روایت موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوبکرہ کا نام نُفیع بن حارث ہے۔

فائدہ: انسان کی تخلیق و پیدائش صرف اور صرف اللہ خالق و مالک کا کام ہے اور انسان کے دنیا میں آنے کا ظاہری ذریعہ اور وسیلہ اس کے والدین ہیں، اس لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا گناہ اور جرم ہے اسی طرح والدین کی نافرمانی کرنا اور انھیں تکلیف پہنچانا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ باقی گناہوں کا درجہ اس کے بعد ہے۔

١٩٠٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتُمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَشْتُمُ أُمَّهُ فَيَشْتُمُ أُمَّهُ».

[1902] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ (بڑے) گناہوں میں سے ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا کوئی انسان اپنے والدین کو بھی برا بھلا کہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو (بدلے میں) وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو (بدلے میں) وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ایک دور تھا کہ ماں باپ کو گالی دینا قابل تعجب اور نہایت برا فعل تصور ہوتا تھا اور ایک آج کا دور ہے جس میں

١٩٠٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٩٠ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٥٩٧٣ من حديث سعد بن إبراهيم به.

والدین کو براہ راست گالی گلوچ بلکہ مار پیٹ تک کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کو ایسی بات کہنا یا ایسی حرکت کرنا جس کے نتیجے میں دوسرا آدمی اس کے ماں باپ کو گالی دینے لگے اتنی ہی بری بات ہے جتنی خود ماں باپ کو گالی دینا، گویا کسی کام کا سبب بننا اس کے مرتکب ہونے کے قائم مقام ہے۔ اور ماں باپ کو گالی گلوچ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي إِكْرَامِ صَدِيقِ الْوَالِدِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ باپ کے دوست کی عزت کرنا

١٩٠٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ».

[1903] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے بڑی صلہ رحمی اور نیکی (احسان) یہ ہے کہ انسان باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ تعلقات جوڑے رکھے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

اس مسئلے میں سیدنا ابواُسید رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: والدین کے دوست واحباب سے تعلقات برقرار رکھنا، ان کی عزت وتوقیر کرنا اور ان سے احسان اور اچھا سلوک کرنا والدین کے ساتھ احسان ووفاداری کا حصہ اور بہت بڑی نیکی ہے۔

(المعجم ٦) بَابٌ: فِي بِرِّ الْخَالَةِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنا

١٩٠٤- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْرَائِيلَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ - وَهُوَ ابْنُ مَدُّوَيْهِ -: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ

[1904] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خالہ ماں کے قائم مقام یا اس کی جگہ پر ہے۔''

١٩٠٣- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم ونحوهما، ح: ٢٥٥٢ من حديث الوليد بن أبي الوليد به ﷺ وفي الباب عن أبي أسيد [أبو داود، ح: ٥١٤٢ وابن ماجه، ح: ٣٦٦٤].

١٩٠٤- أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان وفلان بن فلان وإن لم ينسبه إلى قبيلته أو نسبه، ح: ٢٦٩٩ عن عبيدالله بن موسى به ﷺ حديث أبي معاوية الضرير أخرجه حمزة بن يوسف السهمي في تاريخ جرجان، ص: ٣٣٤- ٦١١ وهو صرح بالسماع عند ابن حبان، ح: ٢٠٢٢ وسنده صحيح وللحديث شواهد منها الحديث السابق ﷺ وفي الباب عن علي [أبو داود، ح: ٢٢٨٠].

وَاللَّفْظُ لِحَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ».

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ، هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.
حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي تَوْبَةٌ؟ قَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟» قَالَ: نَعَمْ قَالَ: «فَبِرَّهَا».
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَفْصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ. وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ: هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

اس حدیث میں ایک لمبا واقعہ ہے۔ (صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی آمد کا واقعہ۔) یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوکریب اپنی سند سے ابوبکر بن حفص کے واسطے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری ماں (زندہ) ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تیری خالہ (زندہ) ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔'' اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔ ابن ابی عمر اپنی سند سے ابوبکر بن حفص کے واسطے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ بیان کیے بغیر نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور یہ روایت مذکورہ بالا سے زیادہ صحیح ہے۔ اور ابوبکر بن حفص سے مراد ابن عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے۔

فوائد و مسائل: ① توبہ یہ ہے کہ انسان دل سے گناہ پر نادم اور پشیمان ہو۔ آیندہ کے لیے یہ عہد کرے کہ وہ دوبارہ اس کا ارتکاب نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب سے بچ جائے جس کا وہ گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے مستحق ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آیندہ اسے اپنے عزم پر قائم رہنے کی توفیق دے کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ ② توبہ کی قبولیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے اور اس سے راضی ہو جائے تا کہ اسے توفیق میسر ہو۔ ③ اس طرح اعمال صالحہ میں یہ خاصیت اور تاثیر ہے کہ وہ گناہوں کے گندے اثرات سے بچاتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضا کا باعث بنتے ہیں ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود 11:114) ''بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' بعض اعمال میں یہ خاصیت و تاثیر زیادہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں اور جو اس کے قائم مقام ہیں، مثلاً: خالہ، نانی وغیرہ، ان سے حسن سلوک اور ان کی خدمت، ان اعمال صالحہ میں سے ہے جن کی برکت سے بڑے بڑے گناہ گاروں کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ٧)

باب: 7۔ والدین کی دعا

١٩٠٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ».

[1905] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنے بیٹے کے خلاف دعا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدْ رَوَى الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ نَحْوَ حَدِيثِ هِشَامٍ. وَأَبُو جَعْفَرٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُقَالُ لَهُ: أَبُو جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ. وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ حَدِيثٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حجاج صوّاف یہ حدیث یحییٰ بن ابی کثیر سے ہشام کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کرتا ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابوجعفر کو ابوجعفر مؤذن کہا جاتا ہے۔ ہمیں اس کے نام کا علم نہیں ہے۔ اس سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

فائدہ: دعا کی قبولیت کا دارومدار دل کے درد، بیچارگی کے اظہار اور اخلاص کے ساتھ دل کی گہرائی سے دعا کرنے پر ہے۔ پردیسی اور مظلوم کا دل شکستہ ہوتا ہے اور باپ تنگ آ کر مظلومیت و بیچارگی کے سبب ہی اولاد کے خلاف دعا کرتا ہے اور جو دعا دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ٨)

باب: 8۔ والدین کا حق

١٩٠٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».

[1906] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیٹا باپ کا حق احسان ادا نہیں کر سکتا الا یہ کہ اسے غلامی کی حالت میں پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔''

١٩٠٥- [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الوتر، باب الدعاء بظهر الغيب، ح: ١٥٣٦ وابن ماجه، ح: ٣٨٦٢ من حديث هشام الدستوائي به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠٦ وللحديث شواهد كثيرة عند الحاكم: ١/٤١٧، ٤١٨ والهيثمي (مجمع الزوائد): ١٠/١٥١ وغيرهما.

١٩٠٦- أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، ح: ١٥١٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف سہیل بن ابی صالح بیان کرتا ہے۔ سفیان ثوری اور دوسرے بہت سے راویوں نے اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح ہی سے بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① انسان کا باپ اس کے عدم سے وجود میں آنے کا سبب ہے، پھر باپ ہی اس کی نشوونما اور تعلیم و تربیت اور ہر قسم کی ضروریات پوری کرنے کا ظاہری وسیلہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے بعد وہی اس کا سب سے بڑا منعم اور محسن ہے، اس لیے انسان کو اپنے باپ کے احسان کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے۔ ② باپ کو غلامی سے نکال کر آزاد کرنا بہت بڑا احسان ہے لیکن یہ موقع تو شاذ و نادر ہی پیش آ سکتا ہے، اس لیے انسان باپ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا اور یہی حال ماں کا ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ (التحفة ٩)

باب: 9۔ قطع رحمی کا بیان

١٩٠٧- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: اشْتَكَى أَبُو [الرَّدَّادِ] اللَّيْثِيُّ فَعَادَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ مَا عَلِمْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: أَنَا اللهُ وَأَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ».

[1907] ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوردّاد لیثی بیمار ہو گئے تو سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کی عیادت کی۔ اس پر ابوورداد نے کہا: میرے علم میں سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والا ابو محمد، یعنی عبدالرحمن بن عوف ہے۔ تو سیدنا عبدالرحمن نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''میں ہی اللہ (معبود) ہوں اور میں ہی رحمان (سب سے بڑھ کر مہربان) ہوں۔ میں نے رشتہ داری (رحم) کو پیدا کیا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے، اس لیے جو اسے ملائے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ أَبِي أَوْفٰى وَعَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ. [قَالَ أَبُو

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، ابن ابی اوفیٰ، عامر بن ربیعہ، ابوہریرہ اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایات آئی

١٩٠٧ـ أخرجه أبو داود، الزكاة، باب: في صلة الرحم، ح: ١٦٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به، و للحديث شواهد عند أحمد: ١/ ١٩١، ١٩٤، ٢/ ٤٩٨ وغيره * وفي الباب عن أبي سعيد [أحمد: ٣/ ١٤، ٨٣]، وابن أبي أوفى [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٣ والبغوي في شرح السنة: ١٣/ ٢٨، ح: ٣٤٣٩، ٣٣٤٠]، وعامر بن ربيعة [أبو يعلى: ١٣/ ١٥٦، ح: ٧١٩٨ والبزار: ٢/ ٣٧٥، ح: ١٨٨٢]، وأبي هريرة [أحمد: ٢/ ٤٩٨ والحاكم: ٤/ ١٥٧]، وجبير بن مطعم [يأتي: ١٩٠٩] * حديث معمر عند أبي داود، ح: ١٦٩٥ وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٣ وهو في كتاب الجامع لمعمر (عبدالرزاق، ح: ٢٠٢٣٤).

عِيسٰى:] حَدِيثُ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَدَّادٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمَعْمَرٍ، كَذَا يَقُولُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ خَطَأٌ.

ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان کی زہری سے حدیث صحیح حدیث ہے۔ معمر نے یہ روایت زہری سے بیان کی ہے اور ابورداد لیثی کے بجائے ردّاد لیثی کہا ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: معمر کی حدیث خطا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صاحب تحفہ نے بیمار کا نام ابودرداء لکھا ہے، حالانکہ وہ ابورداد لیثی ہے۔ (عارضة الأحوذي: 8/99) ② معمر نے ہی اس روایت میں ابوسلمہ کا استاد رداد لیثی کو قرار دیا ہے، حالانکہ وہ ابورداد ہے اور ابوسلمہ نے یہ روایت براہ راست اپنے باپ عبدالرحمن بن عوف سے سنی ہے کیونکہ وہ بھی عیادت کرنے میں شریک تھا۔ ③ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے پیدائش کا نظام رشتوں کے بندھنوں میں باندھا ہے اور پھر ان رشتوں کے کچھ حقوق اور تقاضے رکھے ہیں جن کا عنوان صلہ رحمی ہے۔ ④ رحیم اور رحمن کا مادہ ایک ہی ہے، دونوں رحمت سے ماخوذ ہیں، اس لیے جو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے ہوئے حقوق اور تقاضے پورے کرے گا، یعنی صلہ رحمی کرے گا اور رحیم کی لاج رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا بنائے گا اور اسے اپنے فضل و کرم سے نوازے گا۔ اور جو قطع رحمی کرے گا اور قرابت و رشتے داروں کے حقوق پامال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے قرب اور اپنے رحم و کرم سے محروم کر دے گا۔ ⑤ آج کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت سے محرومی کا بہت بڑا سبب ہماری قطع رحمی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے صلہ رحمی کی ہدایات و تعلیمات کو طاق نسیاں میں رکھ چھوڑا ہے۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِلَةِ الرَّحِمِ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ صلہ رحمی کا بیان

١٩٠٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا بَشِيرٌ أَبُو إِسْمَاعِيلَ وَ فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِىءِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا».

[1908] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں صلہ رحمی کرے بلکہ درحقیقت صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس سے رشتے داری جب ٹوٹ جاتی ہے تو وہ اسے جوڑتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَلْمَانَ وَعَائِشَةَ [وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا سلمان، سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

١٩٠٨ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب: ليس الواصل بالمكافىء، ح: ٥٩٩١ وأبو داود، ح: ١٦٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به وصححه أبو نعيم الأصبهاني (حلية الأولياء: ٣/ ٣٠١، ٣٠٢) وصرح مجاهد بالسماع عنده ❊ وفي الباب عن سلمان (ابن عامر) [تقدم: ٦٥٨]، وعائشة [البخاري، ح: ٥٩٨٩ ومسلم، ح: ٢٥٥٥]، وعبدالله بن عمر [تقدم: ١٩٠٣].

فائدہ: صلہ رحمی کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور اس کے حقوق کا لحاظ رکھنا کوئی کمال اور خوبی نہیں، اصل کمال اور خوبی تو یہ ہے کہ قطع رحمی اور حق تلفی کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے تا کہ معاشرے میں صلہ رحمی کا فقدان نہ ہو بلکہ اس کا چلن اور رواج فروغ پذیر ہو۔ جب قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ جوابی طور پر قطع رحمی کا برتاؤ کیا جائے گا تو یہ بیماری اور وبا پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی جیسا کہ آج نظر آ رہا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ صلہ رحمی کا تصور ہی ختم ہو رہا ہے۔

١٩٠٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَسَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ».

[1909] محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سفیان نے قاطع کے معنی رشتہ داری توڑنے والا کیے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قطع رحمی کرنا سنگین جرم اور سخت گناہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نہ ہوئی یا دیگر نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کیا تو ایسا انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور یہ مفہوم بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا مسلمان ابتداءً جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اپنے جرم کی سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي حُبِّ الْوَالِدِ وَلَدَهُ (التحفة ١١)

باب: 11۔ باپ کی اپنی اولاد سے محبت

١٩١٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي سُوَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ قَالَتْ: خَرَجَ

[1910] سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نیک اور صالحہ خاتون سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنی بیٹی کے دو بیٹوں میں سے ایک کو پہلو میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ فرما

١٩٠٩ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها، ح:٢٥٥٦ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح:٥٩٨٤ من حديث الزهري به.

١٩١٠ـ [ضعيف] أخرجه الحميدي، ح:٣٣٤ وأحمد:٦/٤٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به * ابن أبي سويد: مجهول (الحال) راجع التقريب وغيره، وعمر بن عبدالعزيز عن خولة منقطع * وفي الباب عن ابن عمر [يأتي:٣٧٩٧]، والأشعث بن قيس [ابن ماجه، ح:٢٦١٢ وأحمد:٥/٢١١].

رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُحْتَضِنٌ أَحَدَ ابْنَيِ ابْنَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ:«إِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُونَ وَتُجَبِّنُونَ وَتُجَهِّلُونَ وَإِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللهِ».

رہے تھے: ”تم یقیناً انسان کو بخیل، بزدل اور جاہل بنا ڈالتے ہو اس کے باوجود تم اللہ کی رحمت ورزق یا پھول ہو۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ، وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ سَمَاعًا مِّنْ خَوْلَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن میسرہ کی سند سے روایت ہمارے علم میں صرف ابن عیینہ بیان کرتے ہیں۔ اور ہمارے علم میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا سے سننے کا موقع نہیں ملا۔

فائدہ: یہ روایت اس سیاق سے ضعیف ہے، تاہم مطلق اولاد کے بارے میں ان الفاظ سے صحیح ہے: [إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ] ”کہ اولاد انسان کو بزدل اور بخیل بنا دیتی ہے۔“ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعيفة للألباني، حديث: 4764)

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْوَلَدِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ اولاد پر رحمت وشفقت کرنا

١٩١١ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَبْصَرَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ: إِنَّ لِي مِنَ الْوَلَدِ عَشَرَةً مَّا قَبَّلْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:«إِنَّهُ مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ».

[1911] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ سیدنا حسن کو بوسہ دے رہے تھے، ابن ابی عمر کی روایت میں حسن یا حسین کا ذکر ہے، تو اقرع کہنے لگا: میرے دس بیٹے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا انس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوسلمہ بن عبدالرحمن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اپنی اولاد سے محبت و پیار کرنا اور بچے جب چھوٹے ہوں تو انھیں چومنا چاٹنا انسان کے دل میں مہر و محبت اور رحمت و شفقت کے پائے جانے کی دلیل ہے۔ اور جس کے دل میں دوسروں کے لیے رحمت و شفقت ہو تو وہ بھی رحمت و شفقت کا حقدار

١٩١١ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، ح:٢٣١٨ عن محمد بن يحيى ابن أبي عمر، والبخاري، ح:٥٩٩٧ من حديث لزهري به * وفي الباب عن أنس [يأتي: ٣٧٧٢]، وعائشة [البخاري، ح:٥٩٩٨ ومسلم، ح:٢٣١٧].

بنتا ہے۔ لوگ بھی اس سے یہی سلوک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مہربان ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْبَنَاتِ وَالْأَخَوَاتِ (التحفة ۱۳)

باب: 13۔ بیٹیوں اور بہنوں پر خرچ کرنا

۱۹۱۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

[1912] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کی بھی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ وُهَيْبٍ. وَقَدْ زَادُوا فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ رَجُلًا.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا عقبہ بن عامر، انس، جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوسعید خدری کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔ اور سعد بن ابی وقاص سے مراد سعد بن مالک بن وُہیب ہے۔ بعض راویوں نے اس سند میں ایک راوی کا اضافہ کیا ہے۔

۱۹۱۳- حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ».

[1913] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو بیٹیوں کے ذریعے سے آزمایا گیا اور اس نے ان (کی کفالت اور نان و نفقے کی مشقت) پر صبر و برداشت سے کام لیا، وہ اس کے لیے آگ سے آڑ اور رکاوٹ بنیں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: عام طور پر بیٹیاں دفاع اور کسب و کمائی کا ذریعہ نہیں ہوتیں بلکہ ان کے تحفظ و دفاع اور ان کے نان و نفقے کے لیے انسان کو محنت و مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، اسی لیے بچیوں کو ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے لیکن جو انسان انھیں بوجھ تصور نہیں کرتا

۱۹۱۲- [ضعيف بهذا اللفظ] السند منقطع والحديث: ۱۹۱٦ يغني عنه وصححه ابن حبان، ح: ۲۰٤٤ ☆ وفي الباب عن عائشة [يأتي: ۱۹۱۳، ۱۹۱٥]، وعقبة بن عامر [ابن ماجه، ح: ۳٦٦۹]، وأنس [يأتي: ۱۹۱٤]، وجابر [أحمد: ۳/ ۳۰۳ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ۷۸]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ۳٦۷۰].

۱۹۱۳- وانظر الحديث الآتي برقم: ۱۹۱٥.

بلکہ ان کا دفاع وتحفظ اور نان ونفقہ راضی وخوشی برداشت کرتا ہے اور ان سے حسن سلوک کا رویہ اختیار کرتا ہے تو وہ اس امتحان و آزمائش میں سرخ رو ہو کر جنت میں جانے کی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

۱۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ - هُوَ الطَّنَافِسِيُّ -: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [عَنْ أَنَسٍ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ» وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ.

[1914] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی پرورش ونگہداشت کی، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح داخل ہوں گے۔'' آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) سے اشارہ فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ حَدِيثٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ وَالصَّحِيحُ هُوَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور محمد بن عبید نے محمد بن عبدالعزیز سے اس سند سے کئی احادیث بیان کی ہیں اور کہا ہے: عن ابن أبي بكر بن عبيد الله بن أنس اور صحیح یوں ہے: عبيد الله بن أبي بكر بن أنس. امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: بچیوں کی پرورش وکفالت اس قدر اجر وثواب کا باعث ہے کہ اس سے ایک نیک انسان کو یہ سعادت وشرف حاصل ہو سکے گا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنت میں اس طرح داخل ہوگا جس طرح دو انگلیوں میں انتہائی قرب واتصال ہے، یعنی اسے بھی جنت میں نبی ﷺ کا خاص قرب حاصل ہوگا۔

۱۹۱۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَأَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ

[1915] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اور اس نے سوال کیا۔ اسے مجھ سے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں نے اسے وہی دے دی۔ اس نے وہ کھجور ان دونوں میں تقسیم کر دی اور خود اس سے کچھ نہ کھایا، پھر اٹھ کر چلی گئی۔ نبی ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو میں نے اس کا حال آپ کو

۱۹۱٤۔ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل الإحسان إلى البنات، ح: ۲٦۳۱ من حديث محمد بن عبدالعزيز به وعنده عبيدالله بن أبي بكر وهو الصواب.

۱۹۱۵۔ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة ... إلخ، ح: ۱٤۱۸ ومسلم، ح: ۲٦۲۹/ ۱٤۷ من حديث ابن المبارك به.

فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ».

بتایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے ان بیٹیوں کے ذریعے سے آزمایا گیا، وہ اس کے لیے آگ سے آڑ اور پردہ بنیں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ماں کی اولاد کے ساتھ محبت و شفقت کا پتہ بھی چلتا ہے اور اس کے اجر و ثواب کا بھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک کھجور وہ تھی جو ماں کو دی تھی۔ اور ایک ایک کھجور بچیوں کو الگ سے دی تھی لیکن بچیوں نے ماں والی کھجور بھی اس سے لے لی اور ماں کو کھانے کے لیے کچھ نہ ملا۔ (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث: 6692 (2630)، وتحفة الأحوذي: 36/6)

١٩١٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْشٰى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ».

[1916] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہترین طریقے سے رہے اور ان کے حقوق (کی ادائیگی) میں اللہ کی حدود کی پابندی کرے تو اسے جنت ملے گی۔''

فائدہ: بیٹیاں ہوں یا بہنیں ان کے ساتھ انسان کا خصوصی رشتہ ہے، اس لیے ان کے حقوق بھی خصوصی ہیں جن کی ادائیگی انسان کی ذمے داری ہے۔ اپنی ذمے داری اور فرض کو صحیح طور پر ادا کرنا جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الْيَتِيمِ وَكَفَالَتِهِ (التحفة ١٤)

باب: 14۔ یتیم پر شفقت اور اس کی کفالت

١٩١٧ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

[1917] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کو اپنی کفالت میں لے کر اسے کھلایا پلایا، اسے اللہ تعالیٰ یقیناً

١٩١٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه الحميدي، ح: ٧٣٨ عن سفيان بن عيينة به وانظر، ح: ١٩١٢ وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٤ ورواه أبو داود، ح: ٥١٤٧، ٥١٤٨ من حديث سهيل عن سعيد الأعشى عن أيوب بن بشير عن أبي سعيد به وسنده حسن.
١٩١٧ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٧٦٤ من حديث المعتمر به مطولاً ☆ وفي الباب عن مرة الفهري [البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣٣ وعبد بن حميد، ح: ٨٤٠]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ٣٦٧٩]، وأبي أمامة [أحمد: ٥/ ٢٥٠، ٢٦٥]، وسهل بن سعد [يأتي: ١٩١٨].

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِّنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَعْمَلَ ذَنْبًا لَّا يُغْفَرُ [لَهُ]».

جنت میں داخل فرمائے گا الا یہ کہ وہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جس کی بخشش اور معافی نہیں ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ مُرَّةَ الْفِهْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَحَنَشٌ هُوَ حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ وَهُوَ أَبُو عَلِيٍّ الرَّحَبِيُّ. وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ يَقُولُ: حَنَشٌ. وَهُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

اس مسئلے میں سیدنا مرہ فہری، ابوہریرہ، ابوامامہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حنش سے مراد ابوعلی حسین بن قیس رحبی ہے۔ اور سلیمان تیمی کا قول ہے کہ حنش محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

١٩١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عِمْرَانَ أَبُو الْقَاسِمِ الْمَكِّيُّ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ»، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى.

[1918] سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو کی طرح ہوں گے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں، یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں یہ تفصیل ہے کہ اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی میرے ساتھ اس طرح جنت میں ہوگا اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ اور کشادگی رکھ کر اشارہ فرمایا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الزهد، حديث: 7469 (2983)، وصحيح البخاري، الأدب، حديث: 6005) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے پوتے، بھتیجے، بھانجے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والے مومن کو جنت میں نبی ﷺ کا ساتھ حاصل ہوگا اور آپ کے اور اس کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہوگا۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ بچوں پر رحمت وشفقت

١٩١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ:

[1919] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

١٩١٨ـ أخرجه البخاري، الطلاق، باب اللعان وقول الله تعالى: ﴿والذين يرمون أزواجهم . . .﴾ إلخ، ح: ٥٣٠٤ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

١٩١٩ـ [حسن لغيره] وهذا إسناد ضعيف لضعف زربيّ وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [يأتي: ١٩٢٠]، وأبي هريرة [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٥٣]، وابن عباس [يأتي: ١٩٢١]، وأبي أمامة [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٥٦].

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ زَرْبِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا».

ایک بوڑھا بزرگ آیا، وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ لوگوں نے اس کے لیے وسعت و گنجائش پیدا کرنے میں تاخیر کی (بوڑھے کا احترام کرتے ہوئے اسے جلدی راستہ نہیں دیا اور جگہ خالی نہیں کی۔) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کی اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أُمَامَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَزَرْبِيٌّ لَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو، ابوہریرہ، ابن عباس اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور زربی نے سیدنا انس بن مالک اور دوسروں سے بہت سی منکر (ضعیف) روایات بیان کی ہیں۔

فائدہ: اس مضمون کی احادیث جو آگے آ رہی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ جو انسان رسول اللہ ﷺ کے دین و شریعت اور آپ سے وابستگی اور عقیدت رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سے بڑوں کے ساتھ تعظیم و توقیر کا برتاؤ رکھے اور ان کا اکرام و احترام کرے اور اپنے سے چھوٹوں سے پیار و شفقت سے پیش آئے۔ جو شخص ایسا رویہ اور طرزِ عمل اختیار نہیں کرتا اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی نسبت رسول اللہ ﷺ اور جماعت صحابہ کی طرف کرے۔ اس نسبت کا حق صرف اسے حاصل ہے جو ان کا طرزِ عمل اور وتیرہ اختیار کر لے۔

١٩٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَ[لَمْ] يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا» [حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَيَعْرِفُ حَقَّ كَبِيرِنَا].

[1920] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کے شرف اور مقام کو نہیں پہچانا۔'' ہناد کی سند سے بھی اسی کے ہم معنی مروی ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: ''اور جس نے ہمارے بڑے کے حق کو نہیں پہچانا۔''

١٩٢٠ـ أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٥ من حديث عمرو بن شعيب به وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٤٩٤٣ وغيره، ومنها ما أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٥٣ وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٨ ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق تابعه عبدالرحمن ابن الحارث عند أحمد.

١٩٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ».

[1921] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کی، ہمارے بڑے کی عزت وتوقیر نہیں کی، نیکی کا حکم نہیں دیا اور برائی سے نہیں روکا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو [مِنْ] غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا. قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا» يَقُولُ: لَيْسَ مِنْ سُنَّتِنَا، لَيْسَ مِنْ أَدَبِنَا. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُنْكِرُ هٰذَا التَّفْسِيرَ: لَيْسَ مِنَّا: لَيْسَ مِثْلَنَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور محمد بن اسحاق کی عمرو بن شعیب سے حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس سند کے علاوہ بھی مروی ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ نبی ﷺ کے فرمان [لَيْسَ مِنَّا] کے معنی ہیں: ہمارے طریقے پر چلنے والا اور ہمارا ادب اختیار کرنے والا نہیں۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سفیان ثوری [لَيْسَ مِنَّا] کی یہ تفسیر کرنا کہ وہ ہم جیسا نہیں، کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ النَّاسِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ لوگوں پر رحم کرنا

١٩٢٢- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللهُ».

[1922] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں پر رحم وشفقت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٩٢١- [ضعيف بهذا التمام] رواه أحمد: ١/ ٢٥١ من حديث ليث عن عبدالملك عن عكرمة به ولأصل الحديث شواهد كثيرة وروى الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١٣٣ وأحمد: ٥/ ٣٢٣ عن عبادة بن الصامت أن رسول الله ﷺ قال: "ليس من أمتي من لم يجل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا (حقه)" إسناده حسن كما قال المنذري في الترغيب والترهيب: ١/ ١٤٤ والزيادة من الطحاوي.

١٩٢٢- أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه وفضل ذلك، ح: ٢٣١٩ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، ورواه البخاري، ح: ٧٣٧٦ من طريق آخر عن جرير بن عبدالله البجلي رضي الله عنه * وفي الباب عن عبدالرحمن ابن عوف [تقدم: ١٩٠٧]، وأبي سعيد [يأتي: ٢٣٨١]، وابن عمر [تقدم: ١٤٢٦ ويأتي: ٢٠٣٢]، وأبي هريرة [١٩٢٣]، وعبدالله ابن عمرو [يأتي: ١٩٢٤].

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

اس مسئلے میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، ابوسعید، ابن عمر، ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: جو انسان یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ کرے اور ان کے دکھ سکھ میں ان کے کام آئے۔

١٩٢٣ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ مَنْصُورٌ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ: سَمِعَ أَبَا عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ».

[1923] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''رحمت کسی بدبخت ہی سے چھینی جاتی ہے۔''

[قَالَ:] وَأَبُو عُثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُ اسْمَهُ، [وَ]يُقَالُ: هُوَ وَالِدُ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ أَبُو الزِّنَادِ. وَقَدْ رَوَى أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ حَدِيثٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابوعثمان کا نام ہمیں معلوم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ موسیٰ بن ابوعثمان کا باپ ہے جس سے ابوزناد روایت کرتا ہے۔ اور ابوزناد موسیٰ بن ابی عثمان سے اس کے باپ کی روایات بیان کرتا ہے جو وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: انسان کے دل میں لوگوں کے لیے شفقت و رحم اور ترس کا نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ بدبخت انسان ہے کیونکہ رحمت و شفقت ایمان کی علامت ہے اور ایمان سے بدبخت ہی محروم ہوتا ہے۔

١٩٢٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي قَابُوسَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ. ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللهُ».

[1924] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر ہی رحمن رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔'' رَحِم (رشتہ داری) رحمن سے ماخوذ ہے (دونوں کا مادہ ایک ہے) تو جو رشتہ داری کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو اسے توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا۔''

١٩٢٣ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الرحمة، ح:٤٩٤٢ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:٢٥٢٩ وصححه ابن حبان وأشار المنذري إلى أنه حسن ※ أبو عثمان هذا وثقه الترمذي وابن حبان فحديثه حسن.

١٩٢٤ـ أخرجه أبو داود، أيضًا، ح:٤٩٤١ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح:٥٩١ وصححه الحاكم والذهبي: ٤/ ١٥٩ والعراقي وغيرهم وللحديث شواهد كثيرة.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات جن کے ساتھ انسان کا واسطہ پڑتا ہے ان پر شفقت و رحم کرنا اور ان کی تکلیف و ضرورت کو محسوس کر کے ان کی مدد و خدمت کرنا انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کا حقدار بناتا ہے، خصوصی طور پر جن سے قرابت و رشتے داری ہو ان سے صلہ رحمی کرنا اور ان کے حقوق ادا کرنا اللہ تعالیٰ سے جڑنے کا باعث ہے اور قطع رحمی اللہ تعالیٰ سے کٹنے کا باعث ہے۔ چونکہ رحم و رحمن دونوں ہی رحمت سے ماخوذ ہیں، اس لیے ان کا باہمی تعلق و ربط ہے اور رشتے داری کی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت سے خاص نسبت ہے۔

(المعجم ١٧) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي النَّصِيحَةِ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا بیان

١٩٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

[1925] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

[قَالَ: وَ] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے تین باتوں کا خصوصی طور پر عہد لیا تھا: ایک اہتمام اور پابندی سے نماز پڑھنے کا، جو حقوق اللہ کی علامت ہے۔ دوسرے زکاۃ ادا کرنے کا، جو حقوق العباد کے اہتمام کی اساس و بنیاد ہے۔ تیسرے ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ہمدردی و خیر خواہی اس قدر اہم ہے کہ نبی ﷺ نماز اور زکاۃ جیسے اسلام کے بنیادی ارکان کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کی بھی بیعت لیتے تھے۔

١٩٢٦- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ

[1926] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین خیر خواہی اور ہمدردی کا نام ہے۔“ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں

١٩٢٥ـ أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب البيعة على إقام الصلاة، ح: ٥٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، ح: ٥٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

١٩٢٦ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٧ من حديث صفوان بن عيسى والنسائي، ح: ٤٢٠٤ من حديث محمد بن عجلان به، وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن ابن عمر [الدارمي، ح: ٢٧٥٧]، وتميم الداري [مسلم، ح: ٥٥]، وجرير [يأتي: ١٩٣٦]، وحكيم بن أبي يزيد عن أبيه [أحمد: ٣/ ٤١٨، ٤/ ٢٥٩ وعبد بن حميد، ح: ٤٣٨]، وثوبان [الطبراني في الأوسط: ٣/ ١٠٧، ح: ١٢٠٦].

وَعَامَّتِهِمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَتَمِيمِ الدَّارِيِّ وَجَرِيرٍ وَحَكِيمِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ وَثَوْبَانَ.

کی۔‘‘

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، تمیم داری، جریر، حکیم بن ابی یزید کی اپنے باپ سے اور ثوبان رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

فوائد و مسائل: ① لغوی طور پر نصیحت کے دو معنی ہیں: ※ پاک و صاف کرنا، کہتے ہیں [نَصَحْتُ الْعَسَلَ] میں نے شہد کو خالص اور بے آمیز کر دیا۔ ※ جوڑنا، وابستہ اور جمع کرنا، کہتے ہیں: [نَصَحْتُ الثَّوْبَ] میں نے کپڑے کو سی دیا، یعنی اس کے متفرق ٹکڑوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا اور جوڑ دیا۔ گویا اس مادے میں دو چیزیں ہیں: ○ خلوص و صفائی۔ ○ ٹوٹے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کرنا اور باہم ملانا۔ گویا نصیحت کے معنی ہوئے: مخلصانہ خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ حالات سنوارنا اور کسی کی ہمدردی کرنا۔ ② اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ اسے دل کی گہرائی سے وحدہ لاشریک اور تمام صفات کمال سے متصف مانا جائے۔ اس کی اونچی شان کے منافی کوئی چیز اس کی طرف منسوب نہ کی جائے۔ اسے ہر عیب و نقص سے پاک قرار دیا جائے اور اس کی عبادت و بندگی میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ③ کتاب اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ سچے دل سے اس کو اللہ کا کلام مانا جائے۔ اس کی تلاوت کی جائے۔ اس کے احکام و ہدایات کی تکمیل کی جائے۔ اس کے معانی و مطالب میں کسی قسم کی تحریف نہ کی جائے اور اس کی اشاعت و تبلیغ کی کوشش کی جائے۔ ④ (بعض روایات کی رُو سے) رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ خلوص دل کے ساتھ اس پر ایمان لایا جائے اور ہر بات میں اس کی تصدیق اور فرماں برداری کی جائے۔ جان و مال سے اس کے پیغام کی حمایت و نصرت پر کمربستہ رہا جائے۔ اس کی تعظیم و توقیر کی جائے اور اس کے پیغام کو آگے پھیلایا جائے۔ ⑤ ائمۂ دین کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی عزت و تکریم کی جائے۔ علم و ہدایت میں ان سے اکتساب فیض کیا جائے اور ان کے قرآن و سنت کے مطابق مسائل پر عمل پیرا ہوا جائے۔ ⑥ ائمہ سیاست کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے۔ انتظامی امور میں ان کی بات مانی جائے۔ غیر معصیت میں ان کی اطاعت کی جائے۔ اگر وہ غلط کام کریں تو ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ان کی نشان دہی کی جائے اور ضرورت کے وقت ان کی حمایت کی جائے۔ ⑦ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ دینی معاملات میں ان کی رہنمائی کی جائے۔ انھیں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ گویا اللہ، رسول، کتاب اللہ، حکومت، اسلام اور مسلم عوام کا ایسا مخلص اور وفادار ہو کہ یہ خلوص اور وفاداری اس کی زندگی کا جز بن جائے۔

(المعجم ۱۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَفَقَةِ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ (التحفة ۱۸)

باب: 18۔ مسلمان کی مسلمان پر شفقت

١٩٢٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، التَّقْوَى هٰهُنَا بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْتَقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ».

[1927] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس لیے اس سے خیانت اور بددیانتی نہ کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے، نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے۔ ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی عزت و آبرو، اس کا مال اور خون (سب) حرام ہے۔ تقویٰ یہاں (دل میں ہوتا) ہے۔ کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا علی اور ابوایوب رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں مسلمانوں کے ایک دوسرے پر وہ حقوق بیان کیے گئے ہیں کہ اگر مسلمان ان باہمی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کریں تو دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے اور اسلامی معاشرہ اخوت و یکجہتی کا نمونہ بن جائے۔ تقویٰ چونکہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور محاسبۂ آخرت کی فکر کا نام ہے اور یہ دل کے اندر کی ایک کیفیت ہے، ایسی چیز نہیں جسے کوئی دوسرا آنکھوں سے دیکھ سکے اور معلوم کر سکے کہ اس آدمی کے اندر تقویٰ ہے یا نہیں، اس لیے کسی بھی ایمان دار کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے ایمان والے کو حقیر سمجھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت وذلت اور عظمت وحقارت کا معیار تقویٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات 13:49) ''بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے برے ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔'' (صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث: 6541 (2564))

١٩٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي

[1928] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت (کے اجزاء) کی طرح ہے، اس کا ایک

١٩٢٧ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الغيبة، ح:٤٨٨٢ من حديث أسباط بن محمد به، وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح:٢٥٦٤ فالحديث صحيح ※ وفي الباب عن علي [٢٧٣٦]، وأبي أيوب [يأتي:١٩٣٢ والبخاري، في الأدب المفرد، ح:٩٢٢].

١٩٢٨ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح:١٤٣٨، ومسلم، ح:١٠٢٣ من حديث أبي أسامة به.

مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا».

حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جس طرح عمارت کی اینٹیں باہم مل کر مضبوط قلعہ بن جاتی ہیں اسی طرح امت مسلمہ ایک مضبوط قلعہ ہے اور ہر مسلمان اس قلعے کی ایک اینٹ ہے۔ ان کا آپس میں وہی تعلق اور ربط ہونا چاہیے جو قلعے کی ایک اینٹ کا دوسری اینٹ سے ہوتا ہے کہ ان کے جڑے رہنے سے عمارت قائم رہتی ہے اور وہ ایک دوسری کی مضبوطی کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ دوسری روایت کے مطابق پھر نبی ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ مسلمانوں کے مختلف افراد کو باہم مل کر ایک امت بن جانا چاہیے جس طرح دونوں ہاتھوں کی الگ الگ انگلیاں ایک دوسری میں پیوست ہو کر یک جان ہو گئی ہیں۔ افسوس! ہم نے آپ ﷺ کی ان صریح اور واضح ہدایات و تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہم انتشار و افتراق اور باہمی اختلاف و نفرت میں مبتلا ہیں اور اغیار کی نظروں میں ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں۔

١٩٢٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ مِرْآةُ أَخِيهِ، فَإِنْ رَأَى بِهِ أَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ».

[1929] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ سو اگر وہ اس میں کوئی تکلیف دہ چیز دیکھے تو اس سے صاف کر دے (اسے ہٹا دے، زائل کر دے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کے راوی یحییٰ بن عبیداللہ کو امام شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آئی ہے۔

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ (التحفة ١٩)

باب: 19۔ مسلمانوں کی پردہ پوشی

١٩٣٠ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ

[1930] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی

١٩٢٩ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه البغوي في شرح السنة: ١٣/ ٩٢، ح: ٣٥١٣ من حديث ابن المبارك به، وهو في كتاب الزهد له، ص: ٢٥٤، ح: ٧٣٠ * يحيى بن عبيدالله: متروك وأفحش الحاكم فرماه بالوضع (تقريب) ويغني عنه حديث أبي داود، ح: ٤٩١٨: "المؤمن مرآة المؤمن والمؤمن أخو المؤمن يكف عليه ضيعته ويحوطه من ورائه" وإسناده حسن وحسنه العراقي * وفي الباب عن أنس [الطبراني في الأوسط: ٣/ ٧١، ح: ٢١٣٥].

١٩٣٠ـ تقدم طرفه: ١٤٢٥ * الأعمش صرح بالسماع عند مسلم، ح: ٢٦٩٩/ ٣٨ * وفي الباب عن ابن عمر [تقدم: ١٤٢٦]، وعقبة بن عامر [أبو داود، ح: ٤٨٩٢].

الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیوی مصیبتوں اور تکلیفوں میں سے کوئی مصیبت اور تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں سے کوئی تکلیف اور پریشانی دور فرمائے گا۔ اور جس نے دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی اور سہولت پیدا کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا۔ اور جس نے دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں پردہ ڈالے گا۔ اور اللہ تعالیٰ (اس وقت تک) بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث اعمش سے ابوعوانہ اور دوسرے راویوں نے بھی اس کے ہم معنی بیان کی ہے اور اس میں [عَنْ أَبِي صَالِحٍ] ہے‘‘[حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ] نہیں، یعنی اعمش اور ابوصالح کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی وضاحت باب ماجاء في الستر على المسلم ’’مسلمان کی پردہ پوشی‘‘ حدیث: 1425 کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبِّ عَنْ [عِرْضِ] الْمُسْلِمِ (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ مسلمان کی عزت کا دفاع

١٩٣١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ مَرْزُوقٍ أَبِي بَكْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْهِهِ

[1931] سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا (اس کی آبرو پر ہونے والے حملے کا جواب دیا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ ہٹا دے گا۔‘‘

١٩٣١ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥٠ من حديث ابن المبارك به ※ مرزوق تابعه شهر بن حوشب عند أحمد: ٦/ ٤٤٩ وللحديث شواهد ※ وفي الباب عن أسماء بنت يزيد [أحمد: ٦/ ٤٦١].

النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: مسلمان بھائی کی عزت و آبرو کی حفاظت وحمایت انسان کے لیے جہنم کی آگ سے تحفظ و پناہ کا باعث ہے کیونکہ جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد وحمایت کرے جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس مدد کرنے والے کی مدد ونصرت فرماتا ہے۔ اور یہی مدد ونصرت اس کے لیے آگ سے تحفظ و پناہ کا باعث بنتی ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْهِجْرَةِ [لِلْمُسْلِمِ] (التحفة ٢١)

باب: 21۔ مسلمان سے میل ملاپ چھوڑنا حرام ہے

١٩٣٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ؛ ح: قَالَ: وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ».

[1932] سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات توڑے رہے۔ دونوں آپس میں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر منہ پھیر لے۔ اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهِشَامِ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، انس، ابوہریرہ، ہشام بن عامر اور ابوہند داری رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اسلام دین فطرت ہے اور انسان کے اندر غیظ وغضب کا جذبہ فطری طور پر ودیعت کیا گیا ہے، اس لیے بعض دفعہ غصے میں آ جانا فطری امر ہے، تاہم ایسے موقع پر ضروری ہے کہ غصے میں شریعت کے دائرے سے تجاوز نہ ہو۔ انسان کی اسی فطرت کی وجہ سے شریعت میں تین دن تک ایک دوسرے سے تعلقات قطع کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے تا کہ انسان کا غصہ دور ہو

١٩٣٢- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب السلام للمعرفة وغير المعرفة، ح: ٦٢٣٧ ومسلم، ح: ٢٥٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به * وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [البزار (كشف الأستار): ٢/ ٤٣٧، ح: ٢٠٥٠ وصححه الحاكم: ١/ ٢٢ ووافقه الذهبي]، وأنس [يأتي: ١٩٣٥]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٤٩١٢]، وهشام بن عامر [أحمد: ٤/ ٢٠ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٠٢، ٤٠٧]، وأبي هند الداري [لم أجده].

جائے اور اسے سوچ بچار کا موقع مل سکے۔ لیکن کسی دینی ضرورت کے تحت اس سے زیادہ عرصے تک بھی بے رخی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ شخصی اور ذاتی رنجش کو طول دینا درست نہیں۔ (تحفة الأحوذي: 6/50-51)

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي مُوَاسَاةِ الْأَخِ (التحفة ٢٢)

باب:22۔ بھائی کی غم خواری و ہمدردی

١٩٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ لَهُ: هَلُمَّ أُقَاسِمْكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَأُطَلِّقُ إِحْدَاهُمَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا، فَقَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَدَلُّوهُ عَلَى السُّوقِ، فَمَا رَجَعَ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَمَعَهُ شَيْءٌ مِّنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ قَدِ اسْتَفْضَلَهُ، فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ، قَالَ: «مَهْيَمْ»، فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: «فَمَا أَصْدَقْتَهَا»؟ قَالَ: نَوَاةً. قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ».

[1933] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عبدالرحمن بن عوف (ہجرت کرکے) مدینے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ سیدنا سعد نے سیدنا عبدالرحمن سے کہا: آیئے! میں آپ کے لیے اپنا مال دو حصوں میں بانٹتا ہوں (ایک حصہ آپ لے لیں، ایک میرے پاس رہ جائے گا) اور میری دو بیویاں ہیں، چنانچہ میں ان میں سے ایک کو (جو آپ کو پسند ہو) طلاق دے دیتا ہوں، جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو آپ اس سے شادی کر لیں۔ اس پر سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ آپ کے لیے آپ کے اہل اور مال میں برکت فرمائے! مجھے منڈی کی راہ بتلا دیجیے۔ انھوں نے انھیں منڈی کا پتہ بتا دیا (سیدنا عبدالرحمن منڈی چلے گئے) اور وہ اس دن منڈی سے کچھ پنیر اور گھی نفع میں بچا لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ عرصے کے بعد دیکھا کہ سیدنا عبدالرحمٰن پر زردی کا نشان تھا (دہن کی خوشبو لگی ہوئی تھی۔) آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' سیدنا عبدالرحمن نے جواب دیا: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے اسے مہر میں کیا دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ایک گٹھلی۔ یا کہا: گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

١٩٣٣_ أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٠ عن إسماعيل وهو ابن علية، والبخاري، ح: ٥١٦٧ وغيره، من حديث حميد الطويل به وصرح بالسماع.

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: وَزْنُ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّزْنُ ثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَثُلُثٍ. وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: وَزْنُ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّزْنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ. أَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَّإِسْحَاقَ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گٹھلی کے برابر سونے کا وزن تین درہم اور اس کا تہائی، یعنی ($3\frac{1}{3}$) ہوتا ہے۔ اور امام اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: گٹھلی کے برابر سونے کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان جو اخوت اور مؤاخات کا رشتہ قائم کیا تھا اس کی بنیاد پر انصار نے مہاجرین کے لیے ہر قسم کی مالی اور جانی ایثار اور قربانی کا ایسا اعلیٰ اور عمدہ نمونہ پیش کیا تھا جس کی نظیر انسانی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلام اور اطاعت رسول کے اعلیٰ اور ارفع اصولوں کی پابندی اور تعمیل کا کرشمہ تھا۔ اور آج کے لوگ ان سنہری اصولوں کو چھوڑ کر انسانیت کی سطح سے بھی گر گئے ہیں، اس لیے قلق و اضطراب اور پریشانی کا شکار ہیں۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ (التحفة ٢٣)

باب:23۔ غیبت کا بیان

١٩٣٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْغِيبَةُ؟ قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ». قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ».

[1934] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! غیبت (کی حقیقت) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا اپنے (دینی) بھائی کا اس انداز سے تذکرہ کرنا جو اسے ناپسند ہو۔'' پوچھنے والے نے کہا: بتایئے جو بات میں کہتا ہوں اگر وہ اس کے اندر موجود ہو؟ آپ نے فرمایا: ''جو بات تم کہتے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو تو تو نے اس کی غیبت کی۔ اور جو بات تم کہتے ہو اگر اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان اور افتراء باندھا۔''

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوبرزہ، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کسی دینی یا دنیاوی غرض کے بغیر کسی کے متعلق اس انداز سے کوئی بات کرنا کہ اس کی تحقیر و تذلیل ہو اور وہ دوسروں کی نظروں سے گر جائے، غیبت کہلاتا ہے۔ بدقسمتی سے آج کل مسلمانوں کا ہر طبقہ اس برائی کا شکار ہے۔ اور کسی کے بارے میں

١٩٣٤ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الغيبة، ح: ٤٨٧٤ من حديث عبدالعزيز به، ومسلم، ح: ٢٥٨٩ من حديث العلاء به * وفي الباب عن أبي برزة [أبو داود، ح: ٤٨٨٠]، وابن عمر [أبو داود، ح: ٣٥٩٧]، وعبدالله بن عمرو [البغوي في شرح السنة: ١٣/ ١٤٠، ح: ٣٥٦٢].

کسی انداز سے کوئی ایسی بات کہنا جو اس کے اندر موجود نہ ہو اور اس کی تذلیل و رسوائی کا باعث ہو تو یہ الزام تراشی اور بہتان ہے جو انتہائی سنگین جرم ہے۔ اور یہ برائی بھی آج کل عام ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: (شرح صحيح مسلم از نووي: 214/16، 215، وتحفة الأحوذي: 53/6، 54)

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَسَدِ (التحفة ٢٣)

باب: 24۔ حسد کا بیان

١٩٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ».

[1935] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم آپس میں تعلقات نہ توڑو، نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، نہ ایک دوسرے سے بغض و کینہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور تم اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ میل جول چھوڑے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق، زبیر بن عوام، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں ان اخلاقی عیوب و نقائص سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے جو انسانوں کے دلوں میں بغض و عداوت پیدا کر کے آپس کے تعلقات کو خراب کرتے ہیں اور اسلام اپنے ماننے والوں کے دلوں میں جو ایک دوسرے کے لیے اخوت، مودت اور ہمدردی و خیر خواہی پیدا کرنا چاہتا ہے، اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں، جن سے اسلامی معاشرے کا امن و سکون تلپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور بدقسمتی سے مسلمان ان سب کا شکار ہیں۔ هَدَاهُمُ اللهُ تَعَالٰى.

١٩٣٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ،

[1936] سیدنا سالم رحمہ اللہ اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو خصلتیں قابل رشک ہیں (اور ان آدمیوں ہی پر رشک کرنا چاہیے:) ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا

١٩٣٥ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض والتدابر، ح: ٢٥٥٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ٦٠٧٦ من حديث الزهري به * وفي الباب عن أبي بكر الصديق [ابن ماجه، ح: ٣٨٤٩]، والزبير بن العوام [يأتي: ٢٥١٠]، وابن مسعود [لعله يشير إلى حديث البخاري، ح: ٧٣ ومسلم، ح: ٨١٦]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٤٩٠٣].

١٩٣٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه . . . إلخ، ح: ٨١٥ من حديث سفيان بن عيينة به * وقد روي عن ابن مسعود [البخاري، ح: ٧٣ ومسلم، ح: ٨١٦]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٤٩٠٣].

وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ».

ہے اور وہ دن رات اس سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی ہے اور وہ دن رات اس میں لگا رہتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: (1) اس حدیث میں حسد اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی غِبطه اور رشک کے معنی میں ہے، یعنی جو نعمت دوسرے کو حاصل ہے وہ اس کی طرح مجھے بھی حاصل ہو جائے۔ اس میں دوسرے سے چھننے کی آرزو نہیں ہوتی جبکہ حسد میں یہی آرزو کارفرما ہوتی ہے، اس لیے حسد ناجائز اور رشک [غِبطه] جائز ہے۔ (2) قرآن مجید میں مشغول ہونے اور مشغول رہنے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں: ○ اس کے سیکھنے سکھانے میں لگے رہنا۔ ○ نماز اور غیر نماز میں اس کی تلاوت کرتے رہنا۔ ○ اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہنا۔ ○ اس کی تفسیر و توضیح کے لیے تصنیف و تالیف کرنا۔ ○ فکر و اہتمام کے ساتھ اس کے احکام و ہدایات پر عمل کرتے رہنا۔ (3) مال و دولت کو مسلمانوں اور اسلام کی خاطر خرچ کرنا اور مسلمانوں اور اسلام کی ہر ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب اعمال ہیں۔ صاحب ایمان کو ایسے ہی اعمال کا شائق و حریص ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّبَاغُضِ (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ آپس میں بغض و عداوت رکھنا

١٩٣٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ».

[1937] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان اس بات سے ناامید اور مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی بندگی کریں، لیکن ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے بارے میں پُر امید ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اور سلیمان بن عمرو بن احوص کی اپنے باپ سے روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

فوائد و مسائل: (1) نمازیوں سے مراد پکے سچے مومن ہیں اور صحیح مسلم کی روایت میں جزیرۃ العرب کا اضافہ بھی آیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صفات المنافقین، حدیث: 7103 (2812)) جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اشارہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی

١٩٣٧ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب تحريش الشيطان، وبعثه سراياه لفتنة الناس . . . إلخ، ح:٢٨١٢ من حديث أبي معاوية الضرير به * وفي الباب عن أنس [تقدم:١٩٣٥]، وسليمان بن عمرو بن الأحوص عن أبيه [يأتي:٣٠٨٧].

طرف ہے، یعنی مطلب یہ ہے کہ شیطان، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی قسم کے شرک وکفر کی طرف لوٹانے سے ناامید ہو چکا ہے لیکن انھیں باہم دست وگریبان کرنے اور آپس میں لڑانے بھڑانے کی کوشش کرے گا۔ اس سے وہ مایوس نہیں ہے، اس لیے آپس میں لڑنے بھڑنے کے مسئلے میں اس سے ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیے۔ اور یہی ہوا کہ اس نے انھیں آپس میں ٹکرانے پر آمادہ کیا اور اس میں اسے کسی قدر کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن بعد کے زمانے میں دونوں کام ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ ② بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شرک کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ نبی ﷺ کی مراد صرف صحابہ ہیں، بعد کے لوگ نہیں۔ بعد کے لوگوں کے متعلق تو خود آپ ﷺ نے بھی پیش گوئی فرمائی ہے کہ قیامت سے پہلے میری امت کے کچھ لوگ بھی بعض بتوں کی پوجا کریں گے۔

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ (التحفة ٢٦)

باب: 26۔ باہمی معاملات کو درست رکھنا

١٩٣٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا، أَوْ نَمَا خَيْرًا».

[1938] سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وہ انسان جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کرائے اور اس کے لیے اچھی بات کہے یا اچھی بات پہنچائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: باہمی صلح وصفائی کرانے کے لیے ایک دوسرے کو ان کی اچھی اور بہتر باتیں بتانا اور ایک دوسرے کے خلاف کہی گئی باتیں چھپا لینا یہ جھوٹ نہیں، حتی کہ اپنی طرف سے اچھی باتیں بنا کر پیش کرنا بھی جائز ہے۔ یہ جھوٹ کے ذیل میں نہیں آئے گا، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں رخصت ہے تاکہ نفرتیں ختم ہو جائیں اور روٹھے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آ جائیں اور ان کے درمیان مخاصمت کی بجائے مفاہمت ہو جائے یا مخاصمت بڑھنے نہ پائے بلکہ کم ہو جائے۔

١٩٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ [الزُّبَيْرِيُّ]: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ

[1939] سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف تین مواقع پر جھوٹ جائز ہے:

١٩٣٨ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الكذب، وبيان ما يباح منه، ح: ٢٦٠٥ من حديث إسماعيل، والبخاري، ح: ٢٦٩٢ من حديث الزهري به.

١٩٣٩ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦٠، ٤٦١ عن أبي أحمد الزبيري به * سفيان الثوري تابعه داود بن عبدالرحمن (أحمد: ٦/ ٤٥٤) ويحيى بن سليم (الطبراني في الكبير: ٢٤/ ١٦٥، ح: ٤١٩) وزهير وغيرهم * وفي الباب عن أبي بكر [لعله يشير إلى حديث ابن ماجه، ح: ٣٨٤٩].

غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَ أَبُو أَحْمَدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ، وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ».

آدمی کا اپنی بیوی کو راضی اور خوش کرنے کے لیے بات کہنا، جنگ اور لڑائی میں جھوٹ اور لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کے لیے جھوٹ بولنا۔“

وَقَالَ مَحْمُودٌ فِي حَدِيثِهِ: «لَا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ». هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ، إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ خُثَيْمٍ. وَرَوٰى دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

محمود کی روایت میں [لَا يَحِلُّ] جائز نہیں کے الفاظ کی جگہ [لَا يَصْلُحُ] ”مناسب نہیں اور درست نہیں“ کے الفاظ ہیں۔ ہمارے علم میں یہ حدیث سیدہ اسماء سے صرف ابن خثیم بیان کرتے ہیں۔ داود بن ابی ہند بھی یہ روایت شہر بن حوشب ہی سے بیان کرتا ہے لیکن درمیان میں سیدہ اسماء کا واسطہ بیان نہیں کرتا۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بعض علماء کے نزدیک کذب سے مراد توریہ اور تعریض ہے، یعنی ایسی بات اور گفتگو کرنا جس کے دو معنی ہوں۔ سننے والا قریبی اور فوری ذہن میں آنے والا معنی سمجھے اور بولنے والا بعید اور غور و فکر کا محتاج معنی مراد لے۔ اور بعض علماء نے اس سے حقیقی جھوٹ مراد لیا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں مواقع بڑے نازک ہیں۔ ان نزاکتوں کے پیش نظر جھوٹ کی واقعی ضرورت پیش آ سکتی ہے اور آتی ہے۔ اگر مقصود اصلاح ہی ہو تو یقیناً اصلاح اور صلح نہایت پسندیدہ امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہایت حکمت پر مبنی ہے۔

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ

(التحفة ٢٧)

باب: 27۔ خیانت اور دھوکا، فریب

١٩٤٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللهُ عَلَيْهِ».

[1940] سیدنا ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کو (ناحق اور بلاوجہ) نقصان پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے نقصان اور ضرر پہنچاتا ہے۔ اور جو شخص دوسروں کو مشقت و تکلیف میں ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ

١٩٤٠ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، القضاء، باب في القضاء، ح: ٣٦٣٥ عن قتيبة وابن ماجه، ح: ٢٣٤٢ من حديث الليث بن سعد به، وللحديث شواهد كثيرة ☆ لؤلؤة وثقها الترمذي وحده وتبعه الهيثمي في المجمع: ١٠/ ١٧٨.

اسے مشقت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو انسان کسی دوسرے انسان سے دھوکا، فریب یا خیانت کرتا ہے، اس کا مقصد اسے نقصان پہنچانا اور مشقت میں ڈالنا ہوتا ہے تو وہ خود فریب اور دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ دوسروں کے لیے کنواں کھودنے والا خود ہی اس میں گرتا ہے (چاہ کن را، چاہ درپیش۔)

١٩٤١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا فَرْقَدٌ السَّبَخِيُّ عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ الْهَمْدَانِيِّ - وَهُوَ الطَّيِّبُ -، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ».

[1941] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ انسان جو کسی مومن کو نقصان پہنچاتا یا اس سے مکروفریب کرتا ہے، لعنتی ہے (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجِوَارِ (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ پڑوسی کا حق

١٩٤٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ -، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا زَالَ جِبْرَئِيلُ - صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ - يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

[1942] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سیدنا جبریل صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں وصیت و تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اسے وارث قرار دے دیں گے۔‘‘

١٩٤٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا

[1943] مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن

١٩٤١ـ [ضعيف] أخرجه أحمد بن علي بن سعيد المروزي في مسند أبي بكر الصديق، ح: ١٠٠ من حديث زيد بن الحباب به * فرقد السبخي ضعيف وأبو سلمة الكندي مجهول (تقريب).

١٩٤٢ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٤ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٦٠١٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

١٩٤٣ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في حق الجوار، ح: ٥١٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به و صرح بالسماع من بشير عند الحميدي، ح: ٥٩٣ ومجاهد صرح بالسماع من ابن عمرو عند ابن المبارك في البر والصلة، ح: ٢٤٧ وغيره * وفي الباب عن عائشة [يأتي: ١٩٤٢]، وابن عباس [البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٢ وعبد بن حميد، ح: ٦٩٤]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ٣٦٧٤]، وأنس [البخاري، ح: ١٣ ومسلم، ح: ٤٥]، وعبدالله بن عمرو [يأتي: ١٩٤٤]، والمقداد بن الأسود [أحمد: ٦/ ٨ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٣]، وعقبة بن عامر [أحمد: ٤/ ١٥١]، وأبي شريح [البخاري، ح: ٦٠١٩ ومسلم، ح: ٤٨]، وأبي أمامة [أحمد: ٥/ ٢٦٧].

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ وَبَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا زَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

عمرو رضی اللہ عنہما کے گھر والوں کے لیے بکری ذبح کی گئی۔ جب وہ (گھر) تشریف لائے تو پوچھا: کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو تحفہ بھیجا ہے؟ کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی کے حق میں وصیت و تلقین کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے خیال کیا وہ اسے وارث بنا کر رہیں گے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي شُرَيْحٍ وَأَبِي أُمَامَةَ.
[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابن عباس، ابوہریرہ، انس، عبداللہ بن عمرو، مقداد بن اسود، عقبہ بن عامر، ابوشریح اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ یہ حدیث مجاہد، سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: پڑوسی کے حق اور اس کے ساتھ اکرام و احترام اور اس کی رعایت رکھنے کے بارے میں سیدنا جبریل علیہ السلام مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے تاکیدی احکام رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے رہے حتیٰ کہ آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شاید اس کو بھی والدین اور اولاد کی طرح مرنے کی صورت میں ترکے میں سے حصہ دلایا جائے گا۔ اس سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ پڑوسی کا حق کس قدر اہمیت کا حامل ہے، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

۱۹۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ».

[1944] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے حق میں بہتر ہو اور اللہ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابوعبدالرحمن حُبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

١٩٤٤ـ أخرجه أحمد: ٢/١٦٧ من حديث حيوة بن شريح به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٥١ وابن خزيمة: ٤/١٤٠، ح: ٢٥٣٩ والحاكم: ٢/١٠١، ٤٤٣، ٤/١٦٤ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

فائدہ: کسی انسان کے اچھے اور عمدہ کردار کا فیصلہ ان لوگوں کی رائے کی روشنی ہی میں کیا جا سکتا ہے جن کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا یا رہن سہن ہو۔ اس اعتبار سے اس کا سب سے زیادہ ربط و تعلق اپنے پڑوسیوں اور اپنے ساتھیوں سے ہوتا ہے، اس لیے جو انسان ان کے ساتھ بہتر رویہ اور حسن سلوک اختیار کرتا ہے، وہ واقعی بہتر اور اچھا ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ إِلَى الْخَادِمِ (التحفة ٢٩)

باب: 29۔ خادم سے اچھا سلوک کرنا

١٩٤٥- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ فِتْيَةً تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِهِ وَلْيُلْبِسْهُ مِنْ لِّبَاسِهِ وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ».

[1945] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(غلام) تمھارے بھائی بند ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں تمھارے زیر دست (محکوم) بنا دیا ہے، تو جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو، وہ اسے اپنے کھانے سے کھلائے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور اسے ایسے کام کا مکلف نہ ٹھہرائے (ایسا کام کرنے کی تکلیف نہ دے) جو اس کے بس سے باہر ہو۔ اگر وہ اسے کسی بھاری کام کا کہے تو اس سے تعاون اور اس کی مدد کرے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّأُمِّ سَلَمَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، سیدہ ام سلمہ، سیدنا ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہر غلام کو آقا کا بھائی قرار دیا گیا ہے، پھر اسی تعلق اور رشتے کی بنیاد پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ بھائیوں والا سلوک کرو اور اسے وہی کھلاؤ، پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ مزدور یا نوکر چاکر کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنا مالکوں کی ذمے داری ہے۔ ان لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے سپرد کیا ہوا کام خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔ اگر طرفین اپنے اپنے فرائض کا احساس کریں تو سرمایہ دار اور مزدور، زمیندار اور کسان، آقا اور ماتحت کی لڑائی اور گروہ بندی ختم ہو جائے گی۔

١٩٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

[1946] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

١٩٤٥- أخرجه البخاري، الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية ... إلخ، ح: ٣٠، ومسلم، ح: ١٦٦١ من حديث واصل الأحدب به * وفي الباب عن علي [أبو داود، ح: ٥١٥٦]، وأم سلمة [ابن ماجه، ح: ١٦٢٥]، وابن عمر [يأتي: ١٩٤٩]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٥١٦٥].

١٩٤٦- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الإحسان إلى المماليك، ح: ٣٦٩١ والمروزي في مسند أبي بكر، ح: ٩٧ ◄◄

هَارُونَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ فَرْقَدٍ [السَّبَخِيِّ]، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”(غلاموں وغیرہ سے) برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِي فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ایوب سختیانی اور دوسرے بہت سے محدثین نے فرقد سبخی پر اس کے حافظے کے (ضعف و کمزوری) کے باعث جرح کی ہے۔

(المعجم ٣٠) بَابُ النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدَّامِ وَشَتْمِهِمْ (التحفة ٣٠)

باب: 30۔ خادموں کو مارنا اور گالی گلوچ کرنا ممنوع ہے

١٩٤٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ نَبِيُّ التَّوْبَةِ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيئًا مِمَّا قَالَ لَهُ، أَقَامَ اللهُ عَلَيْهِ الْحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ».

[1947] سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، ابوالقاسم نبی توبہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام پر بہتان تراشی کی جبکہ وہ اس سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر (قذف کی) حد قائم کرے گا الا یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. وَابْنُ أَبِي نُعْمٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ يُكْنٰى أَبَا الْحَكَمِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سوید بن مقرن اور عبداللہ بن عمر ؓ سے روایات آئی ہیں۔ اور ابن ابی نعم سے مراد عبدالرحمن بن ابی نعم بجلی ہے جس کی کنیت ابوالحکم ہے۔

فائدہ: چونکہ آقا پر دنیا میں اپنے غلام پر بہتان تراشی کی صورت میں حد قائم نہیں کی جا سکتی، اس لیے اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی۔ الا یہ کہ اس نے اپنے غلام پر جو الزام عائد کیا ہو وہ واقعی اس میں موجود ہو۔ اور ظاہر ہے یہ انتہائی خوفناک صورت حال ہے۔ دنیا میں حد لگ جاتی تو کفارہ بن جاتی، اس لیے آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام کو (ایسے جرم پر) مارا (جو اس نے نہیں کیا) تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ وہ اسے آزاد کردے۔ (سنن أبي داود، الأدب، حديث: 5168)

١٩٤٨ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا

[1948] سیدنا ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ

◄◄ من حديث فرقد به، وهو ضعيف كما تقدم: ١٩٤١ وضعفه البوصيري من أجل فرقد.

١٩٤٧ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب قذف العبيد، ح: ٦٨٥٨، ومسلم، ح: ١٦٦٠ من حديث فضيل بن غزوان به ☆ وفي الباب عن سويد بن مقرن [تقدم: ١٥٤٢]، وعبدالله بن عمر [يأتي: ١٩٤٩ ومسلم، ح: ١٦٦٤].

١٩٤٨ـ أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك، وكفارة من لطم عبده، ح: ١٦٥٩ من حديث سفيان الثوري به.

مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ [الْأَنْصَارِيِّ] قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ مَمْلُوكًا لِّي فَسَمِعْتُ قَائِلًا مِّنْ خَلْفِي يَقُولُ: اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ». قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوكًا لِّي بَعْدَ ذٰلِكَ.

میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا تو میں نے پیچھے سے ایک کہنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا: اے ابومسعود! جان لے۔ جان لے، اے ابومسعود! میں نے مڑکر دیکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو پایا۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس غلام پر ہے۔“ ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے اپنے کسی غلام کو نہیں مارا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَإِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ هُوَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور ابراہیم تیمی سے مراد ابراہیم بن یزید بن شریک ہے۔

فائدہ: اگر کسی انسان کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان و یقین ہو تو ظلم و زیادتی اور ہر قسم کے گناہ سے بچانے کے لیے بہترین تذکیر اور اکسیر نسخہ یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور آخرت کا مؤاخذہ اور محاسبہ یاد دلایا جائے، صحیح مسلم کی روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تم اسے آزاد نہ کرتے تو تمھیں جہنم کی آگ جلا ڈالتی یا جہنم کی آگ تمھیں لپیٹ میں لے لیتی۔“ (صحيح مسلم، الأيمان، حديث: 4308، وتحفة الأحوذي: 67/6)

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَفْوِ عَنِ الْخَادِمِ (التحفة ٣١)

باب: 31۔ خادم سے درگزر کرنا

١٩٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَمْ أَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ قَالَ: «كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً».

[1949] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم اور غلام کی غلطی کتنی دفعہ یا کس حد تک معاف کروں (کب تک درگزر کروں؟) نبی ﷺ اسے جواب دینے سے خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم سے کس حد تک درگزر کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہر روز ستر دفعہ۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

١٩٤٩ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في حق المملوك، ح: ٥١٦٤ من حديث أبي هانىء به كما سيأتي، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ١٦٦٤ رشدين تابعه ابن وهب، وأخرجه أبو داود من حديثه، وسنده حسن.

وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ هٰذَا. وَالْعَبَّاسُ هُوَ ابْنُ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيُّ الْمِصْرِيُّ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

ہے۔ اسے عبداللہ بن وہب نے بھی ابوہانی خولانی کی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔ اور عباس سے مراد ابن جُلید حجری مصری ہے۔ قتیبہ نے عبداللہ بن وہب سے ابوہانی خولانی کی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔ اور بعض نے اسے عبداللہ بن وہب کی اسی سند سے بیان کرتے ہوئے اسے عبداللہ بن عمرو ؓ کی روایت قرار دیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① سنن ابی داود کی روایت: 5164 سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے دو دفعہ خاموشی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہ دیا تاکہ وہ سمجھ جائے کہ یہ کوئی پوچھنے والی بات نہیں ہے۔ لیکن جب اس نے پھر تیسری دفعہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''ہر روز ستر بار۔'' یعنی بار بار۔ ② اپنے ماتحت غلام اور خادم کا قصور معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے، اس لیے جہاں تک ہو سکے درگزر سے کام لینا چاہیے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْخَادِمِ (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ خادم اور نوکر کو تنبیہ کرنا

١٩٥٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللهَ فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ».

[1950] سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ کا نام لے (اللہ کا واسطہ دے) تو تم اپنا ہاتھ اٹھا لو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَأَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ. [قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْعَطَّارُ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ] قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: ضَعَّفَ شُعْبَةُ أَبَا هَارُونَ الْعَبْدِيَّ. قَالَ يَحْيٰى: وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَتّٰى مَاتَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ابوہارون عبدی کا نام (ابن مدینی کے بقول) عُمارہ بن جُوَین ہے۔ امام شعبہ نے ابو ہارون عبدی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام یحییٰ (بن سعید) کہتے ہیں: ابن عون اپنی موت تک سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتا رہا ہے۔

فائدہ: نوٹ: اس روایت میں ابن عون کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ معلوم نہیں امام صاحب نے اس کا ذکر یہاں کیوں کیا ہے اور تحفہ میں یہاں ابوہریرہ کی جگہ ابوہارون ہے۔ تو معنی ہوں گے: ابن عون نے ابوہارون سے روایت لی ہے۔

١٩٥٠ـ [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٣٣ من حديث سفيان الثوري به ٭ أبو هارون العبدي متروك ومنهم من كذبه، شيعي (تقريب).

(المعجم ٣٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ (التحفة ٣٣)

باب: 33- اولاد کو تنبیہ کرنا یا انھیں ادب و تہذیب سکھانا

١٩٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى عَنْ نَاصِحٍ، عَنْ سِمَاكٍ [ابْنِ حَرْبٍ]، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ».

[1951] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا اپنی اولاد کو تہذیب و شائستگی سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَنَاصِحُ بْنُ الْعَلَاءِ الْكُوفِيُّ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَنَاصِحٌ شَيْخٌ آخَرُ بَصْرِيٌّ يَرْوِي عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ وَغَيْرِهِ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ناصح بن علاء کوفی محدثین کے نزدیک قوی (ثقہ) نہیں ہے۔ اور یہ حدیث صرف اسی سند سے معلوم ہے۔ ناصح نامی ایک اور بصری شیخ ہے جو عمار بن ابی عمار اور دوسروں سے روایت کرتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ ثقہ ہے۔

فائدہ: دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی تعلیم و تربیت کی فکر کریں اور اسے حسن ادب سے آراستہ کریں کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: [كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ] ''تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔'' (صحيح البخاري، النكاح، حديث: 5200) اور باپ اپنی اولاد کا نگران اور ذمے دار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحريم 66:6) ''اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

١٩٥٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نُحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ».

[1952] ایوب بن موسیٰ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (سعید بن عاص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی باپ نے اپنی اولاد کو حسن ادب سے بہتر کوئی عطیہ اور تحفہ نہیں دیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْخَزَّازِ [وَهُوَ عَامِرُ ابْنُ صَالِحِ بْنِ رُسْتُمَ الْخَزَّازُ] وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى: هُوَ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف عامر بن ابی عامر خزاز (جس سے مراد عامر بن صالح بن رستم خزاز ہے) کی روایت سے جانتے ہیں۔

١٩٥١- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٩٦، ١٠٢ والبغوي في شرح السنة: ٩/ ٣٤٨، ٣٤٩، ح: ٢٤١٣ من حديث ناصح الحائك به، وقال الذهبي: "ناصح هالك" (تلخيص المستدرك: ٤/ ٢٦٣) وقال ابن حجر: ضعيف (تقريب).

١٩٥٢- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٤٠ من حديث نصر بن علي، وأحمد: ٤/ ٧٧ من حديث عامر الخزاز به وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٣ فقال الذهبي: "بل مرسل ضعيف، ففي إسناده عامر بن صالح الخزاز واهٍ" وموسى بن عمرو مستور (تقريب).

ابْنُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهٰذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُرْسَلٌ.

اور ایوب بن موسیٰ سے مراد ابن عمرو بن سعید بن العاص ہے۔ اور میرے نزدیک یہ روایت مرسل ہے (کیونکہ سعید کا رسول اللہ ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔)

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم باپ کا اپنی اولاد کے لیے سب سے بہتر، اعلیٰ اور بیش بہا تحفہ یہی ہے کہ وہ ان کی ایسی تربیت کرے جس سے وہ تہذیب وشائستگی اور اچھے اخلاق وسیرت کے حامل ہوں۔ اس مقصد کے لیے انھیں تنبیہ کرنا، ڈانٹنا اور مناسب حال سزا دینا کوئی معیوب بات نہیں ہے۔

(المعجم ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَالْمُكَافَأَةِ عَلَيْهَا (التحفة ٣٤)

باب: 34۔ تحفہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا

١٩٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

[1953] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَانَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، انس، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے مرفوع حدیث کی صورت میں صرف عیسیٰ بن یونس ہشام سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: تحفے وتحائف کا تبادلہ باہمی محبت و پیار کا ذریعہ ہے، اس لیے برابر کی حیثیت کے لوگوں کا تحفہ صرف وصول نہیں کرنا چاہیے بلکہ تحفہ دینا بھی چاہیے۔ ہاں! اگر کوئی برتر حیثیت کا مالک کم حیثیت کو تحفہ اور ہدیہ دیتا ہے تو اسے دعا دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی تحفہ ہی ہے۔

(المعجم ٣٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّكْرِ لِمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكَ (التحفة ٣٥)

باب: 35۔ حسن سلوک اور احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا

١٩٥٣_ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، ح: ٢٥٨٥ من حديث عيسى بن يونس به ٭ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٣٩٤٥]، وأنس [تقدم: ١٣٣٨]، وابن عمر [أبو داود، ح: ١٦٧٢]، وجابر [ابن عدي في الكامل: ٦/ ٢١١٤].

١٩٥٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللهَ».

[1954] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں بن سکتا۔''

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جو انسان اپنے جیسے انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا تو وہ گویا شکر گزاری کے جذبے اور احساس ہی سے عاری ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کرنا ہے!

١٩٥٥ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ح: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ».

[1955] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، اشعث بن قیس اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جس کی فطرت و عادت ہی کفران نعمت اور احسان فراموشی ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ یا جو انسان انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا، یعنی اسے اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق بھی میسر نہیں آتی۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي صَنَائِعِ الْمَعْرُوفِ (التحفة ٣٦)

باب: 36۔ احسانات اور اچھے کاموں کا بیان

١٩٥٦ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ:

[1956] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

١٩٥٤ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في شكر المعروف، ح: ٤٨١١ من حديث الربيع بن مسلم به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧٠.

١٩٥٥ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢ من حديث محمد بن أبي ليلى به وسنده ضعيف وللحديث شواهد منها الحديث السابق * وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ١٩٥٤]، والأشعث بن قيس [أحمد: ٥/ ٢١١، ٢١٢]، والنعمان بن بشير [أحمد: ٤/ ٢٧٨، ٣٧٥].

١٩٥٦ـ أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩١٣ من حديث النضر بن محمد والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٩١ من حديث عكرمة بن ◄◄

حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ».

ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا تیرے لیے صدقہ ہے۔ تیرا نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ تیرا بھٹکے اور راہ بھولے ہوئے کی رہنمائی کرنا تیرے حق میں صدقہ ہے۔ تیرا کمزور نظر کو راستہ دکھانا تیرے لیے صدقہ ہے۔ تیرا راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا تیرے لیے صدقہ ہے اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا تیرے لیے صدقہ ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَجَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو زُمَيْلٍ [اسْمُهُ] سِمَاكُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَنَفِيُّ وَالنَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، جابر، حذیفہ، سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوزُمیل کا نام سماک بن ولید حنفی ہے اور نضر بن محمد سے مراد جرشی یمامی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ کام جس میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی پائی جاتی ہے اور وہ اچھا اور بہتر کام ہے، اس کا کرنا انسان کے لیے اجر و ثواب کے حصول کا باعث ہے اگر چہ وہ بظاہر کتنا ہی معمولی ہو۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِنْحَةِ (التحفة ٣٧)

باب: 37۔ دودھ دینے والا جانور عارضی طور پر ہدیہ دینا

١٩٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ

[1957] سیدنا براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دودھ دینے والا جانور عطیہ کیا یا چاندی قرض (ادھار) دی یا

◄◄ عمار به وصححه ابن حبان، ح: ٨٦٤ وله شاهد عند أحمد: ٥/ ١٦٨ ❊ مرثد بن عبدالله الزماري الزماني وثقه الترمذي وابن حبان فهو حسن الحديث ❊ وفي الباب عن ابن مسعود [النسائي في الكبرى، ح: ١١٧٠١ والطبراني في الكبير: ١٠/ ١١٠، ح: ١٠٠٤٧]، وجابر [يأتي: ١٩٧٠]، وحذيفة [مسلم، ح: ١٠٠٥]، وعائشة [مسلم، ح: ١٠٠٧]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٢٩٨٩ ومسلم، ح: ١٠٠٩].

١٩٥٧۔ أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ٥/ ٢٧ من حديث أبي كريب محمد بن العلاء به، وقال: "رواه الجم الغفير عن طلحة بن مصرف، منهم زبيد ومنصور والأعمش . . . إلخ" وصححه ابن حبان، ح: ٨٦١ وللحديث طرق كثيرة ❊ وفي الباب عن النعمان بن بشير [أحمد: ٤/ ٢٧٢ وسنده حسن].

عَوْسَجَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ أَوْ وَرِقٍ، أَوْ هَدٰى زُقَاقًا كَانَ لَهُ مِثْلُ عِتْقِ رَقَبَةٍ».

راستے کی رہنمائی کی، یہ کام اس کے لیے ایسے ہوگا جیسے کہ اس نے ایک گردن آزاد کی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوٰى مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَشُعْبَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ هٰذَا الْحَدِيثَ. وَفِي الْبَابِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ وَرِقٍ» إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ قَرْضَ الدَّرَاهِمِ. قَوْلُهُ: «أَوْ هَدٰى زُقَاقًا» قَالَ: إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ وَهُوَ إِرْشَادُ السَّبِيلِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور طلحہ بن مصرف سے ابواسحاق کی روایت کی صورت میں غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ یہ حدیث منصور بن معتمر اور شعبہ نے بھی طلحہ بن مصرف سے بیان کی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا نعمان بن بشیر سے روایت آئی ہے۔ اور "جس نے چاندی کا عطیہ دیا" کے معنی ہیں: درہم قرض کے طور پر دیے اور [هَدٰى زُقَاقًا] سے مراد راستے کی ہدایت اور راستے کی رہنمائی ہے۔

فائدہ: لوگوں سے ہمدردی اور ان پر احسان کرنا، ضرورت مند کو دودھ پینے کے لیے کوئی جانور دے دینا، محتاج کو قرضہ دینا اور راستہ بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا، گردن کی آزادی جیسے احسان اور ہمدردی والے کام کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ دونوں جگہ مخلوق سے ہمدردی اور احسان کا عمل پایا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ (التحفة ٣٨)

باب: 38۔ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا

١٩٥٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الطَّرِيقِ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ».

[1958] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک دفعہ ایک آدمی راستے پر جا رہا تھا کہ اس نے ایک کانٹے دار شاخ دیکھی تو اسے (کاٹ کر راستے سے) دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي ذَرٍّ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوبرزہ، ابن عباس اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ

١٩٥٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، ح: ٦٥٢ عن قتيبة، ومسلم، ح: ١٩١٤/ ١٦٤ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ١/ ١٣١ بطوله * وفي الباب عن أبي برزة [مسلم، ح: ٢٦١٨]، وابن عباس [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٢٢]، وأبي ذر [تقدم: ١٩٥٦].

حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بعض دفعہ معمولی کام انسان کی کایا پلٹنے کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ کام اس نے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے سے سرانجام دیا تھا جس نے اس کی زندگی کا رخ بدل دیا اور وہ ایسے کام کرنے لگا جو اس کی بخشش کا باعث بنے۔ یا یہی عمل رحمت الٰہی کے سبب بخشش کا باعث بنا اور اسے معافی مل گئی۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَجَالِسَ بِالْأَمَانَةِ (التحفة ٣٩)

باب:39۔ مجالس میں امانت کا لحاظ ضروری ہے

١٩٥٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ».

[1959] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص بات کرنے کے بعد ادھر ادھر دیکھے تو وہ امانت ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں یہ صرف ابن ابی ذئب کی حدیث کی صورت میں ہے۔

فائدہ: جب ایک شخص بات کرنے کے بعد ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اور شخص یہ بات سن لے، اس لیے یہ بات کسی اور کو نہیں بتانی چاہیے۔ اسے وہ امانت اور راز کے طور پر صرف اپنے پاس رکھے۔

(المعجم ٤٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّخَاءِ (التحفة ٤٠)

باب:40۔ سخاوت کا بیان

١٩٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، أَفَأُعْطِي؟ قَالَ: «نَعَمْ، لَا تُوكِي

[1960] سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی مگر وہی جو مجھے (میرا شوہر) زبیر لا کر دیتا ہے۔ کیا میں اس میں سے دے سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اسے سنبھال سنبھال کے نہ رکھا کر ورنہ تجھ سے بھی بند کر لیا جائے

١٩٥٩ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في نقل الحديث، ح: ٤٨٦٨ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به.

١٩٦٠ـ أخرجه أبو داود، الزكاة، باب: في الشح، ح: ١٦٩٩ من حديث أيوب به وللحديث طرق وشواهد عند البخاري، ح: ١٤٣٤، ٢٥٩٠ ومسلم، ح: ١٠٦٩ وغيرهما ۞ وفي الباب عن عائشة [أبو داود، ح: ١٧٠٠]، وأبي هريرة [يأتي: ١٩٦١].

فَيُوكَى عَلَيْكِ». يَقُولُ: لَا تُحْصِي فَيُحْصَى عَلَيْكِ.

گا۔'' آپ کے فرمان کا مقصد ہے کہ گن گن کر نہ رکھ ورنہ تجھے بھی گن گن کر دیا جائے گا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ: عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث اسی سند سے ابن ابی ملیکہ سے بیان کی ہے اور ابن ابی ملیکہ اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے درمیان عباد بن عبداللہ بن زبیر کا اضافہ کیا ہے۔ اور بہت سے راویوں نے ایوب سے بیان کی ہے مگر انھوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر کا واسطہ بیان نہیں کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کرنا مال کی نشوونما اور اس میں اضافے وبرکت کا باعث ہے اور اگر مال کو گن گن کر رکھا جائے اور اس سے صدقہ وخیرات نہ کی جائے کہ کہیں کم نہ ہو جائے تو پھر اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت اور بڑھوتری نہیں ہوتی۔ گویا صدقہ مال میں اضافے اور برکت کا سبب ہے اور صدقہ نہ کرنا بے برکتی کا سبب۔ بیوی کو شوہر کے مال میں سے صدقہ کرنے کی اجازت ہے اور دونوں کے لیے اجر ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

١٩٦١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِّنَ اللهِ، قَرِيبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِّنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِّنَ النَّارِ، وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِّنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِّنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِّنَ النَّارِ. وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ».

[1961] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سخاوت کرنے والا انسان اللہ کے قریب ہے۔ جنت کے قریب ہے۔ لوگوں کے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے۔ اور کنجوس وبخیل اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے۔ آگ کے قریب ہے۔ اور بے علم سخی اللہ تعالیٰ کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَقَدْ خُولِفَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ يَحْيَى

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے یحییٰ بن سعید کی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف صرف سعید بن محمد منسوب کرتا ہے۔ دوسرے راوی اسے یحییٰ بن سعید کی سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے

١٩٦١- [ضعيف] أخرجه ابن حبان في روضة العقلاء، ص: ٢٣٥ من حديث الحسن بن عرفة به وقال: "غريب غريب" وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ١٨٠ وقال: "هذا حديث لا يصح" ❊ سعيد بن محمد الوراق ضعيف كما في التقريب وغيره وللحديث شواهد شديدة الضعف.

ابْنِ سَعِيدٍ، إِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ شَيْءٌ مُرْسَلٌ.

مرسلاً (منقطع طور پر) بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے، تاہم سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اس لیے بلاشبہ سخاوت انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے تقرب و رحمت کے حصول کا باعث ہے۔ اس بنا پر انسان جنت کے قریب اور آگ سے دور ہو جاتا ہے اور اس کی سخاوت کی وجہ سے لوگ اس سے محبت و پیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ کنجوس اور بخیل آدمی اس کے برعکس ہے۔ وہ اللہ کی رحمت اور تقرب سے دور ہوتا ہے، اس لیے جنت ہی سے دور ہوتا ہے اور آگ (دوزخ) کے قریب ہوتا ہے۔ اور کنجوسی کی وجہ سے لوگ بھی اس سے الگ تھلگ اور دور رہتے ہیں اور اس سے ربط و تعلق پیدا نہیں کرتے۔

(المعجم ٤١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُخْلِ (التحفة ٤١)

باب: 41۔ بخل کا بیان

١٩٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ غَالِبٍ الْحُدَّانِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: الْبُخْلُ، وَسُوءُ الْخُلُقِ».

[1962] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں: کنجوسی اور بد خلقی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَدَقَةَ بْنِ مُوسٰى.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف صدقہ بن موسیٰ کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں۔

١٩٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَّانٌ».

[1963] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''دھوکے باز، کنجوس اور احسان جتلانے والا جنت میں نہ جا سکے گا۔''

١٩٦٢- [ضعيف] أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ٢/ ٣٨٨ من حديث صدقة به وقال: "غريب من حديث مالك، تفرد به عنه صدقة" وهو ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه والحديث في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٢٠٨ ❊ وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ١٩٦١].

١٩٦٣- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٧ عن يزيد بن هارون به وهو في مسند أبي بكر الصديق، ح: ٩٨ من طريق يزيد بن هارون ❊ صدقة (١٩٦٢) وفرقد (١٩٤١) ضعيفان كما تقدم.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: [خَبٌّ] دھوکے باز۔ [مَنَّانٌ] احسان جتلانے والا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم دوسری صحیح روایات سے یہ باتیں ثابت ہیں۔ بنابریں اس میں کوئی شک نہیں کہ دھوکے بازی، کنجوسی اور احسان کر کے جتلانا ان خطرناک اور تباہ کن عادات میں سے ہیں جو جنت کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بن سکتی ہیں، اس لیے جنت کے خواہش مند انسان کو ان عادتوں سے اپنا بچاؤ کرنا چاہیے کیونکہ یہ باتیں دین کی روح اور انسانی اخلاق کے منافی ہیں۔

١٩٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ».

[1964] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن بندہ سادہ لوح (بھولا بھالا) عزت و احترام والا ہوتا ہے، اور فاسق و فاجر آدمی دھوکے باز اور کمینہ (بخیل) ہوتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: واقعی مومن انسان سادہ لوح اور نرم طبیعت کا مالک ہوتا ہے اور اپنی شرافت کی بنا پر دوسروں پر اعتماد کر کے دھوکا کھا جاتا ہے لیکن فاسق و فاجر فریبی اور دھوکے باز ہوتا ہے، اس لیے اس میں خست و کمینگی پائی جاتی ہے۔

(المعجم ٤٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ (التحفة ٤٢)

باب:42۔ گھر والوں پر خرچ کرنا

١٩٦٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ».

[1965] سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اہل و عیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔“

١٩٦٤ـ [حسن بالشواهد والمتابعات] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في حسن العشرة، ح: ٤٧٩٠ من حديث عبدالرزاق به، بشر بن رافع ضعيف لكن تابعه الحجاج بن فرافصة عند أحمد وغيره وهو حسن الحديث وللحديث شواهد عند أبي داود وغيره.

١٩٦٥ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ٥٥ ومسلم، ح: ١٠٠٢ من حديث شعبة به ✿ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [مسلم، ح: ٩٩٦]، وعمرو بن أمية الضمري [أحمد: ٤/ ١٧٩]، وأبي هريرة [مسلم، ح: ٩٩٥].

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو، عمرو بن امیہ ضمری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بیوی بچوں کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا انسان کی شرعی اور اخلاقی ذمے داری ہے جس سے وہ کسی صورت میں راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وہ اس ذمے داری اور فریضے کو فرض سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے سرانجام دیتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے صدقہ، یعنی اجر وثواب کے حصول کا باعث بنتی ہے۔ یہ تمام صدقات سے بہتر اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

١٩٦٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ الدِّينَارِ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ».

[1966] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل اور بہتر دینار وہ ہے جو انسان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو انسان اپنے جہاد میں کام آنے والے چوپائے پر خرچ کرتا ہے۔ اور وہ دینار جو انسان اپنے فی سبیل اللہ مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔''

قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: بَدَأَ بِالْعِيَالِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِّنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ لَهُ صِغَارٍ يُعِفُّهُمُ اللهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمُ اللهُ بِهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیدنا ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ نے سب سے پہلے گھر والوں کا نام لیا ہے، پھر کہنے لگے: اس آدمی سے بڑھ کر اجر کس کا ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انھیں ناجائز کاموں سے بچا لیتا ہے اور انھیں دوسروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ تینوں قسم کے دینار افضل اور بہتر ہیں۔ سیدنا ابوقلابہ رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ بلاوجہ اور بلاسبب گھر والوں پر خرچ کردہ دینار کو سب سے پہلے نہیں لائے بلکہ اس دینار کو پہلے لائے ہیں جو گھر والوں کو برے کاموں سے بچاتا اور دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ دینار سب سے بہتر ہے۔

(المعجم ٤٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ وَغَايَةِ الضِّيَافَةِ كَمْ هُوَ؟ (التحفة ٤٣)

باب: 43۔ مہمان نوازی کی اہمیت اور مہمان نوازی کتنے دن ہے؟

١٩٦٦- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك . . . إلخ، ح: ٩٩٤ عن قتيبة به .

١٩٦٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ». قَالُوا: وَمَا جَائِزَتُهُ؟ قَالَ: «يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ» قَالَ: «وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ».

[1967] سیدنا ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات فرمائے میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے ان کو سنا، آپ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کو عطیہ وتحفہ دے کر اس کا اکرام کرے۔'' حاضرین نے پوچھا: اس کا عطیہ و انعام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک دن اور رات۔'' آپ نے (مزید) فرمایا: ''ضیافت تین دن تک ہے اور ان کے بعد کا عرصہ صدقہ ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی اور بھلائی والی بات کرے یا چپ رہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کو خندہ پیشانی سے ملے اور صبح وشام کا کھانا اپنی حیثیت کے مطابق بہتر اور عمدہ پیش کرے اور اس کے بعد تین دن بلاتکلف اپنا عمومی کھانا پیش کرے، اس پر اس کا فرض ادا ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی خدمت اس پر لازم نہیں لیکن اگر کرے گا تو اجر وثواب کا باعث ہو گا۔ جمہور ائمہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی کے نزدیک یہ اخلاقی فرض ہے، شرعی طور پر سنت ہے، فرض نہیں۔ اور امام لیث اور احمد کے نزدیک شرعی فرض ہے۔ امام شوکانی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 6/86-87)

١٩٦٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ».

[1968] سیدنا ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان نوازی تین دن ہے اور اس کا تحفہ ایک دن رات ہے۔ اور اس کے بعد جو مہمان پر خرچ کرتا ہے، وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے پاس اتنے دن ٹھہرا رہے حتی کہ اسے تنگی میں مبتلا کر دے۔''

وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: لَا يَثْوِي عِنْدَهُ يَعْنِي: الضَّيْفُ لَا

آپ ﷺ کے فرمان [لَا يَثْوِي عِنْدَه] کے معنی ہیں

١٩٦٧ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب من كان يؤمن بالله واليوم والآخر فلا يؤذ جاره، ح: ٦٠١٩ من حديث الليث بن سعد به، ورواه مسلم، ح: ٤٨ من حديث أبي شريح العدوي به.

١٩٦٨ـ ※ ابن عجلان تابعه عبدالحميد بن جعفر عند أحمد: ٤/ ٣١ وللحديث طرق كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما ※ وفي الباب عن عائشة [لعله يشير إلى حديث أحمد: ٦/ ٦٩]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٣٧٤٩].

يُقِيمُ عِنْدَهُ حَتّٰى يَشْتَدَّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَنْزِلِ، وَالْحَرَجُ هُوَ الضِّيقُ. إِنَّمَا قَوْلُهُ: «حَتّٰى يُحْرِجَهُ» يَقُولُ: حَتّٰى يُضَيِّقَ عَلَيْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَدْ رَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَّاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ الْكَعْبِيُّ، وَهُوَ الْعَدَوِيُّ، وَاسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو.

کہ مہمان میزبان کے ہاں اتنا عرصہ نہ ٹھہرے کہ وہ اس کے لیے گرانی اور بوجھ یا ناگواری کا باعث بن جائے۔ اور حرج کے معنی تنگی ہوتے ہیں۔ اور آپ کے فرمان [حَتّٰى يُحْرِجَهُ] کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس کے لیے تنگی کا باعث بنے۔ اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام مالک بن انس اور امام لیث بن سعد، سعید مقبری سے روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوشریح خزاعی ہی کعبی اور عدوی ہیں۔ ان کا نام خویلد بن عمرو ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مہمان نوازی مہمان کا حق ہے اسی طرح مہمان کا بھی فرض ہے کہ وہ کسی کے گھر اس قدر نہ ٹھہرے کہ اس کا ٹھہرنا گھر والوں کے لیے ناگواری اور تنگی کا باعث بن جائے۔

(المعجم ٤٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْيَتِيمِ (التحفة ٤٤)

باب: 44۔ ضرورت مند، محتاج عورت اور یتیم کے لیے بھاگ دوڑ کرنا

١٩٦٩ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ».

[1969] صفوان بن سُلَیم رحمہ اللہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''محتاج و ضرورت مند عورت اور مسکین کے لیے بھاگ دوڑ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام (نفل نماز ادا) کرتا ہے۔''

حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ [الدِّيلِيِّ]، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ. وَهٰذَا [الْحَدِيثُ] حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْغَيْثِ اسْمُهُ سَالِمٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ. وَثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ شَامِيٌّ، وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِيٌّ.

انصاری بواسطہ ثور بن زید دِیلی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی طرح بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابوالغیث کا نام سالم ہے جو عبداللہ بن مطیع کا مولیٰ ہے۔ ثور بن یزید شامی ہے اور ثور بن زید مدنی ہے۔

١٩٦٩ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الساعي على الأرملة، ح: ٦٠٠٦ ومسلم، ح: ٢٩٨٢ من حديث مالك عن ثور بن زيد به. وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب الزهري: ٢/ ٨٦، ٨٧، ح: ١٩١٥، ١٩١٦) بسند صفوان بن سليم وثور بن زيد.

فائدہ: أَرْمَلَة ضرورت مند اور محتاج کو بھی کہتے ہیں اور بیوہ کو بھی۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یا بقدر ضرورت و کفایت نہ ہو۔ ان لوگوں کو کما کر کھلانا گویا ہر وقت عبادت میں مصروف رہنا ہے جس طرح مجاہد چوبیس گھنٹے عبادت گزار شمار ہوتا ہے۔ یا وہ دن کو روزہ رکھنے والا اور رات کو قیام کرنے والا، یعنی ہر وقت مصروفِ عبادت شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح یتیم کی کفالت اور خبر گیری بھی نہایت فضیلت والا کام ہے۔

(المعجم ٤٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقَةِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْبِشْرِ (التحفة ٤٥)

باب: 45۔ خندہ پیشانی اور خوش روئی سے پیش آنا

١٩٧٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا الْمُنْكَدِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيكَ».

[1970] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیکی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی کو کشادہ چہرے سے ملو اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی انڈیل دو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: ہر وہ بات اور کام جو مسلمان بھائی کے لیے مسرت و شادمانی کا باعث ہو یا اس میں اس کی ہمدردی اور خیر خواہی پائی جاتی ہو، وہ اجر و ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے۔

(المعجم ٤٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ (التحفة ٤٦)

باب: 46۔ سچ اور جھوٹ کا بیان

١٩٧١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ

[1971] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سچائی کو لازم پکڑو اور (ہمیشہ سچ بولو) کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور

١٩٧٠- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٠ عن قتيبة به وسنده ضعيف ولكن رواه البخاري، ح: ٦٠٢١ من حديث محمد ابن المنكدر به وللحديث شواهد ✽ وفي الباب عن أبي ذر [تقدم: ١٩٥٦ ويأتي: ١٩٨٧ ومسلم، ح: ١٠٠٦].

١٩٧١- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، ح: ٢٦٠٧ من حديث أبي معاوية الضرير به ✽ وفي الباب عن أبي بكر الصديق [ابن ماجه، ح: ٣٨٤٩]، وعمر [البيهقي في شعب الإيمان: ٤/ ٣٢٧، ح: ٥٢٨١]، وعبدالله بن الشخير [لعله يشير إلى حديث أبي داود، ح: ٤٨٠٦]، وابن عمر [يأتي: ١٩٧٢].

فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا».

نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے۔ اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا قصد اور کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں صدیق (ہمیشہ سچ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بدکاری (گناہ) کا راستہ دکھاتا ہے اور بدی (بدکاری) دوزخ تک پہنچا دیتی ہے۔ اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کرتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں کذّاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ [الصِّدِّيقِ] وَعُمَرَ وَعَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق، عمر، عبداللہ بن شخیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سچ بولنا بذات خود ایک پسندیدہ عادت ہے اور اس کی خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی نیک کردار اور صالح بنا کر جنت کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور انجامِ کار جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔ ہمیشہ سچ بولنے والا اور سچ کو اختیار کرنے والا صدیقیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمیشہ سچ بولنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جھوٹ بذات خود ایک بری خصلت ہے اور اس کی یہ خاصیت بھی ہے کہ اس سے آدمی کے اندر فسق و فجور اور بدی کا میلان ورجحان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بدکاری کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ انجامِ کار دوزخ کا ایندھن بنتا ہے۔ اسے جھوٹ بولنے کی لت پڑ جاتی ہے اور جھوٹ بولنا اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بہت جھوٹا قرار پاتا ہے۔

١٩٧٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ هَارُونَ الْغَسَّانِيِّ: حَدَّثَكُمْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ».

[1972] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔“

قَالَ يَحْيٰى: فَأَقَرَّ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ؟ وَقَالَ: نَعَمْ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [جَيِّدٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ هَارُونَ.

یحییٰ نے (اپنے استاد) عبدالرحیم بن ہارون سے پوچھا: کیا عبدالعزیز بن ابی روّاد نے تمھیں یہ روایت سنائی ہے؟ تو اس نے اقرار کرتے ہوئے کہا: ہاں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (عمدہ) غریب ہے۔ ہم اسے

١٩٧٢ـ [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٩٢١ من حديث عبدالرحيم بن هارون الغساني به وهو "ضعيف كذبه الدارقطني" (تقريب).

صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اس کے بیان کرنے میں عبدالرحیم بن ہارون منفرد ہے۔

١٩٧٣- [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُحَدِّثُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْكِذْبَةِ فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً].

[1973] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ سے زیادہ ناپسندیدہ اور کوئی خصلت نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی آدمی ایک دفعہ جھوٹ بول دیتا تو آپ کے دل میں ہمیشہ کراہت ونفرت بیٹھی رہتی یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس سے توبہ کر لی ہے (تو پھر کراہت ختم ہو جاتی۔)

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: جھوٹ اس قدر قابل نفرت اور ناپسندیدہ عادت ہے کہ ایک شریف انسان جھوٹ بولنے والے سے کراہت اور نفرت محسوس کرتا ہے، اس کے بارے میں اس کے دل میں نفرت اور ناگواری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کے ساتھ بیٹھنا ناپسند کرتا ہے۔

(المعجم ٤٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفُحْشِ [وَالتَّفَحُّشِ] (التحفة ٤٧)

باب: 47۔ بدکلامی اور بتکلف بدگوئی

١٩٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ».

[1974] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں بدگوئی اور بدکلامی آ جائے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا اور شرم ہو، اسے مزین اور آراستہ کر دیتی ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت آئی ہے۔

١٩٧٣ـ أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٢ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له: ١١/ ١٥٨، ح: ٢٠١٩٥ وعندهما "عن ابن أبي مليكة أو غيره" فالسند معلل وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥ والهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٤٢ وغيرهما وللحديث شاهد عند الحاكم: ٤/ ٩٨ وصححه ووافقه الذهبي.

١٩٧٤ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحياء، ح: ٤١٨٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له: ١١/ ١٤١، ١٤٢، ح: ٢٠١٤٥ وصححه ابن حبان ورواه كثير بن حبيب عن ثابت به، والبحر الزخار للبزار: ٢/ ٤٠٣، ح: ١٩٦٣ ☆ وفي الباب عن عائشة [يأتي: ٢٠١٦].

حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے عبدالرزاق ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: جس معاملے میں بدگوئی اور بدکلامی در آتی ہے تو اس بری اور ناپسندیدہ خصلت کے نتیجے میں معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ اور جس مسئلے میں شرم و حیا کا لحاظ رکھا جائے تو اس پسندیدہ خصلت کے سبب وہ معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو جاتا ہے کیونکہ بدگوئی کے نتیجے میں سختی اور الجھن پیدا ہوتی ہے اور شرم وحیا کے باعث نرمی پیدا ہوتی ہے۔

١٩٧٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا». وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا.

[1975] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے مالک ہیں۔'' اور نبی ﷺ نہ طبعاً بدگو تھے اور نہ مقابلے میں بدگوئی کرتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ایمان اور اخلاق میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جس کا ایمان کامل ہو گیا، لازماً اس کے اخلاق اور خصائل عمدہ ہوں گے اور جو اخلاق حسنہ کا مالک ہوگا اس کا ایمان بھی کامل ہوگا، اس لیے وہ سب سے بہتر اور اعلیٰ ہوگا۔ اور بدگوئی ایک ناپسندیدہ اور بری خصلت ہے، اس لیے نبی ﷺ اس کے نہ طبعاً روادار تھے اور نہ جواباً تکلف سے بدگوئی کرتے تھے۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ (التحفة ٤٨)

باب:48۔ لعنت اور پھٹکار کا بیان

١٩٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ».

[1976] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے کو یہ نہ کہو: تم پر اللہ کی لعنت و پھٹکار، تم پر اللہ کا غضب و ناراضی اور تیرا ٹھکانا آگ (اللہ تمھیں آگ میں داخل کرے۔)''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس، ابوہریرہ، ابن عمر اور

١٩٧٥- أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٥٩، ومسلم، ح:٢٣٢١ من حديث الأعمش به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:٢٢٤٦ نحو المعنى.

١٩٧٦- [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في اللعن، ح:٤٩٠٦ من حديث هشام به وصححه الحاكم: ١/٤٨ ووافقه الذهبي * قتادة عنعن وللحديث شاهد مرسل عند البغوي في شرح السنة * وفي الباب عن ابن عباس [يأتي:١٩٧٨]، وأبي هريرة [مسلم، ح:٢٥٩٧]، وابن عمر [يأتي:٢٠١٩]، وعمران بن حصين [مسلم، ح:٢٥٩٥].

وَابْنِ عُمَرَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بلاوجہ اور بلا سبب ایک دوسرے کے بارے میں ایسی بات کہنا جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری پر دلالت کرے یا رحمت الٰہی سے محرومی اور دوری کی بد دعا کرنا ایک مسلمان کے شایان شان نہیں۔ اور حدیث میں بیان کردہ تینوں کلمات حقیقتاً یا کنایتاً اس پر دلالت کرتے ہیں۔

١٩٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ».

[1977] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن طعن کرنے والا، لعنت بھیجنے والا، فحش و بدگوئی اور بے ہودہ گوئی کا عادی نہیں ہوتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: اسلام اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اقدار کا داعی ہے، اس لیے صحیح مومن بد اخلاقی، فحش گوئی اور بے ہودہ گوئی کا عادی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ چیزیں ہر لحاظ سے بری اور ناپسندیدہ ہیں۔

١٩٧٨- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ».

[1978] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی تو آپ نے فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ بھیج کیونکہ وہ حکم کی پابند ہے۔ اور جو کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے جو اس کی حقدار نہ ہو تو وہ لعنت اس آدمی کی طرف لوٹ آتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں بشر بن عمر کے سوا کسی نے اسے مسند

١٩٧٧ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٤، ٤٠٥ عن محمد بن سابق به، وصححه الحاكم: ١/ ١٢ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣١٢ وابن حبان، ح: ٤٨ والحاكم وغيرهم.

١٩٧٨ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في اللعن، ح: ٤٩٠٨ عن زيد بن أخزم به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٨، وللحديث شواهد كثيرة، منها عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٢٠ وابن حبان، ح: ١٩٨٩ والحاكم: ٤/ ٢٨٥ وغيرهم، وانظر الحديث الآتي: ٢٢٥٢.

بیان نہیں کیا۔

فائدہ: ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے اور اسی کے حکم سے اس میں شدت اور زور پیدا ہوتا ہے۔ اس کا اس میں اپنا کوئی اختیار یا دخل نہیں ہوتا۔ اگر اس کی شدت سے کسی کا نقصان ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، اس لیے ہوا کو برا بھلا کہنا درحقیقت اس کے چلانے والے کو برا بھلا کہنا ہے، چنانچہ اس پر لعنت بھیجنے والا خود ہی اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے، ہوا کا کچھ نہیں بگڑتا۔

(المعجم ٤٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ النَّسَبِ (التحفة ٤٩)

باب:49۔ اپنا نسب (شجرہ) سیکھنا، سکھانا

١٩٧٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عِيسَى الثَّقَفِيِّ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ».

[1979] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنا نسب نامہ اور شجرہ اس قدر سیکھ لو جس سے تم صلہ رحمی کر سکو، کیونکہ صلہ رحمی رشتے داروں میں محبت، مال میں کثرت و زیادتی اور نقش پا کی تاخیر، یعنی عمر میں اضافے کا باعث ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ: «مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ» يَعْنِي بِهِ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمُرِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور آپ کے فرمان [مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ] کے معنی ہیں: عمر میں اضافہ اور زیادتی۔

فائدہ: قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیک اعمال کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی برکتوں سے نوازتا ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رشتے داروں سے صلہ رحمی، یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک وہ مبارک عمل ہے جس کے نتیجے میں تین فوائد اور منافع دنیا ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں، اس لیے اپنے رشتے داروں کے بارے میں جاننا اور ان کا پتہ رکھنا ضروری ہے تاکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر کے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کیے جا سکیں: ※ رشتے داروں کی محبت و مودت اور ان کا پیار و شفقت۔ ※ رزق اور مال و دولت میں وسعت و فراوانی۔ ※ عمر میں اضافہ اور برکت، کیونکہ خاندانی جھگڑے اور خانگی الجھنیں عام طور پر رشتے داروں کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جس کی بنا پر عدالتی جھگڑوں اور مقدمات میں مال و دولت کا ضیاع ہوتا ہے۔ دل میں پریشانی، ذہنی انتشار اور اندرونی گھٹن پیدا ہوتی ہے جس سے کاروبار اور صحت دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ خاندان والوں اور عزیز و اقارب کے ساتھ نیکی، ان کی خدمت اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے دلی سکون ملتا ہے، وسعت ظرفی پیدا ہوتی ہے، نیز گھٹن اور کبیدہ خاطری سے نجات ملتی ہے۔ ہر کام انسان خوش دلی سے سرانجام دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بھی شامل حال ہوتا ہے، اس لیے ہر لحاظ سے انسان کے

١٩٧٩ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٤ من حديث ابن المبارك به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٦١ ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

حالات بہتر ہوتے ہیں۔

(المعجم ٥٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْأَخِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ (التحفة ٥٠)

باب:50۔ بھائی کا بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں دعا کرنا

١٩٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا دَعْوَةٌ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِّنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ».

[1980] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دعا اس قدر جلد قبول نہیں ہوتی جس قدر ایک غائب (بھائی) کی دوسرے غائب (بھائی) کے حق میں ہوتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَالْإِفْرِيقِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ هُوَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ اسی سند سے آئی ہے۔ اور افریقی حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد عبدالرحمٰن بن زیاد بن اَنْعُم افریقی ہے اور عبداللہ بن یزید سے مراد ابوعبدالرحمن حُبُلی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح مسلم (حدیث: 6927-6929) میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ (پس پشت) دعا قبول ہوتی ہے (کیونکہ وہ اخلاص کے ساتھ دل کی گہرائی سے کی جاتی ہے۔) اس کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کی یہ ذمے داری ہے کہ جب وہ اپنے بھائی کے لیے (غائبانہ) کوئی اچھی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اللہ تیری دعا قبول کرے اور تجھے بھی اس جیسی خیر عطا فرمائے۔'' ظاہر ہے فرشتے کی آمین رائیگاں نہیں جاتی، اس لیے دعا شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

(المعجم ٥١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّتْمِ (التحفة ٥١)

باب:51۔ گالی گلوچ کا بیان

١٩٨١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

[1981] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گالی گلوچ کرنے والے آپس میں

١٩٨٠ـ [ضعيف] أخرجه أحمد، ح: ١٥٣٥ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به وهو ضعيف مشهور.

١٩٨١ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب المستبان، ح: ٤٨٩٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، ومسلم، ح: ٢٥٨٧ من حديث العلاء بن عبدالرحمن به ❊ وفي الباب عن سعد [ابن ماجه، ح: ٣٩٤١]، وابن مسعود [يأتي: ١٩٨٣]، وعبدالله بن مغفل، [الطبراني في الأوسط: ١/ ٤١٣، ح: ٧٣٨].

هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِيءِ مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ».

جو کچھ کہیں اس کی ذمہ داری (گناہ) پہل کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، ابن مسعود اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: آپس کے لڑائی جھگڑے میں حسب مصلحت ظالم کو معاف کر دینا بڑے اجر کی بات ہے، تاہم بدلہ لینے کی بھی رخصت ہے۔ اور بدلہ بقدر زیادتی ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ فرمان باری ہے: ''برائی کا بدلہ اسی قدر برائی ہے'' (الشوریٰ 40:42) ''جو تم پر زیادتی کرتا ہے تو تم اس پر اسی قدر زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہے۔'' (البقرۃ 194:2) اس لیے اگر گالی کے جواب میں وہی گالی اس پر لوٹائی گئی تو گناہ صرف ابتدا کرنے والے پر ہوگا اور اگر اینٹ کا جواب پتھر سے دیا گیا تو گناہ میں دونوں شریک ہوں گے اور ہر ایک کو اس کی زیادتی کے بقدر گناہ ہوگا۔ (تحفة الأحوذي: 98/6)

١٩٨٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ».

[1982] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرنے والوں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اس طرح تم زندوں کو تکلیف پہنچاؤ گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدِ اخْتَلَفَ أَصْحَابُ سُفْيَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَرَوٰى بَعْضُهُمْ مِثْلَ رِوَايَةِ الْحَفَرِيِّ، وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان کے تلامذہ نے اس حدیث کی سند میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے زیاد بن علاقہ اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ کے درمیان کسی واسطے کا تذکرہ نہیں کیا اور بعض نے ایک مجہول آدمی کا واسطہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: کسی مرنے والے کا اس انداز سے تذکرہ کرنا بالخصوص مسلمان کا، جو اس کے عزیز و اقارب کے لیے اذیت اور تکلیف کا باعث ہو، باہمی لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے، اس لیے شریعت اسلامیہ نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 99/6)

(المعجم ٥٢) [بَابُ سِبَابِ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالِهِ كُفْرٌ] (التحفة ٥٢)

باب: 52۔ مسلمان کو گالی دینا فسق و نافرمانی ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے

١٩٨٢۔ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٢ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٧ وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٣٩٣ وغيره.

١٩٨٣ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [بْنِ مَسْعُودٍ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ». قَالَ زُبَيْدٌ: قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: [أَ]أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

[1983] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو برا بھلا کہنا نافرمانی ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔'' زُبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے پوچھا: کیا آپ نے یہ روایت براہِ راست عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

[قَالَ: قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اسلام اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کو برا بھلا کہنا اس کے منافی اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے نکل جانا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو باہمی اخوت ومودت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے اور کافروں سے لڑنے کی تلقین کرتا ہے، اس لیے کہ کافر ہی مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ اور مسلمان ہوتے ہوئے مسلمان سے لڑنے والا کافرانہ طرز عمل اختیار کرتا ہے جو اپنی نحوست کے سبب کفر کا باعث بن سکتا ہے۔ بہر حال یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا بلکہ کُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ، یعنی کم تر درجے کا کفر ہے جس سے مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

(المعجم ٥٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ (التحفة ٥٣)

باب: 53۔ پسندیدہ اور اچھی بات کرنا

١٩٨٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا، وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا» فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: «لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلّٰى [لِلّٰهِ] بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ».

[1984] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے ان کا باہر اور بیرون سے ان کا اندرون دکھائی دیتا ہے۔'' تو ایک بدوی نے کھڑے ہو کر پوچھا: یہ کس کو ملیں گے اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے جو اچھی اور پاکیزہ گفتگو کرتا ہے، کھانا کھلاتا ہے اور ہمیشہ روزے رکھتا ہے۔ اور اللہ کی رضا کے لیے رات کو نماز پڑھتا ہے جبکہ لوگ سورہے ہوتے ہیں۔''

١٩٨٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ: "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر"، ح: ٦٤ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، ح: ٤٨ من حديث زبيد به.

١٩٨٤ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٥، ١٥٦ وابن خزيمة، ح: ٢١٣٦ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف وللحديث شاهد عند أحمد: ٥/ ٣٤٣ وصححه ابن حبان وسنده حسن، وللحديث شواهد أخرى عند الحاكم: ١/ ٨٠، ٣٢١ وغيره.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ [وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، وَهُوَ كُوفِيٌّ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ، وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا، وَكِلَاهُمَا كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف عبدالرحمٰن بن اسحاق کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور بعض محدثین نے عبدالرحمٰن بن اسحاق پر اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب جرح کی ہے۔ اور وہ کوفے کا رہنے والا ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن اسحاق قرشی، مدنی ہے اور اس سے زیادہ ثقہ ہے۔ اور دونوں ہم عصر ہیں۔

فائدہ: جنت انھی لوگوں کے لیے ہے جو نیک اعمال اور پسندیدہ اخلاق اور عمدہ خصائل سے متصف ہیں۔ جس قدر اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ بلند اور اعلیٰ ہوں گے، اسی قدر درجات و مراتب بلند ہوں گے۔

(المعجم ٥٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ (التحفة ٥٣)

باب: 54۔ نیک اور اچھے غلام کی فضیلت

١٩٨٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «نِعِمَّا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ وَيُؤَدِّيَ حَقَّ سَيِّدِهِ» يَعْنِي الْمَمْلُوكَ.

وَقَالَ كَعْبٌ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسٰى وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[1985] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت اچھی اور کامیابی کی بات جو کسی غلام کو حاصل ہے، یہ ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق ادا کرتا ہے۔''

کعب احبار کہتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول نے صحیح فرمایا۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوموسیٰ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سارے شر اور فساد کی جڑ اور بنیاد یہ ہے کہ ہر طبقہ اپنا حق دوسرے طبقے سے وصول کرتا بلکہ چھیننے کے لیے ہر کشمکش اور جبر و زور کو صحیح سمجھتا ہے اور خود دوسرے کا حق ادا کرنے سے بے نیاز اور بے پروا بلکہ منکر ہے۔ اس چیز نے اس وقت دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے جبکہ اسلام کی ہدایت اور تعلیم کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ ہر فرد اور ہر طبقے کو دوسرے کا حق ادا کرنے کی تلقین و تاکید کرتا ہے اور حقوق کی ادائیگی ہی کو کامیابی و کامرانی قرار دیتا ہے۔ اس اصول کے مطابق آقاؤں اور غلاموں کو ایک

١٩٨٥ـ أخرجه البخاري، العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده، ح:٢٥٤٩ ومسلم، ح:١٦٦٦ من حديث الأعمش به مختصرًا ومطولًا، والأعمش صرح بالسماع، ورواه همام بن منبه عن أبي هريرة به (مسلم، ح:١٦٦٧) * وفي الباب عن أبي موسى [تقدم:١١١٦]، وابن عمر [يأتي:١٩٨٦].

دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی ترغیب اور ہدایت فرمائی ہے۔ جب تک حق لینے اور چھیننے کی بجائے حق ادا کرنے پر زور نہیں دیا جائے گا دنیا امن وسکون سے محروم رہے گی۔ حدیث کے آخر میں سیدنا کعب احبار نے اپنے تجربے کی روشنی میں اس فرمان کی تصدیق کی۔

١٩٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ - أُرَاهُ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ - عَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ، وَرَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ».

[1986] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے۔'' میرے خیال میں آپ نے فرمایا: ''قیامت کے روز۔'' ''وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرتا ہے۔ وہ آدمی جو کسی قوم کی امامت کرتا ہے اور وہ اس سے راضی اور مطمئن ہیں اور وہ آدمی جو دن رات پانچوں نمازوں کے لیے اذان کہتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ [الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ وَكِيعٍ]، وَأَبُو الْيَقْظَانِ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ قَيْسٍ [وَيُقَالُ: ابْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ أَشْهَرُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث صرف وکیع سفیان سے بیان کرتا ہے۔ اور ابویقظان کا نام عثمان بن قیس ہے۔ اور اسے ابن عمیر بھی کہا جاتا ہے اور مشہور تر یہی ہے۔

لغوی تشریح: كُثْبَان، كَثِيبٌ کی جمع ہے، ریت کا ٹیلہ۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ (التحفة ٥٥)

باب: 55۔ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے کا بیان

١٩٨٧- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اتَّقِ اللهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ».

[1987] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد نیکی کرو، وہ برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھا رویہ اور بہترین طرز عمل اختیار کرو۔''

١٩٨٦ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦ عن وكيع به ✽ أبو اليقظان ضعيف.

١٩٨٧ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٣ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٢٠٠٣ وغيره وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٤ ووافقه الذهبي ✽ وفي الباب عن أبي هريرة [لعله يشير إلى الحديث المتقدم: ١٩٦٤] ✽ حديث أبي نعيم عن سفيان، رواه الدارمي: ٢/ ٣٢٣، ح: ٢٧٩٤.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ [نَحْوَهُ]. قَالَ مَحْمُودٌ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ مَحْمُودٌ: وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب محمود بن غیلان کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ جناب محمود نے اپنے استاد وکیع سے سفیان ہی کی سند سے اس حدیث کی نسبت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے۔ اور محمود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہی ہے کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

فائدہ: تمام نیکیوں کا منبع اور سرچشمہ اور تمام برائیوں سے رکاوٹ اور آڑ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور برائی یا بدی کا علاج نیکی اور اچھائی ہے۔ اور مومن کی شان اور آن اچھے اخلاق اپنانا اور لوگوں کے ساتھ اچھا طرز عمل اختیار کرنا ہے۔

(المعجم ٥٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي ظَنِّ السُّوءِ (التحفة ٥٦)

باب: 56۔ بدگمانی

١٩٨٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ».

[1988] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [قَالَ: وَ]سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَذْكُرُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: الظَّنُّ ظَنَّانِ: فَظَنٌّ إِثْمٌ، وَظَنٌّ لَيْسَ بِإِثْمٍ. فَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي هُوَ إِثْمٌ: فَالَّذِي يَظُنُّ ظَنًّا وَيَتَكَلَّمُ بِهِ، وَأَمَّا الظَّنُّ الَّذِي لَيْسَ بِإِثْمٍ: فَالَّذِي يَظُنُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گمان کی دو قسمیں ہیں: ایک گمان گناہ کا باعث ہے اور دوسرا گناہ نہیں۔ وہ گمان جو گناہ ہے وہ یہ کہ ایک انسان کو بدگمانی ہو، پھر اسے دل میں بٹھا لے اور دوسروں کے سامنے بیان کرتا رہے۔ اور وہ گمان جو گناہ نہیں، یہ ہے کہ دل میں بدگمانی تو آئے لیکن اسے دل میں نہ بٹھائے اور نہ دوسروں کے سامنے بیان کرے۔

فائدہ: کسی کے خلاف زبان سے جھوٹی بات کہنا، اس کی برائی اور قباحت سے ہر کوئی آگاہ ہے لیکن بدگمانی کو اتنی بری بات خیال نہیں کیا جاتا، حالانکہ اس کا نقصان زیادہ ہے اور بہت سے لوگ بلا خوف وخطر اس میں مبتلا ہیں، اس لیے نبی ﷺ نے اس کی قباحت اور برائی کا اظہار کرنے کے لیے اس کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا تاکہ لوگ اس سے بچیں کیونکہ بدگمانی سے بدظنی پھر

١٩٨٨ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب: ﴿يأيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرًا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا﴾، ح: ٦٠٦٦، ومسلم، ح: ٢٥٦٣ من حديث أبي الزناد به مطولاً ومختصرًا.

غلط فہمی پیدا ہوتی ہے جو باہمی تعلقات کے لیے زہر قاتل ہے۔

(المعجم ٥٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُزَاحِ (التحفة ٥٧)

باب: 57۔ خوش طبعی

١٩٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَضَّاحِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى إِنْ كَانَ لَيَقُولُ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: «يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟».

[1989] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ہم سے گھل مل جایا کرتے تھے حتی کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرمایا کرتے: ''اے ابوعمیر! نغیر (بلبل، کالی چڑیا) نے کیا کیا؟''

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ.

ہناد بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوالتیاح کا نام یزید بن حُمید ضبعی ہے۔

فائدہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعمیر چھوٹے بچے تھے۔ انھوں نے ایک بلبل پال رکھی تھی جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ جب وہ مرگئی تو نبی ﷺ ابوعمیر کا دل بہلانے کے لیے پوچھتے: ہاں بھئی ابوعمیر! تمھاری چڑیا کدھر ہے، مقصد صرف بچے کے ساتھ دل لگی اور پیار ومحبت کا اظہار تھا۔

١٩٩٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا؟ قَالَ: «إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا».

[1990] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ خوش طبعی اور دل لگی فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں صرف حق اور درست بات ہی کہتا ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنَى قَوْلِهِ: إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا إِنَّمَا يَعْنُونَ: أَنَّكَ تُمَازِحُنَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور [إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا] سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ ہمارے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرتے ہیں۔

فائدہ: ساتھیوں سے خوش طبعی اور ہنسی مذاق کرنے کی صورت میں ہیبت وعظمت اور وقار میں کمی واقع ہوتی ہے کیونکہ بعض

١٩٨٩ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ٦١٢٩ من حديث شعبة به.

١٩٩٠ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٠ من حديث ابن المبارك به ※ أسامة بن زيد الليثي تابعه ابن عجلان، وعلي بن الحسن هو ابن شقيق.

دفعہ خوش طبعی میں متانت و سنجیدگی کے منافی بات سرزد ہو جاتی ہے جس میں جھوٹ وغیرہ کی آمیزش ہو جاتی ہے یا اس سے کسی کی دل آزاری ہو جاتی ہے۔ اور یہ چیز آپ ﷺ کی عظمت اور ہیبت و وقار کے منافی تھی، اس لیے آپ نے جواب دیا کہ میں خوش طبعی اور دل لگی کے وقت حق اور سچ بات ہی کہتا ہوں۔ اس میں جھوٹ یا فریب کا شائبہ نہیں ہوتا نہ کسی کی دل آزاری ہوتی ہے جیسا کہ اگلی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

١٩٩١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ؟».

[1991] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔'' اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ بھی تو اونٹنی ہی جنتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: سائل سادہ لوح اور بھولا بھالا آدمی تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے دل لگی اور خوش طبعی سے کام لیتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے لیکن وہ سمجھ نہ سکا اور اونٹنی کے بچے سے مراد چھوٹا بچہ لیا جو سواری کے قابل نہیں ہوتا، اس لیے آپ ﷺ نے سمجھایا کہ بچہ بوڑھا بھی ہو جائے تو وہ والدین کے لیے ان کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

١٩٩٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ».

[1992] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اے دو کانوں والے!''

قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ أَنَّهُ يُمَازِحُهُ.

ابواسامہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کا مقصد ان سے خوش طبعی کرنا تھا۔

فائدہ: ہر انسان طبعی طور پر دو کان رکھتا ہے، اس لیے اسے ذو أذنين ''دو کانوں والے'' کہنا ایک حقیقت ہے۔ اس سے مقصود محض دل لگی کا اظہار ہے، اس لیے حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہمی خوش طبعی کرنا یہ انسانی شرافت اور عظمت و وقار یا اسلامی آداب و اخلاق کے منافی نہیں ہے۔

١٩٩١ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما جاء في المزاح، ح:٤٩٩٨ من حديث خالد بن عبد الله به، وصححه البغوي في شرح السنة: ١٣/ ١٨١، ١٨٢، ح:٣٦٠٥.

١٩٩٢ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٧ عن أبي أسامة، وأبو داود، ح:٥٠٠٢ من حديث شريك النخعي به، وسيأتي: ٣٨٢٨ وله شاهد حسن عند الطبراني في الكبير: ١/ ٢٤٠، ح: ٦٦٢.

(المعجم ٥٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِرَاءِ (التحفة ٥٨)

باب: 58۔ جھگڑنے کا بیان

١٩٩٣- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ [الْعَمِّيُّ] الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا».

[1993] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے باطل پر ہوتے ہوئے بھی (جھگڑے کے وقت) جھوٹ نہ بولا، اس کے لیے جنت کے کنارے پر گھر بنایا جائے گا۔ اور جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑا، اس کے لیے جنت کے درمیان گھر بنایا جائے گا۔ اور جس نے اپنے اخلاق کو حسین وعمدہ بنالیا، اس کے لیے جنت کے بلند اور اعلیٰ حصے میں گھر بنایا جائے گا۔''

[وَ] هٰذَا [الْحَدِيثُ] حَدِيثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ].

یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف سلمہ بن وردان ہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

١٩٩٤- حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ الْفَضْلِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَفَى بِكَ إِثْمًا أَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا».

[1994] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے گناہ گار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہو۔''

[وَ] هٰذَا [الْحَدِيثُ] حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

١٩٩٥- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ -، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ

[1995] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی سے نہ جھگڑ۔ اس کا مذاق نہ اڑا۔ اور اس سے ایسا وعدہ نہ کر جس کی خلاف ورزی کرنی

١٩٩٣ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ح: ٥١ من حديث ابن أبي فديك به وسنده ضعيف، لأجل سلمة بن وردان وحديث أبي داود، ح: ٤٨٠٠ والطبراني: ٨/ ١٩، ح: ٧٧٧٠ وغيرهما يغني عنه.

١٩٩٤ـ [ضعيف] * أبو بكر بن عياش ضعيف على الراجح وابن وهب بن منبه مجهول كما في التقريب وغيره وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني من حديث أبي أمامة به، انظر فتح الباري: ١٣/ ١٨١ تحت، ح: ٧١٨٨.

١٩٩٥ـ [ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٩٤ من حديث المحاربي، وأبو نعيم في حلية الأولياء: ٣/ ٣٤٤ من حديث زياد بن أيوب به * ليث بن أبي سليم ضعيف مدلس واختلط.

ﷺ قَالَ: «لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ».

پڑے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [وَعَبْدُ الْمَلِكِ عِنْدِي هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور عبدالملک سے مراد میرے نزدیک ابن بشیر ہے۔

(المعجم ٥٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُدَارَاةِ (التحفة ٥٩)

باب:59۔ رواداری اور نرمی کا سلوک کرنا

١٩٩٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: «بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ».

[1996] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اجازت طلب کی جبکہ میں آپ کے پاس موجود تھی تو آپ نے فرمایا: "یہ اپنے قبیلے کا برا فرزند ہے یا قبیلے کا برا فرد ہے۔" پھر آپ نے اسے اجازت دے دی اور اس سے بہت نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو اس کے بارے میں فرمایا جو فرمایا (آپ کو معلوم ہے) پھر آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے بات چیت کی ہے؟ آپ نے فرمایا: "اے عائشہ! لوگوں میں وہ شخص بدترین ہے جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں یا اس سے باز رہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی شریر اور برا ہو تو اس سے بھی بات نرمی ہی سے کرنی چاہیے کیونکہ بدزبانی اور سخت کلامی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ایسے شخص سے ملنے اور گفتگو کرنے سے گریز کرنے لگتے ہیں۔ اور جس شخص کا یہ حال ہو وہ متفق علیہ روایت (صحیح مسلم، حدیث: 6596) کی رو سے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بہت برا آدمی ہوگا۔ لیکن ایسے برے آدمی کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دینا چاہیے تاکہ وہ اس کے سامنے محتاط ہو کر گفتگو کریں اور کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھیں جو کسی برے اور شریر آدمی کے سامنے نہیں کرنی چاہیے۔

١٩٩٦ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب، ح: ٦٠٥٤، ومسلم، ح: ٢٥٩١ من حديث سفيان بن عيينة به.

(المعجم ٦٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ (التحفة ٦٠)

باب: 60۔ انس ومحبت اور بغض وعداوت میں اعتدال اور میانہ روی

١٩٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - أُرَاهُ رَفَعَهُ - قَالَ: «أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا، رَوَاهُ الْحَسَنُ ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ أَيْضًا، بِإِسْنَادٍ لَهُ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفٌ [قَوْلُهُ].

[1997] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے شاگرد کے خیال کے مطابق مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے دوست سے اعتدال کی محبت رکھو، ممکن ہے وہ کسی دن تمھارا ناپسندیدہ اور دشمن بن جائے۔ اور تم اپنے مبغوض و ناپسندیدہ سے اعتدال کی نفرت رکھو، ہوسکتا ہے وہ کسی دن تمھارا محبوب اور دوست بن جائے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اس سند سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔ اور ایوب رحمہ اللہ اسے اور سند سے بھی بیان کرتے ہیں۔ اسے حسن بن ابی جعفر بھی بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ضعیف حدیث ہے۔ وہ اسے اپنی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے، یعنی ان کا قول ہے۔

فائدہ: انسان کے حالات وظروف بدلتے رہتے ہیں جن کی بنا پر دوست، دشمن اور دشمن، دوست بن جاتے ہیں۔ اور ان حالات کا پیشگی علم نہیں ہوتا، اس لیے دوستی اور دشمنی میں حد اعتدال سے نہیں بڑھنا چاہیے تاکہ حالات کے تبدیل ہونے پر پشیمانی اور ندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

(المعجم ٦١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ (التحفة ٦١)

باب: 61۔ تکبر کا بیان

١٩٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ

[1998] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

١٩٩٧ـ أخرجه ابن عدي: ٢/ ٧١٢ وتمام في الفوائد: ٢/ ٢٠٩، ح: ١٥٤٤ من حديث أبي كريب به ✽ حديث الحسن بن أبي جعفر عند تمام الرازي في فوائده: ٢/ ٢٠٦، ح: ١٥٤١ وسنده ضعيف، وحديث علي، عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣٢١ وهو موقوف وسنده ضعيف محمد بن عبيد الكندي وأبوه مستوران وللحديث شواهد.

١٩٩٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: ٩١ من حديث الأعمش به ✽ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٥٧٨٩ ومسلم، ح: ٢٠٨٨]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ٤١٧٥]، وسلمة بن الأكوع [يأتي: ٢٠٠٠]، وأبي سعيد [ابن ماجه، ح: ٤١٧٦ وأحمد: ٣/ ٤٠].

ابْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔ اور وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّسَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ، وَأَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابن عباس، سلمہ بن اکوع اور ابوسعید ﷺ کی روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: تکبر اور ایمان کا ذاتی خاصہ اور تاثیر یہی ہے کہ تکبر اور گھمنڈ دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہے اور ایمان جنت کا حق دار بناتا ہے۔ لیکن جب ان کے ساتھ دوسرے اعمال مل جاتے ہیں تو ان کے خاصے اور تاثیر میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبر کے ساتھ صحیح عقیدہ اور نیک اعمال اس کی معافی تلافی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا باعث بن سکتے ہیں، اگر یہ نہ ہو تو پھر سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکلنے کا سبب بنیں گے۔ اسی طرح ایمان کے ساتھ برے اعمال اور برے اخلاق کی اگر معافی تلافی نہ ہو سکی اور رحمت و بخشش حاصل نہ ہو سکی تو دوزخ میں جانے کا باعث ہیں۔ ایمان آخر کار دوزخ سے نکل کر جنت میں جانے کا سبب بنے گا۔

١٩٩٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ [يَعْنِي] مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ». قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ يَكُونَ ثَوْبِي حَسَنًا وَّنَعْلِي حَسَنَةً، قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْجَمَالَ، وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ». [وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ إِنَّمَا مَعْنَاهُ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ، وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُخْرَجُ

[1999] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرے کے برابر تکبر ہوگا اور وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہوگا۔'' ایک آدمی نے آپ سے عرض کی: مجھے پسند ہے کہ میرے کپڑے اچھے اور خوبصورت ہوں اور میرا جوتا عمدہ اور خوبصورت ہو۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ جمال اور حسن کو پسند فرماتا ہے، لیکن تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر اور کم تر جانے۔'' بعض اہل علم نے فرمان رسول: ''وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے'' کے معنی یہ کیے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں نہیں رکھا جائے گا۔ کیونکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

١٩٩٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: ٩١/ ١٤٧ عن محمد بن المثنى به.

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ». وَقَدْ فَسَّرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ التَّابِعِينَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾ [آل عمران:١٩٢] فَقَالَ: مَنْ تُخَلِّدُ فِي النَّارِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ].

فرمایا: ''اس انسان کو آگ سے نکال لیا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔'' اور بہت سے تابعین نے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 192 ''اے ہمارے آقا و مالک جسے تو نے دوزخ میں داخل کر دیا تو تو نے اسے رسوا اور ذلیل کر دیا'' کی تفسیر یہ کی ہے کہ جسے تو نے دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رکھا تو تو نے اسے رسوا اور ذلیل کر دیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① ذَرَّہ کا لفظ چھوٹی سی چیونٹی اور سورج کی شعاعوں میں چمکنے والے ان ذرات پر بولا جاتا ہے جو روشن دان سے نظر آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح تکبر کے درجات و مراتب میں فرق ہے، ایمان کے درجات و مراتب میں بھی فرق ہے۔ اس کا ایک ہی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے۔ ② اچھا لباس اور اچھے جوتے پہننا تکبر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود صاحب حسن و جمال ہے، وہ حسن و جمال کو ناپسند کیسے کر سکتا ہے، ہاں! اگر کوئی تکبر و غرور کی بنا پر حق کا انکار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے ضابطۂ حیات کو تسلیم نہیں کرتا اور لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے تو وہ انکار حق کی بنا پر کافر اور دوزخی ہوگا، لیکن اگر ایمان دار ہے، محض مال و دولت، حسن و جمال یا عہدہ و منصب یا حسب و نسب یا علم و فضل کی وجہ سے اپنے آپ کو برتر اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے یا ہٹ دھرمی کی بنا پر حق بات پر عمل پیرا نہیں ہوتا تو پھر معروف معنی میں کافر نہیں اور اس کا انجام وہ ہے جو ہم اوپر کے فائدے میں بیان کر چکے ہیں۔

٢٠٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ».

[2000] ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے آپ کو بلند و بالا کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ ظالموں اور متکبروں میں لکھ دیا جاتا ہے، سو اسے انھی مصیبتوں اور تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن سے متکبر دوچار ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٠٠١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ

[2001] نافع بن جبیر بن مطعم رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں، یہ گھمنڈ

٢٠٠٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٧٦ والبغوي في شرح السنة: ١٣/ ١٦٧، ح: ٣٥٨٩ من حديث أبي معاوية الضرير به وصرح بالسماع * عمر بن راشد ضعيف كما في التقريب وغيره.

٢٠٠١ـ أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٢٠٤ من حديث شبابة بن سوار به.

الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: يَقُولُونَ لِي: فِيَّ التِّيهُ، وَقَدْ رَكِبْتُ الْحِمَارَ، وَلَبِسْتُ الشَّمْلَةَ، وَقَدْ حَلَبْتُ الشَّاةَ، وَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَلَيْسَ فِيهِ مِنَ الْكِبْرِ شَيْءٌ».

والا اور متکبر ہے، حالانکہ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں اور میں نے چادر اوڑھی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جو یہ کام کرتا ہے اس میں کچھ بھی تکبر نہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبر وغرور کا علم انسان کے کردار اور طرز عمل سے ہو جاتا ہے۔ متکبروں کا لباس، چال ڈھال اور طور و اطوار عام متواضع لوگوں جیسے نہیں ہوتے۔

(المعجم ٦٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (التحفة ٦٢)

باب: 62۔ اچھے اخلاق کا بیان

٢٠٠٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ».

[2002] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن مومن بندے کی میزان عمل میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہیں ہوگی اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدگو، بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے سے بغض رکھتا ہے (اسے ناپسند کرتا ہے۔“)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابوہریرہ، انس اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی زندگی اور اس کے نتائج میں اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے، اس لیے ایمان کے بعد جن چیزوں پر رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ زور دیا ہے اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اخلاق حسنہ اختیار کرے اور برے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ اس سے اس کی اپنی زندگی قلبی سکون، ذہنی اطمینان اور خوش گواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کو بھی اس سے کسی قسم کی قلبی و ذہنی یا روحانی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ اس کا وجود ان کے لیے راحت و

٢٠٠٢ـ رواه أبو داود، ح: ٤٧٩٩ من حديث أم الدرداء به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٠ * وفي الباب عن عائشة [أبو داود، ح: ٤٧٩٨]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٠٠٤]، وأنس [أبو يعلى: ٦/ ٥٣، ح: ٣٢٩٨]، وبمتن آخر، [ابن ماجه، ح: ٤١٨١]، وأسامة بن شريك [ابن ماجه، ح: ٣٦٣٦].

سکون کا باعث ہوگا۔ اسی لیے قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز اخلاق حسنہ ہوں گے۔ بدگوئی، بدزبانی، فحش گوئی اور بری اور ناپسندیدہ عادات کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔

٢٠٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ اللَّيْثِ [الْكُوفِيُّ] عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ شَيْءٍ يُوضَعُ فِي الْمِيزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ، وَإِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ بِهِ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ».

[2003] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی اور بھاری کوئی چیز نہیں رکھی جائے گی۔ اور اچھے اخلاق کا مالک اس کے ذریعے سے صوم وصلاۃ (روزہ ونماز) کے پابند آدمی کا درجہ پالیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے مراد رات کی نفل نماز ہے اور روزے سے مراد نفلی روزے ہیں کہ اخلاق حسنہ کا مالک انسان اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ان شب بیدار عبادت گزاروں کا درجہ پالے گا جو راتیں نفلوں میں کاٹتے ہیں اور دن کو عموماً روزہ رکھتے ہیں۔

٢٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ، قَالَ: «تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ»، وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، قَالَ: «الْفَمُ وَالْفَرْجُ».

[2004] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والے عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کا ڈر اور حسن خلق، یعنی بہترین رویہ اور وتیرہ۔'' اور سب سے زیادہ آگ میں داخل کرنے والی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.
وَعَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَوْدِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ اور عبداللہ بن ادریس سے مراد ابن یزید بن عبدالرحمن اَودی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''تقوی اللہ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ہے، یعنی جن کاموں کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے انھیں کرنا اور جن امور سے روکا ہے ان سے رک جانا۔ اور حسن خلق سے مراد لوگوں سے حسن معاملہ اور ان کے حقوق ادا

٢٠٠٣- عطاء هو الكيخاراني، وللحديث طريق آخر عند أبي داود، ح: ٤٧٩٩ عن أم الدرداء به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢١ وسنده صحيح.

٢٠٠٤- أخرجه ابن ماجه، ح: ٤٢٤٦ من حديث عبد الله بن إدريس به، وجده وثقه العجلي وابن حبان وغيرهما.

کرنا ہے۔ ② منہ سے مراد زبان کی حفاظت، یعنی سچ بولنا اور حلال کھانا ہے۔ اور شرم گاہ سے مراد اس کی حفاظت و صیانت ہے۔ اور ان دونوں کی حفاظت نہ کرنا ہی تمام تباہیوں اور ہلاکتوں کا سبب ہے، اس لیے دوزخ میں جانے کا سب سے بڑا ذریعہ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت نہ کرنا ہے۔

٢٠٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ: هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوفِ، وَكَفُّ الْأَذَى.

[2005] سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اچھے اخلاق کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ کشادہ روئی، نیکی کرنا اور تکلیف و اذیت دینے سے رکنا ہے۔

فائدہ: علامہ ابن رجب نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم'' میں سلف سے اچھے اخلاق کی مختلف تعریفات نقل کی ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ لوگوں سے اعلیٰ اور عمدہ طرز عمل اپنانا جو دوسروں کے لیے مسرت و شادمانی کا باعث بنے، ان کے لیے اذیت و تکلیف اور پریشانی کا باعث نہ ہو۔

(المعجم ٦٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْسَانِ وَالْعَفْوِ (التحفة ٦٣)

باب: 63- اچھا سلوک اور درگزر کرنا

٢٠٠٦- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَمَحْمُودُ ابْنُ غَيْلَانَ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ [الزُّبَيْرِيُّ] عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ أَمُرُّ بِهِ فَلَا يَقْرِينِي وَلَا يُضَيِّفُنِي فَيَمُرُّ بِي أَفَأَجْزِيهِ؟ قَالَ: «لَا، اقْرِهِ»، قَالَ: وَرَآنِي رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ»؟ قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِيَ اللهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ، قَالَ: «فَلْيُرَ عَلَيْكَ».

[2006] ابوالاحوص اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں ایک آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں، وہ میری میزبانی نہیں کرتا اور مجھے اپنا مہمان نہیں بناتا، جب وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس سے اس کا بدلہ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہ، تو اس کی مہمان نوازی کر۔'' اور آپ نے میرے کپڑے پھٹے پرانے دیکھے تو فرمایا: ''کیا تیرے پاس مال و دولت ہے؟'' میں نے کہا: ہر قسم کا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹوں اور بکریوں سے نوازا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تجھ پر اس کا اثر نظر آنا چاہیے۔''

٢٠٠٥_ أخرجه المروزي في تعظيم قدر الصلاة، ح: ٨٧٥ * أبو وهب هو محمد بن مزاحم المروزي.

٢٠٠٦_ أخرجه أبو داود، اللباس، باب: في الخلقان وفي غسل الثوب، ح: ٤٠٦٣، والنسائي، ح: ٥٢٢٥ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع ورواه شعبة عنه * وفي الباب عن عائشة [البخاري، ح: ٣٥٦٠ ومسلم، ح: ٢٣٢٧، ٢٣٢٨]، وجابر [البخاري، ح: ٢٩١٠ ومسلم، ح: ٨٤٣]، وأبي هريرة [أبوالشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٨٠، ٨١].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «اقْرِهِ» أَضِفْهُ، وَالْقِرٰى: [هُوَ] الضِّيَافَةُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوالاحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جُشَمی ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان [اِقْرِہِ] کے معنی ہیں: اس کی مہمان نوازی کر۔ قِرٰی: ضیافت (مہمان نوازی) کو کہتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے اچھا سلوک نہیں کرتا، اسے نظر انداز کرتا ہے تو دوسرے شخص کو تحمل و برداشت اور درگزر سے کام لیتے ہوئے اس سے اچھا اور بہتر سلوک کرنا چاہیے اور انتقام کے جذبے پر قابو پانا چاہیے۔ ② اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کا اس کے لباس سے اظہار ہونا چاہیے تاکہ ضرورت مند، اپنی ضرورت و حاجت پوری کرنے کے لیے اس سے رابطہ قائم کر سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا ہو سکے۔

٢٠٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا، وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا، وَلٰكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا، وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا».

[2007] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم دوسروں کے طرز عمل کی پیروی کرنے والے نہ بنو، کہنے لگو کہ اگر لوگ اچھا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی بہتر اور اچھا رویہ اپنائیں گے اور اگر وہ زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے۔ لیکن اپنے آپ کو اچھے طرز عمل کا عادی بناؤ۔ اگر لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر وہ برائی کا سلوک کریں تو تم ظلم وزیادتی سے باز رہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو لوگوں کے احسان اور نیکی میں تو ساتھ دینا چاہیے لیکن اگر وہ غلط طرز عمل اختیار کریں تو پھر اس میں ان کی پیروی اور اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ٦٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْإِخْوَانِ (التحفة ٦٤)

باب: 64- بھائیوں کی ملاقات

٢٠٠٧- [جيد] ﷺ الوليد بن عبدالله حسن الحديث، ومحمد بن يزيد الرفاعي تبين لي من ترجمته أنه حسن الحديث في غير ما أنكر عليه، ولبعض الحديث شاهد موقوف عن ابن مسعود عند ابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله: ٢/ ١١٢.

٢٠٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْبَصْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ [هُوَ الشَّامِيُّ] عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا أَوْ زَارَ أَخًا لَهُ فِي اللهِ نَادَاهُ مُنَادٍ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا».

[2008] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی بیمار کی بیمار پرسی کی یا کسی دینی بھائی سے اللہ کی رضا کی خاطر ملاقات کی تو اسے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے: تیری زندگی (دنیا و آخرت میں) خوش گوار ہو اور تیرا چال چلن (سیرت و رویہ) پاکیزہ وعمدہ ہو اور تجھے جنت میں بہترین گھر ملے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَأَبُو سِنَانٍ اسْمُهُ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ. وَقَدْ رَوَى حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوسنان کا نام عیسیٰ بن سنان ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے بھی اپنی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اپنے دینی بھائی کی بیمار پرسی کرنا اور اللہ کی رضا کی خاطر اس سے میل جول رکھنا فرشتے کی دعا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اور فرشتے کی دعا یقیناً قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔

(المعجم ٦٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ (التحفة ٦٥)

باب:65۔ شرم وحیا

٢٠٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ؛ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ».

[2009] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اور ایمان (والوں) کا مقام جنت ہے۔ اور بدگوئی کا مصدر اور سرچشمہ بدخلقی اور بدسلوکی ہے۔ اور بدخلقی کا مقام دوزخ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. هٰذَا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، ابوبکرہ، ابوامامہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایات

٢٠٠٨- [حسن بالشواهد] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضًا، ح: ١٤٤٣ عن محمد بن بشار به، وصححه ابن حبان، ح: ٧١٢ * حديث حماد بن سلمة، أخرجه مسلم، ح: ٢٥٦٧ (البر والصلة، باب: ١٢).

٢٠٠٩- أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠١ من حديث محمد بن عمرو الليثي به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٩ والحاكم: ١/ ٥٢، ٥٣، ووافقه الذهبي وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ١٩٣٠ * وفي الباب عن ابن عمر [يأتي: ٢٦١٥]، وأبي بكرة [ابن ماجه، ح: ٤١٨٤]، وأبي أمامة [يأتي: ٢٠٢٧]، وعمران بن حصين [البخاري، ح: ٦١١٧ ومسلم، ح: ٣٧].

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: حیا طبیعت انسانی کی اس کیفیت کا نام ہے جس کے سبب انسان ہر نامناسب اور ناپسندیدہ کام سے شرم محسوس کرتا ہے اور ان کے ارتکاب سے اسے اذیت وکوفت ہوتی ہے۔ اس پسندیدہ خلق کی بنا پر وہ فواحش ومنکرات، بری باتوں اور برے کاموں سے رکتا ہے، اچھے اور شریفانہ کاموں پر آمادہ ہوتا ہے۔ بذاء، بدگوئی، بے حیائی، بے شرمی، بدی اور برائی کا باعث ہے۔ اور بدکاری ہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

(المعجم ٦٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأَنِّي وَالْعَجَلَةِ (التحفة ٦٦)

باب: 66۔ وقار ومتانت اور جلد بازی کا بیان

٢٠١٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ [الْجَهْضَمِيُّ]: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ الْمُزَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «السَّمْتُ الْحَسَنُ، وَالتُّؤَدَةُ، وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ».

[2010] سیدنا عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا طور طریقہ یا اچھی سیرت و کردار اور اطمینان و وقار سے کام کرنے کی عادت اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَاصِمٍ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث موجود ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ قتیبہ کی سند سے سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے لیکن اس میں عبداللہ بن عمران اور سیدنا عبداللہ بن سرجس کے درمیان عاصم احول کا واسطہ نہیں لاتے۔ اور صحیح یہ ہے کہ درمیان میں واسطہ ہے۔

فائدہ: پیغمبر کی زندگی جن محاسن وکمالات سے مکمل اور مزین ہوتی ہے اور وہ جن خصائل و اوصاف سے متصف ہوتے ہیں، یہ تین اوصاف ان خصائل و عادات کا چوبیسواں حصہ ہیں یا انبیائے کرام علیہم السلام انسان کی سیرت و کردار کی تشکیل و تعمیر کے لیے جن خصائل اور خوبیوں کی تعلیم دیتے اور تلقین فرماتے ہیں، اچھی سیرت و کردار، متانت و سنجیدگی سے اپنے کام کی انجام دہی کی عادت اور میانہ روی و اعتدال اس کا چوبیسواں حصہ ہیں۔ ہمیں بھی نبوی عادات وخصائل کی پابندی کرنی چاہیے۔

٢٠١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي

[2011] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے اشج (منذر بن عائذ) سے فرمایا:

٢٠١٠ـ وللحديث شاهد عند أبي داود، ح: ٤٧٧٦ ❊ وفي الباب عن ابن عباس [يأتي: ٢٠١١].

٢٠١١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ وشرائع الدين . . . إلخ، ح: ١٧ من حديث قرة بن خالد به ❊ وفي الباب عن الأشج العصري [أحمد: ٤/ ٢٠٥ واسمه منذر بن عائذ العصري].

جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: «إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ».

''بلاشبہ تیرے اندر دو ایسی خوبیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: تحمل و بردباری اور سوچ سمجھ کر کام سرانجام دینا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ]. وَفِي الْبَابِ عَنِ الْأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں اشج عصری، یعنی اشج عبدالقیس کی روایت موجود ہے۔

فائدہ: ہر معاملے میں تحمل و بردباری اور عقل و دانش سے کام لینا اور اس کے لیے سوچ بچار اور وقار و متانت کو ملحوظ رکھنا پسندیدہ اور بہترین رویہ ہے۔ اس سے انسان کی زندگی خوش گوار گزرتی ہے۔

٢٠١٢- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ».

[2012] سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کاموں کو متانت اور اطمینان و سکون سے انجام دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کے اثر سے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ [وَالْأَشَجُّ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ عَائِذٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور بعض اہل علم نے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل پر اس کے حافظے کی نسبت سے جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور قبیلۂ عبدالقیس کے اشج کا نام منذر بن عائذ ہے۔

فائدہ: ہر ذمے داری اور کام کو اطمینان و سکون اور وقار و توقف سے انجام دینے کی عادت ایک قابل تعریف عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عجلت اور جلد بازی ایک بری عادت ہے جس پر شیطان ہی اکساتا ہے۔ اشج عبدالقیس والا جملہ اس سے پہلے والی حدیث سے متعلق ہے۔ شاید ناقل کے سبقت قلم کی وجہ سے یہاں درج ہو گیا ہے۔

(المعجم ٦٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّفْقِ (التحفة ٦٦)

باب: 67۔ نرمی کا بیان

٢٠١٣- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ

[2013] سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

٢٠١٢ـ [ضعيف بهذا السند] وقد أخرجه أبو يعلى في مسنده: ٣/ ١٠٥٤ من حديث أنس بسند آخر ورجاله ثقات غير سعد بن سنان، وهو حسن الحديث، انظر الصحيحة للألباني، ح: ١٧٩٥.

٢٠١٣ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥١ والحميدي، ح: ٣٩٤ عن سفيان بن عيينة به ❊ يعلى بن مملك وثقه الترمذي وابن حبان: ٥/ ٥٥٦ وللحديث شواهد كثيرة ❊ وفي الباب عن عائشة [البخاري، ح: ٢٩٣٥ ومسلم، ح: ٢١٦٥]، وجرير بن عبدالله [مسلم، ح: ٢٥٩٢]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٦١٢٨].

عُيَيْنَةَ] عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ».

نے فرمایا: ''جس شخص کو نرمی اور لطف وکرم سے اپنا حصہ مل گیا تو اسے خیر وبھلائی سے اپنا حصہ مل گیا۔ اور جو نرمی کے اپنے حصے سے محروم رہا وہ خیر و بھلائی کے اپنے حصے سے محروم ہوگیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَجَرِيرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا جریر بن عبداللہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان دوسروں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارتا ہے۔ اگر وہ دوسروں کے ساتھ میٹھی زبان اور نرمی سے گفتگو کرتا ہے تو دوسروں پر اس کے اچھے اثرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ دوسروں سے تلخ کلامی یا سختی سے پیش آتا ہے تو اس کے برے نتائج نکلتے ہیں، اس لیے نبی ﷺ نے اپنی امت کو شیریں گفتار اور نرم رویہ اپنانے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ لطف وکرم اور نرمی سے محرومی خیر وبھلائی سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔ لوگ اس سے دور ہٹتے اور اس سے نفرت وکراہت کا اظہار کرتے ہیں۔

(المعجم ٦٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (التحفة ٦٨)

باب: 68۔ مظلوم کی (بد) دعا کا بیان

٢٠١٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذَ [بْنَ جَبَلٍ] إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ».

[2014] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''مظلوم کی (بد) دعا سے بچنا کیونکہ اس کی (بد) دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب (پردہ، آڑ) نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَعْبَدٍ اسْمُهُ نَافِذٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابومعبد کا نام نافذ ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا انس، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

فائدہ: مظلوم کا دل شکستہ ہوتا ہے اور وہ دل کی گہرائی اور انتہائی لجاجت و بیچارگی کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ دل کی شکستگی اور

٢٠١٤- أخرجه البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ١٣٩٥ من حديث زكريا بن إسحاق به ﷺ وفي الباب عن أنس [أحمد: ٣/ ١٥٣]، وأبي هريرة [تقدم: ١٩٠٥]، وعبدالله بن عمرو [لم أجده]، وعبدالله بن عمر، [الحاكم: ١/ ٢٩]، وأبي سعيد [البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ١٣٩].

بے چارگی اللہ کی رحمت کو کھینچتی ہے، اس لیے اس کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، اس لیے کسی پر کسی قسم کا ظلم وستم روا نہیں رکھنا چاہیے کہیں اس کی بد دعا تباہی و بربادی کا باعث نہ بن جائے۔

(المعجم ٦٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٦٩)

باب: 69۔ نبی ﷺ کے اخلاق کا بیان

٢٠١٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، وَلَا مَسِسْتُ خَزًّا قَطُّ، وَلَا حَرِيرًا، وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[2015] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے، آپ نے مجھے کبھی اُف بھی نہیں کہا۔ جو کام بھی میں نے کیا آپ نے اس پر یہ نہیں فرمایا: یہ کام تو نے کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے چھوڑ دیا آپ نے یہ نہیں فرمایا: یہ کام تو نے کیوں چھوڑ دیا؟ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تمام لوگوں سے بہترین تھا۔ اور میں نے کبھی کوئی ریشم وحریر یا کوئی اور چیز جو آپ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم وگداز ہو، نہیں چھوئی۔ اور نہ کبھی کوئی کستوری یا کوئی اور خوشبو سونگھی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْبَرَاءِ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا براء رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں فروکش ہوئے تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔ یہ اپنی والدہ ام سلیم کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری دن تک سفر وحضر میں آپ کی خدمت کرتے رہے۔ ظاہر ہے نوعمری اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ان کے بہت سے کاموں میں کوتاہی رہ جاتی ہوگی اور کوئی کام چھوٹ بھی جاتا ہوگا لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے ان کی کسی غلطی اور کوتاہی پر کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ ② رسول اللہ ﷺ کا ہمارے لیے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ یہی ہے کہ ہم بھی اپنے اندر حوصلہ، تحمل و بردباری اور نرم مزاجی پیدا کریں، چھوٹوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر کریں اور صاف ستھری پاکیزہ زندگی گزاریں۔

٢٠١٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2016] ابوعبداللہ جدلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٠١٥- أخرجه مسلم، الفضائل، باب طيب ريحه ﷺ ولين مسه والتبرك بمسحه، ح: ٢٣٣٠ عن قتيبة به، ورواه البخاري، ح: ٣٥٦١ من حديث ثابت مختصرًا * وفي الباب عن عائشة [يأتي: ٢٠١٦]، والبراء [الترمذي في الشمائل، ح: ٣].

٢٠١٦- أخرجه أحمد: ٦/ ١٧٤ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٥٢٠.

دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيَّ يَقُولُ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بتایا: آپ نہ طبعاً بدگو تھے اور نہ جواباً ہی بدگوئی پر اترتے تھے، نہ بازاروں میں شوروغوغا کرتے تھے اور نہ بدی و برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں دیتے تھے۔ لیکن عفو ودرگزر سے کام لیتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ، وَيُقَالُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعبداللہ جَدَلی کا نام عبد بن عبد ہے۔ انھیں عبدالرحمن بن عبد بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ چونکہ پوری امت کے لیے بہترین اور کامل نمونہ ہیں، اس لیے آپ کا ہر کام اعلیٰ معیار کے مطابق ہے تاکہ لوگ آپ کی زندگی اور طرز عمل کی اقتدا واتباع کریں۔

(المعجم ٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْعَهْدِ (التحفة ٠)

باب: 70۔ حسن عہد، وضع داری

٢٠١٧- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ وَمَا بِي أَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُهَا وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَهَا، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ.

[2017] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: مجھے نبی ﷺ کی بیویوں میں سے کسی پر اس قدر غیرت نہیں آئی جس قدر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں غیرت ابھری، حالانکہ میں نے ان کا دور نہیں پایا۔ اس کا سبب رسول اللہ ﷺ کا انھیں کثرت سے یاد کرنا تھا۔ آپ بکری ذبح کرتے تو آپ اس کے لیے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تلاش کرتے اور انھیں اس کا گوشت تحفے کے طور پر بھیجتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: ایک انسان کسی کے ساتھ اس کی زندگی میں عمدہ برتاؤ رکھتا ہے تو اسے اپنے اس طرز عمل کو آخر تک نبھانا چاہیے۔ اپنی بیوی اور والدین کے دوست احباب اور عزیز واقارب کا ان کی وفات کے بعد بھی اسی طرح خیال رکھنا چاہیے جس طرح ان کی زندگی میں رکھتا تھا۔ یہی وضع داری اور حسن عہد ہے۔

٢٠١٧۔ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها رضي الله تعالى عنها، ح: ٣٨١٨، ومسلم، ح: ٢٤٣٥ من حديث حفص بن غياث به.

(المعجم ۷۱) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الْأَخْلَاقِ (التحفة ۷۱)

باب: 71۔ بلند اخلاق

۲۰۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَيْهِقُونَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارِينَ وَالْمُتَشَدِّقِينَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ؟ قَالَ: «الْمُتَكَبِّرُونَ».

[2018] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے مجھے سب سے زیادہ (دنیا میں) محبوب اور قیامت کے دن میرے پاس بیٹھنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جن کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہے۔ اور تم میں سے مجھے (دنیا میں) سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن نشست کے اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باتونی، لاف زن اور باچھیں کھول کھول کر، منہ بھر کر تکبر سے گفتگو کرنے والے ہیں۔“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم ثَرْثَارُون اور مُتَشَدِّقُون کو تو جانتے ہیں مُتَفَيْهِقُون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”متکبر، یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. الثَّرْثَارُ: هُوَ كَثِيرُ الْكَلَامِ، وَالْمُتَشَدِّقُ: الَّذِي يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْذُو عَلَيْهِمْ. وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ. وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ [ثَرْثَار] کے معنی ہیں: باتونی اور مُتَشَدِّق اسے کہتے ہیں جو گفتگو میں لوگوں پر لاف زنی اور بدگوئی کرے۔ بعض راویوں نے یہ روایت مبارک بن فضالہ کی سند ہی سے بیان کی ہے اور اسے عبد ربہ بن سعید کے واسطے کے بغیر براہ راست محمد بن منکدر سے بیان کیا ہے۔ اور یہی سند زیادہ صحیح ہے۔

لغوی تشریح: [اَلثَّرْثَارُون] تکلف و تصنع کے ساتھ حق سے ہٹ کر طول بیانی سے کام لینے والے۔ [اَلْمُتَشَدِّقُون] بغیر حزم و احتیاط کے لمبی گفتگو کرنے والے اور باچھیں کھول کھول کر زبان درازی کرنے والے۔ [اَلْمُتَفَيْهِقُون] تکبر و نخوت سے منہ بھر کر لاف زنی کرنے والے۔

۲۰۱۸- أخرجه الخطيب في تاريخه: ٤/ ٦٣ ح: ١٦٨٠ من حديث حبان بن هلال به وللحديث شواهد كثيرة ٭ وفي الباب عن أبي هريرة [الطبراني في الأوسط: ٨/ ٣٤١، ح: ٧٦٩٣ وابن عدي: ٤/ ٣٨١].

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حسن اخلاق دنیا میں محبوبیت اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ سے قرب ونزدیکی کا باعث ہے۔ تکلف وتصنع کے ساتھ لاف زنی، زبان درازی اور طول بیانی شرفاء میں ویسے ہی قابل نفرت ہے مگر آخرت میں تو آپ ﷺ سے دوری کا سبب بھی ہے۔

(المعجم ٧٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنِ وَالطَّعْنِ (التحفة ٧٢)

باب:72۔ لعن طعن کرنا

٢٠١٩- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا».

[2019] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن بہت زیادہ لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ [عَبْدِ اللهِ] بْنِ مَسْعُودٍ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا». [وَهٰذَا الْحَدِيثُ مُفَسَّرٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بھی موجود ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے اسی سند سے یوں بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لیے مناسب اور لائق نہیں کہ وہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔“ یہ گویا تفسیر ہے۔

فائدہ: مومن کا شیوہ اور عادت بہت زیادہ لعن طعن کرنا اور گالی گلوچ کرنا نہیں، یہ چیزیں اس کی شان ومقام کے لائق نہیں ہیں۔

(المعجم ٧٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَثْرَةِ الْغَضَبِ (التحفة ٧٣)

باب:73۔ زیادہ غصہ کرنا

٢٠٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي شَيْئًا وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَعِيهِ قَالَ: «لَا تَغْضَبْ» فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ: «لَا تَغْضَبْ».

[2020] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہنے لگا: مجھے کچھ سکھائیے مگر زیادہ نہ ہو تاکہ میں اسے یاد رکھ سکوں (اس کی پابندی کر سکوں۔) آپ نے فرمایا: ”غصہ نہ کیا کر۔“ اس نے اپنا سوال بار بار دہرایا۔ آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا: ”غصہ نہ کیا کر۔“

٢٠١٩ـ أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٠٩ باللفظ الآتي بعده وقال الحاكم في المستدرك: ١/ ٤٧: "أسنده جماعة من الأئمة عن كثير بن زيد ثم أوقف عنه حماد بن زيد وحده" ❊ وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [تقدم: ١٩٧٧].

٢٠٢٠ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الحذر من الغضب، ح: ٦١١٦ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه إسماعيل بن عياش (التمهيد لابن عبد البر: ٧/ ٢٤٩) وأبو حصين تابعه الأعمش (أيضًا: ٧/ ٢٤٨) وللحديث شواهد انظر الترغيب والترهيب: ٣/ ٤٤٥، ٤٤٦ ❊ وفي الباب عن أبي سعيد [يأتي: ٢١٩١]، وسليمان بن صرد [البخاري، ح: ٦٠٤٨ ومسلم، ح: ٢٦١٠].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ ابْنُ عَاصِمٍ الْأَسَدِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید اور سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور ابوحصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان تیز مزاج اور مغلوب الغضب تھا، اس لیے نبی ﷺ نے اس کی بار بار درخواست کے باوجود ہر بار یہی ایک نصیحت کی کیونکہ غصہ نہایت خطرناک اور بہت ہی بدانجام عادت ہے۔ غصے کی حالت میں انسان کے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں نہ اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رہتا ہے اور نہ اپنے نفع ونقصان کا۔ انسان پر شیطان کا تسلط اور قابو جس قدر اس حالت میں ہوتا ہے اور کسی حالت میں نہیں ہوتا۔ اس وقت انسان آپے سے باہر اور شیطان کی مٹھی میں ہوتا ہے حتی کہ انسان اس حالت میں کفریہ کلمات بھی بک جاتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس نصیحت وتلقین کو کافی سمجھا۔ لیکن شاید وہ انسان اس نصیحت پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا تھا یا اس کے لیے غصے سے باز رہنا نہایت مشکل تھا، اس لیے اس نے چاہا کہ آپ اسے کوئی اور نصیحت فرمائیں یا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ اس کے ساتھ کوئی اور نصیحت بھی فرمائیں۔ محض ایک نصیحت کافی نہیں۔ لیکن نبی ﷺ سمجھتے تھے کہ یہ بہت بڑی نصیحت اور بہت سی برائیوں سے باز رہنے کا باعث ہے اس لیے یہ کافی ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: فِي كَظْمِ الْغَيْظِ (التحفة ...)

باب: 74۔ غصے پر قابو پانا، غصہ پی جانا

٢٠٢١- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ».

[2021] سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصہ پی جائے جبکہ وہ اسے عمل میں لانے کی پوری قدرت و طاقت رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائے گا حتی کہ اس کو اختیار دے گا کہ وہ جنت کی حوروں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: تجربہ شاہد ہے کہ شدید غصے کی حالت میں انسان کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی بھڑاس نکال لے اور اپنے غصے کا تقاضا پورا کر لے، اس لیے جو انسان پوری قوت وقدرت رکھنے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے اپنا غصہ پی جاتا ہے تو وہ واقعی اس کا حقدار ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی جزا اس شکل میں عطا فرمائے کہ ساری مخلوق کے سامنے اسے بلا کر فرمائے: اے میرے بندے! اپنی خواہش کی قربانی کے عوض آج جنت کی حوروں میں سے جسے چاہے اپنے لیے منتخب کر لے۔

٢٠٢١- أخرجه أبو داود، الأدب، باب من كظم غيظًا، ح: ٤٧٧٧ وابن ماجه، ح: ٤١٨٦ من حديث سعيد بن أبي أيوب به.

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَالِ الْكَبِيرِ (التحفة ٥)

٢٠٢٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ بَيَانٍ الْعُقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّحَّالِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا الشَّيْخِ يَزِيدَ بْنِ بَيَانٍ، وَأَبُو الرَّحَّالِ الْأَنْصَارِيُّ آخَرُ.

باب: 75۔ بڑے کی تعظیم وتوقیر کرنا

[2022] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نوجوان کسی بوڑھے کی محض اس کے بڑھاپے کی بنا پر عزت وتکریم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے اس کے بڑھاپے میں ایسے اشخاص مقرر فرمائے گا جو اس کی عزت کریں گے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف یزید بن بیان کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں۔ اور ابوالرجال انصاری ایک دوسرا آدمی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم بڑوں کی عزت وتوقیر اخلاق کریمانہ اور حسن سلوک کا مظہر اور ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝﴾ کی رو سے ''ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد'' والا ضابطہ ہر اس فرد کے لیے ثابت ہوتا ہے جو نیکی اور احسان کرتا ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے، اس لیے اگر کوئی نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی خاطر خدمت اور عزت وتوقیر کرتا ہے تو جب یہ بوڑھا ہوگا، اسے بھی عزت واکرام دینے والے نوجوان میسر آ جائیں گے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَهَاجِرَيْنِ (التحفة ٦)

٢٠٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ فِيهِمَا لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ يَقُولُ: رُدُّوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا».

باب: 76۔ دو آدمی جو آپس کے تعلقات توڑ لیں

[2023] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان دونوں میں ان لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، مگر وہ دو انسان جو ایک دوسرے سے تعلقات توڑ چکے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انھیں (خالی) لوٹا دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔''

٢٠٢٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ٨٩٨ من حديث محمد بن المثنى به ❊ يزيد بن بيان وأبو الرحال خالد بن محمد البصري الأنصاري: ضعيفان كما في التقريب وغيره.

٢٠٢٣ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، ح: ٢٥٦٥ عن قتيبة به ❊ حديث: "لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه . . . إلخ" متفق عليه كما تقدم: ١٩٣٢.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ: «ذَرُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا» قَالَ: وَمَعْنٰى قَوْلِهِ الْمُتَهَاجِرَيْنِ: يَعْنِي الْمُتَصَارِمَيْنِ. وَهٰذَا مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں: ”ان دونوں کو چھوڑ دو (معافی نہ دو) حتی کہ آپس میں صلح کر لیں۔“ اور آپ کے فرمان: اَلْمُتَهَاجِرَيْن کے معنی ہیں: آپس میں تعلقات توڑنے والے۔ یہ نبی ﷺ کی اس حدیث کی طرح ہے کہ آپ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (دینی یا نسبی) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات توڑے رکھے (اس سے الگ ہو جائے۔)“

فائدہ: سوموار اور جمعرات کے دن مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کثرت سے نازل ہوتی ہے اور رحمت کی جگہ اور محل جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور مسلمانوں کے صغیرہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں لیکن بلا کسی شرعی ضرورت کے محض دنیوی مفادات کی خاطر باہمی رنجش جس کے نتیجے میں تعلقات ٹوٹ جائیں اتنا سنگین جرم ہے کہ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور گناہوں کی معافی نہیں ملتی، ہاں انسان کی طبعی کراہت کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن کی حد تک تعلقات توڑنے کی گنجائش رکھ دی گئی تاکہ انسان کا غصہ دور ہو جائے اور اسے سوچ بچار کا موقع مل سکے۔

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ (التحفة ...)

باب: 77۔صبر کا بیان

٢٠٢٤- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوا فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ».

[2024] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری لوگوں نے نبی ﷺ سے مال مانگا تو آپ نے انھیں دے دیا۔ انھوں نے پھر مانگا تو آپ نے انھیں عطا فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جو مال ہوگا میں اسے تم سے ذخیرہ کرکے (سمیٹ کر) نہیں رکھوں گا، اور جو بے نیاز ہونے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو عفیف بننے کی کوشش کرتا ہے (سوال کرنے سے بچتا ہے) اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے بچنے کی توفیق دے دیتا ہے اور جو صابر بنتا ہے (اللہ سے صبر مانگتا ہے) اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔ اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور

٢٠٢٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح: ١٤٦٩، ومسلم، ح: ١٠٥٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ٢/ ٩٩٧ (يحيى) ☆ وفي الباب عن أنس [تقدم: ١٢١٨ وأبو داود، ح: ١٦٤١ والبيهقي: ٧/ ٢٥].

وسیع وکشادہ کوئی چیز عنایت نہیں کی گئی۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكٍ: «فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ» وَيُرْوٰى عَنْهُ: «فَلَمْ أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ» وَالْمَعْنٰى فِيهِ وَاحِدٌ يَقُولُ: لَنْ أَحْبِسَهُ عَنْكُمْ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسے مالک سے دوطرح سے بیان کیا گیا ہے: ایک جگہ لَنْ أَدَّخِرَہُ ہے دوسری جگہ لَمْ أَدَّخِرْہُ ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہیں کہ میں تم سے روکوں گا نہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس دنیا میں ہر انسان کو دکھ اور رنج، آرام اور مسرت وشادمانی، شادی اور غمی، شیرینی اور تلخی، سردی اور گرمی، خوش گواری اور ناخوش گواری، ہر قسم کے سرد گرم حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ انسان اگر سخت اور گرم حالات میں صبر و ثبات سے کام لے تو ان حالات سے وہ دل برداشتہ اور سراسیمہ نہیں ہوگا، مصیبتوں اور مشکلات سے شکست نہیں کھائے گا، رنج وغم سے اس کی جان نہیں گھٹے گی، مایوسی اور دل شکستگی سے اس کی قوتِ عمل ختم نہیں ہوگی، اس لیے صبر سب سے بہتر، عمدہ اور کشادہ صفت ہے۔ ② اسی طرح انسان اگر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے، دوسروں پر بوجھ نہیں بننا چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کی حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور اسے خود اعتمادی سے نواز کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی توفیق عنایت فرماتا اور اسے دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے بچا لیتا ہے۔

(المعجم ٧٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ (التحفة ٧٨)

باب: 78۔ دورُخا پن

٢٠٢٥۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ».

[2025] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بلاشبہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا اور بدحال وہ انسان ہوگا جو دورُخا ہے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَنَسٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمار اور انس رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت میں دورخے کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ [يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ] ’’ان کے پاس آتا ہے تو ایک رخ ہوتا ہے، دوسروں کے پاس جاتا ہے تو رخ اور ہوتا ہے۔‘‘ (صحيح البخاري،

٢٠٢٥۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما قيل في ذي الوجهين، ح: ٦٠٥٨ من حديث الأعمش به، ورواه مسلم، ح: ٢٥٢٦ من طريق آخر عن أبي هريرة به ☆ وفي الباب عن عمار [أبو داود، ح: ٤٨٧٣]، وأنس [هناد في الزهد، ح: ١١٣٧ وابن أبي الدنيا في الصمت، ح: ٢٨٢ وغيرهما].

الأدب، حديث: 6058، وصحيح مسلم، البر والصلة، حديث: 6630 ((2526)) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب دو اشخاص یا دو خاندانوں یا دو گروہوں میں اختلاف ہو جائے تو وہ ہر فریق کے پاس جا کر دوسرے کے خلاف باتیں کرتے ہیں یا جب کسی سے ملتے ہیں تو اس کے سامنے اس کی تعریف وتوصیف کرتے نہیں تھکتے اور اس سے اپنے حسن تعلق کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب وہ اٹھ جاتا ہے یا خود اس سے الگ ہو جاتے ہیں تو اس کی برائی کرتے ہیں اور ہر عیب اس میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، عربی میں ایسے لوگوں کو ذوالوجهين ''دورخا'' کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے یہ طرز عمل منافقت اور ایک قسم کی دھوکا بازی ہے جو انتہائی سنگین جرم ہے جس کی سزا بھی سنگین ہوگی۔

(المعجم ٧٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّمَّامِ (التحفة ٧٩)

باب:79۔ چغل خور

٢٠٢٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هٰذَا يُبَلِّغُ الْأُمَرَاءَ الْحَدِيثَ عَنِ النَّاسِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ». قَالَ سُفْيَانُ: وَالْقَتَّاتُ: النَّمَّامُ.

[2026] ہمام بن حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کے سامنے سے گزرا تو انھیں کہا گیا: یہ آدمی لوگوں کی باتیں حکمرانوں تک پہنچاتا ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'' سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: قَتَّات، نمَّام (چغل خور) کو کہتے ہیں۔

[وَ] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: نَمَّام، نَمَّ (ض، ن) نَمًّا، ایک دوسرے تک بات پہنچانا، فساد و بگاڑ پیدا کرنے کی خاطر۔ قَتَّات (قَتَّ) قَتًّا جھوٹ بولنا [قَتَّتَ الْأَحَادِيثَ] فساد اور جھوٹ کے طور پر باتیں پہنچانا۔

فائدہ: اسلامی تعلیمات وہدایات کی رو سے آپس کے تعلقات کی درستی وخوش گواری، باہمی میل جول اور حسن معاشرت، اسلامی معاشرے کے بنیادی اوصاف ہیں۔ چونکہ چغل خور کسی کی ایسی باتیں دوسروں تک پہنچاتا ہے جو اس شخص کی طرف سے دوسروں کو بدگمان اور ناراض کر کے آپس کے تعلقات بگاڑ دیتی ہیں جس سے آپس میں بغض وعداوت اور مخالفت ومنافرت پیدا ہوتی ہے، اس لیے چغل خوری کی عادت ان سنگین گناہوں میں سے ہے جو جنت کی راہ میں رکاوٹ بننے والے ہیں۔

(المعجم ٨٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيِّ (التحفة ٨٠)

باب:80۔ گفتگو میں درماندگی، کلام کرتے کرتے رک جانا

٢٠٢٦- أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من النميمة، ح:٦٠٥٦ من حديث سفيان بن عيينة ومسلم، ح:١٠٥ من حديث منصور به.

٢٠٢٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَسَّانَ ابْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ».

[2027] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''شرم و حیا اور گفتگو میں عجز و درماندگی، یعنی کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ بدگوئی، فحش کلامی اور غیر محتاط زبان درازی نفاق کے دو شعبے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ قَالَ: وَالْعِيُّ: قِلَّةُ الْكَلَامِ، وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ، وَالْبَيَانُ: هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ، مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيَتَوَسَّعُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لَا يُرْضِي اللهَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابوغسان محمد بن مطرف کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور عِيّ سے مراد کم گوئی اور قلت کلام ہے اور بَذَاء سے مراد فحش گوئی اور بدکلامی ہے۔ اور بَیَان سے مراد کلام کی کثرت و زیادتی ہے، جس طرح یہ خطباء حضرات جو خطاب میں طول بیانی اور کثرت کلام (زبان درازی) سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کی مدح و توصیف میں کھل کر، وضاحت سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

فائدہ: کم گوئی جو سوچ بچار کے لیے اور فضول گوئی سے بچنے کے لیے ہو، شرم و حیا کی طرح ایک پسندیدہ خصلت ہے۔ اور فصاحت و بلاغت جو لوگوں کی قصیدہ خوانی اور مدح سرائی کے لیے ہو، بدگوئی اور بے ہودہ گفتگو کی طرح قابل مذمت عادت ہے کیونکہ یہ چاپلوسی ہے جو خلاف حقیقت باتوں اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے اور انسان کے باطن کی آئینہ دار نہیں ہوتی۔ اس کے دل میں کچھ ہوتا ہے جبکہ زبان پر کچھ اور، اور یہی نفاق ہے۔

(المعجم ٨١) بَابُ مَا جَاءَ فِي: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا (التحفة ٨١)

باب: 81۔ بعض بیان انتہائی مؤثر اور دل موہ لینے والے ہوتے ہیں

٢٠٢٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلَيْنِ قَدِمَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ

[2028] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو آدمی آئے اور دونوں نے خطاب کیا۔ لوگوں نے ان کی گفتگو پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا۔

٢٠٢٧- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٩ من حديث أبي غسان به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٨، ٩ ووافقه الذهبي وحسنه العراقي.

٢٠٢٨- أخرجه البخاري، النكاح، باب الخطبة، ح: ٥١٤٦ من حديث زيد بن أسلم به * وفي الباب عن عمار [مسلم، ح: ٨٦٩]، وابن مسعود [أحمد: ١/ ٤٥٤]، وعبدالله بن الشخير [لم أجده].

مِنْ كَلَامِهِمَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، [أَوْ] إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ».

اس پر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بے شک بیان میں جادو ہوتا ہے یا بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمار، ابن مسعود اور عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: زبان کی فصاحت وبلاغت اور اس کی شیرینی اور مٹھاس، الفاظ اور تراکیب کی برجستگی کے اندر اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔ ایک خطیب اپنی میٹھی اور موقع محل کے مناسب گفتگو سے لوگوں کے جذبات واحساسات ابھار کر انھیں اپنا ہمنوا بنا لیتا ہے اور ان کے دلوں کو اپنی مٹھی میں کر لیتا ہے اور حقیقت وافسانے کا امتیاز ختم کر دیتا ہے۔ جس طرح جادوگر اپنے جادو کے زور سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیتا ہے اور جدھر چاہتا ہے ان کا رخ موڑ دیتا ہے۔ اگر یہ کام حق کو غالب کرنے اور باطل کے رد کے لیے ہو تو قابل تعریف ہے، اس کے برعکس ابطال حق اور اثبات باطل کے لیے ہو تو مذموم ہے۔

(المعجم ٨٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُعِ (التحفة ٨٢)

باب: 82۔ فروتنی اور خاکساری

٢٠٢٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللهُ رَجُلًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ».

[2029] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ وخیرات سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور عفو ودرگزر سے آدمی کی عزت ووقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی (رضا وخوشنودی کی) خاطر عاجزی وخاکساری اختیار کرتا ہے، اللہ اسے رفعت وبلندی سے نوازتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ: وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف، ابن عباس، ابوکبشہ انماری جس کا نام عمر بن سعد ہے، رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صدقہ وخیرات سے مال ودولت میں اضافہ اور برکت ہوتی ہے، اس لیے کمی کے بجائے زیادتی ہوتی ہے۔ انتقام اور بدلے کی قدرت وطاقت رکھنے کے باوجود عفو ودرگزر سے کام لینے کی صورت میں انسان کی عزت ووقار اور عظمت واحترام

٢٠٢٩۔ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب استحباب العفو والتواضع، ح: ٢٥٨٨ من حديث العلاء به * وفي الباب عن عبدالرحمن بن عوف [لعله يشير إلى حديث الشمائل له، ح: ٣٧٨ أو أحمد: ١/ ١٩٣]، وابن عباس [الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢١٩، ح: ١٢٩٣٩]، وأبي كبشة الأنماري [يأتي: ٢٣٢٥].

میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور عجز و فروتنی اور خاکساری کا اظہار بندگی کا مظہر ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو لوگوں کی نظروں میں بلند کر دیتا ہے چاہے وہ خود اپنے آپ کو چھوٹا ہی سمجھتا ہو۔

(المعجم ۸۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّلْمِ (التحفة ۸۳)

باب: 83۔ ظلم و زیادتی

۲۰۳۰ - حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[2030] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظلم و ستم قیامت کے دن کئی تاریکیوں اور اندھیروں کا باعث ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدہ عائشہ، سیدنا ابو موسیٰ، ابو ہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: ظلم و ستم قیامت کے دن نور اور روشنی سے محرومی اور تاریکیوں اور اندھیروں کا باعث ہوگا یا بہت سی سختیوں اور مصائب کا باعث ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمھیں بحر و بر کی سختیوں اور مصائب سے نجات کون دیتا ہے؟'' (الأنعام 63:6) یعنی ظلم کے مقابلے میں احسان اور عدل و انصاف اللہ تعالیٰ کی مدد کا ذریعہ ہیں۔

(المعجم ۸۴) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْعَيْبِ لِلنِّعْمَةِ (التحفة ۸۴)

باب: 84۔ نعمت میں کیڑے نہ نکالنا، نکتہ چینی نہ کرنا

۲۰۳۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

[2031] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ جب آپ اسے پسند کرتے (کھانا مرغوب ہوتا) تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ

۲۰۳۰۔ أخرجه البخاري، المظالم، باب: الظلم ظلمات يوم القيامة، ح: ۲٤٤٧، ومسلم، ح: ۲۵۷۹ من حديث عبدالعزيز به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۱۸۹۰ ٭ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ۱٦۹۸]، وعائشة [البخاري، ح: ۲٤۵۳ ومسلم، ح: ۱٦۱۲]، وأبي موسى [يأتي: ۳۱۱۰]، وأبي هريرة [لعله يشير إلى الحديث الآتي: ۲٤۱۸]، وجابر [مسلم، ح: ۲۵۸٤].

۲۰۳۱۔ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح: ۵٤۰۹، ومسلم، ح: ۲۰٦٤ من حديث سفيان الثوري به.

طَعَامًا قَطُّ، كَانَ إِذَا اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ هُوَ الْأَشْجَعِيُّ [الْكُوفِيُّ] وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

دیتے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو حازم سے مراد اشجعی ہے جو کوفی ہے اور اس کا نام سلمان ہے جو عزّہ اشجعیہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ انتہائی کریمانہ اخلاق کے مالک تھے۔ کھانا تیار کرنے والے کی دل شکنی یا حوصلہ شکنی نہیں فرماتے تھے۔ اگر ذائقے میں کمی بیشی ہوتی، مرچ نمک کم یا زیادہ ہوتا تو اس پر تبصرہ وتنقید نہ فرماتے۔ اگر کھانا مرغوب اور دل پسند ہوتا تو کھا لیتے اور اگر پسند نہ ہوتا تو چھوڑ دیتے، لیکن اگر اس میں کوئی شرعی قباحت ہوتی تو اس کا اظہار فرما دیتے۔ (تحفة الأحوذي: 6/151، 152)

(المعجم ۸۵) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ۸۵)

باب:85۔مومن کی تعظیم وتکریم

۲۰۳۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ وَالْجَارُودُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلٰى قَلْبِهِ! لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَتَبَّعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ».

[2032] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا: ”اے وہ لوگو جو زبان سے مسلمان ہو گئے ہو (کلمہ پڑھ لیا ہے) اور ایمان دل تک نہیں پہنچا! مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچایا کرو اور نہ انھیں عار دلایا کرو اور نہ ان کے عیوب ونقائص کی ٹوہ لگایا کرو، بلاشبہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب تلاش کرے گا۔ اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ نے تلاش کیے وہ اس کو رسوا کر دے گا اگرچہ (وہ گناہ) اپنے گھر کے اندر ہی کرے۔“

قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللهِ مِنْكِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن بیت اللہ یا کعبے پر ایک نظر ڈالی اور کہا: تو کس قدر عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر بڑی (عظیم) ہے مگر مومن کی حرمت اللہ کے ہاں تجھ سے بہت زیادہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ

۲۰۳۲ـ أخرجه ابن حبان، ح: ١٤٩٤ وصححه وله شاهد أشار إليه المصنف* حديث أبي برزة الأسلمي: أخرجه أبو داود، ح: ٤٨٨٠.

حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ. وَقَدْ رَوٰى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّمَرْقَنْدِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ نَحْوَهُ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

حدیث حسن غریب ہے اور ہم اسے صرف حسین بن واقد کی روایت سے جانتے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم سمرقندی نے بھی اسے حسین بن واقد سے اسی انداز میں بیان کیا ہے۔ اور سیدنا ابوبرزہ اسلمی سے اس کے ہم معنی مرفوع حدیث بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: ایک سچے اور پکے مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے اذیت اور تکلیف کا باعث ہو۔ انھیں ذلیل و رسوا کرنا، انھیں عار یا شرم دلانا اور ان کی تحقیر و تنقیص کی خاطر ان کے عیوب و نقائص تلاش کرنا ایمان کے منافی ہے جس کی دنیا میں انسان کو یہ سزا ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کے عیوب و نقائص لوگوں کے سامنے کھول دیتا ہے، چاہے اس نے کس قدر چھپ کر ہی کیے ہوں۔ ایک صحیح مسلمان سے بھی انسانی ناتے سے جرم و گناہ ہو ہی جاتا ہے تو اس کی تشہیر و اشاعت کرنا اس کی عظمت کو داغ دار کرنا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انتہائی محترم قرار دیا ہے حتی کہ بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی حرمت بیت اللہ جیسی عظیم و محترم چیز سے بھی بڑھ کر ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما والا مذکورہ بالا قول مرفوعاً اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے طور پر بھی ثابت ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة للألباني، حديث: 3420)

(المعجم ٨٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّجَارِبِ (التحفة ٨٦)

باب: 86۔ تجربات کا بیان

٢٠٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ، وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ».

[2033] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان حلیم و بردبار لغزش و غلطی کے بعد ہی بنتا ہے اور حکیم و دانشمند تجربات کے بعد ہی ہوتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے اسے فرمانِ رسول نہیں کہا جا سکتا، تاہم اس میں ایک دانش مندانہ بات ہے۔ جب انسان کسی غلطی اور لغزش کا شکار ہوتا ہے تو عفو و درگزر کا طلب گار ہوتا ہے، پھر اسے عفو و درگزر کی ضرورت و اہمیت کا احساس ہوتا ہے اور اس عمل سے گزرنے کے بعد اس کے لیے تحمل و بردباری اختیار کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان مختلف معاملات کے تجربات سے گزرتا ہے، مصالح اور مفاسد سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے، تو پھر اس کے معاملات میں اتقان و استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ہر چیز کو وہی مقام و اہمیت دیتا ہے جو اسے ملنا چاہیے۔ اس سے اس کے علم و عمل میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے۔

٢٠٣٣ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٨ عن قتيبة به ✽ دراج حسن الحديث عن غير أبي الهيثم، وضعيف الحديث عن أبي الهيثم.

(المعجم ٨٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَهُ (التحفة ٨٧)

باب: 87۔ جو چیز ملی نہ ہو اس سے سیری کا اظہار کرنا، یعنی تصنع اور بناوٹ کا اظہار کرنا

٢٠٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ، فَإِنَّ مَنْ أَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ، وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ تَحَلّٰى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ».

[2034] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی عطیہ وتحفہ دیا گیا ہو اور (وہ بدلہ دینے کی) وسعت و طاقت رکھتا ہو تو وہ بدلہ دے اور جسے دینے کی وسعت نہ ہو وہ (دینے والے کی) تعریف وتوصیف کرے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اس (عطیے) کو چھپایا (بدلہ یا تعریف نہ کی) اس نے کفران نعمت اور احسان فراموشی کی۔ اور جس نے اپنے آپ کو ایسی چیز سے آراستہ کیا جو اسے ملی نہ ہو تو وہ اس انسان کی طرح ہے جو جھوٹا لباس پہنتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَعَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ» يَقُولُ: كَفَرَ تِلْكَ النِّعْمَةَ.

اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان [وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ] کے معنی ہیں: اس نعمت کی ناقدری کی۔

فوائد و مسائل: ① اگر کسی انسان کو کوئی تحفہ اور ہدیہ ملتا ہے اور وہ مالدار ہے، جوابی عطیہ اور تحفہ دے سکتا ہے تو اسے جوابی تحفہ اور ہدیہ دینا چاہیے، اگر عطیے کا بدلہ دینے کی گنجائش نہ ہو تو دینے والے کی تعریف کرے اور اس کا شکر گزار اور احسان مند ہو۔ کسی کے دینے کا اعتراف و اقرار اور اس کی مدح وثنا بھی احسان مندی اور شکر گزاری ہے، لیکن عطیے اور تحفے کا اقرار و اعتراف نہ کرنا اور دینے والے کی تعریف نہ کرنا نعمت کو چھپانا ہے جو ناشکر گزاری ہے۔ ② جس عورت کو خاوند سے کوئی چیز ملی نہ ہو مگر سوکن کو جلانے کے لیے ظاہر کرے کہ وہ مجھے خاوند نے دی ہے اور خاوند مجھ سے تیرے مقابلے میں زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے جو ایسے لوگوں کا لباس زیب تن کرے جس کی سیرت عمل و کردار سے عاری اور خالی ہو یا اس انسان کی طرح ہے جو عاریتاً لیے ہوئے کپڑوں کو اپنا ظاہر کر کے اپنی مالداری اور ثروت کا جھوٹا اظہار کرے۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے آپ کو وہ بنا کر پیش کرنا جو حقیقت نہیں ہے یہ جھوٹا لباس پہننا ہے جس کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ کر رہتا ہے کیونکہ تصنع اور بناوٹ حقیقت نہیں بن سکتی۔

٢٠٣٤ـ [حسن لغيره] ※ إسماعيل بن عياش عنعن وللحديث طرق عند أبي داود، ح:٤٨١٣، وابن حبان، ح:٢٠٧٣ وأحمد:٦/ ٩٠ وغيرهم.

(المعجم ٨٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّنَاءِ بِالْمَعْرُوفِ (التحفة ٨٨)

باب: 88۔ اچھی تعریف کرنا یا نیکی اور احسان کرنے پر تعریف کرنا

٢٠٣٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ وَكَانَ سَكَنَ بِمَكَّةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ».

[2035] سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے بھلائی اور احسان کیا گیا اور اس نے احسان کرنے والے سے کہا: اللہ تعالیٰ تمھیں بہترین بدلہ عنایت فرمائے تو اس نے تعریف میں انتہا کر دی یا تعریف کا حق ادا کر دیا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَلَمْ يَعْرِفْهُ]. [حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ حَازِمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الْمَكِّيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ الْمَكِّيِّ، فَجَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَهُ؟ فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ لِخَازِنِهِ: أَعْطِهِ دِينَارًا. فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا دِينَارٌ إِنْ أَعْطَيْتُهُ لَجُعْتَ وَعِيَالُكَ، قَالَ: فَغَضِبَ وَقَالَ: أَعْطِهِ. قَالَ الْمَكِّيُّ: فَنَحْنُ عِنْدَ ابْنِ جُرَيْجٍ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِكِتَابٍ وَصُرَّةٍ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ بَعْضُ إِخْوَانِهِ وَفِي الْكِتَابِ: إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ خَمْسِينَ دِينَارًا قَالَ: فَحَلَّ ابْنُ جُرَيْجٍ الصُّرَّةَ فَعَدَّهَا فَإِذَا هِيَ أَحَدٌ وَخَمْسُونَ دِينَارًا قَالَ: فَقَالَ ابْنُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن جید (بہت عمدہ) غریب ہے۔ ہم اسے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی گئی ہے۔ اور میں نے اس کے بارے میں امام محمد (بن اسماعیل بخاری) رحمہ اللہ سے پوچھا تو وہ ان کے علم میں نہ تھی۔ مکی بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ہم ابن جریج مکی کی خدمت میں حاضر تھے تو ان کے پاس ایک مانگنے والا آیا اور اس نے ان سے سوال کیا۔ ابن جریج نے اپنے خزانچی سے کہا: اسے ایک دینار دے دو۔ اس پر اس نے کہا: میرے پاس صرف ایک ہی دینار ہے، اگر وہ میں نے اسے دے دیا تو آپ اور آپ کا کنبہ بھوکا رہے گا۔ اس جواب سے وہ غصے میں آ گئے اور کہا: اسے دے دو۔ (اس نے دے دیا۔) مکی

٢٠٣٥ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٠٠٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٨٠ عن إبراهيم بن سعيد الجوهري به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥/ ١٧٤، ح: ٣٤٠٤ * روي عن أبي هريرة [لعله يشير إلى حديث الحميدي، ح: ١١٦٩ وعبد بن حميد، ح: ١٤١٨] * حديث عطاء بن أبي رباح في الدينار، إسناده حسن. عبدالرحيم بن حازم ذكره ابن حبان في الثقات: ٨/ ٤١٤ وقال: "وكان صاحب حديث روى عنه أهل بلده".

جُرَيْجٍ لِخَازِنِهِ: قَدْ أَعْطَيْتَ وَاحِدًا فَرَدَّهُ اللهُ عَلَيْكَ، وَزَادَكَ خَمْسِينَ دِينَارًا].

آخِرُ أَبْوَابِ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

بیان کرتے ہیں: ہم ابھی ابن جریج کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ان کے پاس ایک آدمی ایک خط اور تھیلی لے کر آ گیا جو اسے اس کے بھائیوں میں سے کسی نے بھیجی تھی اور خط میں تحریر تھا: میں نے آپ کو پچاس دینار بھیجے ہیں۔ ابن جریج نے تھیلی کھولی اور دینار گنے تو وہ اکیاون (51) تھے۔ اس پر ابن جریج نے اپنے خزانچی سے کہا: تو نے ایک دینار دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے وہ دینار تجھے لوٹا دیا اور اس پر پچاس کا اضافہ بھی کر دیا۔

فائدہ: کسی احسان یا نیکی کرنے والے کو دعا دینا جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا کہنا، یہ اس کے احسان و نیکی کا اعتراف و اقرار بھی ہے اور اس کی تعریف کا پورا پورا حق ادا کرنا بھی، اس لیے احسان کرنے والے کو یہ دعا ضرور دینی چاہیے۔ بلاشبہ کسی کے ساتھ احسان کرنے کا بدلہ صرف آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی مل سکتا ہے۔

فرمانِ رسولِ مکرم ﷺ

«يَا عِبَادَ اللّٰهِ! تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْ دَوَاءً، إِلَّا دَاءً وَّاحِدًا» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «الْهَرَمُ»

اے اللہ کے بندو! علاج کرواؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا یا دوا رکھی ہے، سوائے ایک بیماری کے۔" انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: "بڑھاپا۔" (جامع الترمذي، حديث: 2038)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٦) أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٣)

رسول اللہ ﷺ سے طب کے بارے میں منقول مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِمْيَةِ (التحفة ١)

باب: 1- پرہیز کرنے کا بیان

٢٠٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ».

[2036] سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ صُهَيْبٍ [وَأُمِّ الْمُنْذِرِ وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا صہیب اور ام منذر رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ روایت محمود بن لبید سے مرسلاً بھی نبی ﷺ سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: بعض دفعہ پانی کا استعمال بیمار کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، اس صورت میں قرآن مجید میں بیمار کو وضو کی جگہ تیمم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (المآئدۃ 6:5) اسی طرح بعض دفعہ بیمار کے لیے پانی پینا نقصان دہ ہوتا ہے تو ڈاکٹر حضرات اسے

٢٠٣٦ـ أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، ص: ١١، ح: ٥٧ من حديث إسماعيل بن جعفر به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٧٤ والحاكم: ٤/ ٢٠٧، ٣٠٩ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد * وفي الباب عن صهيب [ابن ماجه، ح: ٣٤٤٣ وصححه البوصيري والحاكم: ٣/ ٣٩٩، ٤/ ٤١١ ووافقه الذهبي وسنده حسن]، وأم المنذر [يأتي: ٢٠٣٧] * محمود بن لبيد رضي الله عنه صحابي ومراسيل الصحابة صحيحة كلها.

پانی پینے سے روکتے ہیں اور مریض کے لواحقین اسے پانی سے پرہیز کرواتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج سے پرہیز کی اہمیت زیادہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے محبت کرتا ہے اور انھیں اپنے خاص انعامات سے نوازنا چاہتا ہے انھیں ایسی دنیا سے بچاتا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوٹا ہوتا ہے۔

٢٠٣٧- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [التَّيْمِيِّ]، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ. قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ، وَمَعَهُ عَلِيٌّ يَأْكُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: «مَهْ مَهْ يَا عَلِيُّ فَإِنَّكَ نَاقِهٌ» قَالَ: فَجَلَسَ عَلِيٌّ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ، قَالَتْ: فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! مِنْ هٰذَا فَأَصِبْ فَإِنَّهُ أَوْفَقُ لَكَ».

[2037] سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اور ہمارے ہاں پکی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں کھانے لگے اور آپ کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ بھی کھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''رک جاؤ، رک جاؤ اے علی! کیونکہ تم بیماری سے اٹھے ہو اور ابھی کم زور ہو (تم میں نقاہت اور کمزوری ہے۔'') چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی اکرم ﷺ کھاتے رہے۔ سو میں نے آپ دونوں کے لیے چقندر اور جو پکائے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! یہ کھاؤ، تمھارے لیے یہ بہت مناسب ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، وَيُرْوٰى هٰذَا عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «أَنْفَعُ لَكَ». وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ، [وَ]حَدَّثَنِيهِ أَيُّوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. هٰذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ غَرِيبٌ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف فُلَیح بن سلیمان کی حدیث کی صورت میں جانتے ہیں۔ اور یہ فُلَیح بن سلیمان کے واسطے سے ایوب بن عبدالرحمن سے بھی بیان کی گئی ہے۔ محمد بن بشار کی سند سے مروی ہے کہ ام منذر انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، آگے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا، ہاں اتنا فرق ہے کہ اس میں [أَوْفَقُ] کے بجائے [أَنْفَعُ] کا لفظ آیا ہے اور عن أیوب بن عبدالرحمٰن کی جگہ حدثنیه أیوب بن عبد الرحمٰن ہے۔ یہ حدیث جید غریب ہے۔ امام صاحب اپنے استاد علی بن حجر کی سند سے محمود بن لبید سے قتادہ بن

٢٠٣٧ـ [حسن بالشواهد] صحيح الحاكم: ٤/ ٤٠٧ ووافقه الذهبي ❊ حديث محمد بن بشار: أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٤٤٢، حديث عمرو بن أبي عمرو، رواه أحمد في الزهد وسنده صحيح، حديث أبي عامر، أخرجه أبو داود، ح: ٣٨٥٦.

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الظَّفَرِيُّ هُوَ أَخُو أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لِأُمِّهِ، وَمَحْمُودُ ابْنُ لَبِيدٍ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَرَآهُ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيرٌ.

نعمان رضی اللہ عنہ کا واسطہ چھوڑ کر نبی ﷺ سے پہلی حدیث کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قتادہ بن نعمان ظفری، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی ہے۔ اور محمود بن لبید نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور آپ کو دیکھا ہے جبکہ وہ چھوٹا بچہ تھا۔

نوٹ: علی بن حجر کی روایت اور امام ترمذی کا یہ قول پہلی حدیث کے بعد ہونا چاہیے تھا، اس لیے تحفۃ الاحوذی میں قتادہ بن نعمان کی روایت، ام منذر کی روایت کے بعد لائی گئی ہے۔

لغوی تشریح: دَوَال: دَالِيَةٌ کی جمع ہے۔ کچی کھجور۔

فائدہ: سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بیمار کو ان غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیے جو اس کے لیے نقصان دہ یا ناموافق ہوں اور ان اشیاء کو استعمال کرنا چاہیے جو اس کے موافق اور فائدہ مند ہوں۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ (التحفة ٢)

باب:2۔ دوا وعلاج اور اس کی ترغیب

٢٠٣٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: قَالَتِ الْأَعْرَابُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَتَدَاوٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ يَا عِبَادَ اللهِ! تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْ دَوَاءً، إِلَّا دَاءً وَاحِدًا» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «الْهَرَمُ».

[2038] سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دیہاتیوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم علاج معالجہ کروائیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج کرواؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا یا دوا رکھی ہے، سوائے ایک بیماری کے۔'' انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بڑھاپا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، ابوہریرہ، ابوخزامہ کی اپنے باپ سے اور ابن عباس

٢٠٣٨ـ أخرجه أبو داود، الطب، باب الرجل يتداوي، ح: ٣٨٥٥ وابن ماجه، ح: ٣٤٣٦ من حديث زياد بن علاقة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٩٥ والبوصيري والحاكم: ٤/ ٣٩٩ والذهبي ☆ وفي الباب عن ابن مسعود [ابن ماجه، ح: ٣٤٣٨ والنسائي في الكبرى: ٤/ ١٩٤، ح: ٦٨٦٥]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٥٦٧٨]، وأبي خزامة عن أبيه [يأتي: ٢٠٦٥، ٢١٤٨]، وابن عباس [عبد بن حميد، ح: ٦٢٥ والطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٣٢٣].

[وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کے حصول یا ان سے تحفظ و دفاع کے لیے اپنی طرف سے اسباب مقرر فرمائے ہیں جو تین قسم کے ہیں: ٭ قطعی اور یقینی اسباب، لیکن ان کا انحصار اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے پر موقوف ہے، مثلاً: بھوک اور پیاس کی صورت میں کھانا پینا، تباہ کن اشیاء سے بچنا، مثلاً: پہاڑ سے چھلانگ نہ لگانا، زہر نہ کھانا وغیرہ۔ یہ اسباب چونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں اور ان میں خواص بھی اللہ تعالیٰ ہی نے رکھے ہیں اور یہ اسی کی مشیت و ارادے سے مؤثر ہوتے ہیں، اس لیے ان اسباب کا اپنانا ضروری ہے اور یہ خلاف توکل نہیں ہے۔ ٭ وہ اسباب جو اکثر کارآمد اور فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں، قطعی اور یقینی نہیں ہیں، جیسے علاج معالجہ۔ دوا بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس میں شفا کا خاصہ یا تاثیر بھی اللہ تعالیٰ ہی نے رکھی ہے، اس لیے علاج کروانا خلاف توکل نہیں۔ ٭ موہوم اسباب، جن کا سبب ہونا نہ یقینی اور نہ اکثریتی ہے بلکہ محض وہمی ہے۔ ان کا اختیار کرنا توکل کے منافی ہے۔ جس طرح ٹونے ٹوٹکے وغیرہ ہیں۔ بڑھاپا لاعلاج بیماری ہے کیونکہ یہ موت کا پیش خیمہ ہے اور موت ایک قطعی اور یقینی چیز ہے، اس لیے بعض روایات میں موت کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ مَا يُطْعَمُ الْمَرِيضُ (التحفة ٣)

باب: 3۔ بیمار کو کیا کھلایا جائے

٢٠٣٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ ابْنِ بَرَكَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعَكُ أَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ، وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَيَرْتُو فُؤَادَ الْحَزِينِ وَيَسْرُو عَنْ فُؤَادِ السَّقِيمِ كَمَا تَسْرُو إِحْدَاكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا».

[2039] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار چڑھ جاتا تو آپ ہریرہ کا حکم دیتے۔ وہ تیار کیا جاتا، پھر انھیں (بیماروں کو) حکم دیتے وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے: ''یہ پریشان حال کے دل کو تقویت دیتا اور بیمار کے دل سے بیماری کا رنج والم دور کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی عورت پانی کے ذریعے سے اپنے چہرے سے میل کچیل دور کرتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَى [ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ] الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مِنْ هٰذَا. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ [بْنُ مُحَمَّدٍ] الْجُرَيْرِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اپنی سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ امام صاحب ابن مبارک کی حدیث اپنے استاد حسین بن محمد جریری کی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کرتے ہیں اور امام صاحب

٢٠٣٩- [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب التلبينة، ح: ٣٤٤٥ والحاكم: ٤/ ٤٠٥ من حديث إسماعيل ابن علية به وصححه الحاكم: ٤/ ١١٧ ووافقه الذهبي ٭ حديث الحسين بن محمد: حسن بحديث أم محمد بن السائب ابن بركة.

يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ، حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو إِسْحَاقَ.

یہ روایت ابواسحاق طالقانی سے براہِ راست بھی بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: یَرْتُو: مضبوط کرتا ہے، تقویت دیتا ہے۔ یَسْرُو: زائل کرتا ہے۔

فائدہ: حَسَاء آٹے، گھی اور پانی سے تیار کرتے ہیں۔ اس میں ضرورت کے مطابق میٹھا بھی ڈال دیا جاتا ہے۔ کبھی آٹے کی جگہ جو بھی ڈال دیتے ہیں۔ اسے تلبینہ بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ پتلا ہوتا ہے، اس لیے گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے ہیں۔ اس سے رنجیدہ اور غمگین کے دل کو تسکین ملتی ہے اور بیمار کے دل سے بیماری کا رنج و الم دور ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۴) بَابُ مَا جَاءَ لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ (التحفة ۴)

باب: 4۔ بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو

۲۰۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ يُونُسَ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ، فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ».

[2040] سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: اگر بیمار کا دل کھانے پینے کے لیے آمادہ نہ ہو تو اسے کھانے پینے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ اگر خوشی سے کھا لے تو ٹھیک ہے کیونکہ ان کے کھانے پینے کی ضرورت خود اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا ہے۔ وہ بھوک اور پیاس کا رنج و الم محسوس نہیں کرتے۔ کھانے پینے میں بھی قوتِ حیات اللہ تعالیٰ ہی نے رکھی ہے، وہ چاہے تو اس کے بغیر بھی زندگی کا رشتہ قائم رکھ سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی (اُردو) ص: 135 تا 139) جیسا کہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں 2005ء میں آنے والے زلزلے کے ملبے سے 60 دن کے بعد ایک بوڑھی عورت زندہ سلامت نکال لی گئی تھی۔

(المعجم ۵) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ (التحفة ۵)

باب: 5۔ کالا دانہ (شونیز یا کلونجی)

۲۰۴۱- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ

[2041] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۲۰۴۰- [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب: لا تكرهوا المريض على الطعام، ح: ۳۴۴۴ من حديث بكر بن يونس به وللحديث شواهد عند الحاكم: ۴/ ۴۱۰ وغيره، وحسنه البوصيري والألباني، انظر: الصحيحة، حديث: ۷۲۷.

۲۰۴۱- أخرجه مسلم، السلام، باب التداوي بالحبة السوداء، ح: ۲۲۱۵ عن محمد بن يحيى بن أبي عمر، والبخاري، ◄◄

الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ». وَالسَّامُ: الْمَوْتُ.

نے فرمایا: ''سیاہ دانہ (کلونجی) استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔'' سام سے مراد موت ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ هِيَ: الشُّونِيزُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا بریدہ، ابن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیاہ دانہ، شونیز کو کہتے ہیں۔

فائدہ: کلونجی، سیاہ زیرے سے ملتے جلتے سیاہ دانے ہیں، خوشبو میں تیز، ذائقے میں تیز اور کاغذ کے لفافے میں رکھیں تو اس پر تیل کے سے دھبے لگ جاتے ہیں۔ اس کے استعمال کے مختلف طریقے ہیں: کبھی مفرد، کبھی مرکب، کبھی پیس کر، کبھی سعوط کی صورت میں اور کبھی ضماد کی صورت میں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی، ص: 246 تا 254) اس میں اللہ تعالیٰ نے شفا کی تاثیر رکھی ہے، تاہم شفا اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ملتی ہے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ أَبْوَالِ الْإِبِلِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ اونٹوں کا پیشاب پینا

٢٠٤٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ وَقَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا، فَبَعَثَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ، وَقَالَ: «اشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا».

[2042] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے۔ انھوں نے اس کی آب و ہوا کو ناموافق پایا (جس سے وہ بیمار ہو گئے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا اور فرمایا: ''ان کے دودھ اور پیشاب پیو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی توضیح و تشریح، باب بول مایؤکل لحمه (جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا حکم) کے تحت گزر چکی ہے۔ (حدیث: 72) بہرحال اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کا پیشاب پیٹ کی بیماری کے سلسلے میں مفید ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد: 42/4 تا 44)

◄◄ ح: ٥٦٨٨ من حديث الزهري به ※ وفي الباب عن بريدة [أحمد: ٥/ ٣٤٦، ٣٥٤]، وابن عمر [ابن ماجه، ح: ٣٤٤٨]، وعائشة [أحمد: ٦/ ١٣٨].

٢٠٤٢ـ تقدم: ١٨٤٥ ※ وفي الباب عن ابن عباس [أحمد: ١/ ٢٩٣، ح: ٢٦٧٧].

(المعجم) بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ أَوْ غَيْرِهِ (التحفة)

باب:7۔ جو شخص اپنے آپ کو زہر یا کسی اور چیز سے قتل کر ڈالے (خودکشی کر لے) اس کا حکم

٢٠٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - أُرَاهُ رَفَعَهُ - قَالَ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا [أَبَدًا]».

[2043] ابوصالح کا خیال ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے آپ کو تیز دھار آلے سے قتل کر ڈالا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ میں وہ ہتھیار ہو گا، وہ جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ اور جس نے زہر سے خودکشی کی اس کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا۔''

فائدہ: کسی شخص کا خودکشی کرنا اس بات کی علامت ہے کہ وہ موت و حیات کو اپنے بس میں سمجھتا ہے اور اپنی زندگی کا خود مالک بنتا ہے اور اسے ختم کرنا بھی اپنا حق سمجھتا ہے۔ ظاہر ہے اس ذہنیت کی سزا ابدی جہنم ہے اور اس کا تقاضا ہمیشہ ہمیشہ کی آگ ہے۔ لیکن چونکہ کسی مسلمان کی یہ ذہنیت بے آمیز اور خالص نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ ایمان اور اعمال صالحہ کی آمیزش ہوتی ہے، اس لیے امید کرنی چاہیے کہ اس کے انجام میں تبدیلی ہو جائے گی۔ کافر کا انجام تو یہی ہوگا۔ لیکن ایک مومن کی سزا میں اعمال صالحہ کی بنا پر ان شاء اللہ تخفیف ہو جائے گی اور اگر ایسے اعمال صالحہ نہ ہوئے جو رحمت الٰہی کو کھینچ سکیں تو پھر شدید عذاب سے دوچار ہوگا اور ایمان کے سبب سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکل آئے گا۔ واللہ أعلم.

٢٠٤٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

[2044] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی لوہے کے ہتھیار سے خودکشی کی تو اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ اسے جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپے گا۔ اور جس نے زہر کھانے یا پینے سے خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، وہ اسے جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ

٢٠٤٣ـ أخرجه البخاري، الطب، باب شرب السم والدواء به، وما يخاف منه والخبيث، ح: ٥٧٧٨، ومسلم، ح: ١٠٩ من حديث سليمان الأعمش به، انظر الحديث الآتي.

٢٠٤٤ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٥٧٧٨، ومسلم، ح: ١٠٩/ ١٧٥ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٤١٦ * حديث وكيع: رواه مسلم، ح: ١٠٩، حديث ابن عجلان وحديث أبي الزناد: رواه البخاري، ح: ١٣٦٥ وأحمد: ٢/ ٤٣٥.

خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

گھونٹ گھونٹ پیتا رہے گا۔ اور جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں (پہاڑ سے) گرتا رہے گا۔‘‘

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، هٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ عُذِّبَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ». وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: «خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا». وَهٰكَذَا رَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَهٰذَا أَصَحُّ لِأَنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَجِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا يُذْكَرُ أَنَّهُمْ يُخَلَّدُونَ فِيهَا.

محمد بن علاء اپنی سند سے بواسطہ ابوہریرہ، نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں جو کہ شعبہ کی اعمش سے روایت کے ہم معنی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ حدیث اعمش اپنی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اور محمد بن عجلان اپنی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے زہر کے ذریعے سے خودکشی کی، اسے جہنم کی آگ میں عذاب دیا جائے گا۔‘‘ اس میں [خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا] (اس میں ہمیشہ ہمیشہ) کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور ابوزناد بھی اپنی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اسی طرح بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ مختلف روایات میں آیا ہے کہ اہل توحید کو آگ میں عذاب تو ہوگا مگر وہ (سزا بھگتنے کے بعد) اس سے نکال لیے جائیں گے۔ روایات میں یہ نہیں ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رکھے جائیں گے۔

٢٠٤٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ.

[2045] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث دوا کے استعمال سے منع فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] يَعْنِي السُّمَّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد زہر ہے۔

فائدہ: خبیث کا اطلاق نجس و پلید، حرام اور ناپسندیدہ چیز پر ہوتا ہے۔ نجس اور حرام دواؤں کا استعمال جائز ہی نہیں۔ اور

٢٠٤٥- أخرجه أبو داود، الطب، باب: في الأدوية المكروهة، ح: ٣٨٧٠ وابن ماجه، ح: ٣٤٥٩ من حديث يونس به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٤١٠ ووافقه الذهبي.

یہاں مراد زہر ہے کیونکہ بعض احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (تحفة الأحوذي: 167/6)

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِي بِالْمُسْكِرِ (التحفة ٨)

باب: 8۔ نشہ آور چیزوں سے علاج ناجائز ہے

٢٠٤٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ وَسَأَلَهُ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ - أَوْ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ - عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ فَقَالَ: إِنَّا لَنَتَدَاوَى بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ».

[2046] سیدنا وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سوید بن طارق یا طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے آپ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے منع فرمایا۔ اس نے عرض کی: ہم اس کے ذریعے سے علاج کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔''

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَشَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ بِمِثْلِهِ. قَالَ مَحْمُودٌ: قَالَ النَّضْرُ: طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ. وَقَالَ شَبَابَةُ: سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ روایت شعبہ سے ان کے شاگرد نضر بن شمیل اور شبابہ نے بھی ابوداود کی (شعبہ سے) مذکورہ روایت کے ہم مثل بیان کی ہے۔ نضر نے پوچھنے والے کا نام طارق بن سوید بیان کیا ہے اور شبابہ نے سوید بن طارق۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب سے علاج کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ حرام چیز سے بیماری ختم تو ہو جاتی ہے اور وہ اس میں مؤثر بھی ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کے استعمال سے بہت سی دل کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جو اس کے خبث کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جس بیماری سے نجات کے بدلے اس سے بڑی بیماری دل میں پیدا ہو جائے ایسے علاج کا کیا فائدہ؟ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حرام چیزوں میں شفا نہیں رکھی۔'' تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی (اردو) ص: 218 تا 231)

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعُوطِ وَغَيْرِهِ (التحفة ٩)

باب: 9۔ سعوط وغیرہ کا بیان

٢٠٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ

[2047] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٠٤٦- أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر وبيان أنها ليس بدواء، ح: ١٩٨٤ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠١٨.

٢٠٤٧- [ضعيف بهذا التمام] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٠٩ من حديث عباد بن منصور وصححه فقال الذهبي: "عباد ضعفوه" ويأتي: ٢٠٥٣ ولأصل الحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٧١٢ وغيره وللحديث شاهد ضعيف عند أبي داود في المراسيل والبيهقي: ٩/ ٣٤٦ من مرسل الشعبي رحمه الله * السعوط (البخاري، ح: ٥٦٩١) واللدود (البخاري، ح: ٥٦٩٢).

الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ [الشَّعْبِيُّ]: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ، وَاللَّدُودُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالْمَشِيُّ» . فَلَمَّا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ لَدَّهُ أَصْحَابُهُ، فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ: «لُدُّوهُمْ» . قَالَ: فَلُدُّوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ.

ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بہترین علاج جو تم کرتے ہو، وہ ناک میں دوا ٹپکانا، منہ میں دوا ڈالنا، سینگی یا پچھنے لگوانا اور مُسْہِل استعمال کرنا ہے۔'' پھر جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے ساتھیوں نے آپ کے منہ میں دوا ڈال دی۔ جب وہ دوا ڈال چکے تو آپ نے فرمایا: ''ان سب کے منہ میں دوائی ڈالو۔'' چنانچہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے منہ میں دوائی ڈالی گئی۔

لغوی تشریح: سعوط: وہ دوا جو گدی کے بل لٹا کر سر نیچا کر کے ناک کے ذریعے سے گزاری جاتی ہے تاکہ وہ دماغ تک پہنچ جائے اور بیماری چھینکوں کے ذریعے سے نکل جائے۔ لَدُود: وہ دوا جو منہ کے ایک جانب سے پلائی جائے۔ حجامت: پچھنے لگوانا، سینگی لگوانا۔ اَلْمَشِيّ: بار بار آنا جانا، یعنی مسہل دوا دینا تاکہ پیٹ سے گندا مواد نکل جائے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، تاہم اس میں علاج اور دوا کے استعمال کے جو مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں جو مختلف بیماریوں میں عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ہر بیماری اور ہر فرد کے لیے ہر طریقہ کارگر نہیں ہوتا۔ یہ ڈاکٹر اور طبیب ہی جانتے ہیں کہ کس بیماری یا شخص کے لیے کب اور کون سا طریقہ اختیار کرنا ہے۔ ② مذکورہ طریقوں کا تعلق طب و حکمت سے ہے، اس لیے حسب ضرورت ان کا استعمال جائز ہے۔ اسی طرح اس میں نبی ﷺ کے بارے میں لدود کا اور اس کے مقابلے میں سب کے ساتھ لدود کا ذکر ہے، جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔

٢٠٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُودُ، وَالسَّعُوطُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالْمَشِيُّ، وَخَيْرَ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ: الْإِثْمِدُ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ» .

[2048] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمھارا بہترین علاج کا طریقہ منہ میں دوا ڈالنا، ناک میں دوا ٹپکانا، سینگی لگوانا اور مسہل کا استعمال ہے۔ تمھارا بہترین سرمہ اثمد ہے کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ: وَهُوَ حَدِيثُ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ.

رسول اللہ ﷺ کی ایک سرمے دانی ہوتی تھی جس سے سوتے وقت ہر آنکھ میں تین دفعہ سرمہ ڈالتے تھے۔ امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ عباد بن منصور کی حدیث ہے۔

٢٠٤٨ـ [ضعيف بهذا التمام] انظر الحديث السابق.

فائدہ: سینگی لگوانے کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: (طب نبوی اردو، ص: 85 تا 98) اثمد کے لیے دیکھیے: (ص: 394، 395) اس میں بقول شیخ البانی رحمہ اللہ اثمد سرمے کے ذکر کے علاوہ باقی روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ۱۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِي بِالْكَيِّ (التحفة ۱۰)

باب: 10۔ داغ لگوانا ممنوع ہے

۲۰۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْكَيِّ. قَالَ: فَابْتُلِينَا فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا أَنْجَحْنَا.

[2049] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغ لگوانے سے منع فرمایا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بیماری میں مبتلا ہوئے تو ہم نے داغ لگوایا، پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور نہ بیماری سے نجات ملی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: نُهِينَا عَنِ الْكَيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب عبدالقدوس بن محمد کی سند سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں داغ لگوانے سے منع کیا گیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، عقبہ بن عامر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب تک داغنے کے سوا کسی اور طریقے سے علاج ممکن ہو تو داغنے کا طریقہ استعمال کرنا درست نہیں کیونکہ بیماری سے جو اذیت اور تکلیف مریض کو پہنچتی ہے وہ عام طور پر اس اذیت سے بہت کم ہوتی ہے جو داغنے سے مریض کے جسم کو پہنچتی ہے۔ لیکن اگر اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے اور علاج کی صرف یہی صورت رہ جائے تو پھر اس کی اجازت ہے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی، ص: 83، 85)

(المعجم ۱۱) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۱۱)

باب: 11۔ داغنے کی رخصت

۲۰۴۹۔ أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الكي، ح: ۳٤۹۰ من حديث الحسن به، ورواه مسلم وغيره من حديث حميد بن هلال عن مطرف عن عمران به مطولًا ٭ حديث همام عن قتادة: صحيح تابعه شعبة عن قتادة به ٭ وفي الباب عن ابن مسعود [عبدالرزاق، ح: ۱۹۵۱۷ والطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ۳۲۰]، وعقبة بن عامر [أحمد: ٤/ ۱٥٦]، وابن عباس [البخاري، ح: ٥٦١۰].

٢٠٥٠- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَى أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ.

[2050] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا اسعد بن زُرارہ کو جسم کے سرخ دانوں کے سبب داغ لگوایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيٍّ وَجَابِرٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابی اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: شوکہ: چہرے اور جسم پر سرخی کا پھیل جانا، سرخ بادہ، منہ اور چہرے پر نکلنے والی تکلیف دہ سرخ پھنسی۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ پچھنے یا سینگی لگوانا

٢٠٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدٰى وَعِشْرِينَ.

[2051] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پہلوئے گردن اور کندھوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے۔ آپ ﷺ چاند کی سترہ، انیس اور اکیس کو سینگی لگواتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: گردن کے جانبی (پہلو کے) حصوں پر پچھنا سر کی بیماریوں اور اس کے دوسرے اجزاء: چہرے، زبان، کان، آنکھ، ناک اور حلق کی بیماریوں کے لیے غیر معمولی طور پر مفید ہے، جبکہ یہ بیماریاں خون کی زیادتی یا فسادِ خون کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہوں۔ اور مونڈھوں کا، یعنی گردن کے زیریں حصہ (کاہل) کا پچھنا کندھے اور حلق کے درد کے لیے مفید ہے۔ (طب نبوی، ص: 95) پچھنے کا عمل چاند کے ماہ کامل ہونے کے بعد مہینے کے دوسرے نصف میں یا تیسری چوتھائی میں انتہائی مفید ہے۔ مہینے کے آغاز اور اس کی انتہا پر اس سے گریز کرنا چاہیے، الا یہ کہ اچانک کوئی تکلیف ہو جائے تو پھر ہر وقت جائز ہے، ابتدائے ماہ میں ہو

٢٠٥٠- أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٢ من حديث يزيد بن زريع به وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ٣٤٩٢ وغيره * وفي الباب عن أبي بن كعب [أحمد: ٥/ ١١٥]، وجابر [مسلم، ح: ٢٢٠٧].

٢٠٥١- أخرجه أبو داود، الطب، باب: في موضع الحجامة، ح: ٣٨٦٠ وابن ماجه، ح: ٣٤٨٣ من حديث جرير بن حازم به * وفي الباب عن ابن عباس [يأتي: ٢٠٥٣]، ومعقل بن يسار [ابن عدي: ٣/ ١١٤٨ ومن طريقه ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢١٤].

یا انتہا میں۔ (طب نبوی، ص:95)

٢٠٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ -، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ: «أَنَّهُ لَمْ يَمُرَّ عَلَى مَلَإٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوهُ: أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ».

[2052] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسراء والی رات کے بارے میں بتایا کہ آپ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرے تو انھوں نے آپ کو یہی مشورہ دیا کہ آپ اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: حجامت (پچھنے) کے لیے وقت، مقام، عمر اور مزاج کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ گرم علاقہ، گرم موسم اور گرم مزاج لوگوں کا جب خون پوری طرح پختہ ہو جائے تو پھر سینگی لگوانا مفید ہوتا ہے۔ (طب نبوی، ص:88)

٢٠٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ: كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُونَ، فَكَانَ اثْنَانِ [مِنْهُمْ] يُغِلَّانِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ، وَوَاحِدٌ يَحْجِمُهُ وَيَحْجِمُ أَهْلَهُ. قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ يَذْهَبُ بِالدَّمِ، وَيُخِفُّ الصُّلْبَ، وَيَجْلُو عَنِ الْبَصَرِ». وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَيْثُ عُرِجَ بِهِ مَا مَرَّ عَلَى مَلَإٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ. وَقَالَ: «إِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُونَ فِيهِ يَوْمُ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَيَوْمُ تِسْعَ عَشْرَةَ، وَيَوْمُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ». وَقَالَ: «إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ، وَاللَّدُودُ، وَالْحِجَامَةُ،

[2053] عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تین غلام سینگی لگانے کا کام جانتے تھے۔ ان میں سے دو ان کے لیے اور ان کے گھر والوں کے لیے آمدنی لاتے تھے، یعنی مزدوری حاصل کر کے لاتے تھے اور ایک انھیں اور ان کے گھر والوں کو پچھنے لگاتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہت اچھا غلام ہے پچھنے لگانے والا جو خون نکالتا ہے، پشت کو ہلکا کرتا ہے اور نظر کو جلا اور روشنی بخشتا ہے۔'' اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب معراج کرایا گیا تو آپ فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو یہی کہتا، سینگی لگوانے کو اختیار کریں۔ اور فرمایا: ''بلاشبہ تمھارے لیے سینگی لگوانے کا بہترین دن چاند کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ ہے۔'' اور آپ نے

٢٠٥٢ـ أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٤٧٧ وغيره من حديث ابن عباس، انظر التنصيل في الصحيحة للألباني، حديث: ٢٢٦٣.

٢٠٥٣ـ [ضعيف بهذا التمام إلا القول عن الحجامة فهو ثابت] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٤٧٨، من حديث عباد به، الحديث الأول فقط وتقدم: ٢٠٤٧ ※ وفي الباب عن عائشة [أبو داود، ح: ٣٤٨، ٣١٦٠ وأحمد: ٦/ ١٥٢].

وَالْمَشِيُّ »، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَدَّهُ الْعَبَّاسُ وَأَصْحَابُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَدَّنِي »؟ فَكُلُّهُمْ أَمْسَكُوا فَقَالَ: «لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِمَّنْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ» قَالَ النَّضْرُ: اللَّدُودُ: الْوَجُورُ.

فرمایا: ''تمھارے لیے علاج معالجے کا بہترین طریقہ ناک سے دوا چڑھانا، منہ کے ایک طرف سے دوا ڈالنا، پچھنے لگوانا اور پیٹ سے زائد مواد نکلوانا (اسہال) ہے۔ (بقول بعض صبح کی سیر مراد ہے۔) اور رسول اللہ ﷺ کو عباس اور ان کے ساتھیوں نے منہ سے دوا پلائی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''مجھے منہ سے دوا کس نے پلائی ہے؟'' تو سب حضرات خاموش رہے، اس پر آپ نے فرمایا: ''گھر میں موجود ہر فرد کو منہ سے دوا پلائی جائے سوائے میرے چچا عباس کے۔'' نضر بن شمیل کہتے ہیں: لَدُود، وَجُور کو کہتے ہیں، یعنی منہ سے دوائی پلانا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبَّادِ ابْنِ مَنْصُورٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں یہ صرف عباد بن منصور کی روایت سے آئی ہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّدَاوِي بِالْحِنَّاءِ (التحفة ١٣)

باب: 13۔ مہندی سے علاج

٢٠٥٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ: أَخْبَرَنَا فَائِدٌ مَوْلًى لِآلِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ جَدَّتِهِ [سَلْمٰى]، وَكَانَتْ تَخْدِمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ قُرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ إِلَّا أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ.

[2054] نبی ﷺ کی خادمہ سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جس وقت کوئی زخم لگتا یا چوٹ لگ جاتی تو آپ مجھے اس پر مہندی رکھنے کا حکم دیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ فَائِدٍ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ [هٰذَا

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف فائد کی حدیث کی صورت

٢٠٥٤ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٨٥٨، وابن ماجه، ح: ٣٥٠٢ من حديث فائد به ☆ انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٠٥٩ حديث زيد بن حباب: أخرجه ابن ماجه.

الْحَدِيثَ] عَنْ فَائِدٍ وَّقَالَ: عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى. وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَلِيٍّ أَصَحُّ [وَيُقَالُ: سُلْمٰى]. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ فَائِدٍ مَوْلٰى عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

میں آئی ہے۔ بعض نے یہ حدیث علی بن عبیداللہ کے بجائے عبیداللہ بن علی سے بیان کی ہے اور صحیح یہی ہے۔ سَلمی کو سُلمی بھی کہا گیا ہے۔ (سین کی پیش سے)۔ امام صاحب اپنے استاد محمد بن علاء کی سند سے سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مہندی سرد اور خشک ہے، اس لیے زخم اور چوٹ کی سوزش اور درد کو روکتی اور زخم کو مندمل اور خشک کرتی ہے۔ تفصیل کے دیکھیے: (طب نبوی، ص: 133 تا 134)

(المعجم ۱۴) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّقْيَةِ (التحفة ۱۴)

باب: 14۔ جھاڑ پھونک مکروہ ہے

۲۰۵۵- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اكْتَوٰى أَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ».

[2055] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے داغ لگوایا یا دم کرایا تو وہ توکل سے بری ہو گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے غیر شرعی شرکیہ دم جھاڑ مراد ہے۔ مسنون اذکار و تعوذات سے دم کرنا بالکل بجا ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ ② ظاہری اسباب کا اپنانا خلاف توکل نہیں ہوتا کیونکہ اسباب اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے ہیں، لیکن بعض اسباب یقینی اور قطعی نہیں ہوتے اور نہ عمومی ہی ہوتے ہیں، انھیں اپنانا اور ان پر اعتماد کرنا توکل کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات، اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ سے منقول معوذات سے دم کسی طرح بھی خلاف توکل نہیں۔ ایسے کلمات جو شرکیہ ہوں یا جن کے معانی اور مطالب کا علم نہ ہو، ان سے مکمل گریز کرنا ضروری ہے۔

۲۰۵۵۔ أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الكي، ح: ۳٤۸۹ من حديث مجاهد به * وفي الباب عن ابن مسعود [أحمد: ۱/ ۳۹۰، ٤۰٦، ٤۲۳، ٤۲٦ وأبو داود، ح: ۳۸٦٦ وابن ماجه، ح: ۳٤۸۹]، وابن عباس [يأتي: ۲٤٤٦]، وعمران بن حصين [مسلم، ح: ۲۱۸].

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٥)

باب:15۔ دم جھاڑ کی رخصت

٢٠٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ، وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ.

[2056] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہریلی چیز کے ڈسنے، نظر بد اور پھنسیوں سے دم کی رخصت دی ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَطَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، وَعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، وَأَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ.

امام صاحب اپنے استاد محمود بن غیلان کی سند سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زہریلی چیز کے ڈسنے اور پھنسیوں سے دم کرنے کی رخصت دی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور یہ روایت میرے نزدیک پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا بریدہ، عمران بن حصین، جابر، سیدہ عائشہ، سیدنا طلق بن علی، عمرو بن حزم اور ابوخزامہ کی اپنے باپ سے روایات آئی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

لغوی تشریح: حُمَة: زہریلی چیز کا ڈسنا۔ عَيْن: نظر بد کا لگنا۔ نَمْلَةٌ: پہلو پر نکلنے والی پھنسیاں۔

فائدہ: ہر بیماری کا آسان دم سورۂ فاتحہ، مُعَوِّذَتَيْن، آیت الکرسی اور درودِ ابراہیمی ہے۔

٢٠٥٧- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

[2057] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٢٠٥٦_ أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، ح: ٢١٩٦ من حديث يحيى بن آدم به ※ وفي الباب عن بريدة [مسلم، ح: ٢٢٠]، وعمران بن حصين [يأتي: ٢٠٥٧]، وجابر [مسلم، ح: ٢١٩٩]، وعائشة [البخاري، ح: ٥٧٤١ ومسلم، ح: ٢١٩٣ وابن ماجه، ح: ٣٥١٧ وغيرهم]، وطلق بن علي [أحمد: ٤/ ٢٣]، وعمرو بن حزم [ابن ماجه، ح: ٣٥١٩]، وأبي خزامة عن أبيه [يأتي: ٢٠٦٥، ٢١٤٨].

٢٠٥٧_ أخرجه أبو داود، الطب، باب: في تعليق التمائم، ح: ٣٨٨٤ من حديث حصين به ※ حديث حصين: أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٥١٣، ورواه مسلم، ح: ٢٢٠/ ٣٧٤ موقوفًا، حديث عمران بن حصين، رواه البخاري، ح: ٥٧٠٥ موقوفًا.

حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ بُرَيْدَةَ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ].

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نافع ترین اور انتہائی مفید دم نظر بد اور زہریلی چیز کے ڈسنے کا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام شعبہ یہ حدیث حصین کی سند سے عمران بن حصین کے بجائے سیدنا بریدہ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ مفید اور کامیاب دم نظر بد اور زہریلی چیز کے ڈسنے کا ہے اگرچہ دم اور بھی مختلف مواقع پر کیا جاتا ہے اور سب جائز ہیں بشرطیکہ آیات قرآنی اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے ہوں۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ

(التحفة ١٦)

باب: 16۔ سورۃ الناس اور سورۃ الفلق [مُعَوِّذَتَيْن] کے ساتھ دم کرنا

٢٠٥٨ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[2058] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنوں سے اور انسان کی نظر سے اللہ کی پناہ طلب فرماتے تھے حتی کہ اللہ کی پناہ دینے والی دو سورتیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ نازل ہو گئیں تب آپ نے انہیں اختیار کر لیا اور ان کے سوا باقی تعوذ چھوڑ دیے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ کے ساتھ ہر قسم کی تکلیف دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے، اس لیے یہ انتہائی جامع استعاذہ ہے۔

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

(التحفة ١٧)

باب: 17۔ نظر سے دم

٢٠٥٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

[2059] سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ

٢٠٥٨ـ [حسن بالشواهد والمتابعات] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من عين الجان: ٨/ ٢٧١، ح: ٥٤٩٦ وابن ماجه، ح: ٣٥١١ من حديث الجريري به * وفي الباب عن أنس [لم أجده].

٢٠٥٩ـ أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من استرقى من العين، ح: ٣٥١٠ من حديث سفيان به، وتابعه أيوب كما قال المؤلف ◄◄

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ - وَهُوَ [أَبُو حَاتِمٍ] بْنُ عَامِرٍ -، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ».

کے رسول! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے تو کیا میں انھیں دم کر دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو وہ نظر ہوتی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَبُرَيْدَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمران بن حصین اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ روایت ایوب ایک دوسری سند سے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بیان کرتا ہے۔ امام صاحب کو ایوب کی روایت ان کے استاد حسن بن علی خلال نے اپنی سند سے سنائی ہے۔

فائدہ: نظر انتہائی مہلک اور خطرناک چیز ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اس کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے ازالے کے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی، ص: 230 تا 241) اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ اسے کوئی چیز اچھی لگے یا کسی کی تعریف وتوصیف کرے تو مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ یا صرف مَا شَاءَ اللهُ ضرور کہا کرے۔

(المعجم ١٨) بَابٌ: [كَيْفَ يُعَوَّذُ الصِّبْيَانُ] (التحفة ١٨)

باب: 18۔ بچوں کو دم کرنے کا طریقہ

٢٠٦٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَيَعْلٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُولُ: «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ».

[2060] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو (ان کلمات سے) دم کیا کرتے تھے، فرماتے: [أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] ''میں تم دونوں کو اللہ کے کامل التاثیر کلمات کے ساتھ ہر شیطان، زہریلی چیز اور ہر تکلیف دہ نظر سے اللہ کی پناہ میں دیتا

◄◄ رحمه الله، وللحديث طرق أخرى عند مسلم، ح: ٢١٨٨ وغيره ※ وفي الباب عن عمران بن حصين [تقدم: ٢٠٥٧]، وبريدة [مسلم، ح: ٢٢٠] ※ حديث عبدالرزاق: أخرجه النسائي في الكبرى كما في تحفة الأشراف، ح: ١٥٧٥٨ وتصحف في المطبوع: ٧٥٣٧.

٢٠٦٠ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (١٠)، ح: ٣٣٧١ من حديث منصور به.

وَيَقُولُ: «هٰكَذَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يُعَوِّذُ إِسْحَاقَ وَإِسْمَاعِيلَ [عَلَيْهِمُ السَّلَامُ]».

ہوں۔'' اور آپ فرماتے: ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی اسی طرح (انھی کلمات سے) سیدنا اسحاق اور اسماعیل علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔''

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حسن بن علی خلال کی سند سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: [اَلتَّامَّة] مکمل، ہر عیب ونقص سے پاک، آفات وبلیات سے تحفظ دینے والے۔ هَامَّة: اس کی جمع هَوَام ہے۔ انتہائی زہریلی چیز جو قتل کا باعث ہو۔ کیڑے مکوڑوں کو بھی هَوَام کہہ دیتے ہیں اگرچہ وہ قتل کا باعث نہیں بنتے۔ لَامَّة: تکلیف دہ۔

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَالْغُسْلُ لَهَا (التحفة ١٩)

باب: 19۔ نظر کے برحق ہونے اور اس کے لیے غسل کروانے کا بیان

٢٠٦١- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي حَيَّةُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا شَيْءَ فِي الْهَامِ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ».

[2061] سیدنا حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ہام کی کوئی حقیقت نہیں اور نظر لگنا برحق ہے۔''

٢٠٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ: أَخْبَرَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ

[2062] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آ سکتی تو نظر اس پر غالب آ جاتی۔ اور جب تمھیں نہانے کے لیے کہا جائے تو تم غسل کرو۔''

٢٠٦١- [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني: ٤/ ٣١، ح: ٣٥٦٢ من حديث يحيى بن كثير، وأحمد: ٤/ ٦٧ من حديث علي بن المبارك به وله شاهد عند الطبراني: ٨/ ١٩٢، ح: ٨٦٨٦ ومجمع الزوائد: ٥/ ١٠٦ * حية بن حابس وثقه ابن حبان وأخرج حديثه ابن خزيمة وروى عنه يحيى بن أبي كثير وهو لا يروي إلا عن ثقة عنده، وذكره بعضهم في الصحابة والصواب أنه تابعي حسن الحديث على الأقل. وفصّل الكلام عليه الشيخ الألباني في الصحيحة، حديث: ٢٩٤٩ فليراجعه.

٢٠٦٢- أخرجه مسلم، السلام، باب الطب والمرض والرقي، ح: ٢١٨٨ من حديث وهيب به * وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ٢٢٢].

الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَهٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ [غَرِيبٌ] وَحَدِيثُ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ لَا يَذْكُرَانِ فِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور حیہ بن حابس کی حدیث (اپنے باپ سے) غریب ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر کا ایک شاگرد شیبان اس حدیث کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لیکن علی بن مبارک اور حرب بن شداد، حابس کے بعد ابوہریرہ کا تذکرہ نہیں کرتے۔

فوائد و مسائل: ① جاہلیت میں یہ بات معروف تھی کہ اُلو جس گھر پر آ کر بیٹھتا ہے تو وہاں سے کسی کی لاش نکلتی ہے، یعنی کسی کی موت واقع ہوتی ہے یا مقتول کی روح کھوپڑی کی صورت میں اڑتی پھرتی ہے اور جب تک اس کا بدلہ نہ لیا جائے وہ پکارتی رہتی ہے: [إِسْقُونِ، إِسْقُونِ] مجھے پلاؤ، مجھے پلاؤ" یعنی قاتل کا خون۔ اس کو ہام کہا جاتا تھا۔ اسلام نے اس نظریے کی تردید کی اور اسے باطل قرار دیتے ہوئے بتایا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ② نظر کا لگ جانا برحق امر ہے جس کا انکار حقیقت واقعی کا انکار ہے، لیکن اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ جس کی نظر لگنے کا گمان ہو اس سے غسل یا وضو کروایا جائے جس میں پاؤں گھٹنوں تک اور زیر جامہ حصے کو بھی برتن میں دھویا جائے اور پھر پورا پانی ایک ہی بار، جسے نظر لگی ہے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پچھلے حصے اور پشت پر بہا دیا جائے۔ (تحفة الأحوذي: 6/187-188)

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّعْوِيذِ (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ دم کرنے کی اجرت لینا

٢٠٦٣ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَأَلْنَاهُمُ الْقِرَى فَلَمْ يَقْرُونَا، فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا: هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا، وَلٰكِنْ لَا أَرْقِيهِ حَتّٰى تُعْطُونَا غَنَمًا، قَالُوا: فَإِنَّا نُعْطِيكُمْ ثَلَاثِينَ شَاةً فَقَبِلْنَا،

[2063] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دستے میں بھیجا۔ ہم نے ایک قوم کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان سے مہمان نوازی کی خواہش کی تو انھوں نے ہماری ضیافت نہ کی۔ پھر ان کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا تم میں کوئی بچھو کا دم کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میں دم کرتا ہوں، لیکن میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم

٢٠٦٣ـ أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب أجر الراقي، ح: ٢١٥٦ من حديث أبي معاوية الضرير به وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٢٢٧٦ ومسلم، ح: ٢٢٠١ من حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، انظر الحديث الآتي.

فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدَ [لِلّٰهِ] سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ. قَالَ: فَعَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا: لَا تَعْجَلُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَيْهِ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي صَنَعْتُ، قَالَ: «وَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اقْبِضُوا الْغَنَمَ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».

ہمیں کچھ بکریاں نہ دو۔ انھوں نے کہا: ہم تمھیں تیس بکریاں دیں گے۔ ہم نے ان کی پیشکش قبول کر لی۔ میں نے اس پر سورۂ الحمدللہ سات دفعہ پڑھی جس سے وہ تندرست ہوگیا اور ہم نے بکریاں قبضے میں لے لیں۔ اس پر ہمارے دلوں میں ایک قسم کا اندیشہ ہوا، سو ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ ان کی تقسیم میں جلدی نہ کرو، حتی کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤ۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو میں نے آپ کو وہ کچھ بتا دیا جو میں نے کیا تھا۔ اس پر آپ نے پوچھا: ”تمھیں کیسے پتا چلا کہ یہ سورت دم ہے؟ بکریاں قبضے میں رکھو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو نَضْرَةَ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ. وَرَخَّصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلٰى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَجْرًا، وَيَرٰى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلٰى ذٰلِكَ، وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. [وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ وَهُوَ أَبُو بِشْرٍ]. وَرَوٰى شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ [وَهِشَامٌ] وَغَيْرُ وَاحِدٍ [عَنْ أَبِي بِشْرٍ]، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابونضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ امام شافعی نے معلم (استاد) کو قرآن کی تعلیم دینے کی اجرت لینے کی اجازت دی ہے اور اس کو اس پر شرط طے کرنے کی اجازت بھی دی ہے اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ اور جعفر بن ایاس سے مراد جعفر بن ابی وحشیہ ہے۔ اس کو ابو بشر بھی کہتے ہیں۔ شعبہ، ابوعوانہ، ہشام اور بہت سے راویوں نے یہ حدیث ابو بشر کی سند سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① سورۂ فاتحہ کو رسول اللہ ﷺ نے سورۂ شفا کا نام دیا ہے بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے آپ کو شفا قرار دیا ہے اور سورۂ فاتحہ تو قرآن مجید کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ فاتحہ کے اسرار و رموز کے لیے دیکھیے: (طب نبوی، ص: 252 تا 256، زاد المعاد: 162/4-166) ② قرآن مجید کے دم پر اجرت لینا ائمۂ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ یہ اجرت قرآن پڑھنے کی نہیں بلکہ کسی فرد کے لیے اپنا وقت مخصوص کرنے کی ہے، لہٰذا امام شافعی، مالک اور احمد ؒ کے نزدیک تعلیم قرآن پر بھی اجرت لی جاسکتی ہے کیونکہ رقیہ (دم) کے مقابلے میں تعلیم قرآن پر محنت و مشقت زیادہ کرنی پڑتی ہے اور وقت بھی زیادہ صرف کرنا پڑتا ہے اور اس کا اہتمام بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ اجرت اپنی محنت و مشقت اور وقت کی پابندی اور اہتمام کی ہے، قرآن کی اجرت نہیں ہے۔ جس طرح اس کی طباعت و کتابت کا معاوضہ وصول کرنا بالاتفاق جائز ہے کیونکہ وہ قرآن کی اجرت نہیں بلکہ کاغذ، لکھائی اور چھپائی کی اجرت ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تعلیم قرآن کی اجرت جائز نہیں لیکن متاخرین (بعد والے)

احناف نے اس کی رخصت دے دی ہے۔ مولانا تقی عثمانی نے احناف کا وہی موقف بتلایا ہے جو امام احمد کا ہے اور مغنی ابن قدامہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تكملة فتح الملهم: 230/4، 231 وتحفة الأحوذي: 6/190-191)

٢٠٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِحَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَاشْتَكَى سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا: هَلْ عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ؟ قُلْنَا: نَعَمْ وَلٰكِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا عَلَى ذٰلِكَ قَطِيعًا مِّنْ غَنَمٍ، قَالَ: فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنَّا يَقْرَأُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ، فَلَمَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟» وَلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِّنْهُ، وَقَالَ: «كُلُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».

[2064] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے تو انھوں نے ان کی مہمان نوازی اور ضیافت نہ کی۔ پھر ان کا سردار بیمار ہو گیا تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا تمھارے پاس کوئی دوا (علاج) ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی اور نہ ہماری ضیافت کی ہے، اس لیے ہم علاج نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم ہمارے ساتھ مزدوری طے کرو۔ انھوں نے اس پر بکریوں کا ایک ریوڑ طے کر دیا تو ہم میں سے ایک شخص مریض پر فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) پڑھنے لگا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ آپ نے پوچھا: ''تجھے کیسے پتا چلا یہ دم ہے؟'' اور اس سے منع کرنے کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا: ''کھاؤ اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھ لو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ. وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. وَجَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ هُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي وَحْشِيَّةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ اوپر والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ بہت سے راویوں نے ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے یہ حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ اور جعفر بن ایاس ہی جعفر بن ابی وحشیہ ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے اپنا حصہ رکھنے کی ہدایت اس لیے فرمائی تا کہ ان کی تسلی و تشفی ہو جائے اور ان کے دلوں میں کسی قسم کا خلجان اور کھٹکا نہ رہے۔ تعلیم قرآن پر اجرت کے جواز اور عدم جواز کے قائلین اور دلائل کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغنی ابن قدامہ: 136/8 تا 140، اور تفسیر سورۃ الفاتحہ از حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ دار السلام)۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى وَالْأَدْوِيَةِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ دم اور دوائیں

٢٠٦٤_ أخرجه البخاري، الطب، باب الرقى بفاتحة الكتاب، ح: ٥٧٣٦ ومسلم، ح: ٢٢٠١/ ٦٥ من حديث شعبة به

٢٠٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا، وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهِ، وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا ؟ قَالَ: «هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ».

[2065] ابوخزامہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بتایئے ہم جو دم جھاڑ کرتے ہیں اور دوائیں جن سے ہم علاج کرتے ہیں اور پرہیز جس کے ذریعے سے ہم بچاؤ کرتے ہیں، کیا یہ اللہ کی تقدیر کو لوٹاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ [وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ [وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي خِزَامَةَ] وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ ابْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ [عَنْ أَبِيهِ] وَهٰذَا أَصَحُّ، وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي خِزَامَةَ [عَنْ أَبِيهِ] غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سعید بن عبدالرحمن کی سند سے ابن ابی خزامہ کے باپ سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن عیینہ سے دونوں روایتیں بیان کی گئی ہیں۔ بعض راویوں نے عَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ کہا ہے اور بعض نے عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ کہا ہے اور بعض نے عن أبي خزامة کہا ہے۔ ابن عیینہ کے علاوہ دوسرے راوی نے یہ حدیث زہری سے بیان کی ہے۔ اس میں عَنْ أَبِي خِزَامَةَ عَنْ أَبِيهِ کہا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ہمارے علم میں ابوخزامہ کی اپنے باپ سے اس کے سوا کوئی حدیث نہیں ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَمْأَةِ وَالْعَجْوَةِ (التحفة ٢٢)

باب:22۔ کھنبی اور عجوہ کھجور

٢٠٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ [أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيُّ - وَهُوَ] ابْنُ أَبِي السَّفَرِ - وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

[2066] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عجوہ کھجور جنت کا پھل اور زہر کا تریاق اور علاج ہے۔ اور کھنبی مَن سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے

٢٠٦٥ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاءً، ح: ٣٤٣٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وسيأتي: ٢١٤٨ وللحديث طرق أخرى عند الحاكم: ١/ ٣٢ وغيره، ابن أبي خزامة مجهول الحال وثقه الترمذي وحده.
٢٠٦٦ـ انظر، ح: ٢٠٦٨ ❊ وفي الباب عن سعيد بن زيد [يأتي: ٢٠٦٧]، وأبي سعيد [ابن ماجه، ح: ٣٤٥٣]، وجابر [ابن ماجه، ح: ٣٤٥٣].

عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَفِيهَا شِفَاءٌ مِّنَ السُّمِّ، وَالْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ».

لیے شفا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ [وَهُوَ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَ] لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو إِلَّا مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا سعید بن زید، ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے محمد بن عمرو سے صرف سعید بن عامر بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① کھمبی ایک خودرو چیز ہے۔ اس کے چھتری دار ہونے کی وجہ سے اسے کَمْأَة کہتے ہیں۔ یہ عام طور پر موسم بہار میں ہوتی ہے۔ عمدہ قسم کی کھمبی وہ ہوتی ہے جو ریتلی زمین میں ہو، جہاں پانی کم ہو۔ عرب کی زمین میں اس کی پیداوار زیادہ ہے۔ اسے کچا اور پکا کر دونوں طرح کھایا جاتا ہے۔ [مِنَ الْمَنِّ] کے بارے میں تین قول ہیں: ٭ یہ اس مَن کا حصہ ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا، یعنی جس طرح وہ محنت و مشقت کے بغیر ملتا تھا، اسی طرح اس کے لیے بھی محنت و مشقت برداشت نہیں کرنی پڑتی کیونکہ یہ خودرو ہے۔ ٭ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے بندوں پر کیا ہے۔ اس کے لیے محنت نہیں کرنی پڑتی۔ ٭ بنی اسرائیل پر نازل ہونے والا کھانا صرف ایک قسم کا نہ تھا بلکہ کئی قسم کی نباتات کی صورت میں بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہو جاتا تھا۔ ② اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں: ٭ اس کا پانی آنکھ میں استعمال کی جانے والی دواؤں میں ملا لیا جائے، خالی اسے استعمال نہ کیا جائے۔ ٭ اس کے خالص پانی کو نچوڑ کر پکا لیا جائے، پھر اسے آنکھ میں لگایا جائے۔ بعض نے اس کے پانی سے مراد بارش کا پہلا قطرہ لیا ہے، یہ درست نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (طب نبوی اردو، ص: 491 تا 498_2) ③ عجوہ مدینے کی کھجور ہے جو حجازی کھجوروں میں سب سے عمدہ اور مفید ترین ہے۔ انتہائی اعلیٰ قسم کی ہونے کی وجہ سے انتہائی لذیذ اور مزے دار ہے۔ جسم اور قوت کے لیے موزوں ہے۔ کھجور کے بارے میں تفصیلات کے لیے دیکھیے: (طب نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی)

٢٠٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

[2067] سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "کھمبی مَن سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔"

٢٠٦٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضل الكمأة، ومداواة العين بها، ح:٢٠٤٩ عن محمد بن المثنى، والبخاري، ح:٥٧٠٨ من حديث شعبة به.

حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سے کھمبی اور عجوہ کھجور کی شفا بخش تاثیر کا اثبات ہوتا ہے، اگر اللہ کا حکم ساتھ مل جائے کیونکہ اصل شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

٢٠٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ، وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ».

[2068] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ نے عرض کیا: کھمبی زمین کی چیچک ہے، یعنی زمین کا فضلہ ہے جو اس نے باہر نکال دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی مَن کا حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے اور عجوہ جنتی پھل ہے اور یہ زہر سے شفا بخش ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٠٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُؤٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ فَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِي قَارُورَةٍ فَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِي فَبَرَأَتْ.

[2069] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں اور انھیں نچوڑا اور ان کا یہ پانی ایک شیشی میں ڈال لیا۔ اور اسے اپنی ایک لونڈی کی آنکھوں میں ڈالا تو وہ صحت یاب ہوگئی۔

٢٠٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: الشُّونِيزُ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ. قَالَ قَتَادَةُ: يَأْخُذُ كُلَّ يَوْمٍ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ حَبَّةً فَيَجْعَلُهُنَّ فِي خِرْقَةٍ فَيَنْقَعُهُ فَيَسْتَعِطُ بِهِ كُلَّ يَوْمٍ فِي مَنْخَرِهِ الْأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَالْأَيْسَرِ قَطْرَةً، وَالثَّانِي فِي الْأَيْسَرِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْمَنِ قَطْرَةً، وَالثَّالِثُ فِي

[2070] قتادہ بیان کرتے ہیں، مجھے بتایا گیا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شونیز (کلونجی) موت کے سوا ہر بیماری کی دوا ہے۔ قتادہ بیان کرتے ہیں: ہر دن اکیس دانے لے اور انھیں ایک کپڑے کے ٹکڑے میں رکھے اور اسے بھگو دے اور ہر روز اس کے دو قطرے ناک کے دائیں نتھنے میں ڈالے اور ایک قطرہ بائیں نتھنے میں ڈالے۔ دوسرے دن بائیں میں دو قطرے اور دائیں میں

٢٠٦٨۔[صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٤٥٥ من حديث شهر بن حوشب به وهو حسن الحديث.
٢٠٦٩۔[ضعيف لانقطاعه].
٢٠٧٠۔[صحيح مرفوعًا دون قول قتادة]* قول قتادة صحيح عنه ولباقي الحديث شواهد صحيحة.

الْأَيْمَنِ قَطْرَتَيْنِ وَفِي الْأَيْسَرِ قَطْرَةً.

ایک قطرہ ڈالے۔ تیسرے دن دائیں میں دو قطرے اور بائیں میں ایک قطرہ ڈالے۔

فائدہ: ''کلونجی موت کے سوا ہر مرض کی دوا ہے'' والا حصہ مرفوعاً صحیح ثابت ہے اور امام قتادہ رحمہ اللہ نے شونیز کے استعمال کا جو طریقہ بتایا ہے، اس کی تائید ایک مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کی طرف امام ترمذی نے بَابُ حَبَّةِ السَّوْدَاءِ کے ضمن میں اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 198/6)

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ الْكَاهِنِ (التحفة ٢٢)

باب: 23۔ کاہن کی مزدوری

٢٠٧١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

[2071] سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی وضاحت بَابُ كَرَاهِيَةِ مَهْرِ الْبَغِيِّ اور بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّعْلِيقِ (التحفة ٢٤)

باب: 24۔ تعویذ لٹکانا ناپسندیدہ ہے

٢٠٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدُّويَهْ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ [بْنُ مُوسٰى] عَنْ [مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى - قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ أَبِي مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ أَعُودُهُ وَبِهِ حُمْرَةٌ، فَقُلْتُ: أَلَا تُعَلِّقُ شَيْئًا؟ قَالَ: الْمَوْتُ أَقْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ».

[2072] عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو معبد عبداللہ بن عُکیم جہنی کی خدمت میں ان کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوا۔ ان کے چہرے اور جسم پر سرخ دانے تھے۔ میں نے کہا: آپ تعویذ کیوں نہیں لٹکاتے؟ انھوں نے کہا: موت اس سے زیادہ قریب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی چیز لٹکائی، وہ اس کے حوالے کر دیا گیا۔''

٢٠٧١- أخرجه البخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ٥٧٦١ ومسلم، ح: ١٥٦٧ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٢٠٧٢- [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢١٦ من حديث عبيدالله بن موسى، وأحمد: ٤/ ٣١٠ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى به وهو ضعيف وللحديث شاهد عند النسائي: ٧/ ١١٢، ح: ٤٠٨٤ ※ وفي الباب عن عقبة بن عامر [أحمد: ٤/ ١٥٤].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَحَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ [مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ] ابْنِ أَبِي لَيْلٰى [وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُكَيْمٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ]. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم یہ حدیث صرف محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی سند سے جانتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عکیم کو نبی ﷺ سے سماع حاصل نہیں ہے (سننے کا موقع نہیں ملا ہے۔) وہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھا۔ اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف لکھا۔ محمد بن بشار کی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: بعض اہلِ علم کے نزدیک وہ تعویذات جو آیات قرآنیہ، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات پر مشتمل ہوں، اگر انھیں بطور علاج استعمال کیا جائے، انھیں پڑھ کر دم کیا جائے یا لکھ دیا جائے یا گلے میں لٹکایا جائے لیکن یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس تعویذ میں شفا ہے، شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سمجھی جائے کہ اللہ کو منظور ہوگا تو فائدہ ہو جائے گا ورنہ نہیں، تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ دوا کے حکم میں ہے، لیکن سد ذریعہ کے طور پر اس سے بچنا افضل ہے کیونکہ توکل کا بلند ترین درجہ یہی ہے کہ جو سبب یقینی اور قطعی نہیں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ نہیں ہے، اس سے بچا جائے۔ نیز اس طریقے کو مسنون نہ سمجھے، ایک علاج ہی سمجھے۔ البتہ ان کلمات کا لٹکانا جائز نہیں جن کا دم کرنا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَبْرِيدِ الْحُمّٰى بِالْمَاءِ (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنا

٢٠٧٣۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحُمّٰى فَوْرٌ مِّنَ النَّارِ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ».

[2073] سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار آگ کا جوش ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَامْرَأَةِ الزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر، ابن عمر، ابن عباس، زبیر کی بیوی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

٢٠٧٣۔ أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢١٢ عن هناد، والبخاري، ح: ٥٧٢٦ من حديث أبي الأحوص به * وفي الباب عن أسماء بنت أبي بكر [يأتي: ٢٠٧٤م]، وابن عمر [البخاري، ح: ٣٢٦٤ ومسلم، ح: ٢٢٠٩]، وابن عباس [البخاري، ح: ٣٢٦١]، وامرأة الزبير [الحاكم: ٤/ ٤٠٣]، وعائشة [يأتي: ٢٠٧٤].

فائدہ: بقول حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث کے مخاطب وہ علاقے ہیں جہاں عام طور پر یومیہ عارضی بخار ہوتا ہے جس میں سورج کی شدید حرارت کا دخل ہوتا ہے۔ اس صورت میں ٹھنڈا پانی پینا یا اس سے نہانا مفید ہوتا ہے کیونکہ بخار ایک غیر طبعی حرارت ہوتی ہے جو دل میں بھڑک اٹھتی ہے اور اس سے روح اور خون کے واسطے سے شریانوں اور رگوں میں آ کر تمام جسم میں سرایت کر جاتی ہے جس کی وجہ سے ایسا اشتعال ہوتا ہے جو طبعی افعال کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد: 30-23/4، طب نبوی اردو، ص: 50 تا 59، تحفة الأحوذي: 6/2002-204)

٢٠٧٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ».

[2074] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ ہے، سو اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

٢٠٧٤م- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

[2074]م ہارون بن اسحاق کی سند سے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا، وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں قدرے زیادہ تفصیل ہے اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔

فائدہ: بقول علامہ ہیثمی بخار دراصل وہ حرارت ہے جو جسم میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی اہم مرکزی عضو میں زہریلے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں یا کوئی اور سخت تکلیف ہوتی ہے جس سے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے اور اس کی مشینری میں ابتری آ جاتی ہے اور اس حرارت کا منبع وہ حرارت ہے جو جہنم سے پھیلتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (بینات ترجمہ مشکاۃ، ص: 201 تا 205)

(المعجم ٢٦) بَابُ [دُعَاءِ الْحُمّٰى وَالْأَوْجَاعِ كُلِّهَا] (التحفة ٢٦)

باب: 26- بخار اور تمام دردوں کی دعا

٢٠٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ

[2075] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ انھیں بخار اور ہر قسم کے درد کے لیے یہ دعا سکھاتے

٢٠٧٤- أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢١٠ من حديث عبدة، والبخاري، ح: ٥٧٢٥ من حديث هشام بن عروة به * حديث أسماء: أخرجه البخاري، ح: ٥٧٢٤ ومسلم، ح: ٢٢١١/ ٨٢ من حديث عبدة ابن سليمان عن هشام به.

٢٠٧٥- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب ما يعوذ به من الحمى، ح: ٣٥٢٦ عن محمد بن بشار به * إبراهيم ضعيف و "داود عن عكرمة: منكر".

عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِّنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْأَوْجَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَّقُولَ: «بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ، وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ».

تھے [بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيرِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.] ''اللہ بڑے کے نام سے، میں اللہ عظمت والے کی پناہ میں آتا ہوں ہر بھڑکنے والی رگ کے شر سے اور آگ کی حرارت کے شر سے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ. وَإِبْرَاهِيمُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ. وَيُرْوٰى: عِرْقٌ يَّعَّارٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کی روایت سے جانتے ہیں اور ابراہیم حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور عِرْقٌ يَّعَّارٌ بھی روایت کیا گیا ہے۔

لغوی تشریح: نَعَّار: خون کا بھڑکنا یا جوش مارنا۔ بعض نے يَعَّار کہا ہے، اس کے معنی ہیں: زوردار آواز۔ عِرْق کے معنی ہیں: رگ۔

(المعجم ۲۷) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ (التحفة ۲۷)

باب: 27۔ غِيلہ، یعنی دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنا

٢٠٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ بِنْتِ وَهْبٍ - وَهِيَ جُدَامَةُ - قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَدْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيَالِ فَإِذَا فَارِسُ وَالرُّومُ يَفْعَلُونَ وَلَا يَقْتُلُونَ أَوْلَادَهُمْ».

[2076] سیدہ جُدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میں نے غیال سے منع کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ فارسی اور رومی لوگ یہ عمل کرتے ہیں اور وہ اس سے اپنی اولاد کو قتل نہیں کرتے، یعنی انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ مَالِكٌ:

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت یزید سے روایت آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ ایک دوسری سند سے بھی اس کے ہم معنی بیان کی گئی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غیال کے معنی ہیں کہ

٢٠٧٦ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل، ح: ١٤٤٢ من حديث يحيى بن إسحاق به ﷺ وفي الباب عن أسماء بنت يزيد [أبو داود، ح: ٣٨٨١] ﷺ حديث مالك يأتي: بعده.

وَالْغِيَالُ أَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

آدمی اپنی بیوی سے ایام رضاعت میں صحبت کرے۔

فائدہ: غِیلَۃ، غِیَال اور غَیْل کے معنی عام اہل لغت یہ کرتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی سے ایام رضاعت میں تعلقات زن و شو قائم کرے۔ ابن سکیت کا خیال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عورت حمل کے دوران میں دودھ پلائے۔ (تحفة الأحوذي: 206/6، 207) اصل بات یہ ہے کہ شوہر جب ایام رضاعت کے دوران میں بیوی سے تعلقات قائم کرتا ہے تو اس سے حمل ٹھہر سکتا ہے اور حمل کی صورت میں دودھ میں خرابی اور بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے جو بچے کے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے، اس لیے یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے، البتہ عربوں میں اس سے پرہیز کیا جاتا تھا اور یہ بات ان میں مشہور و معروف تھی، اس لیے نبی ﷺ نے اس سے روکنا چاہا لیکن جب ایرانیوں اور رومیوں کو یہ عمل کرتے پایا تو آپ ﷺ نے اس سے منع نہ فرمایا۔

٢٠٧٧- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيلَةِ حَتّٰى ذُكِرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ».

[2077] سیدہ جُدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ غیلہ سے روک دوں، یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ ایرانی اور رومی یہ عمل کرتے ہیں اور یہ ان کی اولاد کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا۔''

قَالَ مَالِكٌ: وَالْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ. قَالَ عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غیلہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے جبکہ وہ دودھ پلانے والی ہوتی ہے۔ عیسیٰ بن احمد نے ایک اور سند سے بھی اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ (التحفة ٢٨)

باب:28۔ ذات الجنب (نمونیا) کا علاج

٢٠٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ

[2078] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٢٠٧٧ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة وهي وطيء المرضعة وكراهة العزل، ح: ١٤٤٢/ ١٤٠ من حديث مالك به، وهو في الموطإ: ٢/ ٦٠٧، ٦٠٨.

٢٠٧٨ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب دواء ذات الجنب، ح: ٣٤٦٧ من حديث أبي عبدالله ميمون به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره.

هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. قَالَ قَتَادَةُ: وَيَلُدُّ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي يَشْتَكِيهِ.

نبی ﷺ ذات الجنب کی بیماری کے لیے زیتون اور ورس بتایا کرتے تھے۔ قتادہ بیان کرتے ہیں: یہ دوا منہ میں اسی جانب سے ڈالی جائے جس طرف درد ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَبْدِ اللهِ اسْمُهُ مَيْمُونٌ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعبداللہ کا نام میمون ہے جو بصری شیخ ہے۔

٢٠٧٩ - حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُذْرِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي رَزِينٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ: حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَدَاوٰى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ.

[2079] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کا علاج قُسط بحری، یعنی عود ہندی اور زیتون سے کیا کریں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] صَحِيحٌ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَيْمُونٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ. وَقَدْ رَوٰى عَنْ مَيْمُونٍ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف میمون زید بن ارقم سے بیان کرتا ہے اور میمون سے بہت سے اہل علم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

وَذَاتُ الْجَنْبِ: يَعْنِي السِّلَّ.

اور ذات الجنب سے مراد سل (تپ دق) ہے۔

فائدہ: قسط بحری سے مراد عود ہندی ہے۔ ذات الجنب کی دو قسمیں ہیں: ٭ حقیقی، یہ گرم ورم جو پسلیوں میں اندرونی پردہ میں پیدا ہوتا ہے۔ ٭ غیر حقیقی، حقیقی سے ملتا جلتا درد ہے جو پسلی کے اردگرد ہوتا ہے جس کا سبب ریاح غلیظہ ہیں جو تکلیف دہ ہیں جو باریک جھلیوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کے جمع ہونے سے ایسا درد پیدا ہوتا ہے جو حقیقی کے مشابہ ہوتا ہے، لیکن یہ درد پھیلا ہوا ہوتا ہے جبکہ حقیقی میں درد چبھنے والا ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد: 4/74، 75، طب نبوی ص: 123، 124) تپ دق، ذات الجنب کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے، خود ذات الجنب نہیں ہے۔ مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(المعجم ٢٩) بَابٌ: [كَيْفَ يَدْفَعُ الْوَجَعَ عَنْ نَفْسِهِ] (التحفة ٢٩)

باب: 29۔ اپنے نفس سے درد کیسے دور کرے

٢٠٧٩۔ [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢٠٨٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيِّ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «امْسَحْ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ، مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ». قَالَ: فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ.

[2080] سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ مجھے شدید درد تھا، قریب تھا کہ مجھے ہلاک کر دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درد کی جگہ اپنا دایاں ہاتھ سات دفعہ پھیرو اور یہ پڑھو: [أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ] ''میں اللہ کی عزت، قدرت اور اقتدار و غلبے کی پناہ میں آتا ہوں، اس شر و تکلیف سے جو میں محسوس کرتا ہوں۔'' میں نے یہ عمل کیا جس سے اللہ نے میری تکلیف ختم کر دی، چنانچہ میں اپنے گھر والوں اور دوسروں کو ہمیشہ اسی دم کا مشورہ دیتا ہوں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں پہلے تین دفعہ بِسْمِ اللهِ پڑھ کر یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور أَجِدُ کے بعد أُحَاذِرُ (میں ڈرتا ہوں، خطرہ محسوس کرتا ہوں) کا اضافہ بھی ہے، نیز وَسُلْطَانِهِ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور مسلم کی اس روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ ہاتھ درد والی جگہ پر رکھا جائے۔ (صحیح مسلم، الطب، حدیث: 5737 (2202))

(المعجم ٣٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّنَا (التحفة ٣٠)

باب:30۔ سنا کا بیان

٢٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِينَ؟ قَالَتْ: بِالشُّبْرُمِ، قَالَ: «حَارٌّ جَارٌّ» قَالَتْ: ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ شِفَاءٌ مِّنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا».

[2081] سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تم کون سا مسہل استعمال کرتی ہو؟'' اس نے کہا: شبرم۔ ''آپ نے فرمایا: گرم اور بہت دست آور ہے۔'' پھر میں نے اسہال کے لیے سنا استعمال کرنا شروع کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں موت سے شفا ہوتی تو سنا میں ہوتی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب

٢٠٨٠ـ أخرجه أبو داود، الطب، باب: كيف الرقى، ح: ٣٨٩١ من حديث مالك وابن ماجه، ح: ٣٥٢٢ من حديث يزيد بن خصيفة، ومسلم، ح: ٢٢٠٢ من حديث نافع بن جبير به، والحديث في الموطأ: ٢/ ٩٤٢.

٢٠٨١ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، حديث: ٣٤٦١ وأحمد من حديث أسماء به ☆ عتبة بن عبدالله مجهول.

[يَعْنِي دَوَاءَ الْمَشِيِّ].

ہے اور اس (سنا) سے مراد دست آور دوا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اسے قول رسول نہ سمجھا جائے، البتہ طبی نقطۂ نظر سے اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ شبرم کا درخت چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے، انسانی قد کے برابر یا اس سے کچھ بڑا۔ اس کی دو سرخ شاخیں ہوتی ہیں جن پر سفیدی چڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ شاخوں کے سرے پر پتوں کا گچھا ہوتا ہے۔ اس کی کلیاں چھوٹی، زرد سفیدی مائل ہوتی ہیں۔ پھول جھڑ جاتے ہیں اور ان کی جگہ سلائی نما کونپلیں رہ جاتی ہیں جن میں بن کے پھل کی طرح چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں جن کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اور ان کی شاخوں پر سرخ چھال ہوتی ہے اور یہی چھلکے اور شاخوں کا دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ چوتھے درجے میں گرم خشک ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد: 301/4، طب نبوی، ص: 451، 452) * سنا ایک خودرو جھاڑی ہے جو حجاز مقدس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پتے دندانوں والے اور پودا ایک میٹر ہوتا ہے۔ یہ مسہل، یعنی دست آور ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: (طب نبوی اور جدید سائنس: 145/1، 158 زاد المعاد: 69/4 طب نبوی، ص: 115)

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي [التَّدَاوِي] بِالْعَسَلِ (التحفة ٣١)

باب: 31۔ شہد سے علاج کا بیان

٢٠٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ؟ فَقَالَ: «اسْقِهِ عَسَلًا»، فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْقِهِ عَسَلًا» قَالَ: فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ. اسْقِهِ عَسَلًا»، فَسَقَاهُ عَسَلًا فَبَرَأَ.

[2082] سیدنا ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرے بھائی کو دست آتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے اسے شہد پلایا، پھر آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے شہد پلایا ہے مگر اس کے دستوں (اسہال) میں اضافہ ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے اسے شہد پلایا، پھر آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے بلاشبہ اسے شہد پلایا ہے مگر اس سے اسہال میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا فرمان سچ ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اسے شہد پلا۔'' اس نے اسے شہد پلایا تو وہ صحت یاب ہو گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٠٨٢ـ أخرجه البخاري، الطب، باب دواء المبطون، ح: ٥٧١٦ ومسلم، ح: ٢٢١٧ عن محمد بن بشار به.

فائدہ: نبی ﷺ نے اسہال کے لیے شہد کا استعمال کرایا لیکن اس نے کم مقدار میں پلایا جو مرض کے خاتمے کے لیے کافی نہ تھا۔ آپ نے اس کے بھائی کی شکایت پر بار بار شہد پلانے کا حکم دیا تاکہ پیٹ میں جو فاسد مواد کثیر مقدار میں جمع ہو چکا تھا وہ خارج ہو جائے۔ مکمل طور پر فاسد مادہ خارج ہونے سے پہلے اسہال بند کرنا مکمل علاج نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے بھائی کا پیٹ تندرست ہو رہا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ میں تندرست نہیں ہو رہا، جھوٹ ہے کیونکہ جب دوا کی مقدار، بیماری کی مناسبت کی حد تک مکمل نہ ہو، بیماری ختم نہیں ہوتی۔ جب دوا کی مقدار، بیماری کی حد تک پہنچ گئی اور سارا فاسد مواد خارج ہو گیا تو مریض صحت یاب ہو گیا۔ شہد کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد: 30/4، 33 طب نبوی، ص: 60 تا 64 طب نبوی اور جدید سائنس: 159/1، 204)

(المعجم ٣٢) بَابُ [مَا يَقُولُ عِنْدَ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ] (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ بیمار پرسی کے وقت کون سی دعا پڑھے؟

٢٠٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمِنْهَالَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَعُودُ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ: أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إِلَّا عُوفِيَ».

[2083] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان بندہ کسی ایسے مریض کی عیادت (بیمار پرسی) کے لیے جائے جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو اور وہ سات دفعہ یہ کلمات پڑھے: [أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ] ”میں اللہ بلند شان والے، عرش عظیم کے مالک سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے“ تو اسے صحت یابی اور عافیت مل جاتی ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ صرف منہال بن عمرو کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے، صحت و سلامتی بھی وہی عطا کرتا ہے اور علاج معالجہ بھی اس کی مشیت و ارادے ہی سے کارگر ہوتا ہے، اس لیے صحت و عافیت کی درخواست اس عظیم ہستی سے کرنی چاہیے جس کی تمام کائنات پر فرماں روائی ہے۔

٢٠٨٣ـ أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة، ح:٣١٠٦ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان، ح:٧١٤ والحاكم: ١/ ٣٤٢، ٣٤٣، ٤/ ٢١٣ والذهبي وغيرهم * يزيد تابعه عبد ربه بن سعيد وغيره والمنهال وثقه الجمهور.

(المعجم ٣٣) بَابُ [كَيْفِيَّةِ تَبْرِيدِ الْحُمّٰى بِالْمَاءِ]

(التحفة ٣٣)

٢٠٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ الرِّبَاطِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا مَرْزُوقٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ الشَّامِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ - أَخْبَرَنَا ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمُ الْحُمّٰى، فَإِنَّ الْحُمّٰى قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ، فَلْيُطْفِهَا عَنْهُ بِالْمَاءِ فَلْيَسْتَنْقِعْ فِي نَهْرٍ جَارٍ فَلْيَسْتَقْبِلْ جِرْيَتَهُ فَيَقُولُ: بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، فَلْيَغْمِسْ فِيهِ ثَلَاثَ غَمَسَاتٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِي ثَلَاثٍ فَخَمْسٌ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٌ، فَإِنْ لَّمْ يَبْرَأْ فِي سَبْعٍ، فَتِسْعٌ، فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعًا بِإِذْنِ اللهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

فائدہ: بخار کے متعلق زاد المعاد دیکھیں: 23/4 تا 30

باب: 33۔ بخار کو ٹھنڈا کرنے کی کیفیت وصورت

[2084] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بخار ہو جائے تو چونکہ بخار آگ کا ایک ٹکڑا ہے، اس لیے وہ اسے پانی سے بجھائے۔ اس کے لیے وہ بہتی نہر میں اترے اور اپنا رخ پانی کے بہاؤ کی طرف کر کے، یعنی جدھر سے پانی آرہا ہے منہ ادھر کر کے کہے: [بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُولَكَ] ''اللہ کے نام سے، اے اللہ! اپنے بندے کو شفا بخش اور اپنے رسول کی تصدیق فرما۔'' یہ کام صبح کی نماز کے بعد، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کرے۔ اس میں تین دن تین غوطے لگائے۔ اگر تین دن میں آرام نہ آئے تو پانچ دن اور اگر پانچ دن میں تندرست نہ ہو تو سات دن، اگر سات دن میں افاقہ نہ ہو تو نو دن، کیونکہ اللہ کی توفیق سے نو دن سے بخار تجاوز نہیں کرے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ٣٤) بَابُ التَّدَاوِي بِالرَّمَادِ (التحفة ٣٤)

٢٠٨٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سُئِلَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَأَنَا أَسْمَعُ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي: كَانَ عَلِيٌّ يَأْتِي بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ

باب: 34۔ راکھ سے علاج کرنا

[2085] ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا جبکہ میں سن رہا تھا: (احد کے دن) رسول اللہ ﷺ کے زخم کا علاج کس چیز سے کیا گیا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے

٢٠٨٤ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨١ عن روح بن عبادة به ※ سعيد بن زرعة الحمصي الشامي مستور كما في التقريب.

٢٠٨٥ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، ح: ١٧٩٠ عن محمد بن أبي عمر، والبخاري، ح: ٢٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ، وَأُحْرِقَ لَهُ حَصِيرٌ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ.

والا کوئی فرد باقی نہیں رہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ (کے رخ انور) سے خون دھورہی تھیں۔ اس کے لیے ایک چٹائی جلائی گئی جس سے آپ کے زخم کو بھرا گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اگر زخم سے خون نکلنا بند نہ ہو بشرطیکہ زخم زیادہ گہرا نہ ہو، تو کھجور کے پتے، پٹ سن یا سوتی کپڑے کی راکھ سے خون رسنا بند ہو جاتا ہے کیونکہ وہ زخم کو خشک کرتی ہے۔

٢٠٨٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُوقَرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّمَا مَثَلُ الْمَرِيضِ إِذَا بَرَأَ وَصَحَّ كَالْبَرَدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَاءِ فِي صَفَائِهَا وَلَوْنِهَا».

[2086] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کی مثال جب اسے تندرستی اور صحت مل جائے، اپنی چمک، صفائی اور رنگ میں ایسے ہے جیسے کوئی اولا جو آسمان سے برسا ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم ایک مسلمان کے لیے بیماری کفارۂ سیئات (گناہوں کا کفارہ) بنتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ بیماری پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیماری کی حالت میں انسان توبہ و استغفار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور انابت کرتا ہے، اس لیے وہ بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے جس طرح آسمان سے برسنے والا ژالہ (اولا) بالکل صاف ستھرا ہوتا ہے۔

(المعجم ٣٥) بَابُ [تَطْيِيبِ نَفْسِ الْمَرِيضِ] (التحفة ٣٥)

باب:35۔ بیمار کے ساتھ خوش کن اور تسلی بخش باتیں کرنا

٢٠٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

[2087] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی اجل (موت) کے بارے میں اس کا غم و پریشانی دور کرو،

٢٠٨٦ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٥٣٤ من حديث علي بن حجر به وسنده ضعيف جدًّا، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢٠٠، ٢٠١، ونقل عن ابن حبان قال: "هذا حديث باطل، إنما هو قول الزهري لم يرفعه عن الزهري إلا الموقري" والموقري متروك كما في التقريب وغيره وللحديث طرق أخرى ضعيفة جدًّا.

٢٠٨٧ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض، ح: ١٤٣٨ من حديث عقبة بن خالد به ☆ موسى بن محمد: منكر الحديث كما في التقريب وغيره.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهُ».

کیونکہ اس سے کوئی ہونے والی چیز تو دور نہیں ہو سکے گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو جائے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم مریض کی عیادت اور بیمار پرسی کا مقصد اسے تسلی دینا اور ہمدردی کا اظہار کرنا ہے، اس لیے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ بیمار کو تسلی دیتے تھے۔ مریض سے ایسی باتیں کرنی چاہئیں جن سے اسے مسرت و شادمانی ہو، مثلاً: یہ کہے کہ کوئی حرج نہیں، یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ انسان کے لیے طہارت و پاکیزگی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں صحت و عافیت سے نوازے گا اور طویل عمر دے گا۔ اسی طرح اس پر دم کیا جائے اور اس کی صحت یابی کی دعا کی جائے، کیونکہ عمر تو اپنے وقت ہی پر پوری ہوتی ہے، اس کا وقت تو اٹل ہے، اس میں کمی بیشی کا امکان نہیں ہے، لیکن مریض کو ذہنی طور پر سکون حاصل ہوگا اور وہ مطمئن ہو جائے گا اور یہی مطلوب ہے۔

٢٠٨٨- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِّنْ وَعَكٍ كَانَ بِهِ، فَقَالَ: «أَبْشِرْ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: هِيَ نَارِي أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُذْنِبِ لِتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ».

[2088] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کی عیادت کی جسے بخار تھا، آپ نے فرمایا: "خوش ہو جا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: بخار میری آگ ہے جو میں اپنے گناہ گار بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ آگ (جہنم) سے اس کا حصہ بن جائے (اور وہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔)"

٢٠٨٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانُوا يَرْتَجُونَ الْحُمّٰى لَيْلَةً كَفَّارَةً لِّمَا نَقَصَ مِنَ الذُّنُوبِ.

[2089] حسن بیان کرتے ہیں (ہمارے دور کے لوگ) ایک رات کے بخار سے بھی گناہوں کی کمی، یعنی کفارے کی امید رکھتے ہیں۔ (گناہوں سے جو درجہ و مرتبہ کم ہوتا ہے، بخار سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔)

فائدہ: صحیح احادیث سے بیماری وغیرہ کا گناہوں کا کفارہ بننا ثابت ہے۔ مسلمان بندے کے لیے بیماری محض دکھ اور

٢٠٨٨- أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الحمى، ح: ٣٤٧٠ من حديث أبي أسامة به وصححه البوصيري والحاكم: ١/ ٣٤٥ والذهبي ※ عبدالرحمن هو ابن يزيد بن تميم كما في تفسير ابن جرير: ١٦/ ٨٣، ٨٤ وابن السني، ح: ٥٤٢ من رواية الشاميين عنه. وله شاهد حسن عند البخاري في التاريخ الكبير (٧/ ٦٣).

٢٠٨٩- [صحيح مقطوع].

مصیبت نہیں بلکہ ایک اعتبار سے وہ رحمت ہے کیونکہ اس سے اس کے گناہوں کی تطہیر ہوتی ہے اور گناہوں کے سبب جو درجے میں کمی ہوتی ہے، اس کا ازالہ ہو جاتا ہے اور جہنم کی آگ سے خلاصی اور نجات ملتی ہے۔ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٧) أَبْوَابُ الْفَرَائِضِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٤)

رسول اللہ ﷺ سے منقول وراثت کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ (التحفة ١)

باب: 1- ترکے کے حق دار صرف میت کے وارث ہو سکتے ہیں

٢٠٩٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ ضِيَاعًا فَإِلَيَّ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَطْوَلَ مِنْ هٰذَا وَأَتَمَّ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ، وَمَعْنٰى قَوْلِهِ ضِيَاعًا يَعْنِي ضَائِعًا لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ فَأَنَا أَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِ.

[2090] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے چھوٹے بچے چھوڑے تو ان کا ذمہ دار میں ہوں۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام زہری اسے ابوسلمہ ہی کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سے زیادہ لمبی اور کامل بیان کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے میں سیدنا جابر اور انس رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ اور آپ ﷺ کے فرمان [ضِيَاعًا] کے معنی ہیں: ضائع ہونے والا، جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو (جس پر وہ گزارہ کر سکے) تو میں اس کی کفالت کروں گا اور اس پر خرچ کروں گا۔

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری حدیث: 2298 میں امام زہری کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: ”میں مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اس لیے جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے ذمے قرض ہے اور اس نے اس کی ادائیگی کے لیے ترکہ

٢٠٩٠- أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨٧ من حديث محمد بن عمرو به وأصله متفق عليه، والبخاري، ح: ٢٢٩٨ ومسلم، ح: ١٦١٩ من حديث الزهري عن أبي سلمة به ☆ وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ٨٦٧]، وأنس [أحمد: ٣/ ٢١٥].

نہیں چھوڑا تو وہ میرے ذمے ہے اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ اسلامی حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ محتاج اور ضرورت مند افراد کا ان کے مرنے کے بعد قرض ادا کرے اور ان کے اہل وعیال کی کفالت کرے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ (التحفة ٢)

باب:2۔علم وراثت حاصل کرنے کی اہمیت

٢٠٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ: حَدَّثَنِي عَوْفٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَإِنِّي مَقْبُوضٌ».

[2091] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرائض کا علم حاصل کرو اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میری روح (عنقریب) قبض کر لی جائے گی۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ اضْطِرَابٌ. وَرَوٰى أَبُو أُسَامَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَابِرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ [عَنْ عَوْفٍ بِهٰذَا نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ قَدْ ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اضطراب ہے، کیونکہ یہ حدیث ابو اسامہ بیان کرتے ہیں تو وہ عَنْ عَوْفٍ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بیان کرتے ہیں، یعنی اس حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت قرار دیتے ہیں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راوی محمد بن قاسم اسدی کو امام احمد بن حنبل اور دوسرے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

فائدہ: فرائض، فریضہ کی جمع ہے۔ چونکہ وارثوں کے حصے مقرر اور طے شدہ ہیں، اس لیے وراثت اور ترکے کے مسائل کو علم الفرائض سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم و تعلّم (سیکھنے سکھانے) کے لیے مختلف احادیث آئی ہیں لیکن سنداً ضعیف ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 222/6، 223) لیکن میت کے ترکے کی تقسیم ایک شرعی قانون اور ضابطہ ہے، اس لیے علم وراثت سیکھے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ اس کے بغیر ترکے کی صحیح شرعی تقسیم ممکن ہی نہیں۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْبَنَاتِ (التحفة ٣)

باب:3۔بیٹیوں کی وراثت کا بیان

٢٠٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ

[2092] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا

٢٠٩١ـ [ضعيف] ☆ محمد بن القاسم الأسدي كذبوه (تقريب) والفضل بن دلهم: لين ورمي بالاعتزال (أيضًا) وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ٢٧١٩ وغيره ☆ سليمان بن جابر وتلميذه: مجهولان كما في التقريب وغيره.

٢٠٩٢ـ أخرجه أبو داود، الفرائض، باب ما جاء في ميراث الصلب، ح: ٢٨٩١ وابن ماجه، ح: ٢٧٢٠ من حديث ابن عقيل به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٣٣، ٣٣٤ ووافقه الذهبي.

عَدِيٌّ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا، وَلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ. قَالَ: «يَقْضِي اللهُ فِي ذٰلِكَ». فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَمِّهِمَا فَقَالَ: «أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ».

سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو، جو سیدنا سعد سے تھیں، لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ جنگ اُحد میں آپ کے ساتھ شریک ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ مال نہیں چھوڑا اور ان دونوں کا ان کے مال کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔'' اس پر وراثت کی آیت اتری، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کو بلایا اور فرمایا: ''سعد کی دو بیٹیوں کو دو تہائی دو، ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تیرا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ. وَقَدْ رَوَاهُ شَرِيكٌ أَيْضًا عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہمارے علم میں یہ صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور اسے شریک بھی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہی سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: دور جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ اس اصول کے مطابق سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بھائی نے سارے مال پر قبضہ کر لیا، جس کے باعث ان کی بیٹیاں اور بیوہ مال سے محروم ہو گئیں۔ اس دور میں شادی میں مال بھی بنیادی کردار ادا کرتا تھا، اس لیے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بیوہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے شکایت کی کہ مال کے بغیر میں بیٹیوں کی شادی کیسے کر سکتی ہوں، اس پر سورۂ نساء کی آیتِ میراث نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دلوایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیٹیاں جس طرح دو سے زائد ہوں تو انھیں دو تہائی ملتا ہے، اسی طرح دو ہوں تو پھر بھی انھیں دو تہائی حصہ ملے گا۔ جمہور کا یہی موقف ہے۔ اور یہی درست ہے۔ (تحفة الأحوذي: 224/6، والمغني: 9/7، 10) ماں کو آٹھواں حصہ ملے گا کیونکہ اولاد کی موجودگی میں اس کا یہی حصہ ہے، مثلاً: ترکہ اگر چوبیس روپے ہو تو آٹھواں حصہ، یعنی تین روپے بیوہ کے اور دو تہائی، یعنی سولہ روپے دو بیٹیوں کے اور باقی 5 روپے چچا کے ہوں گے۔ (تحفة الأحوذي: 224/6)

(المعجم ۴) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ بِنْتِ الْابْنِ مَعَ بِنْتِ الصُّلْبِ (التحفة ۴)

باب: 4۔ حقیقی بیٹی کے ساتھ پوتی کا حصہ

٢٠٩٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى أَبِي مُوسٰى وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا، عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ، فَقَالَا: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِلْأُخْتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ مَا بَقِيَ. وَقَالَا لَهُ: انْطَلِقْ إِلٰى عَبْدِ اللهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا، فَأَتٰى عَبْدَ اللهِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا. قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيهَا كَمَا قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَلِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ.

[2093] ہزیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا ابوموسیٰ اور سلمان بن ربیعہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دونوں سے پوچھا: ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن میں وراثت کیسے تقسیم ہوگی؟ دونوں نے جواب دیا: آدھا ترکہ بیٹی کا اور باقی حقیقی بہن کو ملے گا۔ اور اس سے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود سے جا کر پوچھو، وہ بھی یقیناً ہماری موافقت کریں گے۔ وہ آدمی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے سامنے مسئلہ پیش کیا اور دونوں حضرات نے جو کچھ کہا تھا وہ بھی بتا دیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اگر میں ان کی موافقت کروں) یقیناً میں راہ راست سے ہٹ جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ ہوں گا۔ میں تو اس بارے میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ بیٹی کو آدھا ملے گا اور دو تہائی پورا کرنے کے لیے پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا اور جو بچ جائے گا وہ بہن کو ملے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو قَيْسٍ الْأَوْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ الْكُوفِيُّ. وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوقیس اَودی کا نام عبدالرحمن بن ثروان کوفی ہے۔ اور یہ حدیث شعبہ نے بھی ابوقیس سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اگر میت کی ایک ہی بیٹی ہو اور اس کے ساتھ ایک یا اس سے زائد پوتیاں ہوں تو بالاتفاق بیٹی کو آدھا ترکہ ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر بیٹی ایک ہے تو اسے نصف ملے گا۔'' (النسآء 4:11) اور ایک پوتی یا زائد ہوں تو بیٹیوں کا دو تہائی حصہ پورا کرنے کی خاطر چھٹا حصہ ان (پوتیوں) کو مل جائے گا۔ اور اگر پوتیوں کے ساتھ بھائی موجود ہوں تو پھر وہ عصبہ ہوں گی اور باقی نصف میں بھائی کے ساتھ شریک ہوں گی۔ اور وراثت لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے اصول کے مطابق تقسیم ہو گی۔ اور اگر ان کے ساتھ بھائی نہ ہوں تو پھر باقی تہائی بہن کو ملے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 7/12، 13) بھائی سے مراد عام ہے، حقیقی ہو یا چچازاد۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ (التحفة ٥)

باب: 5۔ حقیقی بھائیوں کی وراثت

٢٠٩٣- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الأخوات مع البنات عصبة، ح: ٦٧٤٢ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا وللحديث طرق أخرى عن أبي قيس الأودي.

٢٠٩٤- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء:١٢] وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَأَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَرِثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ، الرَّجُلُ يَرِثُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ أَخِيهِ لِأَبِيهِ.

[2094] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿مِّنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ ''اس وصیت کی تعمیل کے بعد جو تم کرتے ہو، نیز اس قرض کی ادائیگی کے بعد جو میت کے ذمے ہو'' (النسآء 12:4) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کو وصیت کی تعمیل سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور بلاشبہ حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے، علاتی بھائی بہن وارث نہیں ہوں گے۔ انسان اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا، علاتی بھائی کا وارث نہیں ہوگا۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام صاحب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے۔

فائدہ: قرض کی ادائیگی، وصیت کی تعمیل سے پہلے ہے، جیسا کہ آگے مستقل باب آ رہا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ جب میت کے حقیقی بھائی بہن، یعنی جن کا باپ اور ماں دونوں ایک ہیں، موجود ہوں اور ان کے ساتھ علاتی بھائی بہن بھی ہوں جن کا باپ ایک ہوتا ہے اور ماں دوسری ہوتی ہے تو چونکہ حقیقی بھائی بہنوں کی قرابت زیادہ گہری ہے، اس لیے وہی وارث ہوں گے، علاتی بھائی بہن وارث نہیں ہوں گے۔ یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب میت کلالہ ہو، یعنی اس کے والدین اور اولاد دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 7/4، 5)

٢٠٩٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ.

[2095] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ حقیقی بھائی بہن ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، علاتی بہن بھائی ان کے وارث نہیں ہوں گے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْحَارِثِ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ [عَامَّةِ] أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں حارث سے صرف ابو اسحاق بیان کرتا ہے۔ اور بعض اہل علم نے حارث پر جرح کی ہے اور اکثر اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔

٢٠٩٤- [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب الدين قبل الوصية، ح: ٢٧١٥ من حديث سفيان الثوري به مختصرًا، ولمفهوم الحديث شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ٢٤٣٣ وغيره انظر: الإرواء، حديث: ١٦٦٧.

٢٠٩٥- [حسن] انظر الحديث السابق.

(المعجم ٦) بَابُ [مِيرَاثِ الْبَنِينَ مَعَ الْبَنَاتِ] (التحفة ٦)

باب:6۔ بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کی وراثت

٢٠٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! كَيْفَ أَقْسِمُ مَالِي بَيْنَ وَلَدِي؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا فَنَزَلَتْ: ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ الْآيَةَ [النساء:١١].

[2096] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بنوسلمہ کے محلے میں بیمار تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اپنی اولاد میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں؟ تو آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، اس پر یہ آیت اتری: ﴿يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دولڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔'' (النسآء 11:4)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ [شُعْبَةُ وَ] ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہی روایت شعبہ، ابن عیینہ اور دوسرے محدثین نے محمد بن منکدر سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

فائدہ: صحیحین: (صحيح البخاري، الفرائض، حديث: 6743، وصحيح مسلم، الفرائض، حديث: 4148 (1616)) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ [وَلَدِي] سے مراد چھوٹی بہنیں ہیں جنھیں چھوٹا ہونے کی وجہ سے ولد (اولاد) سے تعبیر کر دیا ہے، ورنہ وہ تو کلالہ تھے۔ ان کی اس وقت کوئی اولاد نہ تھی جیسا کہ اگلے باب میں صراحت آ رہی ہے اور اترنے والی آیت اگلے باب کے تحت آنے والی آیت ہے۔ سیدنا جابر کی بعض روایات میں فَنَزَلَتْ آية الميراث ہے۔ بعض میں آية الفرائض ہے۔ بعض میں يوصيكم الله ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ سیدنا جابر نے آية الميراث یا آية الفرائض کہا اور ان کے شاگردوں نے اپنے فہم کے مطابق اس کی تعیین کر دی۔

(المعجم ٧) بَابُ مِيرَاثِ الْأَخَوَاتِ (التحفة ٧)

باب:7۔ بہنوں کی میراث

٢٠٩٧- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ:

[2097] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ

٢٠٩٦_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿يوصيكم الله في أولادكم﴾، ح: ٤٥٧٧، ومسلم، ح: ١٦١٦ من حديث محمد بن المنكدر به.

٢٠٩٧_ أخرجه البخاري، المرض، باب عيادة المغمى عليه، ح: ٥٦٥١، ومسلم، ح: ١٦١٦/٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي، فَوَجَدَنِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَأَتَانِي وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ، فَأَفَقْتُ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ أَوْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي شَيْئًا، وَكَانَ لَهُ تِسْعُ أَخَوَاتٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ الْآيَةَ [النساء:١٧٦].

میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور مجھے اس حال میں پایا کہ میں بے ہوش تھا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ وہ دونوں پیدل چل کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا جس سے مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کے بارے میں کیا فیصلہ کروں؟ یا اپنے مال کے بارے میں کیا کروں؟ تو آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، اور میری نو بہنیں تھیں، حتی کہ آیتِ میراث نازل ہوئی: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ﴾ ''وہ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجیے: اللہ تعالیٰ تمھیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔'' (النسآء 4:176)

قَالَ جَابِرٌ: فِيَّ نَزَلَتْ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت میرے بارے میں اتری۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص فوت ہو جاتا ہے اور اس کے والدین اور اولاد نہیں ہے، صرف ایک حقیقی بہن ہے تو وہ نصف ترکے کی وارث ہوگی اور اگر دو یا زائد بہنیں ہیں تو انھیں دو تہائی ترکہ ملے گا۔ اگر بھائی بہن دونوں ہیں تو بھائی کا حصہ دگنا ہوگا۔ اگر مرنے والی عورت ہے جس کے اصول اور فروع نہیں ہیں اور اس کا بھائی ہے تو وہ سارے مال کا حق دار ہوگا۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ (التحفة ٨)

باب:8۔ عصبہ کی میراث

٢٠٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ».

[2098] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مقررہ حصے ان کے حق داروں کو دو اور ان سے جو بچ جائے وہ قریب تر مرد آدمی کو دو۔''

٢٠٩٨- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابن الابن إذا لم يكن ابن، ح:٦٧٣٥ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، ح:١٦١٥ من حديث وهيب به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام صاحب عبد بن حمید کی سند سے سیدنا ابن عباس کی حدیث نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور بعض راوی اسے طاؤس سے مرسلاً بیان کرتے ہیں، یعنی طاؤس اور نبی ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے۔

فائدہ: قرآن مجید میں چار مردوں اور آٹھ عورتوں کے حصے متعین طور پر بیان کر دیے گئے ہیں۔ ان مقررہ حصوں کو فرائض اور ان افراد کو اصحاب الفروض کا نام دیا جاتا ہے۔ اور میت کا باپ کی طرف سے وہ رشتہ دار جس کا حصہ مقرر نہیں عصبہ کہلاتا ہے۔ اصحاب الفروض سے بچ جانے والا مال اسے ملتا ہے۔ اس کے اور میت کے درمیان رشتے میں کسی عورت کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اور وہ عصبہ مقدم ہوگا جس کا رشتہ زیادہ قریبی ہے، مثلاً: ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے، اس کی صرف ایک بیٹی ہے، ایک بھائی ہے اور ایک چچا ہے، تو بیٹی کا مقررہ حصہ نصف ہے، باقی نصف عصبہ کو ملے گا۔ بھائی کا رشتہ چونکہ زیادہ گہرا ہے، اس لیے باقی نصف اسے مل جائے گا، چچا کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر بھائی نہ ہو تو پھر باقی نصف چچا کو ملے گا۔ عصبہ بنفسہٖ صرف مرد ہی ہوتا ہے، عصبہ لغیرہ اور عصبہ مع غیرہ عورتیں ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح صحیح مسلم از نووی: 11/75، 78)

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ (التحفة ٩)

باب: 9۔ دادا کی میراث

٢٠٩٩ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي مِنْ مِّيرَاثِهِ؟ فَقَالَ: «لَكَ السُّدُسُ» فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: «لَكَ سُدُسٌ آخَرُ» فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ: «إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ لَكَ طُعْمَةٌ».

[2099] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے تو مجھے اس کی میراث سے کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے چھٹا حصہ ہے۔“ جب اس نے پشت پھیر لی تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا: ”تیرے لیے چھٹا حصہ اور ہے۔“ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل پڑا تو آپ نے بلا کر فرمایا: ”تیرے لیے یہ چھٹا حصہ بطور رزق (خوراک) ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا معقل بن یسار سے بھی حدیث منقول ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کیے گئے مسئلے کی صورت یہ ہے: ایک آدمی فوت ہو گیا، اس کی وارث صرف دو بیٹیاں تھیں،

٢٠٩٩ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الفرائض، باب: في ميراث الجد، ح: ٢٨٩٦ من حديث همام به وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦١ ※ قتادة عنعن والحسن لم يسمع من عمران وللحديث طرق أخرى ولكن كلها ضعيفة ※ وفي الباب عن معقل بن يسار [أبو داود، ح: ٢٨٩٧].

اس لیے ان کا مقررہ حصہ دو تہائی تھا، باقی ایک تہائی بچ گیا، اس لیے میت کے باپ (دادا) کو چھٹا حصہ بطور فرض ملا اور باقی چھٹا حصہ جسے نبی ﷺ نے رزق کا نام دیا بطور عصبہ ملا کیونکہ سب سے مقرب عصبہ یہی تھا۔ چونکہ بطور عصبہ ملنے والا حصہ قطعی یا یقینی نہیں، کبھی ملتا ہے کبھی نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اسے طعمہ (رزق) سے تعبیر فرمایا۔ (تحفة الأحوذي: 227/6، 228)

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ (التحفة ١٠)

باب:10۔ دادی کی میراث

٢١٠٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ مَرَّةً: قَالَ قَبِيصَةُ وَقَالَ مَرَّةً عَنْ رَجُلٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ أُمُّ الْأُمِّ أَوْ أُمُّ الْأَبِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي أَوْ أَنَّ ابْنَ ابْنَتِي مَاتَ، وَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّ لِي فِي الْكِتَابِ حَقًّا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَجِدُ لَكِ فِي الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ، وَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَضَى لَكِ بِشَيْءٍ. وَسَأَسْأَلُ النَّاسَ، فَشَهِدَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ. قَالَ: وَمَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ. قَالَ: فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ. ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى الَّتِي تُخَالِفُهَا إِلَى عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ: وَزَادَنِي فِيهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَلَمْ أَحْفَظْهُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَلٰكِنْ حَفِظْتُهُ مِنْ مَعْمَرٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: إِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ لَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا انْفَرَدَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

[2100] سیدنا قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نانی یا دادی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میرا پوتا یا میرا نواسا فوت ہو گیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے نزدیک کتاب اللہ کی رو سے تیرا کوئی حق نہیں ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی تیرے لیے کوئی فیصلہ نہیں سنا۔ میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ اس پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تیرے ساتھ یہ بات کس نے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے چھٹا حصہ دے دیا۔ پھر دوسری جدہ جو پہلی کے برعکس تھی (ایک دادی تھی اور ایک نانی تھی) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ سفیان کہتے ہیں: مجھے یہ اضافہ میرے ساتھی معمر نے میرے استاد زہری سے بتایا، مجھے زہری سے یاد نہیں ہے لیکن معمر سے یاد ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم دونوں موجود ہو تو یہ چھٹا حصہ تم دونوں کو ملے گا اور تم میں سے جو اکیلی ہو تو وہ اسے مل جائے گا۔

فائدہ: اگر میت کی حقیقی ماں موجود نہ ہو، نانی یا دادی موجود ہو تو پھر اسے ترکے سے چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر نانی اور دادی دونوں موجود ہوں تو دونوں چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے والی نانی تھی جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دادی آئی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 232/6، 233، والمغني: 53/7، 56)

٢١٠٠- أخرجه أبو داود، الفرائض، باب: في الجدة، ح: ٢٨٩٤ من حديث قبيصة به وصححه ابن الجارود، ح: ٩٥٩ وابن حبان، ح: ١٢٣٤ والحاكم: ٤/ ٣٣٨١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شواهد.

٢١٠١- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَتْهُ مِيرَاثَهَا، قَالَ لَهَا: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ، وَمَا لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ، فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَتْهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللهِ شَيْءٌ وَلٰكِنْ هُوَ ذٰلِكَ السُّدُسُ، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا، وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

[2101] سیدنا قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جدہ (نانی) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آپ سے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے اسے جواب دیا: کتاب اللہ کی رو سے تیرے لیے کوئی حصہ نہیں اور نہ تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی رو سے کچھ حصہ ہے۔ تم واپس جاؤ حتی کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ پھر انھوں نے صحابہ سے پوچھا۔ اس پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور وہی بات کہی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یہ فیصلہ نافذ کر دیا۔ پھر دوسری جدہ (دادی) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اپنی میراث کا سوال کیا۔ انھوں نے جواب دیا: تیرے لیے اللہ کی کتاب کی رو سے کچھ نہیں مگر وہی چھٹا حصہ۔ اگر تم دونوں اکٹھی ہو تو وہ دونوں میں تقسیم ہو گا۔ اور تم میں سے جو اکیلی ہو گی تو وہ اسے مل جائے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن عیینہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث آئی ہے۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا (التحفة ١١)

باب: 11۔ جدہ (دادی) کی اپنے بیٹے کے ساتھ میراث

٢١٠٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ

[2102] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دادی کی اپنے بیٹے

٢١٠١ـ انظر الحديث السابق وهو في الموطا: ٢/ ٥١٣ وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٢٨٩٥ وغيره ٭ وفي الباب عن بريدة [أبو داود، ح: ٢٨٩٥].

٢١٠٢ـ [ضعيف] ٭ محمد بن سالم: ضعيف كما في التقريب وغيره.

هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا: إِنَّهَا أَوَّلُ جَدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ سُدُسًا مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ.

کے ساتھ وراثت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ پہلی دادی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے کے ساتھ چھٹا حصہ دیا جبکہ اس کا بیٹا زندہ تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ وَرَّثَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْجَدَّةَ مَعَ ابْنِهَا، وَلَمْ يُوَرِّثْهَا بَعْضُهُمْ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں مرفوعاً صرف اسی سند سے آئی ہے۔ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے دادی کو اس کے بیٹے کے ساتھ وارث بنایا ہے اور بعض نے اسے وارث نہیں بنایا۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے قابل استدلال نہیں، تاہم میت کے باپ کی موجودگی میں سیدنا عمر، ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کے نزدیک دادی وارث ہوگی۔ قاضی شریح، حسن اور ابن سیرین کا موقف بھی یہی ہے۔ سیدنا عثمان، علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں دادی وارث نہیں ہوگی۔ امام اسحاق اور احمد بن حنبل کا موقف ابن مسعود رضی اللہ عنہ والا ہے۔ امام مالک، شافعی، ثوری، اوزاعی اور اصحاب الرائے کا موقف سیدنا عثمان والا ہے۔ امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 59/9، 61)

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْخَالِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ ماموں کی میراث

٢١٠٣۔ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَتَبَ مَعِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ».

[2103] سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کا رسول اس کے مولیٰ (رفیق و مددگار) ہیں جس کا کوئی رفیق و مددگار نہ ہو اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی (اور) وارث نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

٢١٠٣ـ أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ذوي الأرحام، ح:٢٧٣٧ من حديث سفيان الثوري به وصححه ابن الجارود، ح:٩٦٤ وابن حبان، ح:١٢٢٧ وله شاهد حسن عند ابن حبان، ح:١٢٢٦ وغيره * وفي الباب عن عائشة [يأتي:٢١٠٤] والمقدام بن معديكرب [أبو داود، ح:٢٨٩٩].

صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢١٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ».

[2104] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی اور وارث نہ ہو۔''

[وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ أَرْسَلَهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ. وَاخْتَلَفَ فِيهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَوَرَّثَ بَعْضُهُمُ الْخَالَ وَالْخَالَةَ وَالْعَمَّةَ: وَإِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَوْرِيثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ، وَأَمَّا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَلَمْ يُوَرِّثْهُمْ وَجَعَلَ الْمِيرَاثَ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ چھوڑ کر اسے مرسلاً بیان کیا ہے۔ اس مسئلے میں صحابہ میں اختلاف ہے: بعض نے ماموں، خالہ اور پھوپھی کو وارث قرار دیا ہے۔ ذوی الارحام کو وارث بنانے کے سلسلے میں اکثر اہل علم نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے، مگر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انھیں وارث قرار نہیں دیا، وہ اس میراث کو بیت المال میں رکھنے کا فیصلہ دیتے ہیں۔

فائدہ: ذوی الارحام سے مراد میت کے وہ تمام رشتے دار ہیں، ددھیالی ہوں یا ننھیالی، جو ذوی الفروض (مقررہ حصے والے) یا عصبہ (ذوی الفروض سے بچے ہوئے کے وارث) نہ ہوں اور میت سے ان کا رشتہ کسی عورت کے واسطے سے ہو یا وہ خود عورت ہو، مثلاً: نانا، نواسہ، نواسی، ماموں، خالہ اور پھوپھی وغیرہ۔ یہ اس صورت میں وارث ہوتے ہیں جب میت کے ذوی الفروض اور عصبہ ورثاء موجود نہ ہوں۔ سیدنا عمر، علی، ابن مسعود، ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل اور ابودرداء رضی اللہ عنہم کا موقف یہی ہے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ علقمہ، نخعی، شریح، حسن، ابن سیرین، عطاء، مجاہد اور اصحاب الرائے (ابوحنیفہ، صاحبین، زفر) کا قول بھی یہی ہے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، مالک اور شافعی کے نزدیک ذوی الارحام وارث نہیں ہوں گے، یہ مال بیت المال کا ہوگا۔ (تحفة الأحوذي: 236/6) امام احمد کے نزدیک ذوی الارحام وارث ہوں گے۔ ان کے نزدیک ماموں، ماں کے حکم میں ہوگا اور پھوپھی باپ کے قائم مقام ہوگی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: (المغني: 85/9، 90)

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَمُوتُ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ (التحفة ١٣)

باب: 13۔ وہ میت جس کا کوئی وارث نہ ہو

٢١٠٥- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ:

[2105] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا

٢١٠٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٣٥٢ من حديث ابن جريج به وأعله وسنده ضعيف ولكن الحديث السابق شاهد له.

٢١٠٥ـ أخرجه أبو داود، الفرائض، باب: في ميراث ذوي الأرحام، ح: ٢٩٠٢، وابن ماجه، ح: ٢٧٣٣ من حديث سفيان الثوري به.

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلًى لِّلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ عِذْقِ نَخْلَةٍ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اُنْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ وَارِثٍ»؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَادْفَعُوهُ إِلٰى بَعْضِ أَهْلِ الْقَرْيَةِ».

ایک آزاد کیا ہوا غلام تھا جو کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو (تلاش کرو) اس کا کوئی وارث ہے؟'' صحابہ نے کہا: کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا مال بستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: چونکہ انبیاء علیہم السلام کسی کے وارث نہیں ہوتے، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کا مال نہیں لیا اور فرمایا بستی کے کسی ضرورت مند کو دے دو۔ ورنہ بالاتفاق ایسی صورت میں آزاد کرنے والا وارث ہوتا ہے۔ (المغني: 215/9)

(المعجم ١٢) بَابٌ: [فِي مِيرَاثِ الْمَوْلَى الْأَسْفَلِ] (التحفة ١٢)

باب: 14۔ آزاد کیے ہوئے غلام کو وارث بنانا

٢١٠٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ، فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِيرَاثَهُ.

[2106] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مر گیا اور اس کا اس کے آزاد کیے ہوئے غلام کے سوا کوئی وارث نہ تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا ترکہ اس آزاد کیے غلام کو دے دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا الْبَابِ: إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً أَنَّ مِيرَاثَهُ يُجْعَلُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اس مسئلے میں اہل علم کا عمل یہ ہے کہ میت کا کوئی عصبہ وارث بھی موجود نہ ہو تو اس کا متروکہ مال مسلمانوں کے بیت المال کو دے دیا جائے گا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم قاضی شریح اور طاؤس کے نزدیک آقا کی وفات کی صورت میں اگر اس کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کا آزاد کیا ہوا غلام اس کا وارث ہوگا جس طرح آزاد کیے ہوئے غلام کی وفات کی صورت میں اگر اس کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کا آقا اس کا وارث ہوتا ہے۔ لیکن عام اہل علم کے نزدیک یہ مال بیت المال کا ہوگا۔ موجودہ حالات میں یہ صورت تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 238/6)

٢١٠٦- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب من لا وارث له، ح: ٢٧٤١ من حديث سفيان بن عيينة وأبو داود، ح: ٢٩٠٥ من حديث عمرو بن دينار به «عوسجة ليس بالمشهور وهو غير ثقة على الراجح».

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ الْمِيرَاثِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ (التحفة ١٥)

٢١٠٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَ هٰذَا. وَرَوٰى مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَحَدِيثُ مَالِكٍ وَهْمٌ، وَهِمَ فِيهِ مَالِكٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ فَقَالَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ. وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ مَالِكٍ قَالُوا عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ. وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُورٌ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ وَلَا نَعْرِفُ عُمَرَ بْنَ عُثْمَانَ. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي مِيرَاثِ الْمُرْتَدِّ، فَجَعَلَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمُ الْمَالَ لِوَرَثَتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَرِثُهُ وَرَثَتُهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا يَرِثُ

باب: 15۔ مسلمان اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے

[2107] سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان کا وارث بن سکتا ہے۔''

ابن ابی عمر کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ معمر اور دوسرے بہت سے محدثین نے زہری سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور امام مالک نے زہری سے یہی روایت بیان کی ہے اور سیدنا اسامہ بن زید کے شاگرد عمرو بن عثمان کی جگہ عمر بن عثمان بیان کیا ہے۔ یہ امام مالک کا وہم ہے، جبکہ امام مالک کے بعض شاگردوں نے عمرو بن عثمان کہا ہے، تاہم اکثر شاگردوں نے عمر بن عثمان کہا ہے۔ سیدنا عثمان کی اولاد میں عمرو بن عثمان بن عفان ہی معروف ومشہور ہے۔ ہمارے علم میں عمر بن عثمان نہیں ہے۔ اہل علم کا عمل اس حدیث کے مطابق ہے۔ اور مرتد کی وراثت میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اہل علم صحابہ اور دوسرے حضرات نے مال اس کے مسلمان وارثوں کا قرار دیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: مسلمان ورثاء اس کے وارث نہیں بنیں گے۔ ان کی دلیل نبی ﷺ کی یہی حدیث ہے

٢١٠٧- أخرجه البخاري، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر، ولا الكافر المسلم ... إلخ، ح: ٦٧٦٤ ومسلم، ح: ١٦١٤ من حديث الزهري به ۞ وفي الباب عن جابر [يأتي: ٢١٠٨]، وعبد الله بن عمرو [أبو داود، ح: ٢٩١١] ۞ حديث مالك في الموطإ: ٢/ ٥١٩ (يحيى).

الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ» وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ.

کہ ''مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔'' امام شافعی کا یہی قول ہے۔

فوائد و مسائل: ① اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور جمہور صحابہ وفقہاء کے نزدیک مسلمان بھی کافر کا وارث نہیں بنے گا۔ خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ کا نظریہ یہی ہے لیکن سیدنا معاویہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیتے تھے۔ اور بعض تابعین کی طرف بھی یہ قول منسوب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 7/166، 167) ② مرتد کے مال کے بارے میں اختلاف ہے: سیدنا ابوبکر صدیق، علی، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور سعید بن مسیب، احمد، عمر بن عبدالعزیز، عطاء، شعبی، حکم، اوزاعی، ثوری اور اہل عراق کے نزدیک مسلمان ورثاء اس کے وارث ہوں گے، ہاں ابوثور اور ابوحنیفہ کے نزدیک ارتداد کے دوران میں جو مال کمائے، وہ بیت المال کا ہوگا۔ سیدنا ابن عباس، ربیعہ، مالک، شافعی، ابوثور اور ابن المنذر کے نزدیک یہ مال بیت المال کا ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول یہی ہے۔ حدیث کا تقاضا یہی ہے کیونکہ مرتد کافر سے بھی بدتر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 7/175، 176)

(المعجم ١٦) بَابٌ: لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ دو ملتوں یا دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے

٢١٠٨- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ، إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى.

[2108] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو مختلف دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صرف ابن ابی لیلیٰ بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ایک دین وملت والے کافر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اگر کافروں کے دین الگ الگ ہوں تو پھر اختلاف ہے۔ بقول: [اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ] کفر کسی قسم کا ہو ایک ہی ملت و دین ہے، اس لیے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ امام حماد، ابن شبرمہ، ابوحنیفہ، شافعی اور داود کا یہی موقف ہے۔ امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک کفر کی مختلف اقسام ہیں، اس لیے مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ اس حدیث کا تقاضا یہی ہے اور صحیح قول بھی یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني: 7/168، 169، وتحفة الأحوذي: 6/241، 242)

٢١٠٨- [صحيح لغيره] وهذا إسناد ضعيف لضعف ابن أبي ليلى وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٢٩١١ وابن ماجه، ح: ٢٧٣١ وغيرهما.

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ مِيرَاثِ الْقَاتِلِ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ قاتل (مقتول کا) وارث نہیں بن سکے گا

٢١٠٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ».

[2109] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قاتل (اپنے مقتول کا) وارث نہیں بن سکتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ، لَا يُعْرَفُ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَدْ تَرَكَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ الْقَاتِلَ لَا يَرِثُ، كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً أَوْ عَمْدًا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً، فَإِنَّهُ يَرِثُ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ صرف اسی سند سے معلوم ہوئی ہے۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کو بعض اہل علم نے متروک قرار دیا ہے۔ احمد بن حنبل انھی میں شامل ہیں۔ اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔ قتل خطا ہو یا عمد۔ بعض اہل علم کے نزدیک قتلِ خطا کی صورت میں وارث بنے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول یہی ہے۔

فائدہ: اہل علم کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ قتل عمد کی صورت میں قاتل وارث نہیں بن سکے گا۔ قتل خطا کی صورت میں بھی اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ قاتل وارث نہیں بن سکے گا۔ سیدنا ابوبکر، عمر، علی، زید، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور شریح، عروہ، طاوس، نخعی، شعبی، ثوری، شافعی، احمد اور اصحاب الرائے کا موقف یہی ہے۔ لیکن بعض حضرات کے نزدیک، مقتول کی دیت کے علاوہ مال کا قاتل خطا وارث ہوگا۔ سعید بن مسیب، عمرو بن شعیب، عطاء، حسن، مجاہد، زہری، مکحول اور اوزاعی وغیرہ کا نظریہ یہی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہی ہے۔ (المغني: 162/7، 163) امام شوکانی نے نخعی کو امام مالک کا ہم نوا قرار دیا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 243/6)

(المعجم ١٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا (التحفة ١٨)

باب: 18۔ شوہر کی دیت سے بیوی کو حصہ ملے گا

٢١١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَغَيْرُ

[2110] سیدنا سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا

٢١٠٩ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث القاتل، ح: ٢٧٣٥ من حديث الليث بن سعد به وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤٥٦٤ وغيره.

٢١١٠ـ أخرجه أبو داود، الفرائض، باب: في المرأة ترث من دية زوجها، ح: ٢٩٢٧، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٦ وله شواهد عند الطبراني: ٥/ ٢٧٦، ح: ٥٣١٠ وغيره.

وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا، فَأَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِ: أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا.

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیت عاقلہ کے ذمے ہے اور بیوی کو اپنے خاوند کی دیت سے کچھ نہیں ملے گا۔ سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی نے انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف لکھا تھا کہ ''اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بیوی اپنے خاوند کی دیت کی وارث ہوگی جیسا کہ کتاب الدیات میں گزر چکا ہے اور عاقلہ کی تفصیل بھی وہاں بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ۱۹) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمِيرَاثَ لِلْوَرَثَةِ وَالْعَقْلَ عَلَى الْعَصَبَةِ (التحفة ۱۹)

باب: 19۔ میراث کے حق دار ورثاء ہیں اور دیت عصبہ کے ذمے ہے

۲۱۱۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِغُرَّةٍ تُوُفِّيَتْ، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا، وَأَنَّ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا.

[2111] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی ایک عورت کے جنین (پیٹ کے بچے) کے بارے میں، جو مردہ ہی ساقط ہو گیا تھا، ایک غلام یا لونڈی دیت میں دینے کا فیصلہ فرمایا۔ پھر وہ عورت بھی، جس کے خلاف غرہ (غلام یا لونڈی) دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا، فوت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گی اور (مارنے والی کی طرف سے) دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَرَوٰى يُونُسُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَمَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث یونس نے زہری سے بیان کی ہے اور وہ زہری کے دو استاد قرار دیتے ہیں: سعید بن مسیب اور ابوسلمہ۔ اور امام مالک نے یہ روایت زہری کی سند سے ابوسلمہ سے متصل اور سعید بن مسیب سے مرسل بیان کی ہے۔

۲۱۱۱۔ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث المرأة والزوج مع الولد وغيره، ح: ٦٧٤٠، ومسلم، ح: ١٦٨١ عن قتيبة به
* حديث مالك في الموطإ: ٢/ ٨٥٥.

[مُرْسَلٌ].

فائدہ: اس حدیث کا ظاہری تقاضا یہ ہے کہ مرنے والی عورت قاتلہ ہے جس نے پیٹ کا بچہ پتھر مار کر مار ڈالا تھا، اس کے ذمے جو پیٹ کے بچے کی دیت تھی وہ نبی ﷺ نے اس کے عصبہ کے ذمے ڈالی اور جب وہ مرگئی تو آپ نے اس کی میراث اس کے ورثاء: بیٹوں اور خاوند کو دلوائی، عصبات کو میراث میں شریک نہیں کیا۔ لیکن صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والی بچے کی ماں تھی۔ گویا ایک سوکن نے دوسری سوکن کے پیٹ کے بچے اور اس کی ماں کو قتل کر ڈالا تھا تو آپ نے دیت عصبہ کے ذمے ڈالی اور مرنے والی کا وارث اس کے ورثاء کو قرار دیا۔ (صحيح البخاري، الديات، حديث: 6910)

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي [مِيرَاثِ] الرَّجُلِ الَّذِي يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الرَّجُلِ (التحفة ٢٠)

باب:20۔ اس شخص کی میراث جو دوسرے شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو

٢١١٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ - وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ - عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلَى يَدِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

[2112] سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اس مشرک کے بارے میں سنت (طریقۂ عمل) کیا ہے جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہی اس کی زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ مَوْهَبٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ. وَقَدْ أَدْخَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَبَيْنَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ، وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، وَزَادَ فِيهِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ وَهُوَ عِنْدِي لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا [الْحَدِيثِ] عِنْدَ بَعْضِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے علم میں یہ حدیث تمیم داری سے صرف عبداللہ بن وہب، جسے ابن موہب بھی کہتے ہیں، بیان کرتا ہے۔ بعض راویوں نے عبداللہ بن موہب اور تمیم داری کے درمیان قبیصہ بن ذؤیب کا اضافہ کیا ہے۔ اس روایت کو یحییٰ بن حمزہ نے بھی عبدالعزیز بن عمر سے بیان کیا ہے اور سند میں قبیصہ بن ذؤیب کا اضافہ کیا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ حدیث متصل نہیں ہے۔ اور

٢١١٢_ أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب الرجل يسلم على يدي الرجل، ح: ٢٧٥٢ من حديث وكيع، وأبو داود، ح: ٢٩١٨ من حديث عبدالعزيز بن عمر به وعلقه البخاري في صحيحه بصيغة التمريض (فتح: ١٢/ ٤٥) وصححه الحاكم فتعقبه الذهبي، وضعفه البخاري وأحمد والشافعي وغيرهم، وقال أبوزرعة الدمشقي: "هذا حديث حسن متصل، لم أر أحدًا من أهل العلم يدفعه ولم أر لمضعفه حجةً.

أَهْلِ الْعِلْمِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْعَلُ مِيرَاثُهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

بعض اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے (کہ جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے وہی وارث ہے۔) اور بعض اہل علم کے نزدیک اس کی میراث بیت المال کو دی جائے گی۔ امام شافعی کا قول یہی ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث نبوی ہے کہ ''وَلا اس کے لیے ہے جو غلام آزاد کرتا ہے۔''

فائدہ: اکثر فقہاء کے نزدیک ولائے اسلام باہمی تعاون کا باعث ہے، وراثت کا سبب نہیں ہے۔ حسن، شعبی، مالک، شافعی اور اصحاب الرائے کا یہی موقف ہے۔ امام احمد سے دونوں قول منقول ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے نزدیک وہ وارث ہوگا۔ امام اسحاق کا نظریہ یہی ہے۔ احناف کے نزدیک اگر اسلام لانے کے بعد دونوں میں معاہدہ اور موالات کا رشتہ قائم ہو گیا تو پھر اور ورثاء اگر موجود نہ ہوں تو وہ وارث ہوگا۔ (تحفة الأحوذي: 247/6، والمغني: 278/7)

(المعجم ٢١) بَابُ [مَا جَاءَ فِي إِبْطَالِ مِيرَاثِ وَلَدِ الزِّنَا] (التحفة ٢١)

باب: 21۔ ولد الزنا وارث نہیں بن سکتا

٢١١٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ أَوْ أَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَقَدْ رَوَى غَيْرُ ابْنِ لَهِيعَةَ، هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ وَلَدَ الزِّنَا لَا يَرِثُ مِنْ أَبِيهِ.

[2113] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے آزاد یا غلام عورت سے زنا کیا تو اولاد، ولد الزنا ہوگی جو زانی کی وارث نہ ہوگی اور نہ زانی اس کا وارث ہوگا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت عمرو بن شعیب سے ابن لہیعہ کے علاوہ اور راوی بھی بیان کرتے ہیں۔ اور اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے کہ ولد الزنا اپنے زانی باپ کا وارث نہیں ہے۔

فائدہ: باپ اور اولاد کے درمیان وراثت نسب سے ثابت ہوتی ہے۔ زانی کا اس اولاد کے ساتھ جو زنا سے ہوئی ہو، نسب (خونی رشتہ) ثابت نہیں ہوتا، اس لیے وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔

(المعجم ٢٢) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] مَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ (التحفة ٢٢)

باب: 22۔ وَلاء کا وارث کون ہوگا

٢١١٣- أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب: في ادعاء الولد، ح: ٢٧٤٥ من حديث عمرو بن شعيب به وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٦٩٩ وغيره * رواية قتيبة عن ابن لهيعة قوية.

٢١١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

[2114] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وَلاء کا وارث وہی ہے جو مال کا وارث ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی اور مضبوط و مستحکم نہیں۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب غلام آزاد کرنے والا فوت ہو جائے تو جس طرح اس کی اولاد اس کے مال کی وارث ہوگی، نسبت آزادی بھی انھی کی طرف منتقل ہوگی۔ اور جب غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی وارث یا عصبہ نہ ہو تو آزاد کرنے والے کی اولاد وارث ہوگی۔

(المعجم ٢٣) بَابُ [مَا جَاءَ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ] (التحفة ٢٣)

باب: 23۔عورت کا ولاء کے سبب وارث ہونا

٢١١٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ أَبُو مُوسَى الْمُسْتَمْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رُوبَةَ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ النَّصْرِيِّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ: عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَنْهُ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ. آخِرُ الْفَرَائِضِ.

[2115] سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین ترکے سمیٹتی ہے (حاصل کرتی ہے): اپنے آزاد کردہ غلام کا، راستے سے اٹھا کر پالے ہوئے لڑکے کا اور اس بیٹے کا جس کے لیے اس نے اپنے خاوند سے لعان کیا ہو۔''

یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں اس سند سے صرف محمد بن حرب بیان کرتا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ جمہور صحابہ اور فقہاء کے نزدیک عورت اگر کسی غلام کو آزاد کرتی ہے اور وہ مر جاتا ہے اور اس کا کوئی وارث یا عصبہ موجود نہیں ہے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (المغني: 264/7) اور جس بچے کو اس نے اٹھا کر پالا ہو، جمہور کے نزدیک وہ اس کی وارث نہیں ہوگی۔ لیکن سیدنا عمر، لیث اور اسحاق کے نزدیک وارث ہوگی۔ (المغني: 279/7) اور لعان کی صورت میں وہ بالاتفاق اس کی وارث ہوگی۔ (تحفة الأحوذي: 249/6)

٢١١٤- ابن لهيعة حدث به قبل اختلاطه لأن رواية قتيبة عنه قبل الاختلاط وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٢٢ وتابعه حسين المعلم عند ابن ماجه، ح: ٢٧٣٢.

٢١١٥- [ضعيف] أخرجه أبو داود، الفرائض، باب ميراث ابن الملاعنة، ح: ٢٩٠٦ وابن ماجه، ح: ٢٧٤٢ من حديث عمر ابن روبة به وحديث عمر بن روبة عن عبد الواحد: ضعيف.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٨) أَبْوَابُ الْوَصَايَا عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٥)

رسول اللہ ﷺ سے منقول وصیتوں کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ (التحفة ١)

٢١١٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي فَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: «الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِي امْرَأَتِكَ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِي؟ قَالَ: «إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً، وَدَرَجَةً، وَلَعَلَّكَ إِنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى

باب: 1- ایک تہائی (⅓) کی وصیت کرنا

[2116] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا جس سے میں موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت مال ہے اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے، تو کیا میں اپنے سارے مال کے (صدقے کے) بارے میں وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی: دو تہائی مال کی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھے مال کی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ایک تہائی کی؟ آپ نے فرمایا: ''ایک تہائی کی (وصیت کر سکتے ہو) اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ تیرا اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ جانا اس سے بہت بہتر ہے کہ تم انھیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور بلاشبہ تم (گھر والوں پر) جو بھی

٢١١٦- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٣، ومسلم، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة به * وفي الباب عن ابن عباس [البخاري، ح: ٢٧٤٣ ومسلم، ح: ١٦٢٩].

يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» : يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ.

خرچ کرو گے، تمھیں اس کا اجر وثواب ملے گا حتی کہ اس لقمے کا بھی جوتم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی ہجرت سے بھی پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ (کیا مجھے بیماری کے سبب مکے ہی میں ٹھہرنا پڑے گا؟) آپ نے فرمایا: ''یقیناً تم اگر میرے بعد چھوڑے جاؤ گے (زندہ رہو گے) تو جوعمل بھی اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کرو گے، اس سے تمھاری رفعت و بلندی ہو گی اور درجے میں اضافہ ہو گا۔ اور امید ہے تم میرے بعد رہو گے حتی کہ تیرے ذریعے سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہت سے دوسروں (کافروں) کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت کو پورا فرما اور انھیں الٹے پاؤں نہ لوٹا (کہ وہ مکے میں فوت ہو جائیں۔) لیکن قابل رحم ہے سعد بن خولہ۔'' آپ اس پر ترس کھا رہے تھے کیونکہ وہ مکے ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يُوصِيَ بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ. وَقَدِ اسْتَحَبَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُنْقَصَ مِنَ الثُّلُثِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز یہ حدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ اور اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ انسان کو ایک تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور بعض اہل علم نے ایک تہائی سے کم کرنا پسند کیا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں آپ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس امید کا اظہار فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے پورا فرمایا۔ وہ آپ کے بعد خاصا عرصہ زندہ رہے اور ان کے ہاتھوں عراق اور ایران فتح ہوئے۔ مسلمانوں کو بے شمار غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ کافر تہ تیغ ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ (شرح صحیح مسلم از نووی: 113/11) ② اگر انسان مال دار ہو اور اس کے ضرورت مند اور محتاج رشتے دار نہ ہوں اور ایسے احباب ہوں جو وارث نہ بنتے ہوں تو اسے

ان کے حق میں وصیت کرنی چاہیے۔ (المغني: 445/6) ③ تہائی مال سے زائد کی وصیت بالاتفاق جائز نہیں، ہاں، اگر ورثاء اجازت دیں تو پھر تہائی سے زائد مال کی وصیت بھی جائز ہے۔ اگر ورثاء ضرورت مند اور محتاج ہوں تو بہتر یہ ہے کہ تہائی مال سے بھی کم کی وصیت کرے۔ اگر وارث نہ ہو تو جمہور کے نزدیک پھر بھی تہائی سے زائد کی وصیت جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ، اسحاق اور ایک قول کی رو سے امام احمد کے نزدیک اس صورت میں تہائی سے زائد جائز ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابن سعد کا موقف یہی ہے۔ (شرح صحیح مسلم از نووی: 111/11)

(المعجم ٢) بَابُ [مَا جَاءَ فِي الضِّرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ] (التحفة ٢)

باب: 2۔ وصیت کے ذریعے سے کسی وارث کو نقصان پہنچانا

٢١١٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ [الْجَهْضَمِيُّ]: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ [وَهُوَ جَدُّ هٰذَا النَّصْرِ]: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ أَبُوهُرَيْرَةَ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللهِ﴾ -إِلٰى قَوْلِهِ- ﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾» [النساء: ١٢، ١٣].

[2117] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کرتے رہتے ہیں، پھر ان کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو وہ وصیت کے ذریعے سے (اپنے ورثاء کو) نقصان پہنچا دیتے ہیں، تو وہ آگ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔'' پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ''ترجمہ: وصیت کی تعمیل کے بعد یا اس قرض کی ادائیگی کے بعد جو میت کے ذمے ہو بشرطیکہ (وصیت اور قرض سے) مقصود (حق داروں کو) نقصان پہنچانا نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے...... یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (النسآء 4:12، 13)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الَّذِي رَوٰى عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ جَابِرٍ هُوَ جَدُّ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور نصر بن علی جو اشعث بن جابر سے بیان کرتا ہے، وہ نصر بن علی جہضمی کا دادا ہے۔

فائدہ: یہ روایت قابل حجت نہیں، تاہم آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیے مال کی وصیت کرنا، یا کسی ایک وارث کو فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے حق میں وصیت کرنا، یا ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیے فرضی قرض کا اقرار کرنا انتہائی سنگین جرم ہے جو ایک مطیع اور فرماں بردار مرد وعورت کے لیے دوزخ میں جانے کا باعث بن سکتا ہے۔

٢١١٧- [ضعيف] أخرجه أبو داود، الوصايا، باب ما جاء في كراهية الإضرار في الوصية، ح: ٢٨٦٧ من حديث عبدالصمد، وابن ماجه، ح: ٢٧٠٤ من حديث الأشعث به وشهر بن حوشب ضعيف الحديث على الراجح.

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:3۔ وصیت کرنے کی ترغیب

٢١١٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَا يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

[2118] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کا حق نہیں جس کے پاس کوئی چیز ہو جس میں اس کو وصیت کرنا ہو کہ وہ دو راتیں اس کے بغیر گزارے مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور نافع کی طرح سالم بھی (اپنے باپ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر کسی شخص نے کسی کا قرض دینا ہے یا اس کے پاس کسی کی امانت ہے یا کسی کا کوئی حق ہے تو اس کے بارے میں وصیت کرنا ضروری ہے۔ اسے ضرورت کے تحت لکھا بھی جا سکتا ہے، لیکن اپنے ذاتی مال کے سلسلے میں بلاضرورت وصیت کرنا جمہور کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ بقول علامہ ابن عبدالبر اس پر اتفاق ہے کہ واجبی حقوق کے بغیر وصیت فرض نہیں ہے، لیکن چند حضرات کے نزدیک ضرورت مند غیر وارث رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنا فرض ہے۔ امام داود ظاہری کا یہی موقف ہے۔ زہری، مسروق، طاؤس، ایاس، قتادہ اور ابن جریر سے بھی یہی منقول ہے۔ (المغني: 6/444، 445) لیکن یہ موقف درست نہیں۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُوصِ (التحفة ٤)

باب:4۔ نبی ﷺ نے (مالی) وصیت نہیں فرمائی

٢١١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو قَطَنٍ [عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَغْدَادِيُّ]: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: أَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: وَكَيْفَ كُتِبَتِ الْوَصِيَّةُ وَكَيْفَ أَمَرَ النَّاسَ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى.

[2119] سیدنا طلحہ بن مصرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: تو لوگوں پر وصیت کس طرح فرض کی گئی اور لوگوں کو آپ نے کیسے حکم دیا؟ انھوں نے جواب دیا: آپ نے کتاب اللہ کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔

٢١١٨ـ أخرجه مسلم، الوصية، باب وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ١٦٢٧/ ٣ من حديث أيوب السختياني، والبخاري، ح: ٢٧٣٨ من حديث نافع به، سفيان هو ابن عيينة.

٢١١٩ـ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٤٠، ومسلم، ح: ١٦٣٤ من حديث مالك بن مغول به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف مالک بن مغول کی روایت سے آئی ہے۔

فائدہ: شیعہ حضرات نے عبداللہ بن سبا یہودی کی سازش سے لوگوں میں یہ بات پھیلائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنایا تھا، یعنی ان کی خلافت کی وصیت فرمائی تھی، اس لیے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نبی ﷺ کی وصیت کے بارے میں سوال ہوتا تو وہ اس کی نفی فرما دیتے، نیز آپ نے اپنے مال کے سلسلے میں بھی کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی۔ دینی امور کے بارے میں آپ نے مختلف اوقات میں وصیت فرمائی ہے۔ کتاب وسنت کی تعمیل کی وصیت بھی اسی میں داخل ہے۔ (شرح صحیح مسلم از نووي: 128/11، 129، وتحفة الأحوذي: 257/6، 258، والكوكب الدري: 112/3)

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ (التحفة ٥)

باب:5۔ وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں

٢١٢٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: أَخْبَرَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَعْطٰى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ، اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ تَعَالٰى، وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ التَّابِعَةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ مِّنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا». وَقَالَ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ».

[2120] سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبے میں فرماتے سنا: ''بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق عنایت فرما دیا ہے، اس لیے وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوسکتی۔ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے محرومی ہے اور ان کا محاسبہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اور جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کا دعویٰ کیا، یا جس نے اپنے آقاؤں کے سوا کسی اور کی طرف نسبت ملائی تو اس پر قیامت تک مسلسل اللہ کی لعنت ہے۔ کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کھانا بھی نہ دے؟ آپ نے فرمایا: ''کھانا تو ہمارا بہترین مال ہے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''عاریتاً (ادھار) لی گئی چیز واپس کرنی ہوگی اور دودھ پینے کے لیے تحفے اور عطیے کا جانور واپس کیا

٢١٢٠- أخرجه أبو داود، الوصايا، باب ما جاء في الوصية للوارث، ح: ٢٨٧٠ مختصرًا، وابن ماجه، ح: ٢٧١٣ من حديث إسماعيل بن عياش به * وفي الباب عن عمرو بن خارجة [يأتي: ٢١٢١]، وأنس بن مالك [ابن ماجه، ح: ٢٧١٤] * قول أحمد صحيح عنه وكذا قول زكريا بن عدي عن أبي إسحاق الفزاري سنده صحيح.

جائے گا۔ قرض ادا کرنا پڑے گا اور ضامن (ضمانت دینے والا) تاوان ادا کرے گا۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. وَرِوَايَةُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَأَهْلِ الْحِجَازِ لَيْسَ بِذَاكَ فِيمَا يَتَفَرَّدُ بِهِ لِأَنَّهُ رَوٰى عَنْهُمْ مَنَاكِيرَ. وَرِوَايَتُهُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ أَصَحُّ: هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ. قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ أَصْلَحُ بَدَنًا مِّنْ بَقِيَّةَ، وَلِبَقِيَّةَ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ عَنِ الثِّقَاتِ. وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ: قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ: خُذُوا عَنْ بَقِيَّةَ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا تَأْخُذُوا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا حَدَّثَ عَنِ الثِّقَاتِ وَلَا [عَنْ] غَيْرِ الثِّقَاتِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمرو بن خارجہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث ابو امامہ سے مرفوعاً اور سندوں سے بھی آئی ہے۔ اسماعیل بن عیاش اہل عراق اور اہل حجاز سے روایت کرنے میں منفرد ہو تو قابل اعتماد نہیں کیونکہ وہ ان سے منکر (ناقابل اعتماد) روایات بیان کرتا ہے۔ اور اہل شام سے اس کی روایت زیادہ صحیح ہے (اور یہ روایت شامیوں سے ہے۔) امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) کا قول یہی ہے۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن عیاش کی حالت و کیفیت ہمارے نزدیک بقیہ (راوی) سے بہتر ہے۔ بقیہ ثقہ راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ ابواسحاق فزاری کا قول ہے: بقیہ کی وہ روایات قبول کرلو جو وہ ثقہ راویوں سے بیان کرے اور اسماعیل بن عیاش کی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں ہی سے روایات قبول نہ کرو۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کرسکتا۔ اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ورثاء کی اجازت کے بغیر کسی وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں۔ ② بیٹا اس انسان کا ہے جس کی بیوی ہے اور جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے، یعنی عورت یا لونڈی جس کی مفروشہ ہے بیٹا بھی اسی کا ہوگا، زانی کو وہ نہیں مل سکتا۔ اگر زانی جوڑے کا دنیا میں محاسبہ نہیں ہوسکا ہے تو ان کا محاسبہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ بیٹے کی نسبت جب تک صاحب فراش انکار نہیں کرتا، اسی کی طرف ہوگی۔ ③ ادراک و شعور اور علم و معرفت رکھتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور اپنا نسب تبدیل کرنا اور اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا لعنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔ ④ عورت اپنے خاوند کی صریح اجازت یا عرفی و اخلاقی اجازت کے بغیر کوئی چیز کسی کو نہیں دے سکتی۔ ⑤ جو چیز کسی سے عاریتاً اور ادھار لی ہے اس کی واپسی ضروری ہے۔ اسی طرح جو جانور کسی کو دودھ پینے کے لیے دیا گیا ہے وہ مالک ہی کا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چیز عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے دی گئی ہے تو وہ واپس کرنی ہوگی۔ ⑥ کسی سے قرض لیا ہے تو اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ کسی کی ضمانت دی ہے تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، یعنی تمام امور مذکورہ بالا حقوق ہیں جن کی صاحب حق کو ادائیگی ضروری ہے،

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق دلوایا ہے، کسی صاحبِ حق کا حق مارنے کی اجازت نہیں دی۔

٢١٢١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَلٰى نَاقَتِهِ وَأَنَا تَحْتَ جِرَانِهَا وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَإِنَّ لُعَابَهَا يَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

[2121] سیدنا عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر خطاب فرمایا جبکہ میں اس کی گردن کے نیچے تھا اور وہ جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوسکتی۔ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے ناکامی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: [جِرَانُ الْبَعِيرِ] اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ۔ [تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا]: اونٹنی کا جگالی کرنا۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ (التحفة ٦)

باب:6۔ وصیت سے پہلے قرض ادا کرنا ہوگا

٢١٢٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنْتُمْ تَقْرَءُونَ الْوَصِيَّةَ قَبْلَ الدَّيْنِ.

[2122] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصیت کی تعمیل سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا جبکہ تم قرآن مجید میں وصیت کا حکم قرض سے پہلے پڑھتے ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عام اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قرض وصیت سے پہلے چکایا جائے گا۔

فائدہ: فہم قرآن کے لیے محض لغت اور الفاظ پر انحصار جائز نہیں جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے کہ قرآن مجید میں ورثاء کے حصے بیان کرتے ہوئے وصیت کا حکم قرض سے پہلے بیان کیا گیا ہے، فرمایا: ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ﴾ یہاں لفظ [أَوْ] لایا گیا ہے جو ترتیب پر دلالت نہیں کرتا، مقصد یہ ہے کہ یہ دونوں کام ہونے چاہئیں، لیکن لفظی طور پر وصیت مقدم

٢١٢١ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي: ٦/ ٢٤٧، ح: ٣٦٧١ (الوصايا، باب إبطال الوصية للوارث) عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ٢٧١٢ من حديث قتادة به، ورواه شعبة عن قتادة به (النسائي: ٦/ ٢٤٧، ح: ٣٦٧٢) * شهر تقدم حاله آنفًا: ٢١١٧.

٢١٢٢ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث العصبة، ح: ٢٧٣٩ من حديث أبي إسحاق السبيعي به وسنده ضعيف ولمفهوم الحديث شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ٢٤٣٣ وغيره وانظر الإرواء، حديث: ١٦٦٧.

ہے کیونکہ یہ تبرع اور احسان ہے، اس لیے اہتمام اور احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے اسے مقدم رکھا، کیونکہ ورثاء قرض ادا کرنے کے لیے تو آسانی سے تیار ہو جاتے ہیں جبکہ وصیت کی تعمیل ان پر گراں گزرتی ہے اگرچہ عملاً بالاتفاق، وصیت پر عمل قرضے کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 362/6، 363)

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَصَدَّقُ أَوْ يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ...)

باب: 7۔ کسی شخص کا مرتے وقت صدقہ کرنا یا غلام آزاد کرنا

٢١٢٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ: أَوْصٰى إِلَيَّ أَخِي بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِهِ، فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَخِي أَوْصٰى إِلَيَّ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِهِ فَأَيْنَ تَرٰى لِي وَضْعَهُ فِي الْفُقَرَاءِ أَوِ الْمَسَاكِينِ أَوِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ أَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِينَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ».

[2123] ابو حبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی نے مجھے اپنے کچھ مال کے بارے میں وصیت کی (کہ میں اسے خرچ کر دوں) تو میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ملا اور میں نے کہا: میرے بھائی نے مجھے اپنے کچھ مال کے بارے میں وصیت کی تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اسے فقراء، مساکین اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں میں سے کسے دوں؟ انھوں نے جواب دیا: اگر مجھے خرچ کرنا ہوتا تو میں مجاہدوں کے برابر کسی کو قرار نہ دیتا، یعنی مجاہدوں پر خرچ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو شخص مرتے وقت (غلام کو) آزادی دیتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو سیر ہونے کے بعد، یعنی اپنا پیٹ بھرنے کے بعد، تحفہ دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ اجر و ثواب کا باعث اور حقیقی صدقہ وہی ہے جو انسان اپنی صحت و تندرستی اور حرص کے ایام میں دیتا ہے۔ موت کے وقت صدقہ کرنا جبکہ مال ورثاء کی طرف منتقل ہو رہا ہوتا ہے، ایک کم حیثیت اور کم تر اجر و ثواب کا باعث ہے۔

(المعجم ٨) بَابٌ: (التحفة...)

باب: 8۔ بلا عنوان

٢١٢٣۔ [ضعيف] أخرجه أبو داود، العتق، باب: في فضل العتق في الصحة، ح:٣٩٦٨ من حديث سفيان الثوري، والنسائي، ح:٣٦٤٤ من حديث أبي إسحاق به * أبوحبيبة: لم يوثقه غير ابن حبان وانظر التفصيل في الضعيفة للألباني، حديث: ١٣٢٢.

٢١٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَلْتَفْعَلْ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ».

[2124] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سیدہ بریرہ اپنی آزادی کی قسطوں کی ادائیگی میں تعاون کے سلسلے میں میرے پاس آئی اور اس نے ابھی تک مالکوں کو کوئی قسط ادا نہ کی تھی، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: اپنے مالکوں کے پاس جاؤ، اگر وہ یہ پسند کریں کہ میں تیری تمام رقم (سب قسطیں) ادا کر دوں اور تیری ولاء (نسبت آزادی) مجھے حاصل ہو تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ اپنے مالکوں سے کیا تو انھوں نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے: اگر وہ اجر وثواب کے لیے تجھ سے تعاون کرنا چاہیں تو یہ کام کر لیں، تیری ولاء بہرحال ہمیں ہی حاصل ہو گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعے کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم خرید کر اسے آزاد کر دو کیونکہ ولاء تو اسے ہی ملتی ہے جس نے آزادی دی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ خطاب کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا جواز اللہ کی کتاب میں نہیں ہے؟ جس نے ایسی شرط لگائی جس کی گنجائش اللہ کی کتاب (قانون وضابطے) میں نہیں ہے تو وہ اسے حاصل نہیں ہو گی اگرچہ وہ شرط سو دفعہ لگائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی سندوں سے مروی ہے اور اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رو سے اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ولاء اسی کو حاصل ہوتی ہے جس نے آزاد کیا ہو۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مالکوں سے کتابت کی تھی کہ میں اتنی رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں گی اور اس کے لیے ان سے نو قسطیں طے کی تھیں۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا قسطوں کی ادائیگی کے لیے رقم جمع کر رہی تھیں اور کچھ قسطیں جمع کر لی تھیں لیکن ابھی تک کوئی قسط ادا نہیں

٢١٢٤ـ أخرجه البخاري، المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب . . . إلخ، ح: ٢٥٦١، ومسلم، ح: ١٥٠٤/٦ عن قتيبة به.

کی تھی، اسی سلسلے میں وہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں تمام زر کتابت یک مشت ادا کر کے تمھیں خرید کر آزاد کر دیتی ہوں اور نسبت آزادی مجھے حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا قانون وضابطہ یہی ہے کہ ولاء آزاد کرنے والے کو حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے اصول وقانون کے مقابلے میں کسی شرط کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے نبی ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء تمھیں ہی حاصل ہوگی اور بریرہ کے مالکوں کو جب اس شرعی قانون وقاعدے کا پتا چل جائے گا تو وہ خود بخود اپنی شرط سے دستبردار ہو جائیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی بات پر عمل کیا اور آپ نے موقع ومحل کی مناسبت سے اس شرعی اصول کی وضاحت فرما دی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٢٩) أَبْوَابُ الْوَلَاءِ وَالْهِبَةِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٦)

رسول اللہ ﷺ سے منقول ولاء اور ہبہ کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ (التحفة ١)

باب:1۔ ولاء کا حق دار وہی ہے جو آزاد کرتا ہے

٢١٢٥- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ أَوْ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ».

[2125] سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے بریرہ کو (آزاد کرنے کے لیے) خریدنا چاہا تو اس کے آقاؤں نے ولاء کی شرط لگائی (کہ یہ ہمیں ہی حاصل رہے گی) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ولاء (نسبت) کا حق دار وہی ہے جس نے قیمت ادا کی ہے یا ولیٔ نعمت ہے، یعنی احسان کیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر اور ابوہریرہ ؓ سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اہل علم کا عمل اسی پر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رو سے اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ ولاء کا حق دار وہی ہے جو آزاد کرتا ہے یا آزادی کے لیے رقم ادا کرتا ہے۔ اس کا اگر کوئی وارث نہ ہو تو اس کے ترکے کا حق دار بھی یہی ہوگا۔ اگر اس کا کوئی وارث ہو، چاہے عصبہ ہی ہو تو میراث کا حق دار ہوگا۔ (المغني: 215/9)

٢١٢٥ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب ما يرث النساء من الولاء، ح: ٦٧٦٠ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ١٥٠٤ من حديث عائشة ؓ وفي الباب عن ابن عمر [البخاري، ح: ٢١٦٩ ومسلم، ح: ١٥٠٤/٥]، وأبي هريرة [مسلم، ح: ١٥٠٥].

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَ[عَنْ] هِبَتِهِ (التحفة ٢)

باب:2۔ ولاء کا فروخت کرنا یا کسی کو ہبہ کرنا منع ہے

٢١٢٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَ[عَنْ] هِبَتِهِ.

[2126] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ. وَيُرْوٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: لَوَدِدْتُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ دِينَارٍ حِينَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَذِنَ لِي حَتّٰى كُنْتُ أَقُومُ إِلَيْهِ فَأُقَبِّلَ رَأْسَهُ. وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ وَهْمٌ وَهِمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ. وَالصَّحِيحُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَتَفَرَّدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ہمارے علم میں صرف عبداللہ بن دینار بیان کرتا ہے۔ اسے شعبہ، سفیان ثوری اور مالک بن انس رحمہم اللہ عبداللہ بن دینار ہی سے بیان کرتے ہیں۔ امام شعبہ کہتے تھے: میں چاہتا ہوں کہ عبداللہ بن دینار یہ حدیث بیان کرتے وقت مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں اٹھ کر ان کے سر کو بوسہ دوں۔ یحییٰ بن سلیم یہ حدیث عبیداللہ بن عمر کے واسطے سے نافع سے بیان کرتا ہے اور یہ یحییٰ بن سلیم کا وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمر بھی یہ روایت عبداللہ بن دینار ہی سے بیان کرتا ہے، بہت سے راویوں نے عبیداللہ بن عمر سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بیان کرنے میں عبداللہ بن دینار منفرد (اکیلا) ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رو سے ولاء کا بیچنا یا ہبہ کرنا یا کسی سے رشتۂ موالاۃ قائم کرنے کی اجازت دینا درست نہیں۔ ائمۂ اربعہ اور جمہور کا قول یہی ہے۔ (المغني: 219/9، 220)

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ أَوِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ (التحفة ٣)

باب:3۔ اپنے آقاؤں کے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنانا یا اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا

٢١٢٦ـ أخرجه البخاري، الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه، ح: ٦٧٥٦ ومسلم، ح: ١٥٠٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢١٢٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيفَةَ صَحِيفَةٌ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ، فَقَدْ كَذَبَ، وَقَالَ فِيهَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ».

[2127] ابراہیم تیمی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی ؓ نے ہم سے خطاب فرمایا کہ جس شخص کا یہ گمان یا خیال ہو کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفے کے سوا کوئی اور چیز بھی ہے جسے ہم پڑھتے ہیں، ایسا انسان یقیناً جھوٹا ہے۔ صحیفے میں (زکاۃ کے لیے) اونٹوں کی عمریں اور زخموں (کی دیت) کے بارے میں کچھ تحریر تھا اور صحیفے میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ مقام عَیر سے لے کر ثور تک حرم ہے، سو جس نے اس علاقے میں کوئی جرم کیا، بدعت جاری کی یا مجرم و بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور جو غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کا دعویٰ کرتا ہے یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی اور کو اپنا مولیٰ ٹھہراتا ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ اور مسلمانوں کا عہد و امان یکساں اور برابر ہے۔ اس کے لیے ان کے کم تر درجے کا فرد بھی کوشش کر سکتا ہے (کسی کو امان و پناہ دے سکتا ہے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض راویوں نے ابراہیم تیمی کا استاد اس کے باپ کے بجائے حارث بن سوید کو قرار دیا ہے۔ امام ابو عیسیٰ ؒ کہتے ہیں: اور سیدنا علی سے کئی سندوں سے مرفوعاً آئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مدینے کا حرم عَیر سے لے کر ثور تک ہے اور اس حرم میں بالخصوص کسی بدعت اور خلاف شریعت کام کا ارتکاب انتہائی سنگین گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان (فرض و نفل) کی قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ ② اسی طرح اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ بنانا

٢١٢٧ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل المدينة، ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة . . . إلخ، ح: ١٣٧٠ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، ح: ٣١٧٩ من حديث الأعمش به.

اور اپنے باپ کے سوا کسی اور خاندان کی طرف نسبت کرنا لعنت کا کام ہے۔ کیونکہ یہ کفران حقوق ہے۔ ③ کوئی بھی مسلمان مرد یا عورت کسی کو امان و پناہ دے سکتا ہے اور یہ پناہ تمام مسلمانوں کی طرف سے تصور ہوگی۔ کسی کو بھی اسے توڑنے کی اجازت نہیں۔ ④ شیعہ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مخصوص علم تھا جس کا کسی اور صحابی کو علم نہ تھا۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِي مِنْ وَلَدِهِ (التحفة ٤)

باب:4۔ کسی آدمی کا اپنے بیٹے کا (اشارے کنائے میں) انکار کرنا

٢١٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ [بَنِي] فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «[هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ] ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا ؟» قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا أَوْرَقُ ؟» قَالَ: نَعَمْ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «أَنّٰى أَتَاهَا ذٰلِكَ ؟» قَالَ: لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهَا، قَالَ: «فَهٰذَا لَعَلَّ عِرْقًا نَزَعَهُ».

[2128] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی نے ایک سیاہ بچہ جنا ہے (جبکہ میں گورا ہوں۔) تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے رنگ کون سے ہیں؟“ اس نے کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ان میں کوئی خاکستری (سیاہی مائل) بھی ہے؟“ اس نے کہا: ہاں، ان میں ٹیالے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”سرخوں میں یہ رنگ کہاں سے آ گیا؟“ اس نے کہا: شاید اسے کسی اصل (باپ، دادا) نے اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ”تو یہ بچہ، شاید اسے بھی اصل نے کھینچ لیا ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اولاد کا رنگ و نقشہ اپنے باپ پر ہونا ضروری نہیں، محض رنگ و نقش کے اختلاف کی بنا پر بچہ کسی دوسرے کا قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ اولاد کا رنگ اپنے ددھیال اور ننھیال پر بھی جا سکتا ہے، اس لیے سفید جوڑے کی اولاد سیاہ اور سیاہ جوڑے کی اولاد سفید بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ ددھیال یا ننھیال میں کہیں یہ رنگ ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَافَةِ (التحفة ٥)

باب:5۔ قیافہ شناسی کا بیان

٢١٢٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

[2129] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ان

٢١٢٨ـ أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٥٠٠ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ٥٣٠٥ من حديث الزهري به.
٢١٢٩ـ أخرجه مسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩ عن قتيبة، والبخاري، ح: ٣٧٣١ من حديث ◄◄

شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ فَقَالَ: هٰذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

کے ہاں اس حال میں تشریف لائے کہ آپ خوش خوش تھے۔ آپ کے چہرے کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ مجزز (ایک قیافہ شناس آدمی تھا) ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھ کر گیا ہے اور اس نے کہا ہے: یہ پاؤں (قدم) ایک دوسرے کا حصہ ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيهِ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا مَرَّ عَلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ». وَهٰكَذَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ [عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ]. وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي إِقَامَةِ أَمْرِ الْقَافَةِ.

ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان بن عیینہ نے زہری کی سند سے بیان کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کیا ہے ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ مجزز زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کے پاس سے اس حال میں گزرا ہے کہ ان دونوں نے اپنے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور ان کے قدم کھلے تھے۔ (ننگے اور نمایاں تھے۔) تو اس نے کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض اہل علم نے قیافہ کے درست ہونے میں اس حدیث کو حجت و دلیل بنایا ہے۔

فائدہ: سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید تھا اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا انتہائی سیاہ تھا، اس لیے غیر مسلم لوگ ان کے نسب پر طعن کرتے تھے۔ جب ایک قائف (قیافہ شناس) نے ان دونوں کو ایک قرار دیا اور جاہلیت میں لوگ قیافہ شناس پر اعتماد کرتے تھے، تو ان کے اصول اور ضابطے کے مطابق بھی طعن و تشنیع کا جواز ختم ہوگیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا خوشی کا اظہار فرمانا اس بات کی دلیل تھا کہ آپ نے بھی اس پر اعتماد فرمایا ہے۔ جمہور ائمہ کا موقف یہی ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد، اوزاعی اور لیث کا یہی نظریہ ہے۔ احناف اور ثوری کے نزدیک قیافہ حجت نہیں۔ لیکن صحیح موقف جمہور کا ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 274/6، 275)

(المعجم ٦) بَابٌ: فِي حَثِّ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْهَدِيَّةِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ نبی ﷺ کا تحفے تحائف دینے کی ترغیب دلانا

◄ ابن شهاب الزهري به.

٢١٣٠- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ، وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ».

[2130] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو عطیہ اور تحفہ دیا کرو کیونکہ یہ سینے کا حسد و کینہ (بغض وعناد اور شکوک وشبہات) دور کرتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لیے حقیر تصور نہ کرے اگرچہ وہ بکری کے پائے کا آدھا حصہ ہی ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو مَعْشَرٍ اسْمُهُ نَجِيحٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ابومعشر کا نام نجیح ہے اور وہ بنو ہاشم کا آزاد کیا ہوا غلام ہے اور بعض اہل علم نے اس کے حافظے (کی کمزوری) کے سبب اس پر جرح کی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اس کے ہم معنی صحیح روایات موجود ہیں۔ یہ ایک معاشرتی عادت اور رویہ ہے کہ آپس میں تحفے تحائف اور عطیات کا تبادلہ باہمی الفت ومحبت اور پیار کا باعث بنتا ہے اور باہمی میل ملاپ سے آپس کی کدورتیں اور رنجشیں ختم ہو جاتی ہیں اور بہت سی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے اور یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اخلاص ومحبت پر مبنی تحفہ اگرچہ مقدار وتعداد کے اعتبار سے کم حیثیت ہی ہو، لیکن اخلاص ومحبت کی بنا پر اسے حقیر تصور نہیں کرنا چاہیے، اس لیے ایک دوسرے کو تحفہ دینا چاہیے، خواہ معمولی ہی ہو۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ (التحفة ٧)

باب: 7- ہبہ (تحفہ وعطیہ) واپس لینا ناپسندیدہ ہے

٢١٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْمُكْتِبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ [فَرَجَعَ] فِي قَيْئِهِ».

[2131] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس انسان کی مثال جو عطیہ دے کر واپس لے لیتا ہے، اس کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے حتی کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو پھر اسے قے کر دیتا ہے۔ پھر دوبارہ اسے چاٹ لیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن

٢١٣٠- [ضعيف بهذا السياق] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠٥ من حديث أبي معشر به وهو ضعيف وحديث: "ولا تحقرن جارة لجارتها ولو شق فرسن شاة" له شاهد عند البخاري، ح: ٦٠١٧ ومسلم، ح: ١٠٣٠.

٢١٣١- تقدم مختصرًا: ١٢٩٩ ☆ وفي الباب عن ابن عباس [يأتي: ٢١٣٢]، وعبدالله بن عمرو [ابن ماجه، ح: ٢٣٧٨].

وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

٢١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ».

[2132] سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی قسم کا عطیہ دے، پھر اسے واپس لے لے۔ ہاں، باپ اولاد کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے۔ اور اس انسان کی مثال جو عطیہ دے کر واپس لے لیتا ہے، کتے کی طرح ہے، وہ کھاتا ہے حتی کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے، پھر قے کردہ کو چاٹ لیتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا يَحِلُّ لِمَنْ وَهَبَ هِبَةً أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدُ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيمَا أَعْطَى وَلَدَهُ، وَاحْتَجَّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. تَمَّ الْوَلَاءُ وَالْهِبَةُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: کسی قسم کا ہبہ کرنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے واپس لے، مگر باپ کو حق حاصل ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو جو کچھ دیا ہو، وہ واپس لے لے، اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی بنا پر جمہور کا موقف یہ ہے کہ کسی کو دیا ہوا تحفہ وہدیہ یا ہبہ واپس لینا جائز نہیں۔ ماں باپ چونکہ اولاد کے مال میں حق رکھتے ہیں، اس لیے وہ دی ہوئی چیز اگر موجود ہو تو واپس لے سکتے ہیں۔ لیکن نخعی، ثوری، اسحاق اور اصحاب رائے کے نزدیک غیر ذی رحم (غیر رشتہ دار) کو دیا ہوا عطیہ اگر اس کا عوض اور بدلہ نہ ملا ہو، تو واپس لیا جا سکتا ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں جمہور کا موقف درست ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 277/6، المغني: 277/8، 278)

٢١٣٢- انظر: الحديث السابق.

فرمانِ رسولِ مکرم ﷺ

«لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِّيُصِيبَهُ»

''کوئی بندہ اس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک خیر اور شر کی تقدیر کو نہ مانے، جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو رنج و مصیبت اسے پہنچ چکی ہے وہ چوک نہیں سکتی تھی اور جو پریشانی اور مصیبت نہیں پہنچی وہ پہنچ نہیں سکتی تھی۔''

(جامع الترمذي، حديث: 2144)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٠) أَبْوَابُ الْقَدَرِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٢٧)

رسول اللہ ﷺ سے منقول تقدیر کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْخَوْضِ فِي الْقَدَرِ (التحفة ١)

٢١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِي وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ، فَقَالَ: «أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هٰذَا الْأَمْرِ. عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ [عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ] أَلَّا تَنَازَعُوا فِيهِ».

باب: 1- تقدیر کے مسئلے میں بحث مباحثہ کرنے پر تشدید وسختی

[2133] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ (گھر سے) ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم (مجلس میں) تقدیر کے بارے میں بحث مباحثہ کر رہے تھے، چنانچہ آپ ناراض ہو گئے، حتی کہ غضب سے آپ کا رخ انور اس قدر سرخ ہو گیا گویا کہ آپ کے دونوں رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے، پھر آپ نے فرمایا: ''کیا تمھیں یہی حکم دیا گیا ہے یا میں تمھارے لیے یہی پیام لایا ہوں؟ (کہ تم تقدیر جیسے نازک مسئلے پر بحث و گفتگو کرو۔) تم سے پہلے لوگ بس اسی وقت تباہ و برباد ہوئے جب انھوں نے اس مسئلے میں جھگڑا اور اختلاف کیا۔ میں تم پر لازم کرتا ہوں، تمھیں تاکید کرتا ہوں کہ اس مسئلے میں جھگڑا اور اختلاف نہ کرو۔''

٢١٣٣- [حسن لغيره] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ١/ ٣٧٢ من حديث صالح المري به وهو ضعيف وشيخه عنعن وللحديث شواهد عند أحمد (٢/ ١٧٩) وأبي يعلى وغيرهما * وفي الباب عن عمر [أبو داود، ح: ٤٧١٠ بلفظ: "لا تجالسوا أهل القدر ولا تفاتحوهم" وسنده ضعيف ومع ذلك صححه ابن حبان، ح: ١٨٢٥]، وعائشة [ابن ماجه، ح: ٨٤]، وأنس [الطبراني في الأوسط: ٨/ ٢٥، ح: ٧٠٤٨].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ. وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ، لَهُ غَرَائِبُ يَتَفَرَّدُ بِهَا [لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا عمر، سیدہ عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں اور یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث اسی سند سے صالح مُرّی سے بیان کی گئی ہے اور صالح مری سے بہت سی غریب احادیث منقول ہیں جن میں وہ متفرد (اکیلا وتنہا) ہے۔ کسی نے ان میں اس کی متابعت نہیں کی (کوئی بھی ان کے بیان میں اس کا ساتھی نہیں ہے۔)

فائدہ: تقدیر کا مفہوم یہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، ہو چکا ہے یا ہوگا، وہ سب اس کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، اس لیے انسان جو بھی اچھا یا برا، نیکی یا بدی، خیر یا شر اور کفر یا ایمان اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے تحت ہو رہا ہے۔ اس کا فیصلہ اور قدر نافذ ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ ایمان واطاعت کو پسند کرتا ہے کیونکہ اس نے ہمیں اس کا پابند ٹھہرایا ہے اور اسی لیے انبیاء ورسل اور شریعتوں کا سلسلہ جاری فرمایا اور کفر ومعصیت کو ناپسند فرماتا ہے، کیونکہ اس سے اس نے ہمیں منع فرمایا ہے، لہٰذا ایمان واطاعت کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہے اور کفر ومعصیت ناکامی ونامرادی کا لیکن قضاء وقدر کا یہ مسئلہ انتہائی نازک اور مشکل ہے اسے سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس پر ایمان کا تقاضا اور مطالبہ یہ ہے کہ اگر کسی کی سمجھ میں یہ مسئلہ نہ آئے تو وہ اس کا انکار نہ کرے، یا بحث مباحثہ نہ کرے بلکہ اپنے دل ودماغ کو اس بات پر مطمئن کرے کہ اللہ کے صادق ومصدوق رسول نے چونکہ انھیں بیان فرمایا ہے، اس لیے میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور دل کی گہرائی سے اس کی تصدیق کرتا ہوں، اس لیے جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کے زیر تعلیم وتربیت تھے، آپ نے انھیں اس مسئلے میں بحث مباحثہ اور جھگڑا کرتے دیکھا، تو آپ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا: پہلی امتوں کی تباہی وبربادی، یعنی گمراہی اور ضلالت کا سبب مسئلۂ تقدیر میں اختلاف تھا، کیونکہ تمام اعتقادی گمراہیوں کا سبب یہی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ میں اعتقادی گمراہیوں کا سلسلہ مسئلۂ تقدیر میں بحث مباحثے سے شروع ہوا، اسی لیے آپ ﷺ نے اس سے تاکیداً روکا تھا اور اس بات کو لازم ٹھہرایا تھا کہ اس مسئلے میں ہرگز بحث مباحثہ اور جھگڑا نہ کرنا۔

(المعجم ٢) بَابُ [مَا جَاءَ فِي حِجَاجِ آدَمَ وَمُوسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ] (التحفة ٢)

باب:2۔ سیدنا آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا تکرار ومباحثہ

٢١٣٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ: حَدَّثَنَا

[2134] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٢١٣٤- أخرجه النسائي في الكبرى كما في تحفة الأشراف: ٩/ ١٢٣٨٩ عن يحيى بن حبيب به ورواه أحمد: ٢/ ٣٩٨ من حديث الأعمش، والبخاري، ح: ٣٤٠٩ ومسلم، ح: ٢٦٥٢ من طرق عن أبي هريرة به وهو صحيفة همام بن منبه، ح: ٤٥ * وفي الباب عن عمر [أبو داود، ح: ٤٧٠٢]، وجندب [أحمد: ٢/ ٤٦٤ وابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٤٣].

الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰى فَقَالَ مُوسٰى: يَا آدَمُ! أَنْتَ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ، قَالَ: فَقَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، أَتَلُومُنِي عَلٰى عَمَلٍ عَمِلْتُهُ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ» قَالَ: «فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى».

نے فرمایا: ''آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں باہمی تکرار ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے آدم! تم ہی ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور تم میں اپنی روح پھونکی، تم نے سب لوگوں کو بے راہ کیا اور انھیں جنت سے نکلوا دیا۔ تو آدم علیہ السلام نے کہا: تم وہ موسیٰ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کا شرف بخشا، کیا مجھے اس کام کے ارتکاب پر ملامت کرتے ہو، جو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں آسمان و زمین کی تخلیق سے بھی پہلے طے کر دیا تھا (لکھ دیا تھا۔) اس طرح آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَجُنْدُبٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ. وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمر اور جندب رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سلیمان تیمی کی اس سند سے غریب ہے۔ اعمش کے شاگردوں نے اعمش کی اسی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور بعض شاگردوں نے اسے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث کئی سندوں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: انسان دنیا میں جو بھی اچھا یا برا عمل کرتا ہے وہ آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے طے ہو چکا ہے، اس لیے اگر کسی انسان سے برا عمل صادر ہوتا ہے، تو اسے اس پر توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ توبہ و استغفار کے بعد اسے طعن و تشنیع یا ملامت کرنا درست نہیں، اس لیے انسان معصیت کے ارتکاب کی صورت میں تقدیر کو مصائب و تکالیف کے سلسلے میں ڈھال اور حجت بنا سکتا ہے، لیکن معاصی اور گناہوں کے ارتکاب کے لیے دلیل و حجت یا ڈھال نہیں بنا سکتا، اس لیے آدم علیہ السلام نے، جب ان سے غلطی اور قصور کا ارتکاب ہوا، اللہ تعالیٰ سے بخشش اور معافی کی درخواست کی، لیکن جب موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ملامت کی تو انھوں نے تقدیر کو حجت بنایا کہ اللہ تعالیٰ کا طے کردہ فیصلہ یہی تھا کہ آدم کو خلافت ارضی ہی کے لیے پیدا کیا گیا تھا، جنت سے انھوں نے دنیا میں آنا ہی تھا، اس لیے وہ موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تقدیر کو مصائب و تکالیف کے سلسلے میں ڈھال اور حجت بنایا جا سکتا ہے تاکہ انسان غم و حزن اور پریشانی سے محفوظ ہو جائے، گناہوں اور معاصی کے ارتکاب کے لیے دلیل و حجت نہیں بنایا جا سکتا تاکہ انسان گناہوں کے ارتکاب کے لیے جری اور نڈر نہ ہو جائے۔ کیونکہ انسان شریعت کا مامور اور پابند ہے جو معلوم ہے، تقدیر کا مامور اور پابند نہیں کیونکہ وہ مجہول اور نامعلوم ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّقَاءِ وَالسَّعَادَةِ (التحفة ٢)

باب:3۔شقاوت و بدبختی اور سعادت وخوش بختی

٢١٣٥- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيهِ أَمْرٌ مُبْتَدَعٌ أَوْ مُبْتَدَأٌ أَوْ فِيمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ قَالَ: «فِيمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ».

[2135] سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بتائیے جو عمل ہم کرتے ہیں، یہ عمل نیا ہے یا اس کا آغاز ہو رہا ہے یا یہ طے شدہ امور ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اے خطاب کے بیٹے! ان امور سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یہ طے ہو چکے ہیں اور ہر ایک کے لیے سہولت و آسانی پیدا کی گئی ہے۔ رہا وہ انسان جو اہل سعادت میں سے ہے، تو وہ یقیناً سعادت و خوش بختی کے لیے عمل کرتا ہے اور جو اہل شقاوت میں سے ہے تو وہ یقیناً بدبختی و شقاوت کے لیے کام کرتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَحُذَيْفَةَ ابْنِ أَسِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی، حذیفہ بن اسید، انس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا علم کامل، محیط اور ازلی و ابدی ہے۔ ہر چیز اس کے علم میں ہے، اس لیے ہر انسان کے اعمال سے وہ پوری طرح آگاہ ہے اور اس کا انجام بھی جانتا ہے۔ اس علم کامل اور محیط کی روشنی میں یہ طے ہو چکا ہے کہ کون سا انسان شقی و بدبخت ہے اور اس نے بدبختی و بدنصیبی والے کام کرنے ہیں، اس لیے وہ شقاوت و بدبختی والے کام کرے گا۔ اسی طرح وہ سعید اور خوش بخت انسان سے بھی آگاہ ہے کہ وہ سعادت اور خوش نصیبی والے اعمال کرے گا، اس لیے جو کوئی نیک اور خوش بختوں میں سے ہے تو اسے سعادت اور نیکی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں سے ہے تو اسے شقاوت اور بدبختی والے بداعمال ہی کی توفیق ملتی ہے۔

٢١٣٦- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا

[2136] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ

٢١٣٥ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢، ح: ٥١٣٩ عن عبدالرحمن بن مهدي به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٨٠٧، والبزار (كشف الأستار): ٣/ ١٨، ١٩، ح: ٢١٣٧، وابن أبي عاصم (السنة)، ح: ١٦٥، وأحمد(٤/ ٦٧ وسنده حسن) وغيرهم ☆ وفي الباب عن علي [يأتي: ٢١٣٦]، وحذيفة بن أسيد [مسلم، ح: ٢٦٤٤]، وحذيفة بن اليمان [أبو داود، ح: ٤٦٩٢]، وأنس [البخاري، ح: ٣٩٨ ومسلم، ح: ٢٦٤٦]، وعمران بن حصين [البخاري، ح: ٦٥٩٦، ٧٥٥١ ومسلم، ح: ٢٦٤٩].

٢١٣٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿وأما من بخل واستغنى﴾ ح: ٤٩٤٧ ومسلم، ح: ٢٦٤٧ من حديث وكيع به.

عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ عُلِمَ» - قَالَ وَكِيعٌ: «إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ» - قَالُوا: أَفَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لَا، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ».

ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ زمین کرید رہے تھے کہ آپ نے اچانک اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، پھر فرمایا: ''تم میں کوئی فرد نہیں مگر اس کے بارے میں جانا جا چکا ہے۔'' وکیع کے الفاظ ہیں: ''مگر اس کی جگہ دوزخ میں اور اس کی جگہ جنت میں لکھی جا چکی ہے۔'' حاضرین نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! تو کیا ہم اسی پر بھروسا نہ کر لیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، عمل کرو، ہر ایک کو اس عمل کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ ہر انسان کا انجام اور اس کا آخری ٹھکانا، دوزخ یا جنت پہلے سے طے ہو چکا ہے، لیکن یہ بھی طے ہے کہ دوزخ اور جنت تک پہنچنے کا راستہ اور ذریعہ برے یا اچھے عمل بھی پہلے سے طے ہیں اور مقدر ہو چکے ہیں، اس لیے سعی و عمل کو چھوڑا نہیں جا سکتا، اور محض تقدیر کے لکھے پر بھروسا اور اعتماد کر کے بیٹھا نہیں جا سکتا، کیونکہ تقدیر میں سعی و عمل بھی تحریر ہے کہ جو جنت میں جائے گا وہ اپنے فلاں فلاں اعمالِ خیر کے راستے سے جائے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ اپنے فلاں فلاں بد اعمال کی راہ سے جائے گا اور ہر انسان کو اپنے مقدر اعمال کی توفیق مل رہی ہے، وہ اس کے لیے ناگزیر ہیں، ان سے انسان بھاگ نہیں سکتا، لیکن چونکہ انسان کو اپنے مقدر یا سعادت و شقاوت کا علم نہیں ہے، تقدیر مجہول اور نامعلوم ہے، اس لیے ہر انسان نیک اعمال، یعنی شریعت کا مکلف ہے جس کا رسولوں اور کتابوں کے ذریعے سے علم حاصل ہو چکا ہے۔

(المعجم ۴) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْأَعْمَالَ بِالْخَوَاتِيمِ (التحفة ۴)

باب:4۔ اعمال کا مدار خاتمے پر ہے

٢١٣٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ

[2137] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے، جو صادق اور مصدوق ہیں، فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کا مادۂ تخلیق، اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفے کی شکل میں) جمع رکھا جاتا ہے، پھر اتنی ہی مدت تک جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے،

٢١٣٧ـ أخرجه مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . إلخ، ح:٢٦٤٣ من حديث أبي معاوية، والبخاري، ح:٦٥٩٤ من حديث الأعمش به ✽ وفي الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح:٢٦٥١]، وأنس [البخاري، ح:٦٥٩٥ ومسلم، ح:٢٦٤٦] ✽ قول أحمد صحيح عنه.

مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ: يَكْتُبُ رِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَعَمَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، ثُمَّ يَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا».

پھر اتنے ہی دن وہ گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے (اور اس دوران میں اعضاء کی تشکیل اور ہڈیوں کی بناوٹ شروع ہو جاتی ہے۔) پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے: وہ اس کا رزق، اس کی عمر، اس کا عمل اور یہ بدبخت ہے یا نیک بخت، لکھتا ہے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں! (کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) تم میں سے کوئی شخص جنتیوں والے عمل کرتا ہے، حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور اس کا خاتمہ دوزخیوں والے عمل پر ہوتا ہے اور انجام کار دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی شخص دوزخیوں والے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آ تا ہے اور اس کا خاتمہ جنتیوں والے عمل پر ہوتا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ.

وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ بِعَيْنِي مِثْلَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدٍ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار کی سند سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے احادیث موجود ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ بن سعید القطان جیسا شخص نہیں دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اعمش کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ اور وکیع نے بھی اعمش سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں دو مضمون بیان فرمائے ہیں: پہلے انسانی تخلیق کے ان مراحل کا ذکر فرمایا ہے جن سے عام طور پر انسان روح پھونکے جانے تک ماں کے رحم میں گزرتا ہے، پھر اس کے بعد اس نوشتہ تقدیر کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے تحت ہے جس میں ماضی، حال اور مستقبل یکساں ہیں، یعنی وہ ابدی اور ازلی ہے۔ وہ انسان کی تخلیق و پیدائش بلکہ آسمان و زمین کی تکوین و تخلیق سے پہلے ہی جانتا تھا کہ ہر شخص کے عمل کیسے ہوں گے، اس کا خاتمہ کس عمل پر ہوگا اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس کی مدتِ حیات کتنی ہے اور اسے موت کہاں، کیسے اور کب آنی ہے۔ اس کی روزی کیسی ہوگی، وہ سعید و خوش بخت ہوگا یا شقی اور بدبخت، اس طرح انسان کی پوری زندگی کا تفصیلی نقشہ اس کے علم میں ہے اور اس کے مطابق نوشتۂ تقدیر، تحریر ہو چکا ہے اور وہ ایسا اٹل اور قطعی ہے کہ اس میں یہ بھی تحریر ہے کہ کون سا شخص جس کا خاتمہ دوزخیوں والے عمل پر ہوگا اور وہ ایک مدت تک جنتیوں کی سی پاکیزہ زندگی گزارے گا اور نیک عمل کر کے جنت کے بہت قریب ہو جائے گا لیکن ایک دم اس کا رویہ اور طرز عمل تبدیل ہو جائے گا اور وہ دوزخیوں والے عمل کرنے لگے گا اور پھر انھی بد اعمال پر اس کا خاتمہ ہوگا اور وہ دوزخ میں چلا جائے گا۔ اس کے برعکس کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ وہ جنتی ہوگا لیکن وہ ایک عرصے تک دوزخیوں والے عمل کرتا رہے گا اور دوزخ کے انتہائی قریب پہنچ جائے گا کہ گویا اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے گا، پھر اس کے عمل میں تبدیلی پیدا ہوگی اور وہ اہل جنت والے نیک اعمال کرنے لگے گا اور انھی پر مر کر جنت میں داخل ہو جائے گا، اس لیے برابر اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے اور برے خاتمے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ ② کسی شخص کے اچھے یا برے عمل دیکھ کر اس کے جنتی یا دوزخی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، ہمیں معلوم ہی نہیں کہ زندگی کے باقی حصے میں اس کا رخ اور رویہ کیا ہوگا اور اس کا خاتمہ کن اعمال پر ہوگا۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ (التحفة ٥)

باب: 5- ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے

٢١٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَبِيعَةَ الْبُنَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْمِلَّةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، وَيُشَرِّكَانِهِ»، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَنْ هَلَكَ قَبْلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا

[2138] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ ملت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، عیسائی اور مشرک بنا ڈالتے ہیں۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! جو بچے اس دور سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے (اگر وہ زندہ رہتے) تو وہ کون سے عمل کرتے۔''

٢١٣٨- أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة ... إلخ، ح: ٢٦٥٨/ ٢٣ من حديث الأعمش به، ورواه البخاري، ح: ١٣٥٨، ١٣٥٩، ٤٧٧٥، ٦٥٩٩، ٦٦٠٠ وغيره من طرق عن أبي هريرة به * وفي الباب عن الأسود بن سريع [أحمد: ٣/ ٤٣٥].

كَانُوا عَامِلِينَ بِهِ».

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: «يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ». [وَفِي الْبَابِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ].

ابوکریب اور حسین بن حریث کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔ اس میں ہے کہ ”ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔“ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ روایت شعبہ اور دوسرے راویوں نے اعمش کی سند ہی سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ اس میں بھی ملت کی جگہ فطرت ہی کا لفظ ہے۔ اس مسئلے میں اسود بن سریع سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت اور گھٹی میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھی ہے لیکن جب وہ ادراک وشعور کی زندگی کو پہنچتا ہے، تو اپنے گرد وپیش سے متاثر ہوتا ہے اور جن کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے، انھی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور سب سے زیادہ اثر وہ والدین کا قبول کرتا ہے، کیونکہ ابتدا میں انھی کے رہن سہن اور دین وملت کو دیکھتا ہے، اس لیے خاندانی مذہب وملت کو اختیار کر لیتا ہے۔ اگر کوئی بچہ عقل وشعور اور تمیز یا اثر قبول کرنے کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے، تو اگر اس نے زندہ رہنا ہوتا تو وہ کون سے عمل کرتا یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ چونکہ انھیں شعور کی زندگی ملی ہی نہیں، اس لیے فطرت اسلامیہ پر سمجھے جائیں گے، لہٰذا وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوں یا کافروں کے، ملت اسلامیہ پر تصور ہوں گے اور جنتی ہوں گے۔ (تحفة الأحوذي: 6/187، 188) بعض علماء اس میں توقف کے قائل ہیں، یعنی ان کے متعلق کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔ وہ ان کے بارے میں جو چاہے گا، فیصلہ فرمائے گا، جس کا ابھی ہمیں علم نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ (التحفة ٦)

باب: 6۔ تقدیر کو صرف دعا بدلتی ہے

٢١٣٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ وَسَعِيدُ ابْنُ يَعْقُوبَ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ عَنْ أَبِي مَوْدُودٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

[2139] سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قضا وتقدیر کو صرف دعا بدلتی ہے اور عمر میں نیکی ہی سے اضافہ ہوتا ہے۔“

٢١٣٩۔ [حسن لغيره] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٦٩ والطبراني: ٦/ ٢٥١، ح: ٦١٢٨ من حديث سعيد بن يعقوب به، وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ٩٠، ٤٠٢٢ وصححه ابن حبان، ح: ١٠٩٠ والحاكم: ١/ ٤٩٣ والذهبي. من أراد التفصيل فليراجع الصحيحة للألباني، حديث: ١٥٤ .

يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ الضُّرَيْسِ. وَأَبُو مَوْدُودٍ اثْنَانِ أَحَدُهُمَا يُقَالُ لَهُ: فِضَّةُ وَالْآخَرُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، أَحَدُهُمَا بَصْرِيٌّ وَالْآخَرُ مَدَنِيٌّ وَكَانَا فِي عَصْرٍ وَّاحِدٍ. وَأَبُو مَوْدُودٍ الَّذِي رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ اسْمُهُ فِضَّةُ بَصْرِيٌّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابو اُسید سے حدیث آئی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور یحییٰ بن ضُریس کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ ابومودود نام کے دو آدمی ہیں: ایک کو فضہ کہتے ہیں اور دوسرے کو عبدالعزیز بن ابی سلیمان۔ پہلا بصری ہے اور دوسرا مدنی۔ دونوں ایک ہی دور کے ہیں۔ اس حدیث کا راوی فضہ ہے جو بصری ہے۔

فائدہ: دعا اور نیکی بھی تقدیر میں شامل اور داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ فلاں شخص دعا کرے گا یا کروائے گا، اس لیے اس کی زندگی اس انداز کی گزرے گی، فلاں انسان نیکی کرے گا، اس لیے اس کی عمر زائد ہوگی، فلاں نیکی اور صلہ رحمی نہیں کرے گا، اس لیے اس کی عمر کم ہوگی۔ دعا سے تقدیر میں تبدیلی اور نیکی سے عمر میں اضافہ یہ نوشتہ تقدیر میں طے ہو چکا ہے، لیکن ہمیں اس کا قطعاً کوئی علم نہیں، اس لیے ہمارے علم کے اعتبار سے تو تبدیلی اور اضافہ ہے۔ نوشتہ تقدیر کی رو سے تبدیلی اور اضافہ نہیں ہے۔ وہاں تقدیر مبرم اور اٹل ہے۔ یہ نہیں ہے کہ دعا ہوگی تو یوں ہوگا، دعا نہیں ہوگی تو یوں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ دعا ہوگی یا نہیں ہوگی، یہی حال نیکی کا ہے، اس لیے اس کا فیصلہ اٹل اور دوٹوک ہے۔

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرَّحْمٰنِ (التحفة ...)

باب: 7۔ تمام قلوب (دل) رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں

٢١٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ» ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! آمَنَّا بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ أُصْبُعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ».

[2140] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت یہ کلمات پڑھتے تھے: [يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ] ”اے دلوں کے پھیرنے والے اور بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔“ تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر اور آپ کی ہدایات وتعلیمات پر ایمان لا چکے ہیں، تو کیا آپ ہمارے

٢١٤٠ـ أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب دعاء رسول الله ﷺ، ح: ٣٨٣٤ من حديث الأعمش به وصححه الحاكم: ١/ ٥٢٦ ووافقه الذهبي وله شواهد عند المؤلف، يأتي: ٣٥٢٢ وابن ماجه، ح: ١٩٩ وغيرهما ☆ وفي الباب عن النواس بن سمعان [ابن ماجه، ح: ١٩٩ والنسائي في الكبرى، ح: ٧٧٣٨]، وأم سلمة [يأتي: ٣٥٢٢ وسنده حسن]، وعبدالله بن عمرو [مسلم، ح: ٢٦٥٤/ ١٧]، وعائشة [أحمد: ٦/ ٩١، ٢٥٠، ٤١٨ والنسائي في الكبرى، ح: ١٠١٣٦ وتحفة الأشراف: ١١، ح: ١٦٠٥٩]، وأبي ذر وحديث الأعمش عن أبي سفيان عن جابر [يأتي: ٣٥٢٢].

بارے میں خوف و خطرہ محسوس فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، سب دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ انھیں جیسے چاہے پھیرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَعَبْدِ اللهِ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَنَسٍ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا نواس بن سمعان، سیدہ ام سلمہ، سیدنا عبداللہ، سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بہت سے راویوں نے اعمش کی سند سے اسے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور بعض راویوں نے اعمش کی سند سے اسے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ ابوسفیان کا انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرنا زیادہ صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کی انگلیاں بھی ہیں لیکن وہ ایسی ہیں جیسی خالق کے شایانِ شان ہیں، انھیں مخلوق کی انگلیوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے وہ تشبیہ اور تمثیل سے بالا ہیں۔ ان کو کیفیت، تشبیہ اور مثال کے بغیر بلا تاویل ماننا ضروری ہے۔ ② اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضے اور اختیار میں ہیں، وہ جدھر چاہے انھیں پھیر سکتا ہے اور پھیر دیتا ہے، اس لیے اس سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے دلوں کو دین پر ثابت و قائم رکھے اور ہمارے دل اپنی اطاعت و بندگی کی طرف پھیر دے۔ ③ رسول اللہ ﷺ ہماری تعلیم و ہدایت کی خاطر یہ دعا فرماتے تھے، اس لیے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ سوال نہیں کیا کہ اللہ کے رسول! آپ اپنے بارے میں اندیشہ اور خطرہ محسوس فرماتے ہیں، بلکہ یہ پوچھا کہ آپ ہمارے بارے میں ڈر اور خوف محسوس فرماتے ہیں۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ (التحفة ٨)

باب: 8۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں جنتیوں اور (دوسری میں) جہنمیوں کے نام لکھ دیے ہیں

٢١٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ، عَنْ شُفَيِّ بْنِ مَاتِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ، فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟» فَقُلْنَا: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا، فَقَالَ لِلَّذِي فِي

[2141] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر نکلے اور ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو یہ دو کتابیں کیا ہیں؟'' تو ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! الا یہ کہ آپ ہمیں بتا دیں، چنانچہ آپ

٢١٤١_أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٤٧٣ عن قتيبة وأحمد: ٢/ ١٦٧ من حديث الليث بن سعد به ☆ أبو قبيل هو حيي بن هانيء المعافري ☆ وفي الباب عن ابن عمر [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٢٦، ح: ٢١٥٦].

يَدِهِ الْيُمْنَى: «هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا». ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ: «هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا». فَقَالَ أَصْحَابُهُ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: «سَدِّدُوا وَقَارِبُوا فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ: «فَرَغَ رَبُّكُمْ مِّنَ الْعِبَادِ، فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ».

نے اس کے بارے میں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی، فرمایا: ''یہ کائنات کے رب کی طرف سے کتاب ہے جس میں اہل جنت کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر ان ناموں کے آخر میں مجموعہ لکھ دیا گیا ہے، ان میں کبھی کمی اور بیشی نہیں ہوگی۔'' پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''یہ رب العالمین، تمام کائنات کے مالک کی طرف سے کتاب (تحریر) ہے جس میں دوزخیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخری مجموعہ لکھ دیا گیا ہے، سو ان میں کبھی اضافہ اور کمی نہیں ہوگی۔'' آپ کے صحابہ نے عرض کی: تو پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے اے اللہ کے رسول؟ اگر انجام کے معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''درستی اور استقامت اختیار کرو اور اعتدال و میانہ روی اپناؤ، کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں والے عمل پر ہوگا اگرچہ اس کے پہلے عمل کیسے ہی ہوں۔ اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں والے عمل پر ہوگا اگرچہ پہلے اس کے عمل کیسے ہی ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کتابوں کو پھینک دیا، پھر فرمایا: ''تمھارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، ایک گروہ جنتی ہے اور ایک گروہ دوزخی ہے۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو قَبِيلٍ اسْمُهُ حُيَيُّ بْنُ هَانِئٍ.

قتیبہ نے بواسطہ بکر بن مضر، ابی قبیل سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو قبیل راوی کا نام حیی بن ہانی ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا علم محیط چونکہ نفس الامر، حقیقت اور واقعہ کے مطابق ہے اور اس کے خلاف واقعہ ہونے کا امکان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر انسان کے اعمال اور انجام سے آگاہ ہے، اس کے علم میں تبدیلی کا امکان نہیں ہے، اس لیے جنتیوں اور

دوزخیوں کا جو مجموعہ اس نے لکھ دیا ہے اس میں کمی بیشی کا امکان نہیں ہے۔ چونکہ انجام کے ساتھ عمل بھی لکھے گئے ہیں جن کے نتیجے میں انسان نے جنت یا دوزخ میں جانا ہے، اس لیے اعمال سے فرار ممکن نہیں۔ انسان نے وہ عمل کرنے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ عمل لکھ دیے ہیں، اگر عمل نہ کرے تو وہ لکھتا بھی نہ اور اس کا عمل نفس الامر اور واقعے کے مطابق ہے، اس لیے وہ عمل ہو کر رہیں گے اور اسی طرح ہوں گے جس طرح لکھا ہے، کیونکہ اس کا لکھا ہوا واقعے کے مطابق ہے، اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اعمال کی کیا ضرورت ہے یا وہ کس لیے ہیں۔

٢١٤٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ»، فَقِيلَ: كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2142] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے عمل کرواتا ہے۔'' آپ سے پوچھا گیا: کیسے عمل کرواتا ہے، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''موت سے پہلے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔''

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نیک اعمال کی توفیق اور ان کی قبولیت دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اس لیے عمل صالح کی توفیق اور ان کی قبولیت کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ (التحفة ٩)

باب:9۔ کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہامہ اور صفر کی کوئی حقیقت ہے

٢١٤٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَاحِبٌ لَنَا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئًا». فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ! الْبَعِيرُ أَجْرَبُ الْحَشَفَةِ نُدْبِنُهُ فَيُجْرِبُ

[2143] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور (خطاب) فرمایا: ''کوئی چیز (بیماری) ایک سے دوسرے تک نہیں پہنچتی۔'' تو ایک بدوی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ایک اونٹ کو جس کے پیشاب کی جگہ میں خارش ہو، ہم اسے اونٹوں کے باڑے میں لے جاتے ہیں، تو وہ تمام اونٹوں کو خارش کر دیتا

٢١٤٢ـ أخرجه ابن حبان، ح: ١٨٢١ من حديث علي بن حجر، وأحمد: ٣/ ١٠٦ من حديث حميد الطويل به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٩، ٣٤٠ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند الحاكم وابن حبان، ح: ١٨٢٢، ١٨٢٣ وغيرهما.

٢١٤٣ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٠ عن عبدالرحمن بن مهدي به ※ سفيان الثوري تابعه سعيد بن مسروق عند الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٣٠٨ وللحديث شواهد و "صاحب لنا" صحابي كما عند الطحاوي ※ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٥٧١٧، ٥٧٥٧ ومسلم، ح: ٢٢٢٠]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ٣٥٣٩]، وأنس [تقدم: ١٦١٥] ※ محمد بن عمرو بن صفوان هو محمد بن عثمان بن أبي صفوان الثقفي، وأثر علي بن عبدالله المديني صحيح عنه.

الْإِبِلَ كُلَّهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ؟ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ، خَلَقَ اللهُ كُلَّ نَفْسٍ فَكَتَبَ حَيَاتَهَا، وَرِزْقَهَا، وَمَصَائِبَهَا».

ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو پہلے کو خارش کس نے لگائی؟ کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ صفر ہے۔ اللہ نے ہر جاندار کو پیدا فرمایا ہے اور اس کی زندگی، اس کا رزق اور اس کے مصائب وتکالیف، سب لکھ دیے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَسٍ. قَالَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيَّ الْبَصْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ: لَوْ حُلِّفْتُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، لَحَلَفْتُ أَنِّي لَمْ أَرَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ علی بن مدینی کا قول ہے: اگر مجھ سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم لی جائے، تو میں قسم اٹھا دوں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

فوائد و مسائل: (1) متعدی بیماری کے بارے میں بحث ابواب السیر میں باب الطیرہ کے تحت گزر چکی ہے۔ (2) ھامہ الو کو کہتے ہیں جس کے بارے میں لوگوں کا نظریہ تھا کہ جس گھر پر بیٹھتا ہے، وہاں سے جنازہ اٹھتا ہے۔ بعض کے نزدیک ھامہ سے مراد یہ جاہلی عقیدہ ہے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہیں لیا جاتا تو اس کی کھوپڑی یا روح یا ہڈیاں الو کی شکل میں اڑتی رہتی ہیں اور خون پینے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (3) صفر سے مراد بقول امام بخاری رحمہ اللہ پیٹ کی ایک بیماری ہے۔ بقول رؤبہ بن عجاج یہ ایک سانپ ہے جو پیٹ میں ہوتا ہے جو مویشیوں اور انسانوں کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے اور بقول بعض پیٹ کے کیڑے ہیں جو پسلی اور جگر کو کاٹتے ہیں جس سے انسان مر جاتا ہے یا صفر کو محرم کی جگہ حرام مہینہ قرار دینے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (منة المنعم: 3/467، 468)

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ: أَنَّ الْإِيمَانَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ خیر اور شر کی تقدیر پر ایمان لانا

٢١٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ

[2144] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک خیر اور شر کی تقدیر کو نہ مانے، جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو رنج و مصیبت اسے پہنچ چکی ہے

٢١٤٤ـ[حسن بالشواهد والمتابعات] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٠/ ٥٧٧ من حديث زياد بن يحيى به وسنده ضعيف لأجل عبدالله بن ميمون وللحديث شواهد حسنة عند ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٣٤ وغيره * وفي الباب عن عبادة [يأتي: ٢١٥٤]، وجابر وعبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ١٨١، ٢١٢].

خَيْرِهِ وَشَرِّهِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ».

وہ چوک نہیں سکتی تھی اور جو پریشانی اور مصیبت نہیں پہنچی وہ پہنچ نہیں سکتی تھی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ جَابِرٍ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُونٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبادہ، جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف عبداللہ بن میمون کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور عبداللہ بن میمون منکر الحدیث ہے (فحش الغلط اور کثیر الغفلۃ ہے۔ اس کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔)

فائدہ: ایمان بالقدر یہ ہے کہ اس بات پر یقین رکھا جائے اور اسے مانا جائے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، خواہ وہ خیر ہو یا شر، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیت وارادے سے ہو رہا ہے۔ اسے وہ پہلے سے جان کر طے کر چکا ہے۔ ایسا ممکن نہیں کہ وہ تو کچھ چاہتا ہو اور واقع کچھ اور ہو۔ انسان کو جو کچھ پہنچ رہا ہے وہ اس سے چوک نہیں سکتا تھا اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ اسے پہنچ نہیں سکتا تھا، کیونکہ اگر یہ نہ مانا جائے تو اس کے علم میں عیب ونقص لازم آ جائے گا اور اس کی عاجزی اور بے بسی یا بیچارگی لازم آئے گی، حالانکہ اس کا علم کامل اور اس کی ذات نہایت طاقتور اور بلند وبالا ہے۔

٢١٤٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ».

[2145] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب تک چار باتوں پر یقین نہ لائے ایمان دار نہیں ہوسکتا: وہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے۔ اور موت پر یقین رکھے۔ اور موت کے بعد اٹھائے جانے کو ماننے اور تقدیر پر ایمان رکھے۔"

٢١٤٥م- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: رِبْعِيٌّ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَلِيٍّ.

[2145م] محمود بن غیلان کی سند سے، شعبہ سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے لیکن یہاں ربعی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان (نامعلوم) آدمی کا واسطہ لاتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ النَّضْرِ، وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک شعبہ سے ابوداود کی روایت جس میں نامعلوم آدمی کا واسطہ نہیں ہے وہ

٢١٤٥ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في القدر، ح: ٨١ من حديث منصور به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠٦ وصححه ابن حبان (الإحسان): ١٧٨ والحاكم: ١/ ٣٣ والذهبي وغيرهم وللحديث شواهد كثيرة جدًا. أثر وكيع صحيح عنه.

وَاحِدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا الْجَارُودُ قَالَ: سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: بَلَغَنِي أَنَّ رِبْعِيَّ ابْنَ حِرَاشٍ لَمْ يَكْذِبْ فِي الْإِسْلَامِ كِذْبَةً.

نضر کی روایت سے زیادہ صحیح ہے جس میں نامعلوم آدمی کا واسطہ ہے۔ کئی راویوں نے منصور سے (جو شعبہ کا استاد ہے) یہ روایت ربعی سے براہِ راست سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ اور امام وکیع کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ربعی بن حراش نے اسلام لانے کے بعد ایک دفعہ بھی جھوٹ نہیں بولا۔

فائدہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں بیان کردہ چار باتوں میں سے کسی ایک کو نہ ماننا، عدمِ ایمان کی دلیل ہے، ایسا انسان مومن شمار نہیں ہوگا۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ النَّفْسَ تَمُوتُ حَيْثُ مَا كُتِبَ لَهَا (التحفة ١١)

باب: 11۔ ہر جاندار وہیں مرے گا، جہاں اس کے لیے مرنا لکھ دیا گیا ہے

٢١٤٦- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَضَى اللهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً».

[2146] سیدنا مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں کسی جگہ مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے، تو اس کے لیے وہاں جانے کی کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي عَزَّةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَلَا نَعْرِفُ لِمَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ. حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ وَأَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سیدنا ابو عزہ سے حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا مطر بن عکامس نبی ﷺ سے صرف یہی ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ محمود بن غیلان کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے۔

٢١٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِي عَزَّةَ قَالَ: قَالَ

[2147] سیدنا ابوعزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں کسی زمین (جگہ) میں مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے، تو اس کے

٢١٤٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٧ من حديث سفيان الثوري به وتابعه أبوحمزة السكري عند الحاكم: ١/ ٤٢، ٣٦٧ وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي * وفي الباب عن أبي عزة [يأتي: ٢١٤٧].

٢١٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩ عن إسماعيل ابن علية به وصححه ابن حبان، ح: ١٨١٥ والحاكم: ١/ ٤٢ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث السابق.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَضَى اللهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً» أَوْ قَالَ: «بِهَا حَاجَةً».

لیے وہاں جانے کی کوئی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَزَّةَ لَهُ صُحْبَةٌ اسْمُهُ يَسَارُ بْنُ عَبْدٍ. وَأَبُو الْمَلِيحِ بْنُ أُسَامَةَ عَامِرُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ الْهُذَلِيُّ وَيُقَالُ: زَيْدُ ابْنُ أُسَامَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ ابوعزہ کو شرف صحبت و رفاقت حاصل ہے اور ان کا نام یسار بن عبد ہے اور ابوالملیح بن اسامہ سے مراد عامر بن اسامہ بن عمیر ہذلی ہے۔ اسے زید بن اسامہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: انسان نے اپنی زندگی کے مختلف مراحل کہاں اور کیسے گزارنے ہیں اور فوت کہاں اور کیسے ہونا ہے؟ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اس لیے یہ طے ہے کہ انسان نے کہاں فوت ہونا ہے اور وہاں کیسے پہنچنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان 34:31) ''اور کوئی نہیں جانتا کہ اس نے کس جگہ فوت ہونا ہے۔''

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ لَا تَرُدُّ الرُّقٰى وَلَا الدَّوَاءُ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا (التحفة ١٢)

باب: 12۔ دم جھاڑ اور دوا (علاج) سے اللہ کی تقدیر نہیں بدلتی

٢١٤٨- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهِ وَتُقَاةً نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ شَيْئًا؟ قَالَ: «هِيَ مِنْ قَدَرِ اللهِ».

[2148] ابن ابی خزامہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بتائیے دم جھاڑ جو ہم کرواتے ہیں اور دوا جس سے ہم علاج معالجہ کرتے ہیں اور وہ پرہیز جو ہم اختیار کرتے ہیں، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی کچھ تبدیل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ کی تقدیر کا حصہ ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ. وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ وَهٰذَا أَصَحُّ. وَهٰكَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي خِزَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم صرف زہری کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور بہت سے راویوں نے اسے ابن ابی خزامہ کی بجائے ابوخزامہ سے بیان کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ کئی راویوں نے زہری سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَدَرِيَّةِ (التحفة ١٣)

باب: 13۔ قدریوں (منکرین تقدیر) کا بیان

٢١٤٨۔ [ضعيف] تقدم: ٢٠٦٥.

٢١٤٩- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَبِيبٍ. وَعَلِيِّ بْنِ نِزَارٍ، عَنْ نِزَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ: الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ».

[2149] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دو گروہ اور فرقے ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، یعنی ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے: مرجئہ اور قدریہ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَابْنِ عُمَرٍو، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نِزَارٍ عَنْ نِزَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نِزَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمر، ابن عمرو اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ محمد بن رافع کی کئی سندوں سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔

فائدہ: مرجئہ سے مراد جبریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ افعال و اعمال کے ارتکاب میں انسان مجبور محض اور بے بس ہے، اس کا کوئی اختیار نہیں ہے اور ایمان کی موجودگی میں کسی قسم کا گناہ اور نافرمانی نقصان دہ نہیں، جس طرح کفر کی صورت میں کوئی نیکی مفید اور نافع نہیں ہے۔ قدریہ ان کے برعکس وہ لوگ ہیں جو تقدیر کے منکر ہیں اور انسان کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں، انسانی افعال میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادے کا کوئی دخل تسلیم نہیں کرتے۔ چونکہ یہ تقدیر کے بارے میں بہت بحث مباحثہ کرتے ہیں، اس لیے انھیں قدریہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد میں افراط و تفریط کا شکار ہیں جبکہ اسلام اعتدال اور توسط پر مبنی ہے۔

(المعجم ١٤) بَابُ [الْمَنَايَا إِنْ أَخْطَأَتِ ابْنَ آدَمَ وَقَعَ فِي الْهَرَمِ] (التحفة ١٤)

باب: 14۔ ابن آدم ہلاکت خیز مصیبت اور موت کے دیگر اسباب سے بچ جائے تو بڑھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے

٢١٤٩_ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في الإيمان، ح: ٦٢ من حديث محمد بن فضيل عن علي بن نزار به * نزار ضعيف (تقريب) وللحديث شاهد ضعيف، يأتي بعده في نفس الباب * وفي الباب عن عمر [أبو داود، ح: ٤٧١٠]، وابن عمر [أبو داود، ح: ٤٦٩١]، ورافع بن خديج [الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٤٥، ٢٤٦، ح: ٤٢٧٠_٤٢٧٢] * حديث سلام بن أبي عمرة: أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٢٦٢، ح: ١١٦٨٢ وسنده ضعيف، سلام: ضعيف (تقريب).

٢١٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مُثِّلَ ابْنُ آدَمَ وَإِلَى جَنْبِهِ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ مَنِيَّةً، إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ حَتَّى يَمُوتَ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو الْعَوَّامِ هُوَ عِمْرَانُ [وَهُوَ ابْنُ دَاوُدَ] الْقَطَّانُ.

[2150] سیدنا مطرف بن عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم (انسان) کی تصویر اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کے پہلو میں ننانویں موتیں ہیں (اسباب موت، ہلاک کن مصائب۔) اگر وہ ان موتوں سے بچ جائے تو بڑھاپے سے دوچار ہو جاتا ہے اور بالآخر مر جاتا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوالعوام سے مراد عمران بن داود القطان ہے۔

لغوی تشریح: منایا، منیة کی جمع ہے، موت کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد وہ آفات اور مصائب ہیں جو ہلاکت اور موت کا باعث بن سکتے ہیں۔

فائدہ: انسان اپنی زندگی میں بہت سے مصائب وتکالیف اور بیماریوں کا شکار ہوتا رہتا ہے جن سے وہ موت کے منہ میں جا سکتا ہے، اگر ان سے بچ جائے اور زندہ سلامت رہے، تو آخر میں بڑھاپے جیسی لاعلاج بیماری سے دوچار ہوتا ہے اور آخر کار مر جاتا ہے، اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر اور فیصلے پر راضی رہنا چاہیے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ قضاء وقدر پر راضی اور مطمئن رہنا

٢١٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللهِ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سُخْطُهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَّا نَعْرِفُهُ

[2151] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کی سعادت وخوش بختی ہے کہ وہ اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر پر مطمئن رہے۔ اور ابن آدم کی بدبختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی طلب چھوڑ دے۔ اور ابن آدم کی بدبختی ہے کہ وہ اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر پر ناراض ہو۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٢١٥٠_ أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٤٣ من حديث أبي هريرة البصري به ويأتي: ٢٤٥٦.

٢١٥١_ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٨ من حديث محمد بن أبي حميد به وهو ضعيف.

إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا: حَمَّادُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ، وَهُوَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيُّ، وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

ہمارے علم میں صرف محمد بن ابی حمید کی روایت سے آئی ہے۔ اور اسے حماد بن ابی حمید بھی کہا جاتا ہے اور وہ ابوابراہیم مدنی ہے اور محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خیر ہو یا شر، راحت و آرام ہو یا مصیبت و تکلیف، اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہو رہا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے اور شر سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ اس کے فیصلے اور تقدیر پر مطمئن رہنا چاہیے، کیونکہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر پر مطمئن نہیں ہوگا، تو ہر وقت رنجیدہ اور پریشان رہے گا جس سے گھٹن کا شکار ہو کر اپنا ہی نقصان کرے گا، لیکن اللہ کے فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکے گا، ہاں اس کے فیصلے پر غیظ و غضب کا اظہار کر کے اس کی ناراضی اور غضب کا حقدار بنے گا۔

(المعجم ١٦) بَابُ [مَا جَاءَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ مِنَ الْوَعِيدِ] (التحفة ١٦)

باب: 16۔ تقدیر کی تکذیب کرنے والوں کے لیے وعید و دھمکی

٢١٥٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، [قَالَ]: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُقْرِئُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، فَقَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوْ فِي أُمَّتِي» - الشَّكُّ مِنْهُ - «خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ».

[2152] نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: فلاں آدمی نے آپ کی خدمت میں سلام بھیجا ہے، تو انھوں نے جواب دیا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے دین میں نیا مسئلہ گھڑ لیا ہے (تقدیر کا انکار کرتا ہے)، سو اگر واقعی اس نے نیا مسئلہ نکالا ہے تو میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اس امت میں (یا میری امت میں) (راوی کو شک ہے) کچھ لوگ زمین میں دھنسیں گے یا ان کے چہرے مسخ ہوں گے (بگڑیں گے۔) یا ان پر پتھر برسیں گے اور ایسا تقدیر کا انکار کرنے والوں کے ساتھ ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو صَخْرٍ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوصخر کا نام حُمید بن زیاد ہے۔

فائدہ: تقدیر کا انکار ایک سنگین بدعت ہے جس پر زمین میں دھنسنے یا چہرے بگڑنے یا پتھر برسنے کی آسمانی سزا نازل ہو

٢١٥٢ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، السنة، باب من دعا إلى السنة، ح: ٤٦١٣ من حديث أبي صخر به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٨٤ ووافقه الذهبي.

سکتی ہے اور ایسا انسان اس قابل نہیں رہتا کہ اسے سلام کہا جائے اور اسے سلامتی کی دعا دی جائے۔

٢١٥٣- [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ، وَذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِينَ بِالْقَدَرِ»].

[2153] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ''میری امت میں کچھ لوگ زمین میں دھنسیں گے یا ان کے چہرے بگڑیں گے اور یہ ان کے لیے ہوگا جو تقدیر کا انکار کرتے ہوں گے۔''

(المعجم ١٧) بَابُ [إِعْظَامِ أَمْرِ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ] (التحفة ١٧)

باب: 17۔ تقدیر پر ایمان رکھنا ایک بہت عظیم عمل ہے

٢١٥٤- [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْمَوَالِي الْمُزَنِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ لَعَنَهُمُ اللهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرَمِ اللهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي»].

[2154] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھ قسم کے لوگوں پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور ہر نبی نے ان پر لعنت بھیجی ہے: ① اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا۔ ② اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ ③ زور و زبردستی سے غالب آنے والا تاکہ اپنے جبر و زور سے ان لوگوں کو عزت دے جنھیں اللہ نے ذلیل کیا ہے اور انھیں ذلیل کرے جنھیں اللہ نے عزت دی ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھنے والا۔ ⑤ میری عزت (خاندان) کو اللہ نے جو احترام بخشا ہے، اسے حلال ٹھہرانے والا۔ ⑥ اور میرے طریقے، رویے کو چھوڑنے والا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰكَذَا رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَهٰذَا أَصَحُّ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن ابی الموالی نے یہ حدیث اس سند سے مرفوعاً بیان کی ہے اور سفیان ثوری، حفص بن غیاث اور بہت سے راویوں نے عبدالرحمن بن ابی الموالی کے استاد سے علی بن حسین کے واسطے سے مرسلاً بیان کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

٢١٥٣_[حسن لغيره] ❊ رشدين ضعيف والحديث السابق شاهد له.

٢١٥٤_[ضعيف على الراجح] أخرجه ابن حبان، ح: ٥٢ من حديث قتيبة بن سعيد به وصححه الذهبي والحاكم: ١/ ٣٦ على اختلاف في السند وانظر التفصيل في "السنة" لابن أبي عاصم، ح: ٤٤.

٢١٥٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! إِنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ يَقُولُونَ فِي الْقَدَرِ، قَالَ: يَا بُنَيَّ! أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاقْرَ إِالزُّخْرُفَ، قَالَ: فَقَرَأْتُ: ﴿حٰمٓ . وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ . اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ [الزخرف: ١-٤] فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا أُمُّ الْكِتَابِ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهُ كِتَابٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاءَ وَقَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَرْضَ، فِيهِ: إِنَّ فِرْعَوْنَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَفِيهِ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ [اللهب: ١].

[2155] عبدالواحد بن سُلیم بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ پہنچا تو عطاء بن ابی رباح کو ملا اور ان سے پوچھا: اے ابو محمد! بصرہ کے لوگ تقدیر کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: اے بیٹا! کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا تو سورۂ زخرف پڑھو۔ میں نے (ابتدائی چار آیات کی) تلاوت کی: حٰمٓ ○ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○ ”حم، قسم ہے اس واضح اور کھلی کتاب کی۔ بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنایا تاکہ تم سمجھو۔ اور بلاشبہ وہ ہمارے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) میں یقیناً بہت بلند (درجے والا) نہایت حکمت والا ہے۔“ انھوں نے پوچھا: کیا جانتے ہو، ام الکتاب کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ انھوں نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش سے پہلے لکھا ہے۔ اس میں یہ موجود ہے کہ فرعون دوزخیوں میں سے ہے اور اس میں ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ و برباد ہوگیا۔

قَالَ عَطَاءٌ: فَلَقِيتُ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُهُ: مَا كَانَتْ وَصِيَّةُ أَبِيكَ عِنْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: دَعَانِي فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! اتَّقِ اللّٰهَ وَاعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، فَإِنْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا دَخَلْتَ النَّارَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا عبادہ بن صامت کے بیٹے ولید کو ملا، تو اس سے پوچھا: آپ کے والد نے مرتے وقت کیا وصیت کی تھی؟ اس نے جواب دیا: انھوں نے مجھے بلا کر کہا: اے بیٹا! اللہ سے ڈرتے رہنا اور جان لے، تو ہرگز اللہ سے ڈرنے والا نہیں ہو سکے گا جب تک تیرا اللہ پر ایمان نہیں ہوگا اور ہر قسم کی

٢١٥٥ـ [صحيح بطرقه] وسيأتي: ٣٣١٩ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٧٧ مختصرًا ۞ عبدالواحد ضعيف (تقريب) وللحديث شواهد عند أحمد: ٥/ ٣١٧ وابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٠٢ـ ١٠٤، ١٠٦ـ ١٠٨ وأبي يعلى وابن حبان في روضة العقلاء، ص: ١٥٧ وغيرهم.

يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ. فَقَالَ: اكْتُبْ. قَالَ: مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ». [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

تقدیر، خیر ہو یا شر پر ایمان نہیں لائے گا۔ اگر تو کسی اور عقیدے پر مرا تو آگ میں جائے گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، تو فرمایا: لکھ۔ اس نے عرض کی: میں کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھ، یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ابد تک ہونا ہے۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: [القلم] کو اگر إِنَّ کی خبر کی حیثیت سے مرفوع پڑھیں تو معنی یہ ہوں گے: اللہ نے پانی اور عرش کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اگر اسے منصوب پڑھیں تو معنی ہوں گے: قلم کی پیدائش کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اسے تقدیر لکھنے کا حکم دیا، یعنی تخلیق سے لے کر ابد تک جو کچھ ہونا ہے لکھ دے (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی اور ابدی ہے)، اس لیے تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ ایمان کے چھ ارکان: اللہ، رسول، کتابوں، فرشتوں، آخرت اور تقدیر میں سے ایک رکن ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

٢١٥٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُنْذِرِ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِىءٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَدَّرَ اللهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ».

[2156] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام تقدیریں طے کر دی تھیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائناتِ رنگ و بو، ارض و سماء کی مخلوقات کی تقدیریں، جو کچھ انھوں نے کرنا تھا اور ان کا جو انجام ہونا تھا، آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دی تھیں۔ اور اس نے وہی لکھوایا تھا جو ہونا تھا، اس لیے جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا وہ اسی کے مطابق ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم، واقعے اور نفس الامر کے خلاف نہیں ہو سکتا، اس لیے تقدیر کا انکار درحقیقت اس کے علمِ محیط اور اس کی قدرتِ کاملہ کا انکار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط اور

٢١٥٦- أخرجه مسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسى، ح: ٢٦٥٣ من حديث عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمن المقرىء به.

قدرتِ کاملہ پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

٢١٥٧- حَدَّثَنَا [أَبُو كُرَيْبٍ] مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ ابْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُخَاصِمُونَ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۞ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ٤٨، ٤٩].

[2157] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریشی مشرک، رسول اللہ ﷺ کے پاس تقدیر کے بارے میں جھگڑنے کے لیے آئے تو یہ آیات اتریں: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ○ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ○﴾ ''(اس وقت کا تصور کرو) جس دن یہ لوگ اپنے چہروں کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا:) دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔'' (سورۂ قمر: 48، 49)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: سورۂ قمر کی یہ آیت مبارکہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر مخلوق کی تقدیر طے ہو چکی ہے، کوئی چیز ایسی نہیں جو پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ ہو۔ اگلی آیات بھی اس پر دلالت کر رہی ہیں۔

٢١٥٧۔ أخرجه مسلم، القدر، باب تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء، ح: ٢٦٥٦ عن أبي كريب به.

فرمانِ رسول اکرم ﷺ

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِي كَافِرًا، وَّيُمْسِي مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا، يَّبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا»

”تاریک رات کے ٹکڑوں جیسے فتنوں کے برپا ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرلو۔ صبح کے وقت انسان مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ آدمی اپنا دین وایمان دنیا کے سامان کی خاطر بیچے گا۔“

(جامع الترمذي، حديث: 2195)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣١) أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٨)

رسول اللہ ﷺ سے منقول فتنوں (آزمائشوں، مصائب وامتحانات) کے ابواب

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ (التحفة ١)

باب:1۔ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر یہ کہ تین میں سے کوئی ایک صورت ہو؟

٢١٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: زِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوِ ارْتِدَادٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ، أَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهِ» فَوَاللهِ! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ، وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، فَبِمَ تَقْتُلُونِّي.

[2158] سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے محاصرے کے وقت اوپر سے جھانکا اور (محاصرہ کرنے والوں کو) کہا: میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کا خون صرف تین صورتوں میں بہانا جائز ہے: شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے، اسلام لانے کے بعد اس سے پھر جائے، یا ناحق کسی انسان کو قتل کرے تو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے۔“ اللہ کی قسم! میں نے جاہلیت یا اسلام میں کسی زمانے میں بھی زنا نہیں کیا۔ اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے، میں دین سے پھرا نہیں۔ اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم اور حرام قرار دیا ہے میں نے قتل نہیں کیا، تو تم

٢١٥٨ـ أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب: لا يحل دم امرىء مسلم إلا في ثلاث، ح: ٢٥٣٣ عن أحمد بن عبدة وأبو داود، ح: ٤٥٠٢ والنسائي، ح: ٤٠٢٤ من حديث حماد بن زيد به وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣٦ والحاكم: ٤/ ٣٥٠ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي ٭ وفي الباب عن ابن مسعود [تقدم: ١٤٠٢]، وعائشة [أبو داود، ح: ٤٣٥٣]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ٢٥٣٩].

مجھے کس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو؟

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَائِشَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَرَفَعَهُ. وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ فَوَقَفُوهُ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [مَرْفُوعًا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں اور یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ حدیث حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید کی سند سے مرفوعاً بیان کی ہے اور یحییٰ بن سعید القطان اور بہت سے راویوں نے یحییٰ بن سعید (انصاری) کی سند سے موقوفاً بیان کی ہے۔ اور یہ حدیث کئی سندوں سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جس میں بلاوجہ اور ناحق خون بہانا جائز نہیں۔ اگر کوئی انسان کسی کو ناحق قتل کرتا ہے تو اس (قاتل) کو قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ ان صورتوں میں قتل کرنا جن صورتوں میں شریعت کسی انسان کے قتل کرنے کی اجازت دیتی ہے، ایسا قتل ناحق نہیں اور یہ ساری صورتیں حدیث میں بیان کردہ صورتوں میں داخل ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 6/310-312)

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَمْوَالِ (التحفة ٢)

باب: 2۔ جانوں اور مالوں کی حرمت

٢١٥٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ: «أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قَالُوا: يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ، قَالَ: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلٰى نَفْسِهِ، أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلٰى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلٰى وَالِدِهِ، أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ [مِنْ] أَنْ يُعْبَدَ فِي بِلَادِكُمْ هٰذِهِ

[2159] سلیمان بن عمرو بن احوص اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو یہ فرماتے سنا: ”یہ کون سا دن ہے؟“ حاضرین نے کہا: یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتیں آپس میں اسی طرح (ہمیشہ ہمیشہ) حرام ہیں جس طرح تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس (محترم وحرام) شہر (مکہ) میں ہے۔ خبردار! جرم کرنے والا اپنے ہی نفس پر جرم کرتا ہے، یعنی وہ مجرم قرار پاتا ہے۔ خبردار! جرم کرنے والے کا جرم

٢١٥٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ٣٠٥٥ عن هناد بن السري به، ورواه أبو داود، ح: ٣٣٣٤ من حديث أبي الأحوص طرفه الآخر ※ وفي الباب عن أبي بكرة [البخاري، ح: ٦٧ ومسلم، ح: ١٦٧٩]، وابن عباس [البخاري، ح: ١٧٣٩]، وجابر [مسلم، ح: ١٢١٨]، وحذيم بن عمرو السعدي [أحمد: ٤/ ٣٣٧ وابن خزيمة، ح: ٢٨٠٨].

أَبَدًا، وَلٰكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضٰى بِهِ».

اس کے باپ کے ذمے نہیں ہوگا اور نہ بیٹے کے جرم کا ذمے دار باپ ہوگا۔ آگاہ رہو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمھارے ان علاقوں میں کبھی اس کی بندگی کی جائے لیکن ان معاملات و اعمال میں یقینا اس کی اطاعت کی جائے گی جنھیں تم حقیر اور معمولی خیال کرتے ہو اور وہ اسی پر مطمئن اور راضی ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرٍ، وَحِذْيَمِ بْنِ عَمْرٍو السَّعْدِيِّ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى زَائِدَةُ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ نَحْوَهُ. وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوبکرہ، ابن عباس، جابر اور حِذْیَم بن عمرو سعدی رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور زائدہ بھی شبیب بن غرقدہ سے اس کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں اور ہمارے علم میں یہ حدیث شبیب بن غرقدہ ہی بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس باب کی احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین اسلام لوگوں کی جان، مال اور عزت و ناموس کی حفاظت کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے، کیونکہ اگر ان چیزوں کو تحفظ اور پناہ حاصل نہ ہو تو انسان کا امن و سکون پامال ہو جاتا ہے اور وہ ہر وقت خوف و ہراس میں مبتلا رہتا ہے۔ ② یہ حرمت ہمیشہ اور ہر جگہ ہے جیسے کہ حج اکبر (دس ذوالحجہ) کا دن، ذوالحجہ کا مہینہ اور مکہ مکرمہ حرام و محترم ہے۔ یہ حرمت و احترام لوگوں کو جاہلیت کے دور میں بھی حاصل تھا۔ کافر اور مشرک ان دنوں میں مکہ مکرمہ میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی کچھ نہیں کہتے تھے۔ ③ مجرم کے جرم کی سزا اسے ہی ملے گی، کسی کے جرم کی سزا کے لیے اس کے باپ یا بیٹے کو ظلم و ستم کا نشانہ نہیں بنایا جا سکے گا۔ ④ جزیرۃ العرب میں دوبارہ جاہلیت کا دور اور غلبہ نہیں لوٹ سکے گا کہ وہاں کفر و شرک اور بت پرستی کا دور دورہ ہو جائے اور اسلام کا نام و نشان مٹ جائے، تاہم خیر القرون کے بعد اگر اس میں جزوی یا عارضی طور پر بت پرستی کا کوئی کام ہونے لگے تو وہ اس کے منافی نہیں ہوگا۔ ہاں کفر و شرک سے کم تر گناہ اور جرائم کا ارتکاب ہوتا رہے گا اور شیطان اسی پر خوش ہوگا۔ (تحفة الأحوذي: 6/313-315، عارضة الأحوذي: 9/3-9)

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا (التحفة ٣)

باب: 3۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو خوف زدہ کرے یا ڈرائے دھمکائے

٢١٦٠- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ:

[2160] سائب بن یزید رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے بیان

٢١٦٠ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب من يأخذ الشيء من مزاح، ح: ٥٠٠٣ عن بندار به ❊ وفي الباب عن ابن عمر [البزار (كشف الأستار): ٢/ ٢٠٢، ح: ١٥٢١]، وسليمان بن صرد [الطبراني في الكبير: ٧/ ٩٩، ح: ٦٤٨٧]، وجعدة [أحمد: ٣/ ٤٧١ والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٦٤]، وأبي هريرة [ابن عدي: ٧/ ٢٦٦١ والبغوي في شرح السنة: ١٠/ ٢٦٤، ح: ٢٥٧١].

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَأْخُذْ أَحَدُكُمْ عَصَا أَخِيهِ لَاعِبًا أَوْ جَادًّا، فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ».

کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی لاٹھی ہنسی مذاق میں بھی نہ اٹھائے اور نہ حقیقی اور واقعی طور پر، تو جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی اٹھائی ہو وہ اسے واپس کر دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، وَجَعْدَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ. وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ لَهُ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ وَهُوَ غُلَامٌ، قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَالسَّائِبُ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ. وَأَبُوهُ يَزِيدُ بْنُ السَّائِبِ هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، سلیمان بن صُرد، جعدہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں یہ ابن ابی ذئب ہی بیان کرتا ہے۔ سائب بن یزید صحابی ہے۔ اس نے بچپن میں نبی ﷺ سے احادیث سنی ہیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت اس کی عمر سات سال تھی۔ ان کا باپ یزید بن سائب بھی نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ہے اور نبی ﷺ سے احادیث بیان کرتا ہے۔ (اور سائب بن یزید نمر کی بہن کا بیٹا ہے۔)

فائدہ: اگر کسی کی لاٹھی اٹھا کر اس کو پریشان اور خوف زدہ کرنا جائز نہیں تو اس سے بڑی اور قیمتی چیز اٹھا کر پریشان اور خوف زدہ کرنا بالاولیٰ ناجائز ہے۔

٢١٦١- [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَجَّ يَزِيدُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

[2161] سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے باپ) یزید نے حجۃ الوداع نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا جبکہ میں سات سال کا تھا۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَبْتًا صَاحِبَ حَدِيثٍ وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ جَدَّهُ، وَكَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ وَهُوَ جَدِّي، مِنْ قِبَلِ أُمِّي].

امام یحییٰ بن سعید القطان کا قول ہے کہ محمد بن یوسف ثقہ محدث ہے اور سائب بن یزید اس کا نانا ہے۔ محمد بن یوسف خود بیان کرتا تھا کہ مجھے میرے نانا نے حدیث سنائی۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِشَارَةِ الْمُسْلِمِ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ مسلمان کا اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا

٢١٦١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب حج الصبيان، ح: ١٨٥٨ من حديث حاتم ابن إسماعيل به.

٢١٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ [الْعَطَّارُ] الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ».

[2162] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کی طرف لوہے (کی چیز) سے اشارہ کیا، فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَجَابِرٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ. وَرَوٰى أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَزَادَ فِيهِ: «وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ». [قَالَ:] حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوبکرہ، سیدہ عائشہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور اسے خالد حذاء کی حدیث سے غریب قرار دیا گیا ہے۔ اور ایوب اسے محمد بن سیرین کے واسطے سے سیدنا ابوہریرہ سے ان کے قول کی حیثیت سے بیان کرتا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتا اور اس میں یہ اضافہ ہے: ''اگرچہ وہ اس کا باپ اور ماں دونوں کی طرف سے بھائی ہو۔'' قتیبہ نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ: مسلمان بھائی کی طرف لوہے کی چیز: چاقو، چھری، خنجر، کلہاڑی یا تلوار وغیرہ سے اشارہ، اگرچہ ہنسی اور مذاق سے ہو، اسے خوف زدہ اور پریشان کرتا ہے، اس لیے یہ فرشتوں کی لعنت کا سبب بنتا ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] النَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولًا (التحفة ٥)

باب: 5۔ تلوار سونت کر (میان سے نکال کر) لینا، دینا ممنوع ہے

٢١٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ

[2163] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار سونت کر پکڑنا اور پکڑانا ممنوع قرار دیا ہے۔

٢١٦٢ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن الإشارة بالسلاح إلى مسلم، ح:٢٦١٦ من حديث محمد بن سيرين به * وفي الباب عن أبي بكرة [البخاري، ح:٣١ ومسلم، ح:٢٨٨٨]، وعائشة [أحمد:٦/٢٦٦]، وجابر [البخاري، ح:٧٠٧٤ ومسلم، ح:٢٦١٤].

٢١٦٣ـ أخرجه أبو داود، الجهاد، باب: في النهي أن يتعاطى السيف مسلولًا، ح:٢٥٨٨ من حديث حماد بن سلمة به وصححه ابن حبان (الإحسان):٥٩١٦ والحاكم على شرط مسلم:٤/٢٩٠ ووافقه الذهبي فقد صرح أبو الزبير بالتحديث عند أحمد: ٣/ ٣٧١ وللحديث شواهد عند الحاكم وغيره * وفي الباب عن أبي بكرة [أحمد:٥/٤٢].

مَسْلُولًا.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. وَرَوَى ابْنُ لَهِيعَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ بَنَّةَ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدِيثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عِنْدِي أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن ہے، حماد بن سلمہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اور یہ حدیث ابن لہیعہ نے بھی ابوزبیر سے بیان کی ہے اور سیدنا جابر اور نبی ﷺ کے درمیان سیدنا بنہ جہنی کا اضافہ کیا ہے۔ میرے نزدیک حماد بن سلمہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: اس میں بیان کی گئی احتیاط کا حکم اس لیے ہے کہ تلوار اگر میان سے نکال کر پکڑی یا پکڑائی جائے تو وہ غلطی سے یا گر کر زخمی کرنے کا یا کسی ناگہانی حادثے کا باعث بن سکتی ہے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٦)

باب:6۔ جس نے صبح کی نماز (باجماعت) پڑھی وہ اللہ کی پناہ اور امان میں آ جاتا ہے

٢١٦٤- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا مَعْدِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَتْبَعَنَّكُمُ اللهُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذِمَّتِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدَبٍ وَّابْنِ عُمَرَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[2164] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح کی نماز (باجماعت) پڑھی، وہ اللہ کی پناہ میں ہے سو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی امان اور پناہ کے بارے میں مؤاخذہ نہ کرے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جندب اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: جو انسان صبح کی نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ یقیناً باقی نمازوں کا بھی اہتمام اور پابندی کرے گا، اس لیے اسے اللہ تعالیٰ کی امان اور پناہ حاصل ہوگی۔ اور جو صبح کی نماز نہیں پڑھتا وہ گویا اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو توڑتا ہے، اس لیے وہ اس سے مؤاخذہ کرے گا۔ اسی طرح جو نمازی کو تنگ کرتا ہے وہ اللہ کی امان اور پناہ کو پامال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی مؤاخذہ فرمائے گا، اس لیے مسلمان کو نماز چھوڑنے اور نمازی کو تنگ کرنے سے باز رہنا چاہیے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مؤاخذے کی زد میں نہ آئے۔

٢١٦٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه (تحفة الأشراف: ١٠/ ٢٥٠، ح: ١٤١٣٨) عن بندار به ورواه أبو يعلى: ١١/ ٣٣٥، ح: ٦٤٥٢ من حديث معدي بن سليمان به وسنده ضعيف وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٥٧ وغيره وانظر الحديث المتقدم: ٢٢٢ ❊ وفي الباب عن جندب [تقدم: ٢٢٢]، وابن عمر [أحمد: ٢/ ١١١].

(المعجم) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي لُزُومِ الْجَمَاعَةِ

(التحفة)

باب: 7۔ جماعت سے وابستہ رہنے کا بیان

٢١٦٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قُمْتُ فِيكُمْ كَمَقَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِينَا فَقَالَ: «أُوصِيكُمْ بِأَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ، وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ، أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ. مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذٰلِكُمُ الْمُؤْمِنُ».

[2165] سیدنا ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر ؓ نے ہم سے جابیہ (جگہ) پر خطاب کیا اور فرمایا: اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا تھا: ”میں تمھیں اپنے ساتھیوں کے بارے میں تلقین کرتا ہوں، پھر ان کے بارے میں جو ان سے متصل ہوں گے (تابعین)، پھر ان کے بارے میں جو ان (تابعین) سے متصل ہوں گے (تبع تابعین)، پھر جھوٹ پھیل جائے گا (عام ہو جائے گا) حتی کہ انسان قسم اٹھائے گا، حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہوگا اور گواہ، گواہی دے گا اور اسے گواہ نہیں بنایا گیا ہوگا۔ خبردار! کوئی مرد، کسی عورت کے ساتھ تنہا نہیں ہوتا، مگر ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ تم جماعت کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو جدائی اور علیحدگی سے بچاؤ، کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے دور ہوتا ہے، جو شخص جنت کا بہترین اور عمدہ حصہ چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے۔ جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی بدی اسے پریشان کرے تو وہ مومن انسان ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، اس سند سے غریب ہے۔ اسے محمد بن سوقہ سے ابن مبارک بھی بیان کرتے ہیں اور سیدنا عمر ؓ سے یہ حدیث مرفوعاً کئی سندوں سے آئی ہے۔

٢١٦٥ـ [صحيح بالشواهد والمتابعات] أخرجه الحاكم في المستدرك: ١/ ١١٤ من حديث أحمد بن منيع، والنسائي في الكبرى، ح: ٩٢٢٥ من حديث النضر بن إسماعيل به ولم ينفرد به، تابعه ابن المبارك (أحمد: ١/ ١٨ والحاكم) وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٢١٠ وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ٢٣٦٣ وغيره.

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ سے تعلق اور ربط رکھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و پیار کا رشتہ استوار کیا جائے۔ ان کے بعد ان کے راستے پر چلنے والے تابعین اور تبع تابعین ہیں اور وہ ایسی جماعت ہے جس سے تعلق اور ربط رکھنا اور ان کے راستے پر چلنا جنت کے بہترین حصے کا حق دار بناتا ہے، اس لیے ہر دور اور ہر زمانے میں ان لوگوں کا ساتھ دیا جائے جو ان حضرات کے راستے پر چلنے والے اور ان کے طریقے اور راہ عمل پر کاربند ہیں۔ جو انسان ان کی اقتدا کرنے والی جماعت سے الگ ہو کر، اکیلا زندگی گزارتا ہے، وہ شیطان کے ہتھے چڑھ سکتا ہے کیونکہ شیطان کے لیے اکیلے شخص کو گمراہ کرنا آسان اور متحد و متفق رہ کر چلنے والوں کو گمراہ کرنا مشکل ہے، وہ ایک دوسرے کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ تبع تابعین کے بعد کے لوگوں کو مقتدیٰ اور نمونہ قرار نہیں دیا گیا، کیونکہ ان میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی نے راہ پا لی تھی۔ ② کسی شخص کا کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، شیطان کے بہکاوے اور اکسانے کا باعث بنتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں مرد اور عورت کے اندر ایک دوسرے کے لیے جنسی کشش رکھی ہے، جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے کی صورت میں بھڑک سکتی ہے، اس لیے مرد اور عورت کا تنہائی میں جمع ہونا خطرے کا باعث ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔ ③ نیکی کر کے مسرت اور شادمانی محسوس کرنا اور بدی و برائی کا ارتکاب کرنے کی صورت میں غم و حزن اور پریشانی محسوس کرنا ایمان کی دلیل اور ایمانی جذبے کے طاقتور ہونے کی علامت ہے، اس لیے ایسا انسان صحیح مومن ہوگا، ورنہ کافر اور فاسق یا منافق کے نزدیک تو نیکی اور بدی میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں ہوتا، وہ تو اپنے مفادات کا اسیر ہوتا ہے۔

٢١٦٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ».

[2166] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔

فائدہ: دین اسلام باہمی اتحاد و یگانگت اور وحدت و اجتماعیت کا پیغام دیتا ہے۔ وحدت و اتفاق اور اجتماعیت اسلام پر عمل پیرا ہونے کی علامت ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کو تھامتے اور دین کے تقاضے پورے کرتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت اور تحفظ و پناہ حاصل ہوتی ہے۔

٢١٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ عَنْ

[2167] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ میری امت کو......'' یا فرمایا:

٢١٦٦- أخرجه الحاكم: ١/١١٦ من حديث عبدالرزاق به ولفظه: "لا يجمع الله أمتي - أو قال: هذه الأمة على ضلالة أبدًا ويد الله على الجماعة".

٢١٦٧- [صحيح بطرقه وشواهده] سليمان بن سفيان ضعيف * أثر ابن المبارك صحيح عنه.

عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي» - أَوْ قَالَ: «أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ - عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ».

''محمد ﷺ کی امت کو ...... ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو علیحدہ ہوا وہ آگ کی طرف علیحدہ ہوا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَسُلَيْمَانُ الْمَدَنِيُّ هُوَ عِنْدِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَتَفْسِيرُ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ هُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ. قَالَ: وَسَمِعْتُ الْجَارُودَ بْنَ مُعَاذٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ: مَنِ الْجَمَاعَةُ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَ: فُلَانٌ، قِيلَ لَهُ قَدْ مَاتَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَبُو حَمْزَةَ السُّكَّرِيُّ جَمَاعَةٌ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَأَبُو حَمْزَةَ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا، وَإِنَّمَا قَالَ هٰذَا فِي حَيَاتِهِ، عِنْدَنَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور سلیمان مدنی سے مراد میرے نزدیک سلیمان بن سفیان ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بھی موجود ہے۔ سلیمان مدنی سے یہ حدیث ابوداود طیالسی اور ابوعامر عقدی اور بہت سے اہل علم نے بیان کی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک، جماعت سے مراد، فقہ، حدیث اور علم کے ماہرین اور جاننے والے ہیں۔ علی بن حسن کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا: جماعت سے کون مراد ہیں؟ انھوں نے کہا: ابوبکر اور عمر۔ ان سے کہا گیا: ابوبکر اور عمر تو فوت ہو چکے ہیں۔ وہ کہنے لگے: فلاں صاحب علم۔ پوچھا گیا: فلاں فلاں تو فوت ہو چکے ہیں، تو عبداللہ بن مبارک نے کہا: ابوحمزہ سکری جماعت ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوحمزہ سے مراد محمد بن میمون ہے جو ایک صالح اور نیک بزرگ تھا اور ہمارے نزدیک یہ بات انھوں (عبداللہ بن مبارک) نے اس کی زندگی میں کہی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے ناواقف اور جاہل لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اھل الذکر، یعنی آسمانی کتابوں کی سوجھ بوجھ اور علم رکھنے والے سے پوچھ لیں، جو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ تمام اہل علم غلط بات پر جمع نہیں ہو سکتے، اس لیے یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کسی دور کے تمام اہل علم کسی بات پر متفق ہو جائیں، تو وہ گمراہی یا ضلالت نہیں ہو گی اور جو انسان تمام اہل علم سے الگ تھلگ عقیدہ اور عمل اختیار کرتا ہے وہ الگ ہو کر اپنے آپ کو آگ کا ایندھن بناتا ہے۔ ② عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا مطلب یہ تھا کہ جماعت سے مراد حق پر چلنے والے اہل علم ہیں اگرچہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ اللہ عزوجل نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ایک امت بتایا ہے۔ اسی طرح ''سواد اعظم'' سے بھی اہل حق کا گروہ مراد ہے، نہ کہ اکثریتی گروہ، جیسا کہ عام طور پر سمجھا اور باور کرایا جاتا ہے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ الْعَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيِّرِ الْمُنْكَرُ (التحفة ٨)

٢١٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَأُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥]، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِّنْهُ».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، وَحُذَيْفَةَ. [وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ] هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ، وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، وَأَوْقَفَهُ بَعْضُهُمْ.

باب:8۔ برائی سے نہ روکنا عذاب کے نازل ہونے کا سبب بنتا ہے

[2168] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ”اے ایمان دارو! تم پر اپنی جانوں کا بچاؤ لازم ہے۔ کسی کا گمراہ ہونا تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا جب تم (خود) ہدایت پر ہو۔“ (المآئدۃ 105:5) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”یقیناً جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں گے اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں گے، یعنی اسے ظلم سے نہیں روکیں گے تو ممکن ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب میں گرفتار کر لے۔“

جناب محمد بن بشار کی سند سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، ام سلمہ، سیدنا نعمان بن بشیر، عبداللہ بن عمر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ روایت صحیح ہے، بہت سے راویوں نے اسماعیل سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ بعض نے اسے اسماعیل سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور بعض نے موقوفاً۔

فائدہ: انسان کے ہدایت یافتہ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جس طرح سیدھے راستے پر چل رہا ہے، دوسرے لوگوں کو بھی سیدھی راہ پر چلنے کی تلقین کرے اور برائی سے روکے۔ اگر تمام لوگ اپنے اس فریضے کی ادائیگی کا تہیہ کر لیں، تو پھر ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں کھڑی ہو سکتی۔ اگر معاشرہ اور قوم اس فریضے کو ادا نہ کرے تو انفرادی اور شخصی طور پر اپنی وسعت و طاقت کے مطابق یہ کام کرنے والا مجرم نہیں ہوگا۔ کوئی بھی یہ کام نہ کرے تو تمام لوگ گناہ گار ہوں گے اور عذاب کے مستحق ٹھہریں گے، کیونکہ ظالم کو روکنا فرض کفایہ ہے جسے سرانجام دینا مجموعی طور پر سب کی ذمے داری ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢١٦٨ـ أخرجه أبو داود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح: ٤٣٣٨ وابن ماجه، ح: ٤٠٠٥ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٥ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٣٠٤ * وفي الباب عن عائشة [ابن ماجه، ح: ٤٠٠٤ وابن حبان، ح: ١٨٤١]، وأم سلمة [أحمد: ٦/ ٢٩٤، ٤١٨]، والنعمان بن بشير [يأتي: ٢١٧٣]، وعبدالله بن عمر [الطبراني في الأوسط: ١/ ٢١٧، ح: ١٣٨٩]، وحذيفة [يأتي: ٢١٦٩، ٢١٧٠].

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ (التحفة ٩)

باب:9۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

٢١٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ».

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

[2169] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور ضرور برائی سے روکو گے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب مسلط کر دے۔ پھر تم اسے پکارو گے تو وہ تمھاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔''

علی بن حجر نے بھی اپنی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک شرعی، قومی اور معاشرتی فریضہ ہے، پوری قوم اور معاشرہ اس کی ادائیگی کا ذمے دار ہے۔ اگر پوری قوم اس فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگے تو پوری قوم عذاب بھگتے گی تو پھر عذاب ٹالنے کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی، چنانچہ باہمی خانہ جنگی بھی اسی عذاب کا ایک حصہ ہے۔

٢١٧٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ الْأَشْهَلِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ، وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ، وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. [إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.]

[2170] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت (اس وقت تک) قائم نہیں ہو گی حتی کہ تم اپنے حکمران کو قتل کرو گے اور اپنی تلواروں سے آپس میں جنگ کرو گے اور تمھاری دنیا کے وارث تمھارے بدترین لوگ ہوں گے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں عمرو بن ابی عمرو کی روایت ہی سے آئی ہے۔

٢١٦٩ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٨ من حديث عمرو بن أبي عمرو به وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٤٠٠٩ وابن المبارك (الزهد، ص: ٤٧٦) وغيرهما.

٢١٧٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب أشراط الساعة، ح: ٤٠٤٣ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

(المعجم ١٠) [بَابُ حَدِيثِ الْخَسْفِ بِجَيْشِ الْبَيْدَاءِ] (التحفة ١٠)

باب: 10۔ ایک لشکر بیداء مقام پر زمین میں دھنسایا جائے گا

٢١٧١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ذَكَرَ الْجَيْشَ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِمْ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهَ، قَالَ: «إِنَّهُمْ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[2171] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر کا تذکرہ فرمایا جو زمین میں دھنسایا جائے گا، تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہوسکتا ہے اس لشکر میں ایسے لوگ بھی ہوں جنھیں زبردستی لایا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور یہ حدیث نافع بن جبیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اکثریت برے لوگوں کی ہو، اور کچھ لوگ ان کا ساتھ دینے پر مجبور ہوں تو دونوں قسم کے لوگ دنیوی عذاب کا شکار ہوں گے اور قیامت کے دن ان کے ساتھ ان کی نیتوں کے مطابق سلوک ہوگا۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ، أَوْ بِاللِّسَانِ، أَوْ بِالْقَلْبِ (التحفة ١١)

باب: 11۔ برائی کو ہاتھ، زبان یا دل سے بدلنا

٢١٧٢- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَرْوَانَ: خَالَفْتَ السُّنَّةَ. فَقَالَ: يَا فُلَانُ! تُرِكَ مَا هُنَاكَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأٰى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ بِيَدِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ،

[2172] طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ خطبے کو نمازِ عید سے مقدم کرنے والا سب سے پہلا آدمی مروان ہے، تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر مروان سے کہا: آپ نے مسنون طریقے کی مخالفت کی ہے، تو اس نے کہا: اے فلاں! وہ طریقہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس پر سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی نے تو اپنی ذمے داری پوری کر دی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جو شخص برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اور جو یہ طاقت نہ رکھے، تو

٢١٧١ـ أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب جيش البيداء، ح: ٤٠٦٥ عن نصر بن علي به، ورواه مسلم، ح: ٢٨٨٢ من حديث أم سلمة به * وحديث عائشة: أخرجه البخاري، ح: ٢١١٨ من حديث نافع بن جبير بن مطعم عنها.

٢١٧٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان . . . إلخ، ح: ٤٩ من حديث سفيان الثوري به.

وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

اپنی زبان سے روکے اور جو یہ طاقت نہ رکھے تو اپنے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نماز عید پہلے پڑھاتے تھے اور خطبہ بعد میں دیتے تھے۔ خلفائے راشدین بھی اسی طریقے پر کاربند تھے۔ ان کا عام معمول یہی تھا۔ اگر کبھی یہ معمول چھوڑا گیا تو لوگوں کی مصلحت کی خاطر ہوا، لیکن مروان نے خطبہ پہلے دینا معمول بنا لیا اور یہ لوگوں کی مصلحت یا بھلائی کی خاطر نہیں تھا، بلکہ انھیں خطبہ سننے پر مجبور کرنے کے لیے اپنی مصلحت کی خاطر تھا، اس لیے اس پر اعتراض ہوا تو اس نے یہ جواب دیا کہ وہ معمول اور طریقہ چھوڑ دیا گیا ہے، لیکن امت نے اس طریقے کو قبول نہیں کیا۔ ② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر برائی کو قوت و طاقت کے زور پر بدلنا اور روکنا ممکن ہو تو اسے بزور بازو ہی روکا جائے اور یہ کام حکومت یا معاشرہ ہی کر سکتا ہے، کسی فرد کے لیے ممکن نہیں، اس لیے شخصی اور انفرادی فریضہ یہی ہے کہ اسے وعظ و تلقین سے روکا جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے دلی طور پر برا جانا جائے اور اسے روکنے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر اور حیلہ سوچا جائے۔ یہ ایمان کا کم ترین درجہ ہے۔ اگر برائی کو برائی ہی نہ سمجھا جائے اور اس کے بدلنے کے لیے سوچ بچار بھی نہ کی جائے تو اس کے معنی ہیں کہ ایمانی جذبہ ہی ختم ہو گیا ہے۔

(المعجم ١٢) بَابٌ: مِنْهُ (التحفة ١٢)

باب:12۔ مذکورہ بالا مسئلے کے متعلق ایک اور باب

٢١٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰى حُدُودِ اللهِ وَالْمُدْهِنِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلٰى سَفِينَةٍ فِي الْبَحْرِ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَصْعَدُونَ فَيَسْتَقُونَ الْمَاءَ فَيَصُبُّونَ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا، فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا: لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُونَ فَتُؤْذُونَنَا، فَقَالَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا: فَإِنَّا نَنْقُبُهَا فِي أَسْفَلِهَا فَنَسْتَقِي، فَإِنْ أَخَذُوا عَلٰى أَيْدِيهِمْ فَمَنَعُوهُمْ نَجَوْا جَمِيعًا، وَإِنْ تَرَكُوهُمْ غَرِقُوا جَمِيعًا».

[2173] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس انسان کی مثال جو اللہ کی حدود کا پابند اور جو ان میں کوتاہی برتتا ہے ایسے لوگوں کی طرح ہے کہ انھوں نے سمندر میں کشتی پر سوار ہونے کے لیے قرعہ اندازی کی، تو ان میں سے بعض کو اس کا اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا حصہ ملا، تو نیچے والے اوپر چڑھتے اور پانی کھینچتے جو اوپر کے حصے والوں پر گرتا تو اوپر والے کہنے لگے: ہم تمھیں اوپر نہیں آنے دیں گے کہ تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ۔ تو نیچے والے کہنے لگے: پھر ہم کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں تاکہ ہم پانی حاصل کر سکیں۔ اب اگر اوپر والے ان کے ہاتھ پکڑ لیں گے اور

٢١٧٣- أخرجه البخاري، الشهادات، باب القرعة في المشكلات، ح:٢٦٨٦ من حديث الأعمش، ومسلم، ح:١٥٩٩ من حديث عامر الشعبي به.

انھیں اس حرکت سے باز رکھیں گے، تو سب (غرق ہونے سے) نجات پالیں گے اور اگر انھیں (یہ حرکت کرنے کے لیے) چھوڑ دیں گے، تو سب کے سب پانی میں ڈوب جائیں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: مُدْهِن: نرمی اور ڈھیل اختیار کرنے والا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی معاشرے اور قوم میں گناہ و معصیت کا ارتکاب عام ہو جائے اور صالح لوگ باوجود صلاحیت اور استعداد کے انھیں منع نہ کریں تو سب لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے کیونکہ جس طرح حدود الٰہی کو توڑنا جرم اور گناہ ہے، اسی طرح پورے معاشرے کا اس معصیت اور گناہ کو برداشت کرنا اور اسے روکنے میں سستی اور کاہلی برتنا بھی جرم اور گناہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اس فتنے سے بچو، جس کی زد صرف انھی پر نہیں پڑے گی جو تم میں سے ظلم کرنے والے ہیں (بلکہ سبھی اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔") (الأنفال 25:8)

(المعجم ١٣) بَابُ [مَا جَاءَ] أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (التحفة ١٣)

باب:13۔ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے منصفانہ (حق، سچ) بات کہنا ہے

٢١٧٤ - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُصْعَبٍ أَبُو يَزِيدَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

[2174] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ سب سے عظیم اور بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق و انصاف کی بات کہنا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ اور یہ حدیث حسن ہے، اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: کلمۂ عدل سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور ظالم بادشاہ کو نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا بظاہر اپنے آپ کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنانا اور اپنی موت کو کھلم کھلا دعوت دینا ہے، جبکہ دشمن کے مقابلے کے لیے میدان کارزار میں

٢١٧٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٤٠١١ عن القاسم بن زكريا ابن دينار به، ورواه أبو داود، ح: ٤٣٤٤ من حديث إسرائيل، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٤٣٤٤ وابن ماجه، ح: ٤٠١٢ وغيرهما * وفي الباب عن أبي أمامة [ابن ماجه، ح: ٤٠١٢].

اترنے میں موت کے منہ میں جانا یا زخمی ہونا یقینی نہیں، اس لیے ظالم حکمران کو ٹوکنا افضل جہاد ہے۔ قوم، برادری اور عوامی جہالت کے مقابلے میں حق کا اظہار بھی ظالم و جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے کے معنی میں ہے۔

(المعجم ١٤) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي سُؤَالِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا فِي أُمَّتِهِ (التحفة ١٤)

باب: 14۔ نبی ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں تین دعائیں کرنا

٢١٧٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ [يُحَدِّثُ] عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةً فَأَطَالَهَا فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيهَا، قَالَ: «أَجَلْ، إِنَّهَا صَلَاةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ، إِنِّي سَأَلْتُ اللهَ فِيهَا ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً: سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا».

[2175] سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے انتہائی لمبی نماز پڑھی تو حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ (عام طور پر) نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، یہ امید اور ڈر والی نماز ہے۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین درخواستیں کی ہیں، تو اس نے دو قبول کر لی ہیں اور ایک سے محروم رکھا ہے: میں نے اس سے یہ درخواست کی کہ میری امت کو خشک سالی سے تباہ نہ کرے تو اس نے یہ درخواست قبول فرمائی۔ میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان پر غیر مسلم دشمن مسلط نہ کرے تو اس نے یہ درخواست منظور فرمالی۔ میں نے اس سے یہ درخواست کی کہ وہ انھیں ایک دوسرے سے لڑائی کا مزہ نہ چکھائے (وہ آپس میں قتل و غارت کے مرتکب نہ ہوں) تو اس نے اس سے مجھے محروم رکھا۔ (یہ دعا قبول نہیں فرمائی۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ① پوری امت قحط کا شکار نہیں ہوگی، جزوی طور پر اس سے متاثر ہو سکتی ہے۔ ② تمام امت پر دشمن کا غلبہ نہیں ہوگا کہ وہ بالکل نیست و نابود ہو جائے اور حق مٹ جائے۔ ③ امت فرقہ بندی اور گروہ بندی کا شکار ہوگی جس سے باہمی قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''یا تمھیں مختلف گروہ بنا کر گتھم گتھا کر دے

٢١٧٥- أخرجه النسائي: ٣/ ٢١٧، ح: ١٦٣٩ (قيام الليل، باب إحياء الليل) من حديث الزهري به، وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٠ وللحديث طرق أخرى * وفي الباب عن سعد [مسلم، ح: ٢٨٩٠]، وابن عمر [أحمد: ٤/ ٤٤٥].

اور تمھیں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔'' (الأنعام 65:6) آج کل کی مذہبی اور سیاسی گروہ بندی سے قتل و غارت کا جو بازار گرم ہے شاید اسی حقیقت کا مظہر ہے۔ اس میں دشمن کی عیاری و مکاری سے دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے اور اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ نَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ.

٢١٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ [الرَّحَبِيِّ]، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَصْفَرَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَّأَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَّا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَّلَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَّنْ بِأَقْطَارِهَا - أَوْ قَالَ -: مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَّيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا».

[2176] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین لپیٹ دی تو میں نے اس کا مشرق اور مغرب دیکھ لیا۔ اور یقینا میری امت کا اقتدار وہاں تک پہنچے گا جہاں تک زمین میرے لیے لپیٹ دی گئی۔ اور مجھے سرخ اور زرد (دینار و درہم) دو خزانے دیے گئے۔ اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں دعا کی کہ وہ اسے عمومی قحط سے ہلاک نہ کرے اور وہ ان پر کسی غیر دشمن کو مسلط نہ کرے کہ وہ ان سب کو ختم کر دے تو میرے رب نے فرمایا: ''اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں تجھے تیری امت کے بارے میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں انھیں عمومی قحط سے ہلاک نہیں کروں گا۔ اور میں ان پر کوئی غیر دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان سب کو تباہ کر دے اگرچہ زمین میں تمام اطراف و جوانب کے لوگ ان کے خلاف جمع ہو جائیں۔'' یا فرمایا: ''اس کے اطراف و جوانب سے جمع ہو جائیں، حتی کہ وہ خود (مسلمان ہی) ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: [زَوٰى لِي] میرے لیے لپیٹ دیا اور جمع و اکٹھا کر دیا۔ [أحمر] سرخ، یعنی دینار جو ایرانیوں کا سکہ تھا۔ [الأصفر] درہم، جو رومیوں کا سکہ تھا، یعنی قیصر و کسریٰ دونوں کے خزانے میری امت کے قبضے میں آئیں گے، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اپنے دور کی یہ دونوں سپر طاقتیں مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔ تحفۃ الاحوذی میں کسریٰ کا سکہ دینار اور قیصر کا سکہ درہم قرار دیا گیا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 332/6) جبکہ (منة المنعم: 346/4) میں فارسیوں کا سکہ درہم اور شامیوں (رومیوں) کا سکہ دینار قرار دیا گیا ہے۔ [يستبيح] تہس نہس کر دے، جڑ سے اکھاڑ دے۔ [بيضة] مرکز، مستقر، مراد پوری قوم ہے کہ سب کو تباہ و

٢١٧٦_ أخرجه مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، ح: ٢٨٨٩ عن قتيبة به.

برباد کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں مسلمان تمام دنیا کے حکمران ہوں گے، کیونکہ پوری دنیا سمیٹ کر آپ ﷺ کو دکھائی گئی تھی۔ مسلمانوں پر غیر مسلموں کی حکومت ہوگی لیکن پوری دنیا کے کافر مل کر بھی مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکیں گے اور اسلام کا استیصال نہیں کر سکیں گے۔ مسلمانوں کی باہمی لڑائی ہوگی۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ اور بقول بعض جب تمام کافر مل کر مسلمانوں کو ختم کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں آپس میں ٹکرا دے گا۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ اس طرح مسلمان کلی تباہی اور بربادی سے بچ جائیں گے۔ (تکملة فتح الملهم: 279/6)

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١١)

باب: 15۔ فتنے کے دور میں آدمی کیا کرے؟

٢١٧٧- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِتْنَةً فَقَرَّبَهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فِيهَا؟ قَالَ: «رَجُلٌ فِي مَاشِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّهَا وَيَعْبُدُ رَبَّهُ، وَرَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخَوِّفُونَهُ».

[2177] سیدہ ام مالک بہزیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور اس کا واقع ہونا بہت قریب بتایا (یا پوری طرح سمجھا دیا۔) میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس دور میں سب سے بہتر کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اپنے مویشیوں میں ہوگا اور ان کا حق ادا کرتا ہوگا اور اپنے رب کا عبادت گزار ہوگا اور وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے دشمن کو خوف زدہ کرے گا اور دشمن اسے ڈرائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَ[قَدْ] رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ ام مبشر، سیدنا ابوسعید خدری اور ابن عباس ؓ سے بھی روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ اور اسے طاؤس کی سند سے لیث بن ابی سُلیم نے بھی بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فتنہ وفساد کا دور ہو اور مسلمان آپس میں جنگ وجدال میں مبتلا ہوں تو اس وقت بہترین طرز عمل یہ ہے کہ انسان لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنی زندگی گزارے۔ جنگل میں رہ کر مویشیوں پر گزارہ کرے

٢١٧٧ـ [حسن لغيره] وله شواهد عند الحاكم: ٤/ ٤٤٦ والطبراني في مسند الشاميين والكبير: ٢٥/ ١٥٠، ١٥١ وغيرهما ☆ حديث الليث بن أبي سليم عند أحمد: ٦/ ٤١٩، ح: ٢٧٨٩٧.

اور ان پر جو زکاۃ وصدقات پڑتے ہوں، ادا کرے اور اپنے رب کی عبادت کرے یا دشمن کے مقابلے میں سرحدی علاقے میں چلا جائے اور دشمن کے مقابلے میں چاق چوبند رہے، اس طرح فتنہ وفساد میں حصہ نہ لے۔

(المعجم ١٦) بَابٌ: [فِي كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ] (التحفة ١٦)

باب: 16۔ فتنے کے دور میں زبان بند رکھنا

٢١٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ الْفِتْنَةُ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ، قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ».

[2178] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک فتنہ برپا ہوگا جو تمام عربوں کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہوگا۔ اس میں قتل ہونے والے دوزخی ہوں گے۔ اس میں زبان کی کاٹ تلوار سے بھی زیادہ ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: لَا نَعْرِفُ لِزِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشَ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ لَيْثٍ فَرَفَعَهُ، وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ فَأَوْقَفَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) کا قول ہے: ہمارے علم میں زیاد بن سیمین کوش یہی ایک حدیث بیان کرتا ہے۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ، لیث سے مرفوعاً بیان کرتا ہے اور حماد بن زید لیث ہی سے موقوفاً بیان کرتا ہے۔

لغوی تشریح: [تَسْتَنْظِفُ] سب کو ہلاک اور تباہ کرے گا۔

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَمَانَةِ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ امانت (احساس ذمہ داری) کا اٹھ جانا

٢١٧٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ [بْنِ الْيَمَانِ] قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ: حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ

[2179] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان فرمائیں، ایک کا تو میں نے مشاہدہ کر لیا ہے اور دوسری کا میں منتظر ہوں۔ آپ نے ہمیں بتایا: ''امانت (احساس ذمہ داری) آدمیوں

٢١٧٨ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الفتن والملاحم، باب: في كف اللسان، ح: ٤٢٦٥ من حديث ليث بن أبي سليم به وهو ضعيف وزياد مجهول الحال

٢١٧٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب وعرض الفتن على القلوب، ح: ١٤٣ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، ح: ٦٤٩٧ من حديث الأعمش به.

نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ: «يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفَطَتْ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ»، ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلَى رِجْلِهِ، قَالَ: «فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا أَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَأَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ».

کے دلوں کی جڑ میں اتری، پھر قرآن نازل ہوا تو انھوں نے قرآن پڑھا اور سنت کی معرفت حاصل کی۔" پھر آپ نے ہمیں امانت (احساس ذمہ داری) کے اٹھنے کے بارے میں بتایا اور فرمایا: ''انسان تھوڑے سے وقت کے لیے سوئے گا اور امانت اس کے دل سے قبض کر لی جائے گی (چھن جائے گی) تو اس کا نشان داغ کی طرح (ہلکا سا) رہ جائے گا۔ پھر کچھ وقت کے لیے سوئے گا تو امانت اس کے دل سے قبض کر لی جائے گی تو اس کا نشان آبلے کی طرح رہ جائے گا، جس طرح آپ اپنے پاؤں پر انگارہ لڑھکاتے ہیں تو اس سے آبلہ بن جاتا ہے اور تم اسے ابھرا ہوا دیکھتے ہو، اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔'' پھر آپ نے ایک کنکر لیا اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکایا، فرمایا: ''تب لوگ لین دین کریں گے، ان میں سے کوئی شخص امانت ادا نہیں کرے گا (کسی کو احساس ذمہ داری نہیں ہوگا) حتی کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار ہے، حتی کہ آدمی کے بارے میں کہا جائے گا، وہ تو بہت طاقتور ہے، بہت دانا وذہین اور ماہر ہے، بہت عقل مند ہے، حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔''

قَالَ: وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ فِيهِ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ، وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سیدنا حذیفہ بیان کرتے ہیں: مجھ پر ایک دور گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کے ساتھ خرید وفروخت کرنے میں کوئی پروا نہیں ہوتی تھی۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اسے (خیانت سے) روکتا اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا گورنر اسے (خیانت سے) روکتا، لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ میں صرف فلاں اور فلاں سے خرید وفروخت کرسکتا ہوں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: أمانت: احساس ذمہ داری، جس کی بنا پر انسان صاحبِ حق کا حق ادا کرتا ہے۔ [جذر] اصل جڑ۔ [الوکت] کام کاج کی بنا پر ہاتھ پر نشان پڑ جانا، متاثرہ حصے کا سخت ہو جانا، [المجل] آبلہ، چھالہ، کام کاج کی بنا پر آبلہ ابھر

آنا، جونظر آتا ہے [نفطت] آبلہ دار ہوگیا، [منتبرًا] پھولا ہوا، ابھرا ہوا۔ [ما أجلده] وہ کس قدر قوی اور طاقتور ہے، یعنی بہت طاقتور ہے۔ [ما أظرفه] وہ بہت ظریف، ذہین اور دانا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت، یعنی احساس ذمہ داری، انسان کی فطرت میں رکھ دی ہے جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾ (الأحزاب 72:33) میں بیان کیا گیا ہے۔ جب تک انسان میں احساس ذمہ داری رہتا ہے وہ لوگوں کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سے عہدہ برآ ہوتا رہتا ہے اور جیسے جیسے اس میں کمی آتی جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے حقوق ضائع کرنے لگتا ہے۔ یہ سلسلہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے شروع ہو چکا ہے، کیونکہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات 36 ہجری میں ہوئی ہے اور اب اس کے مظاہر ہر صاحب بصیرت کے سامنے ظاہر ہیں۔ فإلی اللہ المشتکی۔

(المعجم ١٨) بَابُ مَا جَاءَ لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (التحفة ١٨)

باب: 18۔ تم پہلے لوگوں کے طریقے پر چلو گے

٢١٨٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سِنَانِ ابْنِ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلٰى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِّلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! اجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سُبْحَانَ اللهِ! هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَّنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ».

[2180] سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف نکلے اور مشرکوں کے ایک (متبرک) درخت کے پاس سے گزرے جسے ذات انواط (لٹکانے والا) کہا جاتا تھا۔ وہ اس پر اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے (اس سے تبرک حاصل کرتے تھے) تو کچھ لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ذات انواط مقرر فرمائیے جس طرح ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! (حیرت کی بات ہے) یہ تو ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا: ہمارے لیے بھی الٰہ (معبود) مقرر کیجیے جیسا کہ ان کے معبود ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کا طرز عمل اختیار کرو گے۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو واقد لیثی کا نام حارث بن عوف ہے۔ اور اس مسئلے

٢١٨٠- أخرجه الحميدي، ح: ٨٥٠ عن سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٦٦٧ والزهري صرح بالسماع عنده وعند ابن جرير: ٩/ ٣١ * وفي الباب عن أبي سعيد [البخاري، ح: ٣٤٥٦ ومسلم، ح: ٢٦٦٩]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٧٣١٩ وابن ماجه، ح: ٣٩٩٤].

أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

میں سیدنا ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں بلا سوچے سمجھے دوسری اقوام کی نقالی کا جذبہ کارفرما ہو وہ دوسروں کی بری عادات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور انھی کے طور طریقے اپنا لیتے ہیں اور یہی چیز ان کی گمراہی اور ضلالت کا باعث بنتی ہے اور بدعتوں اور خواہشات پرستی کو راستہ اسی نقالی کے جذبے سے ملتا ہے۔ نبی ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق آج کے دور میں دین اور سیاست دونوں میں پہلی اقوام کے طرز عمل کو اپنا لیا گیا ہے اور دونوں میں بگاڑ اور فساد رونما ہو چکا ہے۔ دین بدعتوں کے نرغے میں ہے اور سیاست و اقتدار پر مادیات کا غلبہ ہے، اصل دین کو دونوں جگہ بگاڑ دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے دین کا بس نام رہ گیا ہے اور وہ اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہو رہا ہے۔ إلا ما شاء اللہ.

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ (التحفة ١٩)

باب: 19۔ درندوں کا گفتگو کرنا

٢١٨١ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَحَتَّى يُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ، وَتُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ».

[2181] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہو گی، یہاں تک کہ درندے انسانوں سے گفتگو کریں گے، حتی کہ آدمی سے اس کے کوڑے کا سرا اور اس کی جوتی کا تسمہ بات کرے گا اور اسے اس کی ران بتائے گی، اس کے گھر والوں نے اس کے پیچھے کیا کیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ. وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَثَقَّهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ کی حدیث موجود ہے۔ اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہمارے علم میں قاسم بن فضل کی روایت ہی سے آئی ہے اور قاسم بن فضل محدثین کے نزدیک ثقہ اور قابل اعتماد ہے۔ اسے یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

فائدہ: آج کل سائنس دانوں نے حیران کن ایجادات کی ہیں اور تعجب انگیز انکشافات کیے ہیں۔ آج سے نصف صدی پہلے ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ جو ان کا خالق و مالک ہے اور انھیں عقل و دانش عطا فرمانے والا قادر مطلق ہے،

٢١٨١ـ [صحيح لغيره] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٦٧ من حديث وكيع، وأحمد: ٣/ ٨٣، ٨٤ من حديث القاسم بن الفضل به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٠٩ والحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٣٤٧١ ومسلم، ح: ٢٣٨٨].

اس کے لیے کون سی چیز مشکل ہو سکتی ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق یہ کام ہو کر رہیں گے۔ ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہی ہے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي انْشِقَاقِ الْقَمَرِ (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ چاند کا پھٹنا

٢١٨٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اشْهَدُوا».

[2182] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گواہ ہو جاؤ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، انس اور جبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے اور کفار کا مجمع تھا۔ انھوں نے آپ ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ سورۂ قمر کا آغاز اسی معجزے کے بیان سے ہو رہا ہے۔ ② معجزہ پیغمبر کی صداقت کی نشانی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے، اس لیے اس کا انکار بے معنی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل اور تحریف کی ضرورت ہی نہیں۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَسْفِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ زمین میں دھنسنا

٢١٨٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: أَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَرَوْا

[2183] سیدنا حذیفہ بن اَسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بالا خانے سے ہماری طرف جھانکا جبکہ ہم آپس میں قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو قیامت قائم نہیں ہو گی: سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے طلوع ہو گا۔

٢١٨٢- أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب انشقاق القمر، ح:٢٨٠١ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:١٨٩١ * وفي الباب عن ابن مسعود [يأتي: ٣٢٨٧]، وأنس [يأتي: ٣٢٨٦]، وجبير بن مطعم [يأتي: ٣٢٨٩].

٢١٨٣- أخرجه مسلم، الفتن، باب: في الآيات التي تكون قبل الساعة، ح:٢٩٠١ من حديث سفيان الثوري به * حديث المسعودي في مسند الطيالسي، ح:١٠٦٧ * وفي الباب عن علي [يأتي: ٢٢١٠]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٢١١]، وأم سلمة [تقدم: ٢١٧١]، وصفية بنت حيي [يأتي: ٢١٨٤].

عَشْرَ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَالدَّابَّةُ، وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا».

یاجوج ماجوج اور چوپایہ نکلے گا۔ تین خسف (زمین میں دھنسنا) ہوں گے: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔ عدن کے آخر سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو (محشر کی طرف) چلائے گی یا لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔ جہاں لوگ رات بسر کریں گے وہیں وہ رات گزارے گی اور جہاں قیلولہ کریں گے، وہیں ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، یعنی دوپہر گزارے گی۔"

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، [عَنْ فُرَاتٍ] نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ: وَالدُّخَانَ. حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ. حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ وَالْمَسْعُودِيِّ، سَمِعَا فُرَاتًا الْقَزَّازَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فُرَاتٍ وَزَادَ فِيهِ: الدَّجَّالَ أَوِ الدُّخَانَ. حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعِجْلِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ فُرَاتٍ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ وَزَادَ فِيهِ: [قَالَ:] وَالْعَاشِرَةُ إِمَّا رِيحٌ تَطْرَحُهُمْ فِي الْبَحْرِ وَإِمَّا نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

محمود بن غیلان کی سند سے فرات قزاز سے اسی کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں "دخان" کا اضافہ بیان کیا ہے۔ اور ہناد کی سند سے بھی وکیع عن سفیان کی مانند مروی ہے۔ محمود بن غیلان کی ایک اور سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے اور اس میں دجال یا دخان کا اضافہ ہے۔ ابو موسیٰ محمد بن مثنیٰ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ دسویں چیز یا تو ہوا ہے جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی یا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدنا علی، ابوہریرہ، سیدہ ام سلمہ اور صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہم سے احادیث آئی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قیامت کے قیام سے پہلے دس نشانیوں کا ظہور ہوگا۔ کچھ کا تعلق قرب قیامت سے ہے اور کچھ کا وقوع سے۔ ان کے ظہور کی ترتیب کیا ہوگی، اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔ (تحفة الأحوذي: 346/6)

٢١٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي

[2184] سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "لوگ بیت اللہ پر حملہ آور ہونے سے باز نہیں آئیں

٢١٨٤۔ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب جيش البيداء، ح: ٤٠٦٤ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٨٣ وابن ماجه، ح: ٤٠٦٣ وغيرهما.

إِدْرِيسَ الْمُرْهِبِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتَّى يَغْزُوَ جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ» . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: «يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ».

گے یہاں تک کہ ایک لشکر اس کا رخ کرے گا حتی کہ وہ چٹیل میدان یا زمین کے چٹیل میدان میں پہنچیں گے تو ان کے اوّل اور آخر کو دھنسا دیا جائے گا اور ان کا درمیانی حصہ بھی نہیں بچ سکے گا، یعنی تمام لشکر ہلاک ہو جائے گا۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! تو جو ان میں سے اس حرکت کو ناپسند کرتا ہوگا، یعنی مجبوراً شریک ہوا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلط کاروں اور ظالموں کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ جو ان لوگوں کے ساتھ ان کے کاموں میں کراہت اور مجبوری کے ساتھ بھی شرکت کرتا ہے وہ ان کے بدانجام سے نہیں بچ سکتا اگرچہ قیامت کے دن ہر فرد کے ساتھ سلوک اس کی اپنی نیت کے مطابق ہوگا اور وہ روز قیامت گرفت اور مؤاخذے سے بچ جائے گا۔

٢١٨٥ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا صَيْفِيُّ بْنُ رِبْعِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ، وَمَسْخٌ، وَقَذْفٌ»، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنُهْلَكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا ظَهَرَ الْخَبَثُ».

[2185] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے آخر میں زمین میں دھنسنا، مسخ (شکل وصورت کا بگڑنا) اور پتھروں کا برسنا وقوع پذیر ہوگا۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اچھے اور بہتر لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاک کر دیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب پلیدی اور خباثت کا غلبہ ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ تَكَلَّمَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدہ عائشہ ؓ کی روایت سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور عبداللہ بن عمر (عمری) پر یحییٰ بن سعید نے اس کے حافظے کی وجہ سے جرح کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب فسق و فجور اور نافرمانی کی کثرت ہو جائے گی، اچھائی اور نیکی مغلوب ہو جائے گی، اچھے اور نیک لوگ برائی کے سامنے بند نہیں باندھیں گے بلکہ خاموشی اختیار کریں گے، تو پھر سب لوگ عام عذاب میں مبتلا ہوں گے اور نیک لوگوں کا وجود، عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

٢١٨٥ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو يعلى: ٨/ ١٤٨، ح: ٤٩٩٣ عن أبي كريب به وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٨٩٠ والبخاري، ح: ٦٣٤٦ ومسلم، ح: ٢٨٨٠ وغيرهم، وانظر الحديث المتقدم: ٢١٥٢.

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا (التحفة ٢٢)

باب:22۔ سورج کا اپنے غروب ہونے کی جگہ سے نکلنا

٢١٨٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهَا تَذْهَبُ لِتَسْتَأْذِنَ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا: اطْلُعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا»، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: (وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا) وَقَالَ: ذٰلِكَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ.

[2186] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سورج کے غروب ہونے کے وقت مسجد میں داخل ہوا، جبکہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو، یہ کدھر جاتا ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ جاتا ہے تاکہ سجدہ کرنے کی اجازت طلب کرے، تو اسے اجازت مل جاتی ہے۔ (پھر ایک دن اجازت طلب کرے گا تو اسے اجازت نہیں ملے گی) گویا کہ اسے کہہ دیا جائے گا، جہاں سے آئے ہو (مغرب سے) وہیں طلوع ہو جاؤ، تو وہ غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہوگا۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ”یہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔“ اور یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود کی قراءت ہے۔ (عام قراءت، وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ، سورج اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہے۔)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي مُوسٰى. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا صفوان بن عسال، حذیفہ بن اسید، انس اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① جب تک اس دنیا کا قیام مقصود ہے، سورج ہر وقت پوری کائنات کی طرح عرش کے نیچے ہے اور دنیا کے ذرے ذرے کی طرح اپنے رب کا اطاعت گزار اور فرماں بردار ہے اور ہر چیز اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سجدہ کناں ہے جیسا کہ سورۂ رعد (آیت:15) میں ہے: ”اور اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔“ اور (سورۂ حج آیت:18) میں ہے ”سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، چوپائے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔“ ② چونکہ سورج کا طلوع وغروب اللہ تعالیٰ کی

٢١٨٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب: "وكان عرشه على الماء ... إلخ"، ح: ٧٤٢٤، ومسلم، ح: ١٥٩ من حديث أبي معاوية الضرير به ❊ وفي الباب عن صفوان بن عسال [ابن ماجه، ح: ٤٠٧٠]، وحذيفة بن أسيد [تقدم: ٢١٨٣]، وأنس [ابن ماجه، ح: ٤٠٥٦]، وأبي موسى [مسلم، ح: ٢٧٥٩].

اجازت سے ہے، اس لیے جب اس جہان سے عمل کی قبولیت کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا تو سورج کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور اسے طلوع کی اجازت نہیں ملے گی، جو اس بات کی علامت ہوگی کہ اسے مغرب سے طلوع ہونے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ② ہر چیز کا سجدہ، استقرار اور اجازت اس کے مقام و مرتبے اور حیثیت کے مطابق ہے، اس لیے تمام مخلوقات کی ان چیزوں کی کیفیت اور حقیقت کو ہمارے لیے سمجھنا ممکن نہیں، یہ ہمارے مشاہدے کی دسترس سے باہر ہیں۔ ان کا تعلق غیبی امور سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کی حقیقت جاننا ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ (التحفة ٢٣)

باب:23۔ یاجوج اور ماجوج کا نکلنا

٢١٨٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ [وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ] وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ [بْنِ الزُّبَيْرِ]، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ نَوْمٍ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ»، يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ» وَعَقَدَ عَشْرًا، قَالَتْ زَيْنَبُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ».

[2187] سیدہ زینب بنت جحش ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ آپ نے اسے تین دفعہ دہرایا...... عربوں کے لیے اس شر سے تباہی اور ہلاکت ہے جو قریب آ چکا ہے۔ اس وقت یاجوج اور ماجوج کے بند میں اتنا سوراخ ہو چکا ہے۔“ اور آپ نے شہادت والی انگلی، انگوٹھے کے اوپر والے پور کے اوپر رکھ کر دس کا عدد بنایا۔ سیدہ زینب ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم نیکوں کی موجودگی میں ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب برائیوں اور فسق و فجور کا غلبہ ہو جائے گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَقَدْ] جَوَّدَ سُفْيَانُ هٰذَا الْحَدِيثَ. [هٰكَذَا رَوَى الْحُمَيْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ نَحْوَ هٰذَا] وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ حَفِظْتُ مِنَ الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ: زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سفیان نے اس حدیث کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ حمیدی، علی بن مدینی اور بہت سے حفاظ حدیث نے سفیان بن عیینہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ حمیدی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا، انھوں نے کہا کہ میں نے امام زہری سے اس سند میں چار خواتین کا ذکر پایا ہے:

٢١٨٧- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "ويل للعرب من شر قد اقترب"، ح: ٧٠٥٩ ومسلم، ح: ٢٨٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ وَهُمَا رَبِيبَتَا النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِي النَّبِيِّ ﷺ. وَ[هٰكَذَا] رَوٰى مَعْمَرٌ [وَغَيْرُهُ] هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ حَبِيبَةَ [وَقَدْ رَوٰى بَعْضُ أَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ].

زینب بنت ابی سلمہ جو کہ حبیبہ سے روایت کرتی ہے اور یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ ہیں۔ یہ دونوں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ اور یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ معمر وغیرہ نے اس حدیث کو زہری سے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر اس میں حبیبہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ ایسے ہی ابن عیینہ کے کچھ شاگردوں نے بھی اس حدیث میں ام حبیبہ کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کے قریب ہوگا۔ (الأنبیآء 21:96، 97) اور جو چیز ابھی واقع نہیں ہوئی، اس کی تفصیلات جاننا ممکن نہیں۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے قصص القرآن ج: 3 میں اس پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْمَارِقَةِ (التحفة ٢٣)

باب: 24۔ دین سے نکل جانے والوں کے اوصاف

٢١٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [بْنِ مَسْعُودٍ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ».

[2188] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری دور میں کچھ لوگ (خلیفہ کے خلاف) نکلیں گے، جو کم عمر، نوخیز اور کم عقل ہوں گے۔ قرآن مجید کی تلاوت (خوب) کریں گے (لیکن وہ) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ مخلوق میں سب سے بہتر کے اقوال بیان کریں گے (رسول اللہ ﷺ کے۔) اور اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَبِي ذَرٍّ [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَصْفُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی، ابوسعید اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور نبی ﷺ کی کئی احادیث میں ان لوگوں

٢١٨٨ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في ذكر الخوارج، ح: ١٦٨ من حديث أبي بكر بن عياش به وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٦١١، ومسلم، ح: ١٠٦٥ـ١٠٦٧ وغيرهما ☆ وفي الباب عن علي [البخاري، ح: ٣٧١١ ومسلم، ح: ١٠٦٦]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ١٠٦٥]، وأبي ذر [مسلم، ح: ١٠٦٧].

الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، إِنَّمَا هُمُ الْخَوَارِجُ الْحَرُورِيَّةُ، وَغَيْرُهُمْ مِّنَ الْخَوَارِجِ.

کے بارے میں آیا ہے جو قرآن کی قراءت کریں گے اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اطاعت سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان سے مراد یہ خارجی لوگ ہیں۔ حروریہ ہوں یا دوسرے خارجی۔

فوائد و مسائل: ① ''آخر زمان'' سے مراد یہاں وہ زمانہ ہے جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے، کیونکہ خارجیوں کا ظہور اور خروج، جنگ صفین کے موقع پر واقعۂ تحکیم کی مخالفت میں ہوا تھا۔ یہ انتہا پسند اور جذباتی لوگ تھے جنھوں نے واقعۂ تحکیم کی آڑ میں جمہور مسلمانوں کو کافر قرار دیا تھا۔ یہ قرآن مجید کی تلاوت تو خوب کرتے تھے لیکن اس کے فہم سے محروم تھے، اسی لیے مسلمان خلیفہ کی اطاعت سے گریز کرتے اور اس کے خلاف برسرپیکار رہتے تھے۔ ان کا سرغنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑتے ہوئے مرا تھا۔ ② انھیں مارقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں [يَمْرُقُونَ] (نکلیں گے) کا لفظ استعمال ہوا اور ''خارجی'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے لیے [يخرجون] کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور [حروريه] اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا سب سے پہلا اجتماع حروراء نامی بستی میں ہوا تھا۔

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَثَرَةِ (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ (دوسروں کو) ترجیح دینے کا بیان

٢١٨٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ».

[2189] سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ نے فلاں شخص کو عامل مقرر فرمایا ہے اور مجھے عامل نہیں بنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جلد ہی میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر ترجیح دی جا رہی ہے، سو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض پر آ ملو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ میرے دور میں کسی کو کسی پر ترجیح حاصل نہیں ہے۔ ہر فرد سے اس کی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق سلوک ہو رہا ہے۔ میرے بعد یہ کام ہوگا تو اسے آپس کے اختلاف و افتراق اور انتشار کا باعث نہ بنانا۔ زندگی بھر صبر و سکون سے کام لینا اور قیامت کے دن تمھیں اس صبر کا اجر و ثواب ملے گا۔

٢١٨٩ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب قول النبي ﷺ للأنصار: "اصبروا حتى تلقوني على الحوض"، ح: ٣٧٩٢، ومسلم، ح: ١٨٤٥ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٩٦٩ ولم يذكر فيه أسيد بن حضير رضي الله عنه.

٢١٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا [يَا رَسُولَ اللهِ]، قَالَ: «أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَاسْأَلُوا اللهَ الَّذِي لَكُمْ».

[2190] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد عنقریب (لوگوں کا اپنے آپ ہی کو) ترجیح دینا اور کئی ناپسندیدہ امور دیکھو گے۔'' حاضرین نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ کا ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ان کے حقوق ادا کرنا اور اپنے حقوق کا اللہ سے سوال کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر حکمران اپنی رعایا کے حقوق ادا نہ کریں، ان کے درمیان عدل و انصاف نہ کریں اور ناپسندیدہ امور کا ارتکاب کریں، بشرطیکہ وہ کھلم کھلا کفر نہ ہوں تو ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے، یعنی ان سے جنگ و جدل کا بازار گرم نہ کیا جائے کہ اس سے خانہ جنگی شروع ہو جائے۔ ان کے جائز حقوق ادا کیے جائیں اور اپنے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ حکمرانوں کو اپنی رعایا کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق دے یا ان کو بدل کر ایسے حکمران لائے جو لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ② جنگ و جدال جائز نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ان سے حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور ناپسندیدہ امور پر تنقید و تبصرہ بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے۔ نیکی کا حکم دینے میں حقوق کی نشان دہی اور برائی سے روکنے میں ناپسندیدہ امور پر تنقید بھی داخل ہے۔

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (التحفة ٢٦)

باب: 26- نبی ﷺ کا اپنے ساتھیوں کو قیامت تک کے واقعات کی خبر دینا

٢١٩١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى الْقَزَّازُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ [بْنِ جُدْعَانَ الْقُرَشِيُّ] عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا صَلَاةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ، ثُمَّ

[2191] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں کافی دن کھڑے عصر کی نماز پڑھائی پھر خطاب کے لیے کھڑے ہوئے، تو قیامت تک کے واقعات میں سے کوئی واقعہ نہ چھوڑا جس کی ہمیں

٢١٩٠- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "سترون بعدي أمورًا تنكرونها"، ح: ٧٠٥٢ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٨٤٣ من حديث الأعمش به.

٢١٩١- [ضعيف بهذا التمام] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة النساء، ح: ٢٨٧٣ و ٤٠٠٠ عن عمران بن موسى به ورواه المستمر بن الريان وغيره عند مسلم، ح: ١٧٣٨ وغيره مختصرًا بلفظ: "لكل غادر لواء يوم القيامة، يرفع له بقدر غدره، ألا ولا غادر أعظم غدرًا من أمير عامة" ولقوله: "إن الدنيا خضرة حلوة . . . واتقوا النساء" شواهد وهو بها صحيح * علي بن زيد بن جدعان ضعيف * وفي الباب عن حذيفة [البخاري، ح: ٦٦٠٤ ومسلم، ح: ٢٨٩١]، وأبي مريم (مالك بن ربيعة السلولي) [النسائي: ١/ ٢٩٧، ح: ٦٢٢]، وأبي زيد عمرو بن أخطب [مسلم، ح: ٢٨٩٢]، والمغيرة بن شعبة [أحمد: ٤/ ٢٥٤].

قَامَ خَطِيبًا فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهِ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ: «إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ»، وَكَانَ فِيمَا قَالَ: «أَلَا لَا تَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ». قَالَ: فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: قَدْ وَاللهِ! رَأَيْنَا أَشْيَاءَ فَهِبْنَا وَكَانَ فِيمَا قَالَ: «أَلَا إِنَّهُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ، وَلَا غَدْرَةَ أَعْظَمُ مِنْ غَدْرَةِ إِمَامِ عَامَّةٍ يُرْكَزُ لِوَاؤُهُ عِنْدَ اسْتِهِ». وَكَانَ فِيمَا حَفِظْنَا يَوْمَئِذٍ: «أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى، فَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَى مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَى كَافِرًا وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَى مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِرًا وَيَحْيَى كَافِرًا وَيَمُوتُ مُؤْمِنًا. أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ، وَمِنْهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ، فَتِلْكَ بِتِلْكَ. أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ، أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيءُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الْفَيْءِ، أَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيعُ الْغَضَبِ بَطِيءُ الْفَيْءِ، أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ، وَمِنْهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ حَسَنُ الطَّلَبِ، وَمِنْهُمْ حَسَنُ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ، فَتِلْكَ بِتِلْكَ. أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّءَ الْقَضَاءِ السَّيِّءَ الطَّلَبِ، أَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ، أَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ. أَلَا وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَمَا رَأَيْتُمْ إِلَى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ، فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ

اطلاع نہ دی ہو۔ اسے یاد رکھا جس نے اسے یاد رکھنے کی کوشش کی اور اسے بھول گیا جس نے بھلانا چاہا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اس میں سے یہ بھی ہے کہ ”دنیا سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تمھیں اس کا جانشین بنائے گا اور دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ خبردار! دنیا (پر ریجھنے) سے بچنا اور عورتوں (کے فتنے) سے بچنا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا: ”خبردار! کسی آدمی کو لوگوں کی ہیبت حق بات کہنے سے نہ روکے، جبکہ اسے اس کا علم ہو۔“ یہ بیان کرتے ہوئے سیدنا ابوسعید رو پڑے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نے بہت سی (غلط) باتیں دیکھیں اور (ان پر تنقید کرنے سے) ڈر گئے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا: ”خبردار! بلاشبہ ہر بدعہد کے لیے قیامت کے دن اس کی بدعہدی کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا اور کوئی بدعہدی امامِ عام کی بدعہدی سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس کا جھنڈا اس کی سرین پر گاڑا جائے گا۔“ اور اس دن کی ہماری یاد کی ہوئی باتوں میں سے یہ بھی ہے، فرمایا: ”خبردار! بنو آدم کی تخلیق مختلف طبقات (گروہوں) پر ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض مومن پیدا ہوتے ہیں۔ ایمان پر زندگی گزارتے اور مومن ہی مرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کافر پیدا ہوتے ہیں (کافر کے گھر) اور کفر ہی پر زندگی گزارتے اور کفر ہی پر مرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض مومن پیدا ہوتے ہیں، یعنی مومن کے گھر اور مومنانہ زندگی گزارتے ہیں اور کفر پر مرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کافر پیدا ہوتے، کفر پر زندگی گزارتے اور ایمان کی حالت میں فوت ہوتے ہیں۔ آگاہ رہو! ان میں سے بعض کو غصہ دیر سے آتا ہے، جلد اتر جاتا ہے۔ اور ان میں سے بعض کو جلد غصہ آتا اور جلد اتر جاتا ہے، سو یہ برابر برابر ہے۔ اور آگاہ رہو! ان میں سے بعض کو غصہ جلد آتا ہے،

مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ»، قَالَ: وَجَعَلْنَا نَلْتَفِتُ إِلَى الشَّمْسِ هَلْ بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ».

دیر سے جاتا ہے۔ آگاہ رہو! ان میں سے بہتر وہ ہے جسے غصہ دیر سے آتا ہے اور جلد اتر جاتا ہے۔ خبردار! ان میں سے برا وہ ہے جسے غصہ جلد آتا اور دیر سے اترتا ہے۔ خبردار! ان میں سے کچھ لوگ بہترین انداز سے قرض ادا کرتے ہیں۔ اچھے انداز سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اور بعض برے اندازے سے قرض ادا کرتے اور اچھے انداز سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اور بعض اچھے انداز سے قرض ادا کرتے ہیں، برے انداز سے مطالبہ کرتے ہیں تو یہ برابر برابر ہے۔ خبردار! ان میں بعض برے انداز سے قرض ادا کرتے اور برے انداز میں مطالبہ کرتے ہیں۔ خبردار! ان میں سے بہتر وہ ہیں جو اچھے انداز سے ادا کرتے ہیں اور اچھے انداز سے مطالبہ کرتے ہیں، خبردار! ان میں بدترین وہ ہیں جو برے انداز سے ادا کرتے ہیں، برے انداز سے مطالبہ کرتے ہیں۔ خبردار! غصہ، آدم کے بیٹے (انسان) کے دل میں ایک انگارا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو اس کی آنکھوں میں سرخی ہوتی ہے اور رگیں پھولی ہوئی ہوتی ہیں، تو تم میں سے جو شخص کچھ غصہ محسوس کرے وہ زمین پر لیٹ جائے۔'' سیدنا ابوسعید بیان کرتے ہیں: ہم سورج کی طرف دیکھنے لگے کہ کیا کچھ باقی بھی ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! دنیا کا باقی حصہ گزرے ہوئے کے مقابلے میں اتنا ہی ہے جتنا (وقت) تمھارے اس گزرے ہوئے دن کے مقابلے میں باقی رہ گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَبِي زَيْدِ بْنِ أَخْطَبَ، وَحُذَيْفَةَ، وَأَبِي مَرْيَمَ، [وَ]ذَكَرُوا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَهُمْ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ». [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس باب میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ، ابوزید بن اخطب، حذیفہ اور ابومریم رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ ان سب نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انھیں قیامت تک پیش آنے والے واقعات سے آگاہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس کی کچھ باتیں دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ ② قیامت تک پیش آنے والے بڑے بڑے اور اہم واقعات سے آگاہ فرمایا۔ بعض حضرات نے آپ ﷺ کے خطاب کو یاد رکھا اور بعض کو بھول گیا۔ ③ دنیا کا ساز وسامان بڑا سرسبز وشاداب ہے جو آنکھوں کو بھاتا ہے او بہت میٹھا اور شیریں ہے جو دل کش اور دل ربا ہے۔ ④ دنیوی ساز وسامان بدلتا رہتا ہے، پہلوں سے بعد والوں کو ملتا ہے۔ یہ دراصل امتحان اور آزمائش کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے سے لوگوں کا امتحان اور جائزہ لے رہا ہے، اس لیے اس سے ہوشیار رہنا چاہیے اور خاص طور پر عورت کا فتنہ بہت بڑی آزمائش ہے۔

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الشَّامِ (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ اہل شام کا بیان

٢١٩٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ». قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ.

[2192] معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل شام میں بگاڑ پیدا ہوجائے تو تمھارے لیے (وہاں رہنے میں) کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ (دلائل و براہین کی رو سے) غالب رہے گا۔ جو انھیں بے یارومددگار چھوڑے گا وہ ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔“ امام محمد بن اسماعیل (بخاری) ؒ فرماتے ہیں: علی بن مدینی ؒ کے نزدیک اس گروہ سے مراد محدثین ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوَالَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيْنَ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «هَاهُنَا». وَنَحَا بِيَدِهِ نَحْوَ

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن حوالہ، ابن عمر، زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا (معاویہ بن حیدہ ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

٢١٩٢- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اتباع سنة رسول الله ﷺ، ح: ٦ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠٧٦ وصححه ابن حبان، ح: ٢٣١٣ ۞ وفي الباب عن عبدالله بن حوالة [أحمد: ٥/ ٣٣]، وابن عمر [يأتي: ٣٩٥٣]، وزيد ابن ثابت [يأتي: ٣٩٥٤]، وعبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ٢٤٨٢] ۞ حديث بهز بن حكيم عن أبيه عن جده: سنده حسن، وله طرق أخرى عند الطبراني: ١٩/ ٤٢٠، ح: ١٠١٥ وغيره.

الشَّامِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

''ادھر'' اور آپ نے اپنا ہاتھ شام کی طرف کیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ① دینی اعتبار سے جب کسی علاقے کے حالات درست نہ رہیں تو اس جگہ قیام پذیر رہنا مناسب نہیں اور نہ وہاں رہنے کی خواہش رکھنی چاہیے۔ ② اہل السنہ والجماعہ کے ہر گروہ میں محدثین (حدیث کے ماہر) موجود ہیں، اس لیے جو لوگ بھی اس صفت سے متصف ہوں مفسر ہوں یا فقیہ، زہاد ہوں یا مجاہد یا مبلغ، سب اس طائفہ منصورہ میں داخل ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 362/6) ③ قرب قیامت تک طائفہ منصورہ موجود رہے گا۔ جب دنیا کا خاتمہ مقصود ہوگا تو یہ گروہ بھی ختم ہو جائے گا اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ④ آخری دور میں شام کے حالات دینی اعتبار سے بہتر ہوں گے، اس لیے اس دور میں وہاں رہنا ٹھیک ہوگا۔

(المعجم ٢٨) بَابُ [مَا جَاءَ] «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ» (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ میرے بعد کافر بن کر ایک دوسرے کی گردن نہ اڑانا

٢١٩٣ – حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

[2193] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ اڑانا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَرِيرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَكُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، وَالصُّنَابِحِيِّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، جریر، ابن عمر، کرز بن علقمہ، واثلہ بن اسقع اور صنابحی رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مسلمانوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنا نعمت اسلام کی ناقدری، ناسپاسی اور کافرانہ طرز عمل ہے۔ اسلام اخوت و یگانگت اور محبت و پیار کا دین ہے جبکہ کافر مسلمان کے قتل کے درپے ہوتا ہے، اس لیے مسلمان کو قتل کرنے والا کفر کی ڈگر پر چلتا ہے۔ مسلمان کو یہ حرکت نہیں کرنی چاہیے بلکہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ کے مطابق طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

٢١٩٣- أخرجه البخاري، الحج، باب الخطبة أيام منى، ح:١٧٣٩ من حديث يحيى القطان به * وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [أحمد:١/٤٠٢]، وجرير [البخاري، ح:٤٤٠٥ ومسلم، ح:٦٥]، وابن عمرو [البخاري، ح:٤٤٠٣ ومسلم، ح:٦٦]، وكرز بن علقمة [أحمد:٣/٤٧٧ والحميدي، ح:٥٧٤]، و واثلة بن الأسقع [أحمد:٤/١٠٦]، والصنابحي [ابن ماجه، ح:٣٩٤٤].

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ إِنَّهُ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ (التحفة ٢٩)

باب:29۔ ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا

٢١٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَيَّاشِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عِنْدَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: أَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي» ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ لِيَقْتُلَنِي، قَالَ: «كُنْ كَابْنِ آدَمَ».

[2194] سیدنا بسر بن سعید سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنے کے وقت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک عظیم فتنہ برپا ہوگا جس میں بیٹھنے والا، کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: بتلائیے کہ اگر قاتل میرے گھر میں گھس کر مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ابن آدم (مقتول ہابیل) کی طرح ہو جانا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَخَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي وَاقِدٍ، وَأَبِي مُوسٰى، وَخَرَشَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَزَادَ فِي الْإِسْنَادِ رَجُلًا. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، خباب بن ارت، ابوبکرہ، ابن مسعود، ابو واقد، ابوموسیٰ اور خرشہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور بعض راویوں نے یہ روایت، لیث بن سعد ہی سے بیان کی ہے اور سند میں ایک آدمی کا اضافہ کر دیا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدنا سعد سے مرفوعاً ایک اور سند سے بھی آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب ایسا شدید فتنہ برپا ہو جائے جس کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکتا ہو اور خانہ جنگی بے ثمر اور بے فائدہ ہو تو اس سے انسان جس قدر دور رہے گا اور اس میں دلچسپی لینے سے گریز کرے گا، اتنا ہی اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ بیٹھنے والے کی دلچسپی اور حصہ کھڑے ہوئے کے مقابلے میں کم ہے، اسی طرح کھڑے ہوئے کا اس کی طرف جانے والے

٢١٩٤ـ أخرجه أحمد: ١/ ١٨٥ عن قتيبة به وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٨٧ وغيره ☆ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٣٦٠٨ ومسلم، ح: ٢٨٨٦]، وخباب بن الأرت [أحمد: ٥/ ١١٠]، وأبي بكرة [مسلم، ح: ٢٨٨٧]، وابن مسعود [أبو داود، ح: ٤٢٥٨]، وأبي واقد [الطبراني في الأوسط: ٩/ ٣٠٨، ح: ٨٦٧٤]، وأبي موسى [أبو داود، ح: ٤٢٥٩ وابن ماجه، ح: ٣٩٦٠]، وخرشة [أحمد: ٤/ ١٠٦، ١١٠].

کے مقابلے میں اہتمام اور دلچسپی کم ہے۔ ایسے حالات میں حصہ لینے کے مقابلے میں ہابیل کی طرح مظلوماً قتل ہوجانا بہتر ہے تاکہ فتنہ بھڑکانے میں اس کا دخل نہ ہو، لیکن اگر حصہ لینے سے فتنہ ختم ہوسکتا ہوتو پھر اس میں حصہ لیا جائے گا جیسا کہ سورۂ حجرات کی آیت نمبر 9 کا تقاضا ہے۔

(المعجم ٣٠) بَابُ مَا جَاءَ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ (التحفة ٣٠)

باب:30۔ تاریک اور سیاہ رات کے ٹکڑوں جیسے فتنے کا بیان

٢١٩٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2195] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تاریک رات کے ٹکڑوں جیسے فتنوں کے برپا ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرلو۔ صبح کے وقت انسان مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ آدمی اپنا دین و ایمان دنیا کے سامان کی خاطر بیچے گا۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کو فرصت کے اوقات کو غنیمت سمجھ کر زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، معلوم نہیں کب ایسا وقت آجائے جس میں انسان کو کچھ سجھائی نہ دے اور نیک عمل کرنا مشکل ہوجائے۔ حالات کی انتہائی سنگینی کی وجہ سے دین و ایمان پر قائم رہنا ممکن نہ رہے اور انسان گرگٹ کی طرح بار بار صبح شام رنگ بدلنے لگے اور دنیوی مفادات و منافع کے حصول کے لیے اپنا دین و ایمان قربان کردے۔ (نَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ)

٢١٩٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ! مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ؟ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا، عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ».

[2196] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک رات بیدار ہوئے اور (حیرانی اور تعجب سے) فرمایا: ”سبحان اللہ! آج رات کتنا بڑا فتنہ اتارا گیا؟ کس قدر (رحمت کے) خزانے اتارے گئے؟ کون ہے جو حجروں میں رہنے والیوں (ازواج مطہرات) کو بیدار کرے؟ ہائے، دنیا میں بہت سی لباس پہننے والیاں، آخرت میں ننگی اور بے لباس ہوں گی۔“

٢١٩٥- أخرجه مسلم، الإيمان، باب الحث على المبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن، ح: ١١٨ من حديث العلاء به.

٢١٩٦- أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل والنوافل من غير إيجاب، ح: ١١٢٦ من حديث ابن المبارك به.

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: دنیا میں عذاب وعتاب اور رحمت وثواب کے حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں، لیکن ان حالات کا صحیح صحیح ادراک کرنے والے لوگ کم ہوتے ہیں۔ عورتوں میں نمود ونمائش اور ریا کا جذبہ بالعموم زیادہ ہوتا ہے، اس لیے فرمایا: بہت سی عورتیں دنیا میں تقویٰ وطہارت کے لباس سے متصف ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں جو حقیقت سے خالی ہوتا ہے، اس لیے وہ آخرت میں لباس تقویٰ سے محروم ہوں گی یا دنیا میں لباس فاخرانہ پہنتی ہیں، ان کا شکر ادا نہیں کرتیں، اس لیے آخرت میں لباس سے محروم ہوں گی یا دنیا میں بظاہر لباس پہنتی ہیں جو درحقیقت ان کے جسم کو عریاں اور نمایاں کرتا ہے، اس لیے وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔

٢١٩٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ [مِّنَ] الدُّنْيَا».

[2197] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے فتنے برپا ہوں گے جیسے کہ سیاہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں۔ ان میں انسان صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ لوگ اپنے دین کو دنیا کے سازوسامان کے عوض فروخت کریں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجُنْدَبٍ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَأَبِي مُوسَى. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، جندب، نعمان بن بشیر اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: اس باب کی پہلی حدیث کا فائدہ دیکھیے۔

٢١٩٨- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، قَالَ: يُصْبِحُ [الرَّجُلُ] مُحَرِّمًا لِّدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُمْسِي مُسْتَحِلًّا لَّهُ، وَيُمْسِي مُحَرِّمًا لِّدَمِ أَخِيهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ وَيُصْبِحُ مُسْتَحِلًّا لَّهُ.

[2198] سیدنا حسن (بصری رحمہ اللہ) اس حدیث کہ ''آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ صبح آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کا خون، اس کی عزت وناموس اور اس کا مال اپنے لیے حرام سمجھتا ہوگا اور شام کو انھیں پامال کرنا حلال خیال کرے گا اور شام کو اپنے بھائی کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال حرام خیال کرے

٢١٩٧ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن أبي شيبة: ١١/ ٣٩ عن الليث بن سعد به وللحديث شواهد ☆ وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ٢١٩٥]، وجندب [الطبراني في الكبير: ٢/ ١٧٧، ح: ١٧٢٤]، والنعمان بن بشير [أحمد: ٤/ ٢٧٢، ٢٧٧]، وأبي موسى [أبو داود، ح: ٤٢٦٢].

٢١٩٨ـ [رجاله ثقات]

گا اور صبح انھیں اپنے لیے حلال تصور کرے گا۔

٢١٩٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُونَا حَقَّنَا وَيَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَ[إِنَّمَا] عَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2199] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ ایک آدمی آپ سے پوچھ رہا تھا، اس نے کہا: بتائیے، اگر ہمارے حکمران ہمارے حقوق سے ہمیں محروم رکھیں اور ہم سے اپنے حقوق مانگیں (تو ہم کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور اطاعت کرو، کیونکہ ان کی ذمے داری کا بوجھ ان پر ہے اور تمھاری ذمے داری کا بوجھ تم پر ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اسلام کا اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ وہ ہر طبقے اور گروہ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے اور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اگر دوسرا طبقہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے، تو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگے کیونکہ جب ہر طبقہ اپنے فرائض ادا کرے گا تو دوسرے کے حقوق خود بخود ادا ہو جائیں گے۔ اس اصول کے مطابق اسلام حکمران کو اپنے فرائض کی پابندی کا حکم دیتا اور رعایا کو ان کے فرائض یاد دلاتا ہے اور کسی کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں چھوٹ نہیں دیتا۔

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَرْجِ [وَالْعِبَادَةِ فِيهِ] (التحفة ٣١)

باب: 31۔ عام قتل وغارت کے زمانے اور اس میں عبادت کا بیان

٢٢٠٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ [بْنِ سَلَمَةَ]، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ».

[2200] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً آگے (قیامت سے پہلے) ایسے ایام آنے والے ہیں جن میں علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج (قتل) عام ہوگا۔'' حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہرج سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''قتل۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، خالد بن ولید اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

٢١٩٩- أخرجه مسلم، الإمارة، باب: في طاعة الأمراء وإن منعوا الحقوق، ح: ١٨٤٦ من حديث شعبة به.

٢٢٠٠- أخرجه مسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن، في آخر الزمان، ح: ٢٦٧٢ من حديث أبي معاوية الضرير والبخاري، ح: ٧٠٦٤ من حديث الأعمش به * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٨٥ ومسلم، ح: ١٥٧ بعد، ح: ٢٦٧٢]، وخالد بن الوليد [أحمد: ٤/ ٩٠]، ومعقل بن يسار [يأتي: ٢٢٠١].

حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قیامت سے پہلے اگرچہ علم کی نشرواشاعت کے وسائل عام ہوں گے لیکن پختہ اور ثقہ علماء دن بہ دن اٹھتے جائیں گے جن کے اٹھنے سے علم میں رسوخ اور پختگی بھی اٹھتی جائے گی، گویا (کثرت، قلت) کا سماں ہوگا۔ کتابیں وافر ہوں گی۔ جاننے والے کم ہوتے جائیں گے۔ اب یہ دور شروع ہو چکا ہے اور دن بہ دن قتل و غارت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

٢٢٠١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ فَرَدَّهُ إِلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَالْهِجْرَةِ إِلَيَّ».

[2201] سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قتل و غارت کے ایام میں عبادت، میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ [حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ] عَنِ الْمُعَلَّى ابْنِ زِيَادٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف حماد بن زید، معلّی بن زیاد سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: قتل وغارت کے ایام میں ہر انسان فکرمند اور پریشان ہوگا۔ دل جمعی اور سکون میسر نہیں ہوگا۔ لوگوں کو اپنی زندگی کی فکر ہوگی۔ عبادت اور بندگی کی طرف دھیان اور توجہ بہت کم ہوگی۔ بلند درجے کے حامل افراد ہی عبادت کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کا اہتمام کریں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عبادت کا درجہ اور مقام بھی بلند ہوگا۔

(المعجم ٣٢) بَابُ [حَدِيثِ «إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»] (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ میری امت میں جب تلوار چل پڑے گی تو وہ قیامت تک ان سے اٹھ نہیں سکے گی

٢٢٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

[2202] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی، یعنی تلوار چل پڑے گی تو قیامت تک ان سے اٹھ نہیں سکے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: آپ ﷺ کی امت میں تلوار کے استعمال کا آغاز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوا ہے اور اس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً مسلمان فرقوں میں جنگ و جدال شروع ہو جاتی ہے اور وہ خود ہی ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ

٢٢٠١ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب فضل العبادة في الهرج، ح: ٢٩٤٨ عن قتيبة به.
٢٢٠٢ـ أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، ح: ٤٢٥٢ من حديث حماد بن زيد به وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٨٨٩.

اتارتے ہیں اور نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوتی رہتی ہے۔

(المعجم ٣٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ السَّيْفِ مِنْ خَشَبٍ [فِي الْفِتْنَةِ] (التحفة ٣٣)

باب:33۔ (خانہ جنگی کے دور میں) لکڑی کی تلوار بنانا

٢٢٠٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ أُهْبَانَ بْنِ صَيْفِيٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَتْ: جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى أَبِي فَدَعَاهُ إِلَى الْخُرُوجِ مَعَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ أَنْ أَتَّخِذَ سَيْفًا مِّنْ خَشَبٍ فَقَدِ اتَّخَذْتُهُ فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ بِهِ مَعَكَ: قَالَتْ: فَتَرَكَهُ.

[2203] عدیسہ بنت اُہبان بن صیفی غفاری بیان کرتی ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے باپ کے پاس تشریف لائے اور انھیں اپنے ساتھ (لڑائی کے لیے) چلنے کی دعوت دی۔ تو میرے باپ نے انھیں جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا زاد ﷺ نے مجھے تلقین فرمائی تھی کہ جب لوگوں میں اختلاف رونما ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں اور میں نے وہ بنالی ہے، چنانچہ اگر آپ چاہیں، میں وہ لے کر آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ عدیسہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ انھیں چھوڑ گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا محمد بن مسلمہ سے روایت موجود ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف عبداللہ بن عبید کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: لکڑی کی تلوار بنانا، اس بات کی تلقین کرنا ہے کہ فتنہ وفساد کے دنوں میں فتنے سے دور رہنا اور اس میں حصہ نہ لینا ہی بہتر طرز عمل ہے۔ ظاہر ہے یہ اس انسان کے لیے ہے جو اصل حقیقت حال سے آگاہ نہ ہو اور حق و باطل، صحیح اور غلط میں فرق نہ کرسکتا ہو یا یہ سمجھتا ہو کہ حصہ لینے کی صورت میں فتنہ ختم ہونے کے بجائے بھڑکے گا اور فائدے کی بجائے نقصان زیادہ ہوگا۔

٢٢٠٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ

[2204] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فتنے کے بارے میں فرمایا: ''اس میں اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور اپنی کمانوں کی تانتیں ریزہ ریزہ کردینا اور اپنے

٢٢٠٣ـ أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٦٠ عن عبدالله بن عبيد به ☆ وفي الباب عن محمد بن مسلمة [ابن ماجه، ح: ٣٩٦٢].

٢٢٠٤ـ أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٦١، وأبو داود، ح: ٤٢٥٩ من حديث محمد بن جحادة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٩٣١ والحاكم: ٤/ ٤٤٠.

شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْفِتْنَةِ: «كَسِّرُوا فِيهَا قِسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا فِيهَا أَوْتَارَكُمْ، وَالْزَمُوا فِيهَا أَجْوَافَ بُيُوتِكُمْ، وَكُونُوا كَابْنِ آدَمَ».

گھروں کو لازم پکڑنا اور آدم کے (مقتول) بیٹے کی طرح ہوجانا (اپنا ہاتھ نہ اٹھانا)۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَرْوَانَ هُوَ أَبُو قَيْسٍ الْأَوْدِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اور عبدالرحمان بن ثروان سے مراد ابوقیس اَودی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد بھی یہی ہے کہ خانہ جنگی کے زمانے میں قتل ہونا گوارا کرلو، لیکن اس میں حصہ نہ لو جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے مقتول بیٹے نے قتل ہونا منظور کرلیا مگر بھائی کے مقابلے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ (سورۂ مائدہ 5:28، 29)

(المعجم ٣٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَشْرَاطِ السَّاعَةِ (التحفة ٣٤)

باب: 34۔ قیامت کی نشانیاں

٢٢٠٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ [قَالَ:] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ».

[2205] قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمھیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ سے سنی ہے۔ میرے بعد تمھیں کوئی بیان نہیں کرے گا کہ اس نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے (کیونکہ وہ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت کا غلبہ ہوجائے گا۔ زنا عام ہوگا۔ شراب نوشی ہوگی۔ عورتوں کی کثرت ہوگی۔ مرد کم ہوجائیں گے، حتی کہ پچاس عورتوں کا نگران و محافظ ایک ہوگا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مُوسٰى، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوموسیٰ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٢٠٥- أخرجه البخاري، العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، ح: ٨١ ومسلم، ح: ٢٦٧١ من حديث شعبة به * وفي الباب عن أبي موسى [البخاري، ح: ٧٠٦٢ ومسلم، ح: ٢٦٧٢]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٨٥ ومسلم، ح: ١٥٧ بعد: ٢٦٧٢].

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب ان تمام امور میں بگاڑ اور فساد رونما ہو جائے گا جن پر لوگوں کی زندگی اور معاشرے کے قیام و بقا کا انحصار ہے۔ یہ وہ امور ہیں جنھیں مقاصد شریعت اور ضروریات خمسہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، یعنی دین، زندگی، عقل، عزت و ناموس (نسل) اور مال کی حفاظت و نگہداشت۔ ② علم کے اٹھ جانے سے دین میں خلل اور بگاڑ پیدا ہوگا۔ شراب نوشی سے عقل بگاڑ کا شکار ہوگی۔ زنا سے عزت و ناموس اور نسب و نسل میں خلل پیدا ہوگا اور فتنوں کی کثرت سے جان و مال میں فساد و بگاڑ پیدا ہوگا۔ ③ ان چیزوں کا ظہور و غلبہ اس بات کی علامت ہوگا کہ یہ دنیا اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔ اور ہندوستان کے بعض رنگیلے اور عیاش بادشاہ ایسے بھی گزرے ہیں، جن کی پچاس پچاس بیویاں تھیں۔ (الكوكب الدري: 142/3) حدیث کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ مردوں کی قلت کی وجہ سے آخری دور میں پچاس عورتوں کا محافظ و نگران اور کفیل ایک ہوگا۔ وہ عورتیں اس کے عزیز و اقارب اور رشتے داروں سے ہوں گی۔

(المعجم ٣٥) بَابٌ مِّنْهُ: [لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ] (التحفة ٣٥)

باب: 35۔ ہر آنے والا دور پہلے سے بدتر ہوگا

٢٢٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ. سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ نَّبِيِّكُمْ ﷺ.

[2206] سیدنا زبیر بن عدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمیں حجاج کی طرف سے جو تکالیف پہنچ رہی تھیں ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا: ''جو سال بھی گزر رہا ہے، اس کے بعد آنے والا اس سے بدتر ہوگا۔ حتی کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے۔'' یہ بات میں نے تمھارے نبی ﷺ سے سنی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علامات قیامت کے ظہور اور قرب قیامت سے پہلے کا ہر دور مجموعی اعتبار سے اپنے بعد والے دور سے بہتر ہوگا، کیونکہ ہر بعد والا دور علم و عمل میں رسوخ اور پختگی رکھنے والے علماء سے خالی ہوتا جائے گا، اس لیے دین میں ضعف اور کمزوری پیدا ہوتی جائے گی۔ اگرچہ مال و دولت کی فراوانی اور کثرت ہوگی اور خیر و بھلائی کا مدار و انحصار تو دین کے علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ ② حجاج کا دور اپنے بعد والے سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے دور سے اس لحاظ سے بہتر تھا کہ اس میں صحابۂ کرام کی تعداد زیادہ تھی جو علم و عمل کے امام تھے اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے دور میں وہ بہت کم رہ گئے تھے۔ اور یہ بات عمومی اعتبار سے بھی ہو سکتی ہے کہ عام ادوار میں ایسے ہی ہوگا اگرچہ قلیل طور پر کوئی دور پہلے سے بہتر بھی

٢٢٠٦- أخرجه البخاري، الفتن، باب: لا يأتي زمان إلا الذي بعده شر منه، ح: ٧٠٦٨ من حديث سفيان الثوري به.

آ سکتا ہے۔

٢٢٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ: اَللّٰهُ اللّٰهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

[2207] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین میں اللہ، اللہ کہنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ محمد بن مثنیٰ یہ روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی ایک لمبی روایت صحیح مسلم میں آئی ہے جس کا ایک جملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، دجال کے قتل کے بعد، شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا تو وہ زمین پر بسنے والے ہر اس فرد کی روح قبض کر لے گی جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اور پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے اور انھی پر قیامت قائم ہوگی۔ (صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 7381 (2940))

(المعجم ٣٦) بَابٌ مِّنْهُ: [فِي طَرْحِ الْأَرْضِ مَا فِي بَطْنِهَا مِنَ الْكُنُوزِ] (التحفة ٣٦)

باب: 36۔ زمین اپنے اندر کے خزانے باہر پھینک دے گی

٢٢٠٨- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى [الْكُوفِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ» قَالَ: «فَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي مِثْلِ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِي، وَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِي، ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[2208] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح اگل دے گی، تو چور آئے گا اور کہے گا: اس قسم کے مال کی خاطر میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ اور قاتل آئے گا اور کہے گا: اس کے حصول کی خاطر میں نے قتل کیا۔ اور قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: اس کی خاطر میں نے رشتے داری کو توڑا۔ پھر وہ سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

٢٢٠٧ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٧، ح: ١٢٠٦٦ عن محمد بن أبي عدي به، ورواه مسلم، ح: ١٤٨ من حديث ثابت عن أنس به.
٢٢٠٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن لا يوجد من يقبلها، ح: ١٠١٣ عن واصل بن عبد الأعلى به.

فوائد ومسائل: ① زمین قیامت کے قریب اپنے خزانوں کو سونے چاندی کے بڑے بڑے ستونوں کی طرح باہر پھینک دے گی۔ قرآن مجید میں اسی طرف اشارہ ہے: ﴿وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ (الزلزال 99:6) ''اور زمین اپنے بوجھ نکال دے گی۔'' سورۂ انشقاق آیت نمبر 4 میں بھی یہی بات بیان ہوئی ہے۔ ② مال ودولت کی اس قدر کثرت اور فراوانی ہو جائے گی کہ کسی کو ان خزانوں کے اٹھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مال ودولت کے حریص اور لالچی: چور، قاتل اور قطع رحمی کرنے والے حسرت وندامت سے ان خزانوں کو دیکھ کر اپنی حرکتوں پر نادم ہوں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فتنوں کی کثرت کی وجہ سے کسی کے دل میں مال ودولت کی چاہت اور رغبت نہیں رہے گی۔

(المعجم ٣٧) بَابٌ مِّنْهُ: [أَسْعَدُ النَّاسِ لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ] (التحفة ٣٧)

باب: 37۔ قیامت کے قریب لوگوں میں سب سے خوش بخت وہی سمجھا جائے گا جو کمینہ بن کمینہ ہوگا

٢٢٠٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو: ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ الْأَشْهَلِيُّ -، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُونَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ».

[2209] سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگوں میں دنیوی لحاظ سے سب سے خوش نصیب کمینہ بن کمینہ ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی لیکن ان کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہوگی اور مال ودولت ہی کو سعادت وخوش بختی کی علامت خیال کیا جائے گا۔

(المعجم ٣٨) بَابُ [مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ حُلُولِ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ] (التحفة ٣٨)

باب: 38۔ مسخ وخسف کے وقوع کی علامت

٢٢٠٩- أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٩ من حديث إسماعيل بن جعفر به وأورده الضياء في المختارة وللحديث شواهد * عبدالله بن عبدالرحمن الأنصاري: حسن الحديث على الراجح.

٢٢١٠- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ [التِّرْمِذِيُّ]: حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ أَبُو فَضَالَةَ الشَّامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِي خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ». قِيلَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِذَا كَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا، وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ، وَبَرَّ صَدِيقَهُ وَجَفَا أَبَاهُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ، وَلُبِسَ الْحَرِيرُ، وَاتُّخِذَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ، وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ، أَوْ خَسْفًا وَمَسْخًا».

[2210] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت پندرہ عادات اپنا لے گی تو اس پر مصیبت و بلا اترے گی۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی عادات ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب غنیمت (مال داروں ہی میں) گردش کرے گی، یعنی اس پر مال داروں کا قبضہ ہوجائے گا۔ امانت غنیمت سمجھی جائے گی۔ زکاۃ تاوان ہوگا۔ آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کا نافرمان ہوگا۔ اپنے دوست سے احسان اور وفا کرے گا اور باپ سے دور ہوگا (اس پر ظلم و زیادتی کرے گا۔) مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی اور لوگوں کا قائد و نمایندہ انتہائی خسیس اور کمینہ ہوگا۔ انسان کی عزت و تکریم اس کے شر سے بچنے کے لیے ہوگی۔ شراب نوشی ہوگی۔ ریشم پہنا جائے گا۔ گانے والیاں اور گاجے باجے عام ہوں گے۔ اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے۔ پس ایسے وقت سرخ آندھی کا انتظار کرنا یا زمین میں دھنسنے اور شکل و صورت کے بگڑنے کا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ [بْنِ أَبِي طَالِبٍ] إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ غَيْرَ الْفَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ. [وَالْفَرَجُ ابْنُ فَضَالَةَ] قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَضَعَّفَهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ وَكِيعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور ہمارے علم کے مطابق اسے یحییٰ بن سعید انصاری سے فرج بن فضالہ کے علاوہ کوئی راوی بیان نہیں کرتا۔ فرج بن فضالہ پر بعض محدثین نے جرح کی ہے اور اسے اس کے حافظے (کی خرابی) کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس سے وکیع اور بہت سے ائمہ نے روایت لی ہے۔

٢٢١٠- [ضعيف] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ٢/ ٢٠٧ والخطيب في تاريخه: ٣/ ١٥٨ من حديث الفرج بن فضالة به وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ورواه ابن الجوزي في العلل: ٢/ ٣٦٧ من حديث الترمذي به، وقال الدارقطني في حديث الفَرَج: باطل (خطيب: ١٢/ ٣٩٦) ويحيى بن سعيد لم يدرك محمد بن علي كما قال العلائي وغيره.

٢٢١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ [الْوَاسِطِيُّ] عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رُمَيْحٍ الْجُذَامِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا، وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا، وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا، وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ، وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، وَعَقَّ أُمَّهُ، وَأَدْنٰى صَدِيقَهُ، وَأَقْصٰى أَبَاهُ، وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ، وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْذَلَهُمْ، وَأُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ، وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ، وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا: فَلْيَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا، وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ».

[2211] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غنیمت (قومی مال) پر غاصبانہ قبضہ ہوگا۔ امانت غنیمت شمار ہوگی، اسے ہڑپ کرلیا جائے گا۔ زکاۃ تاوان ٹھہرے گی (کوئی خوش دلی سے دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔) علم، دین کی خاطر نہیں سیکھا جائے گا (بلکہ دنیوی مفادات کی خاطر سیکھا جائے گا۔) آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کا نافرمان ہوگا۔ اپنے دوست کو قریب کرے گا اور اپنے باپ کو دور کرے گا (دوست سے پیار ومحبت اور ہمدردی ہوگی باپ سے نفرت اور دوری ہوگی) مساجد میں (بلا مقصد وضرورت اختلاف، جھگڑے کے باعث) آوازیں بلند ہوں گی، قبیلے کا بدکار آدمی ان کا سردار ہوگا اور قوم کا قائد ونمائندہ ان میں سے رذیل ترین فرد ہوگا۔ آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے ہو گی۔ گانے والیوں اور موسیقی کے آلات کا ظہور وغلبہ ہوگا۔ انواع واقسام کی شرابیں پی جائیں گی اور اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت بھیجیں گے تو اس وقت کے لوگ سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنسنے، شکل وصورت کے بگڑنے، پتھر برسنے اور ایسے مسلسل وپے در پے نشانیوں کا انتظار کریں جو اس بوسیدہ ہار کی طرح ہوں گی جس کا دھاگہ کاٹ دیا گیا ہو اور دانے مسلسل گر رہے ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت بھی ہے۔ اور یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

٢٢١٢- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ: أَخْبَرَنَا

[2212] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

٢٢١١ـ [ضعيف] رواه ابن الجوزي في تلبيس إبليس، ص: ٢٣٤ من طريق الترمذي به ☆ رميح مجهول كما في الكاشف: ١/ ٢٤٣ والتقريب وغيرهما ☆ وفي الباب عن علي [تقدم: ٢٢١٠ والبزار (كشف الأستار): ٤/ ١٤٧، ح: ٣٤٠٦].

٢٢١٢ـ [ضعيف] ☆ في السند علل، عباد ضعيف رافضي، وشيخه ضعيف، ضعفه الجمهور، والأعمش عنعن، إن صح السند إليه والمرسل أيضًا ضعيف.

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَتٰى ذَاكَ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ، وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کا برسنا ہوگا۔'' تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جب گانے والیوں، آلات لہو ولعب اور شراب نوشی کی کثرت اور غلبہ ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور یہ حدیث اعمش عبدالرحمٰن بن سابط کے واسطے سے نبی ﷺ سے مرسلاً (صحابی کا واسطہ چھوڑ کر) بھی بیان کی گئی ہے۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى (التحفة ٣٩)

باب: 39۔ نبی ﷺ کا فرمان: ''میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں، یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرح''

٢٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ الْأَسَدِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَرْحَبِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ، رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بُعِثْتُ أَنَا فِي نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هٰذِهِ هٰذِهِ لِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى».

[2213] سیدنا مستورد بن شداد فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے وقت میں بھیجا گیا ہوں اور میں اس سے پہلے ہوں جس طرح یہ انگشت شہادت اس درمیانی انگلی سے پہلے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔

٢٢١٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2214] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ

٢٢١٣ـ [ضعيف] أخرجه ابن جرير في تاريخه: ١/ ١٥ عن محمد بن عمر، والطبراني. ٢٠/ ٢٠٤، ح: ٧٢٤ من حديث يحيى الأرحبي به وسنده ضعيف وللحديث شاهد حسن عند أحمد: ٥/ ٣٤٨ بلفظ: "بعثت أنا والساعة جميعًا، إن كادت لتسبقني".

٢٢١٤ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "بعثت أنا والساعة كهاتين ..." إلخ، ح: ٦٥٠٤ ومسلم، ح: ٢٩٥١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٩٨٠ من حديث قتادة وأبي التياح عن أنس به.

دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ». وَأَشَارَ أَبُو دَاوُدَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى - فَمَا فَضَلُ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى.

نے فرمایا: ''میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔'' حدیث کے راوی ابوداود نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا، تو ایک کو دوسری پر کتنا اضافہ اور زیادتی حاصل ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں لمبائی اور طول کے اعتبار سے معمولی سا فرق ہے، مقصد یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے وقوع کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے، اس لیے اس کی فکر کرو، کیونکہ میرے بعد کسی نبی نے نہیں آنا، جس طرح سبابہ اور وسطی کے درمیان کوئی انگلی نہیں ہے۔

(المعجم ۴۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ (التحفة ۴۰)

باب:40۔ترکوں سے جنگ

۲۲۱۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

[2215] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی، حتی کہ تم اس قوم سے لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم اس قوم سے لڑو گے جن کے چہرے تہ بتہ ڈھالوں کی طرح (گول مٹول) ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَبُرَيْدَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، وَمُعَاوِيَةَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق، بریدہ، ابوسعید، عمرو بن تغلب اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: مَجَان: مِجَنٌّ کی جمع ہے: ڈھال کو کہتے ہیں، مُطْرَقَه: تہ بتہ، یعنی ان کے چہرے کھلے، گول مٹول اور گوشت سے بھرپور ہوں گے۔

فائدہ: ترکوں سے جنگ ہو چکی ہے اور یہ لوگ بالوں والے جوتے پہنتے تھے، بالوں کی رسیوں سے بھی جوتے بناتے تھے، چنگیز خان اور ہلاکو خان ترک ہی تھے، جو تاتاری کہلاتے تھے۔

۲۲۱۵- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، ح: ۲۹۲۹ ومسلم، ح: ۲۹۱۲ من حديث سفيان بن عيينة به ☆ وفي الباب عن أبي بكر الصديق [لعله يشير إلى الحديث الآتي: ۲۲۳۷]، وبريدة [أبو داود، ح: ٤٣٠٥]، وأبي سعيد [ابن ماجه، ح: ٤٠٩٩]، وعمرو بن تغلب [البخاري، ح: ۲۹۲۷، ۳۵۹۲]، ومعاوية [أبو يعلى كما في مجمع الزوائد: ۷/ ۳۱۱، ۳۱۲ وجامع المسانيد والسنن لابن كثير: ۱۱/ ٦۳۰، ح: ۹۰۰۳].

(المعجم ٤١) بَابُ مَا جَاءَ إِذَا ذَهَبَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ (التحفة ٤١)

باب:41۔ کسریٰ کے خاتمے کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا

٢٢١٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ».

[2216] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقینا ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① کسریٰ ایرانی بادشاہوں اور قیصر رومی بادشاہوں کو کہتے تھے، جب قیصر و کسریٰ تباہ و برباد ہوگئے اور ان کے خزانے مسلمانوں کے کام آئے تو ان کے بعد کوئی بادشاہ قیصر و کسریٰ کے لقب سے یاد نہیں کیا گیا۔ ② بقول امام شافعی: آپ نے ان دونوں سلطنتوں کے خاتمے کی بشارت قریش کے اطمینان اور سکون کی خاطر دی تھی کیونکہ ان کی تجارت ان دونوں کے علاقوں شام و عراق کے ساتھ تھی، انھیں خطرہ تھا کہ مسلمان ہوجانے کے بعد ان علاقوں میں جانا ممکن نہیں رہے گا جس سے ہماری معیشت تباہ ہوجائے گی تو آپ نے پیش گوئی فرمائی کہ یہ دونوں علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آ جائیں گے۔

(المعجم ٤٢) بَابٌ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ قِبَلِ الْحِجَازِ (التحفة ٤٢)

باب:42۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ حجاز کی طرف سے آگ نکلے گی

٢٢١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [بْنِ عُمَرَ]، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَخْرُجُ

[2217] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے حضرموت یا حضرموت کے سمندری علاقے کی طرف سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔“ حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول!

٢٢١٦ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . إلخ، ح: ٢٩١٨ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ٣٦١٨ من حديث الزهري به.

٢٢١٧ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٦٩ من حديث حسين بن محمد به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣١٢ من حديث يحيى بن أبي كثير وهو صرح بالسماع عند أبي يعلى: ٩/ ٤٠٥، ح: ٥٥٥١ وللحديث شواهد ۞ وفي الباب عن حذيفة بن أسيد [تقدم: ٢١٨٣]، وأنس [البخاري، ح: ٣٩٣٨]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٧١١٨ ومسلم، ح: ٢٩٠٢]، وأبي ذر [النسائي، ح: ٢٠٨٨].

نَارٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ».

تو آپ کا ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم شام کے علاقے کو لازم پکڑنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي ذَرٍّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا حذیفہ بن اسید، انس، ابوہریرہ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ اور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی صورت میں حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: مصنف کے قائم کردہ باب کے مطابق سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ارض حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ کے علاقے کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔'' اور بہت سے ائمہ کے بقول یہ آگ مدینہ منورہ سے تین جمادی الآخرہ 654ھ بروز بدھ نکل چکی ہے جس سے بصریٰ کے علاقے کے اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھی تھیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (البداية والنهاية: 187/13، 191، تكملة فتح الملهم: 310/6 تا 312) اور اس حدیث میں بیان کردہ آگ لوگوں کو ارض محشر کی طرف جمع کرے گی، اس لیے آپ نے اس دور میں شام کی سکونت کی تلقین فرمائی۔

(المعجم ۴۳) بَابُ مَا جَاءَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ (التحفة ۴۳)

باب: 43۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ (نبوت کے) جھوٹے دعویداروں کا ظہور ہوگا

۲۲۱۸- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْبَعِثَ كَذَّابُونَ دَجَّالُونَ قَرِيبٌ مِّنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ».

[2218] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تیس کے قریب بہت جھوٹے، انتہائی مکار و فریبی اٹھیں گے، ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا جابر بن سمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے احادیث موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۲۲۱۸- أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٠٩ من حديث عبدالرزاق به * وفي الباب عن جابر بن سمرة [مسلم، ح: ٢٩٢٣]، وابن عمر [أحمد: ٢/ ١٠٤].

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے بعد بے شمار لوگوں نے نبوت ورسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا، لیکن ان میں سے شہرت و چرچا تیس کے قریب کذابوں کو ملا۔ آپ کے دور میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا ظہور ہوا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں طلیحہ بن خویلد اسدی اور سجاح بنت حارث تمیمیہ نے دعویٰ کیا، لیکن ان دونوں کی وفات اسلام پر ہوئی۔ اور ہندوستانی پنجاب کا مرزا غلام احمد قادیانی بھی انھی کذابوں میں سے ہے۔ اب تک رونما ہونے والے جھوٹے لوگوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے: کتاب ''جھوٹے نبی۔''

٢٢١٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ [الرَّحَبِيِّ]، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2219] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے۔ حتی کہ وہ بتوں کی عبادت کریں گے اور واقعہ یہ ہے کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، سب کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کی وفات کے بعد کچھ قبائل مرتد ہوکر مشرکوں سے جا ملے تھے۔ لیکن بتوں کی عبادت قیامت کے قریب ہوگی، حتی کہ یمنی قبیلہ دوس کی عورتیں، اپنے قدیمی بت ذوالخلصہ کے گرد طواف کریں گی اور لات وعزیٰ کی بندگی ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیج کر تمام ایمانداروں کی روحیں قبض کرلے گا اور ایمان سے محروم لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جو اپنے آبائی دین کو اپنالیں گے۔ (منة المنعم: 4/358، 359) اس حدیث سے ان لوگوں کی تردید ہوجاتی ہے جو عوام کے مشرکانہ عقائد واعمال پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ دعویٰ کرتے یا ان کو باور کراتے ہیں کہ نبی ﷺ کی امت کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ نبی ﷺ نے ایسا کبھی نہیں فرمایا۔ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ نے ضرور ایسا فرمایا تھا کہ مجھے تم سے شرک کا خطرہ نہیں، البتہ باہمی جھگڑوں سے خطرہ ہے۔

(المعجم ٤٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ (التحفة ٤٤)

باب: 44۔ قبیلۂ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک سفاک ہوگا

٢٢٢٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَرِيكٍ [بْنِ عَبْدِ اللهِ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

[2220] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبیلۂ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک

٢٢١٩- أخرجه أحمد: ٥/٢٧٨ من حديث حماد بن زيد به مطولًا وتابعه سماك بن عطية عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ١/ ١٤٤.

٢٢٢٠- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٢/٢٦، ٨٧، ٩١، ٩٤ من حديث شريك القاضي به وعنعن وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم وغيره ※ وفي الباب عن أسماء بنت أبي بكر [مسلم، ح: ٢٥٤٥]، وقول هشام بن حسان، سنده صحيح إليه.

عُصْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ».

سفاک (خون ریز) ہوگا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ. وَشَرِيكٌ يَقُولُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمٍ، وَإِسْرَائِيلُ يَقُولُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عُصْمَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَيُقَالُ: الْكَذَّابُ: الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، وَالْمُبِيرُ: الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ. حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ: أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفَ قَتِيلٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے بھی روایت آئی ہے۔ جناب عبدالرحمن بن واقد بھی شریک ہی کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمارے علم میں اسے صرف شریک ہی بیان کرتا ہے۔ شریک اپنے استاد کا نام عبداللہ بن عُصم بیان کرتا ہے جبکہ اسرائیل، عبداللہ بن عُصمہ کہتا ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ کذاب، مختار بن ابی عبید ہے (اس نے وحی کی آمد کا دعویٰ کیا تھا) اور سفاک حجاج بن یوسف ہے۔ جناب ہشام بن حسان کہتے ہیں: جن لوگوں کو اس نے باندھ کر قتل کیا تھا، انھیں شمار کیا گیا تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے۔

(المعجم ٤٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَرْنِ الثَّالِثِ (التحفة ٤٥)

باب: 45۔ تیسری صدی کا بیان

٢٢٢١- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمَنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا».

[2221] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "بہترین لوگ میرے دور کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہوں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹے ہوں گے اور موٹاپا پسند کریں گے، وہ گواہی طلب کیے بغیر ہی گواہی دیں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰكَذَا رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن فضیل نے یہ حدیث اعمش سے بیان کی ہے اور اعمش اور ہلال بن یساف

٢٢٢١- أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢٣٤، ح: ٥٨٣ من حديث الأعمش به، ورواه البخاري، ح: ٣٦٥٠ ومسلم، ح: ٢٥٣٥ من حديث عمران بن حصين به وسيأتي: ٢٣٠٢ ❊ حديث وكيع: أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٦ عنه وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٨٥ والحاكم: ٣/ ٤٧١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وسنده صحيح.

هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ. وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ [هٰذَا الْحَدِيثَ] عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَلِيَّ بْنَ مُدْرِكٍ. حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ يَسَافٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

کے درمیان علی بن مدرک کا واسطہ بیان کیا ہے۔ اور بہت سے حفاظ نے یہ حدیث أعمش سے بیان کی ہے، لیکن علی بن مدرک کا واسطہ بیان نہیں کیا۔ امام صاحب اپنے استاد حسین بن حُریث کی سند سے أعمش سے علی بن مدرک کے واسطے کے بغیر اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی سند زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مرفوعاً مروی ہے۔

٢٢٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»، قَالَ: وَلَا أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا، «ثُمَّ يَنْشَأُ أَقْوَامٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ».

[2222] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں، میں بھیجا گیا ہوں، پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہوں گے۔“ عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے علم نہیں کہ آپ نے تیسرے زمانے کا ذکر فرمایا ہے یا نہیں۔“ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو گواہی دیں گے، حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور انھیں قابل اعتماد (امین) تصور نہیں کیا جائے گا۔ اور ان میں موٹاپا عام ہوگا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم (حدیث:6475/2535) میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تیسرے قرن کی تصریح موجود ہے ② اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے بہترین دور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور وہ سب سے افضل و برتر تھے، ان کے بعد تابعین کا درجہ ہے اور پھر تبع تابعین کا اور ان کے بعد نا قابل اعتماد لوگوں کا دور شروع ہوگا، جنھیں خوب کھانے پینے کا چسکا ہوگا، یا اپنی بزرگی اور عظمت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ یا مال و دولت کے جمع کرنے کے حریص ہوں گے اور اس کی خاطر جھوٹی گواہی کے لیے تیار رہیں گے۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلَفَاءِ (التحفة ٣٦)

باب:46۔ خلفاء کا بیان

٢٢٢٢ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٥ عن قتيبة به.

٢٢٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ [مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ]: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ [الطَّنَافِسِيُّ] عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ مِن بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا»، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَسَأَلْتُ الَّذِي يَلِينِي فَقَالَ: قَالَ: «كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ».

[2223] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بارہ امیر ہوں گے'' پھر آپ نے ایک بات فرمائی جسے میں سمجھ نہ سکا، تو میں نے اپنے ساتھ والے سے پوچھا، تو اس نے بتایا کہ آپ نے فرمایا: ''سب قریشی ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هٰذَا الْحَدِيثِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ صَحِيحٌ] غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي مُوسٰى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام صاحب اپنے استاد ابوکریب کی دوسری سند سے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کے الفاظ میں بعض جگہ (مسلم، حدیث:1821) یہ اضافہ ہے کہ ان کے دور میں دین قوی اور محفوظ رہے گا۔ دین قائم رہے گا، امت ان پر متفق ہوگی۔ ② ان الفاظ کی رو سے اس حدیث کا مصداق سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، یزید بن معاویہ، عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک ہیں۔ اگرچہ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر وغیرہ نے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔ قاضی عیاض، حافظ ابن حجر، حافظ ابن تیمیہ اور ملا علی قاری نے مذکورہ بالا قول کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: 260/13 تا 265، لامع الدراري: 260/10 تا 267، شرح فقہ اکبر، ص:83 طبع سعید اینڈ سنز کراچی، شرح عقیدہ طحاویہ، ص:489)

(المعجم ٤٧) [بَابُ كَرَاهِيَةِ إِهَانَةِ السُّلْطَانِ] (التحفة ٤٧)

باب:47- بادشاہ کی اہانت کرنا ناپسندیدہ ہے

٢٢٢٤- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا

[2224] سیدنا زیاد بن کسیب عدوی رحمہ اللہ بیان کرتے

٢٢٢٣- أخرجه أحمد: ٥/ ٩٩، ١٠٨ من حديث عمر بن عبيد، ومسلم، ح: ٦/١٨٢١ من حديث سماك بن حرب به ورواه البخاري، ح: ٧٢٢٢، ٧٢٢٣ ومسلم من طريق آخر عن جابر بن سمرة به ٭ وفي الباب عن ابن مسعود [أحمد: ١/ ٣٩٨، ٤٠٦]، وعبدالله بن عمرو [الطبراني في الأوسط: ٤/ ٥٠٨، ح: ٣٨٦٥].

٢٢٢٤- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢، ٤٨، ٤٩ من حديث حميد بن مهران به وللحديث شاهد عند ابن أبي عاصم في السنة بلفظ: "من أجل سلطان الله أجله الله يوم القيامة".

حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَقَالَ أَبُو بِلَالٍ: انْظُرُوا إِلَى أَمِيرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللهُ».

ہیں کہ میں سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن عامر کے منبر کے سامنے تھا، وہ خطاب کر رہا تھا اور اس نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو ابوبلال نے کہا: ہمارے امیر کو دیکھو فاسقوں والا لباس پہنتا ہے، اس پر ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چپ ہو جا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس نے زمین میں اللہ تعالیٰ کے (مقرر کردہ) بادشاہ کی توہین کی، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: جس انسان کو اللہ تعالیٰ عزت و اقتدار بخشتا ہے اور وہ رعایا کے ساتھ کریمانہ اور اچھا سلوک کرتا ہے اور دینی اصول وضوابط کی پابندی کرتا ہے، اس پر بلاوجہ تبصرہ وتنقید کرنا اور اس کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرنا ناپسندیدہ عمل ہے، اچھا اور عمدہ لباس زیب تن کرنا، قابل اعتراض یا ناجائز فعل نہیں ہے، اس لیے سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فاخرانہ لباس پر تنقید کو قابل اعتراض سمجھا اور یہ حدیث بیان کی۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِلَافَةِ (التحفة ٤٨)

باب: 48۔ خلافت کا بیان

٢٢٢٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: لَوِ اسْتَخْلَفْتَ. قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ لَمْ أَسْتَخْلِفْ لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

[2225] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا: کاش! آپ کسی کو خلیفہ نامزد کر دیں۔ انھوں نے جواب دیا: اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو (یہ بری بات نہیں کیونکہ) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ نامزد کیا تھا اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو (یہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نامزد نہیں فرمایا تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ (دیکھیے صحیح مسلم، حدیث: 1823) اور یہ حدیث صحیح ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: اسلام کی رو سے خلیفہ کے انتخاب اور چناؤ کے لیے کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ اگرچہ اشارات وکنایات اور اپنے طرز عمل سے سیدنا ابوبکر کو مقرر فرمایا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد سیدنا

٢٢٢٥- أخرجه مسلم، الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ح: ١٨٢٣ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ٧٢١٨ من حديث عبدالله بن عمر به.

عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی جو اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کرتی اور یہ کام اہل حل و عقد کے سپرد بھی کیا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ۔

٢٢٢٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَفِينَةُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ» ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ [عَلَيْكَ] خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ [لِي]: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً. قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ، قَالَ: كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ.

[2226] سعید بن جمہان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔'' پھر مجھے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شمار کرو، سیدنا ابوبکر کی خلافت، پھر سیدنا عمر کی خلافت، پھر سیدنا عثمان کی خلافت، پھر سیدنا علی کی خلافت، تو ہم نے ان خلافتوں کو تیس سال پایا۔ سعید کہتے ہیں: تو میں نے ان سے پوچھا، بنوامیہ کا خیال ہے کہ (اب) خلافت ان میں ہے، سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بنوزرقاء غلط کہتے ہیں بلکہ وہ بدترین بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ قَالَا: لَمْ يَعْهَدِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخِلَافَةِ شَيْئًا. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمر اور علی رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ نبی ﷺ نے خلافت کے بارے میں کوئی تلقین و وصیت نہیں فرمائی۔ اور یہ حدیث حسن ہے، اسے سعید بن جمہان سے بہت سے راوی بیان کرتے ہیں اور ہمارے علم میں اسے صرف سعید ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جو سنن ابی داود میں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: [خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ] ''خلافت تیس سال ہوگی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت و بادشاہت دے گا۔'' (سنن أبي داود، حديث: 4646) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ، یعنی نبوی اصول وطریق کار کی پابندی کے ساتھ خلافت تیس سال تک رہے گی۔ اس کے بعد بادشاہت ہوگی اور اس بادشاہت کو بھی آپ نے متفق علیہ روایت کی رو سے خلافت قرار دیا ہے۔ (صحيح البخاري، حديث: 7222) يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا ''بارہ امیر ہوں گے۔'' اور صحیح

٢٢٢٦ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢١ من حديث حشرج، أبو داود، ح: ٤٦٤٦ من حديث سعيد بن جمهان به ومن طريق الترمذي رواه ابن الأثير في أسد الغابة: ٢/ ٣٢٤ وصححه ابن حبان، ح: ١٥٣٤، ١٥٣٥ والحاكم: ٣/ ٧١ وأحمد بن حنبل وغيرهم * وفي الباب عن عمر [تقدم: ٢٢٢٥]، وعلي [أحمد: ١/ ١١٤] ويعنيان أن رسول الله ﷺ لم يصرح، باسم الخليفة فلا تعارض بين الأحاديث.

مسلم (حدیث: 1821) میں ہے: [لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ عَزِيزًا مَّنِيعًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ] ''یہ دین بارہ خلفاء تک معزز اور محفوظ رہے گا جو سب قریش سے ہوں گے۔'' اور پیچھے ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق خلفائے راشدین سے لے کر اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک پر مکمل ہوتے ہیں جس کی خلافت 125 ہجری تک رہی ہے اور محض [مَلِك] ہونا کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہے۔ سیدنا طالوت کو قرآن مجید (البقرۃ: 247) میں بادشاہ قرار دیا گیا ہے۔ ''ان سے ان کے نبی نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔'' یہ حضرات اپنی حکومت کو اسلامی اصول وضوابط کے تحت چلاتے رہے ہیں۔ اگرچہ اپنی ذاتی زندگی میں صحابۂ کرام کی طرح مضبوط اور مستحکم نہ تھے۔ اور سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے جو انھیں بدترین بادشاہ شمار کیا ہے تو اس کی وجہ سنن ابی داود کی روایت سے معلوم ہوجاتی ہے کہ میں نے سفینہ سے کہا: ان لوگوں کا گمان ہے کہ سیدنا علی خلیفہ نہ تھے۔ (سنن أبي داود، حديث: 4646) ورنہ ان حضرات کو شر الملوک قرار دینا صحیح حدیث کے منافی ہے کیونکہ آپ کا صریح فرمان ہے: بارہ خلفاء تک دین قائم رہے گا، لوگ پہلی ڈگر پر چلتے رہیں گے، دین قوی اور مضبوط ہوگا۔

(المعجم ٤٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ (التحفة ٤٩)

باب: 49۔ قیامت تک خلفاء قریشی ہونے چاہئیں

٢٢٢٧- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ يَقُولُ: كَانَ نَاسٌ مِّنْ رَّبِيعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ: لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ أَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللهُ هٰذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

[2227] عبداللہ بن ابی ہذیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ قبیلے کے کچھ لوگ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو بکر بن وائل خاندان کے ایک آدمی نے کہا: قریش (غلط حرکتوں سے) باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ حکومت و خلافت ان کے سوا جمہور عرب کو عنایت فرما دے گا۔ اس پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے غلط کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''قیامت تک قریش لوگوں کے خیر وشر میں امام ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَّابْنِ عُمَرَ، وَجَابِرٍ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جاہلیت کے دور میں عربوں کے سیاسی اور دینی پیشوا اور

٢٢٢٧- أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٣ من حديث شعبة به ☆ وفي الباب عن ابن مسعود [أحمد: ١/ ٤٥٨]، وابن عمر [البخاري، ح: ٣٥٠١ ومسلم، ح: ١٨٢٠]، وجابر (بن عبدالله) [مسلم، ح: ١٨١٩ وجابر بن سمرة، مسلم، ح: ١٨٢١].

مقتدیٰ قریش تھے اور وہ اسلام لانے میں انھی کے منتظر رہے تھے اور جب فتح مکہ کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تو لوگوں نے ان کی پیروی کی اور ہر طرف سے اسلام لانے کے لیے وفود مدینہ آنے لگے، اسی طرح اسلام کی رو سے بھی لوگوں کو قریش کو مقدم کرنا چاہیے اور قیامت تک ان کا حق خلافت و امارت تسلیم کرنا چاہیے۔ (2) امام نووی کے بقول صحابۂ کرام اور تابعین کا اس پر اجماع ہے کہ خلافت و ولایت قریش کا حق ہے اور بقول قاضی عیاض تمام علماء کا اتفاق ہے کہ خلیفہ کا قریشی ہونا ضروری ہے۔ (شرح صحیح مسلم: 119/2) لیکن جس طرح مسلمانوں نے بہت سے دینی احکام کو نظر انداز کر دیا ہے، قریش کی پیشوائی کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور اس میں قریش کا اپنا قصور بھی ہے کہ انھوں نے آپس میں لڑائیاں شروع کر دیں اس طرح دوسروں کو تسلط اور غلبے کا موقع مل گیا اور وہ بزور بازو حکمران بن گئے۔ اگر یہ لوگ دین کا اہتمام کرتے تو لوگ ان پر غالب نہ آتے۔

(المعجم ٥٠) بَابُ [مُلْكِ رَجُلٍ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ] (التحفة ٥٠)

باب: 50۔ ایک جہجاہ نامی غلام بادشاہ بنے گا

٢٢٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ [الْعَبْدِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ».

[2228] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات، دن ختم نہیں ہوں گے، یعنی دنیا کا نظام درہم برہم نہیں ہوگا حتی کہ غلاموں میں سے جہجاہ نامی ایک آدمی بادشاہ بنے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ آپ کی پیشین گوئی ہے جو پوری ہو کر رہے گی، عام خیال یہ ہے کہ اس کا ظہور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔

(المعجم ٥١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ (التحفة ٥١)

باب: 51۔ گمراہ کرنے والے امام وحکمران

٢٢٢٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ [الرَّحَبِيِّ]، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُّضِلِّينَ». قَالَ: وَقَالَ

[2229] سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے حکمرانوں ہی کا اندیشہ ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم،

٢٢٢٨ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ... إلخ، ح: ٢٩١١ عن محمد بن بشار به.

٢٢٢٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ: "لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق ... إلخ"، ح: ١٩٢٠ عن قتيبة به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

غالب رہے گا ان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتی کہ اللہ کا حکم آ جائے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب حکمران فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور لوگوں میں انھی چیزوں کا پرچار کریں تو رویہ اور طرز عمل یہی ہے کہ لوگ اپنے حکمرانوں کی ڈگر پر چلتے ہیں اور انھی کا راستہ اپناتے ہیں، اس لیے وہ امت کی اخلاقی اور روحانی تباہی کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ آج کل ہم اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ کے دین پر قائم اور اس کا پرچار کرنے والا ایک گروہ ہمیشہ موجود رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے قریب ایک ہوا چلے گی جو تمام مومن بندوں اور بندیوں کی روحیں قبض کر لے گی۔

(المعجم ٥٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَهْدِيِّ (التحفة ٥٢)

باب:52۔ مہدی کا بیان

٢٢٣٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ [الْكُوفِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي».

[2230] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی عرب کا بادشاہ بنے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا علی، ابوسعید، سیدہ ام سلمہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔

٢٢٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ [بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ] الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَلِي رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي». قَالَ

[2231] سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے اہل بیت سے ایک آدمی جو میرا ہم نام ہوگا حاکم بنے گا۔'' اور عاصم، ابوصالح کے واسطہ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں: اگر دنیا کا ایک ہی دن

٢٢٣٠ـ أخرجه أبو داود، الفتن والملاحم (المهدي) ح: ٤٢٨٢ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٣٧٧، ٤٣٠ وصححه ابن حبان، ح: ١٨٨٦، ١٨٨٧ والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٤٤٢ * وفي الباب عن علي [أبو داود، ح: ٤٢٨٣]، وأبي سعيد [أبو داود، ح: ٤٢٨٥]، وأم سلمة [أبو داود، ح: ٤٢٨٤]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٢٣١].

٢٢٣١ـ أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٦ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦٧٨٥ وأشار إليه الحاكم: ٤/ ٤٤٢.

عَاصِمٌ: وَحَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمًا لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَلِيَ».

باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی حکمرانی کے لیے اس کو طویل کردے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سنن ابی داود کی روایت (682) میں ہے کہ وہ میرا ہم نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق، یعنی محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس لیے شیعہ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ مہدی، ان کا قائم منتظر ہے، کیونکہ وہ تو محمد بن حسن عسکری ہے۔ اگرچہ یہ نام بھی فرضی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ② مہدی کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا، وہ دنیا میں عدل و انصاف اور کتاب وسنت کی حکمرانی قائم کریں گے۔ ان کے ساتھ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا جو دجال کو قتل کریں گے۔

(المعجم ٥٣) بَابٌ: [فِي عَيْشِ الْمَهْدِيِّ وَعَطَائِهِ] (التحفة ٥٣)

باب:53۔ مہدی کی زندگی اور اس کا عطیہ

٢٢٣٢– حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدًا الْعَمِّيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ النَّاجِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ، فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا» – زَيْدٌ الشَّاكُّ – قَالَ: قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ. قَالَ: سِنِينَ، قَالَ: فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: يَا مَهْدِيُّ! أَعْطِنِي أَعْطِنِي، قَالَ: «فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ».

[2232] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ڈر اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے نبی کے بعد کوئی حادثہ ہی رونما ہوجائے، اس لیے ہم نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''میری امت میں مہدی پیدا ہوگا، وہ پانچ، سات یا نو تک زندہ رہے گا۔'' راوی زید عمی کو شک ہے، ہم نے پوچھا: ان عددوں سے کیا مراد ہے؟ کہا: سال، آپ نے فرمایا: اس کے پاس ایک آدمی آکر کہے گا: اے مہدی! مجھے دیجیے، مجھے دیجیے، آپ نے فرمایا: ''وہ اس کے کپڑے میں اس قدر مال ڈال دے گا جتنا وہ اٹھا سکے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو الصِّدِّيقِ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو، وَيُقَالُ: بَكْرُ ابْنُ قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور کئی سندوں سے سیدنا ابوسعید سے مرفوعاً مروی ہے۔ ابوبکر صدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور اسے بکر بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

٢٢٣٢۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب خروج المهدي، ح: ٤٠٨٣ من حديث زيد العمي به وهو ضعيف كما في التقريب وغيره.

(المعجم ٥٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] (التحفة ٥٤)

باب: 54۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول (آسمان سے دنیا میں آمد)

٢٢٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ [بْنُ سَعْدٍ] عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2233] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ہو کر رہے گا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تم میں عادل حکمران بن کر اتریں گے، تو وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال عام ہوگا حتی کہ اس کو کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ متفق علیہ روایت ہے، امام بخاری (حدیث: 2222) اور امام مسلم (حدیث: 389) دونوں نے اسے بیان کیا ہے اور یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی صریح اور واضح دلیل ہے، اس لیے ان کے نزول پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ ② وہ کتاب و سنت اور شریعت اسلامیہ کے مطابق، عدل و انصاف سے حکومت کریں گے، اسلام کے سوا کوئی دین چلنے نہیں دیں گے۔ ③ عیسائیت کی نشانی صلیب کو توڑ دیں گے، کوئی عیسائی نہیں رہے گا۔ ④ عیسائیوں کی محبوب غذا خنزیر کو حرام قرار دے کر اس کو قتل کرنے کا حکم دیں گے۔ ⑤ کسی سے جزیہ قبول نہیں کریں گے، ہر ایک کو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل ہونا پڑے گا۔ زمین کی خیرات و برکات کی بنا پر مال عام ہو جائے گا۔ لوگوں کے دلوں سے اس کی محبت نکل جائے گی، اس کی چاہت اور رغبت نہیں رہے گی، اس لیے صدقہ و خیرات قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَّالِ (التحفة ٥٥)

باب: 55۔ دجال کا بیان

٢٢٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عَنْ أَبِي

[2234] سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نوح علیہ السلام کے بعد ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں

٢٢٣٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب قتل الخنزير، ح: ٢٢٢٢ ومسلم، ح: ١٥٥ عن قتيبة به.

٢٢٣٤ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، السنة، باب: في الدجال، ح: ٤٧٥٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٩٥ والحاكم: ٤/ ٥٤٢، ٥٤٣ ووافقه الذهبي * عبد الله بن سراقة لايعرف له سماع من أبي عبيدة كما قال البخاري * وفي الباب عن عبد الله بن بسر [أبو داود، ح: ٤٢٩٦]، وعبد الله بن الحارث بن جزء [لم أجده]، وعبد الله بن مغفل [ابن حبان، ح: ١٨٩٤]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٣٣٣٨ ومسلم، ح: ٢٩٣٦].

عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ»، فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي أَوْ سَمِعَ كَلَامِي»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ؟ فَقَالَ: «مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرٌ».

بھی تمھیں اس سے ڈراتا ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی حقیقت سے آگاہ کیا اور فرمایا: ''ہوسکتا ہے اس کو ایک شخص پالے جس نے مجھے دیکھا ہے، یا میرا کلام سنا ہے۔'' حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس وقت ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ''آج جیسے بلکہ اس سے بہتر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْيٍ، وَ] عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاحِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن حارث بن جزی، عبداللہ بن مغفل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات موجود ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ہمارے علم میں ابوعبیدہ بن جراح کی یہ حدیث صرف خالد حذاء ہی بیان کرتا ہے اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ دجال بہت مکار اور فریبی ہوگا اور اس کا فتنہ بڑا شدید ہو گا۔ اس لیے اول الرسل نوح علیہ السلام کی متابعت میں بعد میں آنے والے ہر پیغمبر اور آخری نبی نے بھی اس کی نشان دہی فرمائی اور چونکہ اس کا ظہور نبی ﷺ کی بعثت کے بعد قیامت کے قریب ہونا ہے، اس لیے آپ نے اس کی مکمل اور واضح نشانی بیان فرمائی تاکہ کوئی سچا مسلمان اس سے دھوکا نہ کھا جائے، کیونکہ وہ بہت بڑا دھوکے باز ہوگا۔ اپنے باطل کو حق بنا کر پیش کرے گا، لیکن آپ کی احادیث سے واقف انسان اس سے متاثر نہیں ہوگا اور آپ کی احادیث کا چرچا اس وقت تک باقی رہے گا، اس لیے اس دور کا فرد ان کو سن سکے گا، اور ان لوگوں کا ایمان بھی مستحکم ہوگا جس کی بنا پر ان کے دلوں کو ثبات اور اطمینان حاصل ہوگا۔

(المعجم ٥٦) [بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ الدَّجَّالِ] (التحفة ٥٦)

باب: 56۔ دجال کی علامت (شناخت) کا بیان

٢٢٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: «إِنِّي

[2235] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں (خطاب کے لیے) کھڑے ہوئے، پس آپ نے اللہ کے شایان شان اس کی تعریف بیان کی، پھر دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تمھیں اس سے

٢٢٣٥- أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن صياد، ح: ٢٩٣٠/ ٩٦ عن عبد بن حميد والبخاري، ح: ٣٠٥٥-٣٠٥٧ من حديث معمر به.

لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ، وَلَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلٰكِنْ سَأَقُولُ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ».

ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرا چکے ہیں، لیکن میں تمھیں اس کے بارے میں ایسی بات بتانے والا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، جان لو وہ کانا ہے، اور اللہ کانا نہیں ہے۔ (وہ تو ہر عیب ونقص سے پاک اور منزہ ہے۔)

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ: «تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ، وَأَنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ». [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: مجھے عمر بن ثابت انصاری نے بتایا کہ اسے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ نبی ﷺ نے اس دن لوگوں کو فتنے سے ڈراتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''جان لو، واقعہ یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اللہ کو اپنی موت سے پہلے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا اور صورت حال یہ ہوگی کہ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، جسے ہر وہ شخص پڑھ لے گا جو اس کے عمل (کام) کو ناپسند کرتا ہو گا۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور ہر خوبی وکمال سے متصف ہے۔ دجال اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا، لیکن خود ناقص ہوگا اور اس کا عیب ہر ایماندار پر نمایاں ہوگا۔ وہ اپنی ربوبیت کا دعوے دار ہوگا، لوگوں کو نظر آئے گا جبکہ صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں کے ساتھ موت سے پہلے نہیں دیکھا جاسکتا، نیز اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مسلمان شخص، جاہل ہو یا پڑھا لکھا، پڑھ سکے گا۔

٢٢٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ».

[2236] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود تم سے جنگ لڑیں گے تمھیں ان پر غلبہ دیا جائے گا حتی کہ پتھر بول اٹھے گا: اے مسلمان، یہ یہودی میرے پیچھے موجود ہے، اس کو قتل کردے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: دجال کے خروج کے وقت یہودی اس کا ساتھ دیں گے اور مسلمانوں سے جنگ لڑیں گے، مسلمان ان کو موت کے گھاٹ اتاریں گے اور وہ پتھروں اور درختوں کی پناہ لیں گے لیکن غرقد (کانٹے دار جھاڑی) کے درخت کے سوا، ہر درخت اور

٢٢٣٦ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٥٩٣ ومسلم، ح: ٢٩٢١ من حديث الزهري به.

پتھر ان کی نشان دہی کرے گا تاکہ مسلمان اس کا کام تمام کر سکیں۔

(المعجم ٥٧) بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ (التحفة ٥٧)

باب: 57۔ دجال کہاں سے نکلے گا؟

٢٢٣٧- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

[2237] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''دجال مشرق کی ایک سرزمین سے نکلے گا، جسے خراسان کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اس کی پیروی کریں گے جن کے چہرے تہ بتہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَوْذَبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ وَلَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي التَّيَّاحِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے احادیث بھی وارد ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اسے عبداللہ بن شوذب اور دوسرے راویوں نے ابوالتیاح سے بیان کیا ہے اور اسے صرف ابوالتیاح ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: دجال خراسان سے نکلے گا اور اصفہان کے ستر ہزار یہودی طیلسان پہنے ہوئے اس کا ساتھ دیں گے۔ جن کے چہرے گول مٹول اور گوشت سے بھرپور ہوں گے۔ (تحفة الأحوذي: 410/6)

(المعجم ٥٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَاتِ خُرُوجِ الدَّجَّالِ (التحفة ٥٨)

باب: 58۔ دجال کے نکلنے کی نشانیاں

٢٢٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا

[2238] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو بحریہ سے

٢٢٣٧_ أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، ح: ٤٠٧٢ من حديث روح بن عبادة به وصححه الحاكم: ٤/ ٥٢٧ ووافقه الذهبي، ورواه عبدالله بن شوذب عن أبي التياح به عند أبي يعلى. ☆ وفي الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح: ١٣٨٠]، وعائشة [أحمد: ٦/ ٧٥].

٢٢٣٨_ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٩٢ من حديث الوليد وأبو داود، ح: ٤٢٩٥ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به وهو ضعيف مشهور والوليد بن سفيان ويزيد السكوني مجهولان ☆ وفي الباب عن الصعب بن جثامة [عبدالله ◄◄

الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ صَاحِبِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينَةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ».

روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑی خون ریز جنگ، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات ماہ میں ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا صعب بن جثامہ، عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ اور یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

٢٢٣٩ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينَةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ، قَالَ مَحْمُودٌ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَالْقُسْطَنْطِينَةُ هِيَ مَدِينَةُ الرُّومِ تُفْتَحُ عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَالْقُسْطَنْطِينَةُ قَدْ فُتِحَتْ فِي زَمَانِ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

[2239] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ قیام قیامت کے قریب فتح ہوگا۔ امام صاحب کے استاد محمود فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور قسطنطنیہ روم کا شہر ہے، یہ دجال کے خروج کے وقت فتح ہوگا اور قسطنطنیہ بعض صحابہ کرام کے دور میں فتح ہو چکا ہے۔

فائدہ: قسطنطنیہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا تھا۔ پھر دوبارہ رومیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ پھر مسلمانوں نے فتح کر لیا، اب تک مسلمانوں کے قبضے میں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے قبضے سے نکل جائے گا، پھر ایک عظیم جنگ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئے گا اور اس کے آخر میں دجال نکلے گا اور یہ قیامت کے قریب ہوگا۔

(المعجم ٥٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (التحفة ٥٩)

باب: 59۔ دجال کے فتنے کا بیان

٢٢٤٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

[2240] سیدنا نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے

◄◄ ابن أحمد في زوائد المسند: ٤/٧١، ٧٢]، وعبدالله بن بسر [أبو داود، ح: ٤٢٩٦]، وعبدالله بن مسعود [لعله يشير إلى حديث مسلم، ح: ٢٨٩٩]، وأبي سعيد الخدري [لعله يشير إلى حديث مسلم، ح: ٢٩٣٨].

٢٢٣٩ـ تفرد به المصنف

٢٢٤٠ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٧ عن علي بن حجر به.

مُسْلِمٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الْآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [بْنِ] يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، قَالَ: فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ رُحْنَا إِلَيْهِ فَعَرَفَ ذٰلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ وَرَفَّعْتَ حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ قَائِمَةٌ شَبِيهٌ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ». قَالَ: «يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ! اثْبُتُوا». قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ». قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنِ اقْدُرُوا لَهُ». قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا سُرْعَتُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُكَذِّبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَتَتْبَعُهُ أَمْوَالُهُمْ وَيُصْبِحُونَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا تذکرہ فرمایا اور اپنی آواز کو پست اور بلند کیا یا اس کی تحقیر و تذلیل کی اور اس کے فتنے کو بڑا اور ہولناک قرار دیا، حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، پھر واپس آ گئے تو آپ نے ہمارے اندر خوف اور ڈر محسوس کر لیا تو فرمایا: ''تمھیں کیا ہوا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے صبح دجال کا ذکر کیا، اور اپنی آواز کو پست و بلند فرمایا، حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے بارے میں فتنۂ دجال کے علاوہ کا خطرہ زیادہ ہے۔ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوا تو میں تمھارے دفاع میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر وہ میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر انسان خود اس سے جھگڑے گا اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک گھنگھریالے بالوں والا نوجوان ہے۔ اس کی ایک آنکھ اپنی جگہ باقی ہوگی (ابھری ہوئی ہوگی) عبدالعزی بن قطن کے مشابہ (ہم شکل) ہے، سو جو شخص تم میں سے اسے دیکھے تو وہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا، دائیں بائیں اطراف میں فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! (اپنے دین پر) قائم رہنا۔'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن (پہلا) دن سال کے برابر، (دوسرا) دن مہینے، (تیسرا) دن ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن تمھارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! بتائیے وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا ہمارے لیے اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہوگا؟

وَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَمَدِّهِ خَوَاصِرَ وَأَدَرِّهِ ضُرُوعًا»، قَالَ: «ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَيَتْبَعُهُ كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا شَابًّا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ هَبَطَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشَرْقِيِّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، قَالَ: وَلَا يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ يَعْنِي أَحَدًا إِلَّا مَاتَ، وَرِيحُ نَفَسِهِ مُنْتَهٰى بَصَرِهِ»، قَالَ: «فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ». قَالَ: «فَيَلْبَثُ كَذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ » قَالَ: «ثُمَّ يُوحِي اللهُ إِلَيْهِ أَنْ حَوِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ»، قَالَ: «يَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللهُ: ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾» [الأنبياء:٩٦]، قَالَ: «وَيَمُرُّ أَوَّلُهُمْ بِبُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيهَا ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتّٰى يَنْتَهُوا إِلٰى جَبَلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ، فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ، فَيَرُدُّ اللهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُحْمَرًّا دَمًا، وَيُحَاصَرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لَهُمْ مِّنْ مِّائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ». قَالَ: «فَيَرْغَبُ عِيسَى ابْنُ

آپ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن تم اس کے لیے اندازہ کر لینا۔'' ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! تو وہ زمین میں کس قدر تیز رفتاری دکھائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اس بارش کی طرح، یعنی بادل کی طرح جسے ہوائیں اڑاتی ہیں، سو وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کو جھٹلائیں گے اور اس کی بات کی تردید کریں گے، تو وہ ان سے پلٹ جائے گا۔ ان کے سب مال اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور وہ بالکل خالی ہاتھ رہ جائیں گے، پھر وہ دوبارہ ان لوگوں کے پاس آئے گا اور انھیں دعوت دے گا تو وہ اس کی دعوت قبول کر لیں گے اور اس کی تصدیق کریں گے، اس پر وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا، تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا تو وہ کھیتی اگائے گی۔ شام کو ان کے مویشی اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کی کوہانیں انتہائی لمبی ہوں گی۔ ان کی کوکھیں انتہائی دراز اور بھرپور ہوں گی اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، پھر وہ ایک ویرانے میں آئے گا اور اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال۔ پھر وہ وہاں سے اس حال میں پلٹے گا کہ زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے مکھ سرداروں کے پیچھے چلتی ہیں، پھر وہ ایک نوجوان کو بلائے گا جس کی جوانی بھرپور ہوگی۔ چنانچہ وہ اسے تلوار کے وار سے دو حصوں میں کاٹ دے گا، پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ (زندہ ہوکر) چمکتے دمکتے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا اس کی طرف بڑھے گا، وہ اس حال میں ہوگا کہ اچانک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس دو ہلکے رنگ کی زرد چادروں میں دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، جب وہ سر جھکائیں گے تو قطرے گریں گے اور جب سر

مَرْيَمَ إِلَى اللهِ وَأَصْحَابُهُ» قَالَ: «فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسٰى مَوْتٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ»، قَالَ: «وَيَهْبِطُ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ فَلَا يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا وَقَدْ مَلَأَتْهُ زَهْمَتُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ». قَالَ: «فَيَرْغَبُ عِيسٰى إِلَى اللهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ: فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ» قَالَ: «فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ» قَالَ: «وَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَّا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ وَبَرٍ وَّلَا مَدَرٍ، قَالَ: فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ»، قَالَ: «ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَخْرِجِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ الرُّمَّانَةَ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى إِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْإِبِلِ وَأَنَّ الْقَبِيلَةَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ، وَإِنَّ الْفَخِذَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا فَقَبَضَتْ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقٰى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ كَمَا يَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ».

اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح سفید قطرے گریں گے۔ اور جس کافر تک ان کی سانس کی بو پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی سانس کی بو ان کی حد نظر تک پہنچے گی، تو وہ دجال کو تلاش کریں گے حتی کہ اسے باب لُد نامی جگہ پر پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے، پھر جس قدر عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ اسی طرح رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرمائے گا کہ میرے بندوں (مسلمانوں) کو طور کے پاس جمع کرو، کیونکہ میں نے اپنے ایسے بندے اتارے ہیں جن سے لڑائی لڑنے کا کسی میں یارا نہیں ہے۔ اللہ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ''اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ اتریں گے'' (الأنبیاء 96:22) ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی پی جائے گا، پھر وہاں سے ان کا آخری گروہ گزرے گا، وہ کہے گا: کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا (پانی کے اثرات دیکھ کر) پھر وہ چلتے رہیں گے حتی کہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ تک پہنچ جائیں گے تو کہنے لگیں گے: ہم نے تمام زمین والوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ آؤ! اب ہم آسمان والوں کو قتل کر ڈالیں، تو وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، سو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ان کے تیر خون آلود صورت میں لوٹائے گا۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا محاصرہ ہوگا حتی کہ اس وقت ایک بیل کے سر کی قیمت ان کے نزدیک تمھارے آج کے سو دینار سے بہتر ہوگی۔ سو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہوں گے (دعا کریں گے) اس پر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں (اونٹوں اور بکریوں کی بیماری والا) ایک کیڑا پیدا فرما دے گا، تو وہ ایک جان کی طرح سب بیک وقت ہلاک ہو جائیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی نیچے اتر آئیں گے،

انھیں زمین میں ایک بالشت جگہ بھی نہ ملے گی، جہاں ان کی چکناہٹ، بدبو اور خون نہ ہو، تو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف راغب ہوں گے (دعا کریں گے) تو اللہ ان پر بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے (لمبی گردنوں والے) پرندے بھیجے گا، وہ انھیں اٹھا کر گہرے کھڈ میں پھینک دیں گے، مسلمان ان کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک جلاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے بارش برسائے گا جس سے کوئی خیمہ یا مکان نہیں چھپے گا۔ اس سے اللہ زمین کو دھو ڈالے گا اور وہ آئینے کی طرح صاف شفاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا: اپنی پیداوار نکال اور اپنی برکت لوٹا، تو اس وقت ایک جماعت ایک انار سے سیر ہوگی، اور اس کے چھلکے کے سائے میں بیٹھے گی، دودھ میں برکت ڈالی جائے گی حتی کہ ایک دودھیاری اونٹنی کا دودھ لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگا، اور ایک دودھیاری گائے کا دودھ ایک قبیلے کو کفایت کرے گا اور ایک دودھیاری بکری کا دودھ ایک خاندان کو کفایت کرے گا، وہ اس طرح زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ہر ایماندار کی روح قبض کر لے گی اور باقی ایسے لوگ رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح سر عام عورتوں سے ہم بستری کریں گے۔ سو انھی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف عبدالرحمن بن یزید بن جابر ہی بیان کرتا ہے۔

لغوی تشریح: خَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ: آپ نے بات کرتے ہوئے آواز کو کبھی پست کیا اور کبھی بلند فرمایا تا کہ سب سن بھی لیں اور آپ مسلسل بلند آوازی سے تکان سے بھی بچ جائیں یا اس کے مقام و مرتبہ کو حقیر اور رسوا کن قرار دیا، اس کے عیوب و نقائص بیان کرکے، اور اس کے خوارق عادات معاملات کو انتہائی سنگین اور فتنہ پرور قرار دیا۔ خَفَّضَ فِيْهِ وَ رَفَّعَ کا ترجمہ مولانا

گنگوہی نے یہ کیا: آپ نے اونچ نیچ سب سمجھا دی۔ (الكوكب الدري: 159/3) حَتّٰى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ: ''آپ نے اس کا تذکرہ اس انداز سے فرمایا کہ ہم نے یہ سمجھا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں آ چکا ہے۔'' غَيْرَ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ: ''تمھارے بارے میں مجھے دجال سے زیادہ اور چیزوں کا خطرہ اور ڈر ہے۔'' حجيج: دلیل و حجت پیش کرنے والا، جھگڑا اور دفاع کرنے والا، یعنی بالفرض میری موجودگی میں نکلا تو تمھیں جھگڑنے اور دلیل و حجت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، میرے بعد نکلے تو [اَللّٰهُ خَلِيفَتِي] تو میرا نائب اللہ ہے، یعنی وہ تمھاری حفاظت اور دفاع فرمائے گا۔ غَيْثٌ: بارش، یہاں بادل مراد ہے۔ مسبب بول کر سبب مراد لیا گیا ہے۔ سَارِحَة: مویشی۔ ذُرًى: ذروة کی جمع ہے، کوہان۔ خَوَاصِر: خَاصِرَةٌ کی جمع ہے، کوکھ۔ أَدَرّ: دودھ سے لبریز۔ يَعَاسِيب: يَعْسُوب کی جمع ہے، شہد کی مکھیوں کا سردار مکھ۔ يَتَهَلَّلُ: چمکتا دمکتا، روشن رو۔ جِزْلَتَيْنِ: جِزْلَةٌ کا تثنیہ ہے، ٹکڑا۔ مَهْرُودَتَيْنِ: ورس کے رنگ میں رنگے ہوئے، یعنی لباس انتہائی خوبصورت ہوگا۔ باب لد: فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے۔ جہاں آج کل اسرائیل کا ایئر پورٹ ہے۔ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ: کسی کے ہاتھ نہیں ہیں، یعنی کسی میں قوت و طاقت نہیں ہے کہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ بحيره طبريه: اردن کے علاقے کی ایک جھیل ہے۔ نغف: نغفة کی جمع ہے، اونٹ اور بکری کے ناک میں پیدا ہونے والا ایک کیڑا ہے۔ فَرْسٰى: فَرِيسٌ کی جمع ہے، ہلاک و تباہ ہونے والا، شکاری کا شکار۔ بيت وبر ولا مدر: اون کا خیمہ یا مٹی کا گھر ہو، یعنی وہ بارش ہر جگہ پہنچے گی۔ زلفة: آئینہ۔ نُشَّاب: تیر۔ جِعاب: ترکش۔ قِحف: خول، چھلکا۔ رِسل: دودھ۔ فئام: بڑی جماعت۔ لِقحَة: دودھ دینے والا مویشی۔ تَهَارج: ہرج سے ماخوذ ہے جس کے معنی تعلق قائم کرنا، ہم بستری کرنا ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال کا خروج قیامت کے قریب ہوگا اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے امتحان و آزمائش کے لیے اس کے ہاتھوں بطور مہلت خرق عادت اشیاء کا اظہار فرمائے گا۔ صحیح اور پختہ ایماندار اس کے فریب میں نہیں آئیں گے، کیونکہ آپ نے پہلے ہی ان تمام امور سے آگاہ فرما دیا ہے تاکہ ایماندار ان سے تحفظ اور بچاؤ کا انتظام کر سکیں۔ ② صحیح روایات کی رو سے دجال دنیا میں چالیس روز رہے گا جن میں پہلا دن ایک سال کا ہوگا، دوسرا ایک ماہ کا اور تیسرا ایک ہفتہ کا اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اکثر شارحینِ حدیث امام نووی، قرطبی اور قاضی عیاض وغیرہ نے اس کو خارق عادت کے طور پر حقیقت پر محمول کیا ہے۔ (تكملة فتح الملهم: 371/6) ③ ان دنوں میں نمازیں چوبیس گھنٹوں کے دن رات کے اعتبار سے پڑھنی ہوں گی، یعنی پہلے دن میں سال بھر کی، دوسرے دن میں ایک ماہ کی اور تیسرے دن میں ایک ہفتے کی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی انسان قطب شمالی یا قطب جنوبی میں چلا جائے جہاں دن رات چھ ماہ کا ہوتا ہے تو دن میں چھ ماہ کی اور رات میں چھ ماہ کی نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ ④ دجال کے خروج کے بعد اس کو ختم اور ہلاک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ دمشق کے مشرق میں دو فرشتوں کے پروں پر سوار کر کے سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا جن کی سانس سے کافر مریں گے اور وہ دجال کا تعاقب کر کے باب لد کے مقام پر اس کو قتل کر دیں گے۔ وہ خوش حالی اور فراوانی کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو چھوڑ دے گا، جن کا مقابلہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بس میں نہیں ہوگا، اس لیے وہ اللہ کے حکم سے اپنے ساتھیوں کو لے کر جبل طور پر چلے جائیں گے جو باب لد کے قریب ہے۔ یاجوج ماجوج دنیا میں

ادودھم مچائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت کوہ طور پر محصور ہو جائیں گے۔ غذائی قلت اس قدر شدت اختیار کر جائے گی کہ گائے کا سر جو زیادہ قیمتی نہیں ہوتا اور نہ مرغوب اور پسندیدہ ہوتا ہے، سو دینار تک پہنچ جائے گا، حالات کی اس قدر سنگینی کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کے حضور گڑگڑائیں گے اور اس مصیبت سے نجات پانے کی درخواست کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر مویشیوں کی وبا مسلط کر کے بیک وقت ان تمام کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ پھر ان کی دعا ہی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی طویل گردنوں والے پرندے بھیج کر ان کی بدبو اور لاشوں سے زمین کو صاف فرمائے گا اور بارش برسا کر زمین کو آئینے کی طرح صاف شفاف بنا دے گا۔ زمین کو اپنی خیرات و برکات نکالنے کا حکم دے گا جس سے زمین کی پیداوار اور جانوروں کے دودھ میں انتہائی برکت پیدا ہو جائے گی۔ اس طرح وہ شادمانی اور مسرت و خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا کے ذریعے سے تمام ایمانداروں کی ارواح قبض فرمالے گا اور دنیا میں بے شرم و بے حیا کافر رہ جائیں گے اور انھی پر قیامت قائم ہوگی۔ (5) مختلف احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام، دجال اور یاجوج ماجوج کے بارے میں آپ نے جو امور اور معاملات بیان فرمائے، یقیناً وہ اپنے اپنے وقت میں اسی طرح ظہور پذیر ہوں گے جس طرح آپ نے بیان فرمائے ہیں، اس میں رتی برابر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وقوع سے پہلے پوری تفصیلات اور جزئیات کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اصل حقیقت انھی لوگوں پر کھلے گی جن کو ان حالات سے گزرنا پڑے گا، اس لیے بلا وجہ تاویلات کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حالات کی سنگینی کے پیش نظر ہی ہر نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگنے کی آپ نے تلقین فرمائی ہے۔

(المعجم ٦٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ (التحفة ٦٠)

باب:60۔ دجال کا حلیہ

٢٢٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ: «أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ».

[2241] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ سے دجال کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”خبردار! بلاشبہ تمھارا رب کانا نہیں ہے، آگاہ رہو، وہ (دجال) کانا ہے، اس کی دائیں آنکھ ابھرے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔“

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَحُذَيْفَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَسْمَاءَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَأَبِي بَكْرَةَ،

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا سعد، حذیفہ، ابوہریرہ، سیدہ اسماء، سیدنا جابر بن عبداللہ، ابوبکرہ،

٢٢٤١ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح:١٦٩/ ١٠٠ بعد، ح:٢٩٣٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، ورواه البخاري، ح:٣٤٣٩ من حديث نافع به * وفي الباب عن سعد [أحمد:١/ ١٧٦، ١٨٢]، وحذيفة [مسلم، ح:٢٩٣٤]، وأبي هريرة [البخاري، ح:٣٣٣٨ ومسلم، ح:٢٩٣٦]، وأسماء [أحمد:٦/ ٤٥٣، ٤٥٦]، وجابر بن عبد الله [لعله يشير إلى حديث أحمد:٣/ ٣٦٨]، وأبي بكرة [يأتي:٢٢٤٨]، وعائشة [أحمد:٦/ ٧٥، ٧٦، ١٢٥]، وأنس [انظر، ح:٢٢٤٥]، وابن عباس [أحمد:١/ ٢٤٠، ٣١٣ وصححه ابن حبان (الإحسان):٦٧٥٨]، والفلتان بن عاصم [الطبراني في الكبير:١٨/ ٣٣٥، ح:٨٦٠].

وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

سیدہ عائشہ، سیدنا انس، ابن عباس اور فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

فائدہ: دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی، بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اور دائیں آنکھ انگور کے دانے کی طرح باہر ابھری ہوئی یا پھولی ہوئی ہوگی۔ اس لیے سیدنا ابن عمر کی روایت أعور العین الیمنٰی دائیں آنکھ کانی اور سیدنا حذیفہ کی روایت أعور العین الیسرٰی بائیں آنکھ کانی ہے، میں تضاد نہیں ہے، کیونکہ صحیح مسلم میں سیدنا انس اور حذیفہ کی روایت میں اس کو ممسوح العین مٹی آنکھ والا قرار دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، حدیث: 2933) جبکہ سیدنا ابن عمر کی روایت میں عنبة طافية انگور کی طرح ابھری ہوئی آیا ہے، اس لیے دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل، سمرہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث میں بائیں آنکھ کے ممسوح ہونے کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: 23/13، دار السلام)

(المعجم ٦١) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الدَّجَّالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ (التحفة ٦١)

باب: 61۔ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا

٢٢٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا، فَلَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ إِنْ شَاءَ اللهُ».

[2242] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال مدینہ منورہ کے پاس آئے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے پائے گا، لہٰذا ان شاء اللہ اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، وَمِحْجَنٍ، وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، سیدہ فاطمہ بنت قیس، سیدنا محجن، اسامہ بن زید اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

٢٢٤٢_ أخرجه البخاري، الفتن، باب: لا يدخل الدجال المدينة، ح: ٧١٣٤ من حديث يزيد بن هارون به ٭ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ١٨٨٠، ٥٧٣١، ٧١٣٣ ومسلم، ح: ١٣٧٩/ ٤٨٥]، وفاطمة بنت قيس [مسلم، ح: ٢٩٤٢]، وأسامة بن زيد [لم أجده]، وسمرة بن جندب [أحمد: ٥/ ١٦ وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٩_٣٣١ ووافقه الذهبي وصححه ابن حبان (الإحسان): ٢٨٤٥ وتقدم طرفه: ٥٦٢]، ومحجن [أحمد: ٤/ ٣٣٨ وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥٤٣ ووافقه الذهبي].

فائدہ: فرشتوں کی حفاظت اور پہرہ داری کی وجہ سے مدینہ منورہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔ اور ان شاء اللہ کا لفظ آپ نے بطور تبرک اور تاکید فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ﴾ (الفتح 27:48) ''ان شاء اللہ تم مسجد حرام میں داخل ہو کر رہو گے۔''

۲۲۴۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَالسَّكِينَةُ لِأَهْلِ الْغَنَمِ، وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَأَهْلِ الْوَبَرِ، يَأْتِي الْمَسِيحُ - أَيِ الدَّجَّالُ - إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ صَرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2243] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یمن والوں کا ہے اور کفر مشرق کی طرف سے ہے۔ سکینت وطمانینت بکریوں والوں کے لیے ہے اور فخر اور ریاء فدادین گھوڑوں والوں اور اونٹوں والوں میں ہے۔ دجال جب آئے گا، احد کے عقب میں آئے گا۔ فرشتے اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہاں ہلاک ہوگا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: فدادین: فداد کی جمع ہے جو فدید بلند اور سخت آواز سے ماخوذ ہے، مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اونٹوں، گھوڑوں اور بیلوں کے پیچھے چیختے چلاتے ہیں۔ وبر اونٹ کے بالوں کو کہتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں آپ نے اہل یمن کے ایمان کی توثیق اور تعریف فرمائی ہے جس سے مراد اس دور کے یمنی ہیں۔ ② اہل مشرق، یعنی مدینہ منورہ کے مشرق کے باسی عراقیوں اور ایرانیوں کو فتنہ پرور قرار دیا ہے اور تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام کے تمام دینی اور سیاسی فتنے عراق اور ایران کی سرزمین سے اٹھے۔ ③ جانوروں (حیوانات) کی رفاقت کا اثر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بکریوں کے پالنے والوں میں سکینت اور وقار واطمینان ہوتا ہے اور مال و دولت کی کمی کے باعث تواضع اور انکساری پائی جاتی ہے۔ گھوڑے، اونٹ رکھنے والوں میں مال و دولت کی کثرت ہوتی ہے اور یہ سخت جان حیوانات ہیں، اس لیے ان کے مالکوں میں فخر و ریا، تکبر وغرور اور جفا اور سختی ہوتی ہے۔ ④ مسیح دجال احد کی پشت تک پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے۔

(المعجم ۶۲) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ (التحفة ۶۲)

باب: 62- عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے

۲۲۴۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

[2244] سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۲۴۳- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان فيه ورجحان أهل اليمن فيه، ح: ٥٢ من حديث العلاء به.
۲۲٤٤- [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠ من حديث الليث بن سعد به، ورواه ابن الأثير في أسد الغابة: ٤/ ٢٩١ من طريق الترمذي، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٠١ * وفي الباب عن عمران بن حصين [لعله يشير إلى حديث أبي داود، ح: ٢٤٨٤،

شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ».

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَيْسَانَ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِ اللهِ [بْنِ] عَمْرٍو، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَعَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ابن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد مقام پر قتل کریں گے۔'' امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمران بن حصین، نافع بن عتبہ، ابوبرزہ، حذیفہ بن اسید، ابوہریرہ، کیسان، عثمان بن ابی العاص، جابر، ابوامامہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، نواس بن سمعان، عمرو بن عوف اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابن مریم علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے تا کہ لوگوں کے سامنے یہ حقیقت کھل جائے کہ وہ رب نہیں ہے۔ محض ایک شعبدہ باز ہے جو اپنے آپ کو بھی قتل سے نہیں بچا سکا۔

(المعجم...) بَابٌ (التحفة...)

باب: ۔ بلاعنوان

٢٢٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ. أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ

[2245] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی نے اپنی قوم کو کانے دجال سے ڈرایا ہے، خبردار! وہ کانا ہے، اور تمھارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا۔

◄◄ ٤٣١٩]، ونافع بن عتبة [مسلم، ح: ٢٩٠٠]، وأبي برزة [النسائي، ح: ٧/ ١١٩ـ١٢١، ح: ٤١٠٨]، وحذيفة بن أسيد [لعله يشير إلى حديث مسلم، ح: ٢٩٠١]، وأبي هريرة [لعله يشير إلى حديث البخاري، ح: ٣٣٣٨ ومسلم، ح: ٢٩٣٦]، وكيسان [لعله يشير إلى حديث البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٢٣٣، ٢٣٤]، وعثمان بن أبي العاص [أحمد: ٤/ ٢١٦، ٢١٧]، وجابر [لعله يشير إلى حديث أحمد: ٣/ ٣٦٧، ٣٦٨]، وأبي أمامة [أبو داود، ح: ٤٣٢٢، وابن ماجه، ح: ٤٠٧٧]، وابن مسعود [ابن ماجه، ح: ٤٠٨١ وصححه البوصيري والحاكم: ٢/ ٣٨٤ ووافقه الذهبي]، وعبدالله بن عمرو [مسلم، ح: ٢٩٤٠]، وسمرة بن جندب [أحمد: ٥/ ١٣] والنواس بن سمعان [مسلم، ح: ٢٩٣٧]، وعمرو بن عوف (بن زيد المزني) [ابن ماجه، ح: ٤٠٩٤]، وحذيفة بن اليمان [لعله يشير إلى حديث البخاري، ح: ٣٤٥٠، ٧١٣٠ ومسلم، ح: ٢٩٣٤].

٢٢٤٥ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٣ عن محمد بن بشار والبخاري، ح: ٧١٣١ من حديث شعبة به.

لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ». هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

(المعجم ٦٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ (التحفة ٦٣)

٢٢٤٦- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَحِبَنِي ابْنُ صَيَّادٍ إِمَّا حُجَّاجًا وَإِمَّا مُعْتَمِرِينَ فَانْطَلَقَ النَّاسُ وَتُرِكْتُ أَنَا وَهُوَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهِ اقْشَعْرَرْتُ مِنْهُ وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ، فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهُ: ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ. قَالَ: فَأَبْصَرَ غَنَمًا فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَانْطَلَقَ فَاسْتَحْلَبَ ثُمَّ أَتَانِي بِلَبَنٍ فَقَالَ لِي: يَا أَبَا سَعِيدٍ! اشْرَبْ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَشْرَبَ عَنْ يَدِهِ شَيْئًا لِمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هٰذَا الْيَوْمُ يَوْمٌ صَائِفٌ وَإِنِّي أَكْرَهُ فِيهِ اللَّبَنَ، فَقَالَ لِي: يَا أَبَا سَعِيدٍ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ حَبْلًا فَأُوثِقَهُ إِلَى الشَّجَرَةِ ثُمَّ أَخْتَنِقَ لِمَا يَقُولُ النَّاسُ لِي وَفِيَّ، أَرَأَيْتَ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثِي فَلَنْ يَخْفَى عَلَيْكُمْ، أَنْتُمْ أَعْلَمُ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ كَافِرٌ» وَأَنَا مُسْلِمٌ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ عَقِيمٌ لَا يُولَدُ لَهُ» وَقَدْ خَلَّفْتُ وَلَدِي بِالْمَدِينَةِ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[لَا يَدْخُلُ أَوْ] لَا تَحِلُّ لَهُ مَكَّةُ، [وَالْمَدِينَةُ]» أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَهُوَ ذَا أَنْطَلِقُ مَعَكَ إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَوَاللهِ مَا زَالَ يَجِيءُ بِهٰذَا حَتَّى قُلْتُ: فَلَعَلَّهُ مَكْذُوبٌ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! وَاللهِ

باب: 63۔ ابن صیاد کا بیان

[2246] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد میرا ساتھی بنا جبکہ ہم حج یا عمرہ کرنے جا رہے تھے تو لوگ چلے گئے، میں اور وہ پیچھے چھوڑ دیے گئے تو جب میں اس کے ساتھ اکیلا رہ گیا تو لوگ اس کے بارے میں جو کچھ کہتے تھے اس کے سبب اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں اس سے وحشت و خوف محسوس کرنے لگا۔ سو جب میں نے پڑاؤ کیا تو میں نے اس سے کہا: تو اپنا سامان اس (دور والے) درخت کے پاس رکھ لے۔ اس نے بکریاں دیکھیں، تو پیالہ پکڑا اور چل پڑا اور دودھ دوہا، پھر دودھ لے کر میرے پاس آ گیا اور مجھ سے کہا: اے ابوسعید! پی، میں نے اس کے ہاتھ سے دودھ پینا ناپسند کیا۔ وجہ وہی کہ لوگ اس کے بارے میں باتیں کرتے تھے۔ میں نے کہا: آج کا دن انتہائی گرم دن ہے۔ اور میں اس میں دودھ پینا پسند نہیں کرتا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابوسعید! میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ایک رسی لوں اور اسے درخت سے باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لوں بوجہ اس کے کہ لوگ جو کچھ مجھے اور میرے بارے میں کہتے ہیں۔ بتایئے میری بات کس سے پوشیدہ ہے، بلکہ تم پر تو ہرگز پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو سب لوگوں سے زیادہ جانتے ہو۔ اے انصار کی جماعت! کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''وہ کافر ہے'' اور میں تو مسلمان ہوں۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''وہ بانجھ ہے،

٢٢٤٦- أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن صياد، ح: ٢٩٢٧ من حديث سعيد الجريري به.

لَأُخْبِرَنَّكَ خَبَرًا حَقًّا، وَاللهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ وَالِدَهُ [وَأَعْرِفُ] أَيْنَ هُوَ السَّاعَةَ مِنَ الْأَرْضِ، فَقُلْتُ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ.

اس کی اولاد نہیں ہوگی۔'' اور میں مدینہ میں اپنی اولاد چھوڑ کر آیا ہوں، کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''وہ داخل نہیں ہوگا یا اس کے لیے روا نہیں ہے، مکہ اور مدینہ'' کیا میں اہل مدینہ میں سے نہیں ہوں، اور اب آپ کے ساتھ مکہ کی طرف جا رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! وہ اس قسم کی باتیں کرتا رہا حتی کہ میں نے خیال کیا، شاید اس کے بارے میں جھوٹ بولا جاتا ہے، پھر کہنے لگا: اے ابوسعید! واللہ، میں تمھیں سچی پکی خبر دوں گا۔ اللہ کی قسم میں اسے خوب جانتا ہوں اور اس کے باپ کو بھی جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں اس وقت وہ زمین میں کہاں ہے تو میں نے کہا: تو سارا دن تباہ و برباد ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]. قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: يَعْنِي الدَّجَّالَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ عبدالرزاق کہتے ہیں: اس کا مقصد تھا، میں دجال کو جانتا ہوں۔

فائدہ: ابن صیاد یا ابن صائد کا نام صاف ہے۔ یہ ایک انتہائی مکار اور دھوکے باز کاہن تھا جس کے اندر کانے دجال کی بعض نشانیاں پائی جاتی تھیں، اس لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے دجال ہونے کا یقین تھا اور لوگ اسے دجال کہتے تھے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ یہ وہی کانا دجال تھا جسے عیسیٰ علیہ السلام باب لد پر قتل کریں گے یا یہ اس کا کوئی پیش رو تھا۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ وہ دجال نہیں تھا وہ اور ہوگا اور بعض حضرات کا خیال تھا یہ وہی ہے لیکن ابھی اپنی حقیقی اور اصلی شکل میں ظاہر نہیں ہوا۔ اپنی اصلی اور واقعی شکل میں قیامت کے قریب نکلے گا۔ زمین میں فساد پھیلائے گا۔ اپنی شعبدہ بازی اور جادوگری سے عجیب وغریب چیزیں پیش کرے گا اور آخر میں سیدنا ابن مریم علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔ اس وقت وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا لفظ ''کافر'' تمام مسلمان جاہل و عالم پڑھ لیں گے۔

٢٢٤٧- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ

[2247] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کے کسی راستے پر ابن صائد کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ آپ نے اسے روک لیا، وہ یہودی لڑکا تھا۔ اس کے

٢٢٤٧- أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٢٥ من حديث سعيد الجريري به * وفي الباب عن عمر [الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٠٢]، وحسين بن علي [الطبراني في الكبير: ٣/ ١٣٥، ح: ٢٩٠٨، ٢٩٠٩]، وابن عمر [يأتي: ٢٢٤٩]، وأبي ذر [أحمد: ٥/ ١٤٨]، وابن مسعود [مسلم، ح: ٢٩٢٤]، وجابر [مسلم، ح: ٢٩٢٦]، وحفصة [مسلم، ح: ٢٩٣٠].

الْمَدِينَةِ فَاحْتَبَسَهُ وَهُوَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ ذُؤَابَةٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» فَقَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْتَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «آمَنْتُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ». فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَرَى؟» قَالَ: أَرَى عَرْشًا فَوْقَ الْمَاءِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ فَوْقَ الْبَحْرِ». قَالَ: «مَا تَرَى؟» قَالَ: أَرَى صَادِقًا وَكَاذِبَيْنِ أَوْ صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لُبِّسَ عَلَيْهِ» فَدَعَاهُ.

سر پر بالوں کی چوٹی تھی۔ آپ کے ہمراہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' تو اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہوں۔'' پھر نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں پانی پر عرش (تخت) دیکھتا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سمندر پر ابلیس کا عرش دیکھتا ہے۔'' آپ نے کہا: ''تو اور کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے کہا: میں ایک سچا اور دو جھوٹے یا دو سچے اور ایک جھوٹا دیکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر معاملہ خلط ملط (مشتبہ) ہو گیا ہے۔'' پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ، وَحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرٍ، وَحَفْصَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمر، حسین بن علی، ابن عمر، ابوذر، ابن مسعود، جابر اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: ابن صیاد کی جب آپ سے راستے میں ملاقات ہوئی، وہ یہودی بچہ تھا۔ جن کے ساتھ آپ کا امن و امان کا معاہدہ تھا، اس لیے جب اس نے اشارتاً آپ کے سامنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کا مؤاخذہ نہیں فرمایا، اس کی اصلیت اور حقیقت کے اظہار کے لیے اس سے دو سوال کیے، دونوں کے اس نے ایسے جواب دیے جس سے واضح ہو گیا کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، اور اس کی طرف سے آنے والا سچا ہی ہوتا ہے کبھی جھوٹا نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سچے رسولوں پر ایمان کا اظہار فرمایا ہے کیونکہ ہر نبی تمام انبیاء کی تصدیق کرتا ہے۔ اور جھوٹا نبیوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔

٢٢٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ

[2248] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کا باپ اور ماں (والدین) تیس برس

٢٢٤٨ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠ من حديث حماد بن سلمة به ❊ علي بن زيد بن جدعان ضعيف مشهور، تقدم مرارًا.

الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَمْكُثُ أَبُو الدَّجَّالِ وَأُمُّهُ ثَلَاثِينَ عَامًا لَا يُولَدُ لَهُمَا وَلَدٌ، ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً، تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ». ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ: «أَبُوهُ طُوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ كَأَنَّ أَنْفَهُ مِنْقَارٌ، وَأُمُّهُ امْرَأَةٌ فِرْضَاخِيَّةٌ طَوِيلَةُ الثَّدْيَيْنِ». فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: فَسَمِعْتُ بِمَوْلُودٍ فِي الْيَهُودِ بِالْمَدِينَةِ، فَذَهَبْتُ أَنَا وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبَوَيْهِ فَإِذَا نَعْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهِمَا. قُلْنَا: هَلْ لَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَا: مَكَثْنَا ثَلَاثِينَ عَامًا لَّا يُولَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ أَعْوَرُ أَضَرُّ شَيْءٍ وَأَقَلُّهُ مَنْفَعَةً، تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ. قَالَ: فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ لَّهُ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ، فَقَالَ: مَا قُلْتُمَا؟ قُلْنَا: وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.

اس طرح رہیں گے کہ ان کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوگی۔ پھر ان کے ہاں ایک کانا بچہ پیدا ہوگا جو انتہائی نقصان دہ اور انتہائی کم فائدہ مند ہوگا، اس کی آنکھیں سوئیں گی اور اس کا دل نہیں سوئے گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کے والدین کا حلیہ بتایا، فرمایا: ''اس کا باپ بہت لمبا اور دبلا پتلا ہوگا۔ اس کی ناک گویا جانور کی چونچ ہے، اور اس کی ماں بھاری بھر کم، دراز پستان ہوگی۔'' ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچے کی پیدائش کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما گئے حتی کہ اس کے والدین کے پاس پہنچ گئے تو ان کا حلیہ وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ ہم نے پوچھا: کیا تمھاری اولاد ہے؟ دونوں نے کہا: ہم تیس سال اسی طرح رہے ہیں، ہمارے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی، پھر ہمارے ہاں ایک کانا بچہ پیدا ہوا ہے، انتہائی مضرت رساں چیز، اور انتہائی کم مفید، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا تو ہم ان کے ہاں سے نکل آئے، اچانک اسے دیکھا وہ دھوپ میں اپنی چادر میں زمین پر لیٹا ہوا گنگنا رہا ہے۔ اس نے اپنا سر ننگا کیا اور پوچھا: تم دونوں نے کیا کہا؟ ہم نے پوچھا: کیا جو کچھ ہم نے کہا ہے تو نے سن لیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔

لغوی تشریح: ضرب اللحم: دبلا پتلا، کم گوشت۔ فِرضَاخِيَة: بھاری بھر کم یا لمبی تڑنگی۔ منجدل: گرا ہوا یا لیٹا ہوا۔ همهمة: بڑبڑاہٹ۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ طائف کے محاصرے کے وقت فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں اور (صحیح مسلم، حدیث: 2927) کی روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ نے اسے نخلستان میں دیکھا تھا تو وہ بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور سیدنا ابوبکرہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے مدینہ منورہ میں آباد ہوئے تھے۔

(المعجم ٦٣) بَابٌ: [لَا تَأْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَّعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ] (التحفة ٦٣)

٢٢٤٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِّلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «آمَنْتُ بِاللهِ وَبِرُسُلِهِ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَأْتِيكَ؟» قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا» وَّخَبَأَ لَهُ ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ [الدخان: ١٠]. فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ». قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ائْذَنْ لِّي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ يَّكُ حَقًّا فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَّا يَكُ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ».

باب: 64۔ اس بات کا بیان کہ سو سال بعد آج کا کوئی شخص زندہ نہ ہوگا

[2249] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جن میں سیدنا عمر بن خطاب بھی تھے، ابن صیاد کے پاس سے گزرے۔ وہ بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور وہ بچہ تھا، اسے پتا نہ چلا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر مارا، پھر فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں (عربوں) کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔'' (تو اللہ کے رسولوں میں داخل نہیں ہے۔) پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس کیا آتا ہے؟'' ابن صیاد نے کہا: میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے'' اور آپ نے یہ آیت ذہن میں پوشیدہ کی تھی: يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ (الدخان 44:10) ابن صیاد نے کہا: آپ کی پوشیدہ چیز دخ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ذلیل و خوار ہو، تو ہرگز اپنی حیثیت سے بڑھ نہیں سکے گا۔'' سیدنا عمر نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ اس پر رسول

٢٢٤٩- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: كيف يعرض الإسلام على الصبي؟، ح: ٣٠٥٥ من حديث معمر، ومسلم، ح: ٢٩٣٠ من حديث الزهري به مطولاً.

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ واقعی وہ (دجال) ہے تو تجھے اس پر قابو حاصل نہیں ہوگا۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تیرے لیے اس کے قتل میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔''

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: يَعْنِي الدَّجَّالَ.

عبدالرزاق راوی کہتے ہیں: آپ کا مقصد یہ تھا: اگر وہ دجال ہے۔

فوائد و مسائل: ① ابن صیاد ایک دجال تھا، لیکن اس وقت دجال اکبر نہیں تھا جو اپنی نبوت کا نہیں بلکہ اپنی ربوبیت کا دعویٰ کرے گا اور اپنی شعبدہ بازی اور جادوگری سے عجیب وغریب باتیں ظاہر کرے گا۔ اور اس کا خاتمہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ لیکن آپ کے دور میں نہ اس نے ربوبیت کا دعویٰ کیا اور نہ خوارق عادات امور دکھائے، اشارتاً نبوت کا دعویٰ کیا لیکن اپنی کرتوتوں سے اپنی اصلیت خود ہی واضح کر دی۔ ② آپ نے جو ایک آیت ذہن میں رکھی تھی اس کا ایک لفظ بھی اس کو صحیح طور پر بتا نہ چل سکا، صرف ایک ادھورا لفظ ہی بتایا۔ آپ نے اسے ذمیوں کا ایک بچہ ہونے کے سبب قتل کرنے کی اجازت نہ دی۔

٢٢٥٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا عَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ، يَعْنِي الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ».

[2250] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو متنفس (ذی روح) آج موجود ہے وہ سو سال کے بعد نہیں ہوگا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَبُرَيْدَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر، ابوسعید اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٢٥١- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَثْمَةَ - أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

[2251] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا: ''اپنی اس رات کے بارے میں جان لو، اس سے ایک سو سال بعد آج جو افراد زمین پر موجود ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں ہوگا۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگ

٢٢٥٠_ أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٤ عن أبي معاوية الضرير به، ورواه مسلم، ح: ٢٥٣٨ من حديث جابر بن عبدالله رضي الله عنه ☆ وفي الباب عن ابن عمر [يأتي: ٢٢٥١]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ٢٥٣٩]، وبريدة [ينظر فيه].

٢٢٥١_ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب معنى قوله ﷺ: "على رأس مائة سنة لا يبقى نفس منفوسة ممن هو موجود الآن"، ح: ٢٥٣٧ عن عبد بن حميد والبخاري، ح: ١١٦ من حديث الزهري به.

مِّنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ». قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تِلْكَ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَهُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ نَحْوَ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ»: يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ.

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں غلطی میں مبتلا ہوکر سو سال کے بارے میں عجیب و غریب قسم کی باتیں کرنے لگے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''آج جو لوگ زمین کی پشت پر ہیں ان میں سے کوئی نہیں بچے گا'' کے معنی بس یہ ہیں کہ یہ قرن اور یہ دور ختم ہوجائے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① آپ نے یہ بات جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث: 2537) میں سیدنا جابر ؓ کی روایت میں صراحت موجود ہے، اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے فرمائی تھی۔ اور آپ کا آخری صحابی ابوطفیل عامر بن واثلہ 110ھ میں فوت ہوگیا۔ ② ارض کا لفظ سماء (آسمان) کے مقابلے میں ہے کہ زمین، خشکی ہو یا تری اس کے مکین آج سے سو سال بعد زندہ نہیں ہوں گے، اس لیے سیدنا خضر علیہ السلام کو سمندر میں بتا کر اس حدیث سے نہیں نکالا جاسکتا۔ ہاں اگر کسی صحیح حدیث سے، جو موجود نہیں ہے، ان کی زندگی ثابت ہوجائے تو الگ بات ہوگی۔ صحیح بات یہی ہے کہ خضر علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور زندہ ہوتے تو یقیناً آپ ﷺ سے ملتے اور مشکل وقت میں آپ کی نصرت و حمایت کرتے۔

(المعجم ٦٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيَاحِ (التحفة ٦٥)

باب: 65۔ ہوا کو گالی دینا ممنوع ہے

٢٢٥٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا

[2252] سیدنا ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا نہ کہو، جب تم کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو (ہوا کا نقصان دیکھو) تو یہ دعا پڑھو: [اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ ... أُمِرَتْ بِهِ] ''اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی خیر و بھلائی اور جو اس کے اندر خیر و خوبی ہے اور جس چیز کا اسے حکم دیا گیا ہے، اس کی خیر و خوبی کا سوال کرتے ہیں۔ اور ہم تجھ سے اس ہوا کے شر اور جو کچھ اس

٢٢٥٢ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩٣٤ عن إسحاق بن إبراهيم به وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧٢ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد، انظر، ح: ١٩٧٨ ※ وفي الباب عن عائشة [يأتي: ٣٤٤٩]، وأبي هريرة [أبو داود، ح: ٥٠٩٧ وابن ماجه، ح: ٣٧٢٧]، وعثمان بن أبي العاص [لم أجده]، وأنس [البخاري في الأدب المفرد: ٧١٧]، وابن عباس [تقدم: ١٩٧٨]، وجابر [أبو يعلى في مسنده، ح: ٢١٩٤ والطبراني في الأوسط، ح: ٤٦٩٥، ٦٧٩١].

أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ».

میں ہے اس کے شر اور جس چیز کا اسے حکم ملا ہے اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابوہریرہ، عثمان بن ابی العاص، انس، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: چونکہ ہوا اللہ کے حکم کی مامور اور پابند ہے، اس کے اپنے بس میں کچھ نہیں ہے، اس کو نفع و نقصان پہنچانے کا حکم اس کے خالق کی طرف سے ملتا ہے، اس لیے اس سے دعا کرنی چاہیے۔ ہوا کو گالی گلوچ کرنا ایک عبث اور فضول کام ہے یا پھر اس کے بھیجنے والے کو برا بھلا کہنا ہے اور ہر دو صورت ہی ناز یبا اور قبیح ہیں۔

(المعجم ٦٦) بَابُ [حَدِيثِ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ فِي الدَّجَّالِ] (التحفة ٦٦)

باب:66۔ دجال کے بارے میں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث

٢٢٥٣– حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَضَحِكَ فَقَالَ: «إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فَفَرِحْتُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ [بِهِ حَدَّثَنِي] أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ رَكِبُوا سَفِينَةً فِي الْبَحْرِ فَجَالَتْ بِهِمْ حَتّٰى قَذَفَتْهُمْ فِي جَزِيرَةٍ مِّنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا هُمْ بِدَابَّةٍ لَّبَّاسَةٍ نَّاشِرَةٍ شَعْرَهَا فَقَالُوا: مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ. قَالُوا: فَأَخْبِرِينَا. قَالَتْ: لَا أُخْبِرُكُمْ وَلَا أَسْتَخْبِرُكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِنَّ ثَمَّ مَنْ يُّخْبِرُكُمْ وَيَسْتَخْبِرُكُمْ، فَأَتَيْنَا أَقْصَى الْقَرْيَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُّوثَقٌ بِسِلْسِلَةٍ فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ. قُلْنَا: مَلْأٰى تَدْفُقُ. قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنِ الْبُحَيْرَةِ. قُلْنَا: مَلْأٰى تَدْفُقُ. قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَّخْلِ بَيْسَانَ الَّذِي

[2253] سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور ہنستے ہوئے فرمایا: "تمیم داری نے مجھے ایک واقعہ سنایا ہے جس سے مجھے خوشی ہوئی ہے، اس لیے میں نے اسے تمھیں سنانا بھی پسند کیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ فلسطین کے کچھ لوگ سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے، وہ ان کے ساتھ گردش کا شکار ہوگئی حتی کہ انھیں سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پھینک دیا۔ اچانک انھوں نے لباس پہنے ہوئے، اپنے بال پھیلائے ایک جانور دیکھا، تو انھوں نے پوچھا: تو کیا ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں، انھوں نے کہا: تو ہمیں بھی بتا، اس نے کہا: نہ تمھیں بتاؤں گی اور نہ تم سے پوچھوں گی۔ لیکن بستی کے آخر میں جاؤ تو وہاں وہ ہے جو تمھیں خبر دے گا بھی اور خبر پوچھے گا بھی۔ سو ہم بستی کے آخر پر پہنچے تو اچانک دیکھا ایک آدمی ہے جو زنجیر سے بندھا ہوا ہے، اس

٢٢٥٣_ أخرجه مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة، ح: ٢٩٤٢ من حديث الشعبي به.

بَيْنَ الْأُرْدُنِّ وَفِلَسْطِينَ هَلْ أَطْعَمَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنِ النَّبِيِّ هَلْ بُعِثَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: أَخْبِرُونِي كَيْفَ النَّاسُ إِلَيْهِ؟ قُلْنَا: سِرَاعٌ. قَالَ: فَنَزٰى نَزْوَةً حَتّٰى كَادَ. قُلْنَا: فَمَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الدَّجَّالُ وَإِنَّهُ يَدْخُلُ الْأَمْصَارَ كُلَّهَا إِلَّا طَيْبَةَ، وَطَيْبَةُ: الْمَدِينَةُ».

نے کہا: مجھے زُغر چشمے کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا: بھرا ہوا چھلک رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے بحیرہ (جھیل) کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے کہا: بھری ہوئی ہے، ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔ اس نے کہا: مجھے بیسان نخلستان کے بارے میں بتاؤ جو اُردن اور فلسطین کے درمیان ہے، کیا وہ پھلدار یا ثمر آور ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: مجھے نبی کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ مبعوث ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا: مجھے بتاؤ لوگ اس کی طرف کس طرح جا رہے ہیں؟ ہم نے کہا: تیزی سے، تو وہ بڑے زور سے اچھلا کودا، حتیٰ کہ قریب تھا (زنجیر سے چھوٹ جائے۔) ہم نے کہا: تو کیا ہے؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں، بلاشبہ وہ سب شہروں میں داخل ہوگا سوائے طیبہ کے اور طیبہ سے مراد مدینہ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شعبی سے قتادہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے اور اسے بہت سے راویوں نے شعبی سے بیان کیا ہے۔

لغوی تشریح: جساسه: خبروں کی ٹوہ لگانے والی، جاسوسی کرنے والی۔ لبّاسه: بہت لباس پہنے ہوئے۔ مَلْأٰى: بھرا ہوا۔ تدفق: چھلکتا ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی دجال کسی جزیرے میں بندھا ہوا ہے، قیامت کے قریب اس کو زنجیر سے آزادی ملے گی اور وہ اپنی کارروائیوں کا اظہار کرے گا۔ اور ابن صیاد ایک الگ مستقل دجال تھا۔ یہ حدیث تفصیلاً صحیح مسلم کی کتاب الفتن میں ہے۔ (حدیث:2942)

(المعجم ٦٧) بَابٌ: [لَا يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ] (التحفة ٦٧)

باب: 67۔ انسان خود کو ایسے امتحان کے لیے پیش نہ کرے جس کی طاقت نہیں رکھتا

٢٢٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ

[2254] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے

٢٢٥٤۔ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم﴾، ح:٤٠١٦ عن محمد ابن بشار به ☆ علي بن زيد بن جدعان ضعيف وللحديث شواهد انظر للتفصيل: الصحيحة للألباني، حديث: ٦١٣

الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ» قَالُوا: «وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟» قَالَ: «يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ».

آپ کو ذلیل کرے۔'' حاضرین نے پوچھا: وہ اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایسی مصیبت و آزمائش میں نہ پڑے جسے برداشت کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس سے رہبانیت ہی کی تردید ہوتی ہے۔ جیسے بعض لوگ رہبانیت کے انداز میں ترک دنیا اختیار کرتے ہوئے اپنے زہد و ورع کی دھونس جمانے کے لیے ایسے کام کرتے ہیں جن کی پابندی کرنا انسانی فطرت کے منافی ہوتی ہے۔ لباس و حجامت سے بے نیاز ہوجانا، نہانے کی ضرورت محسوس نہ کرنا، ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیر ڈال لینا اور بغیر کچھ کھائے روزے رکھنا وغیرہ۔ یہ سب ممنوع کام ہیں۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے لیکن اس میں ایسا انداز اختیار کرنا کہ انسان کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ اس کی طاقت سے باہر ہو، جائز نہیں ہے۔ اسی طرح دنیاوی مال یا عہدہ حاصل کرنے کے لیے ایسا کرنا بھی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

(المعجم ٦٨) بَابٌ: [انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا] (التحفة ٦٨)

باب: 68۔ اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم

٢٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! نَصَرْتُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: «تَكُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ».

[2255] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مظلوم ہونے کی صورت میں تو میں مدد کرتا ہوں، ظالم ہونے کی صورت میں اس کی کیسے مدد کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کو ظلم سے روکو، یہی تیرا اس کی مدد کرنا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث موجود ہے۔
امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ظلم کی صورت میں ظالم کی مدد کرنا جاہلیت کے دور کا دستور تھا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ظالم کی مدد کرنا قبیح اور برا ہے۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کی اس بات پر تعجب ہوا اور انھوں نے اس کا مقصد پوچھا تو آپ کی وضاحت سے خلش

٢٢٥٥- أخرجه البخاري، المظالم، باب: أعن أخاك ظالمًا أو مظلومًا، ح: ٢٤٤٤ من حديث حميد الطويل به * وفي الباب عن عائشة [الطبراني في الأوسط: ١/ ٣٧٧، ح: ٦٥٣].

دور ہوگئی۔

(المعجم ٦٩) بَابٌ [مَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ] (التحفة ٦٩)

باب:69۔ حکمرانوں کے دروازے پر جانا فتنہ و آزمائش کا باعث ہے

٢٢٥٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسٰى، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ».

[2256] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنگل میں رہائش اختیار کی وہ جاہل رہا، اور جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا، اور جو بادشاہ کے دروازے پر گیا وہ فتنے میں پڑ گیا۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ.

اس بارے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے غریب ہے، ہمارے علم میں اسے صرف ثوری ہی بیان کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جو انسان جنگل میں لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے وہ علم سے محروم اور کورا رہتا ہے، اور لوگوں سے ربط و تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں قساوت اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ دل میں نرمی اور رأفت کے لیے جگہ نہیں رہتی۔ اس لیے صلہ رحمی سے بھی ناآشنا ہوتا ہے۔ ② جو انسان شکار کو عادت بنا لیتا ہے اور ہر وقت اس کے پیچھے بھاگا پھرتا ہے وہ دینی امور اور دینی فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ ان کی ادائیگی کی فکر ہی نہیں کرتا۔ ③ جو حکمرانوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور ہر معاملے میں ان کی تائید کرتا ہے تو وہ اپنے دین کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ اور اگر ان کو غلط اور ناجائز کاموں سے روکتا ہے تو اپنی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ لیکن ان تینوں امور کو بقدر ضرورت اختیار کرنا اور دینی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا، ان کی خرابی اور فساد سے انسان کو بچا لیتا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 440/6)

(المعجم ٧٠) بَابٌ: [فِي لُزُومِ تَقْوَى اللهِ عِنْدَ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ] (التحفة ٧٠)

باب:70۔ فتح و کامیابی کے وقت اللہ کی حدود کی پابندی کرنا

٢٢٥٧ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2257] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

٢٢٥٦ـ [حسن لغيره] أخرجه النسائي: ٧/ ١٩٥، ١٩٦، ح: ٤٣١٤ (الصيد، باب اتباع الصيد) من حديث ابن مهدي وأبو داود، ح: ٢٨٥٩ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع عنده ❊ وفي الباب عن أبي هريرة [أبو داود، ح: ٢٨٦٠].

٢٢٥٧ـ أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٦ من حديث شعبة، والنسائي في الكبرى، ح: ٩٨٢٨ من حديث سماك بن حرب به و صححه ◄

دَاوُدَ: أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ وَمَفْتُوحٌ لَكُمْ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَاكَ مِنكُمْ فَلْيَتَّقِ اللهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنكَرِ، وَمَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''یقینا تمھیں کامرانی ونصرت حاصل ہوگی اور تمھیں مال غنیمت ملے گا اور تمھیں فتوحات ملیں گی۔ تو تم میں سے جو ان چیزوں کو پائے وہ اللہ سے ڈرے، معروف کا حکم دے اور منکر (برائی) سے روکے۔ اور جس نے جان بوجھ کر میرے بارے میں جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: فتح ونصرت اور دشمن پر غلبہ اور اس کے علاقے پر قبضے کی صورت میں عام لوگ آپے سے باہر ہوجاتے ہیں۔ فتح و نصرت کے نشے میں چور ہوکر شراب وکباب کی محفلیں برپا کرتے ہیں اور رنگ رلیوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ مفتوح اقوام کے ساتھ ظلم وزیادتی روا رکھتے ہیں۔ لیکن اسلام ان چیزوں کی اجازت نہیں دیتا، وہ ہر قسم کے حالات میں احکام دین اور حدود الٰہی کی پابندی چاہتا ہے اور دین کے نام پر روایات گھڑنے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ اس کام کو جہنم میں جانے کا باعث قرار دیتا ہے۔

(المعجم ٧١) بَابُ [الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ] (التحفة ٧١)

باب: 71۔ وہ فتنہ جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اٹھے گا

٢٢٥٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ وَحَمَّادٍ سَمِعُوا أَبَا وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا. قَالَ حُذَيْفَةُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنكَرِ. قَالَ عُمَرُ: لَسْتُ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ وَلٰكِنْ عَنِ الْفِتْنَةِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ. قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ

[2258] سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم میں سے کسے وہ بات یاد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فتنے کے بارے میں فرمائی تھی۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے، اور بتایا کہ آدمی کا فتنہ وآزمائش اپنے اہل، اپنے مال، اپنی اولاد اور اپنے پڑوس کے بارے میں ہے۔ اس کا کفارہ نماز، روزہ، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہا بلکہ اس فتنے کے بارے میں جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا، پوچھتا ہوں۔ سیدنا

ابن حبان، ح: ١٨٤٤ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٣٣٧ وللحديث شواهد.

٢٢٥٨- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح: ٥٢٥ ومسلم، الفتن: ٢٦/١٤٤ بعد، ح: ٢٨٩٢ من حديث الأعمش عن شقيق أبي وائل به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٤٠٨ بالاختصار.

بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ عُمَرُ: أَيُفْتَحُ أَمْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: إِذًا لَّا يُغْلَقُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ أَبُو وَائِلٍ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فَقُلْتُ لِمَسْرُوقٍ: سَلْ حُذَيْفَةَ عَنِ الْبَابِ، فَسَأَلَهُ فَقَالَ: عُمَرُ.

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ توڑا جائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تب وہ قیامت تک بند نہیں کیا جا سکے گا۔ ابو وائل کہتے ہیں میں نے مسروق سے کہا: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کے بارے میں پوچھیے، اس نے پوچھا تو حذیفہ نے کہا: وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: شخصی اور انفرادی فتنہ و آزمائش میں کمی و کوتاہی کا علاج انسان کے نیک اعمال بن جاتے ہیں۔ لیکن عمومی اور قومی فتنوں کا علاج نیک اعمال نہیں بن سکتے، قوم کو ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مسلمانوں میں کوئی بڑا فتنہ رونما نہیں ہوا، لیکن ان کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا، کیونکہ ان کا بند ٹوٹ گیا۔ اس لیے اب وقتاً فوقتاً مسلمان اجتماعی اور قومی فتنوں سے دوچار ہوتے رہتے ہیں جس سے مسلمانوں کا قومی اور ملی نقصان ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ آج کل امت مسلمہ باہمی افتراق و انتشار کا شکار ہو کر غیر مسلموں کے سامنے ذلیل و خوار ہو رہی ہے اور ہر جگہ ظلم و ستم کا نشانہ بھی وہی ہے۔

(المعجم ٧٢) بَابٌ: [فِي التَّحْذِيرِ عَنْ مُوَافَقَةِ أُمَرَاءِ السُّوءِ] (التحفة ٧٢)

باب: 72۔ برے حکمرانوں کا ساتھ دینے سے ڈرانا

٢٢٥٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ [عَاصِمٍ] الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ، أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ، فَقَالَ: «اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي

[2259] سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم نو افراد پانچ اور چار کے گروہ میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ عربوں کا تھا اور دوسرا عجمیوں کا۔ آپ نے فرمایا: ''سنو! کیا تم نے سنا ہے، میرے بعد حکمران ہوں گے تو جو ان کے پاس گیا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں اور نہ وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچ سکے گا اور جو ان کے پاس نہ

٢٢٥٩ـ أخرجه النسائي: ٧/ ١٦١، ح: ٤٢١٣ (البيعة، باب من لم يعن أميرًا على الظلم) عن هارون بن إسحاق به وصححه ابن حبان، ح: ١٥٧١ ورواه جماعة عن مسعر به وللحديث طرق كثيرة جدًا، انظر، ح: ٦١٤ ❊ وفي الباب عن حذيفة [مسلم، ح: ١٨٤٧ وأحمد: ٥/ ٣٨٤]، وابن عمر [أحمد: ٢/ ٩٥].

وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ».

گیا، نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کی اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق ہی کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ سکے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مِسْعَرٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ هَارُونُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ هَارُونُ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَلَيْسَ بِالنَّخَعِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مِسْعَرٍ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ ہم اسے مسعر کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ امام صاحب اپنے استاد ہارون سے ایک دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ایک تیسری سند سے بھی پہلی حدیث ہی کی طرح بیان کرتے ہیں۔ اور اس باب میں سیدنا حذیفہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

(المعجم ٧٣) بَابُ [الصَّابِرِ عَلَى دِينِهِ فِي الْفِتَنِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ] (التحفة ٧٣)

باب:73۔فتنوں کے دور میں دین پر قائم رہنے والا آگ کے انگارے پکڑنے والے کی طرح ہے

٢٢٦٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ ابْنَةِ السُّدِّيِّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ».

[2260] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ان میں سے دین پر جمنے والا، آگ کے انگارے پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ قَدْ رَوَى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اور عمر بن شاکر سے بہت سے اہل علم روایت لیتے ہیں اور وہ بصری شیخ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ پر بعض ایسے اوقات آئیں گے جن میں فسق و فجور اور معصیت وگناہ کا

٢٢٦٠- [صحيح لغيره] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧١١ من حديث إسماعيل بن موسى به * عمر بن شاكر ضعيف (تقريب) وللحديث شواهد عند أحمد: ٥/ ٣٩٠، ٣٩١ وغيره وانظر الحديث الآتي: ٣٠٥٨.

غلبہ ہوگا، اور ان لوگوں میں اپنے دین کا تحفظ و قیام اور دنیوی مفادات و منافع کو تج کرنا انتہائی مشکل ہوگا۔ گویا کہ آگ کے انگارے کو پکڑنا ہوگا جو انتہائی صبر طلب اور نہایت کٹھن معاملہ ہے۔

(المعجم ٣٠) بَابٌ: [مَتَى يُسَلَّطُ شِرَارُ أُمَّتِي عَلَى خِيَارِهَا] (التحفة ٣٠)

باب:74۔ میری امت کے شرپسند لوگوں کا بہترین لوگوں پر تسلط اور غلبہ کب ہوگا؟

٢٢٦١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ [الْكُوفِيُّ]: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدَمَهَا أَبْنَاءُ الْمُلُوكِ أَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّومِ سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلَى خِيَارِهَا».

[2261] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت متکبرانہ چال چلے گی اور بادشاہوں کے بیٹے (شہزادے) یعنی فارس اور روم کے بیٹے ان کی خدمت کریں گے تو ان کے بدتر لوگوں کو بہترین لوگوں پر مسلط کر دیا جائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَقَدْ رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَا يُعْرَفُ لِحَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَصْلٌ، إِنَّمَا الْمَعْرُوفُ حَدِيثُ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، وَقَدْ رَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اسے ابومعاویہ نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ سند قابل قبول نہیں ہے۔ معروف سند وہی ہے جسے موسیٰ بن عبیدہ بیان کرتا ہے۔ اور یہ حدیث امام مالک بن انس بھی یحییٰ بن سعید سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔ اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ نہیں ہے۔

لغوی تشریح: مُطَيْطِيَاء: یہ مططے ماخوذ ہے، ناز ونخرے سے چلنا۔

فائدہ: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس و روم کے علاقے فتح ہو گئے، ان کی ثروت اور مال و دولت مسلمانوں کے

٢٢٦١ - [صحيح لغيره] أخرجه ابن المبارك في الزهد (زوائد نعيم بن حماد الصدوق: ١٧٨) عن موسى بن عبيدة به وهو ضعيف، وحديث محمد بن إسماعيل الواسطي: أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة: ٢/ ١٩٦، ح: ٤٦٦ وأبو معاوية الضرير صرح بالسماع عنده وسنده صحيح، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ١٨٦٤ وغيره.

قبضے میں آگئی، شہزادے غلام بن گئے۔ زندگی میں ان کا چال چلن سرایت کرنے لگا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش برپا ہوگئی جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوگئے اور امت میں دینی کمزوری شروع ہوگئی۔ (تحفة الأحوذي: 446/6)

(المعجم ..) [بَابُ مَا جَاءَ «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً»] (التحفة ..)

باب: 75۔ عورت کو حکمران بنانے والے لوگ کامران نہیں ہوں گے

۲۲٦۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: عَصَمَنِي اللّٰهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ: «مَنِ اسْتَخْلَفُوا؟» قَالُوا: ابْنَتَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً». قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ، يَعْنِي الْبَصْرَةَ، ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَعَصَمَنِي اللّٰهُ بِهِ.

[2262] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی اس نے مجھے (خانہ جنگی میں حصہ لینے سے) محفوظ رکھا۔ جب کسریٰ ہلاک ہوگیا، تو آپ نے پوچھا: ''انھوں نے کس کو اس کا جانشین بنایا ہے؟'' حاضرین نے کہا: اس کی بیٹی کو، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جنھوں نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے ہیں۔'' تو جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ تشریف لائیں، مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آگیا تو اس کی وجہ سے اللہ نے مجھے (جنگ جمل میں حصہ لینے سے) بچالیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① جب شیرویہ نے اپنے باپ خسرو پرویز کو قتل کر دیا اور اسے بھی معلوم تھا کہ یہ مجھے قتل کر دے گا، اس سے پہلے پرویز نے یہ سازش کی کہ ایک انتہائی خوفناک زہر کی ڈبیہ پر لکھ دیا کہ یہ قوت باہ کی انتہائی تیر بہدف دوا ہے۔ کیونکہ اسے اپنے بیٹے کی جنس پرستی اور ہوس کا علم تھا۔ جب شیرویہ اقتدار کی ہوس میں اپنے دوسرے بھائیوں کے قتل سے فارغ ہوگیا اور اسے اپنے اقتدار کا یقین ہوگیا تو اس نے اپنی ہوس کا آغاز کیا۔ ایک دن اس ڈبیہ پر اس کی نظر پڑی تو اس دوائی کو کھانے سے وہ زندگی کی قید سے آزاد ہوگیا۔ اس کی اپنی نرینہ اولاد نہ تھی، اس لیے اس کی بہن، یعنی خسرو پرویز کی بیٹی بوران کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ اس پر آپ نے یہ فرمان جاری فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے کسی عورت کو حکمران بنانا جائز نہیں ہے اور یہ خسارے اور نقصان کا سودا ہے، فوز و فلاح کا سامان نہیں ہے۔ ② سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں کسی گروہ کا ساتھ نہیں دیا اور بعد میں خانہ جنگی سے کنارہ کش رہے اور دوسروں کو بھی روکتے رہے کہ کسی گروہ کا ساتھ نہ دو۔ ③ اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے دیکھیے: کتاب ''عورتوں کے امتیازی مسائل'' از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ۔

۲۲٦۲- أخرجه النسائي: ۸/ ۲۲۷، ح: ۵۳۹۰ (آداب القضاة، باب النهي عن استعمال النساء في الحكم) عن محمد بن المثنى والبخاري، ح: ٤٤۲٥ من حديث الحسن البصري به.

(المعجم ٦٠) بَابُ [حَدِيثِ: «خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ»] (التحفة ٧٦)

باب: 76۔ بہترین وہ ہے جس سے خیر کی امید ہو اور اس کے شر سے بے خوفی ہو

٢٢٦٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَفَ عَلٰى أُنَاسٍ جُلُوسٍ فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ؟» قَالَ: فَسَكَتُوا، فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا، قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ، وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ».

[2263] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور فرمایا: ''کیا میں تمھیں تمھارے برے لوگوں سے اچھے لوگوں کو ممتاز کر کے نہ بتاؤں؟'' لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ نے تین دفعہ یہی بات دہرائی۔ اس پر ایک آدمی نے کہا: ضرور بتائیے۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے بہترین کو بدترین سے ممتاز کیجیے، آپ نے فرمایا: ''تمھارا بہترین اور اچھا وہ ہے جس سے خیر اور بھلائی کی امید ہو اور اس کے شر سے بے خوفی ہو اور تمھارا بدترین وہ ہے جس سے خیر کی امید نہ ہو اور اس کے شر سے بے خوفی نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ کہیں ہم میں سے کسی کے نام کی تعیین کے ساتھ اس کی برائی کا اظہار نہ ہو جائے جو اس کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث بنے، اس لیے خاموشی اختیار کی کہ آپ خود ہی جو بہتر خیال کریں گے فرما دیں گے۔ لیکن جب آپ نے تکرار سے سوال کیا تو ایک صحابی نے کھل کر عرض کر دیا کہ آپ ضرور اچھے اور برے میں امتیاز فرمائیں اور ان کی نشان دہی فرمائیں تو آپ نے ایک اصولی اور ضابطے کی بات بیان فرما دی جس سے اچھے اور برے لوگوں کو پہچانا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٦١) بَابٌ: [فِي خِيَارِ الْأُمَرَاءِ وَشِرَارِهِمْ] (التحفة ٧٧)

باب: 77۔ بہترین حکمران اور بدترین حکمران

٢٢٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ [الْعَقَدِيُّ]: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ

[2264] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں تمھارے اچھے حکمرانوں اور برے حکمرانوں سے آگاہ نہ کروں: بہترین حکمران وہ ہیں

٢٢٦٣_ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٨ عن قتيبة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٦٨.

٢٢٦٤_ [حسن لغيره] أخرجه البزار (البحر الزخار): ١/ ١٤، ح: ٢٩٠ من حديث أبي عامر العقدي به، وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٨٥٥/ ٦٥، ٦٦ وغيره.

ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ: خِيَارُهُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ، وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ».

جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے حق میں دعا کرتے ہو، وہ تمھیں دعا دیتے ہیں۔ اور تمھارے برے حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض و نفرت رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ تم ان پر لعنت بھیجتے ہو، وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ وَّمُحَمَّدٌ يُضَعَّفُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف محمد بن ابی حمید کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور محمد کو اس کے حافظے کی کمزوری کے سبب ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

فائدہ: جو حکمران اپنی رعایا سے محبت و پیار کرے گا، وہ ان کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت کرے گا اور عدل و انصاف سے حکمرانی کر کے اپنی رعایا کی ہمدردی اور خیر خواہی حاصل کرے گا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے حق میں دعا کریں گے۔ اگر حکمران اپنی رعایا سے محبت و مودت کا رشتہ نہیں رکھتا ہوگا تو ان کے حقوق پامال کرے گا اور ان پر ظلم و ستم ڈھائے گا۔ رعایا اس کے خلاف ہوگی، اس سے جان چھڑانے کے لیے اس کو بددعائیں دے گی اور حکمران ان سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرے گا اور ان کو مطعون ٹھہرائے گا۔

(المعجم ٨٠) [بَابٌ: مَتٰى يَكُونُ ظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرًا مِّنْ بَطْنِهَا، وَمَتٰى يَكُونُ شَرًّا] (التحفة ٨١)

باب: 78۔ کب زمین کی پشت اس کے نیچے جانے سے بہتر ہوگی اور کب بدتر ہوگی؟

٢٢٦٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِيءَ، وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِيَ وَتَابَعَ». فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: «لَا، مَا صَلَّوْا».

[2265] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''صورت حال یہ ہے کہ تمھارے حکمران ایسے ہوں گے جن کے (کچھ) کاموں کو تم اچھا سمجھو گے اور (کچھ) کو برا تصور کرو گے، جس نے برے افعال کو برا کہا، وہ (گناہ سے) بچ گیا اور بری ہوگیا۔ اور جس نے دل سے ناپسند کیا وہ بھی (گناہ سے) محفوظ رہا۔ لیکن جس نے ان افعال کو پسند کیا اور ان کا ساتھ دیا وہ جرم و گناہ میں شریک ہوگیا۔'' آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے

٢٢٦٥- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع وترك قتالهم ما صلوا، ونحو ذلك، ح: ١٨٥٤ من حديث هشام بن حسان به.

حکمرانوں سے جنگ نہ لڑیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: (1) جو انسان حکمرانوں کے برے افعال کو برملا برا کہتا ہے اور ان افعال کو نشانہ بناتا ہے وہ دینی کمزوری سے بری ہو جاتا ہے اور جو برے افعال کو کھل کر برا نہیں کہتا لیکن دلی طور پر ان کو ناپسند سمجھتا ہے اور ان کی تائید نہیں کرتا وہ بھی گناہ سے بچ جاتا ہے۔ لیکن جو ان برے افعال پر راضی ہے اور ان کی تائید کرتا ہے، ایسا انسان مجرم اور گناہ گار ہے۔ (2) جب تک حکمران اسلام کی علامت و شناخت نماز کا پابند ہے اس وقت تک اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ بے نماز ہے اور اس کے خلاف کسی بڑے فتنہ و فساد کے خطرے کے بغیر بغاوت کامیاب ہو سکتی ہے تو پھر اس کی حکمرانی کو چیلنج کیا جائے گا اور اس کو اقتدار سے معزول و محروم کر دیا جائے گا۔ اگر بغاوت کے ناکام ہونے کا ڈر ہو اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا ہوتا ہو تو پھر اس کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا، اس سے جان چھڑانے کی دوسری تدابیر سوچی جائیں گی۔

٢٢٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشْقَرُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَتْ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورٰى بَيْنَكُمْ، فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا، وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ، وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ، وَأُمُورُكُمْ إِلٰى نِسَائِكُمْ، فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا».

[2266] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت تمھارے حکمران تم میں سے بہترین لوگ ہوں اور تمھارے مال دار سخی ہوں اور تمھارے معاملات باہمی مشورے سے طے پائیں تو تمھارے لیے زمین کی پشت، اس کے پیٹ سے بہتر ہوگی۔ اور جب تمھارے حکمران، تمھارے بدترین لوگ ہوں اور تمھارے مال دار کنجوس ہوں اور تمھارے معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو زمین کا پیٹ تمھارے لیے اس کی پشت سے بہتر ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ. وَصَالِحٌ الْمُرِّيُّ فِي حَدِيثِهِ غَرَائِبُ [يَنْفَرِدُ بِهَا] لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف صالح مُرّی کی روایت سے جانتے ہیں اور صالح مری کی احادیث میں تفردات ہیں جن کی متابعت نہیں پائی جاتی اور وہ نیک آدمی ہے۔

(المعجم ٩) بَابٌ: [فِي الْعَمَلِ فِي الْفِتَنِ وَأَرْضِ الْفِتَنِ، وَعَلَامَةِ الْفِتَنِ] (التحفة ٩)

باب: 79۔ فتنوں کے دور اور علاقۂ فتنہ میں کیا کرنا چاہیے اور فتنوں کی علامت

٢٢٦٦- [ضعيف] أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ٦/ ١٧٦ من حديث صالح المري به وهو ضعيف وفيه علة أخرى.

٢٢٦٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا أُمِرَ بِهِ هَلَكَ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا أُمِرَ بِهِ نَجَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ.

قَالَ: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي سَعِيدٍ.

[2267] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ایسے دور میں ہو کہ جن چیزوں کا تمھیں حکم دیا جاتا ہے اگر کوئی ان کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے تو وہ ہلاک ہوگا، پھر ایک ایسا دور آئے گا کہ ان میں سے اگر کوئی حکم کردہ چیزوں میں سے دسویں حصے پر بھی عمل کر لے گا تو نجات پا جائے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے سفیان بن عیینہ سے صرف نعیم بن حماد ہی بیان کرتا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوذر اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب دین کو قوت وشوکت حاصل ہو اور دین کی تعلیمات پر عمل کرنا مشکل نہ ہو تو پھر کامیابی کے لیے اپنی استطاعت کی حد تک مکمل دین کی پاسداری ضروری ہے، لیکن ایسے دور میں جب دین کو شان وشکوہ اور قوت وغلبہ حاصل نہ ہو، دین پر عمل کرنا بہت کٹھن اور مشکل معاملہ ہو، تو پھر جس حد تک ممکن ہو، اتنا عمل ہی نجات کے لیے کافی ہوگا بشرطیکہ عمل میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ ہو۔

٢٢٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «هَاهُنَا أَرْضُ الْفِتَنِ» وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ يَعْنِي «حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ» أَوْ قَالَ: «قَرْنُ الشَّمْسِ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2268] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''ادھر فتنوں کی سرزمین ہے......'' اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا، یعنی ''جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔'' یا فرمایا: ''سورج کا سینگ۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ مدینہ منورہ کے مشرق میں عراق و ایران کی سرزمین ہے اور پہلی صدی میں تمام دینی و سیاسی فتنے اسی علاقے سے رونما ہوئے ہیں۔

٢٢٦٧- [حسن لغيره] أخرجه ابن عدي: ٧/ ٢٤٨٣ من حديث نعيم بن حماد به وهذا الحديث أنكر عليه وكان يدافع عن نفسه ولحديثه شواهد عند أحمد: ٥/ ١٥٥، والبخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٧٤ وغيرهما ✽ وفي الباب عن أبي ذر [أحمد: ٥/ ١٥٥ والبخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٧٤]، وأبي سعيد [لم أجده].

٢٢٦٨- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "الفتنة من قبل المشرق"، ح: ٧٠٩٢ من حديث معمر ومسلم، ح: ٢٩٠٥ من حديث الزهري به.

٢٢٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ».

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

[2269] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خراسان کے علاقے سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، انھیں کوئی چیز لوٹا نہیں سکے گی، یہاں تک کہ وہ ایلیاء، یعنی بیت المقدس میں گاڑے جائیں گے۔“

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٢٦٩ـ [ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٥ عن قتيبة به * رشدين بن سعد ضعيف وفيه علة أخرى.

رسول اکرم ﷺ سے منقول خوابوں کے مسائل

رؤیا سے مراد وہ چیز ہے جو انسان اپنی نیند کی حالت میں دیکھتا ہے جسے عرفِ عام میں خواب کہا جاتا ہے۔خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت۔نفسانی خیالات۔شیطان کی طرف سے دراندازی۔

اچھا اور برا خواب دیکھنے میں انسان کے ذاتی خیالات، حالتِ بیداری میں پیش آنے والے حالات و واقعات اور ذہنی وقلبی رجحانات کا بنیادی عمل دخل ہوتا ہے، نیز ذریعۂ معاش، سوچ وفکر اور بیماری وتندرستی بھی اس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے جہاں دیگر احکام بڑی جامعیت سے بیان کیے ہیں، وہاں کتاب الرؤیا میں بھی خوبصورت عناوین قائم کر کے خواب سے متعلقہ احکام اور شرعی آداب احسن طریقے سے بیان کر دیے ہیں۔حواشی کے ساتھ تفصیل وتشریح سے ان کی افادیت دو چند ہوگئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٢) أَبْوَابُ الرُّؤْيَا عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٢٩)

رسول اکرم ﷺ سے منقول خوابوں کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ أَنَّ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ (التحفة ١)

باب: 4- مومن کا خواب نبوت کے خصائل میں سے چھیالیسواں حصہ ہے

٢٢٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا، وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ، وَالرُّؤْيَا مِنْ تَحْزِينِ الشَّيْطَانِ، وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ وَلْيَتْفُلْ وَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ - قَالَ: - وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ. اَلْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ».

[2270] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زمانہ قریب ہوجائے گا تو مومن کے خواب عموماً جھوٹے نہ ہوں گے، اور ان میں سے زیادہ سچے خواب اس کے ہوں گے جو زیادہ سچی بات کرنے والا ہوگا، اور مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے، اور خواب تین قسم کے ہیں: اچھے خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہوتے ہیں اور کچھ خواب شیطان کی طرف سے پریشان کن ہیں اور کچھ خواب وہ ہیں جن کے ذریعے سے آدمی خود کلامی کرتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اٹھ کھڑا ہو اور تھوک دے اور وہ خواب لوگوں کو نہ بتائے۔'' اور آپ نے فرمایا: ''میں نیند میں قید کو پسند کرتا ہوں اور (گلے میں) طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ قید، دین میں ثابت قدمی سے تعبیر ہے۔''

٢٢٧٠ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي والبخاري، ح: ٧٠١٧ من حديث محمد بن سيرين به.

قَالَ: [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ: زمانے کے قرب کے صحیح معنی یہ ہیں کہ جب قیامت کا دور قریب آ جائے گا، نیک لوگوں کے اندر آخرت کی فکر اور احساس بڑھ جائے گا۔ دنیا کی طرف توجہ اور اہتمام کم ہوگا، اگر اس کے اعمال میں سچ و صدق کا غلبہ ہوگا تو اس کو صحیح، سچے اور اچھے خوابوں کے ذریعے سے خوشخبری ملے گی تا کہ وہ اپنی ڈگر پر قائم رہے۔ ② نبوت کا چھیالیسواں جز: کا مقصد یہ ہے کہ انبیاء کے اندر بے شمار کمالات اور خوبیاں ہیں، ان میں بعض خوبیاں اور کمالات بہت اہمیت والے ہیں اور ان کمالات کا پرتو اور عکس ان کے ماننے والوں پر بھی پڑتا ہے، لیکن کسی میں نبوت کے کسی کمال اور خوبی کے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس میں نبوت کا کوئی حصہ یا جز آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی کی آمد کا عرصہ تیئیس سال ہے اور ان میں ابتدائی چھ ماہ میں آپ کو سچے اور اچھے خواب نظر آتے رہے ہیں جو اس عرصے کا چھیالیسواں حصہ ہے، اس لیے عام روایات میں سچے خوابوں کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے لیکن اس خوبی اور کمال میں کمی بیشی پائی جاتی ہے۔ کسی کے خوابوں میں سچائی کا عنصر زیادہ ہے اور کسی میں کم، سب مومنوں میں اس کی مقدار یکساں نہیں ہے، اس لیے بعض حدیثوں میں ان اجزاء کی تعداد کم اور زیادہ آئی ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ سچے اور اچھے خواب نبوت کی خصلت و خوبی ہے۔ لیکن اس سے نبوت کا کوئی حصہ پیدا نہیں ہوتا۔ ③ سچے خواب جو ہمیشہ اچھے اور بہتر ہوتے ہیں، ایک مسلمان کے لیے مسرت اور شادمانی کا باعث بنتے ہیں۔ اس لیے ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے، ان پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا چاہیے اور اس خوشی میں اپنے دوست و احباب کو شریک کرنا چاہیے جن سے حسد و کینہ اور بغض کا خطرہ نہ ہو۔ ④ پراگندہ اور ناپسندیدہ خواب شیطان کی طرف سے پریشان اور غمزدہ کرنے کا حیلہ ہوتے ہیں۔ ان کو اہمیت نہیں دینی چاہیے، بیدار ہوکر شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، بائیں طرف تین دفعہ تھوکنا چاہیے، ایسے خواب کسی کو بتانے بھی نہیں چاہئیں۔ فوراً اپنا پہلو بدل لینا چاہیے اور بہتر ہے کہ اٹھ کر نماز پڑھ لی جائے۔ (شرح صحيح مسلم: 240/2، تحفة الأحوذي: 453/6) ⑤ قید (بیڑی) کا تعلق پاؤں سے ہے جس سے چلنا مشکل ہو جاتا ہے، دین دار غلط امور کی طرف قدم نہیں اٹھاتا، اس لیے یہ دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔ طوق گردن میں ڈالا جاتا ہے جو جہنمیوں کا وصف ہے، اس لیے ناپسندیدہ ہے۔ ⑥ حدیثِ نفس (خود کلامی) سے تعلق رکھنے والے خواب انسان کی مصروفیات اور سرگرمیوں کی عکاسی کرتے ہیں اور ان میں اس کی طبیعت و مزاج، پیشہ اور کاروبار کا دخل ہوتا ہے، اپنے ذہن کے تصورات و تخیلات ہی خواب بن جاتے ہیں۔

٢٢٧١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، [أَنَّهُ] سَمِعَ أَنَسًا يُحَدِّثُ

[2271] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس

٢٢٧١ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٤ من حديث شعبة به والبخاري، ح: ٦٩٨٣ من حديث أنس وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٧٥ * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٦٩٨٨ ومسلم، ح: ٢٢٦٣]، وأبي رزين العقيلي [يأتي: ٢٢٧٨]، وأبي سعيد [يأتي: ٣٤٥٣]، وعبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ٢١٩]، وعوف بن مالك [ابن ماجه، ح: ٣٩٠٧]، وابن عمر [مسلم، ح: ٢٢٦٥]، وأنس [البخاري، ح: ٦٩٨٣ ومسلم، ح: ٢٢٦٤].

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ».

اجزاء میں سے ایک جز ہے۔"

[قَالَ:]: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ عُمَرَ، [وَأَنَسٍ قَالَ: وَ]حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابورزین عقیلی، ابوسعید، عبداللہ بن عمرو، عوف بن مالک، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں اور سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

(المعجم ٢) بَابٌ: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (التحفة ٢)

باب: 2۔ نبوت ختم ہو چکی ہے اور خوشخبری والے خواب باقی ہیں

٢٢٧٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ [يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ]: حَدَّثَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ». قَالَ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ». فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: «رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ».

[2272] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ نبی۔" یہ بات لوگوں کو شاق و گراں گزری تو آپ نے فرمایا: "لیکن مبشرات باقی ہیں۔" اس پر حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا چیز ہیں؟ فرمایا: "مسلمان کا خواب، جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَّابْنِ عَبَّاسٍ، وَّأُمِّ كُرْزٍ، [وَأَبِي أَسِيدٍ]. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، حذیفہ بن اسید، ابن عباس، ام کرز اور ابو اسید رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مختار بن فلفل کی سند سے غریب ہے۔

فائدہ: نبوت و رسالت کے سبب لوگوں کو حق و باطل سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ رسول اور نبی اچھے کاموں پر کامیابی اور کامرانی کی بشارت سناتا رہتا ہے اور برائیوں کے بدانجام سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ اس کے بغیر انسان غفلت اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے اور حق و باطل کا امتیاز مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبوت و رسالت کی بندش اور خاتمے کو گراں محسوس

٢٢٧٢- أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٧ عن عفان به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٩١ ووافقه الذهبي ✽ وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ٢٢٧٠ والبخاري، ح: ٦٩٩٠]، وحذيفة بن أسيد [الطبراني في الكبير: ٣/ ١٧٩، ح: ٣٠٥١]، وابن عباس [مسلم، ح: ٤٧٩]، وأم كرز [ابن ماجه، ح: ٣٨٩٦ وأحمد: ٦/ ٣٨١ والحميدي، ح: ٣٤٨]، وأبي أسيد [لم أجده].

کیا۔ اس کا علاج کرنے کے لیے امت مسلمہ کا فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور انبیاء والا کام علمائے امت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ نیک انسان کو سچے اور اچھے خواب کے ذریعے سے بھی بشارت مل جاتی ہے اور بعض دفعہ برے کام سے روکنے کے لیے بھی خواب دکھا دیا جاتا ہے اور یہ بھی اس کے اچھا ہونے کی بشارت ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ قَوْلِهِ: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (التحفة ٣)

باب:3۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں خوش خبری ہے

٢٢٧٣۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ [يونس:٦٤] فَقَالَ: مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ إِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ مُّنْذُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ غَيْرَكَ مُنْذُ أُنْزِلَتْ: هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ».

[2273] ایک مصری آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے سیدنا ابو درداء سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ان کے لیے دنیوی زندگی میں بشارت ہے'' کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ہے، تیرے سوا صرف ایک آدمی نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جب سے یہ آیت اتری ہے، تیرے سوا کسی نے مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا: یہ اچھا خواب ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے بارے میں دکھایا جاتا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

[قَالَ]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: کسی مسلمان کے لیے خواب میں بشارت کی دو صورتیں ہیں: ٭ وہ خود اپنے بارے میں اچھا اور پسندیدہ خواب دیکھتا ہے اور مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہے۔ ٭ یا کسی دوسرے مسلمان کو اس کے بارے میں اچھا خواب دکھایا جاتا ہے جس میں وہ اسے اچھی حالت یا اچھے کام میں مشغول دیکھتا ہے۔

٢٢٧٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[2274] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا

٢٢٧٣۔ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٤٧ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وحسنه ابن عبدالبر وللحديث شواهد كثيرة وهو بها حسن ٭ وفي الباب عن عبادة بن الصامت [يأتي: ٢٢٧٥].

٢٢٧٤۔ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩ من حديث ابن لهيعة به، وصرح بالسماع وتابعه عمرو بن الحارث (ابن حبان، ح: ١٧٩٩ والحاكم: ٤/ ٣٩٢ وصححه ووافقه الذهبي) ٭ دراج عن أبي الهيثم: ضعيف كما تقدم: ٢٠٣٣.

قَالَ: «أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ».

ہے۔"

٢٢٧٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ وَعِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: نُبِّئْتُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: [سَأَلْتُ] رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ: «هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرَى لَهُ». قَالَ حَرْبٌ فِي حَدِيثِهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى [بْنُ أَبِي كَثِيرٍ].

[2275] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ "ان کے لیے دنیوی زندگی میں بشارت ہے" کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ اچھا خواب ہے جسے مومن دیکھتا ہے یا اس کے بارے دکھایا جاتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي» (التحفة ٢)

باب: 4۔ نبی ﷺ کا فرمان جس نے مجھے خواب میں دیکھا، واقعی اس نے مجھے دیکھا

٢٢٧٦ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

[2276] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے نیند میں دیکھا، یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت وشکل نہیں اپنا سکتا۔"

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابوقتادہ، ابن عباس، ابوسعید، جابر، انس، ابومالک اشجعی کی اپنے باپ سے، ابوبکرہ اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ

٢٢٧٥ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، تعبير الرؤيا، باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له، ح: ٣٨٩٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٩١ ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف وهو في مسند أبي داود الطيالسي: ٥٨٣ وللحديث شواهد منها الحديث المتقدم: ٢٢٧٣.

٢٢٧٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، تعبير الرؤيا، باب رؤية النبي ﷺ في المنام، ح: ٣٩٠٠ من حديث سفيان الثوري به وسنده ضعيف وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٦٩٩٣ ومسلم، ح: ٢٢٦٦ وغيرهما * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٦٩٩٣ ومسلم، ح: ٢٢٦٦]، وأبي قتادة [البخاري، ح: ٦٩٩٥ ومسلم، ح: ٢٢٦٧]، وابن عباس [ابن ماجه، ح: ٣٩٠٥]، وأبي سعيد [البخاري، ح: ٦٩٩٧]، وجابر [مسلم، ح: ٢٢٦٨]، وأنس [البخاري، ح: ٦٩٩٤ ومسلم، ح: ٢٢٦٤]، وأبي مالك الأشجعي عن أبيه [الترمذي في الشمائل، ح: ٤٠٩]، وأبي بكرة [ابن عدي في الكامل: ٢/ ٦٢٧]، وأبي جحيفة [ابن ماجه، ح: ٣٩٠٤].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اگر کوئی مسلمان آدمی نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہے تو اس کے بارے میں دو آراء ہیں: ① امام المعبرین ابن سیرین رحمہ اللہ کا نظریہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر آپ کی اصلی اور واقعی صورت وحلیہ، جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے، کے مطابق دیکھا ہے تو پھر واقعی آپ کو دیکھا ہے، لیکن اگر اس صورت وشکل کے مطابق نہیں ہے تو پھر آپ کو نہیں دیکھا۔ ② دوسرا نظریہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ آپ کی تصویر اپنا نہیں سکتا، اس لیے جب دیکھنے والے کو آپ کی رؤیت کا یقین ہو گیا ہے، تو وہ آپ ہی ہوں گے اگرچہ بظاہر وہ شکل آپ سے نہ ملتی ہو، کیونکہ اس میں دیکھنے والے کے اپنے حالات و ظروف اور سیرت وکردار کا بھی دخل ہوتا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 458/6) تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري، تحت الباب: باب من رأى النبي ﷺ في المنام)

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ إِذَا رَأَى فِي الْمَنَامِ مَا يَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ (التحفة ٥)

باب: 5۔ ناپسندیدہ خواب دیکھنے والا کیا کرے؟

٢٢٧٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ».

[2277] سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پراگندہ خیالات شیطان کی طرف سے ہیں، جب تم میں سے کوئی پراگندہ خیال، یعنی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ تین دفعہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرے، تو وہ یقیناً اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ، وَأَنَسٍ. [قَالَ وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو، ابوسعید، جابر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① خیر ہو یا شر، اس کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مخلوق کا تخلیق میں کوئی دخل نہیں ہے، لیکن پسندیدہ اور محبوب چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے اور مکروہ وناپسندیدہ چیز کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی، اس لیے اچھے اور پسندیدہ خواب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے اور پراگندہ خیالات یا ناپسندیدہ خواب کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔ ② اچھے اور برے خواب پر ردعمل کیا ہونا چاہیے اس کی تفصیل پہلی حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ ③ لَا تَضُرُّهُ ''اس کو نقصان

٢٢٧٧ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، ح: ٢٢٦١ عن قتيبة والبخاري، ح: ٥٧٤٧ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به ☆ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ١٢١٩]، وأبي سعيد [يأتي: ٣٤٥٣]، وجابر [مسلم، ح: ٢٢٦٢]، وأنس [الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٦، ح: ٣٢٠٤].

نہیں پہنچائے گا'' کا مقصد یہ ہے کہ وہ شکوک وشبہات اور پراگندہ خیالات سے محفوظ ہوجائے گا اور اس ردعمل سے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت وتکلیف سے بھی بچالے گا، جس طرح صدقہ بلا کو ٹال دیتا ہے مذکورہ بالا ردعمل خواب کے نقصان سے بچا لیتا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 460/6)

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (التحفة ٦)

باب: 6۔ خواب کی تعبیر کا بیان

٢٢٧٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ [قَالَ]: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ [قَالَ]: سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ عُدُسٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ، وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا، فَإِذَا تُحُدِّثَ بِهَا سَقَطَتْ». قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ: «وَلَا تُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا لَبِيبًا أَوْ حَبِيبًا».

[2278] سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے اور یہ جب تک بیان نہ کیا جائے، پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے اور جب اسے بیان کردیا جاتا ہے تو وہ گرجاتا ہے۔'' اور میرا خیال ہے آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اور اسے صرف کسی عقلمند یا دوست ہی کو بتانا چاہیے۔''

فوائد ومسائل: ① خواب کی جب تک تعبیر بیان نہ کی جائے، دیکھنے والے کا ذہن کسی بات پر ٹکتا یا جمتا نہیں ہے جس طرح پرندے کے پاؤں پر چیز کو سکون وقرار حاصل نہیں ہوتا، اس لیے اس کے ذہن میں مختلف تصورات اور خیالات آتے رہتے ہیں۔ لیکن جب اس کی تعبیر بیان کردی جاتی ہے تو پھر دیکھنے والے کے دل ودماغ پر اس کا غلبہ ہوجاتا ہے اور اس پر ذہن ٹک جاتا ہے، اسی کو آپ نے سقوط سے تعبیر فرمایا ہے۔ ② خواب کی تعبیر اگر کسی عقلمند سے پوچھیں گے تو وہ سوچ سمجھ کر اچھی تعبیر کرے گا اور دوست بھی محبت ودوستی کے سبب خوش کن تعبیر ہی کرے گا۔

٢٢٧٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ».

[2279] سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے اور یہ جب تک بیان نہ کیا جائے، پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے اور جب دیکھنے والا اسے بیان کردے تو یہ گرجاتا ہے۔''

٢٢٧٨_ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الرؤيا، ح: ٥٠٢٠ وابن ماجه، ح: ٣٩١٤ من حديث يعلى بن عطاء به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠٨٨ وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٥-١٧٩٧ وابن دقيق العيد والحاكم: ٤/ ٣٩٠ ووافقه الذهبي وحسنه الحافظ في الفتح: ٢/ ٤٣٢.

٢٢٧٩_ [حسن لغيره] انظر الحديث السابق.

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَزِينٍ الْعُقَيْلِيُّ اسْمُهُ لَقِيطُ بْنُ عَامِرٍ. وَرَوٰى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، فَقَالَ: عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَهُشَيْمٌ: عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابورزین عقیلی کا نام لقیط بن عامر ہے۔ اور یعلیٰ بن عطاء کے استاد کا صحیح نام وکیع بن عدس ہے، وکیع بن حدس نہیں۔

«المعجم» بَابٌ: [فِي تَأْوِيلِ الرُّؤْيَا مَا يُسْتَحَبُّ مِنْهَا وَمَا يُكْرَهُ] «التحفة»

باب: 7۔ خواب کی تعبیر کا بیان اور کون سا خواب پسندیدہ ہے اور کون سا ناپسندیدہ

٢٢٨٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ السَّلِيمِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَرُؤْيَا حَقٌّ، وَرُؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ، وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ» وَكَانَ يَقُولُ: «يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ». وَكَانَ يَقُولُ: «مَنْ رَآنِي فَإِنِّي أَنَا هُوَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي». وَكَانَ يَقُولُ: «لَا تُقَصُّ الرُّؤْيَا إِلَّا عَلٰى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ».

[2280] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب تین قسم کے ہیں: ① وہ خواب جو حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ ② وہ خواب جن میں انسان خود کلامی کرتا ہے، یعنی اس کے اپنے خیالات وتصورات ہوتے ہیں۔ ③ وہ خواب جن میں شیطان پریشان کرنا چاہتا ہے۔ تو جو شخص ناپسندیدہ خواب دیکھے وہ اٹھ کر نماز پڑھے۔'' اور آپ فرماتے تھے: ''مجھے خواب میں بیڑی (قید) پسند ہے اور میں گلے میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ قید دین پر ثابت قدمی ہے۔'' اور آپ فرماتے تھے: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بلاشبہ وہ میں ہی ہوں، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں اپنا سکتا۔'' اور آپ فرماتے تھے: ''خواب صرف عالم کے سامنے بیان کرو یا خیرخواہ کو سناؤ۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَأُمِّ الْعَلَاءِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي

اس مسئلے میں سیدنا انس، ابوبکرہ، ام العلاء، ابن عمر، سیدہ عائشہ، سیدنا ابوسعید، جابر، ابوموسیٰ، ابن عباس اور عبداللہ بن

٢٢٨٠ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، ح: ٦/٢٢٦٣ من حديث قتادة والبخاري، ح: ٧٠١٧ من حديث محمد بن سيرين به * وفي الباب عن أنس [الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٢٦، ح: ٣٢٠٤]، وأبي بكرة [يأتي: ٢٢٨٧ وابن عدي: ٢/ ٦٢٧]، وأم العلاء [البخاري، ح: ٧٠١٨]، وابن عمر [أحمد: ٢/ ١٣٧]، وعائشة [الدارمي، ح: ٢١٦٩]، وأبي سعيد [يأتي: ٣٤٥٣]، وجابر [مسلم، ح: ٢٢٦٢]، وأبي موسى [مسلم، ح: ٢٢٧٢ وأصله عند البخاري، ح: ٣٦٢٢]، وابن عباس [يأتي: ٢٢٩٣]، وعبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ٢١٩].

مُوسٰى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

عمرو رضی اللہ عنہ کی روایات موجود ہیں۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کے مختلف اجزاء کی توضیح وتشریح پہلے گزر چکی ہے۔ عالم سے مراد وہ شخص ہے جو خواب کی تعبیر سے آگاہ ہو، جس کو اوپر لفظ ''لبیب'' سے تعبیر کیا گیا ہے اور ناصح سے مراد ہمدرد اور خیر خواہ ہے جس کو اوپر حبیب (دوست) کا نام دیا گیا ہے۔ اور خواب چونکہ حدیث نفس، ذہنی خیالات اور شیطان کی طرف سے پریشان کن بھی ہوتے ہیں، اس لیے ان سے بالا تفاق کوئی ایسا مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا جو کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو، یا ان کے مخالف ہو۔

(المعجم ۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يَكْذِبُ فِي حُلْمِهِ (التحفۃ ۸)

باب:8۔ وہ انسان جو جھوٹا خواب بیان کرتا ہے

۲۲۸۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [السُّلَمِيِّ]، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيرَةٍ».

[2281] سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے خواب کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے، اسے قیامت کے دن اس بات کا مکلف اور پابند بنایا جائے گا کہ وہ جو کو گرہ دے۔''

فائدہ: سچا خواب چونکہ نبوت کی خوبی اور خصلت ہے۔ اس لیے اس میں یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے القاء والہام فرمایا ہے اور یہ اللہ پر افترا اور جھوٹ ہے، اس لیے اس کی سزا بھی سنگین ہے کیونکہ عادتاً جو کو گرہ لگانا ممکن نہیں ہے، لہٰذا وہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔

۲۲۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ].

[2282] امام صاحب اپنے استاد قتیبہ سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي شُرَيْحٍ، وَوَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو شریح، اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ

۲۲۸۱ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ۱/ ۹۱ عن أبي أحمد الزبيري به وسنده ضعيف وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي برقم: ۲۲۸۳.

۲۲۸۲ـ [حسن لغيره] انظر الحديث السابق * وفي الباب عن ابن عباس [يأتي: ۲۲۸۳]، وأبي هريرة [أحمد: ۲/ ۵۰٤ والطبراني في الأوسط: ۹/ ۲۵۱، ح: ۸۵٤۷]، وأبي شريح [أحمد: ٤/ ۳۲]، وواثلة بن الأسقع [أحمد: ٤/ ۱۰٦].

صحیح ہے۔

٢٢٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَعْقِدَ بَيْنَهُمَا».

[2283] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹے طور پر خواب دیکھنے کا دعویٰ کیا، اسے قیامت کے دن اس عمل کا مکلف ٹھہرایا جائے گا کہ وہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائے۔ اور وہ ان میں ہرگز گرہ نہیں لگا سکے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: تَحَلَّم: اپنے آپ کو خواب دکھایا، خواب دیکھنے کا دعویٰ کیا۔

(المعجم ٩) بَابٌ: [فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ اللَّبَنَ وَالْقُمُصَ] (التحفة ٩)

باب:9- نبی ﷺ کا خواب میں دودھ اور قمیصیں دیکھنا

٢٢٨٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ [بْنُ سَعِيدٍ]: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ». قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْعِلْمَ».

[2284] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے پیا، پھر اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دے دیا۔'' حاضرین نے پوچھا: تو آپ نے اے اللہ کے رسول! اس کی تعبیر کیا کی؟ فرمایا: ''علم۔''

[قَالَ]: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي بَكْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ، وَخُزَيْمَةَ، وَالطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، وَسَمُرَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَجَابِرٍ. [قَالَ] حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابوبکرہ، ابن عباس، عبداللہ بن سلام، خزیمہ، طفیل بن سخبرہ، سمرہ، ابوامامہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① دودھ جس طرح انسان کی مادی اور جسمانی غذا ہے اور اس کی نشوونما کا باعث ہے اسی طرح ''علم''،

٢٢٨٣_أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب السختياني به.

٢٢٨٤_أخرجه البخاري، التعبير، باب القدح في النوم، ح: ٧٠٣٢ عن قتيبة ومسلم، ح: ٢٣٩١ من حديث الزهري به * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٧٠٢٢ ومسلم، ح: ٢٣٩٢]، وأبي بكرة [يأتي: ٢٢٨٧]، وابن عباس [يأتي: ٢٢٩٣]، وعبدالله بن سلام [البخاري، ح: ٧٠١٠]، وخزيمة [أحمد: ٥/ ٢١٤]، والطفيل بن سخبرة [أحمد: ٥/ ٧٢]، وسمرة [أبو داود، ح: ٤٦٣٧]، وأبي أمامة [ابن خزيمة، ح: ١٩٨٦]، وجابر [مسلم، ح: ٢٢٦٨ وأحمد: ٣/ ٣٩٩].

یعنی وحی اور دین کا علم انسان کی روحانی اور اخلاقی غذا ہے جو اس کی روحانی و اخلاقی رفعت و بلندی کا باعث ہے۔ ② آپ کے بچے ہوئے دودھ کا یہ نتیجہ ہے کہ کئی مسائل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق وحی اترتی تھی۔ ان مسائل کی تعداد بیس سے زائد ہے، ان مسائل کو ''موافقات عمر'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ کو دیکھ کر شیطان بھی راستہ تبدیل کر لیتا تھا اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کا 9/10 حصہ عمر کے پاس تھا۔

٢٢٨٥- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرِيرِيُّ الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ». قَالَ: «فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ». قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الدِّينَ».

[2285] سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حُنیف، نبی ﷺ کے کسی صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ مجھ پر اس حال میں پیش کیے جا رہے ہیں کہ وہ قمیصیں پہنے ہوئے ہیں۔ بعض قمیصیں پستانوں تک پہنچ رہی ہیں اور بعض اس سے نیچے تک پہنچ رہی ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''مجھ پر عمر اس حال میں پیش کیے گئے کہ ان پر قمیص تھی جسے وہ گھسیٹ یا کھینچ رہے تھے۔'' حاضرین نے پوچھا: تو آپ نے اے اللہ کے رسول! اس کی تعبیر کیا کی؟ آپ نے فرمایا: ''دین۔''

٢٢٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ [قَالَ:] وَهٰذَا أَصَحُّ.

[2286] سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حُنیف، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① انسان کا لباس اس کی پردہ پوشی، گرمی سردی سے تحفظ و دفاع اور زیب و زینت کا باعث ہے۔ اسی طرح دین گناہوں اور معاصی سے تحفظ و پناہ کا باعث ہے، اس کی سیرت و کردار اور اخلاق کو سنوارتا، نکھارتا اور اس میں حسن پیدا کرتا ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان: [صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً] (اللہ کا رنگ اختیار کرو اور رنگ میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے) ② عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی قمیص کو کھینچنا اس بات کی علامت ہے کہ ان کے آثار جمیلہ اور سنن حسنہ مسلمانوں میں ان کے بعد بھی قائم رہیں گے اور فی الواقع انھوں نے اپنے دور خلافت میں دین کے لیے جو خدمات سرانجام دیں، ان کو مسلمان آج تک نہیں بھلا سکے۔ اور وہ خود سرتاپا دین میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس لیے کہا جاتا ہے: كَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ وہ مکمل

٢٢٨٥- انظر الحديث الآتي.

٢٢٨٦- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ٢٣٩٠ عن عبد بن حميد والبخاري، ح: ٢٣٠ من حديث إبراهيم بن سعد به.

طور پر کتاب اللہ پر کار بند تھے۔ اور شیطان ان کے قریب نہیں پھٹکتا تھا۔

(المعجم ۱۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمِيزَانِ وَالدَّلْوِ (التحفة ۱۰)

باب: 10۔ ترازو اور ڈول کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا خواب

۲۲۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ، فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[2287] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ نے پوچھا: ''تم میں سے کس نے خواب دیکھا ہے؟'' تو ایک آدمی نے کہا: میں نے دیکھا ہے، گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے۔ اس میں آپ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا ہے تو آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھاری نکلے ہیں۔ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ بھاری نکلے۔ عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمر بھاری نکلے، پھر ترازو اٹھالی گئی۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں درجات و مراتب کی تفصیل یہی تھی کہ سب سے افضل ابوبکر کو سمجھا جاتا تھا، پھر عمر کو، پھر عثمان رضی اللہ عنہم کو پھر مراتب بیان نہیں کیے جاتے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے کہ ہم ابوبکر کے برابر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کی یہی حیثیت تھی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی تھی، پھر ہم آپ کے صحابہ میں فضیلت کا بیان چھوڑ دیتے تھے۔ آپ کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کے وزن کے بعد ترازو اٹھالی گئی تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ سیدنا عمر کے بعد انحطاط اور زوال شروع ہوجائے گا۔ اور دین و خلیفہ کا مقام و مرتبہ برقرار نہیں رہے گا جو سیدنا عمر کے دور میں تھا۔ (تحفة الأحوذي: 467/6)

۲۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ

[2288] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

۲۲۸۷ـ أخرجه أبو داود، السنة، باب: في الخليفة، ح: ٤٦٣٤ من حديث الأنصاري به ورواه شعبة عن الحسن به وصححه الحاكم: ٣/ ٧١، ٤/ ٣٩٣، ٣٩٤ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٤٦٣٥ وغيره * أشعث هو ابن عبدالملك الحمراني.

۲۲۸۸ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٩٣ من حديث يونس بن بكير به وقال: "صحيح الإسناد" فقال الذهبي: "عثمان هو الوقاصي متروك" وللحديث شواهد عند أحمد: ٦/ ٦٥ والحاكم: ٢/ ٦٠٩ وغيرهما ولكن كلها ضعيفة.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: إِنَّهُ كَانَ صَدَّقَكَ وَأَنَّهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُرِيتُهُ فِي الْمَنَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٌ، وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ».

آپ سے عرض کیا: بلاشبہ اس نے آپ کی تصدیق کی، اور وہ آپ کے غلبہ وظہور سے پہلے ہی فوت ہو گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجھے خواب میں اس حال میں دکھایا گیا ہے کہ اس کا لباس سفید تھا اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اس کا لباس اور قسم کا ہوتا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَعُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِالْقَوِيِّ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور عثمان بن عبدالرحمٰن، محدثین کے نزدیک ثقہ راوی نہیں ہے۔

فائدہ: بخاری شریف کی حدیث (حدیث:3) ہے کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں تو اس نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اے کاش! جب آپ کی قوم، آپ کو وطن سے نکالے گی تو میں زندہ ہوتا، اور آپ کی بھرپور مدد کرتا۔ ترمذی کی یہ روایت ضعیف ہے۔ اس لیے محض اس کی بنیاد پر اس کو حتمی طور پر جنتی نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم ایسے افراد کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ہمارے لیے اس میں سکوت اور توقف کا مسلک ہی بہتر ہے۔

۲۲۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: «رَأَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوا فَنَزَعَ أَبُو بَكْرٍ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ فِيهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فَنَزَعَ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِالْعَطَنِ».

[2289] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نبی ﷺ کا خواب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے لوگوں کو دیکھا وہ جمع ہو چکے ہیں، سو ابوبکر نے ایک یا دو ڈول نکالے۔ ان کے عمل میں کمزوری تھی، اللہ انھیں معاف فرمائے۔ پھر عمر کھڑے ہوئے اور ڈول نکالنے شروع کیے تو وہ بڑا ڈول بن گیا۔ تو میں نے عمر جیسا کوئی ماہر طاقتور نہیں دیکھا جوان جیسا بھرپور کام کرتا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹ سیراب کر کے باڑے میں بٹھا دیے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے، ابن عمر کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

لغوی تشریح: يفري فريه: جوان جیسا پختہ اور مستحکم کام کرتا ہو۔ عَبْقَرِي: ماہر و حاذق، طاقتور یا کر گزرنے والا۔ عطن: وہ جگہ جہاں اونٹ پانی پینے کے بعد بیٹھتے ہیں۔

۲۲۸۹- أخرجه البخاري، التعبير، باب نزع الذنوب والذنوبين من البئر بضعف، ح: ۷۰۲۰ ومسلم، ح: ۲۳۹۳ من حديث موسى بن عقبة به ﷺ وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ۷۰۲۲ ومسلم، ح: ۲۳۹۲].

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ و مکہ سے باہر قبائل میں ارتداد اور دین سے دوری کی وبا پھیل گئی اور ان مرتد اور ضعیف الایمان قبائل پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بڑی جرأت اور پامردی و استقامت سے قابو پایا اور تھوڑے ہی عرصے میں ان کو دین میں واپس لاکر فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن وہ جلد ہی امن و امان قائم کر کے فتوحات کی راہ ہموار کر کے سیدنا عمر کو اپنا جانشین بنا کر اس دنیا سے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک پرامن طویل عرصہ ملا جس میں انھوں نے فتوحات کا سلسلہ خوب تیز کر دیا۔ اس کو آپ نے بڑے ڈول کو کھینچنے سے تعبیر فرمایا ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پر ہنگامہ اور تشویشناک عرصے کو ضعف سے تعبیر فرمایا ہے۔ ظاہر ہے اس فتنے والے دور کو امن والے دور میں تبدیل کرنا ان کا کمال اور خوبی ہے، نقص یا عیب نہیں ہے، اسی لیے آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور کو پرامن قرار دیا جس میں اسلام خوب پھلتا پھولتا اور وسیع ہوتا گیا۔

٢٢٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ، فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةِ يُنْقَلُ إِلَى الْجُحْفَةِ».

[2290] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کا ایک خواب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے ایک سیاہ رنگ، پراگندہ سر عورت دیکھی، وہ مدینہ سے نکلی حتیٰ کہ مَهْیَعَه پر جا ٹھہری، یعنی جحفہ میں، تو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مدینے کی وبا (بیماری) جحفہ کی طرف منتقل کی جائے گی۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے ہیں تو وہاں بخار کی وبا عام تھی جس کی وجہ سے مہاجرین خصوصی طور پر پریشان تھے۔ آپ نے اس وبا کی ایک غیر آباد جگہ ''مہیعہ'' کی طرف منتقل ہونے کی دعا فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور ایک سیاہ رنگ پراگندہ بال عورت کی شکل میں آپ کو دکھائی گئی۔

٢٢٩١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: الْحَسَنَةُ

[2291] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں مومن کا خواب کم ہی جھوٹا ہوگا۔ ان میں سب سے سچا خواب اس کا ہوگا جو ان میں سب سے سچی بات کرتا ہوگا۔ اور خواب تین قسم کے ہیں: ① اچھا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہوتا ہے۔ ② وہ

٢٢٩٠- أخرجه ابن ماجه، تعبير الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ٣٩٢٤ عن محمد بن بشار و البخاري، ح: ٧٠٣٨ من حديث موسى بن عقبة به.

٢٢٩١- أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٣ من حديث عبدالرزاق به.

بُشْرٰى مِنَ اللهِ، وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ».

خواب جس میں انسان اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے ③ وہ خواب جس میں شیطان غمزدہ و پریشان کرتا ہے۔ لہٰذا جس وقت تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے کسی کو نہ بتائے اور اٹھ کر نماز پڑھے۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے قید پسند ہے اور میں طوق ناپسند کرتا ہوں۔ قید، دین میں ثابت قدمی سے تعبیر ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا، وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَوَقَفَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب ثقفی نے یہ حدیث ایوب سے مرفوعاً بیان کی ہے اور حماد بن زید نے ایوب سے موقوفاً بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

٢٢٩٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ -، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ [وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ]، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَاذِبَيْنِ يَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِي، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: مُسَيْلَمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ، وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ».

[2292] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے نیند میں دیکھا، گویا میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ مجھے انھوں نے پریشان کر ڈالا، تو مجھے وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک ماروں، سو میں نے ان کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، تو میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ میری نبوت کے پھیلنے کے بعد دو جھوٹے نکلیں گے، ایک کو مسلمہ (مسیلمہ) کہا جائے گا جو یمامہ کا باشندہ ہوگا (دوسرا) عنسی، صنعاء کا باسی ہوگا۔''

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

فائدہ: انسان اپنے ہاتھوں سے کام کرتا ہے اور ہاتھوں میں کنگن دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ ہاتھوں کو کام سے روکا جا رہا ہے، یعنی آپ کے دین کی نشر و اشاعت میں رکاوٹ پیدا کی جا رہی ہے۔ یہی چیز آپ کے لیے پریشانی کا باعث بنی، تو

٢٢٩٢ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٢١ عن أبي اليمان ومسلم، ح: ٢٢٧٣ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع به.

آپ کو پھونک مارنے کا حکم دیا گیا کہ یہ رکاوٹ بہت مضبوط یا قوی نہیں ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے بہت زیادہ محنت اور تگ و دو کی ضرورت ہو، بلکہ یہ تھوڑی محنت سے دور ہو جائے گی، چنانچہ اسود عنسی تو آپ کے دور ہی میں قتل کر دیا گیا۔ اور مسیلمہ کذاب کا تیا پانچا سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ابتدائی دور میں سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ چکانے کے لیے کیا۔

٢٢٩٣ـ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطُفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُونَ بِأَيْدِيهِمْ، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا مِّنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ فَقُطِعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَيْ رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَتَدَعُنِي أَعْبُرُهَا، فَقَالَ: «اعْبُرْهَا». فَقَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا مَا يَنْطُفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهٰذَا الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ، وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ فَأَخَذْتَ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ [رَجُلٌ] آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوصَلُ فَيَعْلُو بِهِ، أَيْ رَسُولَ اللهِ! لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا». قَالَ: أَقْسَمْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ!

[2293] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں نے آج رات ایک سائبان دیکھا، اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھوں سے پی رہے ہیں۔ کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی کم۔ اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک پہنچ رہی ہے تو میں نے اے اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا، آپ اس کو پکڑ کر بلند ہو گئے، پھر آپ کے بعد اسے ایک اور آدمی نے پکڑا اور اوپر اٹھ گیا، پھر اس کے بعد اسے ایک اور آدمی نے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر اسے ایک آدمی نے پکڑا تو اسے کاٹ دیا گیا، پھر اسے اس کے لیے ملا دیا گیا، تو وہ اس کے ساتھ اوپر چڑھ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ کی قسم! آپ مجھے اس کی تعبیر کرنے دیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کی تعبیر بیان کرو۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: سائبان سے مراد اسلام کا سائبان ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا ہے تو یہ قرآن کی ملائمت، نرمی اور اس کی شیرینی و مٹھاس ہے۔ اور اس سے زیادہ اور کم لینے والا تو وہ قرآن کو زیادہ اور کم سیکھنے والا ہے اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک پہنچ رہی ہے تو اس سے مراد وہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ نے اس کو پکڑا ہے۔ اللہ آپ کو بلند فرمائے گا۔ پھر آپ کے بعد، اسے ایک اور آدمی پکڑے گا اور اس سے اوپر چڑھ جائے

٢٢٩٣ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به.

لَتُخْبِرَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ».

گا، پھر اس کے بعد اسے ایک اور آدمی پکڑے گا، تو اس سے بلند ہو جائے گا۔ پھر ایک اور آدمی پکڑے گا تو اس کے لیے رسی ٹوٹ جائے گی، پھر اسے ملا دیا جائے گا تو وہ اس سے چڑھ جائے گا۔ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے ٹھیک تعبیر بیان کی ہے، یا میں نے غلطی کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''کچھ تعبیر ٹھیک لگائی ہے اور کچھ غلط کی ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قسم اٹھاتا ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم نہ اٹھاؤ۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تعبیر میں کیا یا کہاں غلطی ہوئی؟ اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں حالانکہ جب آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قسم اٹھانے کے باوجود غلطی کی نشان دہی نہیں فرمائی تو ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غلطی کی تعین کریں، اگر اس کی ضرورت ہوتی تو آپ نشان دہی فرما دیتے۔

٢٢٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ [بْنِ حَازِمٍ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى بِنَا الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رُؤْيَا اللَّيْلَةَ».

[2294] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ہمیں صبح کی نماز پڑھا لیتے تو اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کر لیتے اور فرماتے: ''کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى [هٰذَا الْحَدِيثُ] عَنْ عَوْفٍ وَجَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ، [قَالَ:] وَهٰكَذَا رَوٰى بُنْدَارٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ مُخْتَصَرًا.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث عوف اور جریر بن حازم ایک طویل واقعے کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور بندار نے یہ حدیث وہب بن جریر سے مختصر طور پر ہی بیان کی ہے۔

٢٢٩٤ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، ح: ٢٢٧٥ عن محمد بن بشار والبخاري، ح: ١٣٨٦ من حديث جرير بن حازم به مطولاً.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٢٢) أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢٠)

رسول اللہ ﷺ سے منقول گواہیوں کے مسائل

(المعجم ١) [بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّهَدَاءِ أَيُّهُمْ خَيْرٌ] (التحفة ١)

باب: 1۔ کون سا گواہ اچھا ہے

٢٢٩٥- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا».

[2295] سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں بہترین گواہ کی خبر نہ دوں، جو طلب کرنے سے پہلے ہی اپنی گواہی دے دیتا ہے۔''

٢٢٩٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ: [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَقُولُونَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ. وَاخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ؛ وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا

[2296] امام صاحب اپنے استاد احمد بن حسن کی سند سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ایک راوی کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہ حدیث حسن ہے، اکثر لوگ اسے عبدالرحمن بن ابی عمرہ سے بیان کرتے ہیں اور امام مالک کے بعض تلامذہ، ابوعمرہ سے بیان کرتے ہیں اور بعض ابن ابی عمرہ کہتے ہیں، یعنی عبدالرحمن بن ابی عمرہ سے۔ ہمارے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ امام مالک

٢٢٩٥ـ أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان خير الشهود، ح: ١٧١٩ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٧٢٠.

٢٢٩٦ـ انظر الحديث السابق.

لِأَنَّهُ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَهُوَ [حَدِيثٌ] صَحِيحٌ أَيْضًا، وَأَبُو عَمْرَةَ هُوَ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، وَلَهُ حَدِيثُ الْغُلُولِ لِأَبِي عَمْرَةَ.

کے سوا دیگر لوگ عبدالرحمن بن ابی عمرہ ہی سے بیان کرتے ہیں، اور ابوعمرہ سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری حدیث بیان کرتا ہے اور وہ بھی صحیح ہے۔ نیز ابوعمرہ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا مولیٰ ہے، جو سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے غلول (خیانت) کے بارے میں روایت بیان کرتا ہے۔

٢٢٩٧- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنُ ابْنَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ [قَالَ]: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ الشُّهَدَاءِ مَنْ أَدّٰى شَهَادَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا».

[2297] سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''شہداء (گواہوں) میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی شہادت پوچھنے سے پہلے ہی ادا کر دیتا ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بہترین گواہ وہ ہے جو کسی مفاد، خودغرضی یا لالچ کے بغیر محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے گواہی دیتا ہے، حالانکہ جس کے حق میں گواہی دیتا ہے اس کو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ یہ انسان میرا گواہ بن سکتا ہے۔

(المعجم ٢) [بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَا تَجُوزُ شَهَادَتُهُ] (التحفة ٢)

باب:2۔ کس شخص کی شہادت درست نہیں ہے

٢٢٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

[2298] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی

٢٢٩٧ـ [صحيح بما قبله] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٣ عن زيد بن الحباب به، وسنده حسن، والحديث السابق شاهد له.

٢٢٩٨ـ [ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٢٤٤ من حديث يزيد بن زياد الدمشقي به وقال: "يزيد هذا ضعيف لا يحتج به" وأخرج أبو داود، ح: ٣٦٠٠، ٣٦٠١ بإسناد حسن: "لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا زان ولا زانية ولا ذي غمر على أخيه"

* وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ٣٦٠١].

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا مَجْلُودٍ حَدًّا وَلَا مَجْلُودَةٍ، وَلَا ذِي غِمْرٍ لِأِخْنَةٍ، وَلَا مُجَرَّبِ شَهَادَةٍ، وَلَا الْقَانِعِ أَهْلَ الْبَيْتِ لَهُمْ، وَلَا ظَنِينٍ فِي وَلَاءٍ وَلَا قَرَابَةٍ».

عورت اور جس مرد کو حد میں کوڑے لگے ہوں یا جس عورت کو حد میں کوڑے لگے ہوں اور جو کینہ وحسد رکھتا ہو یا جس کی شہادت جھوٹی ثابت ہو چکی ہو اور نہ جو کسی خاندان کے زیر کفالت ہو، ان کے حق میں، اور نہ جس پر غیر آقا کی طرف نسبت کرنے یا اپنے خاندان کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنے کا الزام ہو، ان سب کی شہادت درست اور معتبر نہیں ہے۔''

قَالَ الْفَزَارِيُّ: اَلْقَانِعُ التَّابِعُ. هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيِّ. وَيَزِيدُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ: وَلَا نَعْرِفُ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَنَا مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ. وَالْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي هٰذَا أَنَّ شَهَادَةَ الْقَرِيبِ جَائِزَةٌ لِقَرَابَتِهِ. وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي شَهَادَةِ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَالْوَلَدِ لِلْوَالِدِ فَلَمْ يُجِزْ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ شَهَادَةَ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ وَلَا الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا كَانَ عَدْلًا فَشَهَادَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ جَائِزَةٌ وَكَذٰلِكَ شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِلْوَالِدِ، وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي شَهَادَةِ الْأَخِ لِأَخِيهِ أَنَّهَا جَائِزَةٌ، وَكَذٰلِكَ شَهَادَةُ كُلِّ قَرِيبٍ لِقَرَابَتِهِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الرَّجُلِ عَلَى الْآخَرِ وَإِنْ كَانَ عَدْلًا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا عَدَاوَةٌ. وَذَهَبَ إِلَى حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ حِنَةٍ» يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ. وَكَذٰلِكَ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ حَيْثُ قَالَ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ صَاحِبِ غِمْرٍ [لِأَخِيهِ]». يَعْنِي صَاحِبَ عَدَاوَةٍ.

حدیث کے راوی فزاری کہتے ہیں: قانع سے مراد تابع ہے جو انھی کے حق میں بات کرتا ہو۔ یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں صرف یزید بن زیاد دمشقی کی روایت سے آئی ہے اور یزید، حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے، اور زہری سے صرف یہی بیان کرتا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث موجود ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کے آخری ٹکڑے کے معنی سے آگاہ نہیں ہیں اور ہمارے نزدیک یہ اپنی سند کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے اور اہل علم کا اس سلسلے میں عمل یہ ہے کہ رشتے دار کی شہادت اپنے رشتے دار کے بارے میں جائز ہے۔ اہل علم کا باپ کی بیٹے کے حق میں شہادت اور بیٹے کی باپ کے حق میں شہادت کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر اہل علم بیٹے کی باپ کے حق میں اور باپ کی بیٹے کے حق میں شہادت جائز قرار نہیں دیتے اور بعض اہل علم کہتے ہیں: اگر عادل ہو تو باپ کی بیٹے کے حق میں اور بیٹے کی باپ کے حق میں شہادت درست ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بھائی کی بھائی کے حق میں شہادت معتبر ہے اور اسی طرح ہر رشتے دار کی اپنے رشتے دار کے حق میں شہادت درست ہے۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں: ایک انسان کی دوسرے انسان کے خلاف شہادت، اگرچہ وہ

عادل ہی کیوں نہ ہو، جب ان کے درمیان دشمنی ہو، درست نہیں ہے۔ اور انھوں نے عبدالرحمن اعرج کی مرسل حدیث کہ ''عداوت و کینہ رکھنے والے کی شہادت جائز نہیں ہے'' مراد، عداوت رکھنے والا ہے، کو اختیار کیا ہے۔ اور اس حدیث کے معنی کو بھی قبول کیا ہے کیونکہ اس میں بھی ہے ''اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والے کی شہادت جائز نہیں ہے۔'' صاحب غمر سے مراد عداوت و دشمنی رکھنے والا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم اس میں کچھ باتیں دوسری احادیث سے ثابت ہیں، اس لیے صرف یہی حدیث مدار استدلال نہیں بن سکتی۔ شہادت کے لیے گواہ کا عادل ہونا ضروری ہے، اس لیے جو لوگ فاسق و فاجر ہیں یا جن کے منافع اور مفادات مشترکہ ہونے کی بنا پر ان پر الزام عائد ہوسکتا ہے یا جن میں عداوت اور دشمنی کی بنا پر جانبداری کی تہمت لگ سکتی ہے، ان لوگوں کی شہادت معتبر نہیں ہوگی۔ ② انسانی حقوق یا حقوق اللہ کی ادائیگی میں خیانت کرنے والے مرد اور عورت، عادل نہیں ہیں۔ جس مرد اور عورت کو کوڑوں کی سزا دی گئی ہو، جب تک توبہ نہ کرلیں وہ عادل نہیں رہتے۔ توبہ کی صورت میں عدالت لوٹ آتی ہے۔ احناف کے نزدیک قذف (تہمت زنا) کی حد کی صورت میں توبہ کرنے کے بعد بھی گواہی قبول نہیں ہوگی اور قذف کے سوا حد لگی ہو تو پھر توبہ کی صورت میں گواہی معتبر ہوگی۔ ③ باہمی عداوت و دشمنی کی صورت میں جانب داری کا احتمال ہے اور جس کی گواہی جھوٹی ثابت ہوچکی ہو وہ جھوٹا ہونے کی بنا پر عادل نہیں ہے۔ قانع جو دوسروں کے ہاں کھاتا پیتا ہے، وہ انھی کا جانب دار خیال کیا جاتا ہے۔ جن پر ولاء اور قرابت کی جھوٹی نسبت کا الزام ہے، ان پر بھی اعتماد نہیں ہوسکتا، اس لیے ان کی گواہی معتبر نہیں۔ باپ اور اولاد کے مفادات مشترکہ ہونے کے سبب ان پر جانب داری کی تہمت عائد ہوسکتی ہے جو عدل و انصاف کے منافی ہے۔ اگر ان پر جانب داری کا الزام عائد نہ ہوسکتا ہو کہ ان کے تقویٰ اور دیانت پر اعتماد ہو تو پھر گواہی معتبر ہوگی، یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب فریق ثانی اعتماد کرے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 6/477-480، الكوكب الدري کا متن اور حواشی، 217 تا 224)

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ (التحفة ٢)

باب:3۔ جھوٹی شہادت

٢٢٩٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ الْأَسَدِيِّ، عَنْ فَاتِكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ خَطِيبًا

[2299] سیدنا ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! جھوٹی شہادت، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر

٢٢٩٩ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٨، ٣٢٢ عن مروان بن معاوية به وصرح بالسماع * فاتك مجهول الحال (تقريب)، انظر الحديث الآتي.

فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ إِشْرَاكًا بِاللهِ» ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ٣٠].

ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: "بتوں کی پلیدی اور گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔" (الحج 30:22)

قَالَ أَبُو عِيسٰى: [وَ]هٰذَا حَدِيثٌ [غَرِيبٌ] إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ. وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَلَا نَعْرِفُ لِأَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں صرف سفیان بن زیاد کی روایت ہی سے آئی ہے۔ اور سفیان بن زیاد سے اس حدیث کے بیان کرنے میں راویوں میں اختلاف ہے اور ہمارے علم میں ایمن بن خریم کو نبی ﷺ سے سننے کا موقع نہیں ملا۔

٢٣٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ الْعُصْفُرِيُّ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالشِّرْكِ بِاللهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

[2300] سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، جب پیچھے پھرے تو سیدھے کھڑے ہوگئے اور فرمایا: "جھوٹی شہادت، اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔" تین دفعہ فرمایا اور پھر یہ آیت مکمل پڑھی: "جھوٹی بات سے بچو۔"

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا عِنْدِي أَصَحُّ، وَخُرَيْمُ بْنُ فَاتِكٍ لَهُ صُحْبَةٌ، وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَادِيثَ وَهُوَ مَشْهُورٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔ سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہے اور آپ سے روایات بیان کرنے میں مشہور ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں روایات ضعیف ہیں۔

٢٣٠١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

[2301] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ

٢٣٠٠ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، القضاء، باب: في شهادة الزور، ح: ٣٥٩٩ وابن ماجه، ح: ٢٣٧٢ من حديث محمد بن عبيد به، زياد العصفري لا يدري من هو؟ (ميزان الاعتدال) وحبيب مستور وثقه ابن حبان وحده وقال الحافظ في التلخيص: ٤/ ١٩٠، ح: ٢٠٩٥ "وإسناده مجهول" وله شاهد ضعيف عند ابن كثير في تفسيره: ٣/ ٢٢٩ وفي نسخة: ٥/ ٤١٥ ❁ هذا الحديث لم يذكره المزي في تحفة الأشراف.

٢٣٠١ـ أخرجه البخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح: ٢٦٥٤ من حديث بشر بن المفضل ومسلم، ح: ٨٧ من حديث الجريري به وتقدم: ١٩٠١ ❁ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [البخاري، ح: ٥٩٧٣ ومسلم، ح: ٩٠]، وعبدالله بن عمر [ابن ماجه، ح: ٢٣٧٣].

الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» قَالُوا: بَلٰى، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ» أَوْ «قَوْلُ الزُّورِ». قَالَ: فَمَا زَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟'' حاضرین نے کہا: ضرور بتائیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی شہادت یا جھوٹی بات۔'' اور آپ مسلسل یہ بات فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے دل میں کہا: اے کاش! آپ چپ ہو جائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔

فائدہ: انسان کا اصل خالق اور پروردگار تو اللہ تعالیٰ ہے، لیکن ظاہری طور پر ان کا سبب انسان کے والدین ہیں۔ اس لیے ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا پیش خیمہ ہے۔ جس طرح شرک اللہ کے حق کا انکار ہے، اسی طرح والدین کی نافرمانی ان کے حق کا انکار ہے اور دونوں کے حقوق کی ادائیگی مطلوب ہے۔

(المعجم ۴) [بَابٌ: مِنْهُ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ، وَيَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ] (التحفة ۴)

باب: 4۔ جھوٹ عام ہو جائے گا، حتیٰ کہ آدمی گواہی دینے کے لیے تیار ہوگا، حالانکہ اس کو گواہ نہیں بنایا جائے گا۔ آدمی قسم اٹھائے گا، حالانکہ اس سے قسم مانگی نہیں جائے گی

٢٣٠٢- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» ثَلَاثًا، «ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ مِنْ بَعْدِهِمْ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمَنَ، يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ

[2302] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بہترین دور میرا دور ہے، پھر وہ لوگ جو اس دور سے متصل ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوں گے، پھر جو ان سے متصل ہوں گے۔'' تین دور گنوائے ''پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو موٹاپا ظاہر کریں گے (یا خوب کھائیں پئیں گے) اور موٹاپے کو پسند کریں گے، وہ گواہی طلب کرنے سے پہلے

٢٣٠٢۔ تقدم: ٢٢٢١.

يُسْأَلُوهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، وَأَصْحَابُ الْأَعْمَشِ إِنَّمَا رَوَوْا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ [قَالَ:] وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ «يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا»، إِنَّمَا يَعْنِي شَهَادَةَ الزُّورِ، يَقُولُ: شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ مِّنْ غَيْرِ أَنْ يُسْتَشْهَدَ.

گواہی دیں گے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعمش کی یہ حدیث علی بن مدرک کی سند سے غریب ہے، کیونکہ اعمش کے تلامذہ یہ حدیث اعمش سے ہلال بن یساف کے واسطے سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب اپنے استاد ابوعمار حسین بن حُریث کی سند سے ہلال بن یساف کے واسطے سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہیں اور محمد بن فضیل کی حدیث سے یہ زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث ''وہ شہادت، اس کے طلب کرنے سے پہلے دیں گے۔'' کے معنی یہ ہیں کہ وہ جھوٹی شہادت دیں گے، وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان کو گواہ نہیں بنایا جائے گا اور ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔

لغوی تشریح: يَتَسَمَّنُوْنَ: وہ اپنے لیے ایسے مقام و مرتبہ کا دعویٰ کریں گے جس کے وہ حق دار نہیں ہوں گے یا خوب مال و دولت سمیٹیں گے یا خوب کھا پی کر موٹے تازے ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے بہتر دور اور زمانہ صحابہ کا، پھر تابعین کا، پھر تبع تابعین کا اور پھر ان کے اتباع کا ہے۔ اگرچہ اس دور میں جھوٹ کا آغاز ہو جائے گا، لیکن یہ بعد کے ادوار سے بہتر ہو گا۔

٢٣٠٣- وَبَيَانُ هٰذَا فِي حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ، وَيَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ». وَمَعْنٰى حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا» هُوَ [عِنْدَنَا] إِذَا اسْتُشْهِدَ الرَّجُلُ عَلَى الشَّيْءِ، أَنْ يُؤَدِّيَ شَهَادَتَهُ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الشَّهَادَةِ. هٰكَذَا وَجْهُ

[2303] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکورہ حدیث کی وضاحت کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لوگ میرے دور کے ہیں، پھر جو ان سے ملے ہوئے ہوں گے، پھر جو ان سے متصل ہوں گے، پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ ایک آدمی گواہی دے گا، حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور آدمی قسم اٹھائے گا، حالانکہ اس سے قسم مانگی نہیں جائے گی۔'' اور آپ کی اس حدیث ''بہترین گواہ وہ ہے جو اپنی شہادت طلب کرنے

٢٣٠٣- تقدم: ٢١٦٥ وحديث: خير الشهداء، تقدم: ٢٢٩٥-٢٢٩٧.

الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

سے پہلے ہی ادا کر دیتا ہے'' کے معنی یہ ہیں کہ جب کسی انسان کو کسی معاملے میں گواہ بنایا جائے تو وہ اپنی شہادت ادا کر دیتا ہے اور شہادت سے رکتا نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی توجیہ یہی بیان کی ہے۔

فائدہ: جھوٹی شہادت اور جھوٹی قسم جرم و معصیت ہے، جن لوگوں کو گواہ نہیں بنایا جاتا یا ان سے قسم طلب نہیں کی جاتی اس کا سبب یہی ہے کہ ان کی شہادت اور قسم کا اعتبار نہیں ہوتا، لیکن وہ جھوٹ بولنے پر تیار رہتے ہیں۔ اور جو لوگ سچے ہوتے ہیں، ان کو گواہ بنایا جاتا ہے تو ان کو شہادت دینے سے ٹال مٹول نہیں کرنی چاہیے، ان کا ٹال مٹول نہ کرنا ان کے پسندیدہ ہونے کی علامت ہے، اس کے ایک معنی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اور اس حدیث کا مفہوم و معنی بھی پیچھے گزر چکا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٣٤) أَبْوَابُ الزُّهْدِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣١)

رسول اللہ ﷺ سے دنیا سے بے رغبتی اور بے نیازی کے بارے میں مروی مسائل

(المعجم ١) [بَابٌ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ] (التحفة ١)

باب: 1۔ صحت اور فرصت دو نعمتیں ہیں، ان میں بہت سے لوگ خسارے میں ہیں

٢٣٠٤- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ - قَالَ صَالِحٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا - عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ».

[2304] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ہیں، یعنی صحت و فرصت جن میں اکثر لوگ گھاٹے اور نقصان میں ہیں۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. [وَقَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَرَفَعُوهُ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ.

امام صاحب اپنے استاد محمد بن بشار کی سند سے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بہت سے راویوں نے عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے بیان کی ہے۔ بعض نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے اور بعض نے موقوف قرار دیا ہے۔

٢٣٠٤_أخرجه البخاري، الرقاق، باب الصحة والفراغ، ولا عيش إلا عيش الآخرة، ح: ٦٤١٢ من حديث عبدالله بن سعيد به وهو في كتاب الزهد لابن المبارك. ✲ وفي الباب عن أنس بن مالك [البزار (كشف الأستار): ٤/ ٢٣٩، ح: ٣٦٢٠].

فائدہ: غبن گھاٹے اور خسارے کو کہتے ہیں اور غبن رائے اور سوچ کی کوتاہی اور نقصان پر بھی بولا جاتا ہے۔ صحت اور فرصت دو ایسی نعمتیں ہیں جو کم ہی میسر ہوتی ہیں۔ عام طور پر اگر انسان صحت مند ہے تو اسے فرصت اور فراغت حاصل نہیں ہوتی۔ اس کی مصروفیات بے شمار ہوتی ہیں اور اگر فراغت اور فرصت ہوتی ہے تو صحت و تندرستی نہیں ہوتی، اگر دونوں حاصل ہیں تو انسان یہ دنیا جو آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کے لیے نفع کمانے کی منڈی ہے، اس میں آخرت کے لیے نیک اعمال کمانے سے کوتاہی اور غفلت برتتا ہے اور آخرت کمانے کے اعتبار سے وقت اور فرصت ضائع کر کے بہت سا خسارہ اور نقصان اٹھاتا ہے اور اپنی کم عقلی اور کوتاہ فکری کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ اکثر لوگوں کا حال یہی ہے۔ ان دونوں نعمتوں کی قدر کرنے اور ان سے اخروی فوائد حاصل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ صحت اور فراغت کے اوقات کی قدر کی جائے اور انھیں ضائع نہ کیا جائے، ورنہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا۔ لیکن وہاں اس کے ازالے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

(المعجم ٢) بَابُ [مَنِ اتَّقَى الْمَحَارِمَ فَهُوَ أَعْبَدُ النَّاسِ] (التحفة ٢)

باب:2۔ محرمات سے بچنے والا ہی سب سے بڑا عبادت گزار بندہ ہے

٢٣٠٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ [الْبَصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي طَارِقٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ؟» فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ: «اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ».

[2305] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں سیکھے، ان پر خود عمل پیرا ہو یا اس شخص کو سکھائے جو ان پر عمل کرے۔“ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں۔ آپ نے فرمایا: ”① حرام چیزوں سے بچو، تمام لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ ② جو کچھ اللہ نے عنایت فرمایا ہے اس پر راضی رہو، سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ ③ اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آؤ، ایماندار ہو جاؤ گے۔ ④ لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، مسلمان بن جاؤ گے۔ ⑤ زیادہ نہ ہنسو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف جعفر بن سلیمان بیان کرتا ہے۔

٢٣٠٥ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٣١٠ من حديث جعفر بن سليمان به أبو طارق مجهول (تقريب، والحسن البصري عنعن) وللحديث شواهد عند ابن ماجه، (ح: ٤١٩٣، ٤٢١٧) وغيره، وانظر الصحيحة للألباني، حديث: ٩٣٠.

مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا، هٰكَذَا رُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ ابْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ: لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَرَوٰى أَبُو عُبَيْدَةَ النَّاجِيُّ عَنِ الْحَسَنِ هٰذَا الْحَدِيثَ قَوْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

بقول ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید حسن بصری کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ سننے کا موقع نہیں ملا۔ اور ابوعبیدہ ناجی نے حسن سے اس روایت کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں بیان کیا ہے۔ نبی ﷺ کی طرف نسبت نہیں کی۔

فوائد و مسائل: ① انسان کو احادیث خود عمل کرنے کے لیے سیکھنی چاہئیں اور کسی مجبوری کے سبب عمل نہ کر سکتا ہو تو کم از کم عمل کرنے والوں کو سنانی چاہئیں۔ ② جلب منفعت (فائدہ حاصل کرنے) سے زیادہ اہمیت دفع مضرت (نقصان و بگاڑ سے بچنے) کی ہے، نیز جو انسان برائی اور بدی سے بچتا ہے وہ نیکی اور خیر پر عمل پیرا ہونے کی جرأت بھی رکھتا ہے اور جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے ان کو ادا نہ کرنا بھی حرام ہے، اس لیے محرمات سے اجتناب ہی سب سے بڑی عبادت گزاری اور اطاعت شعاری ہے۔ ③ جب انسان قناعت پسند ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مل جائے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاتا ہے تو پھر اس کی نظر لوگوں کے مال پر نہیں پڑتی اور وہ ان سے مستغنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے اور کچھ اور لینے کے لیے ہاتھ پاؤں نہیں مارتا۔ ④ جس کی شرارتوں اور اذیتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو، آپ نے قسم اٹھا کر فرمایا، وہ مومن نہیں۔ (صحيح البخاري، حديث: 6016) اس لیے پڑوسی سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ ایمان کی علامت ہے۔ ⑤ دوسروں کے ساتھ وہی رویہ اور طرز عمل اختیار کرنا جو انسان دوسروں سے اپنے بارے میں چاہتا ہے، یہ انسان کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ ⑥ زیادہ ہنسنا فکر آخرت اور موت کے لیے تیاری و اہتمام سے غافل کرتا ہے اور انسان سے عبرت حاصل کرنے کا ملکہ ختم ہو جاتا ہے اور یہی دل کی موت ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُبَادَرَةِ بِالْعَمَلِ (التحفة ٣)

باب: 3۔ عمل کے لیے جلدی کرنا

٢٣٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنْ مُحْرِزِ بْنِ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تُنْتَظَرُونَ إِلَّا إِلٰى فَقْرٍ مُنْسٍ، أَوْ غِنًى مُطْغٍ، أَوْ مَرَضٍ مُفْسِدٍ، أَوْ هَرَمٍ مُفَنِّدٍ، أَوْ مَوْتٍ مُجْهِزٍ، أَوِ الدَّجَّالِ فَشَرٌّ غَائِبٌ يُنْتَظَرُ، أَوِ السَّاعَةِ؟ فَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ».

[2306] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات چیزوں سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو، کیا تم منتظر ہو: ① ایسے فقر و احتیاج کے جو بھلا دینے والا ہے۔ ② یا ایسی مالداری کے جو سرکش بنانے والی ہے۔ ③ یا ایسی بیماری کے جو بگاڑ و فساد پیدا کرنے والی ہے۔ ④ یا ایسے بڑھاپے کے جو عقل سے محروم کرنے والا ہے۔ ⑤ یا ایسی موت کے جو اچانک مارنے والی ہے۔ ⑥ یا دجال کے

٢٣٠٦- [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٤٣٤ من حديث أبي مصعب به وابن هارون: متروك (تقريب).

جو انتہائی اوجھل شر ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ ⑦ یا قیامت کے؟ اور قیامت تو انتہائی شدید اور تلخ مصیبت ہے۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحْرِزِ ابْنِ هَارُونَ، وَ[قَدْ] رَوَى مَعْمَرٌ هٰذَا الْحَدِيثَ عَمَّنْ سَمِعَ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف محرز بن ہارون ہی اعرج سے بیان کرتا ہے اور معمر نے اس کے ہم معنی حدیث ایسے شخص سے بیان کی ہے جس نے سعید مقبری سے سنا ہے۔ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے، تاہم اس میں بیان کردہ باتیں حکمت سے خالی نہیں۔ انسان فقر و احتیاج کی بنا پر اپنی ضروریات زندگی کے حصول کی فکر میں مبتلا ہو کر، اطاعت و فرماں برداری کو بھول جاتا ہے۔ اس لیے نیک اعمال کے کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ ② مال و دولت کی کثرت عام طور پر سرکشی اور رب تعالیٰ کو فراموش کرنے کا باعث بنتی ہے۔ انسان دولت کے نشے میں حدود الٰہی کی پروا نہیں کرتا۔ ③ بیماری انسان کے جسم و بدن کو توڑ پھوڑ دیتی ہے جس کے سبب طبیعت پوری طرح کسی کام کے کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ ④ بڑھاپے کے سبب انسانی قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہوش و حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ انسان کے لیے صحیح طور پر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ⑤ فوری اور اچانک موت توبہ و استغفار کا موقع نہیں دیتی۔ ⑥ دجال کا فتنہ انتہائی سنگین ہوگا۔ ہر انسان کے لیے اس کی صحیح حقیقت سے آگاہ ہونا مشکل ہوگا۔ ⑦ قیامت کے مصائب و تکالیف انتہائی شدید ہوں گی۔ دنیا میں ان کی سنگینی کو سمجھنا ممکن نہیں ہے اور نہ وہ دار العمل ہے کہ وہاں نیک عمل کیا جا سکے۔ اس لیے انسان کو صحت و تندرستی اور فرصت و فراغت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ الْمَوْتِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ موت کو یاد رکھنا

٢٣٠٧۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ» يَعْنِي الْمَوْتَ.

[2307] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لذتوں کو توڑنے والی، یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے۔

٢٣٠٧۔ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح:٤٢٥٨ عن محمود بن غيلان به وصححه ابن حبان، ح:٢٥٥٩-٢٥٦٢ والحاكم على شرط مسلم:٤/٣٢١ ووافقه الذهبي، وحسنه المنذري ☆ وفي الباب عن أبي سعيد [يأتي:٢٤٦٠].

فائدہ: انسان لذتوں اور آسائشوں میں مشغول ہو کر اللہ اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور اس غفلت کو توڑنے والا تیر بہدف نسخہ موت کو یاد رکھنا ہے، جس سے خوف الٰہی اور فکر آخرت کا جذبہ توانا اور مضبوط رہتا ہے اور انسان اپنے انجام سے غافل نہیں رہتا۔

(المعجم ٥) بَابُ [مَا جَاءَ فِي فَظَاعَةِ الْقَبْرِ وَأَنَّهُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ] (التحفة ٥)

باب: 5۔ قبر کی گھبراہٹ اور اس کا آخرت کی پہلی منزل ہونا

٢٣٠٨- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُجَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ هَانِئًا مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ».

[2308] سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر رکتے تو وہ اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو جاتی، ان سے پوچھا گیا کہ جنت اور دوزخ کا تذکرہ ہوتا ہے تو روتے نہیں ہیں اور اس قبر سے روتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ انسان اگر اس سے نجات پا گیا تو جو اس کے بعد ہیں وہ اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ کٹھن اور سخت ہیں۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کوئی منظر نہیں دیکھا، مگر قبر کا منظر اس سے خطرناک اور زیادہ پریشان کن ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ يُوسُفَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ہشام بن یوسف کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: انسان کا محاسبہ، قبر ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور عذاب قبر ایک مومن کے لیے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، اس لیے اگر انسان کے لیے عذاب قبر ہی گناہوں سے کفارہ بن گیا یا وہ عذاب قبر سے بالکل ہی محفوظ رہا تو بعد کے مراحل اس کے لیے بہت آسان ہوں گے، لیکن اگر عذاب قبر سے گناہ معاف نہ ہو سکے تو بعد کے مراحل بہت سنگین اور شدید ہوں گے اور دنیا کا کوئی خوفناک منظر، قبر کے منظر کا مقابلہ نہیں کر سکتا، وہ انتہائی خوفناک اور بہت ہی خطرناک ہے۔

٢٣٠٨_أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر القبر والبلي، ح: ٤٢٦٧ من حديث يحيى بن معين به وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ١/ ٣٧١.

(المعجم ٦) بَابُ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ (التحفة ٦)

باب:6۔ جو اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے

٢٣٠٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

[2309] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو انسان اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَبِي مُوسٰى وَأَنَسٍ. [قَالَ:] حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، سیدہ عائشہ، ابوموسیٰ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں اور سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہی حدیث کتاب الجنائز میں پوری وضاحت کے ساتھ گزر چکی ہے کہ اس محبت اور کراہت کا تعلق اس وقت سے ہے جب بندے کو آخرت کا انجام نظر آنے لگتا ہے۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْذَارِ النَّبِيِّ ﷺ قَوْمَهُ (التحفة ٧)

باب:7۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنی قوم کو ڈرانا (انجام سے آگاہ کرنا)

٢٣١٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعرآء:٢١٤] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، يَا بَنِي عَبْدِ

[2310] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ''اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ'' (الشعرآء 26:214) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ! اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبدالمطلب کی اولاد! میں اللہ کے مقابلے میں تمھارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، مجھ سے میرے مال سے جو چاہو مانگ لو۔''

٢٣٠٩- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله، أحب الله لقاءه . . . إلخ، ح: ٢٦٨٣ من حديث شعبة والبخاري، ح: ٦٥٠٧ من حديث قتادة به * وفي الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح: ٢٦٨٥]، وعائشة [ومسلم، ح: ٢٦٨٤]، وأبي موسى [البخاري، ح: ٦٥٠٨ ومسلم، ح: ٢٦٨٦]، وأنس [أحمد: ٣/ ١٠٧].

٢٣١٠- أخرجه مسلم، الإيمان، باب: في قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾، ح: ٢٠٥ من حديث هشام بن عروة به * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٣١٨٥]، وابن عباس [البخاري، ح: ٤٧٧٠ ومسلم، ح: ٢٠٨]، وأبي موسى [يأتي: ٣١٨٦].

الْمُطَّلِبِ: إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِن مَّالِي مَا شِئْتُمْ».

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي مُوسَى، [قَالَ:] حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ] [هٰكَذَا رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَهُ]. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ عَائِشَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ، ابن عباس اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راویوں نے اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ٹھہرایا ہے اور بعض نے اس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محض آباء و اجداد یا نیک رشتہ داروں کے نیک اعمال پر انحصار نہیں کیا جا سکتا، کامیابی کا اصل مدار اپنے ایمان و عمل پر ہے۔ سفارش اپنے اعمال صالحہ کی بنیاد ہی پر حاصل ہو سکے گی۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے طور پر کسی کو اللہ کے عذاب اور مؤاخذے سے بچانے کی قدرت اور اختیار نہیں رکھتے جبکہ اللہ کا ارادہ مؤاخذہ کرنے کا ہو۔ سفارش اللہ ہی کی اجازت سے ہوگی، نیز وعظ و تبلیغ کا آغاز پہلے اپنے متعلقین اور عزیز و اقارب سے ہونا چاہیے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى (التحفة ٨)

باب: 8۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور ڈر سے رونے کی فضیلت

٢٣١١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ».

[2311] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کے ڈر سے روتا ہے، آگ میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ واپس تھن میں چلا جائے۔ اور اللہ کی راہ میں گرد و غبار اور جہنم کا دھواں یکجا نہیں ہوں گے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ، رَوٰى عَنْهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابو ریحانہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن عبدالرحمن، طلحہ کے خاندان کا آزاد کردہ غلام ہے جو مدنی اور ثقہ ہے۔ اس سے شعبہ اور سفیان ثوری روایت بیان کرتے ہیں۔

٢٣١١ـ تقدم: ١٦٣٣ عن هناد به * وفي الباب عن أبي ريحانة [أحمد: ٤/ ١٣٤]، وابن عباس [تقدم: ١٦٣٩].

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے ایسا انسان ہی روتا ہے جو اس کی عظمت، جلال اور مؤاخذے کا یقین رکھتا ہو اور اس کے احکام وفرامین کی پابندی بھی کرتا ہو۔ اوامر پر عمل پیرا اور ممنوعات سے بچتا ہو۔ اس طرح اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے وہی نکلتا ہے جو اس کا کلمہ بلند کرنے کی اہمیت سے آگاہ ہو۔ اس لیے ایسے افراد دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ اور دودھ کا واپس تھن میں جانا ناممکن ہے، اس لیے خشیت الٰہی سے رونے والے کا بھی آگ میں جانا ناممکن ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا» (التحفة ٩)

باب:9۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان: ”اگر تم وہ سب کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمھارا ہنسنا بہت کم ہوجائے“

٢٣١٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ لِلّٰهِ سَاجِدًا، وَاللهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ».

[2312] سیدنا ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں (عالم غیب کی) وہ چیزیں جانتا ہوں (دیکھتا ہوں) جو تم نہیں دیکھتے۔ میں وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا ہی چاہیے، آسمان میں چار انگلی جگہ بھی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ کے حضور اپنا ماتھا رکھے سجدے میں نہ پڑا ہو، اللہ کی قسم! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم بہت کم ہنسو اور خوب روؤ، اور بستروں پر بیویوں سے بھی لطف اندوز نہ ہوسکو، اور اللہ سے گڑگڑاتے اور گریہ و زاری کرتے ہوئے بیابانوں اور جنگلوں کی طرف نکل جاؤ۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَيُرْوٰى مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابوہریرہ، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے

٢٣١٢ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحزن والبكاء، ح: ٤١٩٠ من حديث إسرائيل به وصححه الحاكم: ٢/ ٥١٠، ٥١١، [٤/ ٥٤٤، ٥٧٩] ووافقه الذهبي وقوله: "لوددت أني كنت شجرةً تعضد" مدرج من قول أبي ذر رضي الله عنه، وباقي الحديث حسن له شواهد * وفي الباب عن عائشة [البخاري، ح: ١٠٤٤ ومسلم، ح: ٩٠١]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٣١٣]، وابن عباس [لم أجده]، وأنس [البخاري، ح: ٦٤٨٦ ومسلم، ح: ٢٣٥٩].

قَالَ: لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ ، وَيُرْوٰى عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَوْقُوفًا.

دوسری سند سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: اے کاش! میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔ اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث موقوفاً بھی بیان کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کو علم کے جو ذرائع سمع، بصر، عقل، یعنی حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ عنایت فرمائے ہیں، ان کی دسترس اس جہان، عالم شہادت تک محدود ہے۔ عالم غیب، ان کی دسترس سے باہر ہے، اس لیے غیبی حقائق کی دریافت اور ان کے بارے میں صحیح صحیح اور قابل اعتماد باتیں اور یقین حاصل کرنے کی راہ، اللہ کے پیغمبر اور رسول کا سماع و مشاہدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو عالم غیب کے بہت سے حقائق سے آگاہ فرما دیتا ہے تاکہ وہ اپنی امت کو ان سے آگاہ فرما دے اور وہ رسول پر اعتماد و اعتبار کرتے ہوئے ان کو حق جانیں، حق مانیں اور انھی حقائق کو سامنے رکھ کر زندگی گزاریں، ان حقائق میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے جلال و عظمت اور فرشتوں کی کثرت سے آسمان چرچرا رہا ہے اور چار انگلیوں پر بھی اس میں ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ ② اگر وہ سب حقائق جو آپ ﷺ جانتے، دیکھتے اور سنتے تھے، ہم جان اور دیکھ سن لیں تو ہنسی خوشی نہ رہ سکیں، بستروں پر بیویوں سے لطف اندوز ہونے کے بجائے، اللہ کے سامنے نالہ و فریاد اور گریہ و زاری کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل کھڑے ہوں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کا امتحان اور آزمائش مطلوب ہے، اس لیے وہ حقائق عام انسانوں سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں جن کے انکشاف کے بعد گھروں میں سکون و اطمینان کے ساتھ رہنا ممکن نہیں ہے۔ ③ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک حقیقت کے انکشاف کے بعد یہ آرزو اور خواہش کی کہ اے کاش! میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا اور پھر آخرت میں حساب و کتاب کے لیے پیش نہ ہوتا۔

٢٣١٣- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ [الْفَلَّاسُ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

[2313] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمھیں وہ سب کچھ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں، تو تمھارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بہت بڑھ جائے۔“

[هٰذَا] حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: آپ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، قہر و غلبہ، برزخ، قیامت اور دوزخ کے ہولناک اور لرزہ خیز مناظر کے متعلق جو کچھ مجھے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھ پر منکشف فرمایا ہے، اگر تم کو اس کا پورا علم حاصل ہو جائے اور تمھاری آنکھیں وہ سب کچھ دیکھنے لگیں جو میں دیکھتا ہوں اور تمھارے کان وہ سب کچھ سننے لگیں جو میں سنتا ہوں تو تمھارا چین و سکون ختم ہو جائے، تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے جو خاص کام لینا تھا، اس کا تقاضا تھا

٢٣١٣- أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٦٤٨٥ وغيره.

کہ آپ پر ان چیزوں کا انکشاف کر دیا جائے تا کہ ان حقائق کا مشاہدہ کر کے آپ کے اندر وہ عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہو جائے جس کی آپ کے کار خاص اور منصب عالی کے لیے ضرورت تھی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے آپ کے دل و دماغ کو وہ غیر معمولی قوت بخشی تھی کہ ان حقائق کے انکشاف اور مشاہدے کے باوجود آپ نے اپنے تمام فرائض منصبی کو بحسن وخوبی سرانجام دیا اور دنیا میں ایسی معتدل اور جامع زندگی گزاری جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے ہر طبقے کے لیے اسوۂ حسنہ اور کامل نمونہ ہے۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْكَلِمَةِ لِيُضْحِكَ النَّاسَ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات کرنا

٢٣١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ».

[قَالَ] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[2314] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان ایک بول بولتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا مگر اس کے سبب ستر سال آگ میں گرتا رہتا ہے۔''

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: بسا اوقات انسان بلا سوچے سمجھے ایک انتہائی بری بات کہہ دیتا ہے اور وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور اس کے کرنے میں برائی تصور نہیں کرتا، لیکن وہ اس قدر اذیت ناک اور خطرناک ہوتی ہے کہ اس کے سبب انسان ایک طویل عرصے تک جہنم کے گڑھے میں گرتا رہتا ہے، اس لیے بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے اور آخرت میں اس کے انجام کو سامنے رکھنا چاہیے۔

٢٣١٥- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِّلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ».

[2315] سیدنا بہز بن حکیم، اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس شخص کے لیے ہلاکت و بربادی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لیے تباہی و بربادی ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

٢٣١٤ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: ٦٤٧٧ من حديث محمد بن إبراهيم به وسند الترمذي حسن.
٢٣١٥ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٥ عن يحيى القطان به، ورواه أبو داود، ح: ٤٩٩٠ وغيره * وفي الباب عن أبي هريرة [البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٤٨٣٢ والبغوي في شرح السنة: ١٤/ ٣١٩].

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: خوش مزاجی اور خوش طبعی اور ہنسی مذاق جس سے دوسروں کو اذیت اور تکلیف نہ ہو یا دل آزاری نہ ہو تو ایسے ہنسی مذاق میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس ہنسنے ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولنا ایک غلط اور ناپسندیدہ حرکت ہے۔ لوگ تو ہنس پڑیں گے لیکن اس کی تباہی اور ہلاکت کا سامان تیار ہو جائے گا۔

(المعجم ١١) بَابُ [حَدِيثِ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ] (التحفة ١١)

باب: 11۔ انسان کے اسلام کی خوبی اور کمال ہے کہ وہ بے مقصد کام اور بات نہ کرے

٢٣١٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ - يَعْنِي رَجُلًا -: أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَ لَا تَدْرِي فَلَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ أَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ».

[2316] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ تو ایک آدمی نے کہا: جنت کی خوش خبری لو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(تم بشارت دیتے ہو) کیا تم نہیں جانتے ہو، شاید اس نے بلاضرورت بات کی ہو، یا ایسی چیز خرچ کرنے میں بخل کیا ہو جو اس کے لیے کمی کا باعث نہ تھی۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: یہ اس طریق سے ضعیف ہے جیسا کہ تخریج سے ظاہر ہے، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعيفة للألباني، حديث: 6107) تاہم کعب بن عجرہ کی حدیث کی صورت میں صحیح ہے کہ وہ بیمار ہوئے اور اللہ کے رسول ان کی تیمارداری کے لیے آئے تو ان کی ماں نے ان کی بیماری میں اس طرح کا اظہار کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ دیکھیے: (الصحيحة للألباني، حديث: 3103) اس لیے معنوی طور پر ایک مسلمان کے لیے خوبی اور کمال کی بات یہ ہے کہ وہ ہر اس فعل اور قول سے باز رہے جس کا کوئی دینی یا دنیوی فائدہ اور ضرورت نہ ہو۔ اور بے مقصد اور بلاضرورت قول و فعل کا صدور اس کے لیے وقت کے ضیاع اور خرابی کا باعث ہے۔ اور بشارت اسے ہی دی جا سکتی ہے جسے محاسبے کا خطرہ نہ ہو اور جس سے ایسے کاموں کا صدور ہوا ہو جن پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے تو اس کی خوشی اور مسرت نامکمل ہوتی ہے، اس لیے اس کے لیے بشارت کیسی؟

٢٣١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ وَغَيْرُ

[2317] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٣١٦- [ضعيف] أخرجه يحيى بن الحسين الشجري في الأمالي: ١/ ١٢٧، وأبو نعيم في حلية الأولياء: ٥/ ٥٥، ٥٦ من حديث عمر بن حفص به، ورواه أبو يعلى، ح: ٤٠١٧ من طريق آخر عن الأعمش به ● الأعمش عنعن ولم يسمع من أنس رضي الله عنه.

٢٣١٧- [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ح: ٣٩٧٦ من حديث الأوزاعي به والزهري صرح ◄

وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے اسلام کے حسن وکمال میں سے یہ بھی ہے کہ فضول بات اور بے مقصد کام سے اجتناب برتے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہم یہ حدیث صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

٢٣١٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ».

[2318] سیدنا علی بن حسین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے اسلام کے حسن وکمال میں سے یہ بھی ہے کہ جو بات اور کام اس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو، اسے چھوڑ دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَ]هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زہری کے بہت سے شاگردوں نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

فائدہ: مَا لَا يَعْنِيهِ: جس سے اس کا تعلق وضرورت نہیں ہے۔ اس کا مقصود اور مطلوب نہیں ہے، گویا بے ضرورت اور بے فائدہ باتیں نہ کرنا اور لغو وفضول مصروفیات و مشاغل سے اپنے آپ کو بچانا کمال ایمان کا تقاضا ہے جو اس آدمی کے اسلام میں حسن وخوبی پیدا کرتا ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي قِلَّةِ الْكَلَامِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ کم بولنا

٢٣١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

[2319] رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''تم میں سے کوئی اللہ کی رضامندی کا ایک بول

◄◄ بالسماع عند البغوي في شرح السنة: ١٤/ ٣٢٠، ح: ٤١٣٢ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٢٢٩ وحسنه النووي في الأربعين.

٢٣١٨ـ [حسن بما قبله] انظر الحديث السابق.

٢٣١٩ـ أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ح: ٣٩٦٩ من حديث محمد بن عمرو به وصححه الحاكم: ١/ ٤٦ وابن حبان (الإحسان): ٢٨٠، ٢٨٧ وحديث مالك: في الموطإ: ٢/ ٩٨٥ (يحيى).

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبَ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبَ اللهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ».

بول دیتا ہے اور اس کا گمان نہیں ہوتا کہ وہ وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک وہ پہنچ گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے لیے اپنی ملاقات کے دن تک، یعنی قیامت تک کے لیے اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور تم میں سے کوئی اللہ کی ناراضی کی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے اور اس کا گمان نہیں ہوتا کہ وہ وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک پہنچ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے لیے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَ]هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ هٰذَا، وَقَالُوا: عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ. وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث موجود ہے۔ فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بہت سے راویوں نے محمد بن عمرو سے اس سند سے روایت بیان کی ہے اور مالک بن انس نے ایک راوی ساقط کر دیا ہے۔

فائدہ: انسان بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث بننے والا کوئی بول بولتا ہے جو اس کے نزدیک تو بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہوتا لیکن اللہ کے ہاں اس کا بہت بلند و بالا مقام ہوتا ہے، اس لیے وہ اس کے لیے قیامت تک کے لیے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا سبب ٹھہرتا ہے جس سے اس کو خیرات و حسنات کی توفیق میسر آتی ہے اور اس کی عاقبت سنور جاتی ہے اور بعض دفعہ بظاہر معمولی غلط بول منہ سے نکال دیتا ہے جو اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ اور ناگوار ہوتا ہے۔ جو قیامت تک کی ناراضی کا باعث بن جاتا ہے جس سے انسان نیکیوں کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کی عاقبت بگڑ جاتی ہے، اس لیے بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٣)

باب: 13۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی ناقدری اور حقارت

٢٣٢٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ

[2320] سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول

٢٣٢٠ـ [حسن بطرقه وشواهده] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنيا، ح: ٤١١٠ من حديث أبي حازم به وصححه الحاكم: ٤/ ٣٠٦ فتعقبه الذهبي وله شواهد كثيرة.

سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: یعنی اللہ اور اس کے رسول کے نہ ماننے والوں کو جو خوب خوب مل رہا ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ کے نزدیک دنیا نہایت ہی حقیر اور بے قیمت چیز ہے۔ اگر اس کی کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کافروں کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا، جس طرح آخرت، جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت ہے، وہاں کافروں کو ٹھنڈے اور خوشگوار پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملے گا۔ دنیا دراصل وہی ہے جو انسان کو اللہ سے غافل کر دے اور جس میں مشغول ہو کر انسان آخرت کا راستہ کھوٹا کر بیٹھتا ہے اور جس مال و دولت سے انسان آخرت سنوارتا اور بناتا ہے وہ دنیا نہیں ہے، وہ اللہ کا بندے پر احسان و انعام ہے۔

٢٣٢١ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُّجَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ الرَّكْبِ الَّذِينَ وَقَفُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى السَّخْلَةِ الْمَيِّتَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرَوْنَ هٰذِهِ هَانَتْ عَلٰى أَهْلِهَا حِينَ أَلْقَوْهَا؟» قَالُوا: مِنْ هَوَانِهَا أَلْقَوْهَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى أَهْلِهَا».

[2321] سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اس قافلے کے ساتھ تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بکری کے مردہ بچے کے پاس رکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھارا خیال ہے کہ یہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر تھا، جب انھوں نے اسے پھینکا؟'' ساتھیوں نے جواب دیا۔ اس کی حقارت ہی کی بنا پر تو انھوں نے اسے پھینکا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ الْمُسْتَوْرِدِ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا جابر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے احادیث موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستورد رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت اور تربیت کا جو بے پناہ جذبہ، اپنے رسول ﷺ کے دل مبارک میں رکھا تھا، اس کا کچھ اندازہ اس حدیث سے بھی ہو جاتا ہے کہ راہ چلتے ہوئے آپ کی نظر بکری کے ایک مردار بچے پر پڑتی ہے۔

٢٣٢١ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، أيضًا، ح: ٤١١١ من حديث مجالد به وسنده ضعيف وله شواهد كثيرة منها الحديث السابق * وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ٢٩٥٧]، وابن عمر [الطبراني في الأوسط: ٣/ ٤٣٣، ٤٣٤، ح: ٢٩٣٤].

آپ کراہت اور گھن سے منہ پھیر کر نکل جانے کی بجائے اپنے صحابہ کو اس کی حالت سے ایک انتہائی اہم اور عبرت انگیز سبق دیتے ہیں کہ یہ مردار بچہ مالکوں کے نزدیک جس قدر حقیر اور بے قیمت ہے، اللہ کے نزدیک دنیا جو آخرت سے غافل کر دے اور اللہ سے فراموش بنا دے، اس سے زیادہ حقیر و ذلیل ہے، اس لیے تم اپنی طلب و فکر کا مرکز و محور اس دنیا کو نہ بناؤ بلکہ آخرت کے طالب بنو اور اس کی فکر کرو۔ ② ہر استاد اور مربی کا فرض ہے کہ اپنے زیر تربیت طلبہ اور افراد کو واقعات و مشاہدات سے حقائق سمجھائے۔

(المعجم ۱۴) [بَابٌ: مِّنْهُ حَدِيثُ: «إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ»] (التحفة ۱۴)

باب: 14۔ بلاشبہ دنیا پر پھٹکار ہے

۲۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ قُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ».

[2322] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''خبردار! دنیا پر پھٹکار ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس پر بھی پھٹکار ہے، مگر اللہ کی یاد اور جن چیزوں کا اللہ سے تعلق و واسطہ ہے اور سوائے عالم اور طالب علم کے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اللہ سے غافل کرنے والی دنیا جس کی طلب و خواہش میں عام لوگ اللہ اور آخرت کو بھول جاتے ہیں، اپنی حقیقت اور اپنے انجام کے لحاظ سے اس قدر ذلیل و حقیر ہے کہ اللہ کی وسیع رحمت میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس سے محروم ہے۔ اس دنیا میں وہی چیزیں اور وہی اعمال اللہ کی رحمت کے لائق ہیں جن کا اللہ سے اور اس کے دین سے کوئی تعلق ہو، خاص کر علم دین کے جاننے والے (علماء) اور اس کے سیکھنے والے طلبہ پر اس کی خاص رحمت ہے، لہٰذا انسان کی زندگی اگر اللہ کے ذکر و فکر اور اس کے تعلق سے، دین کے علم اور اس کے سیکھنے سے خالی ہے تو وہ رحمت کی مستحق نہیں بلکہ لعنت کے قابل ہے۔

(المعجم ۱۵) [بَابٌ: مِّنْهُ حَدِيثُ: «مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ»] (التحفة ۱۵)

باب: 15۔ دنیا، آخرت کے مقابلے میں بس ایسی ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈال دے

۲۳۲۲- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنيا، ح: ٤١١٢ من حديث عبدالرحمن بن ثابت به.

٢٣٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا أَخَا بَنِي فِهْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَاذَا تَرْجِعُ».

[2323] بنو فہر کے فرد سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں بس ایسی ہی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے۔ سو وہ دیکھ لے پانی کی کتنی مقدار اس کے ساتھ لگ کر آئی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ يُكْنٰى أَبَا عَبْدِ اللهِ وَوَالِدُ قَيْسٍ أَبُو حَازِمٍ اسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَوْفٍ وَهُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسماعیل بن ابی خالد کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور قیس کے والد ابوحازم کا نام عبد بن عوف ہے، جو صحابی ہیں۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ دنیا، آخرت کے مقابلے میں اتنی ہی بے حقیقت اور بے وقعت ہے جتنا کہ دریا کے مقابلے میں انگلی پر لگا ہوا پانی۔ اور یہ مثال بھی صرف بات سمجھانے کے لیے دی گئی ہے، اصل حقیقت کے اعتبار سے دنیا کو آخرت کے مقابلے میں یہ حیثیت بھی حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا اور دنیا کا ساز وسامان محدود اور ختم ہونے والا ہے اور آخرت لامحدود اور نہ ختم ہونے والی ہے اور یہ ریاضی کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ محدود اور متناہی کی لامحدود اور غیر متناہی کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔ جب حقیقت واقعی یہ ہے تو وہ انسان بڑا ہی محروم اور انتہائی گھاٹے میں رہنے والا ہے جو دنیا کو حاصل کرنے کے لیے رات دن ایک کر دیتا ہے مگر آخرت کی تیاری کی طرف سے لاپروا اور بے فکر ہے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (التحفة ١٦)

باب:16- دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے

٢٣٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ».

[2324] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٢٣- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٨ من حديث يحيى القطان به.
٢٣٢٤- أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٦ عن قتيبة به ※ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ١٩٧].

الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

اور اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو سے حدیث بھی موجود ہے۔

فائدہ: قید خانہ یا جیل کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قیدی اپنی زندگی گزارنے میں آزاد اور خود مختار نہیں ہوتا۔ ہر چیز میں جیل کے افسروں اور جیل کے قواعد وضوابط کی پابندی پر مجبور ہوتا ہے۔کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے،سونے جاگنے اور میل ملاپ میں آزاد نہیں ہوتا، یعنی قید خانے میں اپنی مرضی نہیں چلا سکتا، چار و ناچار ہر معاملے میں دوسروں کے حکم کا پابند ہوتا ہے۔ اور دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قیدی، قید خانے سے جی نہیں لگا تا۔ اس کو اپنا گھر نہیں سمجھتا بلکہ ہر وقت اس سے نکلنے کا آرزومند اور اس کے لیے انتہائی کوشش کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں جنت کی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں جنتیوں کے لیے کوئی قانونی پابندی نہیں ہوگی۔ ہر جنتی اپنی مرضی کی زندگی گزارے گا اور اس کی ہر آرزو اور تمنا پوری ہوگی۔ کسی جنتی کا دل کبھی بھی اس سے نکلنے کی خواہش نہیں کرے گا۔گویا مومن کو دنیا میں حکم وقانون کی پابندی والی زندگی گزارنی چاہیے اور کبھی دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے، اس کو اپنا گھر نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہر وقت اپنے آخرت کے گھر کی فکر کرنی چاہیے، اس دنیا میں اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار سمجھ کر اپنی مرضی کی زندگی گزارنا، اس دنیا سے دل لگانا اور اس کے عیش کو اپنا اصل مقصود ومطلوب بنانا کافرانہ طریقہ اور کافرانہ سوچ ہے۔ گویا یہ حدیث ایک آئینہ ہے جس میں ہر مومن اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ ایک کسوٹی ہے جس پر خود کو پرکھ سکتا ہے۔

(المعجم ۱۷) بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ (التحفة ۱۷)

باب: 17۔ دنیا کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے

۲۳۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «ثَلَاثٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ - قَالَ: - مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ - أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا - وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ - قَالَ: - «إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا

[2325] سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”تین چیزوں کے بارے میں، میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمھیں ایک حدیث سناتا ہوں، اسے یاد رکھنا، آپ نے فرمایا: ”کسی بندے کا مال، صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔ کسی بندے پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا جس پر وہ صبر کرتا ہے، مگر اس سے اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ کوئی بندہ جب لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ اس پر فقر و احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“ یا اس جیسی بات فرمائی۔ اور میں تمھیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں سو اس کو یاد کرلو۔ آپ نے

۲۳۲۵۔ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣١ من حديث عبادة بن مسلم به وسنده حسن وله شاهد صحيح عند أحمد: ٤/ ٢٣٠.

وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي رَبَّهُ فِيهِ وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا [فَهُوَ] يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ».

فرمایا: ’’دنیا تو بس چار قسم کے لوگوں کے پاس ہے: ① ایسا بندہ جسے اللہ نے مال اور علم سے نوازا ہو اور وہ اس کے بارے میں اللہ کی حدود کی پابندی کرتا ہو اور اس کے ذریعے سے اپنی رشتے داری کو ملاتا ہو، اس میں اللہ کا حق جانتا ہو تو یہ شخص سب سے بڑے مقام و مرتبے پر ہے۔ ② ایسا بندہ جسے اللہ نے علم بخشا ہو مگر مال نہ دیا ہو اور وہ سچی اور پختہ نیت سے کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس میں فلاں والا رویہ اور عمل اپناتا تو وہ اپنی صحیح نیت کی بنا پر ثواب کا حقدار ہے تو ان دونوں کا اصلی اجر برابر ہے۔ ③ ایسا بندہ جس کو اللہ نے مال دیا ہو مگر علم نہ دیا ہو تو وہ اپنے مال میں جہالت کی وجہ سے خرابی کرتا ہو، اس کے بارے میں اللہ کی حدود کی پابندی نہ کرتا ہو اور نہ اس سے صلہ رحمی کرتا ہو اور نہ اس میں اللہ کا کوئی حق سمجھتا ہو تو یہ شخص بدترین درجے اور مقام پر ہے۔ ④ ایسا بندہ جسے اللہ نے نہ مال دیا ہو اور نہ علم، تو وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس میں فلاں والا عمل اختیار کرتا، تو وہ اپنی نیت کے سبب گناہ گار ہے اور دونوں کا اصل گناہ برابر ہے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① صدقہ و خیرات فرضی ہوں یا نفلی ان سے مال کم نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ’’تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ اس کی جگہ مال دیتا ہے۔‘‘ (سبا 39:34) اللہ کی راہ میں خرچ کردہ مال کی جگہ حقیقتاً اور مال ملتا ہے یا کم از کم معناً، یعنی اس میں خیر و برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ ② انسان اگر کسی ظلم و زیادتی کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کر لے تو اللہ اور لوگوں کے نزدیک اس کی عزت و توقیر بڑھ جاتی ہے۔ ③ جو انسان بلا ضرورت و مجبوری مانگنا شروع کر دیتا ہے، اس کی حرص و آز کبھی پوری نہیں ہوتی اور وہ دلی طور پر ہمیشہ فقیر اور محتاج ہی رہتا ہے۔ ④ دنیا کے مال و متاع کے اعتبار سے لوگ چار قسم کے ہیں: ○ وہ بندہ جس کو اللہ نے علم اور مال دونوں سے نوازا ہے، وہ مال کمانے اور خرچ کرنے میں اللہ کی حدود کی پابندی کرتا ہے۔ اپنے عزیز و اقارب سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے، ان کی حاجات اور ضروریات پوری کرتا ہے اور اس میں اللہ کا حق جانتے ہوئے صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتا ہے، یعنی غرباء، مساکین، یتیموں اور بے کسوں کا خیال رکھتا ہے۔ اس کا درجہ سب سے افضل اور بڑا ہے۔ ○ وہ بندہ جس کو اللہ نے علم شریعت بخشا اور مال نہیں دیا، لیکن اس کا عزم صحیح اور پختہ نیت

ہے کہ اگر مجھے مال ملے تو میں بھی پہلے شخص کی طرح صلہ رحمی کروں گا اور اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا، تو یہ حسن نیت کے سبب، اجر وثواب میں پہلے کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ ○ وہ بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا، لیکن علم شریعت سے کورا ہے، اس لیے کمانے اور خرچ کرنے میں جائز و ناجائز کی آمیزش کرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، مال پر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا مقام سب سے برا اور بدتر ہے۔ ○ وہ بندہ جس کے پاس مال اور علم دونوں ہی نہیں، لیکن اس کی پختہ نیت اور عزم تیسرے بندے والا ہے، تو اپنی بری نیت کی بنا پر اصل گناہ میں تیسرے کے ہم پلہ اور برابر ہے اگرچہ عمل والے گناہ سے بچا ہوا ہے۔

(المعجم ١٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَمِّ فِي الدُّنْيَا وَحُبِّهَا (التحفة ١٨)

باب:18۔ دنیا کی فکر اور اس کی محبت

٢٣٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللهِ فَيُوشِكُ اللهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ».

[2326] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فاقہ و تنگی سے دو چار ہوا اور اس نے اس کا اظہار لوگوں کے سامنے کیا تو اس کا فاقہ و فقر بند نہ ہوگا اور جو شخص فاقہ و فقر میں مبتلا ہوا اور اس نے اپنی حالت کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حضور کیا، تو قریب ہے کہ اللہ اس کو فوری طور پر (جلد ہی) یا بدیر رزق عنایت فرما دے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عنایت فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔“ (سورۂ طلاق، آیت:3) مثلاً کوئی قریبی رشتے دار فوت ہو جاتا ہے جس کا یہ وارث بنتا ہے یا کوئی اجنبی اس کے حق میں وصیت کر جاتا ہے۔ اور جو انسان اپنی حالت زار کا اظہار لوگوں کے سامنے کرتا ہے، ان کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے اس کا فقر و فاقہ دور نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر والی حدیث میں گزر چکا ہے۔

(المعجم ١٩) بَابُ [مَا جَاءَ فِيمَا يَكْفِي الْمَرْءَ مِنْ جَمِيعِ مَالِهِ] (التحفة ١٩)

باب:19۔ انسان کے لیے اپنے سارے مال میں سے کس قدر کافی ہے

٢٣٢٦- أخرجه أبو داود، الزكاة، باب الاستعفاف، ح:١٦٤٥ من حديث بشير بن سلمان أبي إسماعيل به وصححه الحاكم: ١/٤٠٨ ووافقه الذهبي ☆ ورواه ابن المبارك وغيره عن بشير به، وسيار هو أبو حمزة.

٢٣٢٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ مُعَاوِيَةُ إِلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ يَعُودُهُ، فَقَالَ: يَا خَالُ! مَا يُبْكِيكَ؟ أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ أَوْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا؟ قَالَ: كُلٌّ لَا، وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا لَمْ آخُذْ بِهِ. قَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ» وَأَجِدُنِي الْيَوْمَ قَدْ جَمَعْتُ.

[2327] ابووائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ابوہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو کہا: اے ماموں! کیوں رو رہے ہو؟ کیا درد تکلیف دے رہا ہے یا دنیا کا لالچ ہے؟ اس نے کہا، دونوں ہی نہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا، (تلقین کی تھی) جس پر میں عمل نہیں کر سکا۔ آپ نے فرمایا تھا: ''تجھے اتنا مال اکٹھا کرنا کافی ہے، ایک خادم اور اللہ کی راہ (جہاد) کے لیے ایک سواری۔'' اور میں آج اپنے آپ کو اس حال میں پارہا ہوں کہ میں نے بہت کچھ جمع کیا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت، اس کے ہم معنی زائدہ اور عبیدہ بن حمید نے بھی منصور کی سند سے ابووائل کے واسطے سے سیدنا سمرہ بن سہم رحمہ اللہ سے بیان کی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث موجود ہے۔

(المعجم ٢٠) [بَابٌ: مِنْهُ حَدِيثُ: «لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا»] (التحفة ٢٠)

باب: 20- جاگیر نہ بناؤ، دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے

٢٣٢٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنِ

[2328] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غیر منقولہ جائداد نہ بناؤ، تم دنیا

٢٣٢٧- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٤ عن عبدالرزاق به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٢/ ٣١، ح: ٦٦٧ والحافظ ابن حجر في الإصابة، ورواه الحاكم: ٣/ ٦٣٨ من حديث سفيان الثوري به وتابعه أبو معاوية ثنا الأعمش به (أحمد: ٣/ ٤٤٣، ٤٤٤) ورواه ابن ماجه، ح: ٤١٠٣ وغيره من حديث الأعمش به، وأبو وائل سمعه من سمرة بن سهم وهو مجهول كما في التقريب وغيره * حديث زائدة: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٠ والطبراني: ٧/ ٣٠٢، ح: ٧١٩٩ وعبيدة بن حميد * وفي الباب عن بريدة الأسلمي [أحمد: ٥/ ٣٦٠ والنسائي في الكبرى: ٥/ ٥٠٧، ح: ٩٨١٢].

٢٣٢٨- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٣ عن وكيع به وصححه ابن حبان، ح: ٧٠٨ والحاكم: ٤/ ٣٢٢ ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن الأعمش به * سفيان هو الثوري وتابعه جماعة منهم سفيان بن عيينة عند الحميدي، ح: ١٢٣. وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ١٢.

الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْدِ بْنِ الْأَخْرَمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [ابْنِ مَسْعُودٍ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا».

کی طرف جھک جاؤ گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: غیر منقولہ جائداد، زمین، باغ، گھر، کارخانہ عام طور پر ساری توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتا ہے اور اس میں مشغول ہو کر انسان دینی امور سے غافل ہو جاتا ہے اور آخرت کی فکر نہیں رہتی اور یہی چیز اکثر انسان کی تباہی و ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اگر جاگیر فکر آخرت سے غافل نہ کرے، بلکہ اس کے بنانے اور سنوارنے میں ممد و معاون ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي طُولِ الْعُمُرِ لِلْمُؤْمِنِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ مومن کے لیے لمبی عمر

٢٣٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: «مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ».

[2329] سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سب سے بہتر کون سا شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کی عمر لمبی اور اس کے عمل اچھے ہوں۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے احادیث موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: انسان کی کامیابی و کامرانی کا مدار حسن عمل پر ہے، طویل عمر کے ساتھ حسن عمل کی توفیق مل جائے تو یہ مقام و مرتبہ میں رفعت و بلندی کا باعث ہے، اس لیے ایسی طویل عمر مطلوب و محبوب ہے۔

(المعجم ٢٢) [بَابٌ: مِنْهُ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ وَأَيُّهُمْ شَرٌّ] (التحفة ٢٢)

باب: 22۔ سب لوگوں سے بہترین کون ہے اور بدترین کون

٢٣٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا

[2330] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی

٢٣٢٩ـ أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٠ من حديث معاوية بن صالح به وسيأتي طرفه: ٢٣٧٥ وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن أبي هريرة [أحمد: ٢/ ٢٣٥، ٤٠٣ وابن حبان، ح: ١٩١٩]، وجابر [عبد بن حميد، ح: ١٠٨٦].

٢٣٣٠ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٨ من حديث شعبة به، ورواه يونس وحميد [أحمد: ٥/ ٤٤]، وثابت [الحاكم: ١/ ٣٣٩] عن عبدالرحمن بن أبي بكرة به والحديث السابق شاهد له.

خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ». قَالَ: فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ: «مَنْ طَالَ عُمْرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ».

نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سب لوگوں سے بہتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔'' اس نے پوچھا: تو سب سے بدتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی عمر لمبی اور عمل برے ہوں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب کامیابی و کامرانی اور فوز و فلاح کا دار و مدار حسن عمل پر ہے تو جس انسان کے اچھے عمل زیادہ ہوں گے وہ بہتر ہوگا اور جس کے برے عمل زیادہ ہوں گے وہ بدتر ہوگا۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَنَاءِ] أَعْمَارِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ (التحفة ٢٣)

باب: 23۔ اس امت مسلمہ کی عمریں عموماً ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی

٢٣٣١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ [سَنَةً]».

[2331] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگوں کی عمر ساٹھ سے ستر سال تک ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابوصالح کی روایت سے غریب ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: آپ کی امت مسلمہ کی عمریں عام طور پر ساٹھ اور ستر برس کے درمیان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کی عمر ساٹھ، ستر کے درمیان ہی تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر اس سے اوپر تھی۔

(المعجم ٢٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقَارُبِ الزَّمَنِ وَقِصَرِ الْأَمَلِ (التحفة ٢٤)

باب: 24۔ زمانے کا قرب اور امیدوں کی کمی

٢٣٣٢- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا

[2332] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

٢٣٣١_ أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٠١ من حديث محمد بن ربيعة به وله شاهد حسن يأتي: ٣٥٥٠
٢٣٣٢_ [صحيح لغيره] ☆ عبدالله بن عمر العمري ضعيف في غير نافع وسعد بن سعيد حسن الحديث وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٨٨٧ وغيره.

خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ [الْعُمَرِيُّ] عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ، وَتَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ، وَيَكُونَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ، وَتَكُونَ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت برپا نہیں ہوگی حتیٰ کہ زمانہ قریب ہو جائے گا، سال مہینے کی طرح ہوگا اور مہینہ جمعہ، یعنی ہفتے کے برابر ہوگا اور ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا اور دن ایک گھڑی کے برابر اور گھڑی آگ جلانے کے وقت کے برابر ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَسَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ أَخُو يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور سعد بن سعید، یحییٰ بن سعید انصاری کا بھائی ہے۔

فائدہ: زمانے کی قربت کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ○ مسرت و شادمانی اور خوشگواری و خوشحالی کے ایام ہوں گے، اس لیے ان کے گزرنے کا احساس نہیں ہوگا۔ ○ زمانے کی خیر و برکت چھن جائے گی، زمانے کے گزرنے کا پتہ نہیں چلے گا۔ ○ حکومتیں جلد جلد گرنے لگیں گی، یوں محسوس ہوگا کہ حکومت چند دنوں میں گر گئی ہے۔ ○ لوگ مصائب اور سختیوں میں گھرے ہوں گے اور فتنوں کی کثرت کی وجہ سے وقت کا احساس نہیں ہوگا۔ صحیح بات یہی ہے کہ وقت سے خیر و برکت اٹھالی جائے گی، اس لیے وہ بہت جلد، انتہائی تیز رفتاری سے ختم ہوگا۔ سال، ماہ اور ہفتہ گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلے گا کہ کب گزر گیا۔ (الکوکب الدري: 242/3 حاشیه: 2)

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصَرِ الْأَمَلِ (التحفة ٢٥)

باب:25۔ امید کا کم ہونا

٢٣٣٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي قَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ»، فَقَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ: إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ

[2333] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا بعض حصہ (کندھا) پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر، اپنے آپ کو مُردوں میں سے شمار کر۔'' مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: جب تو صبح کرے تو دل میں شام کا خیال نہ لا اور جب شام کرے تو صبح کا خیال نہ کر، اور بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں نیکی کر لے اور موت

٢٣٣٣- [صحيح لغيره بهذا التمام] أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل"، ح:٦٤١٦ من حديث مجاهد به دون قوله: وعد نفسك... ودون: فإنك لا تدرى... ※ ليث هو ابن أبي سليم ولم ينفرد به.

سَقمِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللهِ مَا اسْمُكَ غَدًا.

سے پہلے اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لے، کیونکہ اے اللہ کے بندے! تجھے پتہ نہیں ہے کل تیرا نام کیا ہوگا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ الْأَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] نَحْوَهُ.

امام صاحب اپنے استاد احمد بن عبدہ الضبی بصری کی سند سے اس کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث اعمش نے بھی مجاہد سے اسی طرح بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① جس طرح کوئی مسافر پردیس کو اور رہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اور وہاں اپنے لیے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا، اسی طرح مومن کو چاہیے کہ وہ اس دنیا کو اپنا وطن نہ سمجھے اور ایسی زندگی نہ گزارے جیسے کہ اسے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ بلکہ دنیوی زندگی کو بالکل عارضی اور فانی سمجھے اور موت کے بعد والی زندگی کو اصلی اور مستقل خیال کرتے ہوئے اس کی فکر اور تیاری میں لگا رہے گویا وہ زندگی اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو راستے پر چلتا مسافر خیال کر جو اپنے وطن اور اپنی جگہ پر جلد پہنچنا چاہتا ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں سے شمار کر۔ اس دنیا والوں میں سے خیال نہ کر۔ ② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگرد سے فرمایا: شام کے وقت یہ نہ سمجھو کہ تم صبح تک زندہ رہو گے اور صبح کو یہ نہ سمجھو کہ شام تک زندہ رہو گے۔ اس لیے گزرتے وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ۔ تندرستی میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کماؤ، معلوم نہیں کب بیمار ہو جاؤ اور نیکیوں میں تعطل پیدا ہو جائے، یا بیماری کی حالت میں تندرستی والے عمل کا ثواب ملتا رہے اور زندگی میں موت کے بعد کے ایام کے لیے توشہ تیار کر لو، آخرت کے لیے تیاری زندگی ہی میں کرنی ہے اور معلوم نہیں کب زندگی سے موت کی وادی میں پہنچنا ہے، کل زندوں میں شمار ہونا ہے یا مردوں میں، لوگ اچھے الفاظ میں یاد کریں گے یا برے الفاظ میں۔

٢٣٣٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا ابْنُ آدَمَ وَهٰذَا أَجَلُهُ» وَوَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَهَا فَقَالَ: «وَثَمَّ أَمَلُهُ وَثَمَّ أَمَلُهُ».

[2334] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے۔'' اور ان الفاظ کے ساتھ اپنا ہاتھ اپنی گدی کے پیچھے رکھا پھر ہاتھ کو پھیلایا اور فرمایا: ''وہاں اس کی امید ہے، وہاں اس کی امید ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے۔

٢٣٣٤_ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الأمل والأجل، ح: ٤٢٣٢ من حديث حماد بن سلمة به وهو في كتاب الزهد لابن المبارك، ح: ٢٥٢ وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٥٢ ورواه البخاري، ح: ٦٤١٨ من طريق آخر عن أنس به نحو المعنى * وفي الباب عن أبي سعيد [أحمد: ٣/ ١٨].

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی عمر محدود ہے لیکن اس کی امیدیں اور آرزوئیں بہت دور تک پھیلی ہوتی ہیں، ان تک پہنچنے سے پہلے پہلے انسان بالعموم موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور اس کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

٢٣٣٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا» ؟ فَقُلْنَا: قَدْ وَهِيَ فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ: «مَا أُرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

[2335] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم اپنی جھونپڑی درست کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یہ کمزور ہو چکی ہے اور ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں سمجھتا ہوں موت اس سے (پہلے) جلد آنے والی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو السَّفَرِ [اسْمُهُ] سَعِيدُ بْنُ يُحْمِدَ - وَيُقَالُ ابْنُ أَحْمَدَ - الثَّوْرِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوسفر کا نام سعید بن یُحمِد اور ایک قول میں ابن احمد ثوری ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جھونپڑی یا عمارت کی ایک میعاد ہے مگر انسان کی زندگی کا تو کوئی بھروسا نہیں ہے کہ زندگی کا چراغ کب گل ہو جائے، اس لیے عمارات کی بجائے زیادہ اہتمام اور فکر اعمال کی ہونی چاہیے۔

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فِتْنَةَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْمَالِ (التحفة ٢٦)

باب: 26۔ اس امت کا فتنہ (ابتلاء و آزمائش) دولت ہے

٢٣٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ».

[2336] سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ہر ایک امت کے لیے ایک فتنہ و آزمائش رہی ہے اور میری امت کا فتنہ و آزمائش مال ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف معاویہ بن صالح کی روایت

٢٣٣٥- أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في البناء، ح: ٥٢٣٦ عن هناد به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٥٥، ٢٥٥٦ وصرح الأعمش بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٥٦.

٢٣٣٦- أخرجه أحمد: ٤/ ١٦٠ عن الحسن بن سوار به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٧٠ والحاكم: ٤/ ٣١٨ ووافقه الذهبي.

سے آئی ہے۔

فائدہ: مال و دولت کی محبت اور ہوس جس قدر بڑھتی ہے، اسی قدر اللہ کی نافرمانی اور بغاوت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور آج کل مال و دولت کی اہمیت اور ہوس اس قدر توانا ہوگئی ہے کہ ساری دنیا کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اور دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ دولت و مال ہی ہے۔ ہر انسان جائز اور ناجائز طریقے سے راتوں رات کروڑ پتی بننا چاہتا ہے۔ اللہ اور آخرت یاد ہی نہیں ہے اور یہی ابتلا اور آزمائش ہے کہ انسان مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ اور آخرت کو بھولتا ہے یا اللہ اور آخرت کو یاد رکھتے ہوئے اس کے فتنے میں مبتلا نہیں ہوتا۔ اس لیے قرآن مجید میں بھی مال اور اولاد کو فتنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جبکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے: ''اللہ کی قسم! میں تمھارے بارے میں فقر و فاقہ سے نہیں ڈرتا بلکہ دنیا کی خوشحالی اور فراوانی سے ڈرتا ہوں۔'' (صحیح البخاري، حدیث: 6425)

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ «لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا» (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ انسان کے پاس اگر مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری چاہتا ہے

٢٣٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ ثَانِيًا وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلٰى مَنْ تَابَ».

[2337] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر آدمی کے پاس سونے کا بھرا میدان ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دوسرا ہو اور آدمی کا منہ صرف مٹی سے بھرے گا اور اللہ اسی پر مہربانی فرماتا ہے جو اپنا رخ اس کی طرف کر لے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَائِشَةَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي وَاقِدٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابی بن کعب، ابوسعید، سیدہ عائشہ، سیدنا ابن زبیر، ابوواقد، جابر، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ مال و دولت کی حرص عام طور پر انسان پر اس قدر غالب ہوتی ہے کہ اگر دولت سے اس کا گھر بھرا

٢٣٣٧- أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال ... إلخ، ح:٦٤٣٩ من حديث إبراهيم بن سعد ومسلم، ح:١٠٤٨ من حديث ابن شهاب الزهري به * وفي الباب عن أبي بن كعب [أحمد:٥/١١٧]، وأبي سعيد [البزار (كشف الأستار):٤/ ٢٤٥، ح:٣٦٣٧]، وعائشة [أحمد:٦/٥٥]، وابن الزبير [البخاري، ح:٦٤٣٨]، وأبي واقد [أحمد:٢/ ٢١٨]، وجابر (بن عبدالله) [أحمد:٣/ ٣٤٠، ٣٤١]، وابن عباس [البخاري، ح:٦٤٣٦ ومسلم، ح:١٠٤٩]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح:٤٢٣٥].

ہو، جنگل کے جنگل اور میدان کے میدان اٹے پڑے ہوں تب بھی اس کا دل قانع نہیں ہوتا، وہ اس میں اور زیادتی اور اضافہ ہی چاہتا ہے اور زندگی کی آخری سانس تک اس کی یہ ہوس قائم رہتی ہے۔ بس قبر میں جا کر ہی اس بھوک سے نکلتا ہے۔ البتہ انسان اگر اپنا دل دنیا اور دنیا کی دولت سے اللہ کی طرف پھیر لے اور اس سے تعلق جوڑ لے تو اس پر اللہ کی نظر رحمت اور عنایت ہو جاتی ہے اور اللہ اس کو اطمینان قلب اور غنائے نفس عنایت فرما دیتا ہے۔ اس کے دل سے دنیا اور اس کے مال کی ہوس نکل جاتی ہے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي: قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے

٢٣٣٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُولِ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ».

[2338] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت کے بارے میں جوان رہتا ہے: لمبی زندگی اور مال کی کثرت۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ، هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آئی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسانوں کا عام حال یہی ہے کہ ان کے دل میں بہت سی ایسی غلط خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو اس صورت میں پوری ہو سکتی ہیں کہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو، اور زندگی اور توانائی بھی موجود ہو مگر ان خواہشات کے نقصانات سے انسان کو اللہ کا ذکر اور آخرت کی یاد ہی محفوظ رکھ سکتی ہے۔ بڑھاپے میں جب انسان کے تمام قویٰ کمزور پڑ جاتے ہیں، عقل بھی کمزور ہو جاتی ہے تو ان خواہشات پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سی خواہشات ہوس کا روپ دھار لیتی ہیں تو اس وجہ سے عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ مال و دولت اور دنیا میں رہنے کی چاہت اور رغبت بھی بڑھتی رہتی ہے۔

٢٣٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ».

[2339] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں: عمر کی خواہش اور مال کی حرص و طمع۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٣٨ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٩ عن قتيبة به، ورواه مسلم، ح: ١٠٤٦ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

٢٣٣٩ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح: ١٠٤٧ عن قتيبة والبخاري، ح: ٦٤٢١ من حديث قتادة به.

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا (التحفة ٢٩)

باب: 29۔ دنیا سے بے رغبتی

٢٣٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ، وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَّا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِي يَدِ اللهِ، وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِيهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ».

[2340] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''زہد (دنیا سے بے رغبتی) حلال کو حرام ٹھہرانا اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں ہے۔ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے، اس پر اس سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور تجھے مصیبت کے اجر وثواب کے حصول کا جبکہ تو اس میں گرفتار ہو چکا ہو، زیادہ شوق ہو کہ کاش وہ تیرے لیے باقی رہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور ابوادریس خولانی کا نام عائذ اللہ بن عبداللہ ہے۔ اور عمرو بن واقد منکر الحدیث ہے، یعنی ضعیف ہو کر ثقہ کی مخالفت کرتا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سخت ضعیف ہے، تاہم دنیا سے بے رغبتی اور زہد اس کا نام نہیں ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ حلال اور عمدہ چیزوں کا استعمال چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔ فرما دیجیے یہ تو دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور خالص انھی کے لیے ہیں قیامت کے دن۔'' (الأعراف 32:7) اور نہ بے رغبتی مال و دولت کو پھینک دینے کا نام ہے۔ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ جو کچھ اپنے پاس ہے، اس سے زیادہ اعتماد اور بھروسا اس پر ہو جو اللہ کے پاس ہے کہ دینا اور روکنا اس کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ''جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔'' (النحل 96:15)

(المعجم ٣٠) [بَابٌ: مِّنْهُ الْخِصَالُ الَّتِي لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَاهَا] (التحفة ٣٠)

باب: 30۔ انسان کی بنیادی ضروریات جن کے سوا کا انسان حق دار نہیں ہے

٢٣٤٠۔ [ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الزهد في الدنيا، ح: ٤١٠٠ من حديث عمرو بن واقد به.

٢٣٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حُرَيْثُ بْنُ السَّائِبِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٍ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٍ يُوَارِي عَوْرَتَهُ، وَجِلْفِ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ».

[2341] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کو ان چیزوں کے سوا کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے: ① رہنے کے لیے گھر ہو۔ ② کپڑا جس سے ستر ڈھانپ سکے۔ ③ روٹی اور پانی کا برتن۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ وَهُوَ حَدِيثُ الْحُرَيْثِ بْنِ السَّائِبِ. وَسَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنَ سَلْمٍ الْبَلْخِيَّ يَقُولُ: قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: جِلْفُ الْخُبْزِ يَعْنِي لَيْسَ مَعَهُ إِدَامٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام نضر بن شمیل کہتے ہیں: جلف الخبز سے مراد بلا سالن روٹی ہے۔

(المعجم ٣١) [بَابٌ: مِّنْهُ حَدِيثُ «يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي...»] (التحفة ٣١)

باب: 31۔ بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال

٢٣٤٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ. قَالَ: يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ».

[2342] سیدنا مطرف اپنے باپ (عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے جبکہ آپ فرما رہے تھے: ''تمھیں کثرت کی رغبت و شوق نے غافل کر دیا۔'' آپ نے فرمایا: ''انسان کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اور تیرا مال تو بس وہ ہے جو تو نے صدقہ کیا اور آخرت کے لیے بھیج دیا یا تو نے کھالیا اور ختم کر ڈالا یا پہن لیا اور بوسیدہ کر ڈالا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان کے کمائے ہوئے یا جوڑے ہوئے مال میں سے اس کا حقیقی اور واقعی مال وہی ہے جو اس نے اپنی ضروریات کے لیے دنیا میں خرچ کر لیا یا اللہ کی راہ میں دے کر قیامت کے لیے اللہ کے ہاں جمع کرا دیا، اس کے سوا جو کچھ ہے وہ درحقیقت اس کا نہیں ہے بلکہ اس کے وارثوں کا ہے اور وہ اس کو چھوڑ جانے والا ہے۔ دیکھیے: (صحیح

٢٣٤١ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٦٢ عن عبدالصمد، وأبو داود الطيالسي، ح: ٨٣ من حديث حريث بن السائب به وهو ضعيف ۞ قول النضر صحيح عنه.

٢٣٤٢ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٨ من حديث شعبة به.

البخاري، حديث: 6444)

(المعجم ٣٢) [بَابٌ: مِنْهُ فِي فَضْلِ الْاِكْتِفَاءِ بِالْكَفَافِ وَبَذْلِ الْفَضْلِ] (التحفة ٣٢)

٢٣٤٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ [هُوَ الْيَمَامِيُّ]: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ، وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَشَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُكْنَى أَبَا عَمَّارٍ.

باب: 32۔ بقدر ضرورت پر اکتفا اور زائد کے خرچ کر دینے کی فضیلت

[2343] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے آدم کے بیٹے! بلاشبہ ضرورت سے زائد خرچ کر دینا، یعنی صدقہ کرنا تیرے حق میں بہتر ہے اور اسے روک کر رکھنا تیرے لیے برا ہے۔ اور گزارے کے مطابق اپنے اوپر خرچ کرنے میں تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور خرچ کا آغاز ان سے کر جو تیرے زیر کفالت ہیں اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شداد بن عبداللہ کی کنیت ابوعمار ہے۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اوپر بقدر ضرورت خرچ کر دینے کے بعد جو بچ جائے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کا ذخیرہ بنالینا اس سے بہتر ہے کہ انسان اس کو اپنے پاس روک لے اور مال میں جو حقوق فرض اور مستحب ہیں ان سے ہاتھ روک کر گناہ گار ہو یا اجر وثواب سے محروم ہو۔ تاہم اپنی ضرورت کے لیے رکھنا یہ قابل ملامت نہیں ہے اور اگر اللہ وافر دے تو اپنے خرچ کی ابتدا اپنے زیر کفالت افراد سے کی جائے کیونکہ اول خویش بعد درویش کا تقاضا یہی ہے۔ اور انسان کی کوشش یہی ہونی چاہیے کہ وہ دینے والا بنے، لینے والا نہ بنے، دینا لینے سے بہتر ہے۔

(المعجم ٣٣) بَابٌ: فِي التَّوَكُّلِ عَلَى اللهِ (التحفة ٣٣)

٢٣٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

باب: 33۔ اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسا

[2344] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمھیں بھی اس طرح رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے، وہ صبح

٢٣٤٣ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى . . . إلخ، ح: ١٠٣٦ من حديث عمر بن يونس به.

٢٣٤٤ـ أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ١٠/ ٦٩ والنسائي في الكبرى (تحفة الأشراف: ٨/ ٧٩، ح: ١٠٥٨٦) من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له، ح: ٥٥٩ وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٤٨ والحاكم: ٤/ ٣١٨.

اللهِ ﷺ: «لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا».

خالی پیٹ (گھونسلوں سے) نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ لوٹتے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہم اسے اس سند ہی سے جانتے ہیں۔ ابوتمیم جیشانی کا نام عبداللہ بن مالک ہے۔

لغوی تشریح: خماص: خمیص کی جمع ہے، خالی پیٹ، بھوکے۔ بطان: بطین کی جمع ہے، بڑے پیٹ والے، یعنی بھرے پیٹ والے۔ سیر ہو کر۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ پر توکل و اعتماد ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ معیشت کے جائز حلال ذرائع اختیار کر کے نتیجہ اور انجام اللہ کے سپرد کرنے کا نام ہے جیسا کہ پرندے رزق کی تلاش میں اپنے گھونسلوں سے نکلتے ہیں، دن بھر چگتے پھرتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس گھونسلوں کی طرف آتے ہیں۔ گھونسلوں میں بیٹھے بیٹھے سیر نہیں ہوتے۔

٢٣٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ [الطَّيَالِسِيُّ]: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ».

[2345] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دوسرا کاروبار میں مشغول رہتا تھا۔ کمانے والے نے اپنے بھائی کی شکایت نبی ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: "شاید تجھے رزق اسی کے سبب سے ملتا ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو بھائی اکٹھے رہتے ہوں اور ان کا نان و نفقہ مشترکہ ہو، ان میں سے ایک دین کے کاموں میں تعلیم و تبلیغ میں مشغول ہو اور دوسرا کاروبار کرتا ہو تو کاروبار کرنے والے کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ شاید میرے کاروبار میں برکت اور بڑھوتری دینی امور میں مصروف و مشغول رہنے والے بھائی کی برکت سے ہے، اس لیے اسے اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ مفت خورا ہے، کاروبار کرتا نہیں ہے اور مجھ پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ ② اپنے آپ کو دین کی تعلیم و تدریس اور تبلیغ و دعوت کے لیے وقف کر دینے والوں کی کفالت کرنا نہایت فضیلت والا کام ہے۔

٢٣٤٥- أخرجه الحاكم: ١/ ٩٣، ٩٤ وابن عبدالبر في جامع بيان العلم وفضله: ١/ ٥٩ من حديث الطيالسي به وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

(المعجم ٣٣) بَابٌ: [فِي الْوَصْفِ مَنْ حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا] (التحفة ٣٣)

باب: 34۔ کس کو دنیا مکمل طور پر عنایت ہوتی ہے

٢٣٤٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَمَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُمَيْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا».

[2346] سیدنا عبیداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ جنھیں شرف صحبت حاصل تھا، بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جسے اپنے اہل و عیال کے ساتھ یا اپنے گھر میں امن و سکون حاصل ہے، جسم کو صحت و تندرستی میسر ہے، اسے اس دن کی خوراک حاصل ہے تو اس کے لیے گویا تمام دنیا جمع کر دی گئی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. قَوْلُهُ: حِيزَتْ: جُمِعَتْ. حَدَّثَنَا [بِذٰلِكَ] مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَحْوَهُ. [وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف مروان بن معاویہ کی روایت ہی سے آئی ہے۔ آپ کے فرمان حیزت کے معنی ہیں: جمع کر دی گئی ہے۔ امام صاحب امام بخاری کی سند سے مروان بن معاویہ سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت بھی آئی ہے۔

لغوی تشریح: سِرب: اہل و عیال۔ سَرب: راستہ، آمد و رفت کی جگہ۔ سَرَبٌ، گھر۔ معافٰی: صحت و عافیت، تندرستی۔

فائدہ: دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے بنیادی ضروریات یہی تین ہیں: امن و سکون، صحت و تندرستی اور خوراک، اس لیے جسے یہ میسر ہیں اسے سب کچھ میسر ہے۔

(المعجم ٣٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ (التحفة ٣٥)

باب: 35۔ گزارے کے بقدر رزق اور اس پر صبر کرنا

٢٣٤٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

[2347] سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

٢٣٤٦ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب القناعة، ح: ٤١٤١ من حديث مروان بن معاوية به وللحديث شواهد ❊ سلمة بن عبيدالله مجهول ❊ وفي الباب عن أبي الدرداء [ابن حبان، ح: ٢٥٠٣].

٢٣٤٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٢ من حديث عبيدالله بن زحر به وضعفه الجمهور، وعلي بن يزيد ضعيف (تقريب) والمتن الثاني: رواه أحمد: ٢/ ٢٥٤ من حديث ابن المبارك به ❊ وفي الباب عن فضالة بن عبيد [يأتي: ٢٣٤٩].

ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِّنَ الصَّلَاةِ، أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ، وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰى ذٰلِكَ. ثُمَّ نَقَرَ بِإِصْبَعَيْهِ فَقَالَ: عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ، قَلَّ تُرَاثُهُ». وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا. قُلْتُ: لَا، يَا رَبِّ! وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا، أَوْ قَالَ: ثَلَاثًا، أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ، فَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ»

نے فرمایا: ''میرے دوستوں میں سب سے زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مومن ہے، جو سبک بار ہے، یعنی دنیا کے سازوسامان اور اہل وعیال کے لحاظ سے ہلکا پھلکا، نماز میں اس کا بڑا حصہ ہے، اپنے رب کی عبادت خوبی و اخلاص کے ساتھ کرتا ہے، پوشیدہ رہ کر بھی اس کی اطاعت کرتا ہے، یعنی (خلوت و جلوت میں اطاعت و فرماں برداری اس کا شعار ہے،) وہ لوگوں میں چھپا ہوا (گمنام) ہے، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہیں کیے جاتے، یعنی جان پہچان نہیں اور اس کی روزی بقدر ضرورت ہے، اس پر وہ صبر و قناعت کرتا ہے۔'' پھر آپ نے اپنی دو انگلیوں سے چٹکی بجائی اور فرمایا: (اظہار تعجب و حیرت کرتے ہوئے) ''اس کو جلد موت آ گئی۔ اس پر رونے والیاں بھی کم ہیں اور اس کا ترکہ بھی کم ہے۔'' اس سند سے نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پیش کش فرمائی کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگر یزوں کو سونا بنادے، میں نے عرض کیا: نہیں، اے میرے رب! لیکن میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں، یا فرمایا: تین دن یا اس کی مانند۔ جب مجھے بھوک لگے تیرے سامنے گڑگڑاؤں اور تجھے یاد کروں اور جب سیر ہوں، میرا پیٹ بھرا ہو تو تیری حمد و تعریف کروں اور تیرا شکر گزار بنوں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ [الْقَاسِمِ]. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنٰى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ، وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ، وَيُكْنٰى أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ.

اس مسئلے میں فضالہ بن عبید سے بھی روایت آئی ہے۔ فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ قاسم سے مراد عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے جس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے جو عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ شامی ہے اور ثقہ ہے۔ اور علی بن یزید حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کی کنیت ابوعبدالملک ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس میں دو حدیثیں ہیں دونوں ہی ضعیف ہیں۔ بلکہ دوسری روایت واعظوں میں بڑی مقبول ہے۔ اس

قسم کی روایات بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم اصل مقصد یہ ہے کہ سب سے زیادہ قابل رشک زندگی، ان اہل ایمان کی ہے جو دنیا کے مال و متاع اور اہل و عیال کے اعتبار سے ہلکے پھلکے ہیں۔ مگر نماز اور اللہ کی اطاعت میں ان کا حصہ وافر ہے، اس کے باوجود ایسے غیر معروف اور گمنام ہیں کہ آتے جاتے کوئی ان کی طرف انگلی اٹھا کر یہ نہیں کہتا: فلاں بزرگ اور فلاں صاحب جا رہے ہیں، ان کی روزی گزارے کے مطابق ہے اور وہ اس پر صابر اور قانع ہیں۔ ② دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فقر و فاقہ کی جس حالت میں زندگی گزاری، وہ آپ نے خود پسند فرمائی تھی تا کہ بھوک و افلاس میں اللہ یاد رہے اور سیری کے وقت اس کی حمد و ثنا اور شکر گزاری ہوتی رہے۔

٢٣٤٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللهُ».

[2348] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اسلام لایا، اس کو گزارے کے مطابق روزی ملی اور اسے اللہ تعالیٰ نے قناعت پسند بنایا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث اور آنے والی حدیث کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی کامیابی و کامرانی اسی میں مضمر ہے کہ وہ اللہ کے راستے پر چلنے والا، اس کا اطاعت گزار اور فرماں بردار بندہ ہو، بقدر ضرورت روزی میسر ہو، کسی کا محتاج اور دست نگر نہ ہو اور صبر و قناعت کی توفیق میسر ہو کہ دوسروں کو للچائی نظروں سے نہ دیکھے۔

٢٣٤٩- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ، أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «طُوبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقَنَعَ».

[2349] سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''خوشی اور مسرت ہو اس شخص کو جس کو اسلام کی ہدایت بخشی گئی، اس کی معیشت بقدر ضرورت و گزران ہے اور وہ قناعت پسند ہے۔''

[قَالَ:] وَأَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ. قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

ابو ہانی خولانی کا نام حمید بن ہانی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٤٨_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب: في الكفاف والقناعة، ح: ١٠٥٤ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به.

٢٣٤٩_ أخرجه أحمد: ٦/ ١٩ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٤١ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٤ ووافقه الذهبي.

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْفَقْرِ (التحفة ٣٦)

باب:36۔ فقر کی فضیلت

٢٣٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ: حَدَّثَنَا شَدَّادٌ أَبُو طَلْحَةَ الرَّاسِبِيُّ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ: «انْظُرْ مَا تَقُولُ»، قَالَ: وَاللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ».

[2350] سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: ''سوچ لو، تم کیا کہہ رہے ہو۔'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے بلاشبہ آپ سے محبت ہے، تین دفعہ کہا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو فقر کے لیے بوریا تیار کر لے کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر اس کی طرف سیلاب کے اپنے خاتمے کی طرف جانے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتا ہے۔''

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شَدَّادٍ أَبِي طَلْحَةَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَأَبُو الْوَازِعِ الرَّاسِبِيُّ اسْمُهُ جَابِرُ بْنُ عَمْرٍو، وَهُوَ بَصْرِيٌّ.

جناب نصر بن علی کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ابو وازع راسبی کا نام جابر بن عمرو ہے اور یہ بصری ہے۔

لغوی تشریح: تجفاف: گھوڑے پر ڈالنے کا آ تھر یا بوریا، ڈھال اور زرہ کو بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: اس میں شک نہیں کہ اگر کسی کو نبی ﷺ سے واقعی اور حقیقی محبت ہو تو اس کو آپ جیسی زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی گزارنے کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔ اس طرح اس کے دعوائے محبت کا امتحان بھی ہوسکتا ہے۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ (التحفة ٣٧)

باب:37۔ فقیر مہاجرین، اغنیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے

٢٣٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا

[2351] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٣٥٠- [حسن بالشواهد] روح بن أسلم ضعيف ورواه البغوي في شرح السنة: ١٤/ ٢٦٨، ح: ٤٠٦٧ من حديث شداد بن سعيد به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٢٢ وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٤٢ والحاكم: ٤/ ٣٣١ والهيثمي في مجمع الزوائد: ١٠/ ٣١٣، ٣١٤ وغيرهم وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٨٢٧ فإنه أجاد و أفاد.

٢٣٥١- [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب منزلة الفقراء، ح: ٤١٢٣ من حديث عطية العوفي به وسنده ضعيف، لأن عطية ضعيف مدلس وعنعن، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٩٧٩ وغيره ※ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٣٥٣]، وعبدالله بن عمرو [مسلم، ح: ٢٩٧٩/ ٣٧]، وجابر [يأتي: ٢٣٥٥].

زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''فقیر مہاجرین اپنے اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: مال ودولت والوں نے دنیا میں خوش حال اور فارغ البالی کی آسائش اور سہولت والی زندگی گزاری ہوگی، اس لیے وہ اپنا حساب کتاب دینے میں مشغول ہوں گے اور فقراء کو ایسی آسائشیں اور سہولتیں میسر نہ تھیں جن کے حساب کتاب کے لیے انھیں رکنا پڑے، اس لیے وہ جلد ہی جنت کو روانہ ہو جائیں گے۔

٢٣٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَابِدُ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ اللَّيْثِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا، يَا عَائِشَةُ! لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، يَا عَائِشَةُ! أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[2352] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں مارنا، اور قیامت کے دن مسکینوں کے گروہ میں اٹھانا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیوں، اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ وہ اپنے اغنیاء (مالداروں) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! مسکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا، اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دو۔ اے عائشہ! مساکین سے محبت کر اور انھیں اپنے قریب کر، بلاشبہ اللہ قیامت کے دن تجھے قریب کرے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

فائدہ: حقیقت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قناعت وطمانینت اور رضا وتسلیم کی توفیق نصیب فرمائے تو بندوں کے لیے عام طور پر دینی اور آخرت کے نقطہ نظر سے بھی فقر واحتیاج کی زندگی بہتر ہے جو انسان کے اندر تواضع وانکساری اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا باعث بنتی ہے، دولت مندی جو انسان میں بالعموم کبر ونخوت اور فخر وغرور کا باعث بنتی ہے بہتر نہیں ہے۔ رضا وتسلیم اور قناعت والی مسکنت، اللہ کے تقرب اور درجات ومراتب کی بلندی کا باعث ہے اور ایسے مسکینوں کو قریب کرنا، اللہ کی نزدیکی کا سبب بنتا ہے۔ چونکہ سب فقیروں اور مسکینوں کا تسلیم ورضا اور صبر وقناعت کا درجہ یکساں نہیں ہے اور نہ سب اغنیاء ہی کی کیفیت

٢٣٥٢ـ [حسن لغيره] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٢ من حديث ثابت بن محمد الكناني به، الحارث بن النعمان الليثي ضعيف (تقريب) وللحديث شواهد كما فصل الألباني في الإرواء (٨٦١). من أراد التفصيل فليراجع الإرواء.

اور حالت برابر ہے، اس لیے جنت میں پہلے داخل ہونے کی مدت بھی یکساں نہیں ہے اس لیے حدیثوں میں مختلف مدتوں کا ذکر آیا ہے۔ گویا کم از کم مدت چالیس ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو سال ہے۔ بعض اغنیاء کا حساب وکتاب جلد ہو جائے گا اور بعض کا وقت زیادہ لگے گا۔

٢٣٥٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ، نِصْفِ يَوْمٍ».

[2353] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فقراء، مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، یہ الٰہی سال کا نصف (آدھا) دن ہے۔''

[قَالَ]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ» وَهٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2354] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان فقراء، مسلمان مال داروں سے آدھا دن پہلے، جنت میں داخل ہوں گے، اور وہ پورے دن کا نصف، یعنی پانچ سو سال ہے۔'' اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٥٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا».

[2355] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان فقراء، مسلمان مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَهْلِهِ (التحفة ٢٨)

باب: 38۔ نبی ﷺ اور آپ کے گھر والوں کی گزر اوقات

٢٣٥٣- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب منزلة الفقراء، ح: ٤١٢٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وسفيان الثوري صرح بالسماع عند أبي يعلى: ١٠/ ٤١١، ح: ٦٠١٨ في رواية المؤمل بن إسماعيل عنه والحديث صححه ابن حبان، ح: ٢٥٦٧.

٢٣٥٤- انظر الحديث السابق.

٢٣٥٥- [صحيح لغيره بلفظ فقراء المهاجرين] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٤ من حديث عبد الله بن يزيد المقرئ به ٭ عمرو بن جابر: ضعيف (تقريب).

٢٣٥٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَدَعَتْ لِي بِطَعَامٍ وَقَالَتْ: مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَأَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِلَّا بَكَيْتُ. قَالَ: قُلْتُ لِمَ؟ قَالَتْ: أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الدُّنْيَا، وَاللهِ! مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

[2356] مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے میرے لیے کھانا منگوایا، اور فرمایا: میں جب سیر ہوکر کھانا کھاتی ہوں تو رونا آتا ہے اور رو بھی پڑتی ہوں۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے دنیا چھوڑی۔ اللہ کی قسم! آپ نے ایک دن بھی دو وقت سیر ہوکر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی فقر و فاقے میں گزری اور بہت ہی کم ایسا ہوا کہ آپ کے گھر دو وقت کے لیے روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر میسر آیا ہو، جبکہ روٹی بھی جَو کی ہوتی تھی۔

٢٣٥٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ.

[2357] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی وفات تک دو دن متواتر جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی، دو دن متواتر جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، ایک دن پیٹ بھر کر کھایا تو دوسرے دن کھانا صحیح طور پر میسر نہیں آیا۔

٢٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا شَبِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ

[2358] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل و عیال نے تین اوقات مسلسل گندم کی روٹی سیر ہوکر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ دنیا سے چلے

٢٣٥٦- [ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ٤٥٣٨ من حديث مجالد بن سعيد به ۞ مجالد ضعيف. وروى مسلم، ح: ٢٩٧٤ من حديث عائشة بلفظ: "لقد مات رسول الله ﷺ، وما شبع من خبز وزيت، في يوم واحد، مرتين".

٢٣٥٧- أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٠ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٣٨٩ وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٥٤١٦ عن الأسود به ۞ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٣٥٨].

٢٣٥٨- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٩٧٦ من حديث يزيد بن كيسان به.

ثَلَاثًا تِبَاعًا مِّنْ خُبْزِ الْبُرِّ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [حَسَنٌ غَرِيبٌ] مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

گئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: جب آپ کو دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں ملی، تو اہل خانہ کو تین اوقات مسلسل گندم کی روٹی کہاں سے مل سکتی تھی۔

٢٣٥٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: مَا كَانَ يَفْضُلُ، عَنْ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ خُبْزُ الشَّعِيرِ.

[2359] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ کے ہاں جو کی روٹی بھی بچتی نہیں تھی، یعنی زیادہ نہ ہوتی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، [وَيَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ هٰذَا كُوفِيٌّ وَأَبُو بُكَيْرٍ وَالِدُ يَحْيٰى، رَوٰى لَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، مِّصْرِيٌّ صَاحِبُ اللَّيْثِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ یہ یحییٰ بن ابوبکیر کوفی راوی ہے اور یحییٰ کے باپ ابوبکیر سے سفیان ثوری روایت بیان کرتے ہیں۔ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مصری ہے اور لیث کا شاگرد ہے۔

فائدہ: آپ کے ہاں ضرورت سے زائد جو کا آٹا بھی نہیں ہوتا تھا۔ جو کی روٹیاں بھی گھر کی ضرورت کے مطابق ہی پکتی تھیں۔ کوئی روٹی زائد نہیں ہوتی تھی۔

٢٣٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَبِيتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَأَهْلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ.

[2360] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے گھر والے بہت سی راتیں متواتر بھوکے گزارتے تھے، شام کا کھانا نہیں پاتے تھے اور عام طور پر ان کی روٹی جو کی ہوتی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ کا عمومی کھانا جو کی روٹی تھی، لیکن وہ بھی کئی کئی دن صبح کے وقت میسر آتی تھی

٢٣٥٩۔أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٠ من حديث حريز بن عثمان به.

٢٣٦٠۔أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب خبز الشعير، ح: ٣٣٤٧ عن عبدالله بن معاوية به ✿ هلال عن عكرمة صحيح انظر نيل المقصود، ح: ١٤٤٣، ١٧٧٦، والترمذي، ح: ٩٤١ حديث: "اللهم اجعل رزق آل محمد قوتًا" صحيح.

اور رات کو خالی پیٹ فاقے سے سونا پڑتا تھا۔

٢٣٦١ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا».

[2361] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! محمد کے خاندان کا رزق (روزی) گزارے کے مطابق کر دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قُوت کا مطلب یہ ہے کہ روزی اتنی ہو جس سے زندگی کا نظام چلتا رہے، نہ اتنی تنگی ہو کہ فاقہ زدگی کی پریشان حالی سے کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑے اور نہ اتنی فراوانی کہ ذخیرہ اندوزی کی ضرورت پیش آئے اور کل کے لیے ذخیرہ رکھا جا سکے۔

٢٣٦٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ.

[2362] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کوئی چیز کل کے لیے ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوٰى هٰذَا [الْحَدِيثَ]، غَيْرُ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور یہ حدیث بعض راوی سیدنا ثابت رحمہ اللہ سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

٢٣٦٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ.

[2363] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی میز پر لگا کھانا نہیں کھایا اور نہ میدے کی روٹی چپاتی ہی کھائی ہے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

فائدہ: آپ خوش حال اور فارغ البال لوگوں کی طرح ٹھاٹھ باٹھ اور گردن بلند کر کے میز کرسی لگا کر اعلیٰ قسم کے کھانے

٢٣٦١ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب: في الكفاف والقناعة، ح: ١٠٥٥ من حديث وكيع، والبخاري، ح: ٦٤٦٠ من حديث عمارة بن القعقاع به.

٢٣٦٢ـ [ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ١٣/ ٢٥٣، ح: ٣٦٩٠ من حديث قتيبة به وصححه ابن حبان، ح: ٢١٣٩ ☼ جعفر بن سليمان: في أحاديثه عن ثابت مناكير كما قاله ابن المديني.

٢٣٦٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب فضل الفقر، ح: ٦٤٥٠ عن أبي معمر به.

تناول نہیں فرماتے تھے، بلکہ فقیرانہ اور غریبانہ انداز کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر عام لوگوں جیسی سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔

٢٣٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ -: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ - يَعْنِي الْحُوَّارٰى - ؟ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا رَأٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّقِيَّ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ. قِيلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ بِالشَّعِيرِ؟ قَالَ: كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نُثَرِّيهِ فَنَعْجِنُهُ.

[2364] سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نَقِي، یعنی میدہ کی روٹی کھائی ہے؟ تو سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے میدہ دیکھا بھی نہیں تھا حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے۔ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے دور میں تمھارے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہمارے پاس چھلنیاں نہ تھیں۔ ان سے پوچھا گیا: تم جو (کے آٹے) کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ جواب دیا: ہم اس کو پھونک مارتے تھے اس سے جو اڑنا ہوتا اڑ جاتا پھر ہم اس کو پانی میں بھگو کر گوندھ لیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے امام مالک بن انس بھی ابوحازم سے بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: نقي: صاف ستھرا، چھنا ہوا آٹا۔ حواری: میدہ، بار بار صاف کیا گیا۔ مناخل: منخل کی جمع ہے چھلنی، نخل چھاننا، بھوسہ نکالنا۔ نُثَرِّيهِ: ہم اسے پانی میں بھگو لیتے۔ پانی سے تر کر لیتے۔

فائدہ: فتوحات کے بعد اللہ تعالیٰ نے فراوانی کے سامان پیدا کر دیے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنی ذاتی زندگی میں امیرانہ شان و شوکت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ دوسروں پر خرچ کیا، اور خود سادہ زندگی بسر فرمائی۔ اَن چھنا آٹا استعمال کیا حتیٰ کہ جو کا آٹا صاف کرنے کے لیے بھی چھلنی سے کام نہیں لیا۔ اور اس کے طبی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ ہمارے دور کی بیسیوں بیماریوں کا علاج اسوۂ رسول میں مضمر ہے۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٩)

باب: 39۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گزران

٢٣٦٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ،

[2365] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں خون بہایا۔

٢٣٦٤- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١٣ من حديث أبي حازم به مختصرًا.

٢٣٦٥- [صحيح لغيره] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٩٢٣ من حديث الترمذي به ☆ عمرو بن إسماعيل متروك كما في التهذيب وغيره وللحديث شواهد منها الحديث الآتي.

قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ أَهْرَاقَ دَمًا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَإِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْزُو فِي الْعِصَابَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا نَأْكُلُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةَ، حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَالْبَعِيرُ وَأَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي فِي الدِّينِ، لَقَدْ خِبْتُ إِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِي.

اور میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔ میں نے اپنے آپ کو محمد ﷺ کے ساتھیوں کی ایک ایسی جماعت میں جہاد کرتے دیکھا کہ ہم درختوں کے پتے اور کیکر کے تکے کھاتے تھے، حتیٰ کہ ہم میں سے ہر ایک اس طرح پاخانہ کرتا تھا جس طرح بکری اور اونٹ مینگنیاں اور لیڈنے کرتے ہیں، اس کے باوجود حالت یہ ہے کہ بنواسد مجھے دین سکھاتے ہیں (یا اس کے بارے میں عار دلاتے ہیں اور سرزنش کرتے ہیں) اگر فی الواقع یہی صورت ہو تو میں ناکام ہو گیا اور میرا عمل رائگاں گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ بَيَانٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیان کی روایت سے غریب ہے۔

لغوی تشریح: حبلة: کیکر کے تکے، کیکر کا پھل، يُعَزِّرُونِي: شرم و عار دلاتے ہیں، سرزنش کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مسلمان ایک دفعہ مکہ کی کسی گھاٹی میں چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے دیکھ لیا، جھڑپ ہوئی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک کو زخمی کر ڈالا۔ سب سے پہلے خون بہانے کا اشارہ اسی طرف ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے شوال (1 ہجری) میں سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مہاجرین کے ساٹھ سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا، رابغ کی وادی میں ان کا ابوسفیان سے سامنا ہوا، سب سے پہلا تیر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے چلایا۔ ③ ایک جنگ میں زاد راہ ختم ہو گیا تھا تو درختوں کے پتے اور تکے کھانے کی نوبت آ گئی تھی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کے کرم سے عنبر مچھلی کھانے کو مل گئی تھی۔ یہ سریہ خبط کہلاتا ہے جو رجب 8 ہجری میں ہوا۔ اس کے امیر سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کوفے کے گورنر تھے تو کوفے کے بنواسد خاندان والوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایات کیں، ایک شکایت یہ تھی کہ انھیں تو نماز پڑھانی بھی نہیں آتی۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نماز کو دین سے تعبیر کر رہے ہیں کہ اگر مجھے نماز پڑھنی بھی نہیں آتی تو میری ناکامی اور نامرادی میں کیا شبہ ہے کہ قدیم الاسلام ہونے کے باوجود نماز سیکھنے کے لیے میں ان لوگوں کا محتاج ہوں۔ یہ ان پر تہمت اور بہتان تھا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

٢٣٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنِّي أَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ

[2366] سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: بلاشبہ میں پہلا عربی شخص ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ

٢٣٦٦- أخرجه البخاري، الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه وتخليهم عن الدنيا؟، ح: ٦٤٥٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ٢٩٦٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به * وفي الباب عن عتبة بن غزوان [مسلم، ح: ٢٩٦٧].

الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا الْحُبْلَةُ وَهٰذَا السَّمُرُ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي فِي الدِّينِ، لَقَدْ خِبْتُ إِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِي.

کے ساتھ جہاد میں حصہ لیتے اور ہمارے پاس کھانے کے لیے کیکر کے پھل اور کیکر کی لنگ (پتے) ہی ہوتے حتیٰ کہ ہمارا ایک اس طرح قضائے حاجت کرتا جیسا کہ بکری مینگنیاں کرتی ہے۔ پھر صورت حال یہ ہے کہ بنو اسد مجھے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں میں تو ناکام ہوا اور میرا عمل رائگاں گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔

۲۳۶۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَمَخَطَ فِي أَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ بَخْ بَخْ يَتَمَخَّطُ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مِنَ الْجُوعِ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِي يُرٰى أَنَّ بِيَ الْجُنُونَ، وَمَا بِي جُنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا الْجُوعُ.

[2367] امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ کتان کے گیرو رنگ میں رنگے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو ایک میں انھوں نے ناک صاف کی، پھر فرمایا: واہ، واہ، کیا خوب! ابوہریرہ کتان میں ناک صاف کر رہا ہے، میں اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بھوک کی وجہ سے بے ہوشی کی حالت میں گرا ہوا دیکھ چکا ہوں، تو کوئی آنے والا آتا اور مجھے دیوانہ سمجھ کر میری گردن پر پاؤں رکھ دیتا تھا، حالانکہ میں دیوانہ نہ تھا، یہ تو محض بھوک کا کرشمہ تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے 7 ہجری میں مدینہ منورہ پہنچے تو طالب علم کی حیثیت سے اصحاب صفہ کے ساتھ رہتے تھے۔ معیشت کے اسباب و وسائل میسر نہ تھے۔ محنت و مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ بعض دفعہ بھوک کی وجہ سے غشی کھا کر گر پڑتے تو لوگ یہ سمجھ کر کہ اسے مرگی کا دورہ پڑا ہے گردن پر پیر رکھ دیتے تاکہ دورہ زائل ہو جائے کیونکہ انھیں یہ علم نہیں ہوتا تھا کہ یہ بھوک کا دورہ ہے، مرگی اور دیوانگی کا دورہ نہیں ہے۔ لیکن خلفائے راشدین کے دور میں فتوحات کی کثرت سے دولت

۲۳۶۷_ أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم ...، ح: ۷۳۲٤ من حديث حماد بن زيد به.

دولت کی ریل پیل ہوگئی۔ لوگ اعلیٰ قسم کے مکانات اور عمدہ لباس سے مستفید ہوئے، تو ناک کی صفائی بھی انھی اعلیٰ کپڑوں سے ہوتی تھی، اس پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حیرت اور تعجب کا اظہار فرماتے ہیں۔

٢٣٦٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الدُّورِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو ابْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ، وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتَّى تَقُولَ الْأَعْرَابُ: هٰؤُلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ، فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَّحَاجَةً». قَالَ فَضَالَةُ: [وَ]أَنَا يَوْمَئِذٍ مَّعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[2368] سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تھے (بعض اوقات) اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگ بھوک کی وجہ سے کھڑے کھڑے گر جاتے تھے حتیٰ کہ بدوی لوگ کہنے لگتے: یہ مجنون اور دیوانے لوگ ہیں، تو جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے، ان کی طرف پلٹتے اور فرماتے: ''اگر تم جان لو اللہ کے ہاں تمھارے لیے کیا کیا آسائشیں ہیں تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تمھارا فاقہ اور تمھاری ضرورتیں اور بڑھ جائیں۔'' سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اس وقت آپ کے ساتھ موجود تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اصحاب صفہ دین کے طالب علم، مسجد نبوی میں رہائش پذیر، آپ کے شاگردان رشید بعض اوقات کھانا میسر نہ آنے کی وجہ سے بھوک کی شدت سے نماز کی حالت ہی میں گر جاتے تھے، باہر سے آنے والے بدوی ان کے حالات سے آگاہ نہ ہونے کے سبب ان کو مجنون خیال کرتے اور گرنے کو دیوانگی کا دورہ قرار دیتے۔ لیکن آج دینی طلبہ کے لیے اللہ کے فضل وکرم سے کس قدر سہولتیں اور آسائشیں پیدا ہوچکی ہیں مگر افسوس کہ وہ دینی جذبہ اور دینی تڑپ مفقود ہوچکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ فَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكٰى.

٢٣٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا آدَمُ ابْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ

[2369] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے وقت گھر سے نکلے جس میں آپ گھر سے نہیں نکلتے تھے اور نہ اس میں آپ سے کوئی ملنے کے لیے آتا تھا،

٢٣٦٨۔ أخرجه أحمد: ٦/ ١٨ عن عبدالله بن يزيد به وصححه ابن حبان(الإحسان): ٧٢٢.

٢٣٦٩۔[صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في المشورة، ح: ٥١٢٨ وابن ماجه، ح: ٣٧٤٥ من حديث شيبان به مختصرًا وأصله عند البخاري، ح: ٧١٩٨ بالاختصار ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٥٦ عن آدم به مختصرًا، وصححه ابن حبان: ١٩٩١ والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٣١ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد ويأتي مختصرًا ✻ عبد الله بن عمير مدلس وعنعن وللحديث شواهد.

الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَّا يَخْرُجُ فِيهَا، وَلَا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: «مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ»؟ فَقَالَ: خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنْظُرُ فِي وَجْهِهِ وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ، فَقَالَ: «مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ»؟ قَالَ: الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: [فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:] «وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ»، فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَالُوا لِامْرَأَتِهِ: أَيْنَ صَاحِبُكِ؟ فَقَالَتِ: انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ، وَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَيَفْدِيهِ بِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَلَا تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهِ»؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوا أَوْ قَالَ: تَخَيَّرُوا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ طَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ». فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ». [قَالَ:] فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا فَأَتَاهُمْ بِهَا فَأَكَلُوا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ لَكَ خَادِمٌ»؟ قَالَ: لَا، قَالَ: «فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا». فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْتَرْ مِنْهُمَا». فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! اخْتَرْ لِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الْمُسْتَشَارَ

چنانچہ آپ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے پوچھا: ”اے ابوبکر! تجھے کون سی ضرورت لائی ہے؟“ انھوں نے جواب دیا: میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات، آپ کے رخ انور کے دیدار اور آپ کو سلام عرض کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو آپ نے پوچھا: ”اے عمر! کس ضرورت کے تحت آئے ہو؟“ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بھوک کے سبب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی کچھ بھوک محسوس کرتا ہوں۔“ سو تینوں سیدنا ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے گھر کی طرف چل پڑے۔ وہ بہت کھجوروں اور بکریوں کے مالک تھے۔ لیکن ان کا کوئی نوکر نہ تھا، اس لیے وہ نہ ملے تو ان حضرات نے اس کی بیوی سے پوچھا: تیرا خاوند کہاں ہے؟ اس نے بتایا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے، تھوڑی دیر کے بعد ابوالہیثم اپنی بھری ہوئی مشک اٹھائے ہوئے آ گیا اور اسے زمین پر رکھ کر رسول اللہ ﷺ سے چمٹ گیا اور اپنے ماں باپ آپ پر نثار کرنے لگا۔ پھر ان حضرات کو اپنے باغیچے کی طرف لے کر چل پڑا اور وہاں ان کے لیے ایک بچھونا بچھایا، پھر ایک کھجور کے درخت کا رخ کیا اور ایک گچھا لاکر ان کے سامنے رکھ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ہمارے لیے اس میں سے تازہ کھجوروں کا انتخاب کیوں نہ کرلیا؟“ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے چاہا آپ خود اس کی تازہ کھجوروں اور گدری کھجوروں میں سے انتخاب فرمالیں، تو سب نے کھجوریں کھائیں اور وہ شیریں پانی پیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا، ٹھنڈا سایہ، بہترین تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا

مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هٰذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا». فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَّا قَالَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا أَنْ تُعْتِقَهُ، قَالَ: هُوَ عَتِيقٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَّلَا خَلِيفَةً إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَّا تَأْلُوهُ خَبَالًا وَّمَنْ يُّوقَ بِطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وُقِيَ».

پانی۔'' پھر سیدنا ابوالہیثم ان حضرات کے لیے کھانا تیار کرنے کے لیے چل پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ دینے والا جانور ذبح نہ کرنا۔'' تو اس نے ان کے لیے بکری کا بچہ ذبح کیا اور پکا کر ان کے پاس لائے اور سب نے تناول فرمایا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیرے پاس خادم ہے؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا۔'' سو نبی ﷺ کے پاس دو عدد قیدی لائے گئے۔ ان کے ساتھ تیسرا نہ تھا تو ابوالہیثم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''دونوں میں سے چن لے۔'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ ہی میرے لیے انتخاب فرما دیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مشیر امین اور قابل اعتماد ہوتا ہے، یہ لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور اس کے بارے میں میں تجھے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔'' ابوالہیثم اپنی بیوی کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتایا، تو اس کی بیوی نے کہا: اس کے بارے میں نبی ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے تم اس تک اس کو آزاد کیے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ اس نے کہا: وہ آزاد ہے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ ہی کوئی خلیفہ مقرر فرمایا ہے مگر اس کے دو گہرے راز دان ساتھی ہوتے ہیں، ایک گہرا اور جگری دوست اسے نیکی اور بھلائی کا مشورہ دیتا ہے اور برائی اور بدی سے روکتا ہے اور دوسرا دوست اسے نقصان پہنچانے سے نہیں چوکتا اور جسے برے راز دان دوست سے بچایا گیا وہ واقعی بچ گیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: تنقیت: تو نے انتخاب اور چناؤ کرلیا۔ رُطَبٌ: تازہ کھجور۔ بسر: کچی پکی اور گدری کھجور۔ عناق: بکری کا مؤنث بچہ۔ جدي: بکری کا مذکر بچہ۔

فائدہ: یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوست احباب کے گھر سے کھانا نا صرف جائز بلکہ باہمی محبت و مودت کا باعث ہے۔ نیز رسول اکرم ﷺ کے زہد اور ابوالہیثم رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے تقویٰ و پرہیز گاری اور رسول اکرم ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

٢٣٧٠- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا وَّأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ [هٰذَا] الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدِيثُ [شَيْبَانَ] أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَأَطْوَلُ، وَشَيْبَانُ ثِقَةٌ عِنْدَهُمْ صَاحِبُ كِتَابٍ، [وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا].

[2370] جناب صالح بن عبداللہ کی سند سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نکلے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت بیان کی اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان نہیں کیا لیکن مذکورہ بالا شیبان کی روایت اس دوسری ابوعوانہ کی روایت سے زیادہ مکمل اور زیادہ لمبی ہے۔ شیبان محدثین کے نزدیک ثقہ اور ایک کتاب کا مصنف ہے۔ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے علاوہ بھی منقول ہے اور اسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

٢٣٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ [ابْنُ حَاتِمٍ] عَنْ سَهْلِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ حَجَرَيْنِ.

[2371] سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں پر ایک ایک پتھر بندھا دکھایا، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے دو پتھر ظاہر کیے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: پیٹ پر پیٹ کے بقدر باریک پتھر باندھ لیتے ہیں تاکہ پتھروں کی ٹھنڈک سے بھوک کی شدت میں کمی ہو، اور کمر سیدھی رہے، بھوک سے جھک نہ جائے۔

٢٣٧٠- [صحيح بما قبله] انظر الحديث السابق * وروي عن ابن عباس [تقدم: ٢٣٦٠].

٢٣٧١- [حسن بالشواهد] أخرجه الطبراني في الأوسط: ١/ ٤٤٥، ح: ٨٠٣ من حديث سهل بن أسلم به مطولاً وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ١٦١٥.

٢٣٧٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَّا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ.

[2372] جناب سماک بن حرب کہتے ہیں: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: کیا تمھیں حسب ضرورت کھانا پینا میسر نہیں ہے؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کو اپنا پیٹ بھرنے کے لیے ردی کھجوریں بھی میسر نہ آتی تھیں۔

[قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ نَّحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ، وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عُمَرَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب ابوعوانہ اور کئی دوسرے راویوں سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ اور امام شعبہ یہ روایت، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: دقل: ردی اور نکمی کھجور۔

(المعجم ٤٠) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (التحفة ٤٠)

باب: 40۔ تونگری، دل کے غنی ہونے کا نام ہے

٢٣٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ».

[2373] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال داری زیادہ ساز و سامان کا نام نہیں ہے بلکہ تونگری دل کی بے نیازی کا نام ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَأَبُو حَصِينٍ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَسَدِيُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوحصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

فائدہ: اگر دل میں صبر و قناعت نہ ہو تو انسان کی حرص و طمع ختم نہیں ہوتی اور وہ ہر وقت جائز اور ناجائز طریقوں سے مال کے اضافے کے چکر میں سرگرداں رہتا ہے۔ اور اگر صبر و قناعت ہو تو وہ مال بنانے کی فکر سے بے نیاز ہوتا ہے اور اصل مال داری اور تونگری یہی ہے کہ انسان کا دل حرص و طمع سے پاک ہو اور جو مل جائے اس پر صابر و شاکر رہے۔

٢٣٧٢- أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٧ عن قتيبة به.

٢٣٧٣- أخرجه البخاري، الرقاق، باب: "الغنى غنى النفس ... " إلخ، ح: ٦٤٤٦ من حديث أبي بكر بن عياش به، ورواه مسلم، ح: ١٠٥١ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْمَالِ بِحَقِّهِ (التحفة ٣١)

باب:41۔ مال جائز طریقے سے لینا

٢٣٧٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ قَيْسٍ وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللهِ وَرَسُولِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا النَّارُ».

[2374] جناب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''(بلاشبہ دنیا کا) یہ مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے، جس نے جائز طریقے سے لیا، اس کے لیے اس میں برکت دی جائے گی اور بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے مال میں اپنی خواہش کے مطابق تصرف کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن صرف آگ ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو الْوَلِيدِ اسْمُهُ عُبَيْدُ [بْنُ سَنُوطَا].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوالولید کا نام عبید بن سنوطا ہے۔

لغوی تشریح: متخوض: تصرف کرنے والا، بے دریغ خرچ کرنے والا۔

فائدہ: دنیا کا مال و منال دیدہ زیب اور دلکش ہوتا ہے۔ آنکھ اور دل دونوں اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، لیکن شریعت نے اس کے کھانے اور خرچ کرنے کے لیے حدود متعین کی ہیں، اس لیے لوگوں سے بلاضرورت و حاجت مانگنا یا ناجائز طریقے سے بیت المال سے لے کر اس میں من مانا تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر مال جائز طریقے سے ضرورت کے مطابق لیا جائے تو یہ خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔

(المعجم ٣٢) بَابٌ: [فِيمَا جَاءَ فِي عَبْدِ الدِّينَارِ وَعَبْدِ الدِّرْهَمِ] (التحفة ٣٢)

باب:42۔ درہم و دینار کا پرستار بندہ

٢٣٧٥- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا

[2375] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٣٧٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٨ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٢، وأصله عند البخاري، ح: ٣١١٨ بالاختصار.

٢٣٧٥- [ضعيف بهذه اللفظة] أخرجه الخطيب: ٨/ ٥٣ من حديث بشر بن هلال به ☆ يونس بن عبيد عنعن وانظر، ح: ٢٤٢٥ لحديث الحسن عن أبي هريرة، وأخرج البخاري، ح: ٢٨٨٦، ٢٨٨٧، ٦٤٣٥ من حديث أبي صالح بلفظ "تعس عبدالدينار وعبدالدرهم".

عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ، لُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ».

ﷺ نے فرمایا: ''دینار کا بندہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے اور درہم کا بندہ اللہ کی رحمت سے دور ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ [هٰذَا الْحَدِيثُ] مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا أَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَأَطْوَلَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے اور یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری سند سے اس سے زیادہ کامل اور لمبی منقول ہے۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے اگرچہ یہ الفاظ ثابت نہیں، اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر مال و دولت کی پرستش اور بندگی اور اس کی طلب و چاہت اور تلاش میں ایسا گرفتار ہو کہ اللہ کے احکام اور حلال وحرام کی حدود کا پابند نہ رہے تو گویا اس نے مال و دولت اور دینار اور درہم ہی کو اپنا معبود اور مقصود و مطلوب بنا لیا ہے تو ایسا بندہ اللہ کی رحمت سے محروم اور دور ہی ہوگا۔

(المعجم ٣٣) بَابُ [حَدِيثِ: «مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ...»] (التحفة ٣٢)

باب:43۔ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے گئے ہوں

٢٣٧٦ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ».

[2376] سیدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیے گئے ہوں، تو ان بکریوں کو اس سے زیادہ برباد نہیں کر سکتے جس قدر آدمی کے دین کی بربادی مال کی ہوس اور عزت و جاہ کی حرص سے ہوتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس بارے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بھی موجود ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے۔

٢٣٧٦ـ أخرجه النسائي في الكبرى عن سويد بن نصر (تحفة الأشراف: ٨/ ٣١٦، ح: ١١١٣٦) وأحمد: ٣/ ٤٦٠ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له، ح: ١٨١ وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٧٢ وللحديث شواهد عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ١٠/ ٢٥٠) والحاكم: ٣/ ٤٢٠، وأبي يعلى: ١١/ ٣٣١، ح: ٦٤٤٩ وغيرهم ※ وفي الباب عن ابن عمر [أبو نعيم في حلية الأولياء: ٧/ ٨٩ والقضاعي في مسند الشهاب: ٢/ ٢٦، ح: ٨١٣] ※ ابن كعب بن مالك، اسمه عبدالله.

فائدہ: مال کی محبت، ہوس اور عزت و جاہ کی حرص و لالچ آدمی کے دین کو انتہائی نقصان پہنچاتی ہے اور اللہ کے ساتھ ربط و تعلق کو توڑ دیتی ہے۔ اس حدیث کی صداقت آج روز روشن کی طرح واضح ہے اور ہر دینی اور سیاسی جماعت میں دھڑے بندی کی بڑی وجہ عزت و جاہ کی حرص ہی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

(المعجم ٤٤) بَابُ [حَدِيثِ: «مَا الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ»] (التحفة ٤٤)

باب: 44۔ دنیا اس سوار کی طرح ہے جو سائے میں بیٹھا ہے

٢٣٧٧ – حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنِي الْمَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً، فَقَالَ: «مَالِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا».

[2377] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کی چٹائی پر سو گئے، جب سو کر اٹھے تو آپ کے پہلو پر اس کے نشانات پڑ چکے تھے۔ ہم نے (اس حالت سے متاثر ہو کر) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپ کے لیے بستر بنا دیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے (دنیا کے ساز و سامان اور اس کی راحتوں اور آسائشوں سے) کیا تعلق، میرا دنیا کے ساتھ بس ایسا تعلق ہے جیسا کہ کوئی مسافر سوار کچھ دیر سایہ لینے کے لیے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا، پھر اپنی منزل کی طرف چل پڑا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔‘‘

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دنیا جس پر ہم فریفتہ ہیں اور اپنی پوری صلاحیتیں اور اوقات اس کی راحتوں اور آسائشوں کے لیے بڑے بڑے انتظامات کی فکر میں صرف کر دیتے ہیں، وہ ایک مسافر خانہ بھی نہیں بلکہ راہ گزر پر واقع ایک درخت کی طرح ہے جہاں ایک مسافر کچھ وقت کے لیے ستانے کے لیے رک جاتا ہے لیکن وہاں ٹھہرنے کے لیے راحتوں کے انتظامات نہیں کرتا، بلکہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے اس کو چھوڑ کر روانہ ہو جاتا ہے، لیکن ہم نے اس عارضی اور وقتی جگہ کو قیام گاہ تصور کر لیا ہے اور اپنی اصلی منزل اور اصل گھر کی طرف سے بے فکر ہو چکے ہیں۔

٢٣٧٧_ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب مثل الدنيا، ح: ٤١٠٩، والحاكم: ٤/ ٣١٠ من حديث المسعودي به وصححه على شرط مسلم.
* وفي الباب عن ابن عمر، [تقدم: ٢٣٣٣] وابن عباس [أحمد ١/ ٣٠١].

(المعجم ٣٥) بَابُ [حَدِيثِ: «الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ...»] (التحفة ٤٥)

باب:45۔ آدمی اپنے دوست کے طریقے اور ڈگر پر ہوتا ہے

٢٣٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ».

[2378] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے طرز عمل ہی پر ہوتا ہے، لہٰذا تمھارا ایک شخص غور و فکر کر لے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: عام طور پر انسان جن لوگوں کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرتا ہے اور ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، انھی کے سیرت و کردار اور طور و اطوار سے متاثر ہوتا ہے، اس لیے دوست و احباب سوچ سمجھ کر بنانے چاہئیں۔ اگر غلط کار لوگوں کے ساتھ دوستانہ قائم کرے گا تو انھی جیسا ہو کر اپنی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کرے گا۔

(المعجم ٣٦) بَابُ [مَا جَاءَ مَثَلُ ابْنِ آدَمَ وَأَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ وَعَمَلِهِ] (التحفة ٤٦)

باب:46۔ آدمی، اس کے اہل و اولاد اور مال و عمل کی مثال

٢٣٧٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ]: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ [هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيِّ] قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ، وَيَبْقَى وَاحِدٌ: يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ».

[2379] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے ساتھ اس کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک چیز باقی رہ جاتی ہے: اس کا اہل، اس کا مال اور اس کا عمل اس کے پیچھے جاتے ہیں، پھر اس کا اہل اور اس کا مال واپس آ جاتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٣٧٨- أخرجه أبو داود، الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، ح: ٤٨٣٣ عن محمد بن بشار به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٥٧٣ باختلاف يسير، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ١٧١ وغيره.

٢٣٧٩- وأخرجه البخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ٦٥١٤ من حديث سفيان بن عيينة به وهو في الزهد لابن المبارك، ح: ٦٣٦.

فائدہ: انسان کے ساتھ اس کی تین چیزوں کا ربط اور تعلق ہوتا ہے جو کفن دفن تک رہتا ہے، ان میں سے بعض چیزیں اولاد، نوکر چاکر قبر تک بھی چلے جاتے ہیں، لیکن دفن کے بعد اہل وعیال اور مال و اسباب کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ صرف اعمال رہ جاتے ہیں جن کی جزا سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

(المعجم ٤٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الْأَكْلِ

(التحفة ٤٧)

باب: 47۔ زیادہ کھانا ناپسندیدہ ہے

٢٣٨٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ الْحِمْصِيُّ، وَحَبِيبُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَامَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِّشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِّنَفَسِهِ».

[2380] سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”آدمی نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں، اگر اس نے ضرور ہی زیادہ کھانا ہو تو پھر پیٹ کا ایک تہائی حصہ، اس کے کھانے کے لیے ہے اور ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہے۔“

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ نَحْوَهُ وَقَالَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

جناب حسن بن عرفہ کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ اس میں سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سننے کی صراحت نہیں کی۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی زندگی کا مقصد کھانا پینا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد اللہ کی اطاعت اور بندگی ہے اور اس کے لیے صحت و تندرستی کا ہونا ضروری ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے، جب انسان معدے کا کچھ حصہ خالی رکھے، یعنی بھوک رکھ کر کھائے۔ ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا معدے کی خرابی اور بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے کھانا بقدر ضرورت کھانا چاہیے۔ ہمیشہ پیٹ بھر کر نہیں کھانا چاہیے اور اب تو ڈاکٹر حضرات بھی اقرار کرتے ہیں کہ جس قدر موتیں شکم سیری کی وجہ سے ہوتی ہیں، فاقے کے سبب نہیں ہوتیں۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

(التحفة ٤٨)

باب: 48۔ ریا کاری اور شہرت و ناموری

٢٣٨٠- أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٧٦٩ من حديث أبي سلمة الحمصي به ورواه أحمد: ١٣٢/٤ من حديث يحيى بن ◄◄

٢٣٨١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ وَمَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ». وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَّا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللهُ».

[2381] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دکھاوے کے لیے نیک کام کرے گا، تو اللہ اس کے دکھلاوے کو ظاہر کر دے گا اور جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت کے لیے کرے گا تو اللہ اس کو شہرت دے گا۔'' اور ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس پر اللہ رحم نہیں فرمائے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جُنْدُبٍ وَّعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [حَسَنٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

اس مسئلے میں سیدنا جندب اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① جو انسان کوئی نیک عمل ریا کاری، نمود و نمائش اور شہرت و ناموری کے لیے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف و توصیف کریں اور اس کو عزت و شرف بخشیں تو قیامت کے دن، اس کے عمل کی مناسبت سے سرمحشر اس کی ریاکاری اور منافقت کا پردہ چاک کر کے، سب کے سامنے اس کی خوب تشہیر کی جائے گی اور سب لوگوں کو یہ مشاہدہ کرایا جائے گا کہ یہ بدبخت انسان نیک عمل اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر نہیں کرتا تھا بلکہ نام و نمود اور دکھاوے و شہرت کے حصول کے لیے کرتا تھا۔ ② اسی طرح جو انسان دوسروں پر مہربانی اور شفقت نہیں کرتا وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔

٢٣٨٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ أَبِي الْوَلِيدِ أَبُو عُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفَيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَبُوهُرَيْرَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى

[2382] شُفَی اصبحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو اس نے ایک آدمی دیکھا، جس کے گرد لوگ جمع تھے، اس نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ میں ان کے قریب ہو گیا، حتی کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے۔ جب وہ خاموش ہو گئے، لوگ چلے گئے اور وہ تنہا رہ

◄◄ جابر وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، ح: ١٣٤٩ والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ١٢١ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٣٤٨ وغيره

٢٣٨١ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠ من حديث معاوية بن هشام وابن ماجه، ح: ٤٢٠٦ من حديث عطية العوفي به وضعفه البوصيري من أجل عطية وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٦٤٩٩ ومسلم، ح: ٢٩٨٧ وغيرهما ❊ وفي الباب عن جندب [البخاري، ح: ٦٤٩٩ ومسلم، ح: ٢٩٨٧]، وعبدالله بن عمرو [أحمد: ٢/ ٢١٢، ٢٢٣].

٢٣٨٢ـ أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٤٨٢ وابن حبان، ح: ٢٥٠٢ من حديث ابن المبارك به وصححه الحاكم: ١/ ٤١٨، ٤١٩ ووافقه الذهبي.

قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ. فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُوهُرَيْرَةَ نَشْغَةً، فَمَكَثْنَا قَلِيلًا، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَقَالَ: أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلٰى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ طَوِيلًا، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَّ اللهَ [تَبَارَكَ وَ] تَعَالٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ، فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِيءِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلٰى، يَا رَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ لَهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ. وَيُؤْتٰى بِصَاحِبِ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتّٰى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلٰى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلٰى، يَا رَبِّ! قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ لَهُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللهُ تَعَالٰى: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ:

گئے تو میں نے ان سے عرض کی: میں آپ سے بہت متانت اور سنجیدگی سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور اسے خوب سمجھا اور جانا ہو تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے ہی کرتا ہوں، میں تمھیں بلاشبہ ایسی ہی حدیث سناؤں گا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے، میں نے اسے خوب سمجھا اور جانا ہے، پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے، کچھ دیر ٹھہرے، پھر وہ ہوش میں آ گئے، کہنے لگے: بلاشبہ میں تمھیں وہ حدیث بتاؤں گا جو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اس گھر میں بیان فرمائی تھی اور اس وقت میرے اور آپ کے سوا کوئی اور ہمارے ساتھ نہ تھا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش میں آئے تو اپنا چہرہ پونچھا اور کہا: میں ایسے ہی کرتا ہوں، میں تمھیں وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی تھی جبکہ میں اور آپ اس گھر میں تھے، ہمارے ساتھ میرے اور آپ کے سوا کوئی نہ تھا، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک سخت چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، پھر وہ جھک کر چہرے کے بل گر پڑے، تو میں نے خاصی دیر تک آپ کو سہارا دیا، پھر وہ ہوش میں آ گئے اور کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ بندوں کی طرف اترے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے اور ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہو گی تو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے جس شخص کو بلائے گا، وہ ہو گا جس نے اپنے سینے میں قرآن جمع کیا ہو گا، (دوسرا) وہ آدمی ہو گا جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہو گا اور (تیسرا) وہ آدمی ہو گا جو بہت مال دار ہو گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ قاری سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھلائی جو میں نے اپنے

فُلَانٌ جَوَادٌ وَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ، وَيُؤْتٰى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: فِيمَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُولُ: أَمَرْتَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتّٰى قُتِلْتُ. فَيَقُولُ اللّٰهُ [تَعَالٰى] لَهُ: كَذَبْتَ، وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللّٰهُ [تَعَالٰى]: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ»، ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رُكْبَتِي فَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رسول پر اتاری تھی؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اے میرے رب! اللہ فرمائے گا: تو تو نے جو کچھ جانا اس پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں رات اور دن اس کا حق ادا کرتا رہا یا شب و روز کی گھڑیوں میں اس کی تلاوت کرتا رہا، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے اسے کہیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلکہ تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے کہا جائے: فلاں قاری ہے، تو یہ کہا جا چکا ہے۔ اور مال دار کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے فراخی و وسعت نہ دی تھی حتی کہ تجھے کسی کا محتاج نہیں رہنے دیا تھا؟ وہ کہے گا: ضرور، اے میرے رب! اللہ فرمائے گا: تو میں نے تجھے جو کچھ دیا تھا اس میں تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقے دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور فرشتے کہیں گے: تو نے جھوٹ بولا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلکہ تو نے چاہا تھا کہ کہا جائے: فلاں بہت سخی ہے اور یہ کہا جا چکا ہے۔ پھر اسے لایا جائے گا جسے اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے کس کی خاطر قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا: تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تو میں لڑا حتی کہ مجھے قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اور اسے فرشتے کہیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلکہ تو نے چاہا تھا کہ یوں کہا جائے: فلاں بہادر ہے، بہت دلیر ہے۔ تو یہ کہا جا چکا ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر (اپنا دست مبارک) مارا اور فرمایا: "اے ابوہریرہ! یہ تین انسان، اللہ کی پہلی مخلوق ہیں جن سے قیامت کے دن آگ بھڑکائی جائے گی۔"

قَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُثْمَانَ الْمَدَائِنِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِي دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ

ابوعثمان ولید مدائنی بیان کرتے ہیں کہ مجھے عقبہ بن مسلم نے بتایا: بلاشبہ شُفی ہی وہ شخص ہے جو سیدنا معاویہ کے پاس

فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا. قَالَ أَبُو عُثْمَانَ: - وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ - قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَأَخْبَرَهُ بِهٰذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ، ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ، وَقُلْنَا: قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ، ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [هود: ١٥، ١٦].
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

گیا اور انھیں یہ حدیث سنائی۔ ابوعثمان کہتے ہیں: اور مجھے علاء بن ابی حکیم نے بتایا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا جلاد تھا، اس نے کہا: سیدنا معاویہ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سنائی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا تو پھر دوسرے لوگوں کا کیا بنے گا (ان کا کیا حال ہوگا۔) پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے، حتی کہ ہم نے خیال کیا، وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ہم نے کہا: یہ آدمی ہمارے لیے مصیبت لایا ہے، پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے، انھوں نے اپنا چہرہ صاف کیا اور کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ ہی فرمایا: ''جو شخص دنیا اور اس کی زیب و زینت کا خواہاں ہوا تو ہم انھیں دنیا ہی میں ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیں گے اور دنیا میں ان کے ساتھ کمی نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں ہوگا اور جو کچھ انھوں نے یہاں بنایا ہے، سب اکارت جائے گا اور جو کچھ کرتے رہے ہیں، سب نابود ہونے والا ہے۔'' (ھود 11:15، 16) امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور ہم نشینی کا دور اور اس کی سعادتیں اور برکتیں یاد کر کے اس عجیب و غریب کیفیت میں مبتلا ہو گئے یا کمال ورع اور تقویٰ کے باوجود، حدیث میں بیان کردہ تین اشخاص کے انجام سے لرزاں اور ترساں ہو گئے، جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تین افراد کا یہ انجام جان کر خوف زدہ ہو گئے، پھر اس کی تائید و تصدیق کے لیے آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ ② اس حدیث میں جن تین اعمال کا ذکر ہے، یعنی قرآن مجید کی تحصیل اور تعلم پھر اس کی تلاوت اور تعلیم و تدریس جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں صراحت ہے۔ (حدیث: 4923) اللہ کے راستے میں جان اور مال کی قربانی، ظاہر ہے یہ تینوں کام اعلیٰ درجے کے ممتاز اعمال صالحہ ہیں اور اگر اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ کیے جائیں تو ان کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ لیکن یہی عمل جب نام و نمود اور شہرت و ناموری کے لیے کیے جائیں تو اللہ کے نزدیک یہ عمل کرنے والے اس قدر سنگین درجے کے گناہ گار ہیں کہ دوسرے سب گناہ گاروں سے پہلے جہنم میں جانے کا فیصلہ ان ہی کے لیے کیا جائے گا اور سب سے پہلے یہی لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اگرچہ حساب کتاب سب سے پہلے حقوق اللہ میں سے نماز کا ہوگا اور حقوق

ریزی کا ہوگا۔

(المعجم ...) بَابٌ (التحفة ...)

باب: جہنم کی ایک وادی کا بیان

٢٣٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَيْفٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي مَعَانٍ الْبَصْرِيِّ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحَزَنِ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا جُبُّ الْحَزَنِ؟ قَالَ: «وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهُ؟ قَالَ: «الْقُرَّاءُونَ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ».

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

[2383] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ جُبّ الحزن (غم کے کنویں) سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔“ حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جُبّ الحزن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جہنم کی ایک وادی ہے جس سے خود جہنم ہر دن سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”قرآن پڑھنے والے، جو دوسروں کو دکھانے کے لیے اچھے عمل کرتے ہیں۔“

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم صحیح روایات سے ریاکاری کی سخت مذمت اور اس پر شدید وعید ثابت ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی بیان ہوا۔ اس میں قراء کا لفظ بولا گیا ہے جس کے معنی زیادہ عبادت کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں اور قرآن کے پڑھنے اور اس کے علم میں خصوصیت اور امتیاز رکھنے والے کے بھی۔ تو اگر وہ ریاکار اور نمود و نمائش کے خواہاں ہوں گے تو وہ جہنم کے مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ریاکاری اور دکھلاوے سے بچائے۔

(المعجم ٤٩) بَابُ [عَمَلِ السِّرِّ] (التحفة ٤٩)

باب: 49۔ پوشیدہ عمل

٢٣٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ فَيُسِرُّهُ، فَإِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ أَعْجَبَهُ ذٰلِكَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

[2384] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی عمل کرتا ہے اور اسے چھپاتا ہے اور جب لوگوں کو اس کا پتہ چل جاتا ہے، اس کو یہ اچھا لگتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو دو اجر مل گئے ایک راز داری کا اور ایک کھل جانے

٢٣٨٣ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٦ من حديث المحاربي به ✲ عمار بن سيف ضعيف الحديث وكان عابدًا (تقريب) وأبو معان مجهول.

٢٣٨٤ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الثناء الحسن، ح: ٤٢٢٦ من حديث أبي سنان به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٤٣٠ ✲ حبيب عنعن وباقي السند حسن.

«لَهُ أَجْرَانِ: أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى الْأَعْمَشُ وَغَيْرُهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، وَأَصْحَابُ الْأَعْمَشِ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ [فَقَالَ:] إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ، إِنَّمَا مَعْنَاهُ أَنْ يُعْجِبَهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ بِالْخَيْرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ» فَيُعْجِبُهُ ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَيْهِ لِهٰذَا [لِمَا يَرْجُو بِثَنَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ]، فَأَمَّا إِذَا أَعْجَبَهُ لِيَعْلَمَ النَّاسُ مِنْهُ الْخَيْرَ وَيُكْرَمَ وَيُعَظَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَهٰذَا رِيَاءٌ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِذَا اطُّلِعَ عَلَيْهِ فَأَعْجَبَهُ رَجَاءَ أَنْ يُعْمَلَ بِعَمَلِهِ، فَتَكُونَ لَهُ مِثْلُ أُجُورِهِمْ، فَهٰذَا لَهُ مَذْهَبٌ أَيْضًا.

کا۔‘‘

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اعمش وغیرہ نے حبیب بن ابی ثابت کی سند سے اسے مرسلاً بیان کیا ہے۔ اور اعمش کے شاگرد اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر کی ہے کہ جب لوگوں کو اس سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو اچھا لگتا ہے، کے معنی یہ ہیں کہ اس عمل پر لوگوں کا اس کی تعریف کرنا اور اچھا سمجھنا، اس کو اچھا لگتا ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ’’تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو‘‘ (بخاري، حديث: 1367) اس حدیث کی بنا پر لوگوں کی تعریف اس کو پسند آتی ہے کیونکہ لوگوں کی تعریف کی بنا پر قبولیت کی امید پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر اس کو اس لیے پسند ہے کہ لوگوں کو اس کی نیکی کا علم ہو جائے اور اس وجہ سے اس کی تکریم و تعظیم کی جائے تو یہ دکھلاوا ہے۔ اور بعض اہل علم کا خیال ہے، جب اس کے عمل سے آگاہی ہو جائے اور اسے اس وجہ سے پسند آئے کہ لوگ بھی اس جیسا عمل کریں تاکہ اس کو بھی ان کے اجر کے برابر ثواب ملے تو یہ بھی خوشی کی ایک راہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی ضعیف ہے، تاہم اس کے بعض وہ مفہوم بھی لیے گئے ہیں جن سے اس کا مفہوم صحیح روایات کے ہم معنی ہو جاتا ہے، مثلاً: اگر کوئی انسان اخلاص اور حسن نیت سے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے چھپ کر اور پوشیدہ طور پر نیک کام کرتا ہے اور اس کے ارادے اور کوشش کے بغیر اللہ کے دوسرے بندوں کو اس پوشیدہ عمل کا علم ہو جاتا ہے اور اس سے اس عمل کرنے والے کو خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے تو یہ اخلاص کے منافی نہیں ہے، بلکہ صحیح مسلم شریف کی روایت کے مطابق اس عمل خیر کی بنا پر لوگوں کا اس کی تعریف کرنا اور اس سے محبت کرنا، بندۂ مومن کے لیے نقد بشارت ہے۔ (حديث: 6721 (2642))

(المعجم ٥٠) بَابُ [مَا جَاءَ أَنَّ الْمَرْءَ مَعَ مَنْ أَحَبَّ]

(التحفة ٥٠)

باب: 50۔ جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہو، انجام بھی اسی کے ساتھ ہوگا

٢٣٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَّلَاصَوْمٍ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ، وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ»، فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا.

[2385] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ سو نبی ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، جب آپ نے اپنی نماز پوری کرلی تو فرمایا: ''قیامت کے برپا ہونے کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس آدمی نے کہا: میں ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ''تو نے اس کے لیے کیا تیار کیا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے لیے زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کیے۔ ہاں، اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تو اس کے ساتھ ہے جس سے تجھے محبت ہے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ مسلمانوں کو اسلام لانے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی آپ کی اس بشارت سے ہوئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان جن لوگوں سے محبت اور پیار کرتا ہے، انجام میں انھی کے ساتھ شریک ہوگا، اگرچہ دونوں کا درجہ اور مقام ومرتبہ یکساں نہیں ہوگا، دونوں کا جنت میں اجتماع ہوگا یعنی اس کی معیت میں جنت میں داخل ہوگا اور درجہ ومرتبہ اپنے اپنے عملوں کے مطابق ہوگا، لیکن یہ خیال رہے کہ محبت کے لیے اطاعت وفرماں برداری لازم ہے، یہ ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ اور اس کے رسول سے صحیح اور خالص، سچی محبت ہو اور اس کی زندگی معصیت اور بغاوت سے بھرپور ہو۔ جو لوگ آزادی اور بے فکری کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور پھر اللہ اور رسول کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں یا فریب خوردہ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا انعام ہے اور یہ کتنے ہی بہترین رفیق ہیں۔'' (النسآء 4:70)

٢٣٨٥ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٤ من حديث حميد الطويل به وصححه ابن حبان (الاحسان): ١٠٥ وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٦٨٨، ٦١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣ ومسلم، ح: ٢٦٣٩ وغيرهما.

٢٣٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ».

[2386] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَصَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مُوسٰى. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

اس مسئلے میں سیدنا علی، عبداللہ بن مسعود، صفوان بن عسال، ابوہریرہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور حسن بصری کی حدیث کی صورت میں غریب ہے اور یہ حدیث نبی ﷺ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

٢٣٨٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ هُوَ بِهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ».

[2387] سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بلند آواز والا بدوی آیا اور اس نے پوچھا: اے محمد! ایک آدمی ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور وہ ابھی تک ان کے ساتھ مل نہیں سکا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَحْمُودٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب احمد بن عبدہ الضبي کی سند سے بھی مذکورہ بالا کے ہم معنی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① جو شخص اللہ کے نیک بندوں اور اہل صلاح وتقویٰ سے محبت رکھتا ہے اور ان جیسے عمل اور سیرت وکردار کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن ان کے قدم بہ قدم نہیں چل سکا، بلکہ ان سے پیچھے ہے، تو یہ شخص کچھ پیچھے ہونے کے باوجود،

٢٣٨٦ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٦ من حديث الحسن به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٦٥ وللحديث شواهد كثيرة جدًا دون قوله: "وله ما اكتسب" والقرآن يؤيده فالحديث حسن لغيره * وفي الباب عن علي [البزار (كشف الأستار): ٤/ ٢٢٩، ح: ٣٥٩٦]، وعبدالله بن مسعود [البخاري، ح: ٦١٦٨ ومسلم، ح: ٢٦٤٠]، وصفوان بن عسال [يأتي: ٢٣٨٧]، وأبي هريرة [تقدم: ٢٣٧٨]، وأبي موسى [البخاري، ح: ٦١٧٠ ومسلم، ح: ٢٦٤١].

٢٣٨٧ـ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٩ من حديث يحيى بن آدم به * سفيان الثوري تابعه حماد بن زيد كما سيأتي، وللحديث شواهد كثيرة.

اللہ کے ان نیک بندوں کے ساتھ کر دیا جائے گا جن کے ساتھ اس کو محبت تھی اور جن کے راستے پر وہ چل رہا تھا۔ ② اعرابی (بدوی) بالعموم چونکہ غیر تربیت یافتہ ہوتے تھے، اس لیے آدابِ رسالت سے بھی بالعموم ناواقف ہوتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اس نے ''یا رسول اللہ'' کے بجائے ''یا محمد'' کہا، حالانکہ مسلمانوں کو اس طرح نام لے کر آپ کو خطاب کرنے سے روکا گیا ہے، تاہم آپ نے بھی اس بدوی کی اصل حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو نظر انداز فرما دیا اور اس کے اخلاص کو پیش نظر رکھا۔ اس میں بھی ہمارے لیے تربیت کا ایک خاص پہلو موجود ہے۔

(المعجم ٥١) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ تَعَالَى (التحفة ٥١)

باب: 51۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا

٢٣٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2388] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ سلوک، بندے کے اس کے بارے میں یقین اور گمان کے مطابق ہوگا اور ظاہر ہے اچھے اور نیک عمل کر کے ہی اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھا جا سکتا ہے۔ دعا کر کے ہی قبولیت کی امید رکھی جا سکتی ہے، توبہ کر کے ہی اللہ کی رحمت کی امید ہو سکتی ہے۔ استغفار کے بعد ہی معافی کی امید ہو سکتی ہے۔ معصیت اور بغاوت کے بعد تو حسن ظن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور انسان جب دل کی گہرائی سے قبولیت کی امید کے ساتھ دعا کرتا ہے، تو اس کی توفیق و حمایت حاصل ہو جاتی ہے، گویا اللہ تعالیٰ اس کا رفیق کار اور معاون بن جاتا ہے۔

(المعجم ٥٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِرِّ وَالْإِثْمِ (التحفة ٥٢)

باب: 52۔ نیکی اور گناہ

٢٣٨٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، أَنَّ

[2389] سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیکی، اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس

٢٣٨٨- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله تعالى وحسن الظن به، ح: ٢٦٧٥ عن أبي كريب به وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٧٤٠٥ عن أبي هريرة به.

٢٣٨٩- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تفسير البر والإثم، ح: ٢٥٥٣ من حديث معاوية بن صالح به.

رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ».

بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس سے آگاہی اور واقفیت حاصل ہو۔"

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ.

امام صاحب اپنے اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں یہ ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔

فائدہ: اچھا اخلاق یہ ہے کہ انسان کا رویہ اور طرز عمل اللہ اور لوگوں کے ساتھ ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور یہی نیکی ہے۔ گناہ اس کا نام ہے کہ ایک کامل مومن جو فراست ایمانی سے متصف ہے، جب وہ کام کرنے لگتا ہے تو اس کے دل میں انشراح اور اطمینان پیدا نہیں ہوتا، بلکہ شک وشبہ اور تردد پیدا ہوتا ہے اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ ایک مومن کے دل میں گناہ کے ارتکاب سے کھٹکا اور تردد پیدا ہونا چاہیے، اگر گناہ سے کھٹکا اور تذبذب وتردد پیدا نہیں ہوتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ابھی ایمان میں نقص اور کمی ہے۔

(المعجم ٥٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحُبِّ فِي اللهِ (التحفة ٥٣)

باب: 53۔ اللہ کی خاطر محبت

٢٣٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ، حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْمُتَحَابُّونَ فِي جَلَالِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ».

[2390] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میری جلالت وعظمت کی خاطر محبت کرنے والوں کو نور کے ایسے منبر ملیں گے جن کے باعث ان پر انبیاء وشہداء بھی رشک کریں گے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ مَسْعُودٍ

اس مسئلے میں سیدنا ابودرداء، ابن مسعود، عبادہ بن

٢٣٩٠- أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٦، ٢٣٧، ح: ٢٢٤١٤ ص: ٢٣٩، ح: ٢٢٤٣١ من حديث جعفر بن برقان به مطولًا وسنده حسن وصححه ابن حبان، ح: ٢٥١٠ ورواه أبو المليح الرقي الحسن بن عمر بن يحيى عن حبيب به ☆ وفي الباب عن أبي الدرداء [الطبراني في الأوسط: ٢/ ١٩٥، ح: ١٣٥٠]، وابن مسعود [لعله يشير إلى حديث الطبراني في الأوسط: ٨/ ١٠٤، ح: ٧٢١٠]، وعبادة بن الصامت [أحمد: ٥/ ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٣٩]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٣٩١ والبزار: ٤/ ٢٢٨، ح: ٣٥٩٣]، وأبي مالك الأشعري [أحمد: ٥/ ٣٤٣].

وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ ثُوَبٍ.

صامت، ابو مالک اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابومسلمہ خولانی کا نام عبداللہ بن ثُوَب ہے۔

فائدہ: محض اللہ کی عظمت وجلالت کے سبب باہم محبت کرنا ایک ایسی ایمانی خوبی اور خصلت ہے جس کی اللہ کے ہاں بڑی قدر و قیمت ہے۔ اس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب ومقرب بن جاتا ہے۔ قیامت کے دن ان کو ایسے نورانی منبر میسر آئیں گے جن کے حسن وخوبی کے سبب ان لوگوں پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، حالانکہ ان کا درجہ اور مرتبہ ان سے بہت بلند و بالا اور افضل ہوگا۔

٢٣٩١- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ - أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ، وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ فَاجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ [امْرَأَةٌ] ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ».

[2391] سیدنا ابوہریرہ یا سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ فراہم فرمائے گا، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، وہ نوجوان جو اللہ کی بندگی میں پروان چڑھا، وہ آدمی جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد بھی اس کے ساتھ جڑا رہتا ہے، حتی کہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے، وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اسی پر جمع ہوتے اور اسی پر علیحدہ ہوتے ہیں، وہ آدمی جو الگ تھلگ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کے آنسو (خوف الٰہی سے) جاری ہو جاتے ہیں۔ وہ آدمی جسے کسی خاندانی اور خوبصورت عورت نے (برائی کی) پیش کش کی تو اس نے کہا: میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس نے بڑا صدقہ کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا، حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلَ هٰذَا، وَشَكَّ فِيهِ وَقَالَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث امام مالک بن انس سے کئی سندوں سے اس طرح شک کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ ابوہریرہ سے روایت ہے

٢٣٩١- أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، ح: ٦٦٠ من حديث خبيب به ومسلم، ح: ١٠٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٥٢، ٩٥٣ (يحيى) وحديث عبيدالله بن عمر، سنده صحيح.

۔ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۔ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ فَقَالَ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِمَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ». وَقَالَ: «ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ». هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یا ابوسعید رضی اللہ عنہما سے، لیکن عبیداللہ بن عمر، امام مالک کے استاد خبیب بن عبدالرحمن ہی کی سند سے بلاشک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ جناب سوار بن عبداللہ عنبری اور محمد بن مثنیٰ کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا کے ہم معنی مروی ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس روایت میں مسجد کی جگہ مساجد ہے اور حسب کی جگہ منصب (خاندانی شرف و مرتبت) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کردہ سات خوبیاں اور خصلتیں اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب اور پسند ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ کے عرش کے سوا کہیں سایہ میسر نہیں آئے گا تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے عرش کا سایہ فراہم فرمائے گا اور عرش کے سائے کو تشریف وتکریم کی خاطر اپنے سائے سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ کعبے کو بیت اللہ سے موسوم کیا ہے۔ نیز ایک روایت میں عرش کے سائے کی صراحت ہے۔ (تحفة الأحوذي: 57/7)

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْلَامِ الْحُبِّ (التحفة ٥٣)

باب: ۔محبت سے آگاہ کرنا

٢٣٩٢ ۔ (ا) حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ إِيَّاهُ».

[2392] سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے (دینی) بھائی سے محبت کرے، تو اسے اس سے آگاہ کر دے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ الْمِقْدَامِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. [وَالْمِقْدَامُ يُكْنٰى أَبَا كَرِيمَةَ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوذر اور انس رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مقدام کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اور مقدام کی کنیت ابوکریمہ ہے۔

فائدہ: عام طور پر یک طرفہ محبت پائدار اور دیرپا نہیں ہوتی، جب دوسرے کو اپنی خالص محبت سے آگاہ کر دے گا اور وہ بھی اس سے محبت کرنے لگے گا تو طرفین کی محبت میں دوام اور استقلال پیدا ہوگا۔

٢٣٩٢ (أ) ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب الرجل يحب الرجل على خير يراه، ح: ٥١٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥١٤ ☆ وفي الباب عن أبي ذر [أحمد: ٥/ ١٤٥، ١٧٣] وأنس [ابن حبان، ح: ٢٥١٣].

٢٣٩٢(ب)- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ الْقَصِيرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَامَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا آخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنِ اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَمِمَّنْ هُوَ؟ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ».

[2392] سیدنا یزید بن نعامہ ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک آدمی کسی دوسرے سے اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم کرے تو اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور کس خاندان سے ہے، دریافت کر لے؟ کیونکہ اس سے محبت کا تعلق بڑھتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَا نَعْرِفُ لِيَزِيدَ بْنِ نُعَامَةَ سَمَاعًا مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ. وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور ہمارے علم میں یزید بن نُعامہ کا نبی اکرم ﷺ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی حدیث منقول ہے، مگر اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، لیکن گزشتہ حدیث کے ہم معنی ہی ہے، ہر انسان کو اپنے، اپنے باپ اور خاندان وقبیلہ سے محبت ہوتی ہے اور جوان چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہے اس سے تعلق اور ربط بڑھتا ہے کیونکہ ان چیزوں کے بارے میں سوال کرنا، اس کو اہمیت دینا ہے اور اس کو یاد رکھنے کی علامت ہے۔

(المعجم ٥٤) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] كَرَاهِيَةِ الْمِدْحَةِ وَالْمَدَّاحِينَ (التحفة ٥٥)

باب: 54۔ منہ پر تعریف اور تعریف کرنے والوں سے ناپسندیدگی کا اظہار

٢٣٩٣- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَأَثْنٰى عَلٰى أَمِيرٍ مِّنَ الْأُمَرَاءِ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَحْثُوَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.

[2393] سیدنا ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اٹھ کر حکمرانوں میں سے کسی حکمران کی تعریف کرنے لگا تو سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ اس کے چہرے پر مٹی ڈالنے لگے اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ پر مٹی ڈالیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا

اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بھی موجود

٢٣٩٢-(ب) [ضعيف لإرساله] وفيه علة أخرى وأخرجه ابن أبي شيبة: ٩/١٠٦، ح: ٢٦٦٣٣ عن حاتم بن إسماعيل به.
٢٣٩٣- أخرجه مسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط ... إلخ، ح: ٣٠٠٢ من حديث ابن مهدي به ☆ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٣٩٤].

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى زَائِدَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، [عَنِ الْمِقْدَادِ] وَحَدِيثُ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَصَحُّ. وَأَبُو مَعْمَرٍ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ. وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ، وَيُكْنٰى أَبَا مَعْبَدٍ، وَإِنَّمَا نُسِبَ إِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ لِأَنَّهُ كَانَ [قَدْ] تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيرٌ.

ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زائدہ نے یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے، انھوں نے مجاہد سے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے مقداد رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور صحیح سند اوپر والی ہے کہ مجاہد، ابومعمر کے واسطے سے بیان کرتا ہے، ابومعمر کا نام عبداللہ بن سَخْبَرَة ہے اور مقداد بن اسود سے مراد، مقداد بن عمرو کندی ہے جس کی کنیت ابومعبد ہے اور اسے اسود بن عبد یغوث کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس نے بچپن ہی میں اسے اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا۔

فائدہ: کسی کی چاپلوسی اور خوشامد کرتے ہوئے خود غرضی اور مفاد پرستی کے تحت تعریف کرنا ناپسندیدہ ہے، کیونکہ یہ خود پسندی، غرور اور گھمنڈ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے، اس لیے ایسے شخص کو اس کے مقصد میں ناکام و نامراد کرنا چاہیے، اس کو منہ نہیں لگانا چاہیے۔ ہاں، کسی کے کارنامے اور کمال کی حوصلہ افزائی کے لیے تعریف کرنا یہ خوشامد یا چاپلوسی نہیں ہے۔ اگر اس سے کبر و غرور کا شائبہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا جواز ہے۔

٢٣٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سَالِمٍ الْخَيَّاطِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَحْثُوَ فِي أَفْوَاهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.

[2394] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم چاپلوسی کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے غریب ہے۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي صُحْبَةِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٥٦)

باب: 55۔ مومن کی رفاقت

٢٣٩٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ

[2395] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”صرف مومن کے ساتھ

٢٣٩٤- [صحيح لغيره] والحديث السابق شاهد له.

٢٣٩٥- أخرجه أبو داود، الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، ح: ٤٨٣٢ من حديث ابن المبارك به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٩، ٢٠٥٠، ٢٥٢٢ والحاكم: ٤/ ١٢٨ ووافقه الذهبي.

غَيْلَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجِيبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ سَالِمٌ: أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ».

رہو (یا مومن ہی کو ساتھی اور دوست بناؤ) اور تمھارا کھانا بس پرہیز گار ہی کھائے۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں اسی سند ہی سے آئی ہے۔

فائدہ: ایک مسلمان کا اٹھنا بیٹھنا، اس کی دوستی اور رفاقت صرف مومن سے ہونی چاہیے اور محبت ومودّت پر مبنی دعوت صرف نیک اور متقی انسان کی کرنی چاہیے، ہاں ضرورت اور فقر و احتیاج کے سبب کسی اور کو بھی کھانا کھلایا جا سکتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے گھر بعض دفعہ کافروں نے بھی کھانا کھایا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 64/7)

(المعجم ٥٦) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ (التحفة ٥٧)

باب: 56۔ مصیبت اور آزمائش کے وقت صبر کرنا

٢٣٩٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ».

[2396] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے جلدی دنیا میں سزا دے دیتا ہے اور جب وہ اپنے بندے سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے گناہ کے باوجود سزا روک لیتا ہے، حتی کہ قیامت کے دن وہ پورا گناہ لے کر آئے گا۔‘‘ اور اسی سند سے، نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ’’بلاشبہ بڑا صلہ بڑی مصیبت کے ساتھ ہے، اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے تو جو اس پر راضی ہوا، اس کو اللہ کی رضا ملے گی اور جو اس پر ناراض ہوا، اس کے لیے ناراضی ہوگی۔‘‘

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے۔

٢٣٩٦- أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الصبر على البلاء، ح: ٤٠٣١ من حديث الليث بن سعد به و للحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٤٩، ٤/ ٣٧٦، ٣٧٧ وغيره.

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کسی نہ کسی مصیبت اور آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، وہ مصیبت اور آزمائش اس کے لیے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور اسے توبہ و استغفار کی توفیق عنایت ہو جاتی ہے، یعنی آزمائش اور آزمائش میں صبر وشکر کے اسباب بھی فراہم کر دیتا ہے اور وہ اس آزمائش پر جزع فزع نہیں کرتا اور جس بندے سے وہ خوش نہیں ہوتا، اس کی مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی اور نہ اسے توبہ و استغفار کی توفیق ہی نصیب ہوتی ہے۔ ② جس قدر انسان کا اللہ کے ہاں مقام اور مرتبہ بڑا ہوتا ہے، اتنی ہی آزمائش بڑی ہوتی ہے تاکہ اس کے ہر قسم کے گناہ جھڑ جائیں اور وہ بالکل پاک و صاف ہو کر اللہ کے حضور پیش ہو اور اگر گناہ نہ ہوں تو اس کے درجات و مراتب میں اضافہ ہو، جیسا کہ اگلی روایات میں وضاحت آ رہی ہے۔

٢٣٩٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ الْوَجَعَ عَلَى أَحَدٍ أَشَدَّ مِنْهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2397] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے زیادہ سخت بیماری کسی کی نہیں دیکھی۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند اور ارفع ہے اور اجر وثواب بھی اسی اعتبار سے بڑھ کر ہے، اس لیے بیماری بھی سب سے شدید ہوتی تھی۔

٢٣٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ: يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى قَدْرِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ».

[2398] سیدنا مصعب بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: سب سے سخت آزمائش میں کن لوگوں کو ڈالا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''انبیاء کو، پھر درجہ بدرجہ مراتب کے اعتبار سے، آدمی کی آزمائش اس کے دینی مقام کے مطابق ہوتی ہے، سو اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہو تو اس کی آزمائش شدید اور سخت ہو گی اور اگر اس کے دین میں کمزوری اور نرمی ہو تو اپنے دینی مرتبے کے موافق اس کی آزمائش ہو گی۔ بندے

٢٣٩٧- أخرجه البخاري، المرضى، باب شدة المرض، ح: ٥٦٤٦ ومسلم، ح: ٢٥٧٠ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٥٣٦.

٢٣٩٨- [حسن بالمتابعات] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الصبر على البلاء، ح: ٤٠٢٣ من حديث عاصم به وصححه ابن حبان، ح: ٧٠٠ وللحديث طرق كثيرة عند ابن حبان، ح: ٦٩٨، ٦٩٩ والحاكم: ١/ ٤١ وغيرهما * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٣٩٩]، وأخت حذيفة [أحمد: ٦/ ٣٦٩ واسمها فاطمة بنت اليمان].

پر ہمیشہ آزمائش آتی رہتی ہے، حتی کہ وہ اسے اس حالت میں چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُخْتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ»].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی بہن سے بھی حدیث ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: سب لوگوں سے شدید آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "انبیاء کی، پھر شرف و مرتبے کے اعتبار سے درجہ بدرجہ۔"

٢٣٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ».

[2399] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن مرد اور مومنہ عورت ہمیشہ اپنے نفس، اپنی اولاد اور اپنے مال کی آزمائش میں گرفتار رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُخْتِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی بہن سے روایات مروی ہیں۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْبَصَرِ (التحفة ٥٨)

باب: 57۔ بینائی کا چلے جانا

٢٤٠٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ظِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ

[2400] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں دنیا میں اپنے بندے کی دو قیمتی چیزیں (آنکھیں) لے

٢٣٩٩ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو به وصححه ابن حبان، ح: ٦٩٧ والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣١٤، ٣١٥ ووافقه الذهبي.

٢٤٠٠ـ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٢٠٥، ت: ٢٧٢٣ من حديث عبدالعزيز ابن مسلم به، ورواه البخاري من طريق آخر، ح: ٥٦٥٣ عن أنس به وعلقه من حديث أبي ظلال به ﷺ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٤٠١]، وزيد بن أرقم [البزار (كشف الأستار): ١/ ٣٦٦، ح: ٧٧٠].

[تَعَالٰى] يَقُولُ: إِذَا أَخَذْتُ كَرِيمَتَيْ عَبْدِي فِي الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدِي إِلَّا الْجَنَّةُ».

لیتا ہوں، تو اس کے لیے میرے ہاں بدلہ صرف جنت ہی ہو سکتا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو ظِلَالٍ اسْمُهُ هِلَالٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی روایات بھی موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور ابوظلال کا نام ہلال ہے۔

فائدہ: دنیا میں انسان کی آنکھیں اس کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے۔ اگر وہ ان سے محروم ہو جائے تو اس کے لیے جہان تاریک تاریک ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں کا دست نگر اور محتاج ہو جاتا ہے، اس لیے اگر انسان ان کے چلے جانے پر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے اور اللہ کی رضا و خوشنودی کا طالب بن جاتا ہے تو اس کو ان کا بدلہ جنت کی صورت میں ملے گا جو آخرت کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہے۔

٢٤٠١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ».

[2401] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں جس کی دو محبوب چیزیں (آنکھیں) لے لیتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے اور ثواب کی نیت کرتا ہے تو میں اس کے لیے جنت سے کم بدلہ پسند نہیں کرتا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٥٨) بَابٌ [يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَنَدَامَةُ الْمُحْسِنِ وَالْمُسِيءِ يَوْمَئِذٍ] (التحفة ٥٩)

باب: 58- قیامت کا دن اور نیکوکار اور بدکار کا اس دن ندامت اور پشیمانی کا اظہار

٢٤٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ

[2402] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ

٢٤٠١- أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٥ عن عبدالرزاق به ورواه النسائي في الكبرى، ح: ١١٤٤٦ من حديث الأعمش به وتابعه سهيل عند ابن حبان، ح: ٧٠٧ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٧٠٥ وغيره وانظر الحديث السابق * وفي الباب عن عرباض بن سارية [ابن حبان، ح: ٧٠٦].

٢٤٠٢- [حسن لغيره] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٧٥ من حديث عبدالرحمن بن مغراء به * الأعمش وأبو الزبير عنعنا وله شواهد عند الطبراني في الكبير: ١٢/ ١٨٢، ح: ١٢٨٢٩ وغيره فالحديث بها حسن لغيره.

وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَغْرَاءَ أَبُو زُهَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ».

نے فرمایا: ''قیامت کے روز جب مصیبت زدہ لوگوں کو بدلہ دیا جائے گا۔ صحت مند اور تندرست لوگ اس بات کی تمنا کریں گے، اے کاش! دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ لیے جاتے۔'' (تاکہ وہ بڑے اجر وثواب کے حق دار قرار پاتے۔)

[وَ]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا.

یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اس سند سے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، اور بعض راویوں نے اعمش کی سند سے مسروق سے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں اگر مسلمان بندہ دکھ اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اسے آخرت میں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو دکھ تکلیف میں مبتلا کرے یا اس کی خواہش اور آرزو کرے۔

٢٤٠٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ». قَالُوا: وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَّا يَكُونَ ازْدَادَ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَّا يَكُونَ نَزَعَ».

[2403] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی مرتا ہے، اس کو (اپنی زندگی پر) ندامت اور پشیمانی ضرور ہوگی۔'' حاضرین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اسے ندامت کیوں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ مرنے والا خوب کار ہے تو اسے ندامت اور حسرت ہوگی کہ اس نے اور زیادہ نیکیاں کیوں نہ کر لیں، اگر وہ بدکار ہے تو اس کو ندامت ہوگی کہ وہ بدکاری سے باز کیوں نہیں رہا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ [وَهُوَ] يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ مَدَنِيٌّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم اسی سند سے جانتے ہیں، اور یحییٰ بن عبیداللہ پر امام شعبہ نے جرح کی ہے اور یہ یحییٰ بن عبیداللہ بن موہب مدنی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ صحیح بخاری میں ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ''تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے، اگر وہ نیک ہے تو امید ہے کہ اس سے اس کی نیکیوں ہی میں اضافہ ہوگا اور اگر بد ہے تو شاید اسے توبہ کی توفیق میسر

٢٤٠٣ـ[ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٧/ ٢٦٦٠ من حديث ابن المبارك به * يحيى بن عبيدالله متروك ولأصل الحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٦٧٣، ٧٢٣٥ والنسائي: ٤/ ٢، ح: ١٨١٩ وغيرهما .

آ جائے۔'' (حدیث:5673)

(المعجم ٥٩) بَابٌ: [حَدِيثُ خَاتِلِي الدُّنْيَا بِالدِّينِ وَعُقُوبَتِهِمْ] (التحفة ٦٠)

باب:59۔ دین کے ذریعے سے دنیا کمانے والے اور ان کی سزا

٢٤٠٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ، يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ، أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ. يَقُولُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]: أَبِي تَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ تَجْتَرِئُونَ؟ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولَئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا».

[2404] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری دور میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ لوگوں کے لیے بھیڑوں کا چمڑا پہنیں گے، بظاہر بڑے نرم خو ہوں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں اور دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا تم مجھ سے (میری ڈھیل سے) بے پروا اور بے خوف ہوتے ہو یا میرے سامنے جسارت کرتے ہو؟ مجھے اپنی قسم! میں انھی میں سے ایک فتنہ برپا کروں گا جو ان کے بردباروں اور دانشمندوں کو بھی حیران کر دے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بھی موجود ہے۔

لغوی تشریح: يختلون: چاہیں گے، در پردہ خواہاں ہوں گے۔ جلود الضأن: بھیڑوں کی کھال، یعنی دنیا سے بے نیازی اور زہد کا اظہار کرنے کے لیے ان کا لباس پہنیں گے اور لین، یعنی چاپلوسی اور تملق اختیار کریں گے۔ أَبِي تَغْتَرُّونَ: میری ڈھیل اور تاخیر سے نڈر اور بے باک ہوتے ہو۔ عَلَيَّ تَجْتَرِئُونَ: میرے سامنے بہروپیے بننے کی جسارت کرتے ہو۔

٢٤٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوبُهُمْ أَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ، فَبِي حَلَفْتُ لَأُتِيحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ

[2405] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایسے لوگ پیدا کیے ہیں جن کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں، مجھے اپنی قسم! میں ان کے لیے ایسی آزمائش پیدا کروں گا جو ان میں سے عقلمند کو بھی حیران کر دے گی، کیا وہ میری ڈھیل کے سبب نڈر ہوتے ہیں یا

٢٤٠٤_ [ضعيف جدًا] وهو في كتاب الزهد لابن المبارك، ح: ٥٠ وانظر الحديث السابق لعلته ﷺ وفي الباب عن ابن عمر [يأتي: ٢٤٠٥].

٢٤٠٥_ [ضعيف] ﷺ حمزة بن أبي محمد المدني ضعيف (تقريب).

الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا، فَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُونَ».

میرے سامنے جسارت کرتے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے غریب ہے، ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

لغوی تشریح: لَأُتِيحَنَّهُمْ: ان کے لیے تیار کروں گا، پیدا کروں گا۔

(المعجم ٦٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ اللِّسَانِ (التحفة ٦١)

باب:60۔ زبان کی حفاظت

٢٤٠٦- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيئَتِكَ».

[2406] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نجات حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اپنی زبان پر قابو رکھ اور تمھارے لیے تمھارا گھر کشادہ اور فراخ ہو، اور اپنے گناہ پر رویا کر۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نجات اور کامیابی کا گُر یہ ہے کہ زبان فضول اور بے جا نہ چلے، ضرورت اور مقصد کی بات کرے اور جب گھر سے باہر کوئی کام نہ ہو تو آوارہ گردوں اور بے فکروں کی طرح گھر سے باہر نہ گھوما جائے، فضول بیٹھک کی بجائے اپنے گھر میں گھریلو امور اور اولاد کا دھیان رکھا جائے اور گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر توبہ و استغفار کیا جائے اور اس پر ندامت کے آنسو بہائے جائیں۔

٢٤٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: «إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ

[2407] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء عاجزی اور لجاجت کے ساتھ زبان سے

٢٤٠٦ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٩، ٢٦٠، ح: ٢٢٥٩ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد لابن المبارك، ح: ١٣٤ وله شواهد عند أحمد: ٤/ ٢٥٨ والطبراني (المعجم الكبير): ١/ ١٦٣/ ٢، السلسلة الصحيحة، ح: ٨٩٠ وغيرهما ※ عبيد الله بن زحر: ضعيف، ضعفه الجمهور، وعلي بن يزيد: أضعف منه.

٢٤٠٧ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٩٥ وابن السني، ح: ١ من حديث حماد بن زيد به ※ أبو الصهباء: حسن الحديث.

فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ: اتَّقِ اللهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا».

عرض کرتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، کیونکہ ہم تیرے ساتھ جڑے ہیں، اگر تو ٹھیک اور سیدھی رہی تو ہم بھی ٹھیک اور سیدھے رہیں گے اور اگر تو نے کجی اور غلط روی اختیار کی تو ہم بھی غلط روی اور کجی اختیار کریں گے۔‘‘

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسٰى. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوهُ. حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - قَالَ: أَحْسِبُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام صاحب جناب ہناد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کرتے اور مذکورہ بالا حدیث محمد بن موسیٰ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ہم اس حدیث کو صرف حماد بن زید کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور کئی راویوں نے اسے حماد بن زید سے نبی ﷺ کی طرف نسبت کیے بغیر بیان کیا ہے۔ جناب صالح بن عبداللہ کی سند سے مروی ہے، سیدنا ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

لغوی تشریح: تُكَفِّرُ اللِّسَانَ زبان کے سامنے تذلل وتواضع اور عاجزی سے کہتے ہیں۔

فائدہ: چونکہ انسان کے ظاہر اعضاء میں سے زیادہ تر غلط روی اور نافرمانی کا تعلق زبان سے ہے، اس لیے زبان کی اسی خاصیت کی وجہ سے ہر روز انسان کے تمام اعضاء پوری عاجزی سے درخواست کرتے ہیں: صلاح وفلاح اور ہمارے انجام کی اچھائی اور برائی تجھ سے وابستہ ہے، اس لیے ہم پر رحم کر اور اللہ کی حدود کی پابندی کر، تیری غلط روش ہماری بربادی کا باعث ہوگی۔

٢٤٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَتَوَكَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَتَوَكَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ».

[2408] سیدنا سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔‘‘

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ].

اس مسئلے میں ابوہریرہ اور ابن عباس ؓ کی احادیث موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سہل بن سعد ؓ کی روایت سے غریب ہے۔

٢٤٠٨_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: ٦٤٧٤ من حديث عمر بن علي المقدمي به ☼ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٤٠٩]، وابن عباس [العلة بشد ال... حديث البزار (كشف الأستار): ٢/ ٣٩١، ح: ١٩٢٦].

فائدہ: انسانی اعضاء میں سے زبان کے علاوہ جس عضو کی غلط روی سے سب سے زیادہ خطرہ ہے اور جس کی حفاظت کی خاص ضرورت ہے، وہ انسان کی شرم گاہ ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ اس کا ذمہ لے لے کہ وہ اپنی زبان اور شرم گاہ کی غلط روی اور غلط کاری سے حفاظت کرے گا، میں اس کے لیے اللہ کی طرف سے جنت کا ذمہ لے سکتا ہوں۔

٢٤٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

[2409] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) کے شر سے اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرم گاہ) کے شر سے بچا لیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، هُوَ أَبُو حَازِمٍ الزَّاهِدُ مَدَنِيٌّ وَاسْمُهُ: سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ. وَأَبُو حَازِمٍ الَّذِي رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اسْمُهُ سَلْمَانُ الْأَشْجَعِيُّ مَوْلَى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ وَهُوَ الْكُوفِيُّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا ابو حازم، ابو حازم زاہد مدنی ہے جس کا نام سلمہ بن دینار ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا ابو حازم، عزہ اشجعیہ کا مولیٰ اور کوفی ہے، اس کا نام سلمان اشجعی ہے۔

فائدہ: زبان اور شرم گاہ کے جرائم اور گناہ بہت سے دوسرے گناہوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں اور جو ان دونوں کے شر اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، وہ اپنے آپ کو دوسرے گناہوں سے بھی بچا لیتا ہے اور جنت کا حق دار قرار پاتا ہے۔

٢٤١٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَاعِزٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ. قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا».

[2410] سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتائیں جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں، آپ نے فرمایا: ''کہو: میرا رب، اللہ ہے، پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں جن باتوں کا آپ کو اندیشہ ہے، ان میں زیادہ خطرناک اور خوفناک کیا ہے؟ آپ نے اپنی زبان کو پکڑ لیا، پھر فرمایا: ''اس کا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے

٢٤٠٩- [حسن لغيره] أخرجه أبو يعلى: ١١/ ٦٤، ح: ٦٢٠٠ من حديث أبي خالد الأحمر به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٤٦ * ابن عجلان عنعن وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٦٤٧٤ ومالك: ٢/ ٩٨٨ وغيرهما.

٢٤١٠- أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٣ من حديث ابن المبارك به ورواه مسلم، ح: ٣٨ من حديث سفيان بن عبدالله رضي الله عنه به.

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ.

اور جناب سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: دنیا کی اساس اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار اور اعتراف ہے۔ اس پر قائم رہنا اور ڈٹ جانا، پورے دین کو اپنانا ہے، گویا یہ پورے دین کا عنوان ہے۔ اور انسان کے لیے سب سے زیادہ خطرناک چیز زبان کا غلط استعمال ہے، اس لیے اس کے بارے میں انتہائی ہوشیار اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

(المعجم ٦١) - [بَابٌ: مِّنْهُ النَّهْيُ عَنْ كَثْرَةِ الْكَلَامِ إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ] (التحفة ٦٢)

باب: 61۔ اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو ناجائز ہے

٢٤١١- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي ثَلْجٍ الْبَغْدَادِيُّ صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي».

[2411] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام سے دل میں سختی اور بے حسی پیدا ہوتی ہے اور اللہ سے سب سے زیادہ دور وہی آدمی ہے جس کے دل میں قساوت (سختی اور بے حسی) ہو۔''

حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ: حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَاطِبٍ.

جناب ابوبکر بن ابی نضر کی سند سے بھی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمارے علم کے مطابق اسے صرف ابراہیم بن عبداللہ بن حاطب ہی بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٦٢) - [بَابٌ: مِّنْهُ حَدِيثُ «كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ»] (التحفة ٦٣)

باب: 62۔ ابن آدم کا ہر کلام اس کے خلاف پڑتا ہے، حق میں نہیں جاتا

٢٤١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ،

[2412] نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت

٢٤١١ـ [ضعيف] ٭ إبراهيم بن عبدالله بن حاطب لا يعرف حاله كما قال ابن القطان.

٢٤١٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ح: ٣٩٧٤ عن محمد بن بشار به ورواه الحاكم: ٢/ ٥١٢، ٥١٣ في المستدرك ٭ أم صالح لا يعرف حالها (تقريب) لم يوثقها غير الترمذي بتحسين حديثها.

قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَلَامُ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ ذِكْرُ اللهِ».

ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا کلام اس کے خلاف پڑتا ہے، اس کے حق میں نہیں جاتا الا یہ کہ نیکی کا حکم یا برائی سے روکا گیا ہو یا اللہ کا ذکر ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہمارے علم میں اسے صرف محمد بن یزید بن خُنیس ہی بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٦٣) بَابٌ: [فِي إِعْطَاءِ حُقُوقِ النَّفْسِ وَالرَّبِّ وَالضَّيْفِ وَالْأَهْلِ] (التحفة ٦٣)

باب:63۔ اپنے نفس، رب تعالیٰ، مہمان اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی

٢٤١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً. قَالَ: مَا شَأْنُكِ مُتَبَذِّلَةً قَالَتْ: إِنَّ أَخَاكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، قَالَتْ: فَلَمَّا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَرَّبَ [إِلَيْهِ] طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ. قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلَ. فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُومَ. فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: نَمْ فَنَامَ. ثُمَّ ذَهَبَ لِيَقُومَ قَالَ لَهُ: نَمْ فَنَامَ. فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ، فَقَامَا فَصَلَّيَا. فَقَالَ: إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ:

[2413] سیدنا عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سلمان اور ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا، چنانچہ سیدنا سلمان، سیدنا ابودرداء کی ملاقات کے لیے آئے تو (ان کی زوجہ) ام درداء رضی اللہ عنہا کو کام کاج کے میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھا۔ پوچھا: کیا معاملہ ہے، میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس نے جواب دیا: آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ فرماتی ہیں: جب ابودرداء گھر آئے، انھوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو کھانا پیش کیا اور کہا: کھایئے، کیونکہ میں روزے سے ہوں۔ سیدنا سلمان نے کہا: میں نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہیں کھاؤ گے تو سیدنا ابودرداء نے بھی کھا لیا۔ جب رات آ گئی، ابودرداء قیام کے لیے اٹھنے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سو جایئے، چنانچہ وہ سو گئے، پھر وہ دوبارہ اٹھنے لگے، سلمان رضی اللہ عنہ نے

٢٤١٣ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب صنع الطعام والتكلف للضيف، ح: ٦١٣٩ عن محمد بن بشار به.

«صَدَقَ سَلْمَانُ».

ان سے کہا: سو جایئے تو وہ سو گئے۔ جب صبح قریب ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اب اٹھیے، تو دونوں اٹھے اور نماز پڑھی، پھر کہا: تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے، اس لیے ہر حق والے کو اس کا حق دیجیے، پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس واقعے کا آپ سے تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا: ''سلمان نے سچ کہا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَبُو الْعُمَيْسِ اسْمُهُ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَهُوَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيِّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور ابو عمیس کا نام عتبہ بن عبداللہ ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی کا بھائی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پر صرف اس کے خالق اور مالک کی بندگی اور اطاعت ہی کا حق نہیں ہے بلکہ جن کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے، ان کا بھی حق ہے اور اپنے نفس کا بھی حق ہے، اس لیے اس کی ذمے داری یہ ہے کہ تمام کے حقوق ادا کرے، ایک کی خاطر دوسرے کے حق کو نظر انداز نہ کرے۔

(المعجم ٦٤) [بَابٌ: مِنْهُ عَاقِبَةُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَمَنْ عَكَسَهُ] (التحفة ٦٥)

باب: 64۔ جو شخص لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی ناراضی مول لیتا ہے اور جو شخص اس کے برعکس کرتا ہے، دونوں کا انجام

٢٤١٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى عَائِشَةَ أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ، قَالَ: فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] إِلٰى مُعَاوِيَةَ: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

[2414] سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا کہ مجھے خط لکھیے جس میں مجھے وصیت فرمائیں اور اس میں زیادہ باتیں نہ ہوں (مختصر اور جامع خط ہو۔) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے لکھا: سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بعد (بعد ازاں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''جس شخص نے اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کو ناراض کیا۔ اللہ اس

٢٤١٤ـ [حسن لغيره] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤٢١٣ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له، ح: ١٩٩ وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ١٥٤١، ١٥٤٢ وغيره، وأخرج أحمد في الزهد، ح: ١٦٤ بإسناد صحيح عن عائشة موقوفًا وليست بعلة قادحة.

«مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ» وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

کو لوگوں کی تکلیف و اذیت سے کفایت کرتا ہے اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کر لیتا ہے، اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے۔'' وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَتَبَتْ إِلٰى مُعَاوِيَةَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

جناب محمد بن یحییٰ سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، آگے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت بیان کی اور اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسانوں کو خوش کرنے کے لیے اور ان کی خوشنودی کی خاطر اللہ کو ناراض کر لینا خسارے اور گھاٹے کا سودا ہے، اللہ کی رضا کی خاطر لوگوں کو ناراض کر لینے سے اللہ کی نصرت وحمایت حاصل ہوتی ہے جو انسانوں کی اذیت اور تکالیف سے بچا لیتی ہے، لیکن اللہ کو ناراض کر کے انسانوں کی رضامندی برقرار نہیں رہ سکتی، وہ پھر بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کے بجائے اللہ کی ناراضی اور اس کی رضامندی کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے۔ اس کی ناراضی سے بچے، چاہے لوگ ناراض ہو جائیں اور اسی کی رضامندی کی جستجو میں رہے، چاہے لوگ ناراض ہو جائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٣٥) أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ [وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ] (التحفة ...)

قیامت کے احوال اور دل کو نرم کرنے اور پرہیزگاری کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین

(المعجم ١) بَابٌ: [فِي الْقِيَامَةِ] (التحفة ٦٦)

باب: 1- قیامت کا بیان

٢٤١٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ يَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ».

[2415] سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ قیامت کے دن اس کا رب براہ راست، دوبدو کلام فرمائے گا۔ درمیان میں نہ کوئی ترجمان ہوگا (اور نہ کوئی حجاب) پھر وہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا، سوائے اس کے جو کچھ اس نے آگے بھیجا (اپنے عمل) پھر وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا جو کچھ اس نے اپنے آگے بھیجا، پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو آگ اس کا استقبال کرے گی۔''

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ [حَرَّ] النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی اپنے چہرے کو آگ کی تپش سے بچا سکتا ہو، بچا لے، چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٤١٥_ أخرجه البخاري، التوحيد، باب كلام الرب تعالى يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، ح: ٧٥١٢ ومسلم، ح: ١٠١٦ من حديث الأعمش به * قول وكيع: صحيح عنه.

حَدَّثَنَا أَبُو السَّائِبِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ يَوْمًا بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ الْأَعْمَشِ. فَلَمَّا فَرَغَ وَكِيعٌ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فَلْيَحْتَسِبْ فِي إِظْهَارِ هٰذَا الْحَدِيثِ بِخُرَاسَانَ. قَالَ أَبُو عِيسٰى: لِأَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُونَ هٰذَا. [اسْمُ أَبِي السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ الْكُوفِيُّ]. قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابوسائب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وکیع رحمہ اللہ نے ہمیں یہ حدیث اعمش سے بیان کی تو جب وکیع رحمہ اللہ اس حدیث کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اہل خراسان میں سے جو کوئی شخص ادھر موجود ہے، وہ اس حدیث کو ثواب کے حصول کی نیت سے خراسان میں بیان کرے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام وکیع نے یہ اس لیے کہا تھا کیونکہ جہمیہ اس کے منکر ہیں۔ ابوسائب کا نام سَلم بن جُنادہ بن خالد بن جابر بن سمرہ کوفی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے اللہ کے حضور پیشی ہوگی اور انسان کو اپنے اچھے، برے سب عمل دکھائی دیں گے اور آگے دوزخ کی لرزہ خیز اور ہولناک آگ ہوگی، اس لیے انسانوں کو اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اور اس غرض کے لیے صدقہ کرنا بہت ہی کارگر ہے، اگر کھجور کے خشک ٹکڑے کے سوا کچھ میسر نہ ہو تو وہی صدقہ کر دے۔ امام وکیع نے اس حدیث کو خراسان میں بیان کرنے کی خصوصی تاکید اس لیے کی کیونکہ اس علاقے میں جہم بن صفوان کے پیروکار جہمیہ رہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر تھے، اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا واضح طور پر ذکر موجود ہے۔

٢٤١٦- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ أَبُو مِحْصَنٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ الرَّحَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ».

[2416] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے پاؤں اپنے رب کے سامنے سے سرک نہ سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے گا: ① اس کی زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں اسے ختم کیا۔ ② اس کی جوانی کے بارے میں کہ کن مشاغل میں اپنی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا۔ ③ مال و دولت کے بارے میں، کہاں سے اور کن طریقوں اور راستوں سے اسے حاصل کیا۔ ④ اور کن کاموں اور کن راہوں میں اسے خرچ کیا۔ ⑤ اور اسے جو کچھ معلوم تھا اس پر کس حد تک اور کیا عمل کیا۔''

٢٤١٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ٨، ٩، ح: ٩٧٧٢ من حديث حميد بن مسعدة به، حسين بن قيس الرحبي متروك (تقريب: ١٣٤٢) وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن أبي برزة [يأتي: ٢٤١٧]، وأبي سعيد [قال المباركفوري: "فأخرجه البيهقي في كتاب البعث والنشور، كذا في المشكاة" (تحفة الأحوذي: ٣/ ٢٩١)].

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُسَيْنِ بْنِ قَيْسٍ. وَحُسَيْنُ [بْنُ قَيْسٍ] يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ]. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم کے مطابق صرف حسین بن قیس ہی سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مرفوع بیان کرتا ہے اور حسین بن قیس اپنے حافظے کی رو سے حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابو برزہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے احادیث مروی ہیں۔

٢٤١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ [يَوْمَ الْقِيَامَةِ] حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ».

[2417] سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن بندے کے قدم سرک نہ سکیں گے، یہاں تک کہ اس سے اس کی عمر کے بارے میں پوچھ لیا جائے کہ اسے کن کاموں میں فنا کیا، اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا، اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کن کاموں پر خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کن مشاغل میں بوسیدہ کیا۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُرَيْجٍ [هُوَ بَصْرِيٌّ] وَهُوَ مَوْلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، وَأَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ اسْمُهُ: نَضْلَةُ بْنُ عُبَيْدٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سعید بن عبداللہ بن جریج بصری ہے اور سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ ابو برزہ اسلمی کا نام نضلہ بن عبید ہے۔

فائدہ: ہر شخص کو اپنی زندگی، اپنی جوانی، اپنی آمدن وخرچ اور اپنے علم وعمل کا محاسبہ اس دنیا ہی میں کر لینا چاہیے، اس کو فکر کرنی چاہیے کہ دربار الٰہی میں کھڑے ہو کر جب اس سے سر محشر یہ سوالات کیے جائیں گے تو اس کا حال اور انجام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان خوش نصیب بندوں میں داخل فرمائے جو اس گھڑی کے آنے اور اس امتحان گاہ میں پہنچنے سے پہلے ہی اس دنیا میں تیاری کر لیں اور زندگی اس طرح گزاریں کہ اس محاسبے اور امتحان میں کامیاب اور سرخرو ہو سکیں۔ آمین!

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ (التحفة ٦)

باب: 2۔ حساب اور بدلے کی صورت

٢٤١٧ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو يعلى، ح: ٧٤٣٤ من حديث أسود بن عامر به وهو في مسند عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي: ١/ ١٣٥، ح: ٥٤٣ وسنده ضعيف. أبو بكر بن عياش ضعيف والأعمش عنعن وللحديث شواهد عند الخطيب: ١١/ ٤٤١ وغيره وانظر الحديث السابق.

٢٤١٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُقْعَدُ فَيَقْتَصُّ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ».

[2418] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کنگال کون ہوتا ہے؟'' حاضرین نے جواب دیا: کنگال ہمارے اندر، اے اللہ کے رسول! وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم (روپیہ پیسہ) اور ساز وسامان نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں کنگال وہ ہے جو قیامت کے دن، نماز، روزے اور زکاۃ لے کر اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی پر تہمت والزام تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہو گا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا، تو اسے بٹھایا جائے گا اور یہ اس سے بدلے میں نیکیاں لے لے گا اور یہ بھی بدلے میں اس کی نیکیاں لے گا (اس طرح ہر مظلوم، اپنے بدلے میں اس کی نیکیاں لے لے گا) اگر ان زیادتیوں کا بدلہ پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو پھر ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اصل اور حقیقی کنگال وہ انسان ہے جس نے دنیا میں بڑی بڑی نیکیاں کیں لیکن دوسری طرف لوگوں کے حقوق کو پامال کیا اور ہر قسم کا ظلم وستم ان پر روا رکھا اس کا انجام یہ ہوگا کہ اس کی تمام نیکیاں یہ مظلوم لوگ لے جائیں گے اور یہ اپنی تمام نیکیوں سے محروم ہو جائے گا۔ اب اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوگی کہ ضرورت کے وقت تمام نیکیوں سے محروم ہو جائے، کیا اس کی حسرت وندامت کا کوئی اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ اس لیے دنیا ہی میں اس کی فکر کر لینی چاہیے اور لوگوں پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ سب نیکیاں لے جائیں، حتی کہ ان کے گناہ بھی اٹھانے پڑیں۔

٢٤١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَنَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

[2419] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے بھائی پر اس کی عزت وناموس یا مال ودولت کے سلسلے میں کوئی زیادتی کی تو اس کے پاس آ کر اس سے

٢٤١٨_ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨١ من حديث العلاء به.
٢٤١٩_ أخرجه البخاري، ح: ٦٥٣٤ من حديث سعيد المقبري به.

«رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ».

معاف کروا لیا، اس سے پہلے کہ اس کا مؤاخذہ ہو، یعنی قیامت کے دن، وہاں نہ کوئی دینار ہوگا اور نہ کوئی درہم۔ سو اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو وہ لوگ اس پر اپنے گناہ ڈال دیں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ]. وَقَدْ رَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سعید مقبری کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اور امام مالک بن انس بھی سعید مقبری کی سند سے اس کے ہم معنی روایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔

٢٤٢٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقُ إِلٰى أَهْلِهَا حَتّٰى تُقَادَ الشَّاةُ الْجَلْحَاءُ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ».

[2420] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز حق والوں کو ان کے حقوق ضرور دلوائے جائیں گے حتی کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی بکری سے قصاص و بدلہ دلوایا جائے گا۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوذر اور عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہما سے روایات موجود ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب قیامت کے روز کی صورت حال یہ ہے کہ حیوانات جو عقل و شعور سے عاری ہونے کے سبب مکلف اور ذمے دار نہیں ہیں، ان کو بھی زیادتی کا بدلہ دلایا جائے گا تو انسان کو فکر کرنی چاہیے کہ وہ شریعت کا مکلف اور ذمے دار ہے، اس کے ساتھ کیا صورت حال پیش آئے گی۔

(المعجم ...) بَابٌ: (التحفة ...)

باب: - بلاعنوان

٢٤٢١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ:

[2421] رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما

٢٤٢٠ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨٢ من حديث العلاء به ＊ وفي الباب عن أبي ذر [أحمد: ٢/ ٣٦٣، ٥/ ١٧٢، ١٧٣]، وعبدالله بن أنيس [يشير إلى حديث أحمد: ٣/ ٤٩٥ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٧٠].

٢٤٢١ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب: في صفة يوم القيامة، أعاننا الله على أهواله، ح: ٢٨٦٤ من حديث عبدالرحمن ابن يزيد به ＊ وفي الباب عن أبي سعيد [الحاكم. ٤/ ٥٧١]، وابن عمر [يأتي: ٢٤٢٢].

حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا الْمِقْدَادُ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ حَتَّى يَكُونَ قِيدَ مِيلٍ أَوِ اثْنَتَيْنِ».

رہے تھے: ''جب قیامت کا دن ہوگا، سورج کو بندوں کے بہت قریب کر دیا جائے گا حتی کہ وہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا۔''

قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ: لَا أَدْرِي أَيَّ الْمِيلَيْنِ عَنَى أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي يُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ؟ قَالَ: «فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ فَيَكُونُونَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ: فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى عَقِبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا». فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ، أَيْ يُلْجِمُهُ إِلْجَامًا.

سیدنا مقداد کے شاگرد سُلیم بن عامر کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں انھوں نے کون سا میل مراد لیا۔ کیا زمین کی مسافت والا یا وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''انھیں سورج پگھلا دے گا، پھر وہ پسینے میں اپنے عملوں کے مطابق ڈوب جائیں گے۔ ان میں سے بعض کا پسینہ اس کی ایڑیوں تک ہوگا اور بعض کا گھٹنوں تک اور بعض کا ان کی کمر تک ہوگا اور بعض کا ان کے منہ میں لگام ڈالے ہوگا۔'' مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ اس کو لگام ڈالے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی احادیث موجود ہیں۔

فائدہ: قیامت کے روز سورج مخلوق کے بہت ہی قریب آ جائے گا۔ لوگ اس کی گرمی اور حرارت سے پگھل جائیں گے اور اپنے اعمال کے بقدر ان کو پسینہ آئے گا۔ جتنے عمل زیادہ برے ہوں گے اسی قدر پسینہ زیادہ آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت اور آخرت میں پیش آنے والے واقعات کی واقعی اور حقیقی نوعیت کا اس دنیا میں صحیح تصور نہیں کیا جا سکتا، پورا اور مکمل انکشاف اسی وقت ہوگا جب یہ حقائق سامنے آئیں گے۔

٢٤٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ حَمَّادٌ: وَهُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين:٦] قَالَ: «يَقُومُونَ فِي الرَّشْحِ إِلَى أَنْصَافِ آذَانِهِمْ».

[2422] بقول حماد رحمہ اللہ مرفوع حدیث ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ''جس دن لوگ کائنات کے رب کے حضور کھڑے ہوں گے'' سے مراد یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''لوگ پسینے میں اس طرح کھڑے ہوں گے کہ وہ ان کے نصف کانوں تک آیا ہوگا۔''

٢٤٢٢- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٨٦٢ من حديث أيوب السختياني والبخاري، ح: ٤٩٣٨ من حديث نافع به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

جناب ہناد کی سند سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔

فائدہ: آیت مبارکہ میں جس قیام کا ذکر ہے، اس سے مراد مذکورہ بالا حدیث والا قیام ہے جس میں لوگوں کے پسینے کے مختلف مراتب اور درجات ہوں گے۔ صرف ایک ہی صورت نہیں ہوگی۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحَشْرِ (التحفة ٦٨)

باب: 3۔ حشر کی صورت حال کا بیان

٢٤٢٣ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا خُلِقُوا» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [الأنبياء:١٠٤] وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى مِنَ الْخَلَائِقِ إِبْرَاهِيمُ، وَيُؤْخَذُ مِنْ أَصْحَابِي بِرِجَالٍ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أَصْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المآئدة:١١٨].

[2423] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنے کے اٹھائے جائیں گے، جیسا کہ وہ پیدا کیے گئے تھے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''جیسا کہ ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا، اسی طرح ہم اسے دوبارہ اٹھائیں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے جسے ہم پورا کر کے رہیں گے۔'' (الأنبیآء 104:21) اور مخلوقات میں سے سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور میرے ساتھیوں میں سے کچھ کو دائیں جانب اور بائیں جانب لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! میرے ساتھی ہیں تو جواب دیا جائے گا: آپ کو معلوم نہیں، آپ کے بعد انھوں نے کتنی باتیں ایجاد کیں، یہ لوگ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے، ہمیشہ الٹے پاؤں لوٹتے رہے، تو میں کہوں گا جیسا کہ نیک اور صالح بندے نے کہا تھا: ''اگر تو انھیں عذاب دے، تو یہ تیرے ہی بندے ہیں، اور اگر تو انھیں معاف فرما دے، تو تو غالب، بڑی حکمت والا ہے۔'' (المآئدہ 118:5)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا:

جناب محمد بن بشار اور محمد بن مثنیٰ کی سند سے اس کے ہم

٢٤٢٣ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلًا﴾ ... إلخ، ح:٣٣٤٩ من حديث سفيان الثوري ومسلم، ح:٢٨٦٠ من حديث المغيرة بن النعمان به.

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ] فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ].

معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① جس طرح انسان دنیا میں ننگ دھڑنگ آتا ہے، قیامت کے دن اسی طرح اٹھے گا۔ جس ذات نے انسان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے، اس کے لیے اس کو دوبارہ اٹھانا مشکل نہیں ہے۔ پیدائش کے بعد انسان کو لباس پہنایا جاتا ہے، چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی خاطر ننگا کر کے آگ میں ڈالا گیا تھا، اس لیے سب سے پہلے آپ کو لباس پہنایا جائے گا، پھر رسول اللہ ﷺ کو پہنایا جائے گا۔ ② جب آپ کی امت حوض کوثر پر پانی پینے کے لیے آئے گی تو ان لوگوں کو جو آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مرتد ہو گئے تھے، انھوں نے نئی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا یا زکاۃ کا انکار کر دیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تھی، ان کو آپ کے پاس آنے سے روک دیا جائے گا۔ اور اگر اصحاب سے مراد آپ پر ایمان و اسلام کے مدعی ہوں تو پھر اس سے وہ لوگ مراد ہوں گے جو زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ بوقت ضرورت نماز، روزہ بھی کرتے ہیں، لیکن وہ اسلام پر مطمئن نہیں ہیں، سب دینوں کو ٹھیک مانتے ہیں اور دین میں نئی نئی بدعات داخل کرتے ہیں، پھر ان ہی کو اصل دین مانتے ہیں، پھر جس قدر ان پر زور دیتے ہیں نماز، روزے پر زور نہیں دیتے، اسی طرح ارباب سیاست ہیں جو دینی سیاست کی جگہ لادینی سیاست کے گن گاتے ہیں اور وہ اصحاب جبہ و دستار ہیں جو دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناتے ہیں، وہ سب اس کا مصداق ہیں۔

٢٤٢٤ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّونَ عَلٰى وُجُوهِكُمْ».

[2424] سیدنا بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”بلاشبہ تم پیادے اور سوار اٹھائے جاؤ گے اور تم میں سے بعض کو چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَرْضِ (التحفة ٦٩)

باب: 4۔ اللہ کے حضور پیشی کا بیان

٢٤٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ

[2425] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٤٢٤ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٥ عن يزيد بن هارون به، وهو في السنن الكبرى للنسائي من حديث حكيم بن معاوية ※ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٣٢٩٠].

٢٤٢٥ـ [ضعيف] ※ الحسن البصري عنعن وحديث أبي موسى الأشعري: أخرجه ابن ماجه، ح: ٤٢٧٧ من حديث علي بن ◄◄

ابْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ، فَأَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ وَأَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي، فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِهِ».

ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ تین بار پیش کیے جائیں گے، پہلی دو پیشیوں میں گفت وشنید، عذر ومعذرت ہوگی اور تیسری پیشی میں نامۂ اعمال ہاتھوں میں اڑیں گے، تو کوئی اسے دائیں ہاتھ میں پکڑے گا اور کوئی بائیں میں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، وَهُوَ الرِّفَاعِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَلَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي مُوسٰى].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حسن کو ابوہریرہ ؓ سے سننے کا موقع نہیں ملا، اور بعض راویوں نے یہ روایت علی بن علی کی مذکورہ سند سے سیدنا ابوموسیٰ ؓ سے مرفوعاً بیان کی ہے اور یہ علی بن علی الرفاعی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حسن کو ابوموسیٰ ؓ سے بھی سماع حاصل نہیں ہے۔

(المعجم ٥) بَابٌ مِّنْهُ [مَنْ نُوقِشَ هَلَكَ] (التحفة ٠)

باب:5۔مناقشہ اور پوچھ گچھ عذاب کا باعث ہے

٢٤٢٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ [تَعَالٰى] يَقُولُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ * فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: ٧، ٨] قَالَ: «ذٰلِكَ الْعَرْضُ».

[2426] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس شخص سے پوچھ گچھ ہوئی، وہ ہلاک ہوا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کا فرمان ہے: ''وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔'' (الإنشقاق 84:7، 8) آپ نے فرمایا: ''اس سے مراد محض پیشی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔ ایوب نے بھی اسے ابن ابی مُلیکہ سے بیان کیا ہے۔

◄◄ علي به، وصرح عقبة الأصم بسماع الحسن من أبي موسى عند ابن أبي الدنيا (النهاية في الفتن والملاحم: ٢/ ٤٠، ٤١، ح: ٨٢٢) وعقبة ضعيف وربما دلس (تقريب) فالتصريح خطأ بلا ريب.

٢٤٢٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فسوف يحاسب حسابًا يسيرًا﴾، ح: ٤٩٣٩ ومسلم، ح: ٢٨٧٦ من حديث عثمان ابن الأسود به وحديث أيوب أيضًا متفق عليه.

فائدہ: قیامت کے روز جب نامہ اعمال پر اللہ تعالیٰ نظر فرما کر درگزر فرما دے گا اور بندے سے پوچھ گچھ اور جرح نہ ہوگی تو یہ [حسابِ یسیر] ''آسان حساب'' ہے جو کامیابی کی علامت ہے اور اگر پوچھ گچھ یا جرح ہوگئی تو یہ تباہی اور بربادی کی علامت ہے، اس کو آپ نے مناقشے کا نام دیا ہے۔

(المعجم ٦) بَابٌ: مِّنْهُ [سُؤَالُ الرَّبِّ عَبْدَهُ عَمَّا خَوَّلَهُ فِي الدُّنْيَا] (التحفة ١)

باب: 6۔ دنیا میں عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں بندے سے رب تعالیٰ کا سوال

٢٤٢٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذَجٌ، فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَقُولُ اللّٰهُ: أَعْطَيْتُكَ، وَخَوَّلْتُكَ، وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ؟ فَيَقُولُ: جَمَعْتُهُ، وَثَمَّرْتُهُ، وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ كُلِّهِ. فَيَقُولُ لَهُ: أَرِنِي مَا قَدَّمْتَ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ كُلِّهِ، فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهِ إِلَى النَّارِ».

[2427] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا گویا وہ بھیڑ کا بچہ ہو، یعنی ذلت و حقارت سے لایا جائے گا، پھر اسے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھے (زندگی، حواس، صحت) عنایت کیا، تجھے (خدم و حشم، عزت و جاہ) دیا، تجھ پر (کتب و رسل بھیج کر) احسان کیا، تو تو نے ان کا کیا شکر ادا کیا؟ بندہ جواب دے گا: میں نے مال و دولت کو جمع کیا، اس کو بڑھایا، پھیلایا اور اسے زیادہ کر کے چھوڑ آیا، سو مجھے واپس بھیج، میں سب کچھ لے کر تیرے حضور آ جاؤں، تو اللہ اس سے فرمائے گا: مجھے وہ دکھا جو تو نے (صدقہ و خیرات کی صورت میں) آگے بھیجا ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے مال و دولت کو جمع کیا، اسے ترقی دی، بڑھایا اور پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑ آیا، سو مجھے واپس بھیج، میں وہ سارا تیرے پاس لے آؤں (سب کچھ تیری راہ میں خرچ کر آؤں) تو وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی مال خیر کے راستے میں خرچ نہ کیا ہو گا، اس لیے اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بہت سے

٢٤٢٧۔ [ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤٠٥٨ من حديث ابن المبارك به * إسماعيل بن مسلم ضعيف الحديث (تقريب) وله شاهد عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ٦/ ٣١٠ وفيه يزيد الرقاشي ضعيف * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٤٢٨]، وأبي سعيد الخدري [يأتي: ٢٤٢٨].

وَاحِدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ. وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُسْلِمٍ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ]. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

راویوں نے حسن سے اس کے قول کی صورت میں بیان کی ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا (مرفوع قرار نہیں دیا۔) اور اسماعیل بن مسلم اپنے حافظے (کی خرابی) کے سبب حدیث کے سلسلے میں ضعیف ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اس بارے میں سیدنا ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی احادیث موجود ہیں۔

فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے، تاہم اس لحاظ سے قابل عبرت ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کا بہرحال انجام ایسا ہوگا۔ انسان دنیا میں مال و دولت کی ہوس میں گرفتار ہو کر زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کو خوب بڑھا چڑھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، لیکن رسولوں کی ہدایات اور کتابوں کی تعلیمات کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے، اس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہیں کرتا جب کہ قیامت کے دن سوال ہوگا تو پھر کہے گا: مجھے واپس دنیا میں بھیجیے میں سارا مال خرچ کر آؤں گا، حالانکہ یہ جھوٹ ہوگا، کیونکہ اگر بالفرض واپس بھیج بھی دیا جائے تو وہ پہلی ڈگر ہی پر چلے گا۔ واپسی کا موقع نہیں مل سکے گا اور انجام دوزخ ہوگا، اس لیے مال داروں کے لیے ابھی موقع ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنی آخرت سنوار لیں۔

٢٤٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ أَبُو مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى بِالْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ لَهُ: أَلَمْ أَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا وَمَالًا وَوَلَدًا وَسَخَّرْتُ لَكَ الْأَنْعَامَ وَالْحَرْثَ وَتَرَكْتُكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ يَوْمَكَ هٰذَا؟ [قَالَ:] فَيَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ لَهُ: الْيَوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي».

[2428] سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک بندہ (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا تو وہ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کان، آنکھ، مال اور اولاد نہیں دی تھی، کیا مویشی اور کھیتی تیرے تابع نہیں کی تھی، اور تجھے سرداری اور چوتھائی حصہ وصولی کا موقع نہیں دیا تھا، تیرا کیا خیال تھا، تجھے مجھ سے اس دن ملنا ہے؟ وہ جواب دے گا: نہیں، تو وہ اس سے فرمائے گا: آج میں بھی تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: الْيَوْمَ أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي [يَقُولُ:] الْيَوْمَ أَتْرُكُكَ فِي الْعَذَابِ. [هٰكَذَا فَسَّرُوهُ]. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ:

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ کے اس فرمان ''آج میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا'' کا مطلب یہ ہے کہ آج میں تجھے عذاب میں چھوڑ دیتا ہوں۔ علماء نے اس کی اسی طرح تفسیر کی ہے۔ امام ابو عیسیٰ

٢٤٢٨ـ أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٥٥، ح: ٢٢٢ عن عبدالله بن محمد الزهري به، سنده ضعيف وله شاهد عند مسلم، الزهد والرقائق: ٢٩٦٨/١٦ وغيره، وبه صح الحديث.

﴿الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ﴾ [الأعراف: ٥١] قَالُوا: مَعْنَاهُ الْيَوْمَ نَتْرُكُهُمْ فِي الْعَذَابِ.

رحمه الله فرماتے ہیں: اسی طرح بعض اہل علم نے آیت کریمہ: ”وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا لیا اور دنیوی زندگی نے انھیں دھوکے میں ڈالے رکھا تو آج ہم انھیں بھلا دیں گے جیسے انھوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسے وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔“ (الأعراف 7:51) کے معنی بھی یہی کیے ہیں: ”آج ہم انھیں عذاب میں چھوڑ دیں گے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بڑی نعمتیں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کو بالکل بھولے ہوئے ہیں، انھیں آخرت کی پیشی کی کوئی فکر ہی نہیں ہے، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کا سامنا ہو گا اور وہ ان سے باز پرس کرے گا تو وہ لاجواب ہو کر ذلیل وخوار ہوں گے اور دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں ہی پر احسان وکرم فرمائے گا جنھوں نے دنیا میں اسے یاد رکھا، آخرت کی باز پرس کی فکر کی اور اس کے لیے اہتمام کیا۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ. ② ”تربع“ سے مراد قوم کے سردار ہیں جو جاہلیت کے دور میں لوٹ مار کے مال سے چوتھا حصہ وصول کرتے تھے یا دوسروں سے لڑائی کی صورت میں جو کچھ ہاتھ لگتا، اس میں سے چوتھا حصہ لیتے تھے۔

(المعجم ٧) بَابٌ: مِنْهُ [تَفْسِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾] (التحفة ٧)

باب: 7۔ ارشاد باری تعالیٰ: ”(زمین) اس دن اپنی باتیں بتائے گی“ کی تفسیر

٢٤٢٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ]: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ [الزلزلة: ٤] قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلَى ظَهْرِهَا، أَنْ تَقُولَ: عَمِلَ كَذَا وَكَذَا فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا»، قَالَ: «بِهَذَا أَمَرَهَا».

[2429] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے سورۂ زلزال کی چوتھی آیت ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ ”اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی“ کی تلاوت فرمائی۔ پھر حاضرین سے پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو، اس کی خبریں کیا ہوں گی؟“ انھوں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندے اور ہر بندی کے بارے میں گواہی دے گی کہ اس نے اس کی پشت پر کیا عمل کیا، وہ کہے گی: اس نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا۔“ آپ نے

٢٤٢٩- [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٩٣ عن سويد بن نصر به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٨٦ والحاكم وتعقبه الذهبي وسيأتي: ٣٣٥٣ ☆ يحيى بن أبي سليمان: ضعيف ضعفه الجمهور.

فرمایا: ''اسی کا اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اللہ چاہے گا تو زمین اس طرح گواہی دے سکتی ہے، آج کل کی جدید ایجادات نے ان باتوں کا مشاہدہ کروا دیا ہے کہ کس طرح انسان کا ہر قول و فعل اور حرکت و سکون ریکارڈ ہو رہا ہے اور اس کو دنیا کے ہر حصے میں ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے سے دیکھا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي [شَأْنِ] الصُّورِ (التحفة ٢)

باب: 8۔ صور کی کیفیت و حالت

٢٤٣٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ، عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا الصُّورُ؟ قَالَ: «قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ».

[2430] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: صور کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے بہت سے راویوں نے سلیمان تیمی سے بیان کیا ہے اور ہمارے علم میں اسی کی روایت آئی ہے۔

٢٤٣١- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَكَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْأُذُنَ مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ» فَكَأَنَّ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُمْ: «قُولُوا: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا».

[2431] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں شاداں و فرحاں کیسے رہ سکتا ہوں جبکہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ میں ڈالا ہوا ہے اور کان لگایا ہوا ہے کہ کب اسے پھونکنے کا حکم ملتا ہے تو وہ پھونک مارے۔'' یہ خبر گویا آپ کے صحابہ پر گراں گزری تو آپ نے فرمایا: ''کہو: [حَسْبُنَا اللهُ...] ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ اللہ ہی پر ہمارا بھروسا اور اعتماد ہے۔''

٢٤٣٠- أخرجه أبو داود، السنة، باب ذكر البعث والصور، ح: ٤٧٤٢ من حديث سليمان التيمي به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٠ والحاكم: ٢/ ٥٠٦، ٤/ ٥٦٠ ووافقه الذهبي.

٢٤٣١- [حسن لغيره] يأتي: ٣٢٤٣، وأخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٤ من حديث خالد بن طهمان أبي العلاء به وهو في الزهد لعبدالله ابن المبارك، ص: ٥٥٧، ح: ١٥٩٧ وقال الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٥٥٩ "عطية ضعيف" وللحديث شواهد كثيرة.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ حدیث کئی سندوں سے عطیہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً، اس کے ہم معنی بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: سیدنا اسرافیل منہ میں صور ڈالے ہوئے حکم الٰہی کے منتظر ہیں کہ کب اسے صور میں پھونکنے کا حکم ملتا ہے۔ وہ ہر وقت چوکنا ہیں کہ پتہ نہیں کب حکم ہو جائے، اس لیے انسان کو ناز و نعمت میں مشغول ہو کر آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الصِّرَاطِ (التحفة ٩)

باب:9۔ پل صراط کی کیفیت

٢٤٣٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شِعَارُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الصِّرَاطِ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ».

[2432] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن صراط پر اہل ایمان کا شعار (ان کا خاص ورد، وظیفہ) یہ کلمہ ہوگا: اے میرے رب! بچا لے، بچا لے، (سلامتی کے ساتھ پار لگا دے۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [مِنْ حَدِيثِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، [وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے غریب ہے، ہمارے علم کے مطابق اسے صرف عبدالرحمن بن اسحاق ہی بیان کرتا ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن دوسری صحیح روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ فی الواقع صراط سے گزرتے وقت اس قدر خوف اور دہشت طاری ہوگی کہ کسی کو یارائے کلام نہیں ہوگا، صرف انبیاء ہی اونچی آواز سے یہ کلمات کہیں گے کہ اے اللہ! ہمیں سلامت رکھ اور ہمیں سلامتی سے پار لگا۔ بخاری شریف میں ہے: [وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ] (حدیث: 6573) ''اس وقت رسولوں کے سوا کوئی نہیں بولے گا۔'' مومن آہستہ آہستہ دل ہی میں اس کلمے کا تکرار کریں گے۔

٢٤٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ:

[2433] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٤٣٢۔ [ضعيف] أخرجه محمد بن فضيل بن غزوان في كتاب الدعاء، ح: ٤ عن عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف مشهور ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٧٥ ووافقه الذهبي ووقع في المستدرك: عبدالرحمن بن إسحاق القرشي وهو وهم والصواب: عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي * أبو شيبة الواسطي وله شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ١٩٥ بلفظ: "ونبيكم قائم على الصراط يقول: رب سلم سلم" وعند البخاري، ح: ٧٤٣٧ "ودعوى الرسل يومئذ: اللهم! سلم سلم"
* وفي الباب عن أبي هريرة [أخرجه البخاري، ح: ٧٤٣٧ ومسلم، ح: ١٨٢].

٢٤٣٣۔ أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٨ من حديث حرب بن ميمون به. ولم يصب من ضعفه وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٢٦٣٠.

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو الْخَطَّابِ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: «أَنَا فَاعِلٌ». [قَالَ:] قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُكَ؟ قَالَ: «اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ»، [قَالَ:] قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ، قَالَ: «فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ»، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: «فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ، فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ».

میں نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ قیامت کے دن آپ میری سفارش فرمائیں تو آپ نے فرمایا: ''میں تمھارا یہ کام کروں گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو مجھے جب تلاش کرے تو سب سے پہلے صراط پر تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں آپ کو صراط پر نہ پا سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو مجھے میزان کے قریب تلاش کرنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں آپ کو میزان کے پاس نہ پا سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین مقامات سے ادھر ادھر نہیں ہوں گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

فائدہ: قیامت کے احوال اور ہولناکیوں سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ حشر کے بعد سب سے پہلے پیاس لگے گی، اس لیے سب سے پہلے حوض کوثر ہوگا۔ پھر میزان عمل قائم ہوگی اور اس حساب کتاب کے مطابق لوگ صراط سے گزریں گے، اگر سب سے پہلے صراط ہو تو پھر مرتد لوگ صراط سے گزر کر حوض کوثر کی طرف کیسے چلے گئے، لیکن یہ تینوں مقامات ایسے ہیں جو خطرناک اور خوفناک ہیں، جہاں آپ کی سفارش کی ضرورت و حاجت شدت سے محسوس ہوگی، اور ان سب سے زیادہ ہولناک اور خطرناک جگہ صراط ہے جہاں انبیاء و رسل کا وظیفہ ''رَبِّ سَلِّمْ، سَلِّمْ'' (اے اللہ! مجھے بچا لے، الٰہی! مجھے بچا لے) ہوگا۔ دوسری جگہ جہاں سفارش کی زیادہ ضرورت ہوگی، اعمال کی ترازو ہے، سب سے کم خطرہ اور شدت میں تخفیف حوض پر ہوگی، اس لیے یہ جواب شدت احتیاج کے اعتبار سے ہے کہ انسان کو ان جگہوں پر سفارش طلب کرنے کی ضرورت ہوگی، ان جگہوں پر تلاش کرنا، ان میں سے کسی نہ کسی جگہ مل سکو گے۔ اس حدیث کا ظاہری تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے صراط ہے، پھر میزان اور آخر میں حوض ہے، لیکن واقعاتی ترتیب کا تقاضا وہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ علامہ قرطبی اور امام غزالی کی عبارات سے وہی ترتیب معلوم ہوتی ہے جو بیان کی گئی ہے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص: 229) اصل حقیقت اللہ ہی جانتا ہے، کیونکہ آخرت کی چیزوں کی واقعی نوعیت اور صحیح صورت سامنے آنے کے بعد ہی معلوم ہوگی۔

(المعجم ۱۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّفَاعَةِ (التحفة ۱۰)

باب:10۔ سفارش کا بیان

٢٤٣٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ فَأَكَلَهُ وَكَانَ يُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهُ نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَتَحَمَّلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَمَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ. نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ نُوحٌ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ

[2434] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ کو دستی پیش کی گئی، آپ اسے کھانے لگے اور بازو کا گوشت آپ کو پسند تھا، آپ نے اسے ایک دفعہ دانتوں سے کاٹا، پھر فرمایا: ''میں قیامت کے روز تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو یہ کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا کہ پکارنے والا ان کو اپنی آواز سنا سکے گا اور ان سب کو نظر دیکھ سکے گی۔ سورج لوگوں کے قریب ہو جائے گا، سو لوگوں کو غم (گھٹن) اور پریشانی ان کی طاقت سے بڑھ کر پہنچے گی جسے وہ برداشت نہیں کر سکیں گے، اس حال میں لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے: کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ تمھیں کس قدر پریشانی لاحق ہے، کسی ایسی شخصیت کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے ہو جو تمھارے رب کے ہاں تمھاری سفارش کرے، سو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے: تم آدم علیہ السلام کے پاس چلو، چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اپنی (خاص) روح آپ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا، انھوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ ہمارے لیے، اپنے رب کے حضور سفارش فرمائیں، کیا آپ ہماری حالت اور پریشانی کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم پر کس قدر مصیبت پہنچی ہے؟ تو آدم علیہ السلام انھیں جواب دیں گے: بلاشبہ میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے میں نہیں آیا اور نہ پھر

٢٤٣٤- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ذرية من حملنا مع نوح إنه كان عبدًا شكورًا﴾، ح: ٤٧١٢ من حديث ابن المبارك ومسلم، ح: ١٩٤ من حديث أبي حيان التيمي به * وفي الباب عن أبي بكر الصديق [أحمد: ١/ ٥٤ وأبو يعلى: ١، ح: ٥٦]، وأنس [الدارمي، ح: ٢٨٠٧ والبخاري في خلق أفعال العباد، ص: ٧٦]، وعقبة بن عامر [البخاري، ح: ٤٤٧٦ ومسلم، ح: ١٩٣]، وأبي سعيد [البخاري، ح: ٧٤٣٩ ومسلم، ح: ١٨٣].

كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ! أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ، فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ-فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ-نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى، فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ. اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ-وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا-نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَ[قَدْ] غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَخِرُّ سَاجِدًا لِرَبِّي. ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي. ثُمَّ يُقَالُ: يَا

کبھی ہوگا اور صورت حال یہ ہے کہ اس نے مجھے درخت کے قریب جانے سے روکا تھا، لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی تھی (اب میں کیسے سفارش کروں) میرا نفس تو خود اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی سفارش کی جائے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کے لالے پڑے ہیں۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ، سو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور عرض کریں گے: اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''عبداً شکوراً'' (بہت شکر گزار بندے) کا نام دیا ہے، آپ اپنے رب کے حضور ہمارے حق میں سفارش فرمائیں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم کس حالت میں ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم کس دکھ میں مبتلا ہیں؟ نوح علیہ السلام انھیں جواب دیں گے: یقیناً میرا رب آج اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض نہیں ہوا اور نہ پھر کبھی ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے ایک خاص دعا کی اجازت تھی جو میں اپنی قوم کے خلاف کر چکا ہوں۔ میرا اپنا نفس سفارش کا محتاج ہے، مجھے اپنی فکر ہے، مجھے اپنی سفارش کی ضرورت ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے اس کے خلیل ہیں، آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے؟ تو وہ فرمائیں گے: بلاشبہ میرا رب آج اس قدر غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے اس قدر غضب میں نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی آئے گا۔ اور صورت حال یہ ہے کہ میں نے تین دفعہ توریہ اور تعریض سے کام لیا (جس کو اپنے عذر کی خاطر کذب سے تعبیر کر رہے ہیں)۔

مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي، يَا رَبِّ! أُمَّتِي، يَا رَبِّ! أُمَّتِي، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ». ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ وَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى».

ابو حیان راوی نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا تذکرہ کیا ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی پریشانی ہے۔ مجھے اپنے لیے سفارش مطلوب ہے۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ذریعے سے لوگوں پر فضیلت بخشی ہے، اس لیے آپ اپنے رب کے حضور ہمارے حق میں سفارش فرمائیں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم کیسی مصیبت اور پریشانی میں گرفتار ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب آج اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض نہیں ہوا اور نہ آئندہ کبھی اس قدر ناراض ہوگا۔ اور میں ایک جان قتل کر چکا ہوں جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم اور اجازت نہیں تھی۔ مجھے تو اپنی نجات کی فکر ہے، میں تو اپنے بارے میں فکرمند ہوں۔ مجھے تو اپنے لیے سفارش مطلوب ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے، اور عرض کریں گے: اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا (آپ کو اسباب ظاہری، باپ کے بغیر پیدا کیا) اور آپ اس کی خصوصی روح ہیں۔ اور آپ نے گود میں لوگوں سے گفتگو فرمائی، آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ دیکھ نہیں رہے، ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں؟ تو عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: بلاشبہ میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے نہیں ہوا اور نہ آئندہ کبھی اس قدر غصے میں آئے گا۔ اور راوی نے ان کے کسی گناہ کا تذکرہ نہیں کیا (دوسری حدیث میں ہے کہ مجھے اللہ کے مقابلے میں معبود

ٹھہرایا گیا اور میری بندگی کی گئی)۔ مجھے اپنے نفس کی فکر ہے، مجھے اپنی نجات چاہیے، میں اپنے بارے میں پریشان ہوں۔تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ، تو وہ محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور آپ کے اگلے پچھلے گناہ (کوتاہیاں، قصور) معاف کیے جا چکے ہیں، آپ اللہ کے ہاں ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ ہماری حالت دیکھ نہیں رہے؟'' آپ نے فرمایا: ''میں چل کر عرش کے نیچے ایک خاص جگہ پر آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی وہ تعریفیں القاء فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائی گئیں، (میں اس کی حمد و ثنا کروں گا) پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، مانگو، تمھیں ملے گا، سفارش کرو، سفارش قبول ہوگی، سو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت کو بچا لے، اے میرے رب! میری امت کو نجات دے۔ اے میرے رب! میری امت کو بخش دے۔ اللہ فرمائے گا: اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کا محاسبہ نہیں ہے، جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کر دے اور باقی دروازوں میں بھی وہ لوگوں کے ساتھ حصے دار ہوں گے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان اسی قدر فاصلہ ہوگا جتنا فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَأَنَسٍ، وَعُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَأَبُو حَيَّانَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ

اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق، انس، عقبہ بن عامر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوحیان کا نام یحییٰ

حَيَّانَ كُوفِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ، وَأَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ اسْمُهُ هَرِمٌ.

بن سعید بن حیان کوفی ہے اور یہ ثقہ قابل اعتماد راوی ہے اور ابوزرعہ کا نام ہرم ہے جو عمرو بن جریر کا بیٹا ہے۔

فوائد و مسائل: ① محشر میں جب لوگ جمع ہوں گے اور حساب کتاب کے انتظار میں کھڑے ہوں گے اور انتہائی خوف اور پریشانی کا عالم ہوگا۔ اور اس قدر گھٹن اور کرب و مصیبت ہوگی کہ لوگ اس کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت ان کے دل میں خیال آئے گا کہ کوئی سفارش تلاش کریں، اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے دل میں یہی بات ڈالے گا کہ وہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں۔ پھر آدم علیہ السلام کے مشورے سے نوح علیہ السلام کی خدمت میں، پھر اسی طرح ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، یہ سب اللہ کی طرف سے اس لیے ہوگا کہ تمام لوگوں کو عملی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ شفاعت کبریٰ کا یہ منصب اور مقام اور مقامِ محمود کی یہ شان اللہ کے آخری رسول اور نبی کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور کا یہ منصب نہیں ہے۔ آپ کی سفارش سے حساب کتاب شروع ہوگا اور میدان محشر سے لوگوں کو نجات ملے گی، لیکن یہ حصہ کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں کیا گیا، کیونکہ راویوں کا اصل مقصد وہ حصہ بیان کرنا ہوتا تھا جس میں امت مسلمہ کے گناہ گاروں کی سفارش کا ذکر ہے جس کا خارجی اور معتزلہ انکار کرتے تھے، وہ سفارش کبریٰ کے منکر نہیں تھے۔ ② اہل محشر کے جو نمایندے کسی سفارشی کے پاس حاضر ہوں گے تو سب سے پہلے اس کی امتیازی خوبیاں اور اوصاف بیان کریں گے جن کا اللہ تعالیٰ ان کو القاء فرمائے گا۔ ③ جس کے پاس سفارش کے لیے حاضر ہوں گے چونکہ وہ آپ کے سوا، اس مقام و مرتبہ پر فائز نہیں ہوگا، اس لیے وہ اپنی خلاصی کے لیے اور آگے بھیجنے کے لیے ان باتوں کا تذکرہ فرمائے گا جن سے وہ اللہ سے معافی اور بخشش طلب کر چکا ہے اور اس کا عذر قبول ہو چکا ہے اور اسے معافی مل چکی ہے، لیکن میدان حشر کی ہولناکی اور فتنہ سامانی کی دہشت اور مصیبت سے اسے یہ محسوس ہوگا کہ میرے یہ عمل، میرے مؤاخذے کا باعث بن سکتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تین کام توریہ اور تعریض ہیں، یعنی ایسی بات کہنا جو متکلم کے نقطۂ نظر سے صحیح ہے لیکن سامع اس کا مقصد اور مراد سمجھ نہیں پاتا۔ اس لیے وہ دوسرے معنی مراد لے لیتا ہے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام خوف اور دہشت سے اس کو بھی جھوٹ سے تعبیر کریں گے۔ اسی طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یا ارادہ قبطی کو قتل کرنا نہیں تھا، لیکن وہ آپ کا ایک گھونسا بھی برداشت نہ کر سکا اور ڈھیر ہو گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی بندگی سے روکا تھا، لیکن گمراہوں نے اپنے طور پر انھیں معبود بنا لیا۔ ④ ہر نبی کے ساتھ ایک دعا کی قبولیت کا یقینی وعدہ ہے جو اسے معلوم ہوتی ہے اور ہر نبی نے وہ دعا دنیا میں مانگ لی ہے اور نوح علیہ السلام اس دعا کا حوالہ دیں گے۔ لیکن آخری نبی اپنی امت پر اس قدر مہربان اور مشفق ہیں کہ انھوں نے یہ دعا دنیا میں نہیں مانگی، بلکہ آخرت میں اپنی امت کی نجات کی خاطر مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے نبی پر بے حد و بے شمار ان گنت رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ ⑤ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بُصریٰ کی مسافت کا تذکرہ تحدید اور تعیین کے لیے نہیں ہے بلکہ محض اس کے عرض کی طوالت کو بیان کرنا مقصود ہے، اس لیے مختلف مواقع پر آپ نے مختلف فاصلوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ⑥ امام عبدالرحمن بن ابی العز حنفی رحمہ اللہ نے عقیدۂ طحاویہ کی شرح میں آپ کی سفارشوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کی آٹھ قسمیں تحریر کی ہیں۔

(المعجم ١١) بَابٌ: مِنْهُ [حَدِيثٌ: «شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي»] (التحفة ٧)

باب: 11۔ میری سفارش میری امت کے کبیرہ گناہ کے مرتکب لوگوں کے لیے بھی ہوگی

٢٤٣٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[2435] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری سفارش میری امت کے بڑے گناہ گاروں کے لیے ہوگی۔''

اس مسئلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: وہ سفارش جو جہنم سے نکالنے کے لیے ہوگی، جس سے بڑے بڑے گناہ معاف ہوجائیں گے، وہ بڑے گناہ گاروں کے لیے ہے۔ سفارش کی دو قسمیں اوروں کے لیے ہیں۔

٢٤٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

[2436] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری سفارش، میری امت کے بڑے گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لیے ہے۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: فَقَالَ لِي جَابِرٌ: يَا مُحَمَّدُ! مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فَمَا لَهُ وَلِلشَّفَاعَةِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ].

محمد بن علی بیان کرتے ہیں: مجھ سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے محمد! جو بڑے گناہوں کا مرتکب نہیں ہے اسے (بڑے گناہوں کی معافی کی) سفارش کی حاجت نہیں ہے۔'' امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے، یعنی جعفر بن محمد کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔

٢٤٣٥_ أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ٢٧٠ عن العباس بن عبدالعظيم العنبري به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٩٦ والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٦٩ ووافقه الذهبي، ورواه أبو داود، ح: ٤٧٣٩ من حديث أنس به وله شواهد كثيرة ﷺ وفي الباب عن جابر [يأتي: ٢٤٣٦].

٢٤٣٦_ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الشفاعة، ح: ٤٣١٠ من حديث جعفر بن محمد به وهو في مسند الطيالسي: ١٦٦٩ وسنده ضعيف من أجل محمد بن ثابت لأنه "ضعيف" (تقريب) وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث السابق.

فائدہ: چھوٹے گناہوں کی معافی تو نیکیوں یا مصائب پر صبر سے مل جاتی ہے، اسی طرح قبر اور حشر کی تکالیف سے بھی یہ معاف ہو جائیں گے، اس لیے ان لوگوں کو تو درجات کی رفعت اور بلندی والی سفارش کی ضرورت ہوگی۔

(المعجم ١٢) [بَابٌ: مِّنْهُ دُخُولُ سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّبَعْضُ مَنْ يُّشْفَعُ لَهُ] (التحفة ١١)

باب: 12۔ستر ہزار لوگوں کا بلا حساب (جنت میں) داخل ہونا اور بعض کی سفارش کا بیان

٢٤٣٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَّثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِّنْ حَثَيَاتِ رَبِّي».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[2437] سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور (مزید برآں) میرے رب کے تین لپ۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا لپ اس کے شایانِ شان ہے۔ جس طرح ہم اس کی ذات کی حقیقت اور کیفیت کو نہیں جانتے، اسی طرح اس کے لپ کی کیفیت ہماری رسائی سے باہر ہے۔ اللہ چاہے تو تمام نیک بندوں کو اپنے ایک لپ سے جنت میں داخل فرما سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو، میرے والدین، اولاد، اساتذہ، دوست احباب، اعزہ و اقارب اور دارالسلام کے تمام متعلقین اور ان کے احباب اور تعلق داروں کو مذکورہ گروہوں میں سے کسی ایک گروہ میں داخل فرمائے، آمین ثم آمین!

٢٤٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَهْطٍ بِإِيلِيَاءَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! سِوَاكَ؟ قَالَ: «سِوَايَ». فَلَمَّا قَامَ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا ابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ.

[2438] عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں ایلیاء (بیت المقدس) میں ایک گروہ کے ساتھ تھا تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''میری امت کے ایک آدمی کی سفارش سے بنو تمیم قبیلے سے بھی زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔'' آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے سوا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ میرے سوا ہوگا۔'' تو جب وہ

٢٤٣٧ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة أمة محمد ﷺ، ح:٤٢٨٦ من حديث إسماعيل بن عياش به وصرح بالسماع وتابعه بقية بن الوليد وللحديث طرق أخرى عند ابن حبان، ح:٧٢٤٦ والطبراني وغيرهما.

٢٤٣٨ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الشفاعة، ح:٤٣١٦ من حديث خالد الحذاء به وصححه ابن حبان، ح:٢٥٩٨ والحاكم: ١/ ٧٠، ٧١، ٣/ ٤٠٨ ووافقه الذهبي.

روایت بیان کرنے والا شخص اٹھا، میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ حاضرین نے بتایا: یہ سیدنا ابن ابی الجذعاء رضی اللہ عنہ ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَابْنُ أَبِي الْجَذْعَاءِ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَإِنَّمَا يُعْرَفُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابن ابی الجذعاء سے مراد عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے بس یہی ایک حدیث مروی ہے۔

فائدہ: بنوتمیم ایک بہت بڑا قبیلہ ہے اور سفارش کرنے والا شخص کون ہے، اس کی کسی صحیح حدیث میں صراحت نہیں ہے، اس لیے بعض حضرات نے اگلی ضعیف حدیث کے سبب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے اور بعض نے اویس قرنی رحمہ اللہ کو، کیونکہ ان کے بارے میں بھی وہی الفاظ منقول ہیں جو اگلی حدیث میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آ رہے ہیں۔ (تحفة الأحوذي: 7/110-111)

٢٤٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَشْفَعُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ».

[2439] سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ربیعہ اور مضر جتنے افراد کے بارے میں سفارش فرمائیں گے۔''

فائدہ: یہ روایت مرسل ہے جو حجت نہیں ہے اور یہ روایت ہند و پاک کے نسخوں میں موجود بھی نہیں ہے۔

٢٤٤٠ - حَدَّثَنَا [أَبُو عَمَّارٍ] الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ».

[2440] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بعض افراد ایک جماعت کی سفارش کریں گے، بعض ایک خاندان کی سفارش کریں گے اور بعض کی سفارش ایک ٹولی (دس سے چالیس تک) کے بارے میں ہوگی اور بعض کی سفارش ایک آدمی کے بارے میں ہوگی حتی کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٤٣٩ـ [ضعيف] أخرجه الآجري في الشريعة، ص: ٣٥١ من حديث أبي هشام الرفاعي الكوفي، حدثنا يحيى بن اليمان عن جسر أبي جعفر عن الحسن البصري به ❊ جسر بن فرقد ضعيف ضعفه الجمهور من جهة حفظه، انظر لسان الميزان وغيره ❊ هذا الحديث لم يذكره المزي في تحفة الأشراف.

٢٤٤٠ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠ من حديث زكريا به ❊ عطية العوفي ضعيف مدلس.

لغوی تشریح: فئام: ایک جماعت اور بقول ملا علی قاری: قبائل مراد ہیں۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم سفارش اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی اور انھی افراد کے بارے میں ہوگی جن کے بارے میں اجازت ملے گی، اور سفارش دراصل سفارش کرنے والوں کی عظمت ومقبولیت کے مطابق، ان کے اکرام واعزاز کے لیے ہوگی، اس لیے بلند مرتبہ اور شان والے زیادہ تعداد کے لیے سفارش کریں گے اور کم مرتبہ ومقام والے کم افراد کے بارے میں، بعض کی سفارش صرف ایک آدمی کے حق میں ہوگی۔

(المعجم ۱۳) بَابٌ: مِنْهُ [حَدِيثُ تَخْيِيرِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ دُخُولِ نِصْفِ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَاخْتِيَارِهِ الثَّانِيَ] (التحفة ۸)

باب: 13۔ نبی ﷺ کو یہ اختیار دینا کہ آپ اپنی نصف امت کا داخلہ جنت میں پسند کر لیں یا ان کے بارے میں سفارش کر لیں اور آپ نے سفارش کو اختیار فرمایا

۲۴۴۱۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا».

[2441] سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب کے ہاں سے آنے والا ایک پیامبر آیا، اس نے مجھے اختیار دیا کہ میں ان دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کر لوں، یا تو میری امت کا نصف حصہ جنت میں داخل ہو جائے یا میں سفارش کر لوں، تو میں نے سفارش کرنا پسند کیا، اور یہ ہر اس فرد کے بارے میں ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیے بغیر مرا۔''

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ رَجُلٍ آخَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَذْكُرْ: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ [وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ]. [حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ].

یہ روایت ابو ملیح، عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور نامعلوم صحابی سے بیان کرتا ہے اور اس حدیث میں ایک طویل واقعہ بھی ہے۔ جناب قتیبہ کی سند سے سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت مروی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ آپ کی امت کے بعض افراد بھی شرک میں مبتلا ہوں گے اور یہ شرک کرنے والے اور اس پر مرنے والے آپ کی سفارش سے محروم رہیں گے۔

۲۴۴۱۔ أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٩٣ وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٥٩٢ والحاكم: ١/ ٦٧ وغيرهما.

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْحَوْضِ (التحفة ٩)

باب: 14۔ حوض کی کیفیت

٢٤٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي حَوْضِي مِنَ الْأَبَارِيقِ بِعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ».

[2442] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے حوض کے لیے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر گلاس یا پیالے ہوں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: أَبَارِيق: إِبْرِيقٌ کی جمع ہے، پانی پینے کا برتن۔

فائدہ: آپ کے حوض پر پینے کے بے شمار برتن ہوں گے تاکہ پینے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی امت کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

٢٤٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ [عَلِيِّ بْنِ] نِيزَكَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً».

[2443] سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اس پر فخر کریں گے کہ ان میں سے کس کے پاس پینے والے افراد زیادہ آتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ سب سے زیادہ پینے والے میرے ہی پاس آئیں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَى الْأَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ سَمُرَةَ وَهُوَ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسے اشعث بن عبدالملک نے حسن بصری سے سمرہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ چھوڑ کر، نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کیا ہے اور یہی سند زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ (التحفة ٨)

باب: 15۔ حوض کے برتنوں کی کیفیت

٢٤٤٢ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٥ عن بشر بن شعيب به، ورواه البخاري، ح: ٦٥٨٠ ومسلم، ح: ٢٣٠٣ من حديث الزهري به.
٢٤٤٣ـ [حسن لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢١٢، ح: ٦٨٨١ من حديث محمد بن بكار به ※ سعيد بن بشير ضعيف وقتادة عنعن إن صح السند إليه، وللحديث شواهد كما فصل الألباني في الصحيحة، ح: ١٥٨٩.

٢٤٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيدِ، [قَالَ:] فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَرْكَبِي الْبَرِيدُ. فَقَالَ: يَا أَبَا سَلَّامٍ! مَا أَرَدْتُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ وَلٰكِنْ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ تُحَدِّثُهُ، عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَوْضِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي [بِهِ]. قَالَ أَبُو سَلَّامٍ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَوْضِي مِنْ عَدَنٍ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَكْوَابُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً، لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُؤُوسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ». قَالَ عُمَرُ: لٰكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ. نَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ، لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتّٰى يَشْعَثَ، وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِيَ الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتّٰى يَتَّسِخَ.

[2444] ابوسلام حُبشی بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے طلب کیا تو مجھے ڈاک کے خچر پر سوار کیا گیا۔ جب میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس پہنچا تو عرض کیا: اے امیرالمومنین! مجھے ڈاک کے خچر کی سواری کرنے سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا: اے ابوسلام! میرا ارادہ آپ کو مشقت میں ڈالنا نہ تھا، لیکن بات یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا کہ آپ حوض کے بارے میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں، سو میں نے یہ پسند کیا کہ آپ مجھے براہ راست یہ روایت سنائیں۔ ابوسلام نے کہا: مجھے ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا: ''میرے حوض کی مسافت عدن سے لے کر عمان کے قریب باقاء تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس کے پیالوں کی تعداد، آسمان کے ستاروں کے برابر ہے، جو اس سے ایک دفعہ پی لے گا، اس کے بعد کبھی اسے پیاس نہیں لگے گی، اس حوض پر سب سے پہلے میرے فقراء مہاجرین آئیں گے، پراگندہ سروں والے میلے کچیلے کپڑوں والے، جو ناز و نعمت میں پلی، خوش عیش عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے اور نہ ان کے لیے بند دروازے کھولے جاتے ہیں، یعنی انھیں کوئی خوش آمدید نہیں کہتا۔'' سیدنا عمر رحمہ اللہ کہنے لگے: لیکن میں نے تو ناز و نعمت میں پلی عورتوں سے شادی کی ہے اور میرے لیے بند دروازے بھی کھولے جاتے ہیں۔ میں نے عبدالملک (بادشاہ) کی بیٹی فاطمہ سے شادی کی ہے۔ بلاشبہ میں اپنا سر اس وقت تک نہیں دھوتا جب

٢٤٤٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الحوض، ح: ٤٣٠٣ من حديث محمد بن المهاجر به وسنده منقطع وللحديث طرق أخرى عند ابن حبان، ح: ٢٦٠١ والطبراني وغيرهما، ورواه أبو سلام عن عامر بن زيد البكائي عن عتبة ابن عبد السلمي به، فالحديث بها صحيح ورواه مسلم، ح: ٢٣٠١ من حديث ثوبان به بلفظ آخر.

تک وہ پراگندہ نہ ہو جائے اور اپنے پہنے ہوئے کپڑے اس وقت تک نہیں دھوتا، جب تک وہ میلے نہ ہو جائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو سَلَّامٍ الْحُبْشِيُّ اسْمُهُ مَمْطُورٌ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور یہ حدیث معدان بن ابی طلحہ بھی سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ابوسلام حُبشی کا نام ممطور ہے۔ یہ شامی ہے اور ثقہ ہے۔

فوائد و مسائل: (1) عدن مشہور مقام ہے اور عَمّان اُردن کا معروف شہر ہے، بلقاء اس کے قریب ایک بستی تھی۔ اور آپ نے محض حوض کے طول و عرض کی وسعت بیان کرنے کے لیے یہ نام ذکر فرمائے ہیں، آپ نے مختلف مواقع پر مختلف مقامات کے نام لیے ہیں۔ (2) سب سے پہلے حوض پر پہنچنے والے اور سیراب ہونے والے وہ فقرا، غریب مہاجرین ہوں گے جو اپنے فقر اور تنگ دستی کی وجہ سے اس حال میں رہتے ہیں کہ ان کے بال بنے سنورے نہیں بلکہ بکھرے اور الجھے ہوئے رہتے ہیں اور کپڑے بھی زیادہ دیر تک اچھے اور اجلے، صاف ستھرے نہیں رہتے بلکہ میلے کچیلے رہتے ہیں اور ان کے فقر اور تنگ دستی کی وجہ سے خوش حال اور خوش عیش گھرانے کی بیٹی ان سے نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی اور اگر وہ کسی کے پاس جائیں تو ان کی پراگندہ صورت اور میلے کچیلے لباس کے سبب ان کو خوش آمدید نہیں کہا جاتا۔ (3) جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فکرِ آخرت میں ڈوب کر اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے ایثار اور قربانی کرتے ہوئے فقیرانہ زندگی کو اختیار کر لیا تھا۔ انھیں اپنی شکل و صورت کے بناؤ سنگار کی فکر تھی نہ لباس و پوشاک کی۔ حالانکہ امیر المومنین بننے سے پہلے ان کی زندگی انتہائی شاہانہ تھی۔ ہر روز نیا لباس بدلتے تھے اور جدھر سے گزر جاتے تھے وہ گلی خوشبو سے مہک جاتی تھی۔ (4) مذکورہ اور دیگر احادیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ایک صاحب ایمان جان بوجھ کر پراگندہ سر اور میلے کچیلے کپڑوں میں رہے۔ بلکہ بیان یہ ہے کہ ایسے بے سروسامان جو اہل دنیا کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتے ایمان و عمل اور تعلق باللہ کی وجہ سے اللہ کے انتہائی مقرب ہوں گے۔ ویسے بھی جو شخص دین اور فکرِ آخرت میں محو ہو جائے اسے اپنی زیب و زینت کا خیال کم ہی آتا ہے۔ (5) ان احادیث میں ایسے بے ضرر لوگوں کو حوصلہ دیا گیا ہے کہ دنیا کی محرومی کو خاطر میں نہ لائیں، اللہ کے ہاں ان کے لیے انتہائی کمال کی نعمتیں تیار ہیں اور جو لوگ مال دار ہیں ان کے لیے رسول اللہ کا اسوہ اور تلقین واضح ہے۔ حد اعتدال سے طہارت، نظافت اور عمدہ لباس کا اہتمام کریں۔ اللہ کا بے انتہا شکر کریں اور اللہ کی اس نعمت میں سے فقراء کو بہت زیادہ دیں اور جنت میں درجات پائیں۔

٢٤٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ

[2445] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٤٤٥_ أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ٢٣٠٠ من حديث عبدالعزيز بن عبدالصمد به ۞ وفي الباب عن حذيفة بن اليمان [مسلم، ح: ٢٤٨ وعلقه البخاري، ح: ٦٥٧٦]، وعبدالله بن عمرو [البخاري، ح: ٦٥٧٩ ومسلم، ح: ٢٢٩٢]، وأبي برزة الأسلمي [أبو داود، ح: ٤٧٤٩ وابن أبي عاصم في السنة: ٢/ ٣٢٣، ٣٢٤]، وابن عمر [البخاري، ح: ٦٥٧٧ ومسلم، ح: ٢٢٩٩]، وحارثة بن وهب [البخاري، ح: ٦٥٩١ ومسلم، ح: ٢٢٩٨]، والمستورد بن شداد [البخاري، ح: ٦٥٩٢ ومسلم، ح: ٢٢٩٨].

الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ؟ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا فِي لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ مُّصْحِيَةٍ، مِّنْ آنِيَةِ الْجَنَّةِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ، عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ، مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ. مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ».

پوچھا: اے اللہ کے رسول! حوض کے برتن کس قدر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حوض کے برتن، جو جنت کے برتنوں میں سے ہیں، ان کی تعداد آسمان کے ان ستاروں اور سیاروں سے زیادہ ہے جو ایک ایسی تاریک رات میں نظر آتے ہیں جب آسمان پر بادل نہیں ہوتے، جو اس حوض سے پی لے گا، اسے آخر تک پیاس نہیں لگے گی۔ اس کی چوڑائی، اس کی لمبائی کے برابر ہے، اس کی مسافت عمان سے لے کر ایلہ تک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو وَأَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ وَالْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ. وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حَوْضِي كَمَا بَيْنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن عمرو، ابو برزہ اسلمی، ابن عمر، حارثہ بن وہب اور مستورد بن شداد رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض کوفے سے لے کر حجر اسود تک فاصلے کے برابر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مختلف احادیث کے مجموعے سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت میں ایک نہر کوثر ہے جس کی شاخیں جنت کے طول و عرض میں بہہ رہی ہیں اور آپ کی امت کے لیے میدان محشر میں اسی کا ایک تالاب ہوگا جس پر کھڑے ہو کر آپ اپنے دست مبارک سے لوگوں کو پانی پلائیں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شفاف اور شہد سے زیادہ لذیذ و شیریں ہوگا اور اس کی خوشبو بھی کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہوگی۔ وہ برتن آسمانی ستاروں کی طرح جگ مگ کر رہے ہوں گے جن کی تعداد ستاروں کی طرح بے شمار ہوگی۔ جو ایک بار اس پانی کو پی لے گا وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ وہ تالاب سیکڑوں میل کے طول و عرض میں پھیلا ہوا انتہائی حسین و جمیل ہوگا۔ ② کوفہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کروایا تھا، اس لیے مراد اتنی مسافت ہے جس کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کوفہ اور حجر اسود کی مسافت سے تعبیر کیا۔ ③ لفظ [ما] کے ذریعے سوال کسی چیز کی کیفیت اور صفت کے بارے میں کیا جاتا ہے، جنت کے برتن قرار دے کر آپ نے کیفیت و صورت بتا دی اور مزید برآں ان کی تعداد بھی بتا دی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد ہی مقدار و تعداد پوچھنا ہو۔

(المعجم ١٦) بَابُ [صِفَةِ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّبَيَانِ سَبْقِ الْعُكَّاشَةِ بِهَا]

(التحفة ٨١)

باب: 16۔ ان لوگوں کی حالت جو جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے اور سیدنا عکاشہ کا ان صفات میں آگے ہونا

٢٤٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ حُصَيْنٍ - هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ -، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ يَمُرُّ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّينَ وَمَعَهُمُ الْقَوْمُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّينَ وَمَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّينَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ أَحَدٌ حَتّٰى مَرَّ بِسَوَادٍ عَظِيمٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ: مُوسٰى وَقَوْمُهُ، وَلٰكِنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ. قَالَ: فَإِذَا هُوَ سَوَادٌ عَظِيمٌ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ مِنْ ذَا الْجَانِبِ وَمِنْ ذَا الْجَانِبِ، فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَسِوٰى هٰؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَدَخَلَ وَلَمْ يَسْأَلُوهُ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ. فَقَالُوا: نَحْنُ هُمْ، وَقَالَ قَائِلُونَ: هُمْ أَبْنَاءُ الَّذِينَ وُلِدُوا عَلَى الْفِطْرَةِ وَالْإِسْلَامِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: «هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ». فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَنَا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ: أَنَا مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ».

[2446] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کو اسراء پر لے جایا گیا، تو آپ ایک نبی اور کئی نبیوں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ بعض نبی اور نبیوں کے ساتھ ایک قوم تھی، بعض کے ساتھ ایک گروہ اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ حتی کہ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، آپ فرماتے ہیں: ''میں نے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ بتایا گیا: یہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ ہیں، لیکن آپ سر اٹھا کر (آگے) دیکھیں، آپ فرماتے ہیں: (میں نے دیکھا) تو وہ بہت ہی بڑی جماعت اور بھیڑ تھی جس نے دائیں بائیں آسمانی کناروں کو گھیر رکھا تھا۔ بتایا گیا: یہ آپ کی امت ہے اور ان کے علاوہ آپ کی امت کے ستر ہزار افراد اور ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔'' آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے، نہ صحابہ نے اس کے بارے میں سوال کیا اور نہ آپ نے ہی وضاحت فرمائی۔ حاضرین کہنے لگے: وہ لوگ ہم ہیں۔ بعض نے کہا: ان لوگوں کے بیٹے بلاحساب داخل ہوں گے جو فطرت اور اسلام پر پیدا ہوئے ہیں۔ اس دوران میں نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: ''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگواتے ہیں اور نہ دم جھاڑ کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی پکڑتے ہیں اور وہ اپنے رب

٢٤٤٦ـ أخرجه البخاري، الطب، باب من لم يرق، ح: ٥٧٥٢ ومسلم، ح: ٢٢٠ من حديث حصين به * وفي الباب عن ابن مسعود [أحمد: ١/ ٤٠١، ٤٠٣، ٤٢٠، ٤٢١] وأبي هريرة [مسلم، ح: ٢١٦، ٢١٧، ٤٥٢ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩١١].

پر بھروسا کرتے ہیں۔" سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: کیا میں ان میں سے ہوں، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" پھر ایک اور شخص حاضر ہو کر کہنے لگا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا: "عکاشہ ان صفات میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث مروی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے لوگ ان صفات سے متصف ہوں گے، اور یہ صفات سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں، دوسرے شخص میں موجود نہیں تھیں۔ ② ان کے ساتھ اور افراد بھی ہوں گے جن کی تفصیل گزر چکی ہے اور ایسے انبیاء بھی ہوں گے جن پر کوئی شخص ایمان نہیں لایا ہوگا۔ تو اس میں ان انبیاء پر کسی طرح کا کوئی عیب نہیں اور نہ ان کے متعین مقام و مرتبہ میں کوئی کمی ہوگی۔ ③ اس میں داعی حضرات کے لیے درس ہے کہ اپنے قبول کرنے والوں کی قلت سے مایوس اور کثرت پر کسی طرح دھوکا نہیں کھانا چاہیے بلکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ شوق و محنت سے ادا کرتے رہنا چاہیے، جو قبول کرتا ہے تو اپنے لیے اور جو نہیں مانتا تو اسی کا نقصان ہے۔ داعی کا اجر تو اس کے اخلاص اور محنت پر ہے۔ تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا . . .

(المعجم ١٧) [بَابُ حَدِيثِ إِضَاعَةِ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَحَدِيثِ ذَمَائِمِ الْعِبَادِ] (التحفة ٨٢)

باب: 17۔ لوگوں کا نماز کو ضائع کرنا اور بندوں کے قابل مذمت امور

٢٤٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أَيْنَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: أَوَ لَمْ تَصْنَعُوا فِي صَلَاتِكُمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ.

[2447] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جن اشیاء پر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تھے، ان میں سے کوئی چیز اسی حالت پر مجھے نظر نہیں آ رہی۔ ان کے شاگرد ابو عمران جونی کہتے ہیں: میں نے پوچھا: نماز کہاں ہے؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم نے نماز کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، تمھیں اس کا علم ہی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [مِنْ حَدِيثِ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ] وَقَدْ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس سند سے حسن غریب ہے، یعنی ابو عمران جونی کی سند سے اور سیدنا

٢٤٤٧ـ أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٠ عن زياد بن الربيع به، ورواه البخاري، ح: ٥٢٩ من طريق آخر عن أنس به.

رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے دور میں آپ کی رفاقت اور موجودگی کی بنا پر جو خیر و برکت تھی، اور اعمال میں جو حسن و خوبی اور کمال تھا، آپ کے دنیا سے جانے کے بعد آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا، حالانکہ وہ سب اعمال موجود تھے، اسی طرح نماز میں وہ خشوع اور خضوع باقی نہیں رہا تھا جو آپ کے اور آپ کے بعد خلفائے اربعہ کے دور میں تھا۔ حجاج بن یوسف کے دور میں نماز کی ادائیگی میں سستی و کاہلی در آئی تھی اور ان میں بہت تاخیر کی جانے لگی تھی اور آج نمازوں اور دوسرے فرائض کی ادائیگی میں صرف سستی اور کاہلی ہی نہیں ہے بلکہ امت کی اکثریت نے ان کو بالکل ترک اور نسیاً منسیاً بنا چھوڑا ہے۔ جب فرائض کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو سنن اور مستحبات کی فکر کتنوں کو ہوگی۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

٢٤٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ، وَنَسِيَ الْكَبِيرَ الْمُتَعَالَ. وَبِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى، وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْأَعْلٰى. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهٰى وَلَهٰى، وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغٰى، وَنَسِيَ الْمُبْتَدَأَ أَوِ الْمُنْتَهٰى. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّينِ. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّينَ بِالشُّبُهَاتِ. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُودُهُ. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ. بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رُغَبٌ يُذِلُّهُ».

[2448] سیدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بہت برا ہے وہ بندہ جس نے اپنے آپ کو بڑا خیال کیا اور تکبر و گھمنڈ میں مبتلا ہوا، بڑی بلند و بالا ذات کو بھول گیا۔ بہت برا ہے وہ بندہ جس نے دوسروں پر جبر کیا، زیادتی کی اور سب سے بلند، زور آور اور غالب ذات کو بھول گیا۔ سب سے برا ہے وہ بندہ جو حق سے غافل بنا لہو و لعب میں مشغول ہوا اور قبروں اور بوسیدگی کو بھول گیا۔ بہت برا ہے وہ بندہ جس نے بگاڑ اور خرابی پیدا کی۔ سرکشی اور بغاوت اختیار کی اور اپنی ابتدا اور انجام کو بھول گیا۔ برا ہے وہ بندہ جو دین کے بدلے دنیا کا طالب ہے۔ بہت برا ہے وہ بندہ جو دین کو شکوک و شبہات پیدا کر کے بگاڑتا ہے۔ بہت برا ہے وہ بندہ جسے حرص و لالچ کھینچ رہا ہے۔ برا ہے وہ بندہ جسے خواہش نفس گمراہ کر رہی ہے۔ برا ہے وہ بندہ جسے دنیا کی ہوس ذلیل کر رہی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

٢٤٤٨ـ [ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة: ١/ ١٠، ١١، ح: ١٠ من حديث محمد بن يحيى به مختصرًا جدًا، وصححه الحاكم: ٤/ ٣١٦ من حديث عبدالصمد فتعقبه الذهبي بقوله: "إسناده مظلم" * هاشم بن سعيد ضعيف (تقريب) وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند ابن عدي: ٤/ ١٤٢٩.

(المعجم ۱۸) [بَابٌ: فِي ثَوَابِ الْإِطْعَامِ وَالسَّقْيِ وَالْكَسْوِ وَحَدِيثِ مَنْ خَافَ أَدْلَجَ] (التحفة ۸۳)

باب: 18۔کھلانے، پلانے اور پہنانے کا ثواب، اور خوف زدہ کا رات کے ابتدائی حصے میں چل پڑنا

۲۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارُودِ الْأَعْمٰى - وَاسْمُهُ زِيَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْهَمْدَانِيُّ - عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰى مُؤْمِنًا عَلٰى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ».

[2449] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مومن نے بھوکے مومن کو کھانا کھلایا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے میووں سے کھلائے گا اور جس مومن نے کسی مومن کو پیاس کے وقت پانی پلایا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز مہر شدہ خالص شراب پلائے گا اور جس مومن نے کسی مومن کو برہنہ ہونے کے سبب لباس پہنایا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَوْقُوفًا، وَهُوَ أَصَحُّ عِنْدَنَا وَأَشْبَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور عطیہ نے یہ روایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کے قول کی حیثیت سے بھی نقل کی ہے اور ہمارے نزدیک یہی سند صحیح تر اور حق کے قریب تر ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم نیکیوں کا صلہ ملنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا اصول جزاءً وِّفاقًا ہے نیکی اور عمل کے مطابق بدلہ اور جزا، اس لیے قیامت کے دن نیکی کے مناسب بدلے کی رو سے، پیاسے کو پانی پلانے والے کو جنت کی اعلیٰ اور عمدہ مہر شدہ شراب، بھوکے کو کھلانے والے کو جنت کے اعلیٰ پھل اور میوے، ننگے کو لباس پہنانے والے کو جنت کا سبز لباس عنایت کیا جائے گا۔ ہر چیز ان حضرات کو خصوصی طور پر ملے گی وگرنہ ہر جنتی کو لباس، کھانا اور مشروب میسر ہوگا، کوئی بھی ان سے محروم نہیں ہوگا۔

۲۴۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2450] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

۲٤٤٩ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۳ من حديث عطية العوفي به وهو ضعيف مدلس.

۲٤٥٠ـ [حسن لغيره] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۲/ ۱۱۱ من حديث أبي النضر هاشم بن القاسم به، وصححه الحاكم: ٤/ ۳۰۷، ۳۰۸ ووافقه الذهبي ﷺ أبو فروة يزيد بن سنان ضعيف، وللحديث شاهد عند الحاكم، ويأتي طرفه: ۲٤٦۰ وانظر الصحيحة، ح: ۹٥٤.

النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ فَيْرُوزَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَافَ أَدْلَجَ وَمَنْ أَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ، أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ غَالِيَةٌ أَلَا إِنَّ سِلْعَةَ اللهِ الْجَنَّةُ».

ﷺ نے فرمایا: ''جسے ڈر ہو (کہ دشمن سحری کے وقت حملہ کر دے گا) وہ رات کے پہلے پہر ہی نکل کھڑا ہوتا ہے اور جو رات کے پہلے پہر چل پڑتا ہے، وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ خبردار! اللہ کا سامان بہت گراں اور قیمتی ہے، خبردار! اللہ کا سامان جنت ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے صرف ابونضر کی روایت سے جانتے ہیں۔

فائدہ: جس انسان کو دشمن کے شب خون مارنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ اپنے تحفظ اور بچاؤ کے لیے، پناہ گاہ کی تلاش میں رات کے پہلے پہر ہی چل پڑتا ہے۔ اسی طرح انسان کو شیطان کی طرف سے خطرہ فی الواقع درپیش ہے تو واجب ہے کہ اس کے لیے پیشگی اور بروقت تحفظ کا سامان کیا جائے اور بالخصوص اہل ایمان کو رات کی نماز اور دیگر اعمال خیر سے اپنی پناہ تک پہنچنے کی حرص لازمی ہے۔ اور جنت جو انتہائی قیمتی چیز ہے اس کے حصول کے لیے قیمت بھی انتہائی اعلیٰ ہے۔ اور اس قیمت کی فراہمی کے بغیر جنت کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(المعجم ١٩) [بَابٌ: عَلَامَةُ التَّقْوٰى وَدْعُ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا] (التحفة ٨٢)

باب: 19۔ تقویٰ کی علامت یہ ہے کہ انسان دین کے تحفظ کے لیے ایسی چیزوں کو بھی ترک کر دے جن میں کوئی حرج نہ ہو

٢٤٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ [عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ وَعَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ».

[2451] سیدنا عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ ان چیزوں کو ترک نہ کر دے جن کے کرنے میں کوئی حرج اور شبہ نہ ہوتا کہ ان چیزوں سے بچ سکے جن کے کرنے میں گرفت اور تنگی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

٢٤٥١ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الورع والتقوى، ح: ٤٢١٥ من حديث أبي عقيل به وصححه الحاكم: ٤/ ٣١٩ ووافقه الذهبي * عبدالله بن يزيد الدمشقي ضعيف على الراجح.

(المعجم ٢٠) [بَابُ حَدِيثِ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي»] (التحفة ٨٥)

باب: 20۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''اگر تمھاری کیفیت و حالت ہر وقت وہی رہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو''

٢٤٥٢- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي لَأَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا».

[2452] سیدنا حنظلہ اُسیدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اسی کیفیت میں رہو، جس کیفیت میں میرے پاس ہوتے ہو تو تم پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کریں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے اور یہ حدیث کئی سندوں سے سیدنا حنظلہ اسیدی سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں صحابۂ کرام پر فکر آخرت کا اس قدر عظیم غلبہ ہوتا تھا کہ وہ جنت اور دوزخ کو محسوس کرتے تھے گویا وہ ان کے سامنے موجود ہیں، لیکن جب اپنی مصروفیات اور دنیوی مشاغل میں مصروف ہو جاتے، اہل و عیال سے دل بہلاتے تو یہ کیفیت برقرار نہ رہتی۔ اس لیے آپ نے فرمایا: اگر تمھاری یہ کیفیت ہر وقت برقرار رہے تو تم اس قدر بلند و بالا مقام پر فائز ہو جاؤ کہ فرشتے تمھیں اپنے پروں کا سایہ مہیا کریں اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ''گلیوں، بازاروں میں چلتے اور بستروں پر لیٹے تمھارے ساتھ مصافحہ کریں۔'' (حدیث: 2750)

(المعجم ٢١) [بَابٌ: مِّنْهُ حَدِيثٌ: «إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً»] (التحفة ٨٦)

باب: 21۔ ہر چیز کے اندر حرص اور نشاط ہے

٢٤٥٣- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَلْمَانَ أَبُو عُمَرَ

[2453] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے

٢٤٥٢_ أخرجه أحمد: ٣٤٦/٤ عن أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ١٣٤٥، ورواه مسلم، ح: ٢٧٥٠ من حديث حنظلة به مطولًا ※ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٥٢٦].

٢٤٥٣_ أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٨٩/٢ من حديث محمد بن عجلان به وصححه ابن حبان، ح: ٦٥٢ ※ محمد بن عجلان عنعن وللحديث شواهد منها الحديث الآتي ※ حديث أنس: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٣٦٦/٥، ٣٦٧، ح: ٦٩٧٧ وسنده حسن.

الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً، فَإِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ».

ہیں: ''ہر چیز کے اندر نیکی یا بدی کی رغبت اور نشاط ہے اور ہر رغبت وشوق کے اندر سستی اور کاہلی آتی ہے۔ اگر حرص و رغبت والا راہ راست اختیار کرتا ہے، یعنی میانہ روی اور اعتدال اختیار کرتا ہے اور اس کے قریب رہتا ہے تو اس کے لیے بہتری اور خیر کی امید رکھو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ ہونے لگے (یہ بڑا نیک اور تارک دنیا ہے) تو اس کو اہمیت نہ دو، کسی شمار میں نہ لاؤ (کیونکہ وہ ریاکار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «بِحَسْبِ امْرِيءٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يُّشَارَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فِي دِينٍ أَوْ دُنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''انسان کے لیے اتنا شر اور بدی ہی کافی ہے کہ دین یا دنیا کے اعتبار سے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر جسے اللہ تعالیٰ بچا لے۔''

فائدہ: ہر کام اور عمل کے وقت ابتدا اور آغاز میں ایک رغبت وشوق اور نشاط وفرحت اور جوش وخروش ہوتا ہے، یہی صورت حال عبادت اور زہد وتقویٰ کی ہے۔ آہستہ آہستہ، ذوق وشوق اور جذبہ کمزور پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور اس میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے اگر انسان افراط وتفریط سے بچ کر میانہ روی اور اعتدال پر قائم رہے یا اس کے قریب قریب رہے تو اس کے عمل کے دوام اور ہمیشگی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس نے غلو اور افراط سے کام لیا، جس سے اس کو شہرت اور ناموری ملی، جدھر نکلا اس کی نیکی اور پارسائی کے چرچے ہونے لگے، اس کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں، تو اس کا ریاکاری اور نام و نمود کے فتنے سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس فتنے اور آزمائش سے بچا لے، اس لیے انسان کو نیک کاموں میں اعتدال اور میانہ روی کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ نیک عمل پر دوام اور ہمیشگی برقرار رہے۔

(المعجم ٢٢) [بَابٌ: فِي تَمْثِيلِ طُولِ الْأَمَلِ، وَازْدِيَادِ حِرْصِ الْمَرْءِ كُلَّمَا هَرِمَ، وَوُقُوعِهِ فِي الْهَرِمِ آخِرَ الْأَمْرِ] (التحفة ٨٠)

باب: 22۔ لمبی امید اور بڑھاپے میں انسان کی حرص وآرزو بڑھنے اور انجام کار اس کے موت سے دوچار ہونے کی تمثیل

٢٤٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي يَعْلَى، عَنْ

[2454] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک مربع شکل خط کھینچا

٢٤٥٤_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: في الأمل وطوله . . . الخ، ح: ٦٤١٧ من حديث يحيى القطان به.

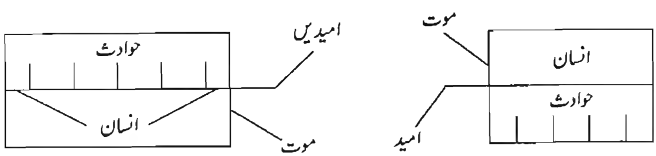
الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ فِي وَسَطِ الْخَطِّ خَطًّا، وَخَطَّ خَارِجًا مِّنَ الْخَطِّ خَطًّا، وَحَوْلَ الَّذِي فِي الْوَسَطِ خُطُوطًا، فَقَالَ: «هٰذَا ابْنُ آدَمَ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ، وَهٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ الْإِنْسَانُ وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ عُرُوضُهُ إِنْ نَجَا مِنْهُ هٰذَا يَنْهَشُهُ هٰذَا، وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ».

اور اس خط کے درمیان سے ایک اور خط کھینچا اور اس خط کو مربع خط سے باہر نکالا اور درمیانی خط (لکیر) کی طرف کئی خط کھینچے اور فرمایا: ''یہ (درمیان میں) ابن آدم ہے اور چوکور لکیریں جو اسے گھیرے ہوئے ہیں، اس کی عمر ہے۔ یہ درمیان والا خط انسان ہے اور یہ اس کی طرف آنے والے خطوط (لکیریں) مشکلات، مصائب اور آفات ہیں، اگر اس ایک سے بچ گیا تو دوسری نوچ لے گی۔ اور مربع سے باہر نکلنے والا خط امید اور آرزو ہے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہر انسان کی زندگی کا عرصہ اور مدت متعین اور محدود ہے جس سے وہ کسی صورت میں تجاوز نہیں کر سکتا اور زندگی میں اس کو مختلف عوارض، آفات و مصائب سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے اور یہ مصائب اور تکالیف بسا اوقات اس قدر شدید ہوتی ہیں کہ انسان کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ بہرحال اس کا انجام موت ہے، لیکن اس کی امیدیں اور آرزوئیں، زندگی کے پیمانے اور مربع خط سے زیادہ دراز اور لمبی ہیں، اس لیے ان کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ وہ آرزوؤں اور خواہشات کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے، ان کو نا تمام چھوڑتا ہوا زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔ ② معلم کو بالخصوص مسائل سمجھانے کے لیے نقشے اور مثالوں سے مدد لینی چاہیے۔ حدیث میں بیان کردہ نقشہ حسب ذیل ہے:



٢٤٥٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ».

[2455] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں: ایک دولت کی حرص اور دوسری عمر بڑھنے کی حرص۔''

هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی آرزوئیں اور خواہشات چونکہ انسان کی زندگی سے دراز اور بڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور ان کے پورا کرنے کے لیے مال و دولت اور درازیٔ عمر کی ضرورت ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے قویٰ مضمحل اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لیے

٢٤٥٥- تقدم: ٢٣٣٩.

عقل کی گرفت کمزور ہو جاتی ہے۔ عقل ان آرزوؤں اور امیدوں پر قابو نہیں رکھ سکتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دولت اور لمبی عمر کی حرص جوان اور طاقتور ہوتی رہتی ہے۔

٢٤٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ - وَهُوَ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُثِّلَ ابْنُ آدَمَ وَإِلَى جَنْبِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ مَنِيَّةً إِنْ أَخْطَأَتْهُ الْمَنَايَا وَقَعَ فِي الْهَرَمِ».

[2456] سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی صورت اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کے پہلو میں ننانویں موتیں ہیں، اگر ان سے بچ گیا تو بڑھاپے کا شکار ہو جاتا ہے، یعنی بڑھاپے میں گرفتار ہو کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ].

امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: عالم مثال میں انسان کی صورت اور شکل اسی طرح بنائی گئی ہے کہ اسے ننانوے مصیبتوں اور آفات و امراض نے گھیرا ہوا ہے جو اس کی موت کا باعث بن سکتی ہیں۔ اگر ان تمام مصائب اور بیماریوں سے بچ گیا تو آخر میں لاعلاج بیماری بڑھاپا آ لیتا ہے جس کے چنگل سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا اور موت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابٌ: [فِي التَّرْغِيبِ فِي ذِكْرِ اللهِ وَذِكْرِ الْمَوْتِ آخِرَ اللَّيْلِ، وَفَضْلِ إِكْثَارِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ] (التحفة ٨٨)

باب: 23۔ رات کے آخری حصے میں اللہ کے ذکر اور موت کو یاد کرنے کی ترغیب اور نبی ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجنے کی فضیلت

٢٤٥٧۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اذْكُرُوا اللهَ، اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ». قَالَ أُبَيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ

[2457] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ بیٹھتے اور فرماتے: ''اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو! ہلانے، کھڑکھڑانے والی آیا چاہتی ہے، اس کے پیچھے آنے والی اس کے تعاقب میں ہے۔ موت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آیا چاہتی ہے، موت اپنی وحشت کے ساتھ پہنچ رہی ہے۔'' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے

٢٤٥٦۔ تقدم: ٢١٥٠.

٢٤٥٧۔ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٦ من حديث سفيان الثوري به وعنعن وصححه الحاكم: ٢/ ٥١٣ من حديث قبيصة ابن عقبة ووافقه الذهبي، وانظر الحديث المتقدم: ٢٤٥٠.

أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ». [قَالَ:] قُلْتُ: الرُّبُعَ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ. فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ». قُلْتُ: فَالنِّصْفَ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ [لَّكَ]». [قَالَ:] قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: «مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ»، قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا؟ قَالَ: «إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ».

رسول! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں تو میں آپ کے لیے اپنی دعا میں کس قدر حصہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا چاہو۔'' میں نے عرض کیا: چوتھائی حصہ؟ آپ نے فرمایا: ''جس قدر چاہو، اگر زیادہ کرو گے تو تمھارے لیے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: کیا نصف کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا: دو تہائی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم پسند کرو، اگر اس سے بھی زیادہ کر لو تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں ساری دعا آپ ہی کے لیے وقف کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''ایسی صورت میں تمھارے تمام غموں اور فکروں کا مداوا ہو گا اور تمھارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دعائیں بہت کیا کرتے تھے، ان کے دل میں خیال آیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگتا ہوں اور ان میں جس قدر وقت لگاتا ہوں اس میں سے کچھ حصہ رسول اللہ ﷺ پر درود کے لیے مخصوص کر لوں۔ اس بارے میں آپ سے دریافت کرنا مناسب سمجھا، تو آپ سے عرض کیا: میں آپ کے لیے درود پر کتنا وقت مخصوص کروں، آپ نے اپنی طرف سے وقت کی کوئی تحدید و تعیین مناسب نہ سمجھی، بلکہ ان ہی کی رائے پر چھوڑ دیا اور یہ بتا دیا کہ جتنا بھی زیادہ وقت صرف کرو گے، تمھارے لیے ہی بہتر ہو گا۔ آخر کار انھوں نے عرض کیا: میں اپنے لیے دعا کرنے کا سارا وقت آپ کے لیے اللہ سے مانگنے میں صرف کروں گا۔ اس پر آپ نے یہ بشارت سنائی: اگر تم ایسا کرو گے تو تمھارے مسائل اور مہمات جن کے لیے تم دعائیں کرتے ہو، آپ سے آپ حل ہو جائیں گے، تمھارے تمام غموں اور فکروں کا مداوا ہو جائے گا اور تم سے جو گناہ اور قصور سرزد ہوئے ہیں وہ بھی معاف کر دیے جائیں گے۔ اس کا راز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام سے ایسا شغف ومحبت کہ اپنے ذاتی مقاصد اور مسائل کے لیے دعا کی جگہ پر بھی آپ پر صلاۃ بھیجنا اور اپنے لیے کچھ مانگنے کی بجائے آپ ہی کے لیے اللہ سے مانگنا، اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ ایسے فرد کا آپ پر ایمان صادق ہے اور آپ سے قلبی اور گہری محبت وعقیدت ہے اور اللہ کے محبوب کے ساتھ ایسا مخلصانہ تعلق رکھنے والا بندہ اس کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے مسائل اپنی رحمت وکرم سے بلا مانگے حل فرمائے اور اس کو غموں اور پریشانیوں سے نجات دے۔ اسی طرح رات کی آخری گھڑیوں میں آخرت کو یاد رکھنا اور اپنی موت کو سامنے رکھنا، اللہ کی یاد اور آخرت کی فکر واہتمام کی علامت ہے اور یہی چیز انسان کی کامیابی وکامرانی کا سرمایہ ہے۔

(المعجم ٢٤) [بَابٌ: فِي بَيَانِ مَا يَقْتَضِيهِ الْاِسْتِحْيَاءُ مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ] (التحفة ٨٩)

باب: 24۔ اللہ تعالیٰ سے واقعی اور حقیقی شرم و حیا کا تقاضا

٢٤٥٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ». [قَالَ:] قُلْنَا: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنَّا لَنَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ: «لَيْسَ ذَاكَ وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ: أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى، وَتَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى، وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى يَعْنِي مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ».

[2458] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے کرنی چاہیے۔'' راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: اللہ کا شکر اور تعریف ہے۔ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں، اے اللہ کے نبی! آپ نے فرمایا: ''یہ نہیں (حیا کا مفہوم صرف اسی قدر محدود نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ تم سر اور سر میں جو اعضاء (کان، آنکھ، زبان) ہیں، ان سب کی نگہداشت کرو، پیٹ اور اس میں جو کچھ بھرا ہے جس پر وہ مشتمل اور حاوی ہے، ان کی نگرانی کرو۔ موت اور قبر کی شکستگی اور بوسیدگی کو یاد رکھو۔ اور جو انسان آخرت کو مقصود بنائے وہ دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑ دے۔ جس شخص نے یہ سب کچھ کیا تو اس نے واقعی حیا کی، یعنی اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبَانَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الصَّبَّاحِ بْنِ مُحَمَّدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم کے مطابق اسے صرف ابان بن اسحاق ہی صباح بن محمد سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: شرم و حیا ایک ایسا فطری وصف ہے جو انسان کی سیرت سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وہ وصف ہے جو انسان کو برے کاموں اور بری باتوں سے روکتا اور فواحش و منکرات سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق وہی بندے ادا کر سکتے ہیں جو اپنے دماغ کو برے افکار و خیالات سے اور اپنے پیٹ کو حرام اور ناجائز غذا سے بچاتے ہیں۔ اپنے کان، زبان، آنکھ اور دل کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں استعمال کرتے ہیں۔ موت اور اس کے بعد قبر میں جس حالت سے واسطہ پڑتا ہے، اس کو یاد رکھتے ہیں، یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی نظر میں اس دنیا، اس کی زیبائش و آرائش اور اس کے عیش و عشرت

٢٤٥٨- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٧ عن محمد بن عبيد به وسنده ضعيف من أجل الصباح بن محمد ومع ذلك صححه الحاكم: ٤/ ٣٢٣ ووافقه الذهبي ووقع في سند المستدرك: صباح بن محارب وهو وهم، وللحديث شواهد عند الطبراني في الكبير: ٣/ ٢١٩، ح: ٣١٩٢، ١٠/ ١٨٨، ح: ١٠٢٩٠ وغيره.

کی کوئی قدر و اہمیت نہ ہو، دنیا کو ٹھکرا کر انھوں نے آخرت کو اپنا نصب العین اور مطمع نظر بنا لیا ہو۔

(المعجم ٢٥) [بَابُ حَدِيثِ: «الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ»] (التحفة ٩٠)

باب: 25۔ دانش مند وہی ہے، جس نے اپنے نفس پر قابو پا لیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا

٢٤٥٩- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ».

[2459] سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہوشیار اور دور اندیش وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے اور ناتواں و بے بس وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے تابع کر دیتا ہے اور اللہ سے امید باندھتا ہے۔''

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [قَالَ:] وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ: يُحَاسِبُ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَيُرْوٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ، وَإِنَّمَا يَخِفُّ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا. وَيُرْوٰى عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ مِهْرَانَ قَالَ: لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطْعَمُهُ وَمَلْبَسُهُ.

یہ حدیث حسن ہے اور آپ کے فرمان [مَنْ دَانَ نَفْسَهُ] کے معنی یہ ہیں کہ وہ دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے قبل اس کے کہ آخرت میں اس کا محاسبہ کیا جائے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم اپنے نفسوں کا محاسبہ کر لو، اس سے پہلے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لیے خوب سنور جاؤ۔ قیامت کے دن صرف اس شخص کا حساب ہلکا ہوگا جس نے دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا۔ میمون بن مہران سے منقول ہے کہ بندہ اس وقت تک متقی اور پرہیز گار نہیں بن سکتا جب تک اپنے نفس کا محاسبہ اس طرح نہ کرے جس طرح اپنے شراکت دار کا کرتا ہے کہ اس کا کھانا اور لباس کہاں سے آتا ہے۔

(المعجم ٢٦) [بَابُ حَدِيثِ: «أَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ»] (التحفة ٩١)

باب: 26۔ لذتوں کو توڑ دینے والی کو کثرت سے یاد کرو

٢٤٥٩ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح: ٤٢٦٠ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به وهو ضعيف مختلط * أثر عمر بن الخطاب: رواه ابن أبي الدنيا بإسناد ضعيف عنه، فيه انقطاع وعنعنة المدلس، عنعنة سفيان بن عيينة، انظر مسند الفاروق لابن كثير: ٢/ ٦١٨.

۲۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ - وَهُوَ ابْنُ مَدُّويَه -: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُصَلَّاهُ فَرَأَى نَاسًا كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُونَ، قَالَ: «أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى [الْمَوْتُ]، فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ: الْمَوْتِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُولُ: أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ، وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ، فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا، أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ، [قَالَ:] فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ. وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ. قَالَ: فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ». قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصَابِعِهِ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ: «وَيُقَيِّضُ [اللهُ] لَهُ سَبْعُونَ تِنِّينًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ». قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ».

[2460] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلّیٰ (نماز گاہ) میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں کو کھل کھلا کر ہنستے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ”خبردار! اگر تم لذتوں کو توڑ دینے والی، یعنی موت کو بکثرت یاد کرو تو وہ تمھیں، جس حالت میں میں تمھیں دیکھ رہا ہوں، اس سے غافل کر دے۔ اس لیے تم لذتوں کو ختم کر دینے والی موت کا تذکرہ زیادہ سے زیادہ کیا کرو کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ قبر پر کوئی دن نہیں گزرتا جس میں وہ یہ گفتگو نہ کرتی ہو کہ میں اجنبی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں، جب اس میں کوئی مومن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: خوش آمدید! اپنے ہی گھر آئے ہو، آگاہ ہو جاؤ تم مجھے میری پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے، تو اب جب تمھیں میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور تم میرے پاس آ گئے تو تم دیکھو گے کہ میں تمھارے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں، پھر وہ اس کے لیے حد نظر تک کھل جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور جب اس میں ایک بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے: تیرے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے اور نہ تو اپنے گھر ہی آیا ہے، آگاہ ہو جا، تو مجھے ان تمام لوگوں سے زیادہ ناپسندیدہ تھا جو میری پشت پر چلتے تھے، تو اب جب تجھے میرے حوالے کیا گیا ہے اور تو میرے پاس آ گیا ہے تو دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں، سو وہ اس پر سکڑ جاتی ہے حتی کہ وہ اس پر سب طرفوں سے مل جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں۔“ راوی بیان

۲۴۶۰ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ١/ ٤٩٨، ٤٩٩، ح: ٨٢٨ من حديث القاسم بن الحكم به مختصرًا ☆ عبيدالله بن الوليد: ضعيف (تقريب) وعطية ضعيف مشهور ولبعض الحديث شواهد انظر، ح: ٢٣٠٧.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں کے اشارے سے بتایا اور انھیں ایک دوسری میں داخل کیا، اور آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر ستر سانپ مسلط کر دیتا ہے (وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک بھی زمین میں پھنکار دے تو وہ رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اگائے، وہ اسے دانتوں سے کاٹتے ہیں اور اسے نوچتے ہیں، حتی کہ اسے حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے گا۔'' راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں صرف ایک جملہ صحیح ہے کہ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو یاد کیا کرو، باقی روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٢٧) [بَابُ حَدِيثٍ مُخْتَصَرٍ: مَالِي وَلِلدُّنْيَا مَا أَنَا إِلَّا كَرَاكِبٍ] (التحفة ٩٢)

باب: 27۔ میرا دنیا سے (اس کے ساز و سامان سے) کیا تعلق، میں تو بس ایک سوار کی طرح ہوں

٢٤٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلِ حَصِيرٍ فَرَأَيْتُ أَثَرَهُ فِي جَنْبِهِ.

[2461] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ایک کھجور کی بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے تو میں نے آپ کے پہلو پر چٹائی کے نشان دیکھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس حدیث میں ایک طویل واقعہ ہے۔

فائدہ: آپ دنیا کے ساز و سامان اور اس کی راحتوں اور آسائشوں سے الگ تھلگ رہتے ہوئے فقیرانہ زندگی گزارتے

٢٤٦١ـ أخرجه مسلم، الطلاق، باب: في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن . . . إلخ، ح: ١٤٧٩ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح: ٥١٩١ من حديث الزهري به وسيأتي، ح: ٣٣١٨ بطوله.

تھے، اس حدیث میں جو طویل واقعہ ہے وہ سورۂ تحریم کی تفسیر میں آئے گا۔

(المعجم ٢٨) [بَابُ حَدِيثِ: «وَاللهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ»] (التحفة ٩٢)

باب: 28۔ اللہ کی قسم میں تم پر فقر و ناداری آنے سے نہیں ڈرتا

٢٤٦٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ مَعْمَرٍ وَيُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ - وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ - أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَقَدِمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ رَآهُمْ ثُمَّ قَالَ: «أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ؟» قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ! مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ».

[2462] سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنو عامر بن لوی کے حلیف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو (جزیے کی وصولی کے لیے بحرین) بھیجا تو وہ بحرین سے بہت سا مال لے کر آئے۔ انصار نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا سن لیا، اس لیے صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے یا آ ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد منہ پھیرا تو وہ آپ کے سامنے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ انھیں دیکھ کر مسکرائے، پھر آپ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟“ انھوں نے عرض کیا: ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، اور بہت کچھ ملنے کی امید رکھو جو تمھارے لیے باعث مسرت ہو گا، سو اللہ کی قسم! میں تمھارے فقر و ناداری میں مبتلا ہونے سے نہیں ڈرتا، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم پر دنیا وسیع کر دی جائے گی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی، پھر تم اسے بہت چاہنے لگو گے جیسا کہ انھوں نے اسے بہت چاہا تھا، تو وہ تمھیں برباد کر دے گی جس طرح انھیں تباہ و برباد کیا تھا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سامنے اگلی قوموں اور امتوں کا یہ تجربہ تھا کہ جب ان کو مال و دولت کی فراوانی میسر آئی تو ان میں دنیوی ساز و سامان اور مال و متاع کے حصول کی حرص اور دولت کی رغبت و چاہت بہت زیادہ بڑھ گئی، بلکہ وہ دنیا ہی کے

٢٤٦٢- أخرجه مسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦١ من حديث يونس بن يزيد والبخاري، ح: ٣١٥٨ من حديث الزهري به.

دیوانے اور متوالے ہو گئے اور زندگی کے اصل مقصد کو بھلا دیا۔ اس کی وجہ سے ان میں باہم حسد و بغض پیدا ہوا جس نے باہمی عداوت اور دشمنی کو جنم دیا اور بالآخر اس دنیا پرستی نے انھیں تباہ و برباد کر ڈالا، اس وجہ سے آپ کو اپنی امت کے بارے میں بھی یہ ڈر اور خطرہ پیدا ہو گیا، اس لیے آپ نے ازراہِ شفقت و خیر خواہی اپنی امت کو اس خطرے سے آگاہ فرمایا کہ مجھے تم پر فقر و ناداری کا ڈر نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس تم میں بہت زیادہ مال و دولت کے آ جانے اور دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر تمھارے ہلاک و برباد ہونے کا ڈر ہے۔ اگرچہ فقر و احتیاج اور مال و دولت کی کثرت دونوں ہی دین سے دوری کا باعث بنتے ہیں، لیکن مال داری اور سرمایہ پرستی کا خطرہ زیادہ خوفناک ہے، بلاشبہ ہمارے اس دور کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے جس نے بے شمار انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور نافرمانی کے راستے پر ڈال کر ان کو اصل اور حقیقی سعادت سے محروم کر دیا ہے۔

(المعجم ٢٩) [بَابٌ: إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ]

(التحفة ٩٣)

باب: 29۔ بلاشبہ (دنیا کا) یہ مال سرسبز و شاداب اور شیریں ہے

٢٤٦٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى». فَقَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ، فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ، فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا. فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! عَلٰى حَكِيمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى

[2463] سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، تو آپ نے مجھے (مال) عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا، تو آپ نے مجھے عنایت فرمایا، میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا اور فرمایا: ''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سرسبز و شاداب (آنکھوں کو لبھانے والا) اور میٹھا (دل کش) ہے، سو جس نے اس کو نفس کی سخاوت و بے نیازی سے لیا (بغیر حرص و طمع اور لالچ کے مل گیا) اس کے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی اور جس نے اسے نفس کی چاہت و رغبت کی صورت میں لیا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا (اس کی بھوک نہیں مٹتی) اور اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نچلے ہاتھ (لینے والے) سے بہت بہتر ہے۔'' حکیم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں آپ کے بعد

٢٤٦٣- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح: ١٤٧٢ من حديث ابن المبارك ومسلم، ح: ١٠٣٥ من حديث الزهري به وهو في الزهد لابن المبارك، ص: ١٧٤، ح: ٥٠٣ ※ يونس هو ابن يزيد الأيلي وابن المسيب هو سعيد الفقيه المشهور.

أَنْ يَأْخُذَهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى تُوُفِّيَ.

کسی کا کچھ بھی کم نہیں کروں گا (کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا) حتی کہ اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو (بیت المال سے) عطیہ دینے کے لیے بلاتے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) انھیں عطیہ دینے کے لیے بلایا تو انھوں نے کچھ لینے سے انکار کر دیا، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمھیں حکیم کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے اس فے (غنیمت) سے اس کا حق دیتا ہوں تو وہ اسے لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ الغرض سیدنا حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی انسان سے کچھ نہیں لیا حتی کہ وہ وفات پا گئے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: مال و دولت کی ہوس اور اس کی حرص و آرزو دنیا پرستی کا باعث بنتی ہے جس کے باعث مال و دولت کی رغبت و چاہت بڑھتی ہی جاتی ہے اور کہیں ختم نہیں ہوتی لیکن اگر انسان سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ کی طرح اس کی حرص و لالچ دل سے نکال دے تو وہ اپنا حق چھوڑ کر بھی اطمینان و سکون کی زندگی گزار سکتا ہے۔

(المعجم ٣٠) [بَابُ أَحَادِيثَ: «ابْتُلِينَا بِالضَّرَّاءِ»، «وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ»، «وَابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي»] (التحفة ٩٥)

باب: 30۔ مختلف احادیث: ہم تنگی و ترشی میں مبتلا ہوئے ...... جسے آخرت ہی کی فکر ہو...... اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو

٢٤٦٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: ابْتُلِينَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالضَّرَّاءِ فَصَبَرْنَا، ثُمَّ ابْتُلِينَا بَعْدَهُ بِالسَّرَّاءِ فَلَمْ نَصْبِرْ.

[2464] سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فقر اور تنگ دستی میں مبتلا ہوئے تو ہم نے صبر کیا، پھر آپ کے بعد ہمیں فراوانی اور خوش حالی میسر آئی تو ہم صبر نہ کر سکے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٤٦٤- أخرجه ابن المبارك في الزهد، ح: ٥١٩ وأبو نعيم في الحلية: ١/ ١٠٠.

٢٤٦٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ - وَهُوَ الرَّقَاشِيُّ -، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ».

[2465] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو آخرت کی فکر ہو، (آخرت ہی اس کا مقصد ہو) اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا و تونگری رکھ دیتا ہے (قلبی اطمینان و سکون بخشتا ہے) اور اس کے پراگندہ و منتشر حال کو درست فرما دیتا ہے۔ (متفرق امور کے باوجود اس کو جمعیت خاطر حاصل رہتی ہے) اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے اور جس کو دنیا کی طلب و فکر ہو، دنیا ہی اس کا مقصد ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں اور فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے لے آتا ہے اور اس کے مجتمع امور پراگندہ اور منتشر کر دیتا ہے اور اسے دنیا صرف اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لیے طے ہے۔“

٢٤٦٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ».

[2466] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! تو میری بندگی کے لیے فارغ ہو، میں تیرا سینہ غنا و تونگری سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی ختم کر دوں گا۔ اگر تو یہ نہیں کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو کام کاج سے بھر دوں گا، انھیں مشغول رکھوں گا اور تیری احتیاج و فقر کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔“

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابوخالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

فائدہ: اگر انسان اللہ کی بندگی اور اطاعت کے لیے وقت نکالے تو اللہ اسے قناعت اور بے نیازی عنایت فرماتا ہے اور اس کے فقر و احتیاج کو دور فرما دیتا ہے، لیکن اگر وہ اللہ کی عبادت و اطاعت کے لیے وقت نہیں نکالتا تو وہ اسے قناعت سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے دل کو حرص و لالچ سے بھر دیتا ہے اور اس کو کسی پل چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا، اس کی دنیا طلبی کی حرص بڑھتی

٢٤٦٥- [صحيح لغيره] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤١٤٢ من حديث الربيع بن صبيح به، يزيد بن أبان ضعيف مشهور وللحديث شواهد عند أحمد وغيره.

٢٤٦٦- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الهم بالدنيا، ح: ٤١٠٧ من حديث عمران بن زائدة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٣٩٤ والحاكم: ٢/ ٤٤٣ ووافقه الذهبي، زائدة بن نشيط وأبو خالد وثقهما ابن خزيمة وابن حبان والحاكم وغيرهم.

ہی رہتی ہے اور وہ مزید دولت کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا رہتا ہے اور وہ کبھی بھی قناعت اور آسودگی سے ہم کنار نہیں ہوتا۔

(المعجم ٣١) [بَابُ حَدِيثِ عَائِشَةَ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ...] (التحفة ٩٦)

باب: 31۔ سیدہ عائشہ ؓ کی حدیث: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے......

٢٤٦٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَنَا شَطْرٌ مِّنْ شَعِيرٍ فَأَكَلْنَا مِنْهُ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِلْجَارِيَةِ: كِيلِيهِ فَكَالَتْهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ فَنِيَ، قَالَتْ: فَلَوْ كُنَّا تَرَكْنَاهُ لَأَكَلْنَا مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

[2467] سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ہمارے پاس کچھ جو تھے، سو ہم اس سے جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، کھاتے رہے۔ پھر میں نے لونڈی سے کہا: ان کو ماپ لو، تو اس نے انھیں ماپ لیا تو وہ جلد ہی ختم ہو گئے۔ وہ بیان فرماتی ہیں کہ اگر ہم نے انھیں ایسے ہی چھوڑ دیا ہوتا تو ہم ان سے زیادہ عرصے تک کھاتے رہتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. [قَوْلُهَا] شَطْرٌ يَعْنِي شَيْئًا مِّنْ شَعِيرٍ.

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور ''شطر'' کے معنی ہیں کچھ جو۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکے میں کچھ نہیں چھوڑا تھا، ہاں ازواج مطہرات کے گھروں میں ان کے نان و نفقہ کا کچھ غلہ موجود تھا۔ غلہ خرید و فروخت کرتے وقت تول کر یا ماپ کر لینا دینا چاہیے، لیکن خرچ کرتے وقت بقدر ضرورت خرچ کر لینا چاہیے، باقی حصے کا وزن یا ماپ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ باقی کو تولنا یا ماپنا یا گننا حرص اور طمع کی علامت ہے جو بے برکتی کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے جب سیدہ عائشہ ؓ نے تمام جو ماپ لیے تو برکت ختم ہو گئی اور وہ جلد ختم ہو گئے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ [قَوْلِهِ ﷺ فِي الْقِرَامِ: «إِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا...»] (التحفة ٩٧)

باب: 32۔ آپ کا پردے کے بارے میں فرمانا: ''یہ مجھے دنیا یاد دلاتا ہے''

٢٤٦٨- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لَنَا قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ عَلٰى بَابِي، فَرَآهُ

[2468] سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرے دروازے پر ہمارا ایک باریک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''اسے اتار لو یہ مجھے دنیا یاد دلاتا ہے، یعنی اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔'' وہ بیان

٢٤٦٧۔ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح: ٣٠٩٧ ومسلم، ح: ٢٩٧٣ من حديث هشام ابن عروة به.

٢٤٦٨۔ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . إلخ، ح: ٢١٠٧/ ٨٨ من حديث داود به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «انْزَعِيهِ فَإِنَّهُ يُذَكِّرُنِي الدُّنْيَا» قَالَتْ: وَكَانَ لَنَا سَمَلُ قَطِيفَةٍ عَلَمُهَا حَرِيرٌ كُنَّا نَلْبَسُهَا.

کرتی ہیں: ہمارے پاس ایک بوسیدہ پرانی چادر تھی جس پر ریشمی بیل بوٹے تھے۔ ہم اسے پہنتے تھے۔

قَالَ أَبُوعِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

لغوی تشریح: قرام: سرخ پردہ، باریک کپڑا۔ ستر: پردہ۔ سمل: بوسیدہ، پرانا۔

فوائد و مسائل: ① دروازے پر عمدہ اور اچھا پردہ لٹکانا، دنیا کی رغبت و چاہت پر دلالت کرتا ہے، اس لیے آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ مزید برآں اس پر جاندار کی تصویریں تھیں جو رحمت سے دوری کا باعث ہیں۔ ② عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال جائز ہے، اس لیے سیدہ عائشہ ؓ ریشمی کڑھائی والی چادر استعمال کرتی تھیں۔

٢٤٦٩ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ وِسَادَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي يَضْطَجِعُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

[2469] سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ لیٹتے تھے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [وِسَادَةٌ] تکیے کو کہتے ہیں، لیکن بخاری شریف میں فراش (بستر) کا لفظ ہے اور لیٹا بھی بستر ہی پر جاتا ہے، اس لیے وِسادۃ کا ترجمہ بستر کیا ہے جس میں روئی کی بجائے کھجور کے درخت کے پتے اور چھال ڈالی گئی تھی اور اس میں وہ نرمی نہیں تھی جو روئی کے گدے اور بستر میں ہوتی ہے۔

(المعجم ٣٣) [بَابُ قَوْلِهِ ﷺ فِي الشَّاةِ ...] (التحفة ٩٨)

باب: 33۔ بکری کے بارے میں آپ کا فرمان

٢٤٧٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا بَقِيَ مِنْهَا؟» قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا. قَالَ: «بَقِيَ

[2470] سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپ کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی (اور اس کا اکثر حصہ صدقہ کر دیا گیا) تو نبی ﷺ نے پوچھا: ''اس کا کتنا حصہ بچا؟'' سیدہ عائشہ ؓ نے عرض کی: اس کا صرف ایک بازو بچا ہے۔ آپ

٢٤٦٩ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس، والاقتصار على الغليظ منه واليسير . . . إلخ، ح: ٢٠٨٢ من حديث عبدة بن سليمان به وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٤٦٨ ومسلم وغيرهما.

٢٤٧٠ـ أخرجه أحمد: ٦/ ٥٠ عن يحيى القطان به ☆ أبو إسحاق صرح بالسماع عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٢٣٠ وللحديث شاهد عند ابن أبي شيبة: ٣/ ١١٢ وغيره.

كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا».

نے فرمایا: ''بازو (دستی) کے سوا سب گوشت بچ گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو مَيْسَرَةَ هُوَ الْهَمْدَانِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور ابومیسرہ، ہمدانی ہے جس کا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔

فائدہ: انسان جو خوراک کھالیتا ہے وہ ختم ہو جاتی ہے اور جو صدقہ وخیرات کر دیتا ہے وہ آخرت کے لیے ذخیرہ بن جاتی ہے، اس لیے آپ نے صدقہ کیے گئے گوشت کو بچا ہوا قرار دیا۔

(المعجم ٢٢) [بَابُ أَحَادِيثِ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَعَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ...] (التحفة ٩٩)

باب: 34۔ سیدہ عائشہ، سیدنا انس، علی اور ابوہریرہ ﷢ کی احادیث

٢٤٧١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ تَمْكُثُ شَهْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ نَارًا، إِنْ هُوَ إِلَّا الْمَاءُ وَالتَّمْرُ.

[2471] سیدہ عائشہ ﷞ بیان فرماتی ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے اہل بیت (بعض دفعہ) مہینہ بھر آگ نہ جلاتے، بس پانی اور کھجوروں پر گزارہ کرتے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں پر تنگی اور ناداری کے ایسے دن بھی گزرے ہیں کہ بعض دفعہ ایک ایک اور دوسری روایت کے رو سے دو دو ماہ ایسے گزر جاتے تھے کہ گھر میں پکنے والی کوئی چیز نہیں آتی تھی جس کی وجہ سے چولھا جلانے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ بس پانی اور کھجوروں پر گزارہ کیا جاتا، ہاں کبھی انصاری پڑوسیوں کی طرف سے دودھ آجاتا تھا۔

٢٤٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ [وَمَا يُؤْذَى] أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَالِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ».

[2472] سیدنا انس ﷜ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ کے راستے میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ستایا اور اس قدر تکلیف دی گئی ہے کہ کسی اور کو اس قدر اذیت نہیں پہنچائی گئی۔ مجھ پر تیس دن رات اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے، علاوہ اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں چھپا رکھا تھا۔''

٢٤٧١ـ أخرجه مسلم، الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ح: ٢٩٧٢ من حديث عبدة بن سليمان به.

٢٤٧٢ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل سلمان وأبي ذر والمقداد، ح: ١٥١ من حديث حماد بن سلمة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٢٨.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ هَارِبًا مِّنْ مَّكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ، إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِّنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ إِبْطِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب نبی ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے جان بچا کر نکلے (مکہ سے طائف کا رخ کیا) تو بلال رضی اللہ عنہ کے پاس اس قدر کھانا تھا جو انھوں نے اپنی بغل میں دبایا ہوا تھا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے امت کو سبق دینے کے لیے اپنی یہ آپ بیتی سنائی ہے کہ اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے مجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے گزرنا پڑا ہے اور دشمنوں نے مجھے اس قدر ڈرایا دھمکایا ہے کہ میرے سوا کسی کو اس قدر خوف زدہ نہیں کیا گیا اور جب میں نے دھمکیوں کا اثر نہیں لیا تو مشرکوں نے مجھے اتنا ستایا اور اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ میرے سوا کسی کو ایسی اذیت سے گزرنا نہیں پڑا۔ ایک سفر میں بھوک اور فاقے کی وجہ سے اس قدر تکلیف اٹھائی کہ پورے ماہ کے تیس دن رات اس حالت میں گزر گئے کہ کھانے کی کوئی چیز علاوہ اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھی تھی، نہ تھی، پورا مہینہ مجھے اور بلال کو اسی پر گزارہ کرنا پڑا۔ ② سفر طائف کے حوالے سے معروف یہی ہے کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ اسی روایت کے مطابق سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی ہمراہی سے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ ممکن ہے دونوں ہی ہمراہ ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ متعدد بار دعوت کے سلسلے میں طائف تشریف لے گئے ہوں، ایک بار سیدنا زید رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ ہوں اور دوسری بار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ واللہ أعلم.

٢٤٧٣- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُّحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَّقُولُ: خَرَجْتُ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَخَذْتُ إِهَابًا مَّعْطُونًا فَجَوَّبْتُ وَسَطَهُ فَأَدْخَلْتُهُ [فِي] عُنُقِي وَشَدَدْتُ وَسَطِي فَحَزَمْتُهُ بِخُوصِ النَّخْلِ، وَإِنِّي لَشَدِيدُ الْجُوعِ وَلَوْ كَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامٌ لَّطَعِمْتُ مِنْهُ، فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ شَيْئًا فَمَرَرْتُ بِيَهُودِيٍّ فِي مَالٍ لَّهُ وَهُوَ يَسْقِي بِبَكَرَةٍ لَّهُ فَاطَّلَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ ثُلْمَةٍ فِي الْحَائِطِ، فَقَالَ: مَالَكَ يَا أَعْرَابِيُّ! هَلْ لَكَ فِي [كُلِّ] دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ؟ فَقُلْتُ:

[2473] محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سننے والے ایک آدمی نے، ان سے یہ بات نقل کی کہ میں ایک سرد دن میں رسول اللہ ﷺ کے گھر سے نکلا اور میں نے ایک بے بال بدبودار چمڑا لیا ہوا تھا۔ میں نے اس کو درمیان سے چاک کیا اور اپنی گردن میں ڈال لیا، میں نے اپنی کمر کو کھجور کے پتوں سے باندھ لیا، مجھے سخت بھوک لگی تھی اور اگر رسول اللہ ﷺ کے گھر کھانا ہوتا تو میں اس سے کھا لیتا سو میں کسی چیز کی طلب و تلاش کے لیے نکلا تو میں ایک یہودی کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے باغ میں تھا، اور وہ ایک چرخی سے باغ کو پانی دے رہا تھا، میں نے دیوار کے ایک سوراخ سے اس پر جھانکا، اس نے کہا: او

٢٤٧٣- [ضعيف] * "من سمع" لم أعرفه.

نَعَمْ فَافْتَحِ الْبَابَ حَتّٰى أَدْخُلَ، فَفَتَحَ فَدَخَلْتُ فَأَعْطَانِي دَلْوَهُ، فَكُلَّمَا نَزَعْتُ دَلْوًا أَعْطَانِي تَمْرَةً حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ كَفِّي أَرْسَلْتُ دَلْوَهُ وَقُلْتُ: حَسْبِي. فَأَكَلْتُهَا، ثُمَّ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ جِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيهِ.

اعرابی! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ایک کھجور کے بدلے ایک ڈول کھینچے گا؟ میں نے کہا: ہاں، دروازہ کھول تا کہ میں اندر آ سکوں۔ اس نے دروازہ کھول دیا اور میں اندر چلا گیا، تو اس نے مجھے ڈول پکڑا دیا، جب میں ایک ڈول کھینچ لیتا، تو وہ مجھے ایک کھجور دے دیتا، حتی کہ جب میری مٹھی بھر گئی تو میں نے اس کا ڈول چھوڑ دیا اور میں نے کہا: میرے لیے یہ کافی ہیں۔ انھیں میں نے کھا لیا، پھر پانی پی لیا، اس کے بعد مسجد میں آ گیا، رسول اللہ ﷺ بھی وہاں آ چکے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: معطون: بے بال بدبودار۔ جَوَّبْتُ: میں نے چاک کیا، کاٹا۔ حَزَمْتُ: میں نے باندھا۔ جَرَعْتُ مِنَ الْمَاءِ: میں نے یکبارگی پانی پی لیا۔

٢٤٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ، فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَمْرَةً تَمْرَةً.

[2474] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں (اصحاب صفہ کو) بھوک نے ستایا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں ایک ایک کھجور عنایت فرمائی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی درس گاہ کے ایک طالب علم تھے، ان لوگوں کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ اس لیے بعض اوقات ان کو کھانے کے لیے کچھ نہ ملتا تھا۔ نبی علیہ السلام کے پاس کچھ ہوتا تو ان کو بھی پیش فرما دیتے۔ ② یہ روایت ان الفاظ سے شاذ ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ہر ایک کو سات سات کھجوریں دینے کا ذکر ہے۔

٢٤٧٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَتْ تَكُونُ

[2475] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا اور ہم تین سو افراد تھے، ہم اپنا زادِ راہ اپنی گردنوں پہ اٹھائے ہوئے تھے۔ (زادِ راہ بہت کم تھا) اور وہ بھی ختم ہو گیا، حتی کہ یہ حالت ہو

٢٤٧٤- [شاذ بهذه اللفظة] أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١١ من حديث عباس ابن فروخ الجريري به بلفظ: "فأعطى كل إنسان سبع تمرات".

٢٤٧٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب حمل الزاد على الرقاب، ح: ٢٩٨٣ ومسلم، ح: ١٩٣٥ من حديث عبدة به.

لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! وَأَيْنَ كَانَتْ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا، فَأَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا نَحْنُ بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا.

گئی کہ ہم میں سے ہر آدمی کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ اے ابوعبداللہ! ایک کھجور سے آدمی کا کیا بنتا تھا؟ انھوں نے بتایا: جب ایک کھجور بھی ملنی بند ہوگئی تو پھر ہمیں اس کی قدر ہوئی۔ پھر ہم ایک سمندر پر پہنچ گئے تو ہمیں ایک مچھلی ملی جسے سمندر نے پھینک دیا تھا، سو اس سے ہم نے اٹھارہ دن خوب جی بھر کر کھایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَرَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَتَمَّ مِنْ هٰذَا وَأَطْوَلَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے مروی ہے اور اسے امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے وہب بن کیسان کے واسطے سے زیادہ کامل اور مفصل بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں تنگی اور ترشی کے ساتھ ان کے صبر و قناعت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے ان کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پانی سے باہر نکلنے کی صورت میں جو مچھلی مر جاتی ہے، وہ حلال ہے۔ یہ مفصل روایت صحیحین میں موجود ہے۔

(المعجم ٣٥) [بَابُ حَدِيثِ عَلِيٍّ فِي ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ...] (التحفة ١٠٠)

باب: 35۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

٢٤٧٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْيَوْمَ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ فِي حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ

[2476] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے ظاہر ہوئے۔ وہ بس ایک چمڑے کی پیوند لگی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو آج کے حالات کے مقابلے میں ان کی ناز و نعمت والی زندگی یاد کر کے رو پڑے، پھر فرمایا: ”تمھاری اس وقت کیا کیفیت و حالت ہوگی جب تم میں سے ایک صبح ایک جوڑے میں نکلے گا اور شام کو دوسرا جوڑا زیب تن کرے گا اور اس کے سامنے

٢٤٧٦ـ [ضعيف] ❊ "من سمع" لم أعرفه كما تقدم: ٢٤٧٣ وله شاهد ضعيف عند أبي يعلى: ١/ ٣٨٧، ح: ٥٠٢ على ما جاء في المطبوع، وإلا فهو حديث الترمذي، والصواب فيه: ابن إسحاق عن يزيد بن رومان . . . الخ.

وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِّنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا، أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْكُمْ يَوْمَئِذٍ».

کھانے کا ایک برتن (پلیٹ) رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا (گوناں گوں اور رنگ برنگ کے کھانے حاصل ہوں گے) اور تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے ڈالو گے جس طرح کعبے پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ (قیمتی پردے استعمال کرو گے۔)'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اس وقت، اپنی آج کی حالت سے بہتر ہوں گے، ہمیں عبادت کے لیے فرصت حاصل ہوگی اور نان و نفقے کے لیے محنت و مشقت میں ہماری کفایت کی جائے گی۔ (خدم و حشم اور نوکر چاکر کمائیں گے اور ہم دینی امور کی انجام دہی کے لیے فارغ ہوں گے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تم اس وقت، ان دنوں کے مقابلے میں بہت بہتر ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ هٰذَا هُوَ [ابْنُ مَيْسَرَةَ وَهُوَ] مَدَنِيٌّ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَيَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِيُّ الَّذِي رَوٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ رَوٰى عَنْهُ وَكِيعٌ وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ. وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ كُوفِيٌّ، رَوٰى عَنْهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کا راوی یزید بن زیاد، ابن میسرہ ہے جو مدنی ہے اور اس سے امام مالک بن انس اور بہت سے اہل علم نے روایت کیا ہے اور یزید بن زیاد دمشقی جو زہری کا شاگرد ہے، اس سے وکیع اور مروان بن معاویہ روایت کرتے ہیں۔ اور یزید بن ابی زیاد کوفی سے سفیان، شعبہ، ابن عیینہ اور بہت سے ائمہ روایت لیتے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ عمومی طور پر انسان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ دنیا کے مال و متاع اور اسباب عیش و مسرت اور آرائش و زیبائش سے زہد اور بے رغبتی اختیار کرے، کیونکہ مال و دولت کی کثرت اور اسباب سکون و آرائش کی فراوانی عام طور پر دنیوی مشاغل اور مصروفیات میں انہماک کا باعث بنتی ہے۔ عبادت کے لیے فراغت اور فرصت کا سبب کم ہی بنتی ہے، اسی لیے دیگر روایات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فقر و ناداری والی زندگی کو ان کے حق میں بہتر قرار دیا گیا ہے اور یہ زندگی آخرت کے حساب کتاب سے جلد فارغ ہونے کا باعث بھی بنے گی۔

(المعجم ٣٦) [بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ...]

(التحفة ١٠١)

باب: 36۔ اصحابِ صفہ کا قصہ

٢٤٧٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ: حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ، وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ. وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ فِيهِ، فَمَرَّ بِي أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ، عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِي، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ عُمَرُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيَسْتَتْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ، فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَقَالَ: «أَبُو هُرَيْرَةَ؟» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «الْحَقْ» وَمَضَى فَاتَّبَعْتُهُ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَأَذِنَ لِي، فَوَجَدَ قَدَحًا مِّنَ اللَّبَنِ، قَالَ: «مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ لَكُمْ؟» قِيلَ: أَهْدَاهُ لَنَا فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَبَا هُرَيْرَةَ!»: قُلْتُ: لَبَّيْكَ قَالَ: «الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ» وَهُمْ أَضْيَافُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ. إِذَا أَتَتْهُ الصَّدَقَةُ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذٰلِكَ، وَقُلْتُ: مَا هٰذَا الْقَدَحُ بَيْنَ أَهْلِ الصُّفَّةِ وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْهِمْ، فَسَيَأْمُرُنِي أَنْ أُدِيرَهُ عَلَيْهِمْ فَمَا عَسَى أَنْ يُصِيبَنِي مِنْهُ؟ وَقَدْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أُصِيبَ مِنْهُ مَا يُغْنِينِي، وَلَمْ يَكُ بُدٌّ مِّنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ.

[2477] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اہل صفہ، مسلمانوں کے مہمان تھے۔ ان کے پاس نہ گھر تھا اور نہ مال۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں! میں بھوک کے سبب اپنا جگر زمین پر رکھ دیتا اور بعض دفعہ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں صحابہ کی آمد و رفت کے راستے پر بیٹھ گیا تو میرے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میرا ان سے پوچھنے کا صرف یہی مقصد تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں (اور کھانا کھلا دیں۔) سو وہ چلے گئے اور یہ کام نہ کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے بھی اللہ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا۔ میرا مقصود صرف یہی تھا کہ وہ مجھے ساتھ لے جائیں (اور کھانا کھلائیں) مگر وہ بھی گزر گئے اور یہ کام نہ کیا، پھر ابوالقاسم ﷺ گزرے اور مجھے دیکھ کر مسکرا پڑے اور فرمایا: ''ابوہریرہ ہو؟'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ آؤ۔'' اور آپ چل پڑے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے، میں نے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی، اور آپ نے دودھ کا ایک پیالہ پایا اور دریافت فرمایا: ''تمھارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟'' بتایا گیا کہ فلاں نے تحفہ بھیجا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ!'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: ''اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انھیں بلا لاؤ۔'' وہ مسلمانوں کے مہمان تھے۔ ان کا نہ گھر تھا جہاں جائیں اور نہ مال

٢٤٧٧ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب: كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه، وتخليهم عن الدنيا، ح: ٦٤٥٢ من حديث عمر ابن ذر به.

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ فَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ قَالَ: «أَبَا هُرَيْرَةَ! خُذِ الْقَدَحَ فَأَعْطِهِمْ »، فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُنَاوِلُهُ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّى يَرْوٰى، ثُمَّ يَرُدُّهُ فَأُنَاوِلُهُ الْآخَرَ حَتَّى انْتَهَيْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلَى يَدِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ: «أَبَا هُرَيْرَةَ! اشْرَبْ»، فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: «اشْرَبْ»، فَلَمْ أَزَلْ أَشْرَبُ وَيَقُولُ: «اشْرَبْ» ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ.

(جس سے کھائیں۔) جب آپ کے پاس صدقے کی کوئی چیز آتی، ساری ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس سے کچھ نہ لیتے، اور جب آپ کے پاس تحفہ آتا ان کو پیغام بھیجتے، اسے خود بھی استعمال کرتے اور اس میں انھیں بھی شریک کر لیتے، اس لیے مجھے ان کے بلانے والی بات سے ناگواری ہوئی اور میں نے دل میں سوچا، اہل صفہ کے لیے اس پیالے کی کیا حیثیت ہے (کتنے پی سکیں گے) چونکہ میں آپ کا ان کی طرف پیغام بر اور ایلچی ہوں، اس لیے مجھے ہی حکم دیں گے کہ اس پیالے کو ان میں گردش دوں، اس لیے مجھے اس سے کیا مل سکتا ہے؟ جبکہ مجھے یہ امید ہو چکی تھی کہ مجھے اس سے اس قدر مل جائے گا جو میرے لیے کافی ہو گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا، لہٰذا میں ان کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا، جب وہ آپ کے پاس پہنچ گئے اور اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! پیالہ پکڑو اور انھیں پیش کرو۔'' میں نے پیالہ پکڑ لیا اور اسے ایک ایک آدمی کو پیش کرنے لگا، وہ خوب سیر ہو کر پیتا، پھر اسے واپس کر دیتا اور میں اسے دوسرے آدمی کو پکڑا دیتا، حتی کہ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا، جبکہ سارے سیر ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھا، پھر اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور مسکرا دیے اور فرمایا: ''ابوہریرہ! پیو۔'' میں نے پیا، پھر فرمایا: ''پی۔'' چنانچہ میں پیتا رہا اور آپ فرماتے رہے: ''پی'' پھر میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا! اب تو اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں تو آپ نے پیالہ پکڑا، اللہ کی حمد بیان کی اور اللہ کا نام لے کر پی لیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے اصحاب صفہ (طالب علموں) کی بسر اوقات کی کیفیت سامنے آتی ہے اور آپ کے ان سے پیار و محبت اور شفقت کا بھی پتہ چلتا ہے اور انسانی نفسیات کا بھی کہ انسان پہلے اپنی ضرورت پوری کرنا چاہتا ہے۔ اور آپ کے معجزے کا بیان بھی ہے کہ دودھ کا ایک پیالہ بہت سے اہل صفہ کی سیرابی کا باعث بنا، اور آپ نے سب کو پلانے کے بعد خود دودھ پیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خوب پلایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھار کھانے پینے میں خوب کسر نکالی جا سکتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے صراحتاً کھانا کھلانے کا سوال نہیں کیا، اشارتاً سوال کیا جس کو شیخین سمجھ نہ سکے وگرنہ وہ یقیناً ان کو کھانا کھلاتے۔ یا شاید اس موقع پر انھیں بھی اس قدر وسعت حاصل نہ تھی کہ ضیافت کر سکیں۔ ② آپ نے دودھ کے بارے میں سوال اس لیے کیا تھا کہ پتہ چل سکے یہ تحفہ ہے یا صدقہ۔

(المعجم ۳۷) [بَابُ حَدِيثِ: «أَكْثَرُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا...»] (التحفة ۱۰۲)

باب: 37۔ دنیا میں ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانے والوں کا انجام

۲۴۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى الْبَكَّاءُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

[2478] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی نے ڈکار ماری تو آپ نے فرمایا: ''ہم سے اپنے ڈکار کو روکو اور بلاشبہ دنیا میں خوب سیر ہو کر کھانے والے، قیامت کو ایک طویل مدت تک بھوکے رہیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور اس بارے میں سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔

فائدہ: زیادہ کھانا، سستی اور کاہلی ہی کا سبب بنتا ہے جس کی وجہ سے دینی امور کی انجام دہی میں غفلت اور کوتاہی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بسیار خوری صحت کے لیے بھی مفید نہیں۔

(المعجم ۳۸) [بَابٌ: فِي لُبْسِ الصُّوفِ...] (التحفة ۱۰۲)

باب: 38۔ اون کا لباس پہننا

۲۴۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

[2479] سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے، ابو بردہ سے

۲۴۷۸_ [حسن بمجموع الطرق] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الاقتصاد في الأكل وكراهة الشبع، ح: ۳۳۵۰ من حديث عبدالعزيز به وقال أبو حاتم: "هذا حديث منكر" ☆ يحيى البكاء ضعيف وللحديث شواهد ذكرها الشيخ الألباني في الصحيحة، ح: ۳۴۳، ۳۳۷۲ ☆ وفي الباب عن أبي جحيفة [الحاكم: ۴/ ۱۲۲].

۲۴۷۹_ أخرجه أبو داود، اللباس، باب: في لبس الصوف والشعر، ح: ۴۰۳۳ من حديث أبي عوانة به وصححه ابن حبان ◄

قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

کہا: اے پیارے بیٹے! اگر تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دیکھتا جبکہ ہم پر بارش برسی تو خیال کرتا کہ ہماری بو، بھیڑ جیسی بو ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ: أَنَّهُ كَانَ ثِيَابُهُمُ الصُّوفُ، فَكَانَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْمَطَرُ يَجِيءُ مِنْ ثِيَابِهِمْ رِيحُ الضَّأْنِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے کپڑے اون سے بنے ہوئے تھے تو جب ہم پر بارش برستی تو ان کپڑوں سے بھیڑ جیسی بو اٹھتی تھی۔

(المعجم ٣٩) [بَابٌ: الْبِنَاءُ كُلُّهُ وَبَالٌ...] (التحفة ١٠٣)

باب:39۔ (ضرورت سے زائد) ہر قسم کی عمارت وبال ہے

٢٤٨٠- حَدَّثَنَا الْجَارُودُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: كُلُّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَيْكَ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ؟ قَالَ: لَا أَجْرَ وَلَا وِزْرَ.

[2480] امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی عمارت تمھارے لیے وبال ہے۔ شاگرد نے پوچھا: ایسی عمارت کے بارے میں فرمائیے جس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو؟ انھوں نے جواب دیا: اس میں نہ اجر و ثواب ہے اور نہ گناہ اور بوجھ۔

فائدہ: یہ روایت ابراہیم نخعی کے قول کے طور پر ضعیف ہے، تاہم مرفوعاً صحیح ثابت ہے۔ اس میں ہے کہ ''ہر عمارت اپنے بنانے والے کے لیے وبال ہے سوائے اس عمارت کے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔'' (الصحيحة للألباني، حديث: 2830)

٢٤٨١- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ [بْنُ مُحَمَّدٍ] الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا».

[2481] سیدنا سہل بن معاذ بن انس جہنی، اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے طاقت کے باوجود اعلیٰ اور عمدہ لباس اللہ کے لیے تواضع کی خاطر چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے تمام لوگوں کے سامنے بلائے گا تاکہ اس کو اختیار دے کہ اہل ایمان کا جو جوڑا چاہے پسند کر کے پہن لے۔''

[هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: حُلَلُ الْإِيمَانِ:

یہ حدیث حسن ہے اور آپ کے فرمان ''ایمانی جوڑے''

» (الإحسان): ١٢٣٢.

٢٤٨٠ـ [ضعيف] ﷺ أبو حمزة ميمون الأعور القصاب ضعيف (تقريب) وسفيان الثوري عنعن.

٢٤٨١ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٩ عن عبدالله بن يزيد به وصححه الحاكم: ٤/ ١٨٣، ١٨٤ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد.

يَعْنِي مَا يُعْطَى أَهْلُ الْإِيمَانِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ].

سے مراد یہ ہے کہ اہل ایمان کو جو جنتی جوڑے اور لباس عنایت کیا جائے گا۔

فائدہ: اگر کوئی مسلمان صاحب دولت وثروت محض عجز و نیاز کی نیت سے عمدہ لباس زیب تن نہیں کرتا تو یہ طرز عمل اللہ کے ہاں ازحد پسندیدہ ہے، لیکن اگر اس لیے اچھا لباس نہیں پہنتا کہ لوگ اس کو مال دار سمجھ کر اس سے کچھ مانگ نہ لیں، یا لوگ اس کو زاہد اور پرہیزگار خیال کریں تو یہ ناپسندیدہ ہے جو مسلمان کے لیے مناسب اور جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٤٠) [بَابٌ: النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا الْبِنَاءَ] (التحفة ١٠٥)

باب: 40۔ ہر قسم کا خرچ فی سبیل اللہ شمار ہوتا ہے سوائے تعمیر کے

٢٤٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ».

[2482] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر قسم کا خرچ اللہ کی راہ میں ہے، سوائے تعمیر کے، اس میں کوئی نیکی نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: شَبِيبُ بْنُ بَشِيرٍ وَإِنَّمَا هُوَ شَبِيبُ ابْنُ بِشْرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، (میرے استاد) محمد بن حمید نے راوی کا نام شبیب بن بشیر بتایا ہے، درحقیقت شبیب بن بشر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت اور رہائش کے لیے سادہ مکان تعمیر کرنا، ایک طبعی اور انسانی ضرورت ہے، علاوہ ازیں خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے اہل بیت کے لیے گھر بنوائے تھے اور صحابہ کے بھی ذاتی گھر تھے۔ البتہ ان پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا جیسے آج کل معمول ہے، یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے اور وہ اسراف میں داخل ہے۔

٢٤٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ، وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَقَالَ: لَقَدْ تَطَاوَلَ مَرَضِي، وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ» لَتَمَنَّيْتُهُ، وَقَالَ: «يُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِي

[2483] حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے آئے، وہ سات داغ لگوا چکے تھے۔ انھوں نے کہا: میری بیماری طویل ہو چکی ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہ سنا ہوتا: ''تم موت کی آرزو نہ کرو۔'' تو میں اس کی خواہش کرتا، اور آپ

٢٤٨٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ١٠٨٧ من حديث زافر بن سليمان به وهو صدوق ضعيف الحديث، ضعفه الجمهور من كثرة أوهامه.

٢٤٨٣ـ أخرجه ابن ماجه، ح: ٤١٦٣ من حديث أبي إسحاق به، ورواه شعبة عنه، والحديث متفق عليه، البخاري، ح: ٥٦٧٢ ومسلم، ح: ٢٦٨١ من حديث خباب به.

نَفَقَتِهِ [كُلِّهَا] إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ: فِي التُّرَابِ».

نے فرمایا: ''آدمی کو اس کے ہر قسم کے خرچ پر اجر دیا جاتا ہے۔ سوائے مٹی کے یا جو مٹی میں خرچ کرتا ہے، یعنی محل، کوٹھی اور بنگلہ بناتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس سے وہی خرچ مراد ہے جو مکانوں کی تعمیر میں ضرورت سے زیادہ کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٢١) [بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ كَسَا مُسْلِمًا...] (التحفة ١٠٦)

باب: 41۔ کسی مسلمان کو لباس پہنانے کا ثواب

٢٤٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي حُصَيْنٌ قَالَ: جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلسَّائِلِ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَتَصُومُ رَمَضَانَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: سَأَلْتَ وَلِلسَّائِلِ حَقٌّ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نَصِلَكَ، فَأَعْطَاهُ ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِي حِفْظِ اللهِ مَا دَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ».

[2484] حصین بیان کرتے ہیں کہ ایک سوالی نے آ کر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سوالی سے پوچھا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: تو رمضان کے روزے رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تو نے مانگا اور مانگنے والے کا حق ہے، اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم تجھے دیں، تجھ سے اچھا سلوک کریں، چنانچہ اسے ایک کپڑا دیا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہناتا ہے تو وہ اس وقت تک اللہ کی پناہ اور حفاظت میں رہتا ہے جس وقت تک اس کا کوئی ٹکڑا اس کے بدن پر رہتا ہے۔''

[قَالَ]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٢٤٨٤ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٩٦ من حديث أبي أحمد الزبيري به وصححه فقال الذهبي: خالد ضعيف. قلت: خالد خلط قبل موته بعشر سنين وكان قبل ذلك ثقة قاله ابن معين (الكواكب النيرات، ص: ٣٨ والتهذيب وغيرهما) ٭ حصين هو ابن مالك البجلي كما في التاريخ الكبير للبخاري: ٣/ ٩.

(المعجم ٤٢) [بَابُ حَدِيثِ: «أَفْشُوا السَّلَامَ...»]

(التحفة ١٠٧)

باب:42۔سلام کو عام کرو، پھیلاؤ

٢٤٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ [الْأَعْرَابِيِّ]، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَعْنِي الْمَدِينَةَ، انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ».

[2485] سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ تیزی کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے بڑھے اور کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو میں بھی لوگوں کے ساتھ آپ کو دیکھنے آ گیا۔ جب میں نے آپ کے چہرے کا جائزہ لیا تو میں جان گیا کہ آپ کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے کہی، وہ یہ تھی: ”اے لوگو! سلام عام کرو (ہر ایک کو سلام کہو) کھانا کھلاؤ، نماز پڑھو جبکہ لوگ سو چکے ہوں (رات کا قیام کرو) امن و سکون کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: لوگوں سے پیار ومحبت سے ملنا، ان کی ہمدردی اور خیرخواہی کرنا، حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی بندگی کرنا ہی جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

(المعجم ٤٣) [بَابُ حَدِيثِ: «الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ...»]

(التحفة ١٠٨)

باب:43۔کھانے والا شکر گزار بندہ

٢٤٨٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ الْغِفَارِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي

[2486] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”کھانے والا شکر گزار بندہ روزے دار صبر کرنے

٢٤٨٥ـ أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في قيام الليل، ح: ١٣٣٤ عن محمد بن بشار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٣، ٤/ ١٦٠ ووافقه الذهبي.

٢٤٨٦ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨٣ من حديث معن الغفاري به وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٩٨ وابن حبان، ح: ٩٥٢ والحاكم: ٤/ ١٣٦ ووافقه الذهبي ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٦٤ من حديث أبي هريرة نحوه وللحديث شواهد عند ابن حبان وغيره.

عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ».

والے کے قائم مقام ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: جس طرح روزے کی صورت میں کھانے سے رکنا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے، اسی طرح کھا کر اس کا شکر ادا کرنا بھی اس کے حکم کی تعمیل ہے۔ اس لیے دونوں کام اجر و ثواب کا باعث ہیں، اگرچہ ثواب یکساں نہیں ہے۔

(المعجم ۴۴) [بَابُ ثَنَاءِ الْمُهَاجِرِينَ عَلٰى صَنِيعِ الْأَنْصَارِ مَعَهُمْ...] (التحفة ۱۰۹)

باب: 44- مہاجرین کا انصار کے حسن سلوک کی تعریف کرنا

۲۴۸۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ بِمَكَّةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ أَتَاهُ الْمُهَاجِرُونَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيرٍ وَّلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِّنْ قَلِيلٍ مِّنْ قَوْمٍ نَّزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَإِ، حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا أَنْ يَّذْهَبُوا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا مَا دَعَوْتُمُ اللهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ».

[2487] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جن لوگوں میں ہم آئے ہیں ان جیسی ہم نے کوئی قوم نہیں دیکھی جو مال زیادہ ہو تو ان سے بڑھ کر خرچ کرتی ہو اور اگر کم ہو تو ان سے زیادہ ہمدردی کرنے والی ہو، محنت و مشقت کے کاموں میں انھوں نے ہماری کفایت کی ہے اور اسباب معیشت میں ہمیں اپنا حصے دار بنا لیا، ہمیں تو اندیشہ ہونے لگا ہے کہ سارا اجر تو یہی لے جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جب تک تم ان کے لیے اللہ سے دعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف و توصیف کرتے رہو گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فوائد و مسائل: ① جب اہل مکہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو انصار نے ان کی رہائش کے لیے اپنے گھر پیش کیے، مکانات بنانے کے لیے جگہ دی اور مکان کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔ خوراک کے سلسلے میں اپنی زمینوں اور باغات سے ان کو غلہ اور پھل دیے اور اس سلسلے میں زیادہ مال والے اور کم مال والے دونوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اجر و ثواب کے حق دار ٹھہرے۔ ② آپ نے مہاجرین کو بتایا کہ جب کوئی انسان اپنے محسن کے حق میں دعا کرتا ہے اور اس کے لیے شکر گزاری کے جذبات سے اس کی

۲۴۸۷ـ أخرجه أحمد: ۳/ ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۴ من حديث حميد الطويل به وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۴۸۱۲ وغيره.

تعریف وتوصیف کرتا ہے تو وہ بھی اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے، اس لیے تمھیں اجر وثواب سے محروم رہنے کا خطرہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ تم انصار کے حق میں دعا گو ہو اور ان کی تعریف وثنا کر رہے ہو۔

(المعجم ٤٥) [بَابُ فَضْلِ كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ...] (التحفة ١١٠)

باب:45۔لوگوں کے قریب رہنے والے، نرم مزاج اور خوش اخلاق کی فضیلت

٢٤٨٨۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلٰى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

[2488] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو آگ پر حرام ہے اور جس کے لیے آگ حرام ہے؟ ہر وہ شخص جو لوگوں کے قریب ہے، نرم مزاج، بردبار اور خوش اخلاق ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نرم مزاجی، وقار ومتانت اور خوش اخلاقی، جنت میں جانے کا باعث ہے، کیونکہ جو انسان آگ کے لیے حرام ہے، آگ اس کے لیے حرام ہوگی، لہٰذا وہ جنتی ہوگا۔

٢٤٨٩۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ: يَا عَائِشَةُ! أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَصَلّٰى.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2489] اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ جب گھر میں تشریف فرما ہوتے تو کیا کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: گھر والوں کے کام کاج میں مصروف ہوتے، یعنی گھریلو کام کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا (تو سب کچھ چھوڑ کر) نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: دوسری روایات میں گھر کے کام کاج کی تفصیل یوں آئی ہے کہ بکری کا دودھ دوہ لیتے، اپنا کپڑا سی لیتے، جوتی ٹانک لیتے اور ڈول کو پیوند لگا لیتے، وغیرہ لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا تو تمام مصروفیات و مشاغل چھوڑ دیتے۔ (تحفة الأحوذي: 161/7)

٢٤٨٨۔ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود: ١/ ٤١٥ من حديث موسى بن عقبة به وصححه ابن حبان، ح: ١٠٩٦، ١٠٩٧ وحسنه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٥٠٥.

٢٤٨٩۔ أخرجه البخاري، الأذان، باب من كان في حاجة أهله فأقيمت الصلاة، فخرج، ح: ٦٧٦ من حديث شعبة به.

(المعجم ٤٦) [بَابُ تَوَاضُعِهِ ﷺ مَعَ جَلِيسِهِ ....]

(التحفة ١١١)

باب:46۔آپ ﷺ کی ہم نشینوں کے ساتھ تواضع

٢٤٩٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَيْدٍ التَّغْلَبِيِّ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ [الَّذِي] يَنْزِعُ، وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ يَصْرِفُهُ، وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ.

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

[2490] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے جب کوئی آدمی آ جاتا اور آپ سے ہاتھ ملاتا تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتی کہ وہی آدمی اپنا ہاتھ کھینچتا اور نہ اس سے اپنا رخ پھیرتے، یہاں تک کہ وہ آدمی ہی رخ پھیر لیتا، اور آپ کو اپنے ہم نشین کے سامنے پاؤں پھیلاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ٤٧) [بَابُ مَا جَاءَ فِي شِدَّةِ الْوَعِيدِ لِلْمُتَكَبِّرِينَ] (التحفة ١١٢)

باب:47۔تکبر کرنے والوں کے لیے شدید دھمکی

٢٤٩١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا، فَأَمَرَ اللهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ [فِيهَا]، أَوْ قَالَ: يَتَلَجْلَجُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2491] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں کا ایک آدمی اپنے جوڑے میں اتراتا ہوا نکلا تو اللہ نے زمین کو حکم دیا تو اس نے اس کو پکڑ لیا (نگلنا شروع کر دیا) سو وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

لغوی تشریح: يَتَجَلْجَلُ: حرکت کرتا ہے، دھنستا ہے۔ يَتَلَجْلَجُ: گھومتا ہے، پھرتا ہے۔

فائدہ: عظمت و کبریائی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس لیے جو تکبر اور بڑائی کا اظہار کرتا ہے وہ اللہ کی عظمت اور کبریائی پر

٢٤٩٠ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب إكرام الرجل جليسه، ح: ٣٧١٦ من حديث عمران بن زيد به وهو في الزهد لابن المبارك، ح: ٣٩٢ ☆ زيد العمي: ضعيف وله شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ٤٧٩٤ وغيره.

٢٤٩١ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٢ من حديث عطاء بن السائب به وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٧٨٩، ٥٧٩٠ ومسلم، ح: ٢٠٨٨ وغيرهما.

ڈاکا ڈالتا ہے، اس لیے ذلت و رسوائی کا حق دار ہے جس کی ایک صورت زمین میں دھنسنا ہے۔

٢٤٩٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ، يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ، يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبَالِ».

[2492] سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فخر وگھمنڈ اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنے والے، قیامت کے روز مردوں کی شکلوں میں چیونٹیوں کی طرح جمع کیے جائیں گے، ہر طرف سے انھیں ذلت و رسوائی ڈھانپے ہوگی اور انھیں جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جس کا نام ''بولس'' ہوگا اور انھیں سب سے بڑی آگ گھیرے ہوگی، انھیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو (عقل و جسم کو) بگاڑنے کا باعث ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: عُصَارة: رس، نچوڑ، مراد پیپ اور کچ لہو ہے جو دوزخیوں سے بہے گا۔ طينة الخبال: جس کی سرشت و جبلت بگاڑ وفساد ہے۔ طينه: کیچڑ کو بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبر اس قدر بری خصلت ہے کہ ایسے لوگوں کی ذلت و رسوائی کے لیے انسانی شکل وصورت میں پاؤں تلے روندے جانے کے لیے چیونٹیوں کا قد وقامت دیا جائے گا۔ اور خوراک کے طور پر پیپ اور کچ لہو جو انتہائی سڑی گلی مٹی، کیچڑ کی طرح بدبودار ہوگا، دیا جائے گا جو ان کے لیے بگاڑ اور فساد کا باعث ہوگا۔ پیٹ اور بدن کو خراب کرے گا۔

(المعجم ٤٨) [بَابٌ: فِيهِ أَرْبَعَةُ أَحَادِيثَ ...]

(التحفة ١١٣)

باب: 48- چار احادیث

٢٤٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ [الْمُقْرِىءُ]: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ

[2493] سیدنا سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصہ نکالنے، یعنی انتقام لینے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے، قیامت

٢٤٩٢_ أخرجه النسائي في الكبرى عن سويد بن نصر (تحفة الأشراف: ٦/ ٣٣٧، ح: ٨٨٠٠) والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٥٥٧ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد (زوائد نعيم، ص: ٥٢، ح: ١٩٧) ※ محمد بن عجلان تابعه داود بن شابور وللحديث شواهد كثيرة.

٢٤٩٣_ تقدم: ٢٠٢١.

أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يُنَفِّذَهُ، دَعَاهُ اللهُ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ [يَوْمَ الْقِيَامَةِ] حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ».

کے روز بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ (جنت کی حوروں میں سے) جس حور کو چاہے پسند کر لے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: غصے کی شدت کے وقت اس پر قابو پانا انتہائی مشکل کام ہے، خاص کر اس وقت جبکہ غصے کو پورا کرنے کی قدرت اور قوت بھی ہو، ایسی صورت میں جو بندہ محض اللہ کی رضا کے لیے اس منہ زور گھوڑے پر قابو پاتا ہے اور غصہ پی جاتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کی جزا اس شکل میں عنایت فرمائے گا کہ ساری مخلوق کے سامنے اسے بلا کر فرمائے گا کہ اپنے دل کی چاہت اور نفسانی جذبے کی اس قربانی کے عوض آج حوران جنت میں سے جو حور چاہو، اپنے لیے پسند کر لو۔

٢٤٩٤- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغِفَارِيُّ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ نَشَرَ اللهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ: رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ، وَالشَّفَقَةُ عَلَى الْوَالِدَيْنِ، وَالْإِحْسَانُ إِلَى الْمَمْلُوكِ».

[2494] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خوبیاں جس شخص میں بھی پائی جائیں گی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا بازو پھیلائے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا: کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ شفقت و ہمدردی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین برتاؤ۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ [وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُنْكَدِرِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، غریب ہے اور ابوبکر بن منکدر، محمد بن منکدر کا بھائی ہے۔

٢٤٩٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ تَعَالٰى: يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَسَلُونِي الْهُدٰى أَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ، وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ، فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِي، وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ

[2495] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو، مگر وہ جسے میں سیدھی راہ پر چلاؤں، اس لیے ہدایت مجھ ہی سے مانگو، میں تمہیں سیدھے راستے پر چلاؤں گا۔ اور تم سب فقیر و نادار ہو، مگر وہ جسے میں غنی اور بے نیاز کروں، لہٰذا مجھ ہی سے مانگو، میں تمہیں روزی دوں گا۔ تم سب گناہ گار ہو مگر وہ جسے میں بچا لوں، محفوظ رکھوں، اس لیے تم میں سے جو یہ جانتا ہے کہ میں بخشنے کی قدرت

٢٤٩٤ـ [ضعيف جدًّا] * عبدالله بن إبراهيم متروك ونسبه ابن حبان إلى الوضع، وأبوه مجهول (تقريب)

٢٤٩٥ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر التوبة، ح:٤٢٥٧ من حديث شهر به وهو في صحيح مسلم، ح:٢٥٧٧ بنحوه من طريق آخر عن أبي ذر رضي الله عنه به.

وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا عَلٰى أَتْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِي، مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا عَلٰى أَشْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِي مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ فَسَأَلَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِّنْكُمْ مَّا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِّنْكُمْ، مَّا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهِ إِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا إِلَيْهِ؛ ذٰلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ وَّاجِدٌ مَّاجِدٌ أَفْعَلُ مَا أُرِيدُ، عَطَائِي كَلَامٌ وَعَذَابِي كَلَامٌ، إِنَّمَا أَمْرِي لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ».

رکھتا ہوں، وہ مجھ سے مغفرت طلب کرے، میں اسے بخش دوں گا اور مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں۔ اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے زندہ اور مردہ، تمھارا تازہ (جوان) اور خشک (بوڑھے) (یا عالم و جاہل، فرماں بردار اور نافرمان) میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار اور حدود کے پابند بندے کے دل پر متفق ہو جائیں (اس جیسے متقی اور پرہیز گار بن جائیں) تو اس سے میرے اقتدار و اختیار میں مچھر کے پر برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے زندہ اور مردہ، تمھارے تر اور خشک میرے بندوں میں سب سے بڑھ کر بدبخت اور نافرمان بندے کے دل پر جمع ہو جائیں (سب ابلیس اور شیطان کی طرح نافرمان اور مجرم بن جائیں) تو اس سے میری سلطنت وحکومت میں مچھر کے پر برابر بھی کمی نہیں ہوگی اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے زندے اور مردے، تمھارے تر اور خشک ایک کھلے میدان میں جمع ہو جائیں اور تم میں سے ہر انسان اپنی ہر قسم کی آرزو پوری کرنے کا سوال کرے اور میں ہر مانگنے والے کی خواہش کے مطابق دے دوں تو اس سے میری سلطنت وحکومت میں صرف اتنی ہی کمی ہوگی جیسے تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے تو اس میں سوئی ڈبو کر اپنی طرف اٹھا لے، یہ اس لیے ہے کہ میں ہر ایک کو (اس کی ضرورت کی چیز) خوب دینے والا ہوں، ہر چیز رکھنے والا اور عظمت و بزرگی والا ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، میرا دینا بھی فقط کہنا ہے اور میرا عذاب بھی فقط بول ہے۔ جب میں کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھے فقط یہی کہنا ہوتا ہے کہ ''ہو جا'' وہ ہو جاتی ہے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، بعض

الْحَدِيثَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

راویوں نے یہ حدیث شہر بن حوشب سے عبدالرحمن بن غنم کی بجائے معدیکرب کے واسطے سے، اس کے ہم معنی بیان کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو ہدایت، رزق و دولت اور گناہوں سے تحفظ صرف اور صرف اللہ کی توفیق ونصرت سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے سب چیزوں کا سوال اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا چاہیے۔ اور انسان جب بشری تقاضوں اور کمزوریوں کی وجہ سے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اسے معافی بھی صرف اللہ ہی دے سکتا ہے، اس لیے اس سے گناہوں کی بخشش اور معافی کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔ اور انسان اگر اس کی ہدایت وتعلیمات اور احکام وفرامین کی دل کی گہرائیوں سے پابندی کرتے ہیں تو اس کا نفع انھیں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے اقتدار واختیار میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوتا اور اگر تمام انسان اس کی نافرمانی پر کمر باندھ لیں اور ہر وقت اس کی حدود کو پامال کریں تو اس کا نقصان انھیں ہی پہنچے گا، اللہ کی حکومت وسلطنت میں ذرہ بھر کمی نہیں ہوگی۔ اور وہ ہر مخلوق کی ضروریات پوری فرما رہا ہے اور ہر انسان کی ہر خواہش اور ہر آرزو پوری کرنے سے بھی اس کے خزانوں میں ایک قطرہ بھر کمی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ لامحدود اور بے انتہا ہیں اور وہ اسباب و وسائل کا محتاج نہیں ہے، وہ ہر چیز کلمۂ کن سے پیدا فرماتا ہے۔

٢٤٩٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [الرَّازِيِّ]، عَنْ سَعْدٍ مَوْلَى طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلٰى أَنْ يَطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ أُرْعِدَتْ وَبَكَتْ فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ أَكْرَهْتُكِ؟ قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنَّهُ عَمَلٌ مَا عَمِلْتُهُ قَطُّ وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ، فَقَالَ: تَفْعَلِينَ أَنْتِ هٰذَا وَمَا فَعَلْتِهِ اذْهَبِي فَهِيَ لَكِ وَقَالَ: لَا وَاللهِ! لَا أَعْصِي اللهَ بَعْدَهَا أَبَدًا،

[2496] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی ﷺ کو ایک حدیث بیان فرماتے سنا، اگر میں نے آپ سے ایک دو دفعہ سنی ہوتی، حتی کہ سات دفعہ شمار کیا، تو پھر بھی بیان کرنے کے لیے کافی ہوتی، لیکن میں نے اسے آپ سے اس سے بھی زائد دفعہ سنا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بنو اسرائیل کا کفل نامی آدمی کسی گناہ کے ارتکاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا، ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی تو کفل نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیے کہ وہ اس سے بدکاری کرے گا، تو جب وہ اس کی اس جگہ بیٹھا جہاں مرد اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ کپکپا گئی اور رونے لگی۔ اس نے کہا: تو کیوں رو رہی ہے، کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے؟ (تجھ سے زبردستی کی ہے) عورت نے کہا: نہیں، لیکن بات یہ ہے کہ میں نے یہ حرکت (زنا) کبھی

٢٤٩٦ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣ عن أسباط بن محمد به ۞ الأعمش عنعن وسعد جهله الحافظ في التقريب ۞ حديث شيبان في المستدرك: ٤/ ٢٥٤، ٢٥٥ وصححه ووافقه الذهبي.

فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ أَنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ».

نہیں کی لیکن اس وقت ایک ضرورت نے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ کفل نے کہا: تو (مجبوری سے) کر رہی ہے، جبکہ تو نے یہ کام (کبھی) کیا نہیں، چلی جا، دینار تیرے ہی ہیں اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اب کے بعد کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ سو وہ اسی رات فوت ہو گیا، اور صبح اس حالت میں ہوئی کہ اس کے دروازے پر لکھ دیا گیا تھا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شَيْبَانُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ [نَحْوَ هٰذَا] وَرَفَعُوهُ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. وَرَوَى أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَأَخْطَأَ فِيهِ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيُّ هُوَ كُوفِيٌّ وَكَانَتْ جَدَّتُهُ سُرِّيَّةً لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. وَقَدْ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الرَّازِيِّ عُبَيْدَةُ الضَّبِّيُّ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ [مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْعِلْمِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اسے شیبان اور بہت سے راویوں نے اعمش سے مرفوعاً، اس کے ہم معنی بیان کیا ہے اور بعض راویوں نے اسے اعمش سے مرفوعاً بیان نہیں کیا۔ یہ روایت ابوبکر بن عیاش نے بھی اعمش سے بیان کی ہے اور اس کی سند میں غلطی کی ہے، عبداللہ بن عبداللہ راوی کا استاد، طلحہ کے مولیٰ سعد کی جگہ سعید بن جبیر کو بنا ڈالا ہے اور یہ درست نہیں ہے۔ عبداللہ بن عبداللہ رازی کوفی ہے اور اس کی دادی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی اور عبداللہ بن عبداللہ رازی سے عبیدہ ضبی، حجاج بن ارطاۃ اور بہت سے جلیل القدر اہل علم روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم حسن خاتمہ پر مغفرت کی بشارت صحیح احادیث سے ثابت ہے، کیونکہ انسان کی آخرت میں کامیابی یا ناکامی کا دارومدار اس کے خاتمے ہی پر ہے۔

(المعجم ٤٩) [بَابٌ: فِي اسْتِعْظَامِ الْمُؤْمِنِ ذُنُوبَهُ...] (التحفة ١١٣)

باب: 49۔ مومن کا اپنے گناہوں کو بہت ہی ناگوار سمجھنا

٢٤٩٧ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ

[2497] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں بیان کیں، ایک اپنی طرف سے اور دوسری نبی ﷺ سے۔ سیدنا

٢٤٩٧ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب التوبة، ح:٦٣٠٨ من حديث أبي معاوية الضرير ومسلم، ح:٢٧٤٤ من حديث الأعمش به.

سُوَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [بْنُ مَسْعُودٍ] بِحَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَبْدُاللهِ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ فِي أَصْلِ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ وَقَعَ عَلٰى أَنْفِهِ قَالَ بِهِ هٰكَذَا فَطَارَ.

عبداللہ نے بتایا: بلاشبہ مومن اپنے گناہوں کو یوں تصور کرتا ہے گویا کہ وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ڈر رہا ہوتا ہے کہ وہ اس پر گر جائے گا اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو اس طرح خیال کرتا ہے جیسے مکھی جو اس کی ناک پر آ بیٹھی ہے اور وہ اسے اپنے ہاتھ کی حرکت سے اڑا دیتا ہے۔

٢٤٩٨ - قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ رَجُلٍ بِأَرْضِ فَلَاةٍ دَوِّيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ فَأَضَلَّهَا، فَخَرَجَ فِي طَلَبِهَا حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِي الَّذِي أَضْلَلْتُهَا فِيهِ فَأَمُوتُ فِيهِ، فَرَجَعَ إِلٰى مَكَانِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ وَمَا يُصْلِحُهُ».

[2498] دوسری روایت یہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ اللہ تعالیٰ تمھارے ہر فرد کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک بے آباد سنسان اور ہلاکت خیز زمین سے گزرا، اس کے پاس اس کی سواری تھی جس پر اس کا زاد راہ، اس کا کھانا پینا اور اس کی بہتری کا سامان تھا، سواری گم ہوگئی تو وہ اس کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ جب اسے موت کے آثار نظر آنے لگے تو اس نے سوچا میں اسی جگہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں جہاں میں نے اسے گم پایا تھا تاکہ اس جگہ ہی جا مروں۔ وہ اس جگہ کی طرف لوٹ آیا اور اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا (اور وہ سو گیا) جب وہ بیدار ہوا تو اچانک اپنے سر کے پاس ہی سواری دیکھتا ہے، اس کا کھانا پینا اور ضرورت کا سامان بھی اس پر موجود ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، نعمان بن بشیر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مرفوع احادیث مروی ہیں۔

لغوی تشریح: فلاۃ: بے آب و گیاہ، بیاباں۔ دویۃ: سنسان، چٹیل، جہاں نباتات نہ ہوں۔ مَهْلَكَة: ہلاکت گاہ۔

فائدہ: پہلی حدیث جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندے سے گناہ کا سرزد ہو جانا، اس کے لیے انتہائی پریشانی اور ناگواری کا باعث بنتا ہے اور وہ یوں تصور کرتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ تلے آ گیا ہے جو اس پر گرا چاہتا ہے، لیکن بدکار اور نافرمان انسان گناہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو ایک معمولی کام ہے، مکھی ہے جو ناک پر

٢٤٩٨ـ انظر الحديث السابق * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٧٤٠٥ ومسلم، ح: ٢٦٧٥ بعد: ٢٧٤٣]، والنعمان ابن بشير [مسلم، ح: ٢٧٤٥]، وأنس بن مالك [يأتي: ٢٤٩٩ والبخاري، ح: ٦٣٠٩ ومسلم، ح: ٢٧٤٧].

آ بیٹھی ہے اور ہاتھ کے اشارے سے بھاگ جائے گی۔ دوسری حدیث میں اللہ کے ہاں توبہ کی پسندیدگی کو ایک انتہائی فکر انگیز اور دلکش تمثیل کے ذریعے سے بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ مختلف احادیث کے ملانے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ آخر میں مسافر کی فرط مسرت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ اتنا خوش ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا کرم نوازی اور بندہ پروری کے اعتراف کے طور پر یوں کہنا چاہتا تھا کہ ''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔'' لیکن بے حد خوشی کے سبب سبقت لسانی سے یہ کہہ گزرا: ''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔'' الغرض اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر جبکہ وہ خالص اور بے آمیز ہو، اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے اور کفر وشرک جیسے انتہائی سنگین گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

٢٤٩٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ.

[2499] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام انسان خطا کار اور گناہ گار ہیں اور خطا کاروں میں سب سے بہترین افراد وہ ہیں جو پختہ اور سچی توبہ کرنے والے ہیں۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف علی بن مسعدہ ہی قتادہ سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: خطا اور غلطی کرنا انسان کی کمزوری ہے اور غلطی پر توبہ و استغفار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ٥٠) بَابُ [حَدِيثِ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ...»] (التحفة ١١٥)

باب: 50۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی عزت وتکریم کرنی چاہیے

٢٥٠٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ

[2500] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اچھی بات کہے یا

٢٤٩٩ـ [حسن لغيره] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر التوبة، ح: ٤٢٥١ عن أحمد بن منيع به و صححه الحاكم: ٤/ ٢٤٤ فتعقبه الذهبي بقوله: "علي (بن مسعدة) لين".

٢٥٠٠ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه . . . إلخ، ح: ٦١٣٨ من حديث معمر ومسلم، ح: ٤٧ من حديث الزهري به * وفي الباب عن عائشة [أحمد: ٦/ ٦٩] وأنس [إبراهيم بن إسحاق الحربي في إكرام الضيف، ح: ٣٨، ٣٩] وأبي شريح العدوي [تقدم: ١٩٦٧].

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ».

خاموش رہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ وَهُوَ الْعَدَوِيُّ [الْخُزَاعِيُّ] وَاسْمُهُ خُوَيْلِدُ بْنُ عَمْرٍو.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا انس اور ابو شریح کعبی، یعنی عدوی، خزاعی جس کا نام خویلد بن عمرو ہے، رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مہمان کی آؤ بھگت اور تعظیم وتوقیر ایک عمدہ اور اعلیٰ خصلت ہے اور ایمان انسان سے اعلیٰ اور عمدہ خصائل ہی کا تقاضا کرتا ہے۔ ② خاموشی انسان کو بہت سے جرائم اور فتنوں سے محفوظ رکھتی ہے اور گناہوں اور فضول باتوں سے بچنا ہی ایمان کی علامت ہے، اس لیے آپ نے بلاضرورت گفتگو کرنے سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

٢٥٠١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَمْرٍو [الْمَعَافِرِيِّ]، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَمَتَ نَجَا».

[2501] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چپ رہا، وہ (فضول گوئی اور بدگوئی سے) بچ گیا (یا نجات پا گیا۔'')

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [غَرِيبٌ] لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ [وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف ابن لہیعہ بیان کرتا ہے اور ابو عبدالرحمٰن حُبلی سے مراد عبداللہ بن یزید ہے۔

فائدہ: خاموشی اور چپ رہنا اور بلاضرورت بات چیت نہ کرنا بلکہ ذکر وفکر میں مشغول رہنا، مؤاخذے اور پکڑ سے نجات اور بچاؤ کا عمدہ وسیلہ ہے جس کے سبب انسان بہت سی دینی اور دنیوی آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٥١) بَابُ [حَدِيثِ: «لَوْ مُزِجَ بِهَا مَاءُ الْبَحْرِ...»] (التحفة ١١٦)

باب: 51۔''اگر اس کی آمیزش سمندر کے پانی میں کر دی جائے ......''

٢٥٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ

[2502] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری، تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اتنا اتنا مال بھی مل جائے تو بھی میں کسی کی

٢٥٠١ـ [حسن بالمتابعات] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩ وابن المبارك في الزهد، ح: ٣٨٥ من حديث ابن لهيعة به وصرح بالسماع عنده، وللحديث طرق.

٢٥٠٢ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الغيبة، ح: ٤٨٧٥ من حديث يحيى القطان به ✽ رواية يحيى القطان عن سفيان الثوري محمولة على السماع.

عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا فَقَالَ: «مَا يَسُرُّنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا». قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: «لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مُزِجَ بِهَا مَاءُ الْبَحْرِ لَمُزِجَ».

نقل اتارنا پسند نہیں کروں گا۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! صفیہ ایک ایسی عورت ہے اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھگنی اور پستہ قد ہے، تو آپ نے فرمایا: ''تو نے اپنی باتوں میں ایسی بات ملا دی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ بدل جائے، یعنی بدبودار ہو جائے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بطورِ عیب کسی کے قول یا فعل کی نقل اتارنا، انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے، اس سے دوسرے کی دل شکنی ہوتی ہے اور اسے اذیت پہنچتی ہے۔ اسی طرح کسی کی تحقیر و رسوائی کے لیے اس کے قد و قامت کو بیان کرنا، غیبت ہے اور اس قدر سنگین جرم ہے کہ اگر یہ سمندر کے پانی میں ملایا جا سکتا ہو تو اس قدر کثیر پانی کو بھی کڑوا کر دے۔

٢٥٠٣- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا»

[2503] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا، اگرچہ مجھے بیش بہا خزانہ پیش کیا جائے یا ملے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، [وَأَبُو حُذَيْفَةَ هُوَ كُوفِيٌّ مِّنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَيُقَالُ: اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ صُهَيْبَةَ].

یہ حدیث حسن صحیح ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شاگرد) ابوحذیفہ کوفی ہے جو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی تلامذہ میں سے ہے اور اس کا نام سلمہ بن صہیبہ بتایا جاتا ہے۔

(المعجم ٥٢) بَابٌ (التحفة ١١٦)

باب: 52۔ (کون سے مومن افضل و برتر ہیں)

٢٥٠٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ، وَيَدِهِ».

[2504] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا مسلمان سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔''

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ] مِنْ

یہ حدیث صحیح ہے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس

٢٥٠٣_ انظر الحديث السابق.

٢٥٠٤_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل، ح: ٤٢ عن إبراهيم بن سعيد والبخاري، ح: ١١ من حديث بريد به.

حَدِيثِ أَبِي مُوسٰى.

سند سے غریب ہے۔

فائدہ: [مسلم] کا مادہ سلم ہے، یعنی سلامتی اور تحفظ و بچاؤ تو جس مسلمان کے ہاتھ اور زبان کے گھاؤ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں وہ اسم با مسمیٰ مسلمان ہے، چونکہ عام افعال ہاتھ اور زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں، اس لیے ان دونوں کی تصریح کر دی گئی ہے، مقصود و مطلوب یہ ہے کہ ایک مسلمان کسی طور پر بھی دوسروں کے لیے اذیت و تکلیف کا سبب نہیں بنتا اور ان کی دل شکنی نہیں کرتا، یہ معنی نہیں ہیں کہ باقی اعضاء و جوارح سے تکلیف دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ٥٣) [بَابٌ: فِي وَعِيدِ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ] (التحفة ١١٨)

باب:53۔ اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلانے پر وعید

٢٥٠٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ». قَالَ أَحْمَدُ: قَالُوا: مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ.

[2505] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کی عار دلائی تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔'' امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کے نزدیک یہاں گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ. وَرُوِيَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّهُ أَدْرَكَ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَاتَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَخَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ رَوٰى عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ عَنْ مُعَاذٍ غَيْرَ حَدِيثٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے، اس کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ خالد بن معدان کی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے اور خالد بن معدان سے یہ منقول ہے کہ وہ ستر صحابہ کو ملا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہو گئے تھے۔ اور خالد بن معدان نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بہت سے تلامذہ کے واسطے سے ان سے کئی روایات بیان کی ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم جس گناہ سے انسان توبہ کر چکا ہے اسے اس کی شرم و عار دلانا بجائے خود شرم کا کام ہے اور شرافت کے منافی ہے۔

٢٥٠٥ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٨١ من حديث أحمد بن منيع به ٭ محمد بن الحسن بن أبي يزيد ضعيف (تقريب) والخبر منقطع.

(المعجم ٥٤) بَابٌ: [لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ...]

(التحفة ١١٩)

٢٥٠٦ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ الْقَاسِمِ [الْحَذَّاءُ الْبَصْرِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيَكَ».

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَمَكْحُولٌ قَدْ سَمِعَ مِنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هِنْدٍ الدَّارِيِّ، وَيُقَالُ: إِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ. وَمَكْحُولٌ الشَّامِيُّ يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللهِ، وَكَانَ عَبْدًا فَأُعْتِقَ. وَمَكْحُولٌ الْأَزْدِيُّ بَصْرِيٌّ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَيَرْوِي عَنْهُ عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: كَثِيرًا مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ مَكْحُولًا يُسْأَلُ فَيَقُولُ: نَدَانَمْ.

باب: 54۔ اپنے بھائی کی مصیبت و آفت پر خوشی کا اظہار نہ کرو

[2506] سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مصیبت و تکالیف پر مسرت کا اظہار نہ کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم فرما دے اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے۔''

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور مکحول نے سیدنا واثلہ بن اسقع، انس بن مالک اور ابو ہند داری رضی اللہ عنہم سے احادیث سنی ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اسے صرف انھی تین صحابہ سے سننے کا موقع ملا ہے۔ اور مکحول شامی کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور یہ آزاد کردہ غلام ہے۔ اور مکحول ازدی، بصری ہے، اسے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع حاصل ہے اور اس سے عمارہ بن زاذان روایت بیان کرتا ہے۔ تمیم بن عطیہ بیان کرتے ہیں: مجھے بہت دفعہ یہ سننے کا موقع ملا ہے کہ مکحول سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو (اس نے بلا تکلف) کہہ دیا: ''ندانم'' (میں نہیں جانتا۔)

(المعجم ٥٥) بَابٌ: [فِي فَضْلِ الْمُخَالَطَةِ مَعَ الصَّبْرِ عَلَى أَذَى النَّاسِ] (التحفة ١٢٠)

٢٥٠٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

باب: 55۔ لوگوں کی تکلیف و اذیت سہتے ہوئے گھل مل کر رہنے کی فضیلت

[2507] یحییٰ بن وثاب کسی بزرگ صحابی سے، اور

٢٥٠٦ـ [ضعيف] أخرجه الخطيب في تاريخه: ٩/ ٩٥، ٩٦ من حديث عمر بن إسماعيل به ٭ مكحول لم يصرح بالسماع في هذا الحديث وقوله: ندانم، سنده ضعيف، إسماعيل بن عياش عنعن.

٢٥٠٧ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣ من حديث شعبة، وابن ماجه، ح: ٤٠٣٢ من حديث الأعمش به.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ شَيْخٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ».

میرے خیال میں وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ مسلمان جو لوگوں سے گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی اذیت و تکلیف پر صبر کرتا ہے، اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے مل جل کر رہتا ہے اور نہ کسی مسلمان کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: كَانَ شُعْبَةُ يَرٰى أَنَّهُ ابْنُ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ کے بقول وہ بزرگ صحابی، ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

فائدہ: لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان کی طرف سے پہنچنے والی مصیبت و تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا، ان سے الگ تھلگ رہنے سے بہت بہتر ہے کیونکہ ان کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر صبر کرنا، دونوں کام ہی اجر و ثواب کا باعث ہیں۔

(المعجم ٥٦) [بَابٌ: فِي فَضْلِ صَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ...] (التحفة ١٢١)

باب: 56۔ باہمی تعلقات کی درستی اور استواری کی فضیلت

٢٥٠٨ - حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ - هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ».

[2508] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''باہمی تعلقات کی خرابی اور بگاڑ سے بچو کیونکہ یہ چیز (دین کو) مونڈ دینے والی ہے۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [ومَعْنٰى قَوْلِهِ:] وَسُوءُ ذَاتِ الْبَيْنِ إِنَّمَا يَعْنِي بِهِ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ. وَقَوْلُهُ الْحَالِقَةُ [يَقُولُ]: أَنَّهَا تَحْلِقُ الدِّينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے، اور آپ کے فرمان ''باہمی تعلقات کی خرابی'' سے آپ کا مقصود عداوت و بغض ہے، اور آپ کے قول ''مونڈ دینے والی'' سے مراد یہ ہے کہ یہ چیز دین کو مونڈنے والی ہے۔

٢٥٠٨ـ تفرد به الترمذي.

فائدہ: دین اخوت، بھائی چارے، ہمدردی اور ایک دوسرے کی خیرخواہی کا نام ہے اور باہمی عداوت ونفرت، حسد وبغض اس کے متضاد اور برعکس ہے، اس لیے آپ نے فرمایا کہ یہ عادتِ بد دین کو مونڈنے والی اور ختم کر دینے والی ہے۔

٢٥٠٩ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟» قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: «صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ».

[2509] سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی خصلت وخوبی سے آگاہ نہ کروں جو روزے، نماز اور صدقے (سے حاصل ہونے والے) درجہ ومرتبہ سے بہتر اور عمدہ ہے؟'' حاضرین نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا: ''باہمی تعلقات کی درستی (آپس میں صلح وصفائی سے رہنا) کیونکہ باہمی تعلقات کا بگاڑ وفساد، دین کو مونڈ دینے والی چیز ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور آپ سے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''یہ مونڈنے والی چیز ہے، میں یہ نہیں کہتا (میرا یہ مطلب اور مقصد نہیں) کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈتی ہے اور اس کا بالکل صفایا کر دیتی ہے۔''

فائدہ: روزہ، نماز اور صدقے کا اصل مقصد اور روح یہی ہے کہ عداوت ودشمنی ختم ہو، نیز جو انسان، انسانی حقوق ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں کوتاہی معاف کر دیتا ہے، لیکن انسانی حقوق میں کوتاہی برداشت نہیں کرتا، اس لیے باہمی تعلقات کو قائم رکھنا ان عبادات سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

٢٥١٠ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَرْبِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ مَوْلَى الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ: الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ

[2510] یعیش بن ولید اپنے آقا ومولیٰ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے اندر تم سے پہلی امتوں کی بیماری حسد اور بغض سرایت کر رہی ہے جو مونڈنے والی ہے، میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے، بلکہ دین کو مونڈتی ہے۔ اس ذات کی قسم

٢٥٠٩ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في إصلاح ذات البين، ح: ٤٩١٩ من حديث أبي معاوية الضرير به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٢ وابن حجر، وللحديث شواهد * الأعمش عنعن، وانظر الحديث الآتي.

٢٥١٠ـ [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٧ عن ابن مهدي به * مولى الزبير: لم أجد من وثقه ولبعض الحديث شواهد وفي السند اختلاف آخر عند البزار.

الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے حتی کہ ایمان لے آؤ، اور تم ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک ایک دوسرے سے محبت و الفت نہ کرو، کیا میں تمھیں ایسی خوبی کی اطلاع نہ دوں جو تم میں یہ چیز جما دے (تمھیں محبت پر قائم رکھے)، آپس میں سلام پھیلاؤ۔''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ. فَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ: عَنِ الزُّبَيْرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر سے سند کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے اسے یحییٰ بن ابی کثیر سے یعیش بن ولید سے ان کے مولیٰ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے اور بعض راویوں نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: باہمی تعلقات کی درستی اور صلح و صفائی سے رہنا ایمان کا تقاضا ہے جیسا کہ سورۂ انفال کی پہلی ہی آیت میں فرمایا گیا ہے: ''اللہ سے ڈرو، اپنے باہمی معاملات کو درست رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم مومن ہو۔'' اور جنت میں داخلے کے لیے ایمان شرط ہے، بغیر ایمان کے کوئی شخص جنت میں نہیں جا سکتا اور باہمی حسد و بغض کو ختم کرنے، الفت و محبت پیدا کرنے کا اکسیر نسخہ، دل کی گہرائی سے ایک دوسرے کو امن و سلامتی کے حصول کے لیے دعا دینا ہے اور السلام علیکم کہنے کا یہی مقصد ہے۔

(المعجم ٥٨) بَابٌ: [فِي عِظَمِ الْوَعِيدِ عَلَى الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ] (التحفة ١٢٢)

باب: 57۔ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی کے بارے میں وعید (دھمکی)

٢٥١١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ: مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ».

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2511] سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی گناہ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی سے زیادہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی فوری اور جلد سزا دے اور آخرت کی سزا بھی اس کے لیے ذخیرہ بنائے اور جمع رکھے۔''

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: بغي سے مراد ظلم و ستم، حکمران کے خلاف بلاوجہ خروج و نافرمانی اور کبر و نخوت ہے اور قطع رحمی سے مراد رشتے ناتے

٢٥١١- أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في النهي عن البغي، ح: ٤٩٠٢ وابن ماجه، ح: ٤٢١١ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٩، ٢٠٤٠ والحاكم: ٢/ ٣٥٦، ٤/ ١٦٢، ١٦٣ ووافقه الذهبي.

کے حقوق کو پامال کرنا ہے، یہ دو جرم اور گناہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہیں کہ اگر انسان ان سے توبہ نہ کرے تو دنیا میں بھی ان کی سزا ملتی ہے، دنیا میں انسان دلی پریشانی، اندرونی کڑھن اور گھٹن کا شکار ہوتا ہے جس سے انسان کی صحت اور کاروبار متاثر ہوتا ہے۔ خاندانی جھگڑے اور خانگی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ بغاوت اور سرکشی سے عداوت و دشمنی پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا۔

(المعجم ٥٨) [بَابٌ: انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ] (التحفة ١٢٣)

٢٥١٢ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا: مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ، [وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ، كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا وَصَابِرًا، وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا».

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ [الرَّجُلُ الصَّالِحُ]: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [بْنُ الْمُبَارَكِ]: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

باب: 58۔ اپنے سے کم تر کی طرف دیکھو

[2512] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”دو خصلتیں اور خوبیاں ہیں، جس شخص میں بھی ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو شکر گزار اور صبر کرنے والا لکھے گا اور جس میں یہ دونوں خوبیاں نہ ہوئیں اللہ تعالیٰ اسے شکر گزار اور صبر کرنے والا نہیں لکھے گا۔ وہ جس نے دین کے لحاظ سے اپنے سے اوپر والے، یعنی زیادہ دیندار پر نظر رکھی، اس کی اقتدا اور پیروی کی اور جس نے اپنے دنیوی امور و معاملات میں اپنے سے کم تر (اپنے سے غریب و مسکین اور خستہ حال لوگوں) کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے فضیلت و برتری بخشی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو شکر گزار اور صبر کرنے والا لکھے گا، اور جس نے دینی معاملے میں اپنے سے کم تر پر نظر رکھی اور اپنے دنیوی معاملے میں اپنے سے برتر پر نظر رکھی اور جو دنیوی نعمتیں اسے مل نہیں سکیں، ان پر افسوس اور رنج کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر نہیں لکھے گا۔“

جناب موسیٰ بن حزام (جو نیک آدمی ہے) کی سند سے بھی نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس حدیث سے اوپر والی حدیث میں امام صاحب کے استاد سوید بن نصر نے

٢٥١٢ـ [ضعيف] أخرجه ابن السني، ح: ٣٠٩ من حديث المثنى بن الصباح به، وهو ضعيف اختلط بآخره، وكان عابدًا (تقريب) وهو في الزهد لابن المبارك (زوائد نعيم المظلوم، ح: ١٨٠).

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوَيْدُ [ابْنُ نَصْرٍ] عَنْ أَبِيهِ فِي حَدِيثِهِ.

عمرو بن شعیب اور عبداللہ بن عمرو کے درمیان، اس کے باپ (شعیب) کا تذکرہ نہیں کیا، اسے ترک کر دیا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، لیکن آنے والی روایت کے ہم معنی ہونے کی وجہ سے معناً صحیح ہے۔ شکر اور صبر دو ایسی خوبیاں ہیں کہ جس میں جمع ہو جائیں اس کو گویا ایمان کامل نصیب ہو گیا اور دین کی بھرپور دولت مل گئی، ان کے حصول کی تدبیر اور میزان و معیار یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اس بات کا پابند اور عادی بنا لے کہ وہ دین کے معاملے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں پر نظر رکھے گا جو ایمان، عمل صالح اور اخلاق حسنہ میں اس سے بلند اور برتر ہوں، اور وہ ان کی پیروی اور اقتدا کرے اور دنیا کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے کم تر خستہ حال اور غریب لوگوں پر نظر رکھے گا اور ان کے مقابلے میں جو دنیوی راحت و عافیت اور نعمتوں کو برتری اور فضیلت حاصل ہے، اس کو محض اللہ کا فضل و کرم سمجھ کر ان کا شکر ادا کرے گا اور اس کی حمد و ثنا بیان کرے گا۔

٢٥١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «انْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ».

[2513] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سے کم تر کو دیکھو اور اپنے سے بلند تر کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ انداز بہت مناسب اور لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تمھیں حاصل ہیں، انھیں حقیر نہ سمجھو گے۔''

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کی یہ طبعی اور فطری کمزوری ہے کہ جب وہ ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو مال و دولت اور دنیوی وجاہت و مرتبہ یا شکل و صورت میں اس سے برتر اور بہتر ہو تو اس کے دل میں اس بات کا رنج اور ملال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا نہیں بنایا ہے، اس طرح جو کچھ اسے حاصل ہوتا ہے اس کو حقیر اور کم تر خیال کرتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کا علاج یہ بتلایا ہے کہ انسان ان لوگوں کو دیکھے اور ان کے حال پر غور کرے جو مال و دولت، عزت و جاہ اور شکل و صورت میں اس سے بھی کم تر اور پسماندہ ہوں، تو پھر وہ ان نعمتوں کی، جو اس کو حاصل ہیں، ناقدری نہیں کرے گا اور ان کو حقیر نہیں سمجھے گا۔

(المعجم ٥٩) بَابُ [حَدِيثِ حَنْظَلَةَ...] (التحفة ١٢٢)

باب: 59۔ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

٢٥١٤۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ [سَعِيدٍ] الْجُرَيْرِيِّ ح: [قَالَ]:

[2514] سیدنا حنظلہ اسیدی جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے، ان سے روایت ہے کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

٢٥١٣ـ أخرجه مسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٣ عن أبي كريب به.

٢٥١٤ـ أخرجه مسلم، التوبة، باب فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة، والمراقبة . . . إلخ، ح: ٢٧٥٠ من حديث جعفر بن سليمان به.

وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيْدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ: مَالَكَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ! نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ: فَوَاللهِ! إِنَّا لَكَذٰلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَالَكَ يَا حَنْظَلَةُ؟» قَالَ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَارَسُولَ اللهِ! نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ: فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ وَنَسِينَا كَثِيرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَعَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَسَاعَةً».

پاس سے روتے ہوئے گزرے تو انھوں نے پوچھا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ اے حنظلہ! اس نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے، اے ابوبکر! (صورت حال یہ ہے کہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں۔ آپ ہمیں دوزخ اور جنت کی یاد دہانی کراتے ہیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، مگر جب ہم گھروں کو واپس آتے ہیں، بیویوں اور کاروبار و مشاغل میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم بھی تو ایسے ہی ہیں، چلو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں، سو ہم چل پڑے، جب رسول اللہ ﷺ کی اس پر نظر پڑی۔ آپ نے پوچھا: کیا ہوا ہے تجھے، اے حنظلہ! اس نے کہا: حنظلہ منافق ہو گیا ہے، اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ ہمیں دوزخ، جنت (کی ترہیب و ترغیب) سے وعظ و نصیحت فرماتے ہیں، حتی کہ یوں محسوس ہوتا ہے گویا ہم ان دونوں کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، مگر جب ہم (گھروں کو) لوٹتے ہیں، بیویوں اور معاشی مشاغل میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہمیشہ تم اسی حالت پر رہو جس پر میرے پاس سے اٹھتے ہو تو فرشتے تمھاری مجلسوں، تمھارے بستروں اور تمھارے راستوں پر تمھارے ساتھ مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! یہ حالت وقتاً فوقتاً حاصل ہوتی ہے۔ (تمام گھڑیوں میں یہ حالت یکساں نہیں رہتی۔)''

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان کو راہ راست اور درستی پر قائم رکھنے والی چیز، جنت اور دوزخ کا احساس اور فکرمندی ہے، بیوی، بچوں اور زندگی کے کاروبار میں مصروف ہو کر، انسان کی توجہ ان کی طرف کم ہو جاتی ہے اور مصروفیات و مشاغل میں انہماک اور توجہ زیادہ ہو جاتی ہے، چونکہ رسول اللہ ﷺ دوزخ اور جنت کا مشاہدہ کر چکے تھے، آپ ان کا تذکرہ اس قدر یقین اور قوت کے ساتھ

فرماتے تھے کہ سننے والے کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ انھیں دیکھ رہا ہے، لیکن جب آپ کی مجلس ختم ہو جاتی تھی تو یہ کیفیت اور حالت بھی برقرار نہیں رہتی تھی۔ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو محسوس کر لیا اور اس کیفیت و حالت کے برقرار نہ رہنے کو نفاق سے تعبیر کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا: اگر یہ نفاق ہے، تو ہم سب ہی اس کا شکار ہیں۔ اور اس الجھن کا حل رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیں تو آپ نے حقیقت حال واضح فرما دی کہ یہ کیفیت و حالت ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی، ایسی حالت تو کسی صاحب یقین کی وعظ و تذکیر کی مجلس ہی میں پیدا ہو سکتی ہے، اس لیے یہ نفاق نہیں۔ اگر یہ حالت ہر وقت برقرار رہے تو ہر وقت فرشتوں سے تعلق در بط اور میل جول رہے اور کاروبار زندگی درہم برہم ہو جائے۔

٢٥١٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2515] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کامل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا اور پسند کرتا ہے۔“

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: آپ کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کے اصل اور صحیح مقام پر وہی انسان پہنچ سکتا ہے اور اس کی برکات و خیرات اسے ہی حاصل ہو سکتی ہیں جو خود غرضی سے پاک ہو اور اس کے دل میں اپنے دوسرے بھائیوں کے لیے خیر خواہی اور ہمدردی کا اسی قدر جذبہ موجزن ہو جتنا اپنے لیے ہے اور وہ دوسروں کے ساتھ وہی رویہ اور سلوک اختیار کرے جو دوسروں سے اپنے لیے چاہتا ہے۔ جو نعمت اور بھلائی اور جو بہتری وہ اپنے لیے پسند کرے، وہی دوسرے بھائیوں کے لیے بھی پسند کرے۔

٢٥١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ [ح:] قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللهَ

[2516] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ نے فرمایا: ”اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ (اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کر) وہ تیری (دنیوی اور اخروی آفات و مصائب سے) حفاظت فرمائے گا، اللہ کا دھیان رکھ (اس کے حقوق کا خیال رکھ) تو اسے اپنے سامنے پائے گا (تیری ضروریات میں تیری مدد و اعانت فرمائے گا) جب تو مانگے تو صرف اس سے مانگ، اور جب تو مدد طلب

٢٥١٥- أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ١٣ ومسلم، ح: ٤٥ من حديث شعبة به، وهو في الزهد لابن المبارك، ح: ٦٧٧.

٢٥١٦- أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٣ من حديث ليث بن سعد به، وأورده الضياء في المختارة: ١٠/ ٢٢-٢٦، ح: ١٢، وللحديث طرق كثيرة.

يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ».

کرے تو اللہ سے مدد مانگ، اور خوب اچھی طرح جان لے کہ پوری امت اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ کسی چیز سے تجھے نفع پہنچا سکے تو وہ تجھے صرف اسی چیز سے نفع پہنچا سکیں گے جو اللہ تیرے لیے لکھ چکا ہے اور اگر وہ اس بات پر ایکا کر لیں کہ وہ تجھے کسی چیز سے نقصان پہنچائیں تو وہ تجھے صرف اسی چیز سے نقصان پہنچا سکیں گے جو اللہ تیرے خلاف لکھ چکا ہے۔ قلمیں اٹھا لی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔‘‘

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بندہ اللہ کے اوامر ونواہی اور اس کے احکام وفرامین کی پابندی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے برائیوں سے بچاتا ہے، نیکیوں کی توفیق دیتا ہے، دنیا اور آخرت کی مصیبتوں اور آفات سے محفوظ فرماتا ہے۔ اگر وہ اللہ کے حقوق کا لحاظ رکھتا ہے تو وہ اس کی مشکلات کے حل میں اس کی نصرت اور مدد فرماتا ہے، نیز اسباب ووسائل سے بالاتر ہو کر اور ان سے بے نیاز ہو کر صرف اسی سے مانگا جا سکتا ہے اور اسی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ نفع اور نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کو جو نفع اور نقصان حاصل ہوتا ہے، وہ طے ہو چکا ہے اور تحریر میں آ چکا ہے جس کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔

(المعجم ٦٠) [بَابُ حَدِيثِ: «اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ...»] (التحفة ١٢٥)

باب: 60۔ اونٹ کا گھٹنا باندھ اور توکل کر

٢٥١٧- حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ أَبِي قُرَّةَ السَّدُوسِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: «اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ».

[2517] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا: ’’اسے باندھ کر توکل کر۔‘‘

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: قَالَ يَحْيَى: وَهٰذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُنْكَرٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ

امام یحییٰ (بن سعید القطان) کے نزدیک یہ حدیث منکر ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس سند سے غریب ہے۔ ہمارے علم میں اس کی یہی

٢٥١٧- [حسن لغيره] أخرجه أبو نعيم في الحلية: ٨/ ٣٩٠ من حديث عمرو بن علي الفلاس به ✽ المغيرة بن أبي قرة وثقه ابن حبان وهو مستور وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٥٤٩ والحاكم: ٣/ ٦٢٣ وغيرهما.

رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

سند ہے۔ اور سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور آپ کا طرز عمل اس کی تائید کرتا ہے کہ توکل، اسباب و وسائل کو بروئے کار لا کر مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور اعتماد کرنے کا نام ہے۔ اسباب و وسائل کے ترک کا نام توکل نہیں ہے۔ اسباب میں اثر اللہ عزوجل ہی پیدا کرتا ہے۔

٢٥١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ».

[2518] ابو حوراء سعدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا یاد رکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ یاد کیا ہے: ''شک وشبہ میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر ایسی چیز اپنا جو شک وشبہ پیدا نہ کرے۔ صدق وسچائی میں تسکین وطمانیت ہے اور جھوٹ میں قلق واضطراب ہے۔''

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ، [قَالَ:] وَأَبُو الْحَوْرَاءِ [السَّعْدِيُّ] اسْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ [قَالَ: وَ]هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدٍ [فَذَكَرَ] نَحْوَهُ.

اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ ابوحوراء السعدی کا نام ربیعہ بن شیبان ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب جناب محمد بن بشار کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: جو چیز شک وشبہ کا باعث ہو، وہ ذہنی قلق واضطراب کا باعث بنتی ہے اور دل میں تشویش پیدا ہوتی ہے، اس لیے ایسا کام کرنا چاہیے جس پر ایک مسلمان کا دل اور ضمیر مطمئن ہو اور شک وشبہ والی چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔

٢٥١٩۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نُبَيْهٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ، وَذُكِرَ آخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يُعْدَلُ بِالرِّعَةِ».

[2519] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی عبادت و بندگی اور اس میں سعی وکوشش کا ذکر کیا گیا، اور دوسرے کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا تذکرہ ہوا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (کی عبادت) کو ورع اور پرہیزگاری کے برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔''

٢٥١٨۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٣٢٧، ٣٢٨، ح: ٥٧١٤ (الأشربة، باب الحث على ترك الشبهات) من حديث ابن إدريس به وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٤٨ وابن حبان، ح: ٥١٢ والحاكم: ٢/ ١٣ ووافقه الذهبي.

٢٥١٩۔ [ضعيف] ❊ محمد بن عبدالرحمن بن نبيه لم يوثقه غير الترمذي، فهو مجهول الحال.

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَهُوَ مَدَنِيٌّ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

عبداللہ بن جعفر، مسور بن مخرمہ کی اولاد میں سے ہے جو مدنی ہے اور محدثین کے ہاں ثقہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ اسی سند سے آئی ہے۔

٢٥٢٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَأَبُو زُرْعَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ». فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ. قَالَ: «فَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي».

[2520] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پاکیزہ کھانا کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا، اور لوگ اس کے شر اور آفات سے محفوظ رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' اس پر ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج کل اس قسم کے لوگ بے شمار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے بعد کی صدیوں میں بھی ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ. حَدَّثَنَا عَبَّاسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ [بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يَعْرِفِ اسْمَ أَبِي بِشْرٍ] عَنْ هِلَالِ بْنِ مِقْلَاصٍ نَحْوَ حَدِيثِ قَبِيصَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے اسرائیل سے مروی ہے۔ جناب عباس بن محمد یحییٰ بن ابی بکیر کی سند سے اسرائیل سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھیں بھی صرف اسرائیل کی حدیث کا علم تھا اور ابوبشر کے نام کا پتہ نہیں تھا۔

فائدہ: حلال اور پاک رزق اور سنت کے مطابق عمل ہی اللہ کے ہاں قابل قبول ہے اور ایسا انسان ہی دوسروں کو اذیت یا تکلیف پہنچانے سے گریز کرتا ہے۔ اس لیے ان خوبیوں کا حامل شخص جنتی ہے اور ایسے افراد آپ کے دور میں تو بے شمار تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے بعد کے ادوار میں بھی موجود رہیں گے۔

٢٥٢١- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ

[2521] سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ

٢٥٢٠- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٠٤ من حديث إسرائيل به وصححه ووافقه الذهبي وضعفه أحمد وأشار المنذري في ترغيبه بأنه حسن (١/ ٧٩، ٢/ ٥٤٦) ٭ أبو بشر وثقه الحاكم والذهبي وجهله ابن حجر وغيره.

٢٥٢١- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ عن عبدالله بن يزيد به وللحديث شواهد وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٦٤ ووافقه الذهبي.

عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ [بْنِ أَنَسٍ] الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَأَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَنْكَحَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ إِيمَانَهُ».

(کی رضا) کے لیے دیا اور اللہ کی خاطر روکا، اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر بغض رکھا اور اللہ کی خاطر نکاح کیا تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: بندے کا دنیا میں جس کے ساتھ جو برتاؤ اور معاملہ ہو خواہ دینے کا ہو یا روکنے کا، موالات و دوستی کا ہو یا ترکِ موالات کا، محبت و پیار ہو یا عداوت و نفرت یا شادی و بیاہ کا تعلق، اگر وہ اپنے نفس کے تقاضے یا نفسانی جذبے کے تحت نہ ہو، بلکہ محض اللہ کی خاطر اور اس کے حکم کی روشنی میں ہو تو یہ ایمان کے کامل ہونے کی علامت اور دلیل ہے۔

٢٥٢٢ـ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً، يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا».

[2522] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کی شکلیں چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گی اور دوسرا گروہ آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار اور خوبصورت ستارے کے رنگ پر ہوگا، ان میں سے ہر مرد کو دو بیویاں ملیں گی اور ہر بیوی ستر جوڑے پہنے ہوگی، ان کے پیچھے اس کی پنڈلی کا مغز نمایاں ہو رہا ہوگا۔"

قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نوٹ: یہ حدیث جنت کی عورتوں کے بیان سے تعلق رکھتی ہے اور آگے مستقل باب کے تحت آ رہی ہے، اس باب سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ تحفۃ الاحوذی اور دوسرے پاکستانی نسخوں میں یہ حدیث یہاں موجود نہیں ہے۔

٢٥٢٢ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ١٦/٣ من حديث عطية العوفي به وهو ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٢٤٥، ٣٢٤٦، ٣٣٢٧ ومسلم، ح: ٢٨٣٤ والطبراني: ١٠/ ١٩٨، ١٩٩ وغيرهم.

فرمانِ رسولِ مکرم ﷺ

«فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَّا بَيْنَ كُلِّ
دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ،
وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً، وَّمِنْهَا
تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ، وَمِنْ
فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ
اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ»

''جنت میں سو درجات ہیں اور دو درجوں کا درمیانی فاصلہ، آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے جتنا ہے، اور فردوس سب سے بلند و بالا درجہ ہے، جنت کی چاروں نہریں اسی سے جاری کی گئی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے، لہٰذا جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس طلب کرو۔'' (جامع الترمذي، حديث: 2531)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٣٦) أَبْوَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣٢)

رسول اللہ ﷺ سے مروی جنت کی کیفیت وصورت کا بیان

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَجَرِ الْجَنَّةِ (التحفة ١)

باب: 1۔ جنت کے درختوں کا بیان

٢٥٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ».

[2523] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا انس اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے احادیث بھی موجود ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: جنت کی نعمتوں، اس کی راحتوں اور لذتوں کے بیان سے آپ کا اصل مقصد لوگوں کے دلوں میں اس کے حصول کا شوق اور ولولہ پیدا کرنا ہے، اس سلسلے میں اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اور راحت کے سامان اپنے بندوں کے لیے جنت میں پیدا کیے ہیں، ان میں سے ایک نعمت جنت کے وہ طویل وعریض درخت ہیں جن کا سایہ اتنا وسیع رقبہ گھیرے ہوگا کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا۔ اگلی روایت میں آ رہا ہے کہ اس کو وہ اتنے عرصے میں بھی طے نہیں کر سکے گا۔

٢٥٢٤- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا

[2524] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

٢٥٢٣- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب: إن في الجنة شجرة، يسير الراكب في ظلها مائة عام، لا يقطعها، ح: ٢٨٢٦ عن قتيبة به، ورواه البخاري، ح: ٤٨٨١ من حديث أبي هريرة به * وفي الباب عن أنس [يأتي: ٣٢٩٣]، وأبي سعيد [يأتي: ٢٥٢٤].
٢٥٢٤- رواه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٥٤ ومسلم، ح: ٢٨٢٨ من حديث أبي سعيد الخدري به.

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا - قَالَ: - وَذٰلِكَ الظِّلُّ الْمَمْدُودُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ].

ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے، سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے گا مگر اس کو طے نہیں کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا: [ظل ممدود] (لمبے سائے) سے مراد یہی ہے۔'' (جو کہ سورۂ واقعہ میں مذکور ہے۔)

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ابوسعید کی روایت سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٥٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ الْقَزَّازُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَسَاقُهَا مِنْ ذَهَبٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ [مِّنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ].

[2525] سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: ابوسعید کے طریق سے یہ حدیث غریب حسن ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا (التحفة ٢)

باب: 2۔ جنت اور اس کی نعمتوں کا بیان

٢٥٢٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ زِيَادٍ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَنَا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا، وَزَهِدْنَا [فِي الدُّنْيَا] وَكُنَّا مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا أَهَالِيَنَا وَشَمَمْنَا الْأَوْلَادَ أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ إِذَا خَرَجْتُمْ مِّنْ عِنْدِي كُنْتُمْ عَلٰى حَالِكُمْ ذٰلِكَ لَزَارَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللهُ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ كَيْ يُذْنِبُوا فَيَغْفِرَ لَهُمْ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِمَّ خُلِقَ الْخَلْقُ؟

[2526] سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ جب ہم آپ کی خدمت میں موجود ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہمیں دنیا سے رغبت و دلچسپی نہیں ہوتی اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہیں (ہماری توجہ آخرت ہی کی طرف ہوتی ہے) اور جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں، اپنی بیویوں سے انس و پیار کرتے ہیں، اپنی اولاد کو چومتے چاٹتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو بدلا ہوا پاتے ہیں (آپ کی مجلس والی کیفیت و حالت نہیں رہتی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم جب میرے پاس سے چلے جاتے

٢٥٢٥ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو يعلى: ١١/ ٥٧، ح: ٦١٩٥ عن أبي سعيد الأشج به وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٢٤.

٢٥٢٦ـ [صحيح بطرقه وشواهده] وسنده ضعيف وللحديث شواهد منها الحديث الآتي: ٣٥٩٨.

قَالَ: «مِنَ الْمَاءِ». قُلْنَا: الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا؟ قَالَ: «لَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّلَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ، وَّمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَّدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ لَا يَمُوتُ، وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ». ثُمَّ قَالَ: «ثَلَاثٌ لَّا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَالصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا فَوْقَ الْغَمَامِ، وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ».

ہو، اپنی اسی پہلی حالت پر رہو تو فرشتے تمھارے گھروں میں تمھارے ساتھ ملاقات کریں، اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ نئی مخلوق لے آئے گا تاکہ وہ کوتاہی اور قصور کریں (پھر بخشش طلب کریں) اور وہ انھیں معاف فرما دے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پانی سے۔" ہم نے عرض کیا: جنت کی تعمیر کیسے ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: "ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی ہے، اس کا گارا مہکتی ہوئی بہت خوشبو دار کستوری کا ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں، اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہو گا عیش کرے گا (خوش حال رہے گا) شدت و تکلیف میں مبتلا نہ ہو گا، ہمیشہ رہے گا، مرے گا نہیں، اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ختم نہیں ہو گی۔" پھر آپ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: ① عادل، انصاف کرنے والا حکمران، ② روزے دار جب روزہ افطار کرتا ہے۔ ③ مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ اسے بادلوں سے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور رب، فیض رساں، بلند و برتر فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت و قدرت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا، چاہے کچھ تاخیر سے ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَّيْسَ إِسْنَادُهُ بِذٰلِكَ الْقَوِيِّ، وَلَيْسَ هُوَ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ. وَّقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ بِإِسْنَادٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند کوئی زیادہ قوی نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ متصل نہیں ہے اور ایک دوسری سند سے بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث کا مفہوم و مقصد حدیث نمبر: 2514 کے تحت گزر چکا ہے اور دوسری حدیث کا مقصد یہ ہے کہ گناہ اور قصور کا سرزد ہو جانا انسان کی سرشت اور طبیعت کا حصہ ہے، اس لیے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے کسی وقت گناہ سرزد نہیں ہونا چاہیے، مطلوب یہ ہے کہ جب گناہ اور جرم کا ارتکاب ہو جائے تو انسان معافی اور بخشش کی دعا کرے۔ تیسری حدیث کے معنی یہ

ہیں کہ ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ﴾ (النور 45:24) ''اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔'' ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (الأنبيآء 30:21) ''اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا ہے۔'' آخر میں ان تین خوش نصیبوں کا ذکر خیر کیا ہے جن کی دعا شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔ خصوصی طور پر مظلوم کی دعا کی قبولیت کی صورت بیان فرمائی ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ (التحفة ٣)

باب:3۔ جنت کے بالا خانوں کا بیان

٢٥٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرَفًا يُرٰى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا»، فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: «هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ».

[2527] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔'' اس پر ایک دیہاتی آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پوچھا: اے اللہ کے نبی! یہ کن لوگوں کے لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اس شخص کے لیے ہیں جو پاکیزہ گفتگو کرتا ہے، کھانا کھلاتا ہے، ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور اللہ کے لیے رات کو نماز پڑھتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ هٰذَا مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، وَهُوَ كُوفِيٌّ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ بعض محدثین نے اس کے راوی عبدالرحمن بن اسحاق پر اس کے حافظے کے اعتبار سے جرح کی ہے اور یہ کوفی باشندہ ہے اور عبدالرحمن بن اسحاق قرشی، مدنی ہے اور اس سے زیادہ ثقہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے جو پاکیزہ اور اچھی گفتگو کرتے ہیں، ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، نفلی روزے رکھتے ہیں اور رات کا قیام کرتے ہیں، انتہائی حسین وجمیل بالا خانے ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔

٢٥٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

[2528] سیدنا عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ عنہ

٢٥٢٧- تقدم: ١٩٨٤.

٢٥٢٨- أخرجه البخاري، التفسير، سورة الرحمن، باب قوله: ﴿ومن دونهما جنتان﴾، ح: ٤٨٧٨ ومسلم، ح: ١٨٠ من حديث عبد العزيز به * وحديث: "إن في الجنة لخيمة ... إلخ متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٤٨٧٩ ومسلم، ح: ٢٨٣٨/ ٢٤ من حديث عبد العزيز به.

الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ [أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ] الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ جَنَّتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ».

سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں دو باغ ایسے ہوں گے کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہوگا، وہ چاندی کا ہوگا اور دو باغ ایسے ہوں گے کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہوگا، وہ سونے کا ہوگا۔ اور جنت عدن کے لوگوں اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان صرف کبریائی اور عظمت کی چادر حائل ہوگی۔''

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ دُرَّةٍ مُّجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا أَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ».

اور اسی سند سے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جنت میں خول دار موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونے میں اس کے اہل (بیوی و بچے) ہوں گے، وہ دوسروں کو نہیں دیکھ سکیں گے، مومن ان کے پاس چکر لگائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَأَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسٰى. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَا يُعْرَفُ اسْمُهُ، وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ قَيْسٍ وَأَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوعمران جونی کا نام عبدالملک بن حبیب ہے، ابوبکر بن ابی موسیٰ کا نام بقول احمد بن حنبل معلوم نہیں ہے اور ابوموسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس ہے اور ابومالک اشعری کا نام سعد بن طارق بن اَشیم ہے۔

فائدہ: بڑی جنت کے اندر لوگوں کے لیے الگ الگ باغات ہوں گے، دو باغ ایسے ہوں گے جن کی ہر چیز مکانات، ساز و سامان اور درخت اور ان کی شاخیں ہر چیز چاندی کی ہوگی۔ اور دو باغ ایسے ہوں گے جن کی ہر چیز سونے کی ہوگی اور یہ چاندی اور سونا بھی جنت ہی کا ہوگا نہ کہ دنیا والا۔ جنت عدن کے باسیوں کو ہر وقت دیدار الٰہی کا موقع ملے گا جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ دیدار الٰہی کے درمیان صرف اللہ کی عظمت و کبریائی کی چادر ہی حائل ہوگی۔ جنت میں مومن کو خول دار موتی کا ایک ایسا خیمہ ملے گا جس کا عرض ساٹھ میل ہوگا، اور طول بھی اتنا ہی ہوگا گویا مربع شکل کا ہوگا۔ اور چاروں کونوں میں الگ الگ کنبہ ہوگا، جو دوسرے کنبے اور خاندان کو دیکھ نہیں سکے گا۔ مومن چاروں کے پاس جائے گا اور لطف اندوز ہوگا۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ دَرَجَاتِ الْجَنَّةِ (التحفة ٤)

باب: 4۔ جنت کے درجات و مراتب کا بیان

٢٥٢٩ـ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[2529] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے سو درجات ہیں اور ہر دو کا درمیانی فاصلہ سو سال کی مسافت ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: جنت کے دو درجوں کے درمیانی فاصلے کی مسافت کے بارے میں مختلف روایات آئی ہیں جس کا سبب رفتار کی تیزی اور آہستہ گامی ہے، تیز رفتاری کی بھی مختلف صورتیں ہیں اور آہستہ گامی کی بھی مختلف شکلیں ہیں، اس لیے روایات میں تضاد نہیں ہے۔

٢٥٣٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ بِهَا». قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهٰذَا النَّاسَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُونَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَفَوْقَ ذٰلِكَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ».

[2530] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے، نماز پڑھی اور بیت اللہ کا حج کیا۔'' جناب عطاء کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں (سیدنا معاذ نے) زکاۃ کا تذکرہ کیا یا نہیں۔ ''ایسی صورت میں اللہ پر حق ہے کہ وہ ایسے شخص کو بخش دے، خواہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اس سرزمین میں ٹھہرا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا میں لوگوں کو اس چیز سے آگاہ نہ کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو عمل کرنے دو کیونکہ جنت میں سو درجات ہیں، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور فردوس جنت کا سب سے بلند و بالا اور بہترین درجہ ہے، اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اس (فردوس) سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں، اس لیے جب تم اللہ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو۔''

٢٥٢٩ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٢ عن يزيد بن هارون به وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٧٩٠، ٧٤٢٣ وأحمد: ٥/ ٣١٦ وغيرهما وانظر، ح: ٢٥٣١ * عطاء هو ابن أبي رباح.

٢٥٣٠ـ أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٠ من حديث عبد العزيز الدراوردي، وابن ماجه، ح: ٤٣٣١ من حديث زيد بن أسلم به وللحديث شواهد منها الحديث الآتي، ورواه عطاء بن يسار عن أبي هريرة (البخاري، ح: ٧٤٢٣) وعبدالرحمن بن أبي عمرة عن أبي هريرة (أحمد: ٢/ ٣٣٥، ٣٣٩).

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰكَذَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَهٰذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ هَمَّامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. وَعَطَاءٌ لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، وَمُعَاذٌ قَدِيمُ الْمَوْتِ، مَاتَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہشام بن سعد بھی زید بن اسلم کی سند سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بیان کرتا ہے اور میرے نزدیک یہ حدیث ہمام کی حدیث سے جو وہ زید بن اسلم کی سند سے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے، زیادہ صحیح ہے اور عطاء کی سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کی موت قدیم ہے، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہو گئے تھے۔

فائدہ: یہ روایت دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو روکنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ صرف انھی اعمال پر انحصار نہ کرلیں، ان کو زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کا موقع دو تاکہ وہ بلند درجات حاصل کریں۔ محض جنت میں داخلہ کافی نہ سمجھیں، بلند مراتب کے حصول کی بھی کوشش کریں اور جنت کا بلندترین درجہ فردوس ہے، اس لیے وہ سب سے افضل اور بہتر ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ایسے عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے جن کے سبب فردوس مل سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عنایت فرمائے جو اس کے فضل وکرم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

٢٥٣١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الْجَنَّةِ مِائَةُ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْفِرْدَوْسُ أَعْلَاهَا دَرَجَةً، وَمِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ الْأَرْبَعَةُ، وَمِنْ فَوْقِهَا يَكُونُ الْعَرْشُ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ».

[2531] سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجات ہیں اور دو درجوں کا درمیانی فاصلہ، آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے جتنا ہے، اور فردوس سب سے بلند و بالا درجہ ہے، جنت کی چاروں نہریں اسی سے جاری کی گئی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے، لہٰذا جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس طلب کرو۔''

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ نَحْوَهُ.

جناب احمد بن منیع کی سند سے زید بن اسلم سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔

٢٥٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

[2532] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجات ہیں، اگر تمام مخلوق جمع

٢٥٣١- أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٦ عن يزيد بن هارون به وصححه الحاكم: ١/ ٨٠.
٢٥٣٢- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩ من حديث ابن لهيعة به وعنعن وانظر، ح: ٢٠٣٣ لعلته.

قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ لَوْ أَنَّ الْعَالَمِينَ اجْتَمَعُوا فِي إِحْدَاهُنَّ لَوَسِعَتْهُمْ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

ہو جائے تو سب ایک درجے میں سما جائے، (سب کے لیے ایک ہی درجہ کافی ہے۔")

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ٥)

باب:5۔ اہل جنت کی عورتوں کا بیان

٢٥٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُرَى بَيَاضُ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِينَ حُلَّةً حَتّٰى يُرٰى مُخُّهَا، وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُولُ: ﴿كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ [الرحمن:٥٨] فَأَمَّا الْيَاقُوتُ فَإِنَّهُ حَجَرٌ لَوْ أَدْخَلْتَ فِيهِ سِلْكًا، ثُمَّ اسْتَصْفَيْتَهُ لَأُرِيتَهُ مِنْ وَرَائِهِ».

[2533] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں کی سفیدی ستر جوڑوں کے اندر سے نظر آئے گی حتی کہ اس کا مغز بھی دکھائی دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "گویا کہ وہ عورتیں یاقوت اور مرجان (مونگا) ہیں۔" (الرحمٰن 58:55) یاقوت ایک پتھر ہے اگر آپ اس میں دھاگا داخل کریں پھر اس یاقوت کو صاف کریں تو آپ کو اندر وہ دھاگا نظر آئے گا۔"

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

جناب ہناد کی سند سے بھی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔

٢٥٣٤- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عَبِيدَةَ بْنِ حُمَيْدٍ. وَهٰكَذَا رَوٰى

[2534] عمرو بن میمون، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی ان کا اپنا قول نقل کرتے ہیں اور نبی ﷺ کی طرف اس کی نسبت نہیں کرتے۔ میرے نزدیک موقوف روایت ہی زیادہ صحیح ہے۔ جریر اور

٢٥٣٣- [ضعيف] أخرجه هناد بن السري في الزهد، ح: ١١ عن عبيدة بن حميد به وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣٢ * عطاء بن السائب اختلط. ورواه أبو إسحاق عن عمرو بن ميمون به موقوفًا (عبدالرزاق: ١١/ ٤١٤، ح: ٢٠٨٦٧ وابن المبارك في الزهد: زوائد نعيم، ح: ٢٦٠) وسنده ضعيف. حديث هناد بن السري أخرجه أبو الشيخ في العظمة: ٣/ ١٠٨٢، ح: ٥٨٤ وأبو نعيم في صفة الجنة، ح: ٣٧٩ وهو في الزهد له، ح: ١١.

٢٥٣٤- [ضعيف] وهو في الزهد لهناد، ح: ١٠ وانظر الحديث السابق لعلته.

جَرِيرٌ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، وَلَمْ يَرْفَعُوهُ.

دوسرے بہت سے راوی عطاء بن سائب سے اسے موقوف بیان کرتے ہیں۔

[حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ أَصْحَابُ عَطَاءٍ وَهٰذَا أَصَحُّ].

امام صاحب کے استاد قتیبہ اوپر والی حدیث کی طرح موقوف روایت بیان کرتے ہیں، عطاء کے خصوصی شاگرد اسے مرفوعاً بیان نہیں کرتے اور یہ زیادہ صحیح صورت ہے۔

۲۵۳۵- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلٰى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا».

[2535] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ، چودھویں کے چاند کی روشنی جیسی صورتوں کا حامل ہوگا اور دوسرا گروہ آسمان میں چمکنے والے سب سے خوبصورت ستارے کی مانند (خوبصورت) ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر ستر جوڑے ہوں گے اور اس کی پنڈلی کا مغز ان کے پیچھے (باہر) سے نظر آئے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری سند سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ چودھویں کے چاند کی شکل وصورت میں ہوگا اور دوسرا گروہ آسمان میں چمکنے والے سب سے زیادہ خوبصورت ستارے کے رنگ والا ہوگا۔ ان میں سے ہر مرد کے لیے دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر ستر جوڑے ہوں گے، اس کی پنڈلی کا مغز ان کے پیچھے سے ظاہر ہو رہا ہوگا۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جنتیوں کی بیویاں انتہائی حسین وجمیل ہوں گی اور انھیں بیش قیمت لباس میسر ہوگا، دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے حسن و جمال کا یہ عالم ہوگا کہ اگر ان میں سے کوئی اس زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا روشن اور معطر ہو جائے، ان کا لباس اس قدر قیمتی ہے کہ صرف سر کی اوڑھنی دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بہتر اور زیادہ قیمتی ہے اور ہر جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی، درجات ومراتب کی رفعت وبلندی کے اعتبار سے ان سے زائد بیویاں بھی ہوں

۲۵۳۵- [صحیح لغیره] تقدم: ۲۵۲۲ وأخرجه أحمد: ۳/ ۱۶، أطراف المسند: ٦/ ۲۹۳ من حديث فضيل بن مرزوق به.

گی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، حدیث: 6796)

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جِمَاعِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ اہل جنت کے جماع کا بیان

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُعْطَى الْمُؤْمِنُ فِي الْجَنَّةِ قُوَّةَ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْجِمَاعِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَوَ يُطِيقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «يُعْطَى قُوَّةَ مِائَةٍ».

[2536] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو جنت میں اتنی اتنی بار جماع کرنے کی قوت دی جائے گی۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ اس کی طاقت رکھے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اس کو سو آدمیوں کی طاقت ملے گی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

اس مسئلے میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے، ہمارے علم میں یہ حدیث قتادہ سے صرف عمران قطان ہی بیان کرتا ہے۔

فائدہ: جنت کی ہر چیز لازوال ہے جس میں کمی کوتاہی یا کمزوری پیدا نہیں ہوگی، اس لیے جنت میں زن وشو کا تعلق قائم کرنے سے کمزوری اور سستی پیدا نہیں ہوگی، انسان کئی دفعہ اپنی بیوی کے پاس خوش وخرم اور چاق چوبند حالت میں جا سکے گا۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ٧)

باب: 7۔ اہل جنت کا بیان

٢٥٣٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا

[2537] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والے پہلے گروہ کی شکل وصورت، چودھویں کے چاند کی شکل وصورت جیسی ہو گی۔ نہ انھیں تھوک آئے گا، نہ ناک سے ریزش آئے گی

٢٥٣٦- [حسن لغيره] أخرجه البيهقي في البعث والنشور، ص: ٢٠٤، ح: ٤٠٢ من حديث أبي داود الطيالسي به وهو في مسنده، ح: ٢٠١٢ وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣٥ ☆ قتادة عنعن وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي في البعث والنشور والبزار (كشف الأستار): ٤/ ١٩٨، ح: ٣٥٢٦ وغيرهما ☆ وفي الباب عن زيد بن أرقم [أحمد: ٤/ ٣٦٧، ٣٧١].

٢٥٣٧- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح: ٣٢٤٥ من حديث ابن المبارك ومسلم، ح: ٢٨٣٤/ ١٧ من حديث معمر به.

يَبْصُقُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا مِنَ الذَّهَبِ، وَأَمْشَاطُهُمْ مِّنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِّنَ الْأُلُوَّةِ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ، قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُّسَبِّحُونَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا».

اور نہ پاخانہ آئے گا۔ جنت میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی، ان کا پسینہ کستوری ہوگا، اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ حسن و جمال کے سبب ان کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ ان میں نہ اختلاف ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں بغض و کینہ۔ سب ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَالْأُلُوَّةُ: هُوَ الْعُودُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور أُلُوَّة سے مراد عود ہے۔

فائدہ: جنت میں داخل ہونے والے افراد حسن و جمال کے پیکر ہوں گے اور جنت کی ہر غذا کثیف مادے سے پاک ایسی لطیف اور نورانی ہوگی کہ پیٹ میں اس کا کوئی فضلہ تیار نہیں ہوگا۔ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بس ایک ڈکار سے معدہ خالی ہو جائے گا اور کچھ پسینہ کی صورت میں نکل جائے گا اور پسینے میں بھی کستوری کی خوشبو ہوگی۔ برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھیاں سونے، چاندی کی ہوں گی۔ خوشبو سلگانے کے لیے انگیٹھی بھی خوشبودار لکڑی کی ہوگی، سانس کی صورت میں ہر دم تسبیح و تحمید کا ورد زبان سے رہے گا۔ ان کے دلوں میں کوئی حسد و بغض اور کینہ نہیں ہوگا۔

٢٥٣٨- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْءَ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ».

[2538] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر جنت کی کوئی چیز ناخن کے اٹھانے کے بقدر دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس سے آسمانوں اور زمین کے کنارے روشن اور مزین ہو جائیں اور اگر ایک جنتی آدمی جھانک لے اور اس کے کنگن نمایاں ہو جائیں تو وہ سورج کی روشنی کو مٹا دیں، جس طرح سورج کی روشنی ستاروں کی روشنی کو ختم کر دیتی ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَقَدْ رَوٰى

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس سند سے ہمارے علم میں صرف ابن لہیعہ ہی بیان کرتا

٢٥٣٨- أخرجه أحمد: ١/ ١٧١ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد لابن المبارك، ح: ٤١٦ وابن لهيعة صرح بالسماع في رواية حسن بن موسى (أحمد: ١/ ١٦٩) وتابعه ليث بن سعد (العلل للدارقطني: ٤/ ٣٣٥، ٣٣٦، ح: ٦٠٨) وللحديث شواهد.

يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، وَقَالَ: عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہے اور یحییٰ بن ایوب نے یہ حدیث یزید بن ابی حبیب کی سند سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کے واسطے سے نبی ﷺ سے بیان کی ہے (اس طرح یہ مرسل روایت ہے۔)

لغوی تشریح: خوافق: خافقة کی جمع ہے، جانب، طرف اور کنارے کو کہتے ہیں۔

فائدہ: جنت کی ہر چیز کا حسن و جمال انتہائی کمال کا حامل ہے اور اس قدر زیادہ ہے کہ اگر ناخن کے بقدر کسی چیز کا عکس زمین پر پڑ جائے تو وہ خوبصورت اور مزین نظر آنے لگے اور اس کے کنگنوں کی چمک دمک سورج کو شرما دے، اس کے سامنے سورج کا حسن ماند پڑ جائے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِيَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ٨)

باب: 8۔ اہل جنت کے کپڑوں کا بیان

٢٥٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ، وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ».

[2539] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ ڈاڑھی، مونچھ اور غیر ضروری بالوں کے بغیر ہوں گے، ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی، ان کی جوانی نہیں ڈھلے گی، اور ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى]: هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

لغوی تشریح: جرد: أجرد کی جمع ہے جس کے بال نہ ہوں، یعنی وہ بال جن کا نہ ہونا حسن و جمال کا باعث ہے۔ مرد: أمرد کی جمع ہے جس کی ڈاڑھی نہ ہو، بالکل نوجوان۔ کحلی: کحیل کی جمع ہے سرمئی آنکھوں والا، گویا اس نے سرمہ ڈالا ہوا ہے۔

فائدہ: جنت کی ہر چیز کو ثبات و دوام حاصل ہے، اس لیے کسی چیز میں تغیر اور تبدیلی نہیں ہوگی، نہ عمر ڈھلے گی، نہ جوانی ختم ہوگی اور نہ کپڑے بوسیدہ اور پرانے ہوں گے۔

٢٥٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ [الواقعة:٣٤] قَالَ: «ارْتِفَاعُهَا

[2540] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس آیت ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ ''اور اونچی نشست گاہوں میں'' کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ''وہ اس قدر بلند و بالا ہوں گی جتنا آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ ہے، یعنی پانچ سو سال۔''

٢٥٣٩- [حسن لغيره] أخرجه الدارمي، ح: ٢٨٢٩ عن محمد بن يزيد أبي هشام الرفاعي به وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم، ح: ٢٨٣٦ وغيرهما.

٢٥٤٠- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ من طريق آخر عن عمرو بن الحارث به ☆ دراج تقدم حاله: ٢٠٣٣ عن أبي الهيثم

لَكَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: [إِنَّ] مَعْنَاهُ: أَنَّ الْفُرُشَ فِي الدَّرَجَاتِ وَبَيْنَ الدَّرَجَاتِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں اسے صرف رشدین بن سعد بیان کرتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ فرش (بستر، بچھونے) درجات میں ہوں گے اور درجات کا درمیانی فاصلہ، آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ ثِمَارِ [أَهْلِ] الْجَنَّةِ (التحفة ٩)

باب:9۔ جنتیوں کے پھلوں کا بیان

٢٥٤١- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَذَكَرَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى قَالَ: «يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّ الْفَنَنِ مِنْهَا مِائَةَ سَنَةٍ، أَوْ يَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا مِائَةُ رَاكِبٍ - شَكَّ يَحْيٰى - فِيهَا فَرَاشُ الذَّهَبِ كَأَنَّ ثَمَرَهَا الْقِلَالُ».

[2541] سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کا تذکرہ سنا، آپ نے فرمایا: ''سوار اس کی شاخوں کے سائے تلے سو سال چل سکتا ہے یا اس کا سایہ سو سوار کے لیے ہے۔ یحییٰ راوی کو شک ہے۔ اس میں سونے کے پتنگے ہیں، اس کا پھل گویا مٹکے کے بقدر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

لغوی تشریح: فَنَن: کی جمع أفنان ہے، شاخیں۔ فَراش: فَرَاشَة کی جمع ہے آگ پر گرنے والے پتنگے۔ قِلَال: قُلّة کی جمع ہے، بڑا مٹکا۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَيْرِ الْجَنَّةِ (التحفة ١٠)

باب:10۔ جنت کے پرندوں کا بیان

٢٥٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

[2542] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

٢٥٤١- أخرجه الطبراني: ٢٤/ ٨٧، ٨٨، ح: ٢٣٤ من حديث يونس بن بكير به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٤٦٩ ووافقه الذهبي، محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند هناد بن السري في الزهد(١/ ٩٨ ح ١١٥).

٢٥٤٢- أخرجه أحمد: ٣/ ٢٣٦ من حديث محمد بن عبدالله . ابن أخي الزهري والنسائي في الكبرى، ح: ١١٧٠٣ من حديث »

ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا الْكَوْثَرُ؟ قَالَ: «ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيهِ اللهُ يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ فِيهِ طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ». قَالَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذِهِ لَنَاعِمَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا».

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے جنت میں عنایت فرمائی ہے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس نہر میں پرندے ہوں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں جتنی ہوں گی۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو بہت ہی عمدہ اور آسودہ ہوں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان کو کھانے والے ان سے زیادہ نرم و ملائم اور آسودہ ہوں گے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ]. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ. [وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ قَدْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور محمد بن عبداللہ بن مسلم، ابن شہاب زہری کا بھتیجا ہے اور عبداللہ بن مسلم، ابن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کرتا ہے۔

فائدہ: جن پرندوں کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کے بقدر ہوں گی، وہ خود کس قدر فربہ اور موٹے تازے ہوں گے۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ خَيْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ١١)

باب: 11۔ جنت کے گھوڑوں کا بیان

٢٥٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ خَيْلٍ؟ قَالَ: «إِنِ اللهُ أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ أَنْ تُحْمَلَ فِيهَا عَلَى فَرَسٍ مِّنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ

[2543] سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر اللہ نے تجھے جنت میں داخل کیا تو تم جب یہ چاہو گے کہ تمھیں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے، جو تمھیں جنت میں جہاں تم چاہو اڑا کر لے جائے، تو تم ایسا کر

◄◄ عبدالله بن مسلم بن شهاب به، ورواه الزهري (الحاكم: ٢/ ٥٣٧) وعبدالوهاب بن أبي بكر (أحمد: ٣/ ٢٣٦، ٢٣٧) عن عبدالله ابن مسلم به.

٢٥٤٣ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي في البعث والنشور، ح: ٤٣٦ من حديث عاصم بن علي به وتابعه يزيد بن هارون (أحمد: ٥/ ٣٥٢) وأبو داود الطيالسي، ح: ٨٠٦ والمسعودي اختلط وللحديث شواهد ضعيفة * حديث ابن المبارك في الزهد (زوائد نعيم، ح: ٢٧١).

تَطِيرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ إِلَّا فَعَلْتَ». قَالَ: وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ: فَلَمْ يَقُلْ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِصَاحِبِهِ، فَقَالَ: «إِنْ يُدْخِلْكَ اللهُ الْجَنَّةَ، يَكُنْ لَكَ فِيهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ».

سکو گے۔" اور آپ سے ایک آدمی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ تو آپ نے اسے اس کے ساتھی جیسا جواب نہیں دیا، فرمایا: "اگر اللہ تمھیں جنت میں داخل کرے گا تو تمھیں اس میں ہر وہ چیز ملے گی جو تمھارا جی چاہے گا اور تمھاری آنکھیں لذت حاصل کریں گی۔"

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ [بْنُ نَصْرٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الْمَسْعُودِيِّ.

اس کے ہم معنی ایک روایت جناب سوید بن نصر اپنی سند سے نبی ﷺ سے عبدالرحمٰن بن سابط سے (مرسلاً) بیان کرتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث سے یہ زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، لیکن یہ بات تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ وہاں تم جو چاہو گے، ملے گا۔

۲۵۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ الْأَحْمَسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَوْرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ الْخَيْلَ أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ أُتِيتَ بِفَرَسٍ مِّنْ يَاقُوتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ، ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ».

[2544] سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے گھوڑے پسند ہیں، کیا جنت میں گھوڑے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تجھے جنت میں داخل کیا گیا تو تجھے یاقوت کا دو پروں والا گھوڑا دیا جائے گا۔ تم اس پر سوار ہو گے، پھر وہ تمھیں جہاں چاہو گے، اڑا لے جائے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَلَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو سَوْرَةَ هُوَ ابْنُ أَخِي أَبِي أَيُّوبَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ جِدًّا [قَالَ:] وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: أَبُو سَوْرَةَ هٰذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ يَرْوِي مَنَاكِيرَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، لَا

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے منقول ہے۔ ابو سورہ ابوایوب کا بھتیجا ہے۔ حدیث کے سلسلے میں اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے بہت ہی ضعیف قرار دیا ہے۔ امام محمد بن اسماعیل کا قول ہے کہ ابو سورہ منکر الحدیث ہے۔

٢٥٤٤ـ [حسن لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ١٨٠، ح: ٤٠٧٥ من حديث أبي معاوية الضرير به ۞ واصل بن السائب ضعيف (تقريب) وكذا شيخه وله شاهد حسن عند البيهقي في البعث والنشور، ح: ٤٣٩ وقال الهيثمي: ١٠/ ٤١٣ والمنذري: ٤/ ٥٤ "رواه الطبراني ورجاله ثقات" وانظر الصحيحة للألباني، ح: ٣٠٠١.

يُتَابَعُ عَلَيْهِمَا.

ابوایوب سے منکر روایات بیان کرتا ہے، جن کی متابعت (تائید) موجود نہیں ہے۔

فائدہ: منکر الحدیث وہ ہے جو خود ضعیف ہو اور ثقہ کی مخالفت کرے، یا ضعیف ہو اور کوئی اس کا مؤید نہ ہو۔ وہ روایت اکیلا ہی بیان کرتا ہو۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي سِنِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ جنتیوں کی عمروں کا بیان

٢٥٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِينَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ أَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِينَ سَنَةً».

[2545] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنتی، جنت میں ڈاڑھی، مونچھوں اور جسم کے غیر ضروری بالوں کے بغیر سرمگیں آنکھوں کے ساتھ تیس یا تینتیس سال کی عمر میں داخل ہوں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَبَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ رَوَوْا هٰذَا عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَّلَمْ يُسْنِدُوهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ قتادہ کے بعض شاگردوں نے اس کو مرسلاً بیان کیا ہے، اس کو مسند (مرفوع) ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: جنتیوں کو جنت میں بھرپور جوانی ملے گی جس میں انسان کے تمام اعضاء قوی، مضبوط اور مکمل ہوں گے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَمْ صَفُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ (التحفة ١٣)

باب: 13۔ جنتیوں کی صفوں کا بیان

٢٥٤٦- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الطَّحَّانُ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ

[2546] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اس امت کی اسی صفیں ہیں اور باقی امتوں کی

٢٥٤٥- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٣ عن أبي داود الطيالسي به، قتادة عنعن، وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ٢٩٥، ٣٤٣، ٤١٥ وغيره.

٢٥٤٦- أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٧ من حديث ضرار بن مرة، وابن ماجه، ح: ٤٢٨٩ من حديث ابن بريدة به وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣٩ والحاكم: ١/ ٨١، ٨٢ على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ: ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ».

چالیس۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ. وَحَدِيثُ أَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ حَسَنٌ. وَأَبُو سِنَانٍ اسْمُهُ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ. وَأَبُو سِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ. وَأَبُو سِنَانٍ الشَّامِيُّ اسْمُهُ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْقَسْمَلِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث مرسلاً بیان کی ہے اور بعض نے مرفوعاً۔ ابوسنان کی یہ حدیث جو مرفوع ہے، حسن ہے اور ابو سنان کا نام ضرار بن مرہ ہے۔ ابوسنان شیبانی کا نام سعید بن سنان ہے اور یہ بصری ہے اور ابوسنان شامی کا نام عیسیٰ بن سنان ہے اور یہ قسملی ہے۔

فائدہ: آپ ﷺ کی نبوت عالم گیر اور دائمی ہے اور آپ کا معجزہ قرآن کی صورت میں دائمی ہے، اس لیے آپ کی امت تمام امتوں کی مجموعی تعداد سے بھی دگنی ہے، ساری امتیں ایک تہائی ہوں گی اور آپ کی امت دو تہائی ہوگی۔ آپ کو امید تھی کہ میری امت نصف تعداد کے برابر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امید سے بڑھ کر آپ کو عطا کر دیا۔

٢٥٤٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ مَا أَنْتُمْ فِي الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ

[2547] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً چالیس افراد نبی ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی اور مطمئن ہو کہ تم جنتیوں کا چوتھائی ہو؟'' حاضرین نے عرض کیا: ہاں، آپ نے فرمایا: ''کیا تم جنتیوں کا تہائی ہونے پر راضی ہو؟'' حاضرین نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم اہل جنت کا آدھا حصہ ہو؟ بلاشبہ جنت ایسا مقام ہے کہ اس میں مسلمان افراد ہی داخل ہوں گے، مشرکوں کے مقابلے میں تمھاری تعداد، ایک سفید بال کی طرح ہے جو سیاہ بالوں والے بیل کی کھال میں

٢٥٤٧- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح:٦٥٢٨ ومسلم، ح:٢٢١ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:٣٢٤ * وفي الباب عن عمران بن حصين [يأتي:٣١٦٨، ٣١٦٩]، وأبي سعيد الخدري [البخاري، ح:٦٥٣٠ ومسلم، ح:٢٢٢].

الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ».

ہو یا سیاہ بال کی طرح ہے جو سرخ بالوں والے بیل کی کھال میں ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عمران بن حصین اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے بھی روایات مروی ہیں۔

فائدہ: آپ کا مقصد یہ ہے کہ کافروں اور مشرکوں کی نسبت سے مسلمانوں کی تعداد انتہائی قلیل اور بہت تھوڑی ہے، اس لیے دوزخیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ (التحفة ١٤)

باب: 14۔ جنت کے دروازوں کا بیان

٢٥٤٨۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَابُ أُمَّتِي الَّذِي يَدْخُلُونَ مِنْهُ الْجَنَّةَ عَرْضُهُ مَسِيرَةُ الرَّاكِبِ الْمُجَوِّدِ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّهُمْ لَيُضْغَطُونَ عَلَيْهِ حَتّٰى تَكَادُ مَنَاكِبُهُمْ تَزُولُ».

[2548] سیدنا سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوں گے، اس کا عرض تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا، اس کے باوجود اس قدر بھیڑ اور دھکم پیل ہوگی، جس سے ان کے بازو اکھڑنے کا خطرہ ہوگا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. [قَالَ:] وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ، وَقَالَ: لِخَالِدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَنَاكِيرُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ میں نے امام محمد (بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انھیں اس کا علم نہ تھا، انھوں نے فرمایا: خالد بن ابی بکر سیدنا سالم بن عبداللہ سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ جنت کا بازار

٢٥٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا

[2549] سیدنا سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ان

٢٥٤٨۔ [ضعيف] أخرجه يعقوب بن سفيان الفارسي عن الفضل بن الصباح به (النهاية في الفتن. ٢/ ٢٦٥، ح: ١٢٨٢) ورواه أبو يعلى، ح: ٥٥٥٤ عن الفضل بن الصباح به * خالد بن أبي بكر فيه لين وعدّ الذهبي هذا الحديث من مناكيره.

٢٥٤٩۔ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة الجنة، ح: ٤٣٣٦ عن هشام بن عمار به واختلط فالسند معلل، ومع ذلك صححه ابن حبان (الإحسان): ٧٣٩٥.

هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَفِيهَا سُوقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ، ثُمَّ يُؤْذَنُ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمْعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُورُونَ رَبَّهُمْ وَيَبْرُزُ لَهُمْ عَرْشُهُ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ، فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ وَمَا فِيهِمْ مِّنْ دَنِيٍّ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ وَمَا يُرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا».

کی ملاقات سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں اکٹھا کر دے۔ اس پر سعید نے پوچھا: کیا اس میں بازار ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا: ''اہل جنت، جب اس میں داخل ہوں گے تو اپنے عملوں کی برتری اور اضافے کے مطابق اتریں گے، یعنی عملوں کے مطابق انھیں جگہ ملے گی، پھر انھیں دنیا کے ہفتہ بھر کے دنوں کے برابر دن میں اجازت دی جائے گی، سو وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے، اس کا عرش ان کے سامنے نمایاں (ظاہر) ہوگا اور وہ جنت میں باغیچوں میں سے ایک باغیچے میں انھیں نظر آئے گا اور ان کے لیے نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زبرجد (زمرد) کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر رکھے جائیں گے۔ اور ان میں سے کم تر درجے والے، جبکہ ان میں حقیر کوئی نہیں ہوگا، کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ منبر والے ان سے بہتر جگہ میں بیٹھے ہیں۔''

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ» [قَالَ:] «هَلْ تَتَمَارَوْنَ [فِي] رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قُلْنَا: لَا، قَالَ: «كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ، وَلَا يَبْقٰى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ مُحَاضَرَةً حَتّٰى يَقُولَ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ: يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ! أَتَذْكُرُ يَوْمَ قُلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيُذَكِّرُهُ بِبَعْضِ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي؟ فَيَقُولُ: بَلٰى فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغَتْ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهِ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِّنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، کیا تمھیں سورج اور چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں شک و شبہ ہوتا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''اسی طرح تم اپنے رب کے دیدار میں شک نہ کرو گے، اس مجلس میں کوئی فرد نہیں ہوگا مگر ہر ایک سے اللہ پوری طرح ہم کلام ہوگا، حتی کہ ان میں سے ایک آدمی سے فرمائے گا: اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا تجھے یاد ہے وہ دن جس میں تو نے فلاں فلاں بات کہی تھی، وہ اسے دنیا میں اس کی بعض بدعہدیاں (گناہ، جرائم) یاد

رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ، وَيَقُولُ رَبُّنَا [تَبَارَكَ وَتَعَالٰى]: قُومُوا إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِّنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ [فِيهِ] مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلٰى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ، فَيُحْمَلُ إِلَيْنَا مَا اشْتَهَيْنَا لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرٰى، وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا . قَالَ: فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقٰى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتّٰى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلٰى مَنَازِلِنَا فَتَتَلَقَّانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ لَكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَنَقُولُ: إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ، وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا».

دلائے گا، وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ فرمائے گا: کیوں نہیں، میری مغفرت کی وسعت و فراخی کی بنا پر ہی تو اپنی اس جگہ پہنچ سکا ہے (تجھے یہ مقام و مرتبہ ملا ہے)۔ وہ اس بات چیت میں ہوں گے کہ اوپر سے انھیں ایک بدلی ڈھانپ لے گی اور ان پر ایسی خوشبو برسائے گی کہ انھیں اس جیسی خوشبو والی کوئی چیز کبھی نہ ملی ہوگی اور اللہ فرمائے گا: اٹھو! میں نے تمھارے لیے جو شرف و عزت تیار کی ہے، اس کی طرف بڑھو، اور جو چیز چاہو لے لو، سو ہم ایک ایسے بازار میں پہنچیں گے جسے فرشتوں نے گھیرا ہوگا، اس میں ایسی چیزیں ہوں گی کہ ان جیسی آنکھوں نے دیکھی نہیں، کانوں نے سنی نہیں اور دلوں میں ان کا گزر نہیں ہوا، یعنی ان کا خیال اور تصور نہیں ہوا۔ جو ہم چاہیں گے ہمیں پیش کیا جائے گا، اس بازار میں خرید و فروخت نہیں ہوگی اور اس بازار میں جنتی آپس میں ملیں گے، ایک بلند مرتبہ آدمی آگے بڑھ کر اپنے سے کم مرتبہ کو ملے گا، اور ان میں حقیر کوئی نہیں ہوگا۔ اس پر اسے جو لباس نظر آئے گا وہ اسے بہت اچھا لگے گا، تو اس کی بات پوری نہیں ہوگی حتی کہ اسے اپنا لباس اس سے بھی خوبصورت لگے گا، اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں کسی کے لیے بھی اپنی کیفیت و حالت پر غم و حزن ممکن نہیں ہے، پھر ہم اپنے گھروں کو لوٹیں گے تو ہماری بیویاں ہمارا استقبال کریں گی، اور ہمیں خوش آمدید کہتے ہوئے کہیں گی: آپ کو اس سے زیادہ حسن و جمال ملا ہے جس پر آپ ہم سے جدا ہوئے تھے۔ تو ہم کہیں گے: آج ہم نے اپنے زور آور رب سے مجلس کی ہے اور ہم حق دار ہیں کہ اس حسن و جمال میں آئیں جو ہمیں دیا گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے،

إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [وَقَدْ رَوٰى سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا الْحَدِيثِ].

ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے اور سوید بن عمرو بھی اس حدیث کا کچھ حصہ اوزاعی سے بیان کرتا ہے۔

٢٥٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا مَّا فِيهَا شِرًى وَّلَا بَيْعٌ إِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَإِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُورَةً دَخَلَ فِيهَا».

[2550] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی، صرف مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہوں گی۔ جب آدمی کسی صورت کو پسند کرے گا، وہی اسے مل جائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (التحفة ١٦)

باب: 16۔ رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار

٢٥٥١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا - ثُمَّ قَرَأَ -: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾» [ق:٣٩].

[2551] سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں رات، چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''یقیناً تم اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور اس کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمھیں اس کے دیکھنے میں کوئی کشمکش نہیں کرنی پڑے گی اور کوئی زحمت نہیں ہوگی، پس اگر تم یہ کر سکو کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز (فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے کی نماز (عصر) کے مقابلے میں کوئی چیز (مشغلہ ومصروفیت) تم پر غالب نہ آئے تو لازماً ایسا کرو، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''اور اپنے رب کی حمد وتعریف کے ساتھ اس کی پاکی و

٢٥٥٠- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٦ عن أبي معاوية الضرير به، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ٢٥٧ وقال: "هذا حديث لا يصح" وهذا في الزهد لهناد، ح: ٩" ☆ عبدالرحمن بن إسحاق الواسطي: ضعيف مشهور.

٢٥٥١- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٣ من حديث وكيع والبخاري، ح: ٧٤٣٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

تقدیس بیان کرو، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے۔" (ق 50:39)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: لَا تُضَامُونَ: اگر تا پر پیش ہو اور میم مخفف ہو تو یہ "ضیم" سے ہوگا جس کے معنی ظلم و زیادتی ہیں، یعنی کوئی تکلیف اور مشقت نہیں اٹھانی پڑے گی، اور اگر تا پر زبر ہو اور میم پر شد ہو تو یہ [تَضَامَّ] سے ہوگا، یعنی ٹکراؤ یا رش نہیں ہوگا۔

فائدہ: دنیا میں جب کسی حسین و جمیل چیز کو دیکھنے کے لیے لاکھوں لوگ جمع ہو جائیں اور سب اس کو دیکھنے کے مشتاق ہوں تو ایسے موقعوں پر بڑی کشمکش اور بڑی زحمت ہوتی ہے اور اس کو اچھی طرح دیکھنا بھی مشکل ہوتا ہے، لیکن چاند کا معاملہ یہ ہے کہ اس کو مشرق و مغرب کے آدمی بغیر کسی ازدحام اور زحمت کے، پورے اطمینان سے بیک وقت دیکھ لیتے ہیں، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اس مثال سے سمجھایا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بیک وقت بے شمار جنتیوں کو نصیب ہوگا اور کسی کو کشاکش اور زحمت سے سابقہ نہیں پڑے گا، سب کی آنکھیں بڑے سکون و اطمینان سے دیدار الٰہی کی سعادت سے مشرف اور لطف اندوز ہوں گی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. آمین! اور آخر میں آپ نے فرمایا: اس نعمت کا مستحق بنانے میں فجر اور عصر کی نمازوں کا خاص اثر ہے، اس لیے ان کا ایسا اہتمام ہونا چاہیے کہ کوئی مشغلہ اور کوئی دلچسپی ان نمازوں کے وقت اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ [يونس:٢٦] قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، نَادٰى مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ مَوْعِدًا، قَالُوا أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ؟ قَالُوا: بَلٰى، فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ، قَالَ: فَوَاللهِ! مَا أَعْطَاهُمْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِّنَ النَّظَرِ إِلَيْهِ».

[2552] سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس 10:26) کے بارے میں فرمایا: "جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا: اللہ تعالیٰ کے ہاں تمھارے لیے ایک وعدہ ہے۔ وہ کہیں گے: کیا اس نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا، اور کیا اس نے ہمیں آگ سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ فرشتے کہیں گے: کیوں نہیں، (لیکن ابھی ایک وعدہ باقی ہے) تو اللہ تعالیٰ کے چہرے سے (نور کا) پردہ اٹھا دیا جائے گا۔" آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کوئی اور چیز انھیں عنایت نہیں فرمائی ہوگی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا أَسْنَدَهُ حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ وَرَفَعَهُ. وَرَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ ہی مسند اور مرفوع بیان کرتا ہے۔ سلیمان بن مغیرہ

٢٥٥٢- أخرجه مسلم، الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى، ح: ١٨١ من حديث عبدالرحمن ابن مهدي به وانظر، ح: ٣١٠٥.

[وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ] هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَوْلَهُ.

اور حماد بن زید نے اس حدیث کو ثابت بنانی سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی کے قول کی صورت میں بیان کیا ہے۔

فائدہ: جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر اعلیٰ اور عمدہ اور مسرت آمیز نعمت دیدارِ الٰہی ہے۔ باقی تمام نعمتیں اس کے مقابلے میں کم تر ہیں، کیونکہ وہ سب مخلوق ہیں اور دیدار کا تعلق خالق سے ہے اور مخلوق کا خالق سے کوئی مقابلہ یا موازنہ ممکن نہیں۔

(المعجم ١٧) [بَابٌ: مِّنْهُ تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: ﴿وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ...﴾] (التحفة ١٦)

باب: 17۔ اللہ کے فرمان ''اس دن چہرے تروتازہ ہوں گے'' کی تفسیر

٢٥٥٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَّمَنْ يَنْظُرُ إِلٰى جِنَانِهِ وَزَوْجَاتِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ، وَّأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلٰى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ * إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾» [القيامة: ٢٢، ٢٣].

[2553] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت میں سے کم تر درجے والا وہ شخص ہوگا جو اپنی جنتوں (باغات)، اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، خدمت گزاروں اور پلنگوں کو ایک ہزار سال کی مسافت سے دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک سب سے معزز اور محترم وہ ہوگا جو اس کا چہرہ صبح و شام دیکھے گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔'' (القيامة 75:22,23)

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا. وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا. وَرَوَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اسرائیل کی سند سے بہت سے راویوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کی ہے اور عبدالملک بن ابجر نے اسے ثویر سے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول قرار دیا ہے۔ اسی طرح عبیداللہ اشجعی کی سند کی رو سے بھی اسے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا گیا ہے۔ اس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف نہیں کی گئی۔

حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ثُوَيْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

جناب ابوکریب محمد بن علاء کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے مگر مرفوع نہیں ہے۔

٢٥٥٣ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٦٤ من حديث إسرائيل به وقال الذهبي في تلخيص المستدرك: ٢/ ٥٠٩ في ثوير بن أبي فاختة: واهي الحديث وقال الهيثمي: مجمع على ضعفه (مجمع الزوائد: ١٠/ ٤٠١) ※ حديث ابن أبجر رواه اللالكائي موقوفًا وأحمد: ٢/ ١٣ وغيره مرفوعًا ※ حديث عبيدالله الأشجعي يأتي بعده وانظر، ح: ٣٣٣٠.

٢٥٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ نُوحٍ الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟ وَتُضَامُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوٰى عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [وَحَدِيثُ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَحَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصَحُّ. وَهٰكَذَا رَوَاهُ سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ أَيْضًا.

[2554] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے کے لیے کشمکش اور مزاحمت کرنی پڑتی ہے؟ اور سورج کے دیکھنے میں دھکم پیل کرنی پڑتی ہے؟'' حاضرین نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''تو تم یقیناً اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہو، اس کے دیدار میں تمھیں کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آئے گی۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یحییٰ بن عیسیٰ رملی اور بہت سے راویوں نے اعمش کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے، لیکن عبداللہ بن ادریس نے اعمش ہی کی سند سے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، اور ابن ادریس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کو ابوصالح کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قرار دینا زیادہ صحیح ہے۔ ابو صالح کا بیٹا سہیل بھی اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس جیسی حدیث کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے اور وہ بھی صحیح ہے۔

(المعجم ١٨) بَابُ [مُحَاوَرَةِ الرَّبِّ أَهْلَ الْجَنَّةِ ...] (التحفة ١٨)

باب: 18۔ اللہ تعالیٰ کا اہلِ جنت سے گفتگو کرنا

٢٥٥٥۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

[2555] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اہل جنت سے پوچھے گا: اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر

٢٥٥٤۔ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٧٨ من حديث الأعمش ومسلم، ح: ٢٩٦٨ من حديث أبي صالح به.

٢٥٥٥۔ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٤٩ ومسلم، ح: ٢٨٢٩ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (رواية نعيم بن حماد وهو حسن الحديث)، ح: ٤٣٠.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوا: وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ أَبَدًا».

ہیں، تیری اطاعت کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: کیا تم راضی اور مطمئن ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم راضی کیوں نہ ہوں، جبکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عنایت فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ سو وہ فرمائے گا: میں تمھیں اس سے بھی بہتر دینا چاہتا ہوں۔ وہ عرض کریں گے: اس سے بہتر کون سی چیز ہو سکتی ہے؟ وہ فرمائے گا: میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں، اب میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ”اور اللہ کی رضا اور خوشنودی ہر چیز سے بڑھ کر ہے“ کیونکہ ہر سعادت اور فوز و فلاح کا دارومدار اللہ کی رضامندی پر ہے، اس لیے اہل جنت کے لیے سب سے افضل اور برتر چیز اللہ کی رضامندی ہے۔

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَائِي أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْغُرَفِ (التحفة ١٩)

باب: 19۔ اہل جنت کا بالا خانوں میں ایک دوسرے کو دیکھنا

٢٥٥٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ [ابْنُ الْمُبَارَكِ]: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ فِي الْغُرْفَةِ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الشَّرْقِيَّ أَوِ الْكَوْكَبَ الْغَرْبِيَّ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ - أَوِ الطَّالِعَ - فِي تَفَاضُلِ الدَّرَجَاتِ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أُولٰئِكَ النَّبِيُّونَ؟ قَالَ: «بَلٰى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! وَأَقْوَامٌ آمَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

[2556] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اہل جنت درجات و مراتب کے فرق و امتیاز کی وجہ سے ایک دوسرے کو بالا خانوں میں اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرقی ستارے یا مغربی ستارے کو افق (آسمانی کنارے) میں غروب یا طلوع ہوتا دیکھتے ہیں۔“ صحابۂ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ انبیاء ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور وہ لوگ ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔“

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٥٥٦ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٥ من حديث فليح به وهو في الزهد لابن المبارك (رواية نعيم)، ح: ٤١٨ وأخرجه البخاري، ح: ٣٢٥٦ ومسلم، ح: ٢٨٣١ من حديث أبي سعيد الخدري به.

فائدہ: آپ نے اہل جنت کے مراتب میں فرق و امتیاز کو سمجھانے کے لیے بتایا کہ بعض مومنوں کو اس قدر بلند و بالا محلات ملیں گے کہ نچلے درجے کے لوگ انھیں آسمانی ستاروں کی طرح بلند و بالا تصور کریں گے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُودِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ اہل جنت اور اہل جہنم کا اپنی اپنی جگہ ہمیشہ ہمیشہ رہنا

٢٥٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ: أَلَا يَتْبَعُ كُلُّ إِنْسَانٍ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيُمَثَّلُ لِصَاحِبِ الصَّلِيبِ صَلِيبُهُ، وَلِصَاحِبِ التَّصَاوِيرِ تَصَاوِيرُهُ، وَلِصَاحِبِ النَّارِ نَارُهُ، فَيَتْبَعُونَ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، وَيَبْقَى الْمُسْلِمُونَ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ: أَلَا تَتَّبِعُونَ النَّاسَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، اللهُ رَبُّنَا، وَهٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى نَرَى رَبَّنَا، وَهُوَ يَأْمُرُهُمْ وَيُثَبِّتُهُمْ»، قَالُوا: وَهَلْ نَرَاهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قَالُوا: لَا، يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ تِلْكَ السَّاعَةَ، ثُمَّ يَتَوَارٰى، ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُونِي، فَيَقُومُ الْمُسْلِمُونَ وَيُوضَعُ الصِّرَاطُ فَيَمُرُّ عَلَيْهِ مِثْلَ جِيَادِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ وَقَوْلُهُمْ عَلَيْهِ: سَلِّمْ سَلِّمْ، وَيَبْقَى أَهْلُ النَّارِ فَيُطْرَحُ مِنْهُمْ فِيهَا فَوْجٌ، فَيُقَالُ: هَلِ امْتَلَأْتِ، فَتَقُولُ: ﴿هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ [ق:٣٠] ثُمَّ يُطْرَحُ فِيهَا فَوْجٌ فَيُقَالُ: هَلِ امْتَلَأْتِ، فَتَقُولُ: ﴿هَلْ

[2557] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع فرمائے گا، پھر تمام کائنات کا رب ان پر اوپر سے جھانکے گا اور فرمائے گا: خبردار! ہر انسان اپنے معبود کے پیچھے چلے، سو صلیب پرستوں کے سامنے صلیب کی شکل و صورت اور بت پرستوں کے سامنے، ان کے بت اور آگ پرستوں کے سامنے ان کی آگ کی تصویر آ جائے گی، تو وہ جن کی عبادت کرتے تھے ان کے پیچھے ہو لیں گے، اور مسلمان باقی رہ جائیں گے، چنانچہ کائنات کا رب ان پر جھانکے گا اور فرمائے گا: تم لوگوں کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ (ان کے پیچھے کیوں نہیں گئے؟) وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ ہمارا رب ہے، اور یہی ہماری جگہ ہے، حتی کہ ہم اپنے رب کا دیدار کر لیں، اور وہی انھیں حکم دے گا اور ثابت قدمی بخشے گا۔'' حاضرین نے کہا: اور کیا ہم اس کو دیکھیں گے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کیا تم چودھویں رات کا پورا چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟'' حاضرین نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم بھی اس وقت اس کو دیکھتے ہوئے ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچاؤ گے۔ پھر وہ ان کی نظروں سے چھپ جائے گا، پھر وہ جھانکے گا اور انھیں اپنی شناخت

٢٥٥٧ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٨ والنسائي في الكبرى، ح: ١١٥٦٩ عن قتيبة به.

مِنْ مَّزِيدٍ﴾ حَتّٰى إِذَا أُوعِبُوا فِيهَا وَضَعَ الرَّحْمٰنُ قَدَمَهُ فِيهَا، وَأُزْوِيَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: قَطْ، قَالَتْ: قَطْ قَطْ، فَإِذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ [قَالَ]: أُتِيَ بِالْمَوْتِ مُلَبَّبًا فَيُوقَفُ عَلَى السُّورِ الَّذِي بَيْنَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ النَّارِ! فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ يَرْجُونَ الشَّفَاعَةَ، فَيُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَلِأَهْلِ النَّارِ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ: قَدْ عَرَفْنَاهُ هُوَ الْمَوْتُ الَّذِي وُكِّلَ بِنَا، فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ ذَبْحًا عَلَى السُّورِ [الَّذِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ]، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! خُلُودٌ لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ! خُلُودٌ لَا مَوْتَ».

(پہچان) کروائے گا، پھر فرمائے گا: میں ہی تمھارا رب ہوں، میرے پیچھے چلو، تو مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے، اور پل صراط رکھ دیا جائے گا، سو وہ اس پر تیز رفتار گھوڑوں اور عمدہ اونٹوں کی طرح (تیزی سے) گزریں گے، اور گزرتے ہوئے کہہ رہے ہوں گے: بچا، بچا، اور دوزخی رہ جائیں گے، ان میں سے ایک گروہ کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور پوچھا جائے گا: کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ کہے گی: کیا اور ہیں؟ پھر اس میں ایک اور گروہ ڈال دیا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تو پُر ہوگئی ہے؟ وہ کہے گی: کیا اور ہیں؟ حتی کہ جب سب گروہ اس میں ڈال دیے جائیں گے تو رحمٰن اس میں اپنا قدم رکھ دے گا اور اس کے بعض حصے کو بعض کی طرف سمیٹ دیا جائے گا، پھر پوچھے گا: بس۔ تو وہ کہے گی: بس بس۔ سو جب اللہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو آگ میں داخل کر دے گا تو موت کو کھینچتے ہوئے لایا جائے گا، اور اسے اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان دیوار پر کھڑا کر دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: اے جنتیو! تو وہ ڈرتے ڈرتے دیکھیں گے، پھر کہا جائے گا: اے دوزخیو! سو وہ خوش خوش، سفارش کی امید پر جھانکیں گے، تو اہل جنت اور اہل نار سے کہا جائے گا: کیا تم اس کو پہچان رہے ہو؟ تو یہ اور یہ دونوں قسم کے لوگ کہیں گے: ہم نے اسے پہچان لیا ہے، یہ موت ہے جسے ہم پر مسلط کیا گیا تھا، تو اس کو لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا، اس دیوار پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگی، پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت ہمیشگی ہے، موت نہیں، اور اے دوزخیو! ہمیشگی ہے، موت نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے بہت سی باتیں ثابت ہوتی ہیں: قیامت کے روز تمام انسانوں کو ایک ہموار اور وسیع میدان میں جمع کیا جائے گا۔ ② اللہ تمام انسانوں پر نظر دوڑا کر فرمائے گا: ہر انسان اپنے ان معبودوں کے ساتھ ہو جائے جن کی

وہ دنیا میں بندگی کرتا رہا ہے، مسلمانوں کے سوا تمام غیر اللہ کے پجاری، اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے۔ ③ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ایک ایسی شکل میں آ کر، جو ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نہیں ہوگی، فرمائے گا: تم لوگوں کی طرح اپنے معبود کے ساتھ کیوں نہیں گئے، چونکہ وہ اس شکل میں نہیں ہوگا جس میں وہ اللہ کو پہچان لیں گے، اس لیے وہ اس سے اللہ کی پناہ طلب کریں گے۔ ④ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خود ہی صبر وثبات اور استقامت بخشے گا۔ ⑤ تمام مسلمان اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ ⑥ پل صراط سے اپنے اپنے ایمان کی قوت اور طاقت کے مطابق مسلمان تیزی سے گزر جائیں گے۔ ⑦ جہنم کو بھرنے کے لیے اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا، اس کا قدم اس کی شان کے مطابق ہے، اس کی کیفیت وصورت کا جاننا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ ⑧ موت کو مینڈھے کی شکل میں، جنت اور دوزخ کی درمیانی دیوار پر کھڑا کر کے، اہل جنت اور اہل دوزخ سے اس کی شناخت کروائی جائے گی، اہل ایمان جنتیوں کو جب آواز پڑے گی تو وہ ڈرتے ڈرتے آئیں گے کہ کہیں موت کے منہ میں نہ چلے جائیں اور جنت سے محروم ہو جائیں اور دوزخی سفارش کی امید پر خوش خوش آئیں گے، شناخت کروانے کے بعد موت کو سب کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا تاکہ اہل جنت کی مسرت وشادمانی میں اضافہ ہو اور دوزخیوں کی حسرت وندامت بڑھ جائے۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْأَمْلَحِ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ، فَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ أَهْلُ النَّارِ».

[2558] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا، موت کو خاکستری (سیاہ وسفید رنگ کے) مینڈھے کی صورت میں لا کر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، پھر اسے ذبح کیا جائے گا جبکہ سب لوگ (جنتی اور دوزخی) اسے دیکھ رہے ہوں گے، سو اگر کوئی فرحت ومسرت سے مر سکتا تو جنتی مر جاتے، اور اگر کوئی غم وحزن سے مر سکتا تو دوزخی مر جاتے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].
وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ مِّثْلُ هٰذَا مَا يُذْكَرُ فِيهِ أَمْرُ الرُّؤْيَةِ: أَنَّ النَّاسَ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ، وَذِكْرُ الْقَدَمِ وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ. وَالْمَذْهَبُ فِي هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ ثُمَّ قَالُوا: تُرْوٰى هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ؟ وَهٰذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْوُوا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نبی ﷺ سے ایسی بہت ساری احادیث منقول ہیں جن میں اللہ عزوجل کو دیکھنے کا ذکر ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے، نیز قدم اور اس جیسی دوسری صفات (ہاتھ، چہرہ اور پنڈلی وغیرہ) کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں ائمہ کرام سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، ابن مبارک اور وکیع رحمہم اللہ وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ انھوں نے ان چیزوں کو بیان کیا ہے، پھر کہا ہے کہ ان احادیث کو بیان کیا جائے اور ہم ان پر ایمان لاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ

٢٥٥٨- [صحيح دون قوله فلو أن أحدا] * عطية العوفي وسفيان بن وكيع ضعيفان.

هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا يُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ، وَهٰذَا أَمْرُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَارُوهُ وَذَهَبُوا إِلَيْهِ. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ فِي الْحَدِيثِ: فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهُ يَعْنِي يَتَجَلّٰى لَهُمْ.

ان کی کیفیت وصورت کیسی ہے؟ محدثین نے بھی اسی موقف کو پسند کیا ہے کہ ان چیزوں کو بیان کیا جائے، ان پر ایمان رکھا جائے، ان کی تفسیر نہ کی جائے، نہ ان کے بارے میں کسی وہم کا شکار ہوا جائے اور نہ ان کی کیفیت دریافت کی جائے۔ یہی وہ بات ہے جسے اہل علم نے پسند کیا ہے اور قبول کیا ہے اور اس حدیث کے الفاظ [فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَه] کے معنی ہیں کہ ان کے سامنے ظاہر اور نمایاں ہوگا۔

فوائد و مسائل: (1) اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کے ہاتھ، قدم، پنڈلی، آنکھ، سمع اور بصر وغیرہ جن صفات کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے ان کو بغیر کسی تشبیہ و تکییف اور تاویل کے تسلیم کیا جائے، چونکہ اللہ عزوجل کی ذات کی حقیقت و کیفیت معلوم نہیں ہے، تو اس کی صفات کی حقیقت و کیفیت کو جاننا کیسے ممکن ہے، اس لیے اس کے بارے میں سوال بھی نہیں کیا جائے گا۔ (2) موت اگرچہ ہمارے اعتبار سے دنیا میں ایک عرض (غیر مرئی وغیر حسی) ہے جو کسی کے ساتھ ہی قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن آخرت میں جو حقائق کے عیاں ہونے کا محل ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے اس عرض کو جوہر بنانا بھی مشکل نہیں ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس لیے موت کا مینڈھے کا روپ دھارنا ایک حقیقت ہے، محض مثال یا تخیل نہیں ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ (التحفة ٢١)

باب: 21۔ جنت کو محنتوں، مشقتوں نے گھیرا ہوا ہے اور دوزخ کو خواہشات نے گھیرا ہے

٢٥٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ».

[2559] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کو تکالیف سے گھیرا گیا ہے اور دوزخ کو خواہشات نے گھیر رکھا ہے۔''

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: جنت میں وہی شخص جا سکتا ہے جو دین پر عمل پیرا ہو اور اس کی راہ کی محنتوں، تکلیفوں اور مشقتوں کو برداشت کر سکتا ہو اور دوزخ میں جانے کے لیے خواہشات نفس کے پیچھے جانا ہی کافی ہے۔ جنت میں جانے کے لیے حدود و قیود کی پابندی کرنی پڑتی ہے اور دوزخ کے لیے من مانی کرنا ہی کافی ہے۔

٢٥٥٩۔ أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب صفة الجنة، ح: ٢٨٢٢ من حديث حماد بن سلمة به.

٢٥٦٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ أَرْسَلَ جِبْرِيلَ إِلَى الْجَنَّةِ، فَقَالَ: انْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَجَاءَهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعَدَّ اللهُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ. فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خِفْتُ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ، قَالَ: اذْهَبْ إِلَى النَّارِ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا، فَإِذَا هِيَ يَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَرَجَعَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَرَجَعَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: فَوَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَنْجُوَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا».

[2560] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اسے دیکھو اور میں نے اہل جنت کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اسے ملاحظہ کرو۔ جبریل آئے، اسے اور اس میں اہل جنت کے لیے اللہ نے جو کچھ تیار کیا ہے، دیکھا اور واپس جا کر عرض کی: تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہونے کی خواہش کرے گا۔ پھر اللہ نے جنت کے بارے میں حکم دیا تو اسے تکالیف سے گھیر دیا گیا اور جبریل علیہ السلام سے فرمایا: دوبارہ جنت کی طرف جاؤ، اسے اور اس میں، میں نے اس کے اہل کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے دیکھو، وہ واپس جنت کی طرف آئے تو دیکھا کہ اسے تو تکالیف سے گھیرا جا چکا ہے۔ وہ اللہ کی طرف لوٹے اور عرض کی: تیری عزت کی قسم! مجھے خطرہ ہے کہ اس میں تو کوئی بھی داخل نہ ہو سکے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوزخ کی طرف جاؤ، اسے اور اس میں اس کے اہل کے لیے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے، دیکھو۔ دیکھا تو آگ کا ایک حصہ دوسرے پر چڑھائی کر رہا تھا، وہ اللہ کے پاس واپس آئے اور کہا: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں کوئی بھی سننے والا اس میں داخل نہیں ہونا چاہے گا۔ تو اللہ نے اس کے بارے میں حکم دیا، اسے خواہشات سے گھیر دیا گیا اور فرمایا: وہاں دوبارہ جاؤ، وہ آئے اور پھر آ کر کہا: تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے تو کوئی بھی بچ نہیں سکے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٥٦٠ـ أخرجه أبو داود، السنة، باب: في خلق الجنة والنار، ح: ٤٧٤٤ والنسائي: ٧/ ٣، ح: ٣٧٩٤ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٣٥١ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦، ٢٧ ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے جس حوصلہ، جرأت اور محنت و مشقت والی پابند زندگی گزارنے کی ضرورت ہے وہ ہر انسان کے بس کا روگ نہیں ہے اور دوزخ میں لے جانے والی خواہشات نفس کی اسیر اور پر تعیش زندگی، اس کا ہر انسان الا ماشاء اللہ شائق ہے۔ اور ایسی زندگی سے بچنا بڑا کٹھن اور محنت طلب کام ہے جو ہر ایک انسان کے بس میں نہیں۔ صرف ایمان ہی ایسی طاقت اور قوت ہے جو دوزخ والی زندگی سے بچا کر جنت والی زندگی گزارنے کی ہمت اور حوصلہ بخش سکتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل کے ذریعے سے اپنا ہدایت نامہ لوگوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے بچ جائیں اور جنت حاصل کر لیں۔

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَاجِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ (التحفة ٢٢)

باب: 22۔ جنت اور دوزخ کا باہمی جھگڑا

٢٥٦١۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ الْجَنَّةُ: يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ، وَقَالَتِ النَّارُ: يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ، فَقَالَ لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أَنْتَقِمُ بِكِ مِمَّنْ شِئْتُ، وَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ شِئْتُ».

[2561] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا، جنت نے کہا: میرے اندر کم تر حیثیت، کمزور لوگ اور مسکین داخل ہوں گے (میں ان کو عزت و رفعت بخشوں گی۔) آگ نے جواباً کہا: مجھ میں زور آور اور متکبر لوگ داخل ہوں گے (میں ان کا کبر و نخوت اور زور توڑ ڈالوں گی۔) تو اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جس سے چاہوں گا، انتقام لوں گا اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا، رحمت کروں گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جنت اللہ تعالیٰ کے جمال اور رحمت کا مظہر ہے اور یہی اس کا امتیاز اور خاصہ ہے اور دوزخ اللہ تعالیٰ کے جلال اور قہر کا مظہر ہے اور یہی اس کی خصوصیت ہے۔ اس لیے اپنے اپنے لحاظ سے دونوں میں امتیاز اور فضیلت موجود ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ مَا لِأَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْكَرَامَةِ (التحفة ٢٣)

باب: 23۔ کم تر درجے والے جنتی کی عزت و شرف

٢٥٦١۔ أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو به.

٢٥٦٢ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً الَّذِي لَهُ ثَمَانُونَ أَلْفَ خَادِمٍ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ زَوْجَةً وَتُنْصَبُ لَهُ قُبَّةٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ وَيَاقُوتٍ كَمَا بَيْنَ الْجَابِيَةِ إِلَى صَنْعَاءَ».

[2562] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت میں سے کم تر درجے والا شخص وہ ہوگا جس کو اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ملیں گی اور اس کے لیے جابیہ سے لے کر صنعاء کے فاصلے جتنا موتی، زمرد اور یاقوت سے تیار کردہ خیمہ نصب کیا جائے گا۔''

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرَدُّونَ بَنِي ثَلَاثِينَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا، وَكَذٰلِكَ أَهْلُ النَّارِ» وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ عَلَيْهِمُ التِّيجَانَ، إِنَّ أَدْنَى لُؤْلُؤَةٍ مِنْهَا لَتُضِيءُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ».

اور اسی سند سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جانے والا جو بھی کوئی چھوٹا یا بڑا فوت ہوتا ہے تو ان کو جنت میں تیس سال کا کر دیا جائے گا وہ اس سے کبھی نہیں بڑھیں گے اور دوزخیوں کی صورت بھی یہی ہوگی۔'' اور اسی سند سے ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کو تاج ملیں گے کہ ان کا کم تر حیثیت کا موتی، مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلے کو روشن کر دے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف رشدین بن سعد بیان کرتا ہے۔

٢٥٦٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِي».

[2563] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مومن جنت میں اولاد کا خواہشمند ہوگا، تو اس کی خواہش کے مطابق ایک گھڑی میں حمل، وضع حمل اور عمر کا مرحلہ طے ہو جائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هٰذَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِي الْجَنَّةِ جِمَاعٌ وَلَا يَكُونُ وَلَدٌ، هٰكَذَا يُرْوَى عَنْ طَاوُسٍ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے، بعض کا قول ہے: جنت میں ہمبستری ہوگی اور اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

٢٥٦٢ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ من حديث دراج به وانظر، ح: ٢٠٣٣ لعلته.

٢٥٦٣ـ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة الجنة، ح: ٤٣٣٨ عن محمد بن بشار به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٣٦١.

وَمُجَاهِدٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: إِذَا اشْتَهَى الْمُؤْمِنُ الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ فِي سَاعَةٍ كَمَا يَشْتَهِي وَلٰكِنْ لَا يَشْتَهِي. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا يَكُونُ لَهُمْ فِيهَا وَلَدٌ». وَأَبُو صِدِّيقٍ النَّاجِيُّ اسْمُهُ بَكْرُ بْنُ عَمْرٍو وَيُقَالُ: بَكْرُ بْنُ قَيْسٍ [أَيْضًا].

طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی کا یہی موقف ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں: اسحاق بن ابراہیم نبیٔ کریم ﷺ کی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: جب مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا تو ایک منٹ میں اس کی خواہش پوری ہو جائے گی لیکن وہ یہ خواہش ہی نہیں کرے گا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کا قول مروی ہے کہ ''اہل جنت کی، جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔'' اور ابوصدیق ناجی کا نام بکر بن عمرو ہے اور بکر بن قیس بھی کہا گیا ہے۔

(المعجم ٢٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ الْحُورِ الْعِينِ (التحفة ٢٤)

باب: 24۔ حوروں کی گفتگو

٢٥٦٤- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُورِ الْعِينِ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتٍ لَمْ يَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا [قَالَ:] يَقُلْنَ: نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ، وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ، وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ».

[2564] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں گورا رنگ، آہو چشم حوروں کا اجتماع ہوتا ہے اور وہ ایسی آواز بلند کرتی ہیں جو مخلوقات نے کبھی سنی نہیں، (انتہائی شیریں اور دل آویز ہوتی ہے) وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی فنا نہیں ہوں گی اور ہم ناز و نعمت میں پروردہ ہیں، کبھی احتیاج اور فقر سے دوچار نہیں ہوں گی اور ہم راضی خوش رہنے والی ہیں، کبھی ناراض نہیں ہوں گی، مبارک باد کا مستحق ہے وہ شخص جو ہمارے لیے ہے، اور ہم اس کے لیے ہیں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَنَسٍ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب ہے۔

٢٥٦٤- [ضعيف] تقدم: ٢٥٥٠ ﷺ وفي الباب عن أبي هريرة [جعفر الفريابي/ النهاية في الفتن والملاحم: ٢/ ٣٠١، ح: ١٦٢٥]، وأبي سعيد [لم أجده]، وأنس [البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ١٦].

٢٥٦٥- [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ﴾ [الروم:١٥] قَالَ: السَّمَاعُ، وَمَعْنَى السَّمَاعِ مِثْلُ مَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الْحُورَ الْعِينَ يَرْفَعْنَ بِأَصْوَاتِهِنَّ.

[2565] جناب یحییٰ بن ابی کثیر اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جنت کے باغ میں ان کی آؤ بھگت ہوگی'' کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد سماع ہے اور سماع کے معنی، مذکورہ حدیث کی طرح ہیں کہ حورعین، آواز بلند کرتی ہیں۔

فائدہ: یہ ایک بزرگ کی تفسیر ہے، اس کی تائید کسی صحیح حدیث سے نہیں ہوتی۔ اور مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ٢٥) [بَابٌ: أَحَادِيثُ فِي صِفَةِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ] (التحفة ٢٥)

باب: 25۔ وہ تین قسم کے لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے

٢٥٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ [عَبْدِ اللهِ] ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ - أُرَاهُ قَالَ: - يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبِطُهُمُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ: رَجُلٌ يُنَادِي [بِالصَّلَوَاتِ] الْخَمْسِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَرَجُلٌ يَؤُمُّ قَوْمًا وَهُمْ بِهِ رَاضُونَ، وَعَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ».

[2566] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ کستوری کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوں گے۔'' میرے خیال میں آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن، پہلے اور پچھلے لوگ ان پر رشک کریں گے: ایک وہ آدمی جو ہر دن، رات پانچ نمازوں کے لیے اذان کہتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جو کسی قوم کا امام ہو اور وہ اس پر مطمئن اور خوش ہوں۔ تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. وَأَبُو الْيَقْظَانِ اسْمُهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ قَيْسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہمارے علم میں اسے صرف سفیان ثوری ہی بیان کرتا ہے۔ اور ابو الیقظان کا نام عثمان بن عمیر ہے۔ اسے ابن قیس بھی کہا گیا ہے۔

٢٥٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مَنْصُورٍ،

[2567] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے اشخاص سے اللہ

٢٥٦٥۔ [صحيح الإسناد مقطوعًا].

٢٥٦٦۔ [ضعيف] تقدم: ١٩٨٦

٢٥٦٧۔ [حسن لغيره من حديث أبي ذر] أخرجه ابن الشجري في الأمالي: ١/٢١٦ والطبراني في الكبير: ١٠/٢٥٦، ح: ١٠٤٨٦ من حديث أبي كريب به وسنده ضعيف والحديث الآتي شاهد له.

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَرْفَعُهُ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُو كِتَابَ اللهِ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا، قَالَ: أُرَاهُ مِنْ شِمَالِهِ، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ أَصْحَابُهُ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ».

عزوجل محبت فرماتا ہے: ایک وہ آدمی جو رات کو اٹھ کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے، دوسرا وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے جسے وہ چھپاتا ہے۔" میرا خیال ہے انھوں نے یہ بھی فرمایا: "اپنے بائیں ہاتھ سے (چھپاتا ہے)۔ تیسرا وہ آدمی جو ایک چھوٹے لشکر میں تھا، اس کے ساتھی شکست کھا گئے مگر وہ دشمن کے سامنے ڈٹا رہا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ] غَيْرُ مَحْفُوظٍ. وَالصَّحِيحُ مَا رَوٰى شُعْبَةُ وَغَيْرُهُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ كَثِيرُ الْغَلَطِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور غیر محفوظ ہے۔ صحیح سند وہ ہے جس میں شعبہ وغیرہ منصور کی سند سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں اور ابوبکر بن عیاش بہت غلطیاں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کردہ تینوں امور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، اس لیے جو شخص یہ عمل اور کام سرانجام دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

٢٥٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ، فَأَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ فَرَجُلٌ أَتٰى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ، وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ، فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ. وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ، قَامَ رَجُلٌ يَتَمَلَّقُنِي

[2568] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگوں سے اللہ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے لوگوں سے اللہ بغض رکھتا ہے۔ وہ لوگ جن سے اللہ محبت کرتا ہے، ان میں ایک وہ ہے جو ایک قوم کے پاس آیا، اور ان سے اللہ کے نام پر مانگا، ان سے باہمی رشتہ داری کی بنا پر نہ مانگا، تو انھوں نے اسے محروم رکھا، لیکن ان کا ایک آدمی ان کے پیچھے رہ گیا اور اسے چپکے سے دے دیا، اس کے عطیے کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا وہ جس نے اسے دیا ہے۔ اور کچھ لوگ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ انھیں نیند اس چیز سے محبوب ہوگئی جو اس کے برابر قرار دی جا سکتی ہے تو وہ سب اپنے سر رکھ کر سو گئے مگر ایک آدمی

٢٥٦٨ـ [حسن لغيره] أخرجه النسائي: ٣/ ٢٠٧، ٢٠٨، ح: ١٦١٦، ٢٥٧١ عن محمد ابن المثنى به وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٥٦، ٢٥٦٤ وابن حبان، ح: ٨١٣، ١٦٠٢، ١٦٠٣ والحاكم: ٢/ ١١٣ ووافقه الذهبي وله شاهد عند ابن أبي شيبة: ٥/ ٣٠٢، ٣٠٣.

وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ. وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللهُ: الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ».

کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے اور عاجزی کرنے لگا اور میری آیات کی تلاوت کرنے لگا۔ اور ایک وہ آدمی جو کسی فوجی دستے کے ساتھ تھا، اس کی دشمن سے مڈبھیڑ ہوگئی اور وہ شکست کھا گئے مگر وہ سینہ تان کر آگے بڑھا، یہاں تک کہ شہید ہوگیا یا فتح حاصل کر لی، اور وہ تین آدمی جن سے اللہ بغض رکھتا ہے: بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور مالدار ظلم کرنے والا ہیں۔"

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ نَحْوَ هٰذَا. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ.

جناب محمود بن غیلان کی سند سے بھی اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ شیبان نے منصور سے اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ ابوبکر بن عیاش کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: وہ تین افراد جن سے اللہ محبت فرماتا ہے، انھوں نے اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے لیے محبوب عمل انجام دیا ہے اور اپنے ساتھیوں کا ساتھ دے کر اس کو نظرانداز نہیں کیا، اس لیے وہ ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ تین افراد جن سے اللہ ناراض ہے، انھوں نے عمل بد کا ارتکاب کیا ہے۔ جو ان جیسے لوگوں سے صادر نہیں ہونا چاہیے تھا، وہ کام ان کی حالت اور مقام کے منافی تھا اور وہ اس کے کرنے کے ضرورت مند نہ تھے۔

(المعجم ٢٦) [بَابُ حَدِيثِ: «يُوشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ»] (التحفة ٢٦)

باب: 26۔عنقریب دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ نمایاں کرے گا

٢٥٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ الْفُرَاتُ يَحْسِرُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا».

[2569] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک وقت آئے گا کہ فرات سونے کے ایک خزانے کو ظاہر کرے گا تو جو وہاں موجود ہو، اس سے کوئی چیز نہ لے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٥٦٩ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب خروج النار، ح: ٧١١٩ عن أبي سعيد الأشج ومسلم، ح: ٢٨٩٤/ ٣٠ من حديث عقبة ابن خالد به.

فائدہ: اس خزانے کے حصول کے لیے بہت بڑا فتنہ اور جنگ برپا ہوگی، سو میں سے ننانوے افراد قتل ہوں گے، اس لیے آپ نے اس سے کوئی چیز لینے سے منع فرمادیا۔

٢٥٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ».

[2570] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا حدیث اس فرق کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ اس میں کنز (خزانہ) کی جگہ جبل (پہاڑ) کا لفظ ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ جنت کی نہروں کا بیان

٢٥٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَاءِ، وَبَحْرَ الْعَسَلِ، وَبَحْرَ اللَّبَنِ، وَبَحْرَ الْخَمْرِ، ثُمَّ تُشَقَّقُ الْأَنْهَارُ بَعْدُ».

[2571] سیدنا حکیم بن معاویہ، اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں پانی کا دریا، شہد کا دریا، دودھ کا دریا اور شراب کا دریا ہوگا، پھر ان سے نہریں پھوٹیں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَحَكِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هُوَ وَالِدُ بَهْزِ [بْنِ حَكِيمٍ، وَالْجُرَيْرِيُّ يُكْنٰى أَبَا مَسْعُودٍ وَاسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حکیم بن معاویہ، بہز بن حکیم کا باپ ہے، جریری کی کنیت ابومسعود اور نام سعید بن ایاس ہے۔

فائدہ: جنت کی ان نہروں کی تفصیل پارہ نمبر: 26 سورۂ محمد (سورۂ قتال) میں بیان کی گئی ہے۔

٢٥٧٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

[2572] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان، اللہ سے تین دفعہ

٢٥٧٠- انظر الحديث السابق.

٢٥٧١- أخرجه أحمد: ٥/ ٥ عن يزيد بن هارون به وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٢٣ ورواه خالد بن عبدالله عن الجريري به وحديثه عنه قبل اختلاطه انظر لدليله: الكواكب النيرات، ص: ٣٦.

٢٥٧٢- أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة الجنة، ح: ٤٣٤٠ عن هناد به وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٣ والحاكم: ١/ ٥٣٥ والذهبي وله شواهد * قول أنس: رواه ابن حبان (الإحسان): ٢/ ١٧٨، ح: ١٠١٠ من حديث أبي إسحاق عن بريد عنه.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اللّٰهُمَّ! أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ النَّارُ: اللّٰهُمَّ! أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ».

جنت مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل فرمانا اور جو شخص تین دفعہ دوزخ سے پناہ چاہتا ہے تو آگ کہتی ہے: اے اللہ! اسے آگ سے پناہ دے۔"

[قَالَ:] هٰكَذَا رَوٰى يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَوْلَهُ [مَوْقُوفًا أَيْضًا].

یونس بن ابی اسحاق، اس حدیث کو ابو اسحاق سے برید بن ابی مریم کی سند سے مرفوعاً بیان کرتا ہے۔ اور یہ حدیث ابو اسحاق، برید بن ابی مریم کی سند سے، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں بھی بیان کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٣٧) أَبْوَابُ صِفَةِ جَهَنَّمَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣٣)

رسول اللہ ﷺ سے منقول جہنم کا بیان و کیفیت

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّارِ (التحفة ١)

باب: 1- آگ کی کیفیت کا بیان

٢٥٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ، عَنْ شَقِيقِ [بْنِ سَلَمَةَ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا».

[2573] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے، وہ اسے کھینچ رہے ہوں گے۔''

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَالثَّوْرِيُّ لَا يَرْفَعُهُ. حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت امام ثوری بھی (علاء بن خالد کی سند سے) بیان کرتے ہیں، لیکن وہ اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ جناب عبد بن حمید بھی اپنی سند سے علاء بن خالد سے اسی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کرتے ہیں، مگر مرفوع بیان نہیں کرتے۔

فائدہ: جہنم کو اپنی مخصوص جگہ سے محشر میں لوگوں کے سامنے لایا جائے گا، قرآن مجید میں ہے: ﴿وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ﴾ (الفجر 23:89) ''اس دن دوزخ کو لایا جائے گا۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اربوں فرشتے اسے اس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے تاکہ سب لوگ اس کا مشاہدہ کر لیں اور اس سے بچ جانے والوں کو پتہ چلے کہ وہ کس قدر وحشت ناک اور خوفناک جگہ سے نجات پا گئے ہیں اور دوزخیوں پر اسی وقت سے ہیبت اور خوف طاری ہو جائے۔

٢٥٧٣- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها، ح: ٢٨٤٢ عن عمر بن حفص به.

٢٥٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ».

[2574] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھ رہی ہوں گی اور دو کان سن رہے ہوں گے اور زبان بول رہی ہو گی۔ وہ کہے گی: تین قسم کے لوگ میرے سپرد کیے گئے ہیں، سرکش اور ظالم شخص۔ اور ہر وہ شخص جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارتا تھا۔ اور تصویر کشی کرنے والے۔“

[وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ]. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. [وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. وَرَوٰى أَشْعَثُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ بعض راویوں نے اس کو بواسطہ اعمش سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اشعث بن سوار نے بھی سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بواسطہ عطیہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

لغوی تشریح: جَبَّار: متمرد، سرکش۔ عَنِيد: ظالم، باغی، جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرنے والا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سرکشی و بغاوت اور دین کی جان بوجھ کر مخالفت اور شرک انتہائی قبیح اور گھناؤنے گناہ ہیں، اسی طرح تصویر کشی انتہائی سنگین جرم ہے اور ان افعال کے مرتکب لوگوں کو سب کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے آگ کے حوالے کیا جائے گا۔ اور ان کے لیے خصوصی طور پر آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دیکھنے والی دو آنکھیں، سننے والے دو کان اور بولنے والی زبان ہو گی جو بول بول کر ان کی نشان دہی کرے گی۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ قَعْرِ جَهَنَّمَ (التحفة ٢)

باب: 2۔ جہنم کی گہرائی کا بیان

٢٥٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلٰى مِنْبَرِنَا هٰذَا، مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

[2575] جناب حسن بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاں بصرے میں برسر منبر بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے گا، وہ اس میں ستر سال تک گرتا چلا جائے گا اور

٢٥٧٤- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٦ من حديث عبدالعزيز به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند أحمد: ٦/ ١١٠ وغيره ❀ وفي الباب عن أبي سعيد [أحمد: ٣/ ٤٠].

٢٥٧٥- [صحيح لغيره] أخرجه مسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٧ من طريق آخر عن عتبة به مطولاً.

الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ لَتُلْقَى مِنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ فَتَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ عَامًا مَا تُفْضِي إِلَى قَرَارِهَا». قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ النَّارِ، فَإِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ، وَإِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ، وَإِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيدٌ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] لَا نَعْرِفُ لِلْحَسَنِ سَمَاعًا عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، وَإِنَّمَا قَدِمَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ الْبَصْرَةَ فِي زَمَنِ عُمَرَ، وَوُلِدَ الْحَسَنُ لِسَنَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ.

اس کی گہرائی اور پیندے تک نہیں پہنچ سکے گا۔" اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جہنم کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرو، بلاشبہ اس کی گرمی اور تپش بڑی سخت اور اس کا پیندہ بہت دور اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق جناب حسن کو سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے سننے کا موقع نہیں ملا، کیونکہ سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بصرے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی آئے تھے اور حسن بصری سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح مسلم (حدیث: 7435) میں ایک دوسری سند سے موجود ہے، اس لیے صحیح ہے۔ اوپر سے اگر کوئی بھاری اور وزنی چیز نیچے پھینکی جائے تو وہ بڑی تیزی سے بہت جلد نیچے آ گرتی ہے، لیکن جہنم کی گہرائی اتنی زیادہ مسافت رکھتی ہے کہ ایک بھاری پتھر بھی ستر سال تک نیچے گرتا رہے تو بھی جہنم کے پیندے تک نہیں پہنچ سکے گا۔ غور کریں کہ اس میں جانے والوں پر کیا گزرے گی۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا. (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین)

٢٥٧٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الصَّعُودُ جَبَلٌ مِّنْ نَّارٍ يُتَصَعَّدُ فِيهِ الْكَافِرُ سَبْعِينَ خَرِيفًا وَيَهْوِي فِيهِ كَذٰلِكَ أَبَدًا».

[2576] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے جس میں کافر کو ستر سال تک اوپر چڑھایا جائے گا اور اتنا ہی عرصہ نیچے گرتا رہے گا اور یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں صرف ابن لہیعہ ہی اسے مرفوع بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي عِظَمِ أَهْلِ النَّارِ (التحفة ٢)

باب:3۔ دوزخیوں کی جسامت

٢٥٧٧ـ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ:

[2577] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ

٢٥٧٦ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ عن الحسن بن موسى به وسيأتي: ٣١٦٤، ٣٣٢٦ ☆ انظر، ح: ٢٠٣٣ لحال دراج، ورواه عمرو بن الحارث عن دراج به ابن حبان (الإحسان): ٧٤٢٤، والحاكم: ٢/ ٥٠٧، ٥٣٤، ٤/ ٥٩٦ وصححه ووافقه الذهبي.

٢٥٧٧ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٦١٠ من حديث عبيدالله بن موسى به وصححه ابن حبان، ◄◄

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ غِلَظَ جِلْدِ الْكَافِرِ اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا، وَإِنَّ ضِرْسَهُ مِثْلُ أُحُدٍ، وَإِنَّ مَجْلِسَهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ».

نے فرمایا: ''کافر کی کھال بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی، اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی درمیانی مسافت کے بقدر ہوگی۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ.

اَعمش کی یہ حدیث حسن غریب، صحیح ہے۔

٢٥٧٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي جَدِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ وَصَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفَخِذُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ مِّثْلُ الرَّبَذَةِ».

[2578] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کے بقدر ہوگی اور آگ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی جیسے کہ مدینہ سے رَبذہ کا مقام ہے۔''

قَوْلُهُ مِثْلُ الرَّبَذَةِ يَعْنِي بِهِ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَالرَّبَذَةِ. وَالْبَيْضَاءُ: جَبَلٌ مِّثْلُ أُحُدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

مِثْلُ رَبَذَہ سے مراد مدینہ سے ربذہ کی مسافت ہے اور بیضاء، احد کے برابر پہاڑ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: تمام کافروں کا کفر اور برے اعمال برابر نہیں ہیں، اس لیے ان کے اعضاء کی مقدار اور جسامت بھی برابر نہیں ہو گی، روایات کا اختلاف، اختلافِ کفر واعمال پر مبنی ہے۔

٢٥٧٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ: «ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ».

[2579] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَأَبُو حَازِمٍ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور

◄ ح: ٢٦١٦ والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٥٩٥ ووافقه الذهبي ※ الأعمش مدلس وعنعن وانظر، ح: ٢٥٧٩ وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٢٨، ٣٣٤ وغيره انظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ١١٠٥.

٢٥٧٨ـ انظر الحديث السابق ※ محمد بن عمار هو ابن حفص بن عمر بن سعد القرظ: "حسن الحديث".

٢٥٧٩ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ٢٨٥١ من طريق آخر عن أبي حازم به.

هُوَ الْأَشْجَعِيُّ، وَاسْمُهُ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْأَشْجَعِيَّةِ.

ابو حازم، اشجعی ہے، اس کا نام سلمان ہے اور وہ عزہ اشجعیہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

فائدہ: آخرت ایک الگ اور مستقل جہان ہے۔ اس کے قوانین اور پیمانے الگ ہیں، ان کو اس دار فانی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کافروں کے جثے اور جسامت کا اس قدر بڑا اور بھاری ہونا کسی حیرت وتعجب کا باعث نہیں ہے۔ اس لیے کسی قسم کا انکار اور تکذیب درست نہیں ہے۔

٢٥٨٠۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْكَافِرَ لَيَسْحَبُ لِسَانَهُ الْفَرْسَخَ وَالْفَرْسَخَيْنِ يَتَوَطَّأُهُ النَّاسُ».

[2580] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ کافر اپنی زبان ایک فرسخ اور دو فرسخ تک (زمین پر) گھسیٹتا ہوگا اور لوگ اسے روندتے ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالْفَضْلُ بْنُ يَزِيدَ كُوفِيٌّ قَدْ رَوٰى عَنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ. وَأَبُو الْمُخَارِقِ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ فضل بن یزید کوفی راوی ہے، اس سے بہت سے ائمہ روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابو مخارق کوئی زیادہ معروف (جانا پہچانا) راوی نہیں ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ أَهْلِ النَّارِ (التحفة ٥)

باب: 4۔ دوزخیوں کے مشروبات کا بیان

٢٥٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ [الكهف:٢٩] قَالَ: «كَعَكَرِ الزَّيْتِ، فَإِذَا قَرَّبَهُ إِلٰى وَجْهِهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ».

[2581] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان [كَالْمُهْلِ] کی تفسیر میں فرمایا: ”تیل کی تلچھٹ کی طرح، جب اسے دوزخی اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے چہرے کی کھال، اس میں گر جائے گی۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ وَرِشْدِينُ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں صرف رشدین بن سعد کی روایت ہی سے آئی ہے اور

٢٥٨٠۔ [ضعيف] * أبو المخارق مجهول (تقريب) وأخرج أحمد: ٢/ ٩٢ وعبد بن حميد بإسناد عن أبي العجلان المحاربي عن ابن عمر به وأبو العجلان مجهول أيضًا.

٢٥٨١۔ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٠ من حديث دراج به، وانظر، ح: ٢٠٣٣.

مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

رشدین پر اس کے حافظے کے سبب جرح کی گئی ہے۔

٢٥٨٢۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيمُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلِتَ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ، ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ».

[2582] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (الحمیم) کی تفسیر میں فرمایا: ”گرم، کھولتا ہوا پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا اور وہ کھولتا پانی اندر سرایت کرتا ہوا دوزخی کے پیٹ تک پہنچ جائے گا اور اس کے پیٹ کی ہر چیز کو کاٹ ڈالے گا، حتی کہ وہ اس کے دونوں قدموں سے، یعنی دبر سے نکل جائے گا۔ یہی صَھر (پگھلانا) ہے، پھر ہر چیز کو پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔“

[وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ يُكْنَى أَبَا شُجَاعٍ وَهُوَ مِصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ]. وَابْنُ حُجَيْرَةَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُجَيْرَةَ الْمِصْرِيُّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

سعید بن یزید کی کنیت ابوشجاع ہے اور یہ مصری راوی ہے۔ اس سے لیث بن سعد روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ابن حجیرہ سے مراد عبدالرحمٰن بن حجیرہ مصری ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن، غریب، صحیح ہے۔

٢٥٨٣۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ * يَتَجَرَّعُهُ﴾ [إبراهيم: ١٦، ١٧] قَالَ: «يُقَرَّبُ إِلَى فِيهِ فَيَكْرَهُهُ، فَإِذَا أُدْنِيَ مِنْهُ شَوَى وَجْهَهُ وَوَقَعَتْ فَرْوَةُ رَأْسِهِ، فَإِذَا شَرِبَهُ قَطَّعَ أَمْعَاءَهُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ دُبُرِهِ. يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ﴾ [محمد: ١٥]، وَيَقُولُ: ﴿وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَآءٍ

[2583] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ ﴿وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ ...... ﴾ (إبراهيم 14: 16، 17) کی تفسیر میں نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں ”اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا اور وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیے گا۔“ آپ نے فرمایا: ”اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا۔ سو جب اسے مزید قریب کیا جائے گا تو وہ اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر جائے گی۔ جب وہ اسے پیے گا تو اس کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا، حتی کہ وہ اس کی دبر سے نکل جائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”انھیں کھولتا

٢٥٨٢ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧٤ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم)، ح: ٣١٣ وصححه الحاكم: ٢/ ٣٨٧ ووافقه الذهبي * أبو السمح دراج ضعيف.

٢٥٨٣ـ [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٦٣ عن سويد بن نصر، وأحمد: ٥/ ٢٨٥ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم، ح: ٣١٤) وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٥١ ووافقه الذهبي * عبيدالله بن بسر جهله الحافظ ابن حجر وغيره.

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ [الكهف:٢٩].

پانی پلایا جائے گا جوان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔'' (محمد 15:47) اور اللہ کا فرمان ہے: ''اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انھیں پیپ جیسا پانی ملے گا، جو چہروں کو بھون ڈالے گا، بہت برا ہے مشروب، اور کتنی بری ہے آرام گاہ۔'' (الکهف 29:18)

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ [وَ]هٰكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ، وَلَا يُعْرَفُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. وَقَدْ رَوٰى صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ لَهُ أَخٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُخْتُهُ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدِيثَ أَبِي أُمَامَةَ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ أَخَا عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، امام محمد بن اسماعیل بخاری نے عبیداللہ بن بسر سے اسی طرح بیان کیا ہے اور عبیداللہ بن بسر صرف اسی روایت میں پہچانے جاتے ہیں اور صفوان بن عمرو نے نبی علیہ السلام کے صحابی عبداللہ بن بسر سے اور حدیث بیان کی ہے۔ اور عبداللہ بن بسر کا ایک بھائی ہے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور اس کی بہن کو بھی نبی ﷺ سے سماع حاصل ہے۔ اور صفوان بن عمرو جس عبیداللہ بن بسر سے ابوامامہ کی حدیث بیان کرتے ہیں، ممکن ہے وہ عبداللہ بن بسر کا بھائی ہو۔

٢٥٨٤ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿كَالْمُهْلِ﴾ قَالَ: «كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَإِذَا قُرِّبَ إِلَيْهِ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهِ فِيهِ».

[2584] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ﴿كَالْمُهْلِ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''تیل کی تلچھٹ کی طرح، جب اسے اس کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔''

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَسُرَادِقُ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ، كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ [مِثْلُ] مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ سَنَةً». وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ يُهَرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَأَنْتَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا».

نیز اسی سند سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ کے سُرادق، چار دیواریں ہیں، اور ہر دیوار کی کثافت (موٹائی) چالیس سال چلنے کی مسافت کے برابر ہے۔'' اسی سند سے نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''اگر غساق (پیپ) کا ایک ڈول، دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔''

٢٥٨٤ـ [ضعيف] تقدم: ٢٥٨١ .

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ. وَفِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ مَقَالٌ [وَقَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَمَعْنٰى قَوْلِهِ: «كِثَفُ كُلِّ جِدَارٍ»: يَعْنِي غِلَظَهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم یہ حدیث صرف رشدین بن سعد کی روایت سے جانتے ہیں، اور اس پر اس کے حافظے کے سبب سے جرح کی گئی ہے، اور آپ کے فرمان [کِثَفُ کُلِّ جِدَارٍ] کے معنی اس کی موٹائی ہے۔

لغوی تشریح: سرادق: ہر وہ چیز جو گھیر لے، دیوار ہو یا قنات وخیمہ۔ غساق: دوزخیوں کا دھوون، ان کا کچ لہو اور پیپ، یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں دوزخیوں کے عذاب کے سلسلے میں آئے ہیں۔

٢٥٨٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران:١٠٢] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلٰى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ، فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامُهُ».

[2585] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمھاری موت اطاعت وفرماں برداری ہی کی حالت میں آنی چاہیے۔'' (آل عمران 102:3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی معیشت تباہ ہو جائے، تو جن لوگوں کا یہ کھانا ہوگا، ان کی کیا حالت ہوگی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① [حَقَّ تُقَاتِهِ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت وجلالت اس کی خالقیت وربوبیت اور اس کی مالکیت وملکیت کا لحاظ رکھتے ہوئے، مقدور بھر، یعنی اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق اس کی حدود کی پابندی کی جائے اور چونکہ یہ علم نہیں ہے کہ موت کب اور کس حالت میں آ جائے گی، اس لیے ہر وقت اور ہر حالت میں اس کی اطاعت وفرماں برداری کی جائے تاکہ مسلمان ہونے کی حالت میں موت آئے۔ ② زقوم کی توضیح خود قرآن مجید میں سورۂ صافات آیت: 62 تا 65 میں کر دی گئی ہے، مقصد یہ ہے کہ زقوم اس قدر گندی اور زہریلی چیز ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ ہماری اس دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا کی تمام چیزیں اس کی بدبو اور گندگی سے متاثر ہو جائیں اور ہمارے کھانے کی تمام اشیاء خراب ہو جائیں، اس لیے غور وفکر کیجیے اور سوچیے، جن لوگوں کو یہ زقوم کھانا پڑے گا، ان پر کیا گزرے گی۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ طَعَامِ أَهْلِ النَّارِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ دوزخیوں کے کھانے کا بیان

٢٥٨٥۔ أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة النار، ح: ٤٣٢٥ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٤٢٧، والحاكم: ٢/ ٢٩٤، ٤٥١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وهو في مسند أبي داود الطيالسي (٢٦٤٣).

٢٥٨٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا قُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُلْقَى عَلَى أَهْلِ النَّارِ الْجُوعُ فَيَعْدِلُ مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيعٍ، لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ، فَيَسْتَغِيثُونَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُونَ بِطَعَامٍ ذِي غُصَّةٍ، فَيَذْكُرُونَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُجِيزُونَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيثُونَ بِالشَّرَابِ فَيُدْفَعُ إِلَيْهِمُ الْحَمِيمُ بِكَلَالِيبِ الْحَدِيدِ فَإِذَا دَنَتْ مِنْ وُّجُوهِهِمْ شَوَتْ وُجُوهَهُمْ، فَإِذَا دَخَلَتْ بُطُونَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِي بُطُونِهِمْ، فَيَقُولُونَ: ادْعُوا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ، فَيَقُولُونَ: ﴿أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ [غافر:٥٠] قَالَ: فَيَقُولُونَ: ادْعُوا مَالِكًا، فَيَقُولُونَ: ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ قَالَ: فَيُجِيبُهُمْ: ﴿إِنَّكُمْ مَا كِثُونَ﴾ [الزخرف:٧٧] قَالَ الْأَعْمَشُ: نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ، وَبَيْنَ إِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ، قَالَ: فَيَقُولُونَ: ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدَ خَيْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ، فَيَقُولُونَ: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ * رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ قَالَ: فَيُجِيبُهُمْ: ﴿اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ [المؤمنون: ١٠٦-١٠٨] قَالَ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَئِسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَّعِنْدَ

[2586] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں کو بھوک میں مبتلا کیا جائے گا تو وہ جس دکھ اور عذاب میں ہوں گے تو یہ بھوک بھی اسی عذاب کے برابر تکلیف دہ ہوگی۔ وہ فریاد کریں گے تو انھیں کھانے کو خار دار جھاڑی ملے گی جو نہ موٹا کرے گی اور نہ بھوک سے کوئی فائدہ دے گی۔ وہ پھر کھانے کی فریاد کریں گے تو انھیں ایسا کھانا ملے گا جو گلے میں اٹکنے والا ہوگا، سو وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں وہ اٹکنے والے لقموں کو پانی سے اتار لیا کرتے تھے، اس لیے وہ پانی کی فریاد کریں گے تو انھیں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو لوہے کے کنڈوں سے ان کی طرف دھکیلا جائے گا، جب وہ ان کے چہروں کے قریب ہو جائے گا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔ اور جب ان کے پیٹوں کے اندر جائے گا تو ان کے پیٹوں کے اندر کی ہر چیز کو کاٹ ڈالے گا، اس وقت کہیں گے کہ دوزخ کے داروغوں کو پکارو۔ وہ جواب دیں گے: ''کیا تمھارے پاس تمھارے رسول کھلے دلائل اور نشانیاں لے کر نہیں آتے رہے، دوزخی کہیں گے: کیوں نہیں، داروغے کہیں گے: سو پکارو اور کافروں کی پکار رائیگاں ہوگی۔'' (المؤمن 50:40) اس پر دوزخی کہیں گے: مالک (داروغۂ جہنم) کو پکارو، چنانچہ وہ کہیں گے: ''اے مالک! تیرا رب ہم پر موت ہی طاری کر دے، ہمارا کام چکا دے۔'' وہ جواب دے گا: ''تمھیں ہمیشہ رہنا ہے۔'' (الزخرف 77:43) اعمش بیان کرتے ہیں، مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کی پکار اور مالک کے انھیں جواب دینے کا درمیانی عرصہ ہزار سال ہے۔ آپ نے فرمایا: ''سو

٢٥٨٦ـ [ضعيف] أخرجه البيهقي في البعث والنشور، ح: ٦٠٠ من حديث عاصم بن يوسف به ☆ الأعمش عنعن وقال أحمد: الأعمش لم يسمع من شمر بن عطية (المراسيل لابن أبي حاتم، ص٨٢) وله شاهد ضعيف عند ابن جرير الطبري في تفسيره (النهاية، ح: ١١٠٥).

ذٰلِكَ يَأْخُذُونَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ».

وہ کہیں گے: اپنے رب کو پکارو، کیونکہ تمھارے رب سے بہتر کوئی نہیں تو کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے رب! ہمیں اس آگ سے نکال، اگر ہم پھر پہلے سے کام کریں تو ہم واقعی ظالم ہوں گے۔'' اس پر اللہ تعالیٰ انھیں جواب دے گا: ''ذلیل وخوار ہوکر اس میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' (المؤمنون 23:106-108) اس پر وہ ہر قسم کی خیر وبھلائی سے ناامید ہو جائیں گے، تب وہ گدھے کی طرح ہینگنے لگیں گے، حسرت و ندامت میں مبتلا ہوں گے، ہلاکت وتباہی سے دوچار ہوں گے۔''

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَالنَّاسُ لَا يَرْفَعُونَ هٰذَا الْحَدِيثَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] إِنَّمَا رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَوْلُهُ وَلَيْسَ بِمَرْفُوعٍ وَقُطْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) کہتے ہیں: عام راوی اس کو مرفوعاً بیان نہیں کرتے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعمش نے اپنی سند سے اسے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے، یہ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اعمش کا شاگرد قطبہ بن عبدالعزیز (جس نے اسے مرفوعاً بیان کیا ہے) محدثین کے نزدیک ثقہ (قابل اعتماد) ہے۔

لغوی تشریح: کلالیب: کلوب کی جمع ہے، یعنی لوہے کے کنڈے اور ایسی سلاخوں کو بھی کہتے ہیں جن پر گوشت بھونا جاتا ہے۔ ضلال: رائیگاں، ضائع، کیونکہ وہ قبول نہیں ہوگی، انھیں اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ لَا تُكَلِّمُون: عذاب کے دور کرنے اور اٹھانے کے سلسلے میں گفتگو نہ کرو۔ خزنة: خازن کی جمع ہے، داروغہ، دربان۔ ضريع: کانٹوں والی ایک جھاڑی ہے جس کی تلخی ایلوے سے زیادہ، بدبو مردار سے بڑھ کر، اور گرمی آگ سے شدید ہوگی۔ (تحفة الأحوذي: 261/7) ذی غصة: گلے میں پھنس جانے والا۔ غُصَص: غصة کی جمع ہے، گلے میں پھنس جانے والے نوالے یا لقمے جو نہ نیچے اتریں اور نہ باہر نکلیں۔

٢٥٨٧ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي شُجَاعٍ، عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ﴿وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ﴾ [المؤمنون:١٠٤]

[2587] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔'' (المؤمنون 23:104) کی تفسیر میں فرمایا: ''آگ اس کو بدشکل بنا دے گی، جلا دے گی جس سے اس

٢٥٨٧ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٨ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم)، ح: ٢٩٢ وصححه الحاكم: ٢/ ٣٩٥ وحسنه البغوي في شرح السنة: ١٥/ ٢٥٢ ❁ دراج أبو السمح تقدم: ٢٥٨٢ وغيره.

قَالَ: تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتّٰى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ، وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ».

کا اوپر والا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر، اس کی ناف پر لگے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو الْهَيْثَمِ اسْمُهُ سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدٍ الْعُتْوَارِيُّ، وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ابوالہیثم کا نام سلیمان بن عمرو بن عبد عتواری ہے۔ وہ یتیم ہونے کے باعث، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھا۔

فائدہ: دوزخ کی آگ دوزخیوں کی شکل جلا کر بگاڑ دے گی جس سے وہ انتہائی بدشکل اور ڈراؤنے روپ دھار لیں گے۔

(المعجم ٦) [بَابٌ: فِي بُعْدِ قَعْرِ جَهَنَّمَ] (التحفة ٦)

باب:6۔ جہنم کی گہرائی کا فاصلہ

٢٥٨٨ ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَنَّ رَصَاصَةً مِّثْلَ هٰذِهِ، وَأَشَارَ إِلٰى مِثْلِ الْجُمْجُمَةِ، أُرْسِلَتْ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهِيَ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ لَّبَلَغَتِ الْأَرْضَ قَبْلَ اللَّيْلِ، وَلَوْ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ مِنْ رَأْسِ السِّلْسِلَةِ لَسَارَتْ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ أَصْلَهَا أَوْ قَعْرَهَا».

[2588] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سیسہ کا اتنا سا گولا۔ اور آپ نے سر کی کھوپڑی جیسی چیز کی طرف اشارہ فرمایا۔ آسمان سے زمین کی طرف (صبح کے وقت) چھوڑ دیا جائے جس کی مسافت پانچ سو سال ہے، تو وہ رات سے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا اور اگر اس گولے کو (جہنم میں لٹکنے والے) زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو وہ جہنم کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال دن، رات چلتا رہے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ صَحِيحٌ [وَسَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ مِصْرِيٌّ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن صحیح ہے۔ اور سعید بن یزید مصری راوی ہے اور اس سے لیث بن سعد اور بہت سے ائمہ نے روایت کیا ہے۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ نَارَكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ (التحفة ٧)

باب:7۔ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے

٢٥٨٨ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٧ من حديث عبدالله بن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم)، ح: ٢٩٠ وصححه الحاكم: ٣/ ٤٣٨، ٤٣٩ ووافقه الذهبي ﷺ دراج ضعيف على الراجح.

٢٥٨٩۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي يُوقِدُ بَنُو آدَمَ جُزْءٌ وَاحِدٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ حَرِّ جَهَنَّمَ» قَالُوا: وَاللهِ! إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ هُوَ أَخُو وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ وَهْبٌ.

[2589] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری یہ آگ جسے بنو آدم روشن کرتے اور جلاتے ہیں، جہنم کی حرارت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' حاضرین نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! یہی آگ کافی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ دوزخ کی آگ انہتر درجے بڑھا دی گئی ہے اور ہر درجے کی حرارت دنیا کی آگ کی حرارت کے برابر ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ہمام بن منبہ، وہب بن منبہ کا بھائی ہے۔ اور وہب ہمام سے روایت کرتا ہے۔

فائدہ: دنیا میں آگ کی مختلف اقسام ہیں جن کا درجہ حرارت ایک دوسرے سے کم وبیش ہے، مثلاً: گھاس پھوس کی آگ سے لکڑی کی آگ کی حرارت زیادہ ہے اور لکڑی کی آگ سے کوئلے کی آگ کی حرارت بہت زیادہ ہے۔ یہی صورت سوئی گیس اور بجلی کی حرارت کی ہے اور انتہائی مہلک قسم کے بموں کی آگ انتہائی زیادہ ہے اور دوزخ کی آگ کی حرارت ان سب سے بڑھ کر ہے اور عام آگ کے مقابلے میں انہتر درجے زیادہ ہے۔ حدیث سے آپ کا اصل مقصد دوزخ کی آگ سے بچنے کی فکر پر ابھارنا ہے۔

(المعجم ٨) بَابٌ: مِّنْهُ [فِي صِفَةِ النَّارِ أَنَّهَا سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ] (التحفة ٨)

باب: 8۔ دوزخ کی آگ سیاہ تاریک ہے

٢٥٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَارُكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ، لِكُلِّ جُزْءٍ مِّنْهَا حَرُّهَا».

[2590] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، ہر حصے کی حرارت، دنیا کی آگ کی حرارت کے برابر ہے۔''

٢٥٨٩۔ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها، ح: ٢٨٤٣ من حديث معمر به وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ١٢.

٢٥٩٠۔ [صحيح لغيره] أخرجه البزار (النهاية في الفتن والملاحم: ٢/ ١٥٢، ح: ١٠٣٦) وأبو يعلى، ح: ١٣٣٤ من حديث عبيدالله بن موسى به وله شواهد كثيرة منها الحديث السابق.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوسعید کی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٥٩١۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ [هُوَ ابْنُ بَهْدَلَةَ]، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ».

[2591] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اسے مزید ہزار سال تک روشن کیا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی، سو وہ سیاہ تاریک ہے۔''

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ [بْنُ الْمُبَارَكِ] عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَوْ رَجُلٍ آخَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هٰذَا مَوْقُوفٌ أَصَحُّ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَفَعَهُ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شَرِيكٍ.

جناب سوید بن نصر اپنی سند سے اس کے ہم معنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث زیادہ صحیح ہے اور میرے علم کے مطابق اسے یحییٰ بن ابی بکیر ہی نے مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (ان کے اپنے فرمان کے طور پر) یہ بات ثابت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''کیا تم اسے اپنی (دنیوی) آگ کی طرح سرخ خیال کرتے ہو، بلاشبہ وہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔'' (الموطا للإمام مالك، حديث: 1805) امام باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت حکماً مرفوع ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَيْنِ وَمَا ذُكِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ (التحفة ٩)

باب: 9۔ آگ کا دو سانس لینے کا بیان اور یہ کہ اہل توحید دوزخ سے نکال لیے جائیں گے

٢٥٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ

[2592] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ نے اپنے رب کے حضور شکایت

٢٥٩١۔ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة النار، ح: ٤٣٢٠ عن عباس بن محمد الدوري به شريك مدلس وعنعن وقال أبو هريرة رضي الله عنه: "أترونها حمراء كناركم هذه؟ لهي أسود من القار والقار الزفت" أخرجه مالك: ٢/ ٩٩٤ بإسناد صحيح عنه وحكمه الرفع كما قال الباجي، وللحديث شواهد.

٢٥٩٢۔ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب صفة النار، ح: ٤٣١٩ من حديث الأعمش به وتابعه عاصم بن بهدلة عند الدارمي: ٢/ ٣٤٠، ح: ٢٨٤٩ وغيره وروى البخاري، ح: ٥٣٧ ومسلم، ح: ٦١٧ من حديث أبي هريرة به.

الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا وَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ: نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ. فَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيرٌ، وَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُومٌ».

کی، اور عرض کیا کہ میرے بعض نے بعض کو کھا لیا ہے۔ اس پر اللہ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ سردی میں اس کا سانس انتہائی ٹھنڈا اور موسم گرما کا سانس بہت جھلس دینے والا ہوتا ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. وَالْمُفَضَّلُ بْنُ صَالِحٍ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِذَاكَ الْحَافِظِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے منقول ہے اور مفضل بن صالح محدثین کے نزدیک کچھ زیادہ حافظ نہیں ہے۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ ہر چیز کو قوت گویائی عنایت فرما سکتا ہے، قیامت کے دن انسان کے اعضاء و جوارح اور زمین بھی انسانی اعمال کے بارے میں بتائے گی، اس لیے آگ کے بولنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ ② آگ کا ایک حصہ ناری ہے اور ایک حصہ زمہریری، یعنی یخ بستہ ہے۔ ایک طبقہ گرمی میں سانس لیتا ہے اور ایک سردی میں۔ یہ گرمی اور سردی کا باطنی ذریعہ ہے اور ظاہری ذریعہ سورج ہے۔ ہمارے مشاہدے میں ظاہری ذریعہ آتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے باطنی ذریعے سے آگاہ فرمایا ہے۔ اور باطنی ذریعہ رسول ہی بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے، اس لیے ہمارے لیے اس کی پوری کیفیت کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔

٢٥٩٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ - قَالَ هِشَامٌ: «يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ» وَقَالَ شُعْبَةُ: «أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ - مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً، أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ [مِنَ الْخَيْرِ] مَا يَزِنُ بُرَّةً، أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً».

[2593] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آگ سے نکلے گا یا آگ سے نکال لو جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور اس کے دل میں جَو کے برابر خیر اور نیکی ہے۔ آگ سے نکال لو جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر خیر اور بھلائی ہے، آگ سے نکال لو جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر نیکی ہے۔"

٢٥٩٣- أخرجه البخاري، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، ح:٤٤ ومسلم، ح:١٩٣/ ٣٢٥ من حديث هشام به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح:١٩٦٦ ❊ وفي الباب عن جابر [البخاري، ح:٦٥٥٨ ومسلم، ح:١٩١ وأحمد:٣/ ٣٢٥]، وأبي سعيد [يأتي:٢٥٩٨]، وعمران بن حصين [يأتي:٢٦٠٠].

وَقَالَ شُعْبَةُ: مَا يَزِنُ ذُرَةً مُخَفَّفَةً. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ [وَأَبِي سَعِيدٍ] وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام شعبہ نے [ذُرَة] میں را کو مخفف پڑھا، یعنی جوار کے دانے کے برابر۔ اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوسعید اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کہنے سے مراد، دین اسلام قبول کرنا اور اس کا دل کی گہرائی سے اقرار کرنا ہے۔ اس لیے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ رکھتے ہیں، اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر، یعنی ایمان ہے، جیسا کہ بخاری شریف (حدیث: 44) میں خیر کی جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے، تو ایسے لوگ آخر کار ملائکہ، انبیاء اور مومنوں کی سفارش کے نتیجے میں اور اللہ کی رحمت و مغفرت کے سبب دوزخ سے نکال لیے جائیں گے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ کلمۂ اسلام پڑھنے کے باوجود اپنے کرتوتوں اور بداعمالیوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

٢٥٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ مُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ: أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ».

[2594] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا: آگ سے نکال لو جس نے کسی دن میں مجھے یاد کیا ہو، یا کسی مقام پر مجھ سے خوف زدہ ہوا ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(المعجم ١٠) بَابٌ: مِّنْهُ [قِصَّةُ آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا...] (التحفة ١٠)

باب: 10۔ آگ سے سب سے آخر میں نکلنے والے کا واقعہ

٢٥٩٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي

[2595] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آگ سے سب سے آخر میں نکلنے والے کے بارے میں خوب جانتا ہوں، ایک آدمی

٢٥٩٤ـ [ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد الزهد، ص: ٣٦٩، ح: ٢١٦٢ من حديث مبارك بن فضالة به وصرح بالسماع في رواية مؤمل بن إسماعيل لكن مؤمل هذا سيء الحفظ فلا يحتج بزيادته التحديث لاسيما مع مخالفته لأبي داود الطيالسي. انظر التفصيل في ظلال الجنة للألباني، ح: ٨٣٣.

٢٥٩٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب آخر أهل النار خروجًا، ح: ١٨٦ من حديث أبي معاوية والبخاري، ح: ٦٥٧١ من حديث ابراهيم النخعي به.

لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ. قَالَ: «فَيُقَالُ لَهُ: انْطَلِقْ إِلَى الْجَنَّةِ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ»، قَالَ: «فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ» قَالَ: «فَيُقَالُ لَهُ: أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ» قَالَ: «فَيَتَمَنَّى، فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ الَّذِي تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا» قَالَ: «فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

ہو گا جو آگ سے سرین کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! لوگ اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اسے کہا جائے گا: جنت کی طرف چل اور جنت میں داخل ہو جا۔" آپ نے فرمایا: "سو وہ داخل ہونے کے لیے جائے گا تو وہ لوگوں کو پائے گا کہ وہ اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں، اس پر وہ واپس آ جائے گا اور عرض کرے گا: اے میرے آقا! لوگ اپنی اپنی جگہ لے چکے ہیں تو اسے کہا جائے گا: کیا تجھے وہ وقت یاد ہے جس میں تو دنیا میں تھا؟ وہ کہے گا: ہاں، تو اسے کہا جائے گا: آرزو کر۔ وہ آرزو کرے گا تو اسے کہا جائے گا: تیرے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تو نے آرزو کی اور دنیا کا دس گنا بھی۔" آپ نے فرمایا: "وہ کہے گا: تو بادشاہ ہو کر میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔" سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① [اَلَّذِي كُنْتَ فِيهِ] سے مراد یا تو عذابِ دوزخ ہے کہ جہنم کے حالات اور کیفیت تجھے یاد ہے، یا دنیوی زندگی کے احوال مراد ہیں۔ ② اور یہ ایک طویل حدیث کا مختصر حصہ ہے جس میں اس آدمی کے بار بار وعدہ خلافی اور بدعہدی کا تذکرہ ہے۔ اور جب وہ جنت بھری ہوئی دیکھے گا اور اسے دنیا سے دس گنا ملنے کا کہا جائے گا تو وہ حیرت و تعجب سے کہے گا: اس بھری جنت میں میرے لیے دنیا سے دس گنا کہاں؟ پھر دنیوی انداز گفتگو سے کہے گا: کہیں میرے ساتھ، اے اللہ! تو ہنسی مذاق تو نہیں کر رہا۔ جب جنت میں سب سے آخر میں جانے والے شخص کو دنیا سے دس گنا ملنا ہے تو سب سے پہلے جانے والے کو کس قدر ملے گا، اس کو بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

٢٥٩٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ

[2596] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں دوزخ سے سب سے آخر میں نکلنے والے اور جنت میں سب کے بعد داخل ہونے والے شخص کو خوب

٢٥٩٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ح: ١٩٠ من حديث أبي معاوية الضرير به.

خُرُوجًا مِّنَ النَّارِ وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ، يُؤْتَى بِرَجُلٍ، فَيَقُولُ: سَلُوا عَنْ صِغَارِ ذُنُوبِهِ وَأَخْبِؤُوا كِبَارَهَا، فَيُقَالُ لَهُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً، قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! لَقَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ مَا أَرَاهَا هَاهُنَا»، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

جانتا ہوں، ایک آدمی کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرو اور اس کے بڑے گناہوں کو مخفی رکھو، اس سے کہا جائے گا: تو نے فلاں فلاں عمل فلاں فلاں دن کیا تھا، تو نے فلاں فلاں عمل، فلاں فلاں دن کیا تھا، (اور وہ اعتراف کرے گا) تو اسے کہا جائے گا: تیرے لیے ہر بدی کی جگہ نیکی ہے۔'' فرمایا: ''وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے بہت سے کام ایسے کیے ہیں جو مجھے یہاں نظر نہیں آ رہے۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر ہنستے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت کا کوئی کنارہ نہیں اور اس کو کسی قاعدے اور ضابطے کا پابند نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾ وہ جو چاہے کر سکتا ہے، اس لیے وہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

٢٥٩٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعَذَّبُ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ حَتَّى يَكُونُوا فِيهَا حُمَمًا، ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ فَيُخْرَجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. قَالَ: فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حُمَالَةِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ».

[2597] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل توحید میں سے کچھ لوگوں کو دوزخ کا عذاب دیا جائے گا، حتی کہ وہ اس میں کوئلہ بن جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر پڑ جائے گی تو انھیں نکال لیا جائے گا اور انھیں جنت کے دروازوں پر ڈال دیا جائے گا۔ اس پر جنتی ان پر پانی چھڑکیں گے جس سے وہ اس طرح نشوونما پائیں گے جیسے سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اگتا ہے، پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔

لغوی تشریح: حُمَمٌ: حُمَمَةٌ کی جمع ہے، کوئلہ۔ ایک کو حُمَمَة کہتے ہیں۔ غثاء: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے سیلاب اٹھاتا ہے، یہاں مراد دانہ یا بیج ہے۔ حمالة السيل: خس و خاشاک اور مٹی جس کو سیلاب اٹھاتا ہے، جس میں دانہ بہت جلد پھلتا

٢٥٩٧ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩١ عن أبي معاوية الضرير به وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وأحمد: ٣/ ٣٢٥، ٣٣٠، ٣٧٩ وغيرهم.

پھولتا اور نشوونما پاتا ہے۔

فائدہ: اہل توحید میں سے جو لوگ دوزخ میں جائیں گے اور اپنے گناہوں کی پاداش میں عذاب سے دوچار ہوں گے، وہ آگ سے جل بھن کر کوئلے کی طرح سیاہ کوئلہ بن جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجے میں ان کو جنت کے دروازوں پر ڈالا جائے گا تاکہ اہل جنت ان پر آب حیات کا چھڑکاؤ کریں اور وہ انتہائی تیزی اور جلدی کے ساتھ نشوونما پا کر جنت میں داخل ہو سکیں۔

٢٥٩٨ـ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيمَانِ» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ شَكَّ فَلْيَقْرَأْ ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ [النسآء: ٤٠].

[2598] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے ہر وہ شخص نکل آئے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔'' ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر کسی کو شک ہو تو وہ فرمان باری پڑھ لے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم (حق تلفی) نہیں کرے گا۔'' (النسآء 40:4)

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جب اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی کی حق تلفی نہیں کرتا تو ضروری ہے کہ انسان کا ایمان اس کے لیے نفع بخش ہو، چنانچہ وہ ایک نہ ایک دن، اس کے نتیجے میں دوزخ سے نکل کر جنت میں آ جائے گا، کیونکہ جس طرح کفر و شرک کا محل دوزخ ہے اسی طرح ایمان کا محل جنت ہے۔ مگر اہل توحید کو اس امید پر کہ بالآخر نجات تو ہو ہی جائے گی، گناہوں میں پڑنے کی ہرگز جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ سب امور اللہ عزوجل کی مشیت اور ارادے سے متعلق ہیں۔ اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو معافی مل جائے گی ورنہ چھٹکارا محال ہے، اس لیے کسی بھی صاحب ایمان کو کبھی بھی نافرمانی اور گناہ کی جرأت نہیں کرنی چاہیے۔

٢٥٩٩ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَنْعُمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ رَجُلَيْنِ مِمَّنْ دَخَلَا النَّارَ اشْتَدَّ صِيَاحُهُمَا فَقَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَخْرِجُوهُمَا، فَلَمَّا أُخْرِجَا، قَالَ لَهُمَا: لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَدَّ صِيَاحُكُمَا؟ قَالَا: فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَرْحَمَنَا، قَالَ: رَحْمَتِي

[2599] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ میں پڑنے والے دو آدمی بہت چلائیں گے، تو رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: ان دونوں کو نکالو، جب وہ نکال لیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: تم کیوں اتنی زیادہ چیخ پکار کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے یہ کام اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے۔ اللہ فرمائے گا: میری تم پر رحمت یہی ہے کہ جاؤ

٢٥٩٨ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة ○ إلى ربها ناظرة﴾، ح: ٧٤٣٩ من حديث زيد ابن أسلم به مطولاً وهو في مصنف عبدالرزاق: ٢٠٨٥٧.

٢٥٩٩ـ [ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤٣٦٣ من حديث ابن المبارك به ※ رشدين وابن أنعم: ضعيفان.

لَكُمَا أَنْ تَنْطَلِقَا فَتُلْقِيَا أَنْفُسَكُمَا حَيْثُ كُنْتُمَا مِنَ النَّارِ، فَيَنْطَلِقَانِ، فَيُلْقِي أَحَدُهُمَا نَفْسَهُ فَيَجْعَلُهَا عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا، وَيَقُومُ الْآخَرُ فَلَا يُلْقِي نَفْسَهُ، فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُلْقِيَ نَفْسَكَ كَمَا أَلْقَى صَاحِبُكَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تُعِيدَنِي فِيهَا بَعْدَ مَا أَخْرَجْتَنِي، فَيَقُولُ لَهُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: لَكَ رَجَاؤُكَ فَيَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ جَمِيعًا بِرَحْمَةِ اللهِ».

اور اپنے آپ کو وہیں ڈال دو جہاں آگ میں تم دونوں تھے، سو وہ چل پڑیں گے، پس ان میں سے ایک اپنے آپ کو آگ میں ڈال دے گا، اور اللہ آگ کو اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دے گا، اور دوسرا کھڑا رہے گا اپنے آپ کو (آگ میں) نہیں ڈالے گا۔ اس پر رب عزوجل اس سے فرمائے گا: تو نے اپنے آپ کو اپنے ساتھی کی طرح (آگ میں) کیوں نہیں ڈالا، کون سی چیز رکاوٹ بنی؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! مجھے پختہ امید ہے کہ تو مجھے نکالنے کے بعد اس میں نہیں لوٹائے گا۔ اس پر رب تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تیری امید تیرے لیے پوری کر دی ہے، چنانچہ اس طرح وہ دونوں ہی اللہ کی رحمت کے سبب، جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] إِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ عَنْ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ هُوَ ضَعِيفٌ، عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عَنِ ابْنِ أَنْعُمٍ وَهُوَ الْإِفْرِيقِيُّ، وَالْإِفْرِيقِيُّ ضَعِيفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اسے رشدین بن سعد، ابن انعم افریقی سے بیان کرتا ہے اور یہ دونوں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

٢٦٠٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ».

[2600] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میری سفارش سے آگ سے نکلیں گے، انھیں جہنمیوں کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ اسْمُهُ عِمْرَانُ بْنُ تَيْمٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ مِلْحَانَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو رجا عطاردی کا نام عمران بن تیم ہے اور اسے ابن ملحان بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: جہنم سے نکلنے والوں کے لیے یہ نام تحقیر و تذلیل کا باعث نہیں ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی یاد دہانی کے

٢٦٠٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٦٦ من حديث يحيى القطان به.

لیے ہو گا، اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو عتقاء اللہ (اللہ کے آزاد کردہ) کا نام دے گا، آخر میں ان کی خواہش کے مطابق یہ نام ختم کر دیا جائے گا، کیونکہ ہمیشہ ہمیشہ کی صورت میں یہ تحقیر و تنقیص کا باعث بھی بن سکتا تھا۔ (تحفة الأحوذي: 275/7)

٢٦٠١ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ضَعِيفٌ عِنْدَ [أَكْثَرِ] أَهْلِ الْحَدِيثِ، تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ [وَيَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ].

[2601] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دوزخ جیسی کوئی (خوفناک بلا) نہیں دیکھی کہ اس سے بھاگنے والا سوتا ہو اور نہ جنت جیسی کوئی (مرغوب و محبوب) چیز دیکھی کہ اس کا چاہنے والا سوتا ہو۔''

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں صرف یحییٰ بن عبیداللہ کی روایت سے آئی ہے اور یحییٰ بن عبیداللہ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، شعبہ نے اس پر جرح کی ہے۔ اور یحییٰ بن عبیداللہ، ابن موہب ہے اور مدنی ہے۔

فائدہ: انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کسی بلا یا خوفناک چیز سے جان بچانے کے لیے بھاگتا ہے تو بس بھاگے ہی چلا جاتا ہے اور جب تک پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے، سوتا ہے نہ آرام و سکون کرتا ہے۔ اسی طرح جب کسی مرغوب و محبوب چیز کو حاصل کرنے کے لیے جدوجہد اور سعی و کوشش کرتا ہے تو حاصل ہونے تک نہ سوتا ہے اور نہ چین سے بیٹھتا ہے، لیکن جنھیں جنت کے حصول کے لیے جی جان سے تگ و دو کرنی چاہیے، وہ بھی محو خواب ہیں۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ (التحفة ١١)

باب: 11۔ دوزخ میں اکثریت عورتوں کی ہو گی

٢٦٠٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ».

[2602] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں عورتیں زیادہ ہیں۔''

٢٦٠١ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو نعيم في حلية الأولياء: ١٧٨/٨ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له، ح: ٢٧ وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند الطبراني في الأوسط: ٣٧٨/٢، ح: ١٦٥٩ وغيره. وانظر التفصيل في الصحيحة للألباني، ح: ٩٥١.

٢٦٠٢ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، ح: ٢٧٣٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

فائدہ: بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس روایت کا تعلق معراج کی رات سے یا خواب سے ہے، چونکہ دنیا میں مالداروں کے مقابلے میں اکثریت فقراء کی ہے اور دین وصلاح بھی ان ہی میں زیادہ ہے، اس لیے وہ جنت میں بھی پہلے جائیں گے کیونکہ انھیں حساب کتاب کم دینا ہوگا، اس لیے مال و دولت کی زیادہ حرص نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح دنیا میں عورتوں کی اکثریت ہے، اس لیے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت ہے اور عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے، اور یہ دنیوی زیب و زینت کی بہت زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں، اس لیے آخرت کا فکر و اہتمام بھی کم ہوتا ہے۔ عورتیں پہلے زیادہ تعداد میں دوزخ میں جائیں گی اگرچہ بعد میں نکل ہی آئیں۔ اپنی کثرت کی وجہ سے جنت اور دوزخ دونوں جگہ ان کی تعداد زیادہ ہوگی، بہرحال آپ کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو دین و اطاعت کی زیادہ فکر کرنی چاہیے۔

٢٦٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ [الثَّقَفِيُّ]، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفٌ [هُوَ ابْنُ أَبِي جَمِيلَةَ] عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ».

[2603] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دوزخ میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ اور میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَ]هٰكَذَا يَقُولُ عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَيَقُولُ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَكِلَا الْإِسْنَادَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا مَقَالٌ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَبُو رَجَاءٍ سَمِعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا. وَقَدْ رَوَى غَيْرُ عَوْفٍ أَيْضًا هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے عوف، ابو رجاء کے واسطے سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ایوب، ابو رجاء کے واسطے سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، دونوں سندیں ہی جرح سے محفوظ ہیں، ممکن ہے ابو رجاء نے دونوں صحابیوں سے سنا ہو۔ عوف کے علاوہ راوی بھی یہ حدیث ابو رجاء کے واسطے سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔

(المعجم ١٢) بَابُ [صِفَةِ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] (التحفة ١٢)

باب:12- قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والے شخص کا بیان

٢٦٠٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ

[2604] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

٢٦٠٣- أخرجه البخاري، النكاح، باب كفران العشير، وهو الزوج، وهو الخليط من المعاشرة، ح:٥١٩٨ من حديث عوف به.

٢٦٠٤- أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح:٦٥٦١ ومسلم، ح:٢١٣ من حديث شعبة به * وفي الباب عن ◄◄

ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا [يَوْمَ الْقِيَامَةِ] رَجُلٌ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا آدمی وہ ہوگا جس کے پاؤں کے تلوے میں آگ کے دو انگارے ہوں گے، جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ سب سے ہلکے عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کی چپلیں اور ان کے تسمے آگ کے ہوں گے، ان کی گرمی سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے اور وہ خیال کرے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی کو ہو رہا ہے، حالانکہ وہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، حدیث: 213)

(المعجم ١٣) بَابُ [مَنْ هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَنْ هُمْ أَهْلُ النَّارِ] (التحفة ١٣)

باب: 13۔ جنتی کون ہیں اور دوزخی کون؟

٢٦٠٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ: كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُتَكَبِّرٍ».

[2605] سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا میں تمھیں اہل جنت کی خبر نہ دوں، ہر وہ شخص جو کمزور ہو اسے حقیر و کم تر سمجھا جاتا ہو، اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم اٹھا دے تو وہ اس کو پوری کر دے۔ کیا میں دوزخیوں سے آگاہ نہ کروں، ہر سخت مزاج، جھگڑالو، سرکش پیٹو اور متکبر۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: عتل: تندخو، انتہائی جھگڑالو، بدخلق، سرکش، سخت مزاج۔ جواظ: پیٹو، بھاری بھرکم، سخت بخیل، بسیارخور، اجڈ، اکھڑ۔ متکبر: مغرور، گھمنڈی۔

أبي هريرة [أحمد: ٢/ ٤٣٢، ٤٣٨ والدارمي، ح: ٢٨٥١]، والعباس بن عبدالمطلب [البخاري، ح: ٣٨٨٣ ومسلم، ح: ٢٠٩]، وأبي سعيد الخدري [البخاري، ح: ٣٨٨٥ ومسلم، ح: ٢١٠].

٢٦٠٥۔ أخرجه البخاري، التفسير سورة ن والقلم، باب: ﴿عتل بعد ذلك زنيم﴾، ح: ٤٩١٨ عن أبي نعيم الفضل بن دكين ومسلم، ح: ٢٨٥٣ من حديث سفيان الثوري به.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٨) أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٣٤)

رسول اللہ ﷺ سے منقول ایمان کے مسائل

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (التحفة ١)

باب: 1۔ ”مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں، جب تک کہ وہ لا إله إلّا الله کا اقرار نہ کرلیں“

٢٦٠٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ».

[2606] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں، جب تک وہ لا إله إلا الله کا اقرار نہ کرلیں، جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کرلیں گے، سوائے اس (کلمۂ اسلام) کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوسعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① لا إله إلّا الله سے مراد اسلام کا قبول کرنا ہے۔ جس طرح اسلام قبول کرنے کا آخری نتیجہ دوزخ کے عذاب سے نجات اور جنت کا حاصل ہونا ہے، اسی طرح قبول اسلام کا دنیوی اور قانونی نتیجہ جان و مال اور عزت و ناموس کا تحفظ

٢٦٠٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله ... إلخ، ح: ٢١ من حديث الأعمش به ورواه البخاري، ح: ١٣٩٩ من حديث أبي هريرة رضي الله عنه * وفي الباب عن جابر [يأتي: ٣٣٤١]، وأبي سعيد [لم أجده]، وابن عمر [البخاري، ح: ٢٥٠ ومسلم، ح: ٢٢].

ہے۔ اور اسلامی جنگ کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی کے راستے پر لگایا جائے اور انھیں ہمیشہ کے عذاب سے نجات دلائی جائے، لہٰذا جو کوئی اللہ کا دین قبول کر لے اور اللہ کا مقرر کردہ طریقۂ زندگی اپنانے کا اقرار کر لے تو اس کی جان و مال مسلمانوں کی طرف سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ② [إِلَّا بِحَقِّهَا] کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے کوئی ایسا جرم کیا جس کی اسلامی قانون کی رو سے کوئی سزا (جانی یا مالی) ہو تو اس کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی، مسلمان ہو جانے سے وہ قانونی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔ ③ [حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ] کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص کلمۂ اسلام پڑھ کر ہمارے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کرے گا، ہم اس کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس سے جنگ نہیں کریں گے بلکہ اس کے ساتھ اہل ایمان والا معاملہ ہوگا۔ اگر اس کے دل میں کوئی کھوٹ ہوگی اور اس کی نیت میں فتور یا برائی ہوگی تو اس کا محاسبہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کرے گا کیونکہ وہی سینوں کے حالات سے آگاہ ہے۔ ④ [النَّاس] سے مراد مشرکین ہیں، کیونکہ اہل کتاب سے جزیہ قبول کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ سورۂ توبہ آیت: 19 میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

٢٦٠٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ. وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

[2607] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عربوں میں سے کچھ لوگ کافر ہو گئے (اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کا ارادہ کیا۔) تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے جنگ کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار نہیں کر لیتے، اور جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کر لیا، اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا، سوائے کلمۂ اسلام کے حق کے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کریں گے، کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھ سے گھٹنا باندھنے والی کوئی رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے اس کے روکنے پر

٢٦٠٧- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح: ٧٢٨٤، ٧٢٨٥ ومسلم، ح: ٢٠ عن قتيبة به.

لڑوں گا۔ اس پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے دیکھ لیا کہ ان کا یہ موقف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ جنگ کے لیے کھول دیا تھا اور میں بھی سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرَوٰى عِمْرَانُ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ حَدِيثٌ خَطَأٌ، وَقَدْ خُولِفَ عِمْرَانُ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَعْمَرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور شعیب بن ابی حمزہ نے بھی زہری کی سند سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور عمران قطان نے یہ حدیث زہری سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی ہے، مگر یہ حدیث خطأ ہے، عمران کی معمر سے اس روایت کے بیان کرنے میں مخالفت کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ سے باہر قبائل میں تین قسم کے لوگ پیدا ہو گئے تھے: ○ جنھوں نے ارتداد اختیار کیا اور نئی نبوت کے قائل ہو گئے یا اسلام سے پھر گئے اور جاہلیت کے دور کی طرف لوٹ گئے اور دیکھنے لگے کہ مسلمان اب کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ ○ توحید اور نماز پر قائم رہے لیکن زکاۃ کی فرضیت کا انکار کیا۔ ○ اور بعض توحید، نماز اور زکاۃ پر قائم رہے، لیکن زکاۃ خلیفہ کو دینے سے انکار کیا۔ ② مرتدین سے جنگ کرنے میں کوئی اختلاف نہ تھا، چونکہ پہلے دونوں گروہ کافر ہیں، اس لیے تغلیباً سب کو کافر کا نام دیا گیا، اگرچہ تیسرا گروہ باغی ہے کافر نہیں، لیکن خلیفہ باغیوں سے بھی جنگ کر سکتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ابھی تک مرتدوں پر پورا تسلط نہیں ہے، اس لیے دوسرے اور تیسرے گروہ سے جنگ نہ کی جائے۔ لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح نماز بدن کا حق ہے، اس کا انکار کفر ہے، اسی طرح زکاۃ مال کا حق ہے، اس کا انکار بھی کفر ہے، خلیفہ کو زکاۃ نہ دینا بھی انکار کا پیش خیمہ ہے، اس عقلی اور نظری دلیل کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نقلی دلیل بھی پیش کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ''مجھے لوگوں سے تین چیزوں کی خاطر جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے'': ○ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار۔ ○ نماز کا اہتمام ○ اور زکاۃ کی ادائیگی۔ ○ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

(صحيح البخاري: حديث: 25، وصحيح مسلم، حديث: 22)

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ» (التحفة ٢)

باب:2۔ آپ کا فرمان ہے: ''مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کریں اور نماز کا اہتمام کریں''

٢٦٠٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَّسْتَقْبِلُوا قِبْلَتَنَا، وَيَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَأَنْ يُّصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ».

[2608] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ہمارے قبلے کی طرف رخ کر لیں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں۔ جب وہ یہ کام کریں گے تو ہم پر ان کا خون اور مال حرام ہو جائیں گے سوائے اس (اسلام) کے حق کے۔ ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں کے ذمے ہیں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ نَّحْوَهُ.

اس مسئلے میں سیدنا معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے احادیث مذکور ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے، اسے یحییٰ بن ایوب بھی حمید کے واسطے سے اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد بھی اوپر بیان کردہ حدیثوں کی طرح صرف اتنا ہے کہ ہماری جنگ جس کسی سے بھی ہے صرف دین کی خاطر اور لوگوں کو کفر و شرک کی گمراہی سے نکال کر راہ حق پر لانے کے لیے ہے۔ اور چونکہ اس دور میں اور اس ماحول میں ایمان و اسلام کی ظاہری علامات یہی تھیں کہ آدمی کلمۂ اسلام کی شہادت دے، مسلمانوں کے طریقے پر نماز پڑھے اور نماز میں رخ کعبے کی طرف کرے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بطور علامت ان چیزوں کا ذکر کر دیا۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ اسلام صرف ان چند چیزوں کا نام ہے جس میں یہ چیزیں موجود ہوں چاہے وہ زکاۃ کا منکر ہو یا حج کا منکر ہو یا نئی نبوت کا قائل ہو، وہ مسلمان ہی ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ (التحفة ٣)

باب:3۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

٢٦٠٨ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ٣٩٢ من حديث ابن المبارك به وهو في مسنده، ح: ٢٥٥ ورواه أبو داود، ح: ٢٦٤١ عن سعيد بن يعقوب به ۞ وفي الباب عن معاذ بن جبل [ابن ماجه، ح: ٧٢]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ٧١].

٢٦٠٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا. وَسُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2609] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر قائم ہے: ① اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی اور عبادت کے لائق نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ② نماز کا اہتمام کرنا۔ ③ زکاۃ ادا کرنا۔ ④ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ ⑤ اور بیت اللہ کا حج کرنا۔''

اس مسئلے میں سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے اور سعیر بن خمس محدثین کے نزدیک قابل اعتماد (ثقہ) ہے۔ جناب ابو کریب کی سند سے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی مروی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اسلام کے اصل معنی اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دینا اور ہر طرح سے اسی کے تابع فرمان ہو جانا ہے اور اللہ کے بھیجے ہوئے اور اس کے رسولوں کے لائے ہوئے دین، یعنی ضابطۂ حیات اور دستور زندگی کا نام اسلام اسی لیے ہے کہ اس میں بندہ اپنے آپ کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی فرماں برداری اور مکمل اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار اور طرۂ حیات بنا لیتا ہے، اسی لیے فرمایا: ''تمھارا الٰہ ایک ہی ہے (جو لائق بندگی ہے) اس لیے تم اسی کے مطیع اور فرماں بردار ہو جاؤ۔'' (الحج 34:22) ② یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام ایک محسوس پیکر ہے جس کا ہیکل ان ارکان پر قائم ہے۔ اور ان ہی سے مسلم اور غیر مسلم میں فرق و امتیاز ہوتا ہے۔ اس لیے کسی مسلمان کے لیے کوتاہی یا غفلت کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن ـــ

وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي وَصْفِ جِبْرِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ الْإِيمَانَ وَالْإِسْلَامَ (التحفة ٤)

باب: 4۔ جبریل علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کے لیے ایمان اور اسلام کا مفہوم و معنی بیان کرنا

٢٦٠٩ـ وفي الباب عن جرير بن عبدالله [أحمد: ٤/ ٣٦٣، ٣٦٤] * حديث حنظلة بن أبي سفيان: متفق عليه، البخاري، ح: ٨، مسلم، ح: ١٦/ ٢٢.

٢٦١٠- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَتّٰى أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ، فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا أَحْدَثَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ [قَالَ:] فَلَقِينَاهُ، يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ، [قَالَ:] فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي [قَالَ:] فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ، وَيَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ، وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ قَالَ: فَإِذَا لَقِيتَ أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ، وَأَنَّهُمْ مِنِّي بُرَآءُ. وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَلْزَقَ رُكْبَتَهُ بِرُكْبَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: فَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ

[2610] یحییٰ بن یعمر بیان کرتے ہیں کہ معبد جہنی وہ پہلا آدمی ہے جس نے مسئلۂ تقدیر پر بحث کی (اور اس کا انکار کیا) چنانچہ میں اور حمید بن عبدالرحمن حمیری چلے، حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ہم نے آپس میں کہا: اگر ہم صحابۂ کرام میں سے کسی شخص کو مل لیں اور اس سے ان لوگوں نے جو بدعت ایجاد کی ہے اس کے بارے میں پوچھ لیں (تو بہتر ہوگا۔) اس لیے ہم ان سے، یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے جبکہ وہ مسجد سے نکل رہے تھے، سو میں اور میرے ساتھی نے انھیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور میں نے خیال کیا کہ میرا ساتھی مجھے ہی گفتگو کے لیے کہے گا، اس لیے میں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! (ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم کے متلاشی اور طالب ہیں مگر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ تقدیر نہیں ہے اور ہر معاملہ نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے (پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے۔) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو جب ان لوگوں سے ملے تو انھیں بتا دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اور جس کی عبداللہ قسم کھاتا ہے، اس کی قسم! اگر ان میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو وہ اس کی طرف سے قبول نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ پھر انھوں نے حدیث سنانی شروع کر دی، کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے، تو ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال ازحد سیاہ تھے، اس پر

٢٦١٠- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ووجوب الإيمان بإثبات قدر الله سبحانه وتعالى ... إلخ، ح: ٨ من حديث وكيع به ☆ وفي الباب عن طلحة بن عبيدالله [البخاري، ح: ٤٦ ومسلم، ح: ١١]، وأنس بن مالك [مسلم، ح: ١٢]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٥٠ مسلم، ح: ٩].

الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ». قَالَ: فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فِي كُلِّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَهُ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ»، قَالَ: فَمَا أَمَارَتُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَلَاثٍ، فَقَالَ: «يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ».

سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے، لیکن ہم میں سے کوئی ایک بھی اسے پہچانتا نہ تھا (جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اجنبی مسافر ہے) حتیٰ کہ وہ (لوگوں سے گزرتا ہوا) آ کر نبی ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اپنے گھٹنے، آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے، پھر پوچھا: اے محمد! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز قیامت، اور اچھی بری تقدیر کو مانو۔'' اس نے کہا: تو اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم (دل و جان سے) یہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں، اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز کا اہتمام کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' اس نے پوچھا: تو احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ تصور تمھارے لیے ممکن نہیں تو وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے ہر دفعہ آپ سے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اس پر ہمیں تعجب ہوا کہ وہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے بارے میں جس سے پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے کوئی زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے پوچھا: اس کی علامت ونشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی، اور یہ کہ تم ننگے پاؤں، برہنہ بدن، تہی دست، محتاج، بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو گے کہ وہ بڑی بڑی عمارتوں میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے (ان پر فخر کریں گے۔'') سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد تیسرے دن مجھے نبی ﷺ ملے اور پوچھا:

''اے عمر! کیا جانتے ہو سائل کون تھا؟ وہ جبریل تھا، تمھارے پاس تمھیں دین کی حقیقت سکھانے آیا تھا۔''

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ [مُعَاذٍ] عَنْ كَهْمَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوُ هٰذَا [عَنْ عُمَرَ]. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَالصَّحِيحُ هُوَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

جناب احمد بن محمد اپنی سند سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ جناب محمد بن مثنیٰ بھی اپنی سند سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اور اس مسئلے میں سیدنا طلحہ بن عبیداللہ، انس بن مالک اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔ اور کئی سندوں سے اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اس حدیث کو مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کیا گیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں سائل کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے پانچ امور بیان فرمائے، جن کی ضروری وضاحت تشریح طلب ہے۔ ① ایمان، اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ کسی کے اعتبار اور اعتماد پر کسی بات کو سچ ماننا، اور دینی اصطلاح میں اللہ کے رسول ایسی حقیقتوں کے متعلق جو ہمارے حواس، آلات اور ادراک وشعور کی حدود سے باہر ہوں، جو کچھ بتلائیں اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم اور ہدایت لائیں ان میں ان کی تصدیق کرنا اور ان کو حق مان کر ان کو قبول کرنا، ایمان کہلاتا ہے۔ ان میں سے اہم اور بنیادی چیزیں جن کے تعین کے ساتھ تصدیق ضروری ہے اور ان کے بغیر کوئی انسان ایمانی دائرے میں نہیں آ سکتا ہے، وہ چھ ہیں، ان پر ایمان کی مختصر کیفیت یہ ہے۔ ٭ اللہ پر ایمان: اس کی ذات، صفات، افعال اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کرنا، یعنی اس کو اس کائنات کا خالق و مالک اور وحدہ لاشریک ماننا، ہر عیب ونقص سے پاک ومنزہ اور ہر صفت کمال سے متصف ماننا۔ ٭ فرشتوں پر ایمان: ان کو اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل اور الگ مخلوق ماننا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک پاکیزہ اور محترم مخلوق ہیں جس میں شر اور شرارت اور عصیان کا مادہ نہیں ہے۔ ان کا کام اپنے فرائض کو خوبی کے ساتھ انجام دینا ہے۔ ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝﴾ (الأنبيآء 21:26، 27) ''بلکہ وہ محترم بندے ہیں، بات میں اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔'' نیز دیکھیے: (التحریم 66:6) ٭ کتابوں پر ایمان: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً ہدایت نامے بھیجے اور آخری صحیفۂ ہدایت قرآن مجید ہے جو پہلی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور نگران ہے، یعنی تمام آسمانی کتابوں کے ضروری مضامین پر حاوی ہے، سب سے بے نیاز کر دینے والا ہے، پہلی کتابیں محفوظ نہیں، لیکن قرآن کی حفاظت کی ذمے داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾ (الحجر 15:9) ٭ رسولوں پر ایمان: یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً، مختلف علاقوں میں اپنے برگزیدہ بندوں کو، اپنی ہدایت دے کر بھیجا اور انھوں نے پوری دیانت وامانت کے ساتھ بلاکم وکاست، اللہ کا پیغام

اس کے بندوں تک پہنچایا اور لوگوں کو راہ راست پر لانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ یہ سب رسول برگزیدہ بندے ہیں، ہمیں ان کے نام معلوم ہوں یا نہ، سب سچے تھے اور اب یہ سلسلۂ رسالت و نبوت سیدنا محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ خاتم الانبیاء اور آخری رسول ہیں، اب قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لیے نجات و فلاح آپ ہی کی اطاعت و اتباع میں ہے۔ ※ آخری دن پر ایمان: اس حقیقت کا اعتراف کہ دنیا ایک دن قطعی طور پر فنا ہو گی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو زندہ کرے گا اور دنیا میں جس نے جیسا کچھ کیا ہے، اسی کے مطابق اسے جزا یا سزا ملے گی۔ ※ تقدیر پر ایمان: اس حقیقت پر ایمان رکھنا اور ماننا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے خواہ وہ خیر ہے یا شر، اچھا ہے یا برا، وہ سب کچھ اللہ کے حکم اور مشیت سے ہے اور اللہ کا علم ازلی اور ابدی ہے اور ہر چیز کو محیط ہے، اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ پہلے سے تحریر شدہ ہے اور اللہ کے علم سے ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ چاہتا ہو اور ہو کچھ اور جاتا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر ایمان، ایمان کے بنیادی اور اساسی ارکان میں داخل ہے۔ ※ اسلام کیا ہے: اسلام کی اصلیت اور حقیقت گزشتہ باب میں بیان ہو چکی ہے۔ ※ احسان کیا ہے: احسان کے اصل معنی یہ ہیں کہ کام اس طرح کرنا جس طرح اس کے کرنے کا حق ہے۔ اور دینی طور پر احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی، اطاعت و فرماں برداری اس طرح کرنا گویا کہ اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں، کیونکہ غلام اپنے آقا کے حکم کی تعمیل جبکہ آقا سامنے موجود ہو اور غلام کو یقین ہو کہ آقا مجھے دیکھ رہا ہے، انتہائی محنت و لگن اور پورے اخلاص و تندہی سے کرتا ہے لیکن اگر آقا موجود نہ ہو اور اسے دیکھ نہ رہا ہو تو وہ پوری محنت و شوق اور خوش اسلوبی سے کام نہیں کرتا۔ یہی حال بندے کا ہے، جس وقت وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ میرا آقا و مالک میرے ہر کام اور میری ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے تو وہ پورے اخلاص اور انتہائی نیاز مندی اور فروتنی سے کام کرتا ہے، لیکن جب اس کا دل و دماغ اس تصور اور احساس سے خالی ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اس کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ ※ قیامت: قیامت کے خاص اور متعین وقت کا کسی کو علم نہیں ہے، اس لیے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے، اس مسئول عنہ کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی مسئول اور سائل کو اس کے مخصوص وقت کا علم نہیں ہے، اس لیے بخاری شریف کی روایت (حدیث: 50) میں ہے کہ آپ نے سورۂ لقمان کی آخری آیت کی بھی تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ آیت میں بیان کردہ پانچ چیزیں جن کو مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیوں) کا نام دیا گیا ہے، ان کا کلی اور حقیقی علم صرف اللہ کو ہے۔ ※ علاماتِ قیامت: ○ لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی، یعنی ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی حتی کہ لڑکیاں جن کی فطرت میں والدین کی اطاعت اور فرماں برداری کا عنصر بہت غالب ہوتا ہے اور جن سے ماں کے مقابلے میں سرکشی بظاہر بہت ہی مشکل ہے وہ بھی نہ صرف ماؤں کے مقابلے میں سرکشی اور نافرمانی کا اظہار کریں گی بلکہ زرخرید لونڈی پر جس طرح اس کی مالکہ حکمرانی کرتی ہے اور اس پر رعب جماتی ہے، اسی طرح لڑکیاں ماؤں پر رعب جمائیں گی اور ان پر حکمرانی کریں گی۔ ○ بھوکے ننگے، قلاش اور بکریوں کے چرواہے اونچے اونچے محل بنانے پر فخر و غرور کریں گے، یعنی دنیوی مال و دولت اور برتری حقیر اور کم حیثیت لوگوں کے ہاتھوں میں آئے گی، جو اس کے اہل نہ ہوں گے اور اونچے اونچے شاندار محل بنانے کا شوق ہوگا اور وہ اسی ہی کو سرمایۂ فخر و عزت سمجھیں گے۔ دوسری حدیث میں اس علامت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب حکومتی اختیارات و مناصب

نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کرنا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، حديث: 59) آخر میں آپ نے فرمایا: ''سائل جبریل تھے جو تمھیں دین سکھانے آئے تھے۔'' گویا اس سوال و جواب میں پورے دین کا خلاصہ اور عطر آ گیا ہے۔ جس طرح سورۂ فاتحہ کو قرآن مجید کے تمام اہم مطالب اور مضامین پر مشتمل ہونے کی بنا پر ''ام الکتاب'' اور ''ام القرآن'' کہا جاتا ہے اسی طرح اس حدیث کی جامعیت کی بنا پر علماء نے اسے [أم السنة] کا نام دیا ہے۔ نیز یہ روایت ''حجیت حدیث'' کی بہت بڑی اور اہم دلیل ہے۔ اسی طرح دین کا کوئی بھی مسئلہ جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق سے بیان اور صادر نہ ہو، دین شمار نہیں ہوسکتا۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَافَةِ الْفَرَائِضِ إِلَى الْإِيمَانِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ فرائض، ایمان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں

٢٦١١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَقَالَ: آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللهِ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ: شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ».

[2611] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ہم ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں، ہم آپ تک محترم مہینوں کے سوا نہیں آ سکتے، اس لیے آپ ہمیں ایسی چیز کا حکم دیجیے جو ہم آپ سے سیکھ لیں، اور اپنے پچھلوں کو بھی اسی کی دعوت دیں، تو آپ نے فرمایا: ''میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اللہ پر ایمان لانا۔'' پھر آپ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ ''اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز کا اہتمام کرنا، زکاۃ ادا کرنا اور یہ کہ تم جو غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ ادا کرو۔''

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَيْضًا، وَزَادَ فِيهِ: «أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ؟

جناب قتیبہ یہی روایت بواسطہ حماد بن زید مذکورہ بالا کی طرح بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو جمرہ ضبعی کا نام نصر بن عمران ہے۔ شعبہ نے (بھی عباد بن عباد مہلبي کی طرح) ابو جمرہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے:

٢٦١١- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب قول الله تعالى: ﴿منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلاة ولا تكونوا من المشركين﴾، ح: ٥٢٣ عن قتيبة ومسلم، ح: ١٧ من حديث عباد به.

شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ»، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْفُقَهَاءِ الْأَشْرَافِ الْأَرْبَعَةِ: مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَعَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ وَعَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ. قَالَ قُتَيْبَةُ: كُنَّا نَرْضٰى أَنْ نَرْجِعَ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عِنْدِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ بِحَدِيثَيْنِ. وَعَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ هُوَ مِنْ وَلَدِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ.

''کیا تم جانتے ہو، ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔'' آگے پوری حدیث بیان کی۔امام صاحب فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: میں نے ان چار بزرگوں جیسا کوئی فقیہ نہیں دیکھا، مالک بن انس، لیث بن سعد، عباد بن عباد مہلبی اور عبدالوہاب ثقفی۔ قتیبہ کہتے ہیں: ہم یہ پسند کرتے تھے کہ عباد بن عباد ہمیں ہر روز دو حدیثیں ہی سنا دیا کریں۔ اور یہ عباد بن عباد، مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے ایمان کی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے کلمہ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اعمال کو بھی بیان کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ فرائض بھی ایمان کا حصہ ہیں اور اس میں داخل ہیں۔ عمل کے بغیر کوئی بھی کامل الایمان نہیں ہوسکتا۔ امام ترمذی نے یہ حدیث اختصار کے ساتھ بیان کی ہے۔ بخاری شریف میں مکمل موجود ہے۔ دیکھیے: (حدیث:53)

(المعجم ٦) بَابٌ: فِي اسْتِكْمَالِ الْإِيمَانِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ (التحفة ٦)

باب:6۔ ایمان کی تکمیل کرنا اور اس میں کمی بیشی کا بیان

٢٦١٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ».

[2612] سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہی لوگ ہیں جو ان میں نہایت عمدہ اخلاق والے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ زیادہ مہربانی اور نرمی کرنے والے ہوں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] وَلَا نَعْرِفُ لِأَبِي قِلَابَةَ سَمَاعًا مِّنْ عَائِشَةَ. وَقَدْ رَوٰى أَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ - رَضِيعٍ لِّعَائِشَةَ - عَنْ عَائِشَةَ غَيْرَ

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور انس بن مالک ؓ سے روایات منقول ہیں۔امام ابوعیسیٰ ؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن (صحیح) ہے اور ہمارے علم کے مطابق ابوقلابہ نے سیدہ عائشہ ؓ سے سنا نہیں ہے۔ ابوقلابہ نے سیدہ

٢٦١٢ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧ عن إسماعيل ابن علية، والنسائي في الكبرى، ح: [illegible] من حديث خالد الحذاء به وأبو قلابة لم يسمع من عائشة والحديث شواهد كثيرة دون قوله. [illegible] ☆ وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ١١٦٢]، وأنس بن مالك [تقدم: ٢٥٩٣] ☆ أثر أيوب السختياني [illegible]

هٰذَا الْحَدِيثِ. وَأَبُو قِلَابَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الْجَرْمِيُّ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ ذَكَرَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ أَبَا قِلَابَةَ فَقَالَ: كَانَ وَاللهِ! مِنَ الْفُقَهَاءِ ذَوِي الْأَلْبَابِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بیٹے عبداللہ بن یزید کے واسطے سے، اس حدیث کے سوا دوسری احادیث بیان کی ہیں۔ اور ابو قلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔ ایوب سختیانی نے ابوقلابہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! وہ دانش مند فقہاء میں سے تھے۔

٢٦١٣- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ الْأَزْدِيُّ التِّرْمِذِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ»، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ»، يَعْنِي وَكُفْرِكُنَّ الْعَشِيرَ قَالَ: «وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ وَذَوِي الرَّأْيِ مِنْكُنَّ». قَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ: وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِهَا وَدِينِهَا؟ قَالَ: «شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَنُقْصَانُ دِينِكُنَّ الْحَيْضَةُ، فَتَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ لَا تُصَلِّي».

[2613] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انھیں نصیحت کی، پھر فرمایا: ''اے عورتو! صدقہ کیا کرو کیونکہ آگ والوں میں اکثریت تمھاری ہی ہے۔'' ان میں سے ایک عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور تم شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے تم سے بڑھ کر کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود وہ دانش مند اور اصحاب رائے پر غالب آ جاتی ہوں۔'' ان میں سے ایک عورت نے کہا: اس کے عقل اور دین میں کمی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے (جو عقل میں کمی کی دلیل ہے) اور تمھارے دین (اطاعت) کی کمی حیض ہے جس کے سبب تم تین، چار دن نماز پڑھے بغیر رہتی ہو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح ہے۔

فائدہ: حیض کی حالت میں عورت کو نماز بھی معاف ہے اور وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتی۔ لیکن ماہ رمضان کے بعد روزے کی قضا دے گی اور نماز کی قضا بالکل نہیں ہے۔ نماز ایک نیک عمل ہے جس کے رہ جانے کے سبب عورتوں کے دین میں کمی رہ جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نیک اعمال کی کثرت سے دین میں اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی سے کمی ہوتی ہے، اور دین و

٢٦١٣- أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٠٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به ورواه مسلم، ح: ٨٠/ ١٣٢ من طريق آخر عن أبي هريرة به معلقًا ※ وفي الباب عن أبي سعيد [مسلم، ح: ٨٠/ ١٣٢]، وابن عمر [مسلم، ح: ٧٩/ ١٣٢].

ایمان ایک ہی چیز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔

٢٦١٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ بَابًا فَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

[2614] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے ستر سے زائد دروازے ہیں، سو ان میں کم تر (دروازہ) راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے اور سب سے بلند ترین، کلمۂ توحید لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرَوٰى عُمَارَةُ ابْنُ غَزِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ أَرْبَعَةٌ وَّسِتُّونَ بَابًا». حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب سہیل بن صالح نے ایسے ہی روایت کیا ہے، جبکہ عمارہ بن غزیہ نے یہی حدیث بواسطہ ابوصالح نبی ﷺ سے روایت کی کہ ''ایمان کے چونسٹھ دروازے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① متفق علیہ روایت میں بابًا (دروازہ) کی جگہ شعبة (شاخ) کا لفظ آیا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 5، مسلم، حدیث: 35) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی مثال ایک درخت کی ہے جس کے بڑے، چھوٹے مختلف قسم کے اجزاء ہیں۔ اس کی جڑ اور تنا ہے جس پر درخت قائم ہے، اس کو کاٹ دیا جائے تو درخت ختم ہو جاتا ہے۔ کلمۂ توحید کی یہی حیثیت ہے، پھر اس سے بڑی اور چھوٹی شاخیں نکلتی ہیں۔ ان کو برگ و بار لگتے ہیں، اس کے پتے بھی ہوتے ہیں جو اس کے حسن و آرائش کا باعث بنتے ہیں۔ راستے سے تکلیف دہ چیز، پتھر، روڑے اور کانٹے وغیرہ دور کرنا، پتوں کی طرح سب سے نچلا اور کم تر حیثیت کا عمل ہے، لیکن ایمان کا حصہ اور شاخ بھی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے، بعض اعمال ایسے ہیں کہ ان کو الگ الگ شمار کیا جائے تو ایمان کے ساٹھ سے اوپر، یعنی ستر شعبے بنتے ہیں اور اگر دو شمار کیا جائے تو ستر سے اوپر، یعنی تہتر شعبے بنتے ہیں، مثلاً انفاق فی سبیل اللہ، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ایمان کا ایک شعبہ ہے جس کا قرآن میں جگہ جگہ تذکرہ ہے۔ اسی طرح زکاۃ اور صدقات ہیں۔ ان کو الگ الگ شمار کیا جائے تو گنتی بڑھ جائے گی اور انفاق فی سبیل اللہ میں داخل کیا جائے تو تعداد کم ہو جائے گی۔ اسی طرح ممنوع کاموں کے اجتناب میں جھوٹ سے پرہیز ایمان کا ایک شعبہ ہے اور جھوٹی گواہی سے پرہیز بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے ان دونوں کو الگ الگ اور مستقل شعبہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور دونوں کو ایک

٢٦١٤- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها وأدناها ... إلخ، ح: ٣٥ من حديث سهيل، والبخاري، ح: ٩، من حديث عبدالله بن دينار به ※ حديث عمارة بن غزية: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٩ وسنده صحيح.

بھی بنایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ۷) بَابُ مَا جَاءَ: «أَنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ» (التحفة ۷)

باب:7۔شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے

٢٦١٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ» قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ.

[2615] سیدنا سالم اپنے والد (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حیا ایمان کا جز ہے۔“ احمد بن منیع کے الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [وَأَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ].

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ، ابوبکرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔

فائدہ: حیا اور شرم ایمان کا ایک عظیم شعبہ ہے جو ایمان کی تقویت واستحکام کا باعث ہے کیونکہ حیا کے معنی ہیں: [انقباض النفس عن القبيح] ”برے کام کے ارتکاب سے نفس کا جھینپ جانا یا طبیعت کا سکڑ جانا۔“ (راغب اصفہانی) اور شرعی معنی ہیں: هُوَ خُلُقٌ يُبْعَثُ عَلَى اجْتِنَابِ الْقَبِيحِ وَ يَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيرِ فِي حَقِّ ذِي الْحَقِّ ”حیا ایک ایسا جذبہ اور عادت ہے جو انسان کو قبیح اور بری چیز سے اجتناب کرنے پر ابھارتی اور صاحب حق کے حق میں کوتاہی کرنے سے روکتی ہے۔“ اس لیے آپ نے اس صحابی کو جو اپنے بھائی کو شرم وحیا کے سلسلے میں سرزنش کر رہا تھا کہ تم حیا وشرم کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہو، سرزنش سے روک دیا۔ بعض روایات میں آیا ہے: [يُعَاتِبُ أَخَاهُ] وہ اپنے بھائی کو ڈانٹ رہا تھا۔ (فتح الباري: 102/1)

(المعجم ۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ (التحفة ۸)

باب:8۔نماز کی حرمت وعظمت

٢٦١٦- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي

[2616] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن جبکہ ہم چل

٢٦١٥_أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٣٦ من حديث سفيان بن عيينة والبخاري، ح: ٢٤ من حديث الزهري به ※ وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ٢٠٠٩]، وأبي بكرة [ابن ماجه، ح: ٤١٨٤]، وأبي أمامة [تقدم: ٢٠٢٧].

٢٦١٦_أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ح: ٣٩٧٣ عن محمد بن أبي عمر به وللحديث شواهد.

التَّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِّنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ، قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَّإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَّسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ» قَالَ: ثُمَّ تَلَا: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾ [السجدة: ١٦، ١٧] ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ»: قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ» قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ» قَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا». فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ، أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ».

رہے تھے میں آپ کے قریب ہو گیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے مجھ سے ایک بہت بڑی چیز کے بارے میں دریافت کیا ہے، اور وہ بلاشبہ ایک ایسے انسان کے لیے بہت آسان ہے جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز کا اہتمام کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں خیر و بھلائی کے دروازوں سے آگاہ نہ کروں: روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نیز انسان کی آدھی رات کی نماز (کا بھی یہی فائدہ ہے۔'') پھر آپ نے سورۂ سجدہ کی آیت: 16-17 تلاوت فرمائیں: ''ان کے پہلو ان کے بستروں سے دور رہتے ہیں، اپنے رب کو پکارتے ہیں، خوف اور امید سے اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کسی نفس کو معلوم نہیں ہے کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ جزا اور بدلہ ان عملوں کا جو وہ کرتے رہے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ان تمام امور کی چوٹی، ان کے عمود و ستون اور دین کی کوہان کی بلندی سے آگاہ نہ کروں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''دین کی چوٹی اطاعت و فرماں برداری ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اس کی کوہان کی بلندی جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمھیں، ان تمام کاموں کے بندھن سے آگاہ نہ کروں۔'' میں نے کہا: ضرور، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا: ''اس کو اپنے قابو میں رکھو۔'' تو میں نے عرض کیا،

اے اللہ کے نبی! کیا جو کچھ ہم اس سے بولتے ہیں اس پر بھی ہمارا مؤاخذہ اور پکڑ ہو گی؟ آپ نے فرمایا: ''اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو آگ میں ان کے مونہوں کے بل یا ان کی ناکوں کے بل، ان کی زبانوں کی کاٹی کھیتیاں ہی تو گرائیں گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: أبواب الخير: نیکی اور بھلائی تک پہنچانے والے راستے۔ رأس الأمر: دین کی اساس و بنیاد۔ ذروۃ سنامہ: کوہان کی چوٹی۔ ملاك: استحکام و پختگی کا سبب و ذریعہ۔ ثكلتك: تمھیں گم پائے، حیرت و استعجاب کے اظہار کے لیے بولتے ہیں، یعنی تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے، تجھے اس بات کا علم کیوں نہیں ہو سکا۔ مناخير: منخر کی جمع ہے، ناک کا نتھنا۔ حصائد: حصيدة: کی جمع ہے، کٹی ہوئی کھیتی کو کہتے ہیں، یعنی زبان درانتی کی طرح چلتی ہے اور ہر قسم کی اچھی، بری، صحیح اور غلط بات کرتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دین کی اہم اور بنیادی باتوں کے مقام و مرتبہ اور اس کے اثر اور نتیجے کو بیان فرمایا ہے کہ جنت میں داخلے کے سبب بننے والے عمل مشکل ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق اور آسان کرنے سے وہ آسان ہو جاتے ہیں، کیونکہ کوئی عمل اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ② روزہ شیطان کے حملوں سے بچاؤ اور تحفظ کا ذریعہ ہے جس سے انسان گناہوں سے بچتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے محفوظ ہو کر آگ سے بچ جاتا ہے۔ ③ نفلی صدقہ اور نفلی نماز گناہوں کے اثرات و نشانات کو ختم کرتے ہیں، تو فرض زکاۃ اور فرض نماز کے اثرات کس قدر زیادہ ہوں گے۔ ④ دین کی اساس اور بنیاد اطاعت و فرماں برداری اور کلمۂ اسلام کا اقرار و اعتراف ہے جس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا اور فرض نماز اس کا ستون ہے جو اسلام کی پختگی اور اس کے برقرار رہنے کا باعث ہے۔ ⑤ دین کی نشر و اشاعت اور اس کے دفاع و تحفظ کا ذریعہ دین کے لیے ہر قسم کی محنت و کوشش کرنا، یعنی جہاد ہے۔ اور سب سے اہم اور ضروری عمل، زبان کی حفاظت اور اس کو کنٹرول میں رکھنا ہے، کیونکہ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو درانتی کی طرح ہر چیز کاٹ کر رکھ دیتی ہے اور ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کرتی ہے جو جہنم میں جانے کا اور باہمی عناد و دشمنی کا باعث بنتے ہیں۔

٢٦١٧- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا

[2617] سیدنا ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی آدمی کو دیکھو، وہ مسجد کی دیکھ بھال کرتا ہے تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اللہ کی مسجدوں کو وہی انسان آباد

٢٦١٧- [ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٥٠٢ من حديث ابن وهب، وابن ماجه، ح: ٨٠٢ من طريق آخر عن عمرو بن الحارث به كما سيأتي: ٣٠٩٣ وصححه ابن حبان، ح: ٣١٠ والحاكم: ٢/ ٣٣٢ ووافقه الذهبي ۞ وانظر، ح: ٢٠٣٣ لعلته.

لَهُ بِالْإِيمَانِ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ يَقُولُ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ﴾ الآية [التوبة:١٨].

کرتا ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے، نماز کا اہتمام اور پابندی کرتا ہے اور زکاۃ ادا کرتا ہے۔'' (التوبة 18:9)

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ (التحفة ٩)

باب:9۔ نماز چھوڑنے کی وعید

٢٦١٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ».

[2618] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کفر اور ایمان کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے۔''

فائدہ: نماز دین کا ایسا شعار اور بنیادی عمل ہے اور حقیقت ایمان سے اس کا اس قدر گہرا تعلق ہے کہ جو مسلمان اسے ترک کر دیتا ہے وہ کفر کے دائرے میں پہنچ جاتا ہے۔ گویا کفر اور ایمان میں امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے جو نماز چھوڑ دیتا ہے، وہ ایمان کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔

٢٦١٩ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ [وَ]قَالَ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ أَوِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ».

[2619] جناب ہناد کی سند سے مذکورہ بالا روایت ان الفاظ میں مروی ہے: ''انسان اور شرک یا کفر کے درمیان ربط و تعلق پیدا کرنے والی چیز نماز کا چھوڑنا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور (سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوسفیان کا نام طلحہ بن نافع ہے۔

٢٦٢٠ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ».

[2620] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور کفر کے درمیان جوڑ اور تعلق پیدا کرنے والی چیز نماز کا چھوڑنا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ اسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ تَدْرُسَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوزبیر کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔

٢٦٢١ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

[2621] جناب ابو عمار حسین بن حریث، یوسف بن

٢٦١٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ح: ٨٢ من حديث جرير به.
٢٦١٩ـ انظر الحديث السابق.
٢٦٢٠ـ أخرجه أبو داود، السنة، باب: في رد الإرجاء، ح: ٤٦٧٨ من حديث وكيع ومسلم، ح: ٨٢ من حديث أبي الزبير به.
٢٦٢١ـ أخرجه النسائي: ١/ ٢٣١، ٢٣٢، ح: ٤٦٤ (الصلاة، باب الحكم في تارك الصلاة) عن الحسين بن حريث به ورواه ◄

وَيُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوعَمَّارٍ [الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ] وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ [قَالَ]: ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الشَّقِيقِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».

عیسیٰ، محمود بن غیلان اور محمد بن علی بن الحسن الشقیقی کی سند سے مروی ہے کہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے، پس جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

اس مسئلے میں سیدنا انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات بھی منقول ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان اسلام قبول کرتا ہے، وہ گویا اس بات کا عہد و پیمان باندھتا ہے کہ میں نماز کی پابندی اور اہتمام کروں گا، اس لیے جو انسان نماز چھوڑ دیتا ہے، وہ اس عہد اور پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے اور کافرانہ طرز عمل اختیار کر لیتا ہے۔

٢٦٢٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ.

[2622] عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نماز کے سوا کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] سَمِعْتُ أَبَا مُصْعَبٍ الْمَدَنِيَّ يَقُولُ: مَنْ قَالَ: الْإِيمَانُ قَوْلٌ يُسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابو مصعب مدنی کو یہ کہتے سنا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایمان (محض) اقرار کا نام ہے تو اس سے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

فائدہ: اگر انسان نماز کی فرضیت و مشروعیت کا منکر ہے تو بالاتفاق کافر ہے، اور اگر نماز کی فرضیت کا عقیدہ رکھتا ہے، محض

◄◄ ابن ماجه، ح: ١٠٧٩ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به و صححه ابن حبان، ح: ٢٥٥ والحاكم: ١/ ٦، ٧ ووافقه الذهبي ☼ وفي الباب عن أنس [ابن ماجه، ح: ١٠٨٠]، وابن عباس [أبو يعلى: ٤/ ٢٣٦، ح: ٢٣٤٩].

٢٦٢٢ـ بشر بن المفضل سمع من الجريري قبل الاختلاط . وله طريق آخر عند الحاكم: ١/ ٧.

سستی اور غفلت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتا تو یہ بھی کفر ہے۔ لیکن جمہور امت کے نزدیک یہ دوسرا ایسا کفر نہیں ہے جس کے سبب وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے اور عذاب بھگت کر بھی جنت میں نہ آ سکے۔ بقول امام بخاری یہ کفر دون کفر ہے، یعنی حقیقی کفر، جس کے سبب انسان ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، سے کم تر ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک اگر کوئی مسلمان نماز چھوڑنے سے توبہ نہیں کرتا تو اسے بطور سزا قتل کر دیا جائے۔ اور امام احمد کے نزدیک وہ مرتد ہوگا، اس لیے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ کیا جائے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب تک توبہ نہ کرے، قید رکھا جائے۔ (تحفة الأحوذي: 7/309، 310)

(المعجم ١٠) بَابُ [حَدِيثِ «ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ» وَحَدِيثِ «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْإِيمَانِ»] (التحفة ١٠)

باب: 10۔ حدیث نبوی: ''اس نے ایمان کا مزا چکھ لیا'' حدیث رسول: ''جس میں تین خوبیاں ہوں، وہ ان کے سبب ایمان کا ذائقہ پا لے گا''

٢٦٢٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ [بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ]، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا».

[2623] سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے ضابطۂ حیات ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی اور مطمئن ہو گیا، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ کے سوا کسی کی ربوبیت کی طرف مائل نہ ہونا، اسلام کے دستورِ زندگی کے سوا کسی اور نظام کو دستورِ زندگی نہ ماننا اور محمد ﷺ کی نبوت اور رسالت کو دل کی گہرائی سے تسلیم کرنا، ایک ایسا عمل ہے کہ جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے، اس عمل کے نتیجے میں بھی لذت حاصل ہوتی ہے، اگر کسی مسلمان کو ایمان کی لذت حاصل نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ، رسول اور اسلام کے ساتھ اس کا تعلق محض رسمی اور موروثی ہے یا محض عقلی اور فکری ہے۔ دل کی گرویدگی نہیں ہے جس کو اس حدیث میں رضا سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے ایسے انسان کا ایمان کامل نہیں ہے۔

٢٦٢٤ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

[2624] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٢٦٢٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من رضي بالله ربًّا وبالإسلام دينًا و . . . إلخ، ح: ٣٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

٢٦٢٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح: ٤٣ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ١٦ من حديث عبدالوهاب الثقفي به وحديث قتادة: متفق عليه والبخاري، ح: ٢١ ومسلم، ح: ٤٣.

الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ طَعْمَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس انسان میں تین باتیں اور خوبیاں ہوں گی، وہ ایمان کی لذت (حلاوت وشیرینی) پا لے گا: جسے اللہ اور اس کا رسول ان دونوں کے سوا سے زیادہ محبوب ہوں، اور وہ کسی سے محبت رکھے تو صرف اللہ کے لیے رکھے، اور کفر میں لوٹنا جبکہ اللہ نے اسے اس سے بچا لیا ہے، اسے اس قدر ناپسند ہو جیسے وہ آگ میں ڈالا جانا ناپسند کرتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور قتادہ نے بھی اسے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

فائدہ: نیک اعمال اختیار کرنے اور برے کاموں سے بچنے سے لذت اور مسرت حاصل ہونا ایمان کی لذت اور اس کی شیرینی ہے۔ اور امور شریعت میں ایسی چاہت اور ایسی رغبت جیسے کسی بھوکے کو کھانے یا پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ہوتی ہے اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو اللہ اور رسول کی محبت میں ایسا سرشار ہو کہ اسے عزیز سے عزیز شے سے بڑھ کر اللہ اور رسول سے محبت ہو! اور اس محبت کا اس کے دل پر ایسا قبضہ اور تسلط ہو کہ اگر وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے تو اللہ ہی کی خاطر کرتا ہے۔ نیز اللہ کا دین اس کو اتنا عزیز اور پیارا ہو کہ اس سے پھرنے اور چھوڑنے کا خیال اس کے لیے اس قدر تکلیف دہ اور اذیت ناک ہو جیسے کہ آگ میں ڈالا جانا تکلیف دہ ہے۔

(المعجم ١١) بَابُ [مَا جَاءَ] لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ (التحفة ١١)

باب: 11۔ زانی زنا کرتے وقت ایمان دار نہیں ہوتا

٢٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي [حِينَ يَزْنِي] وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ [حِينَ يَسْرِقُ]

[2625] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زانی زنا کرتے وقت ایماندار نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت ایمان دار نہیں ہوتا، لیکن اس کے لیے توبہ کا موقع ہے۔''

٢٦٢٥ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب إثم الزناة وقول الله تعالى: ﴿ولا يزنون﴾، ح: ٦٨١٠ ومسلم، ح: ٥٧/ ١٠٤ من حديث الأعمش به * وفي الباب عن ابن عباس [البخاري، ح: ٦٧٨٢]، وعائشة [أحمد: ٦/ ١٣٩]، وعبدالله بن أبي أوفى [أحمد: ٤/ ٣٥٢] * حديث: "إذا زنى العبد . . . إلخ" أخرجه أبو داود، ح: ٤٦٩٠ باختلاف يسير وسنده صحيح وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢ ووافقه الذهبي وأثر أبي جعفر محمد بن علي ضعيف * وحديث علي [يأتي: ٢٦٢٦]، وعبادة بن الصامت [تقدم: ١٤٣٩]، وخزيمة بن ثابت [أحمد: ٥/ ٢١٤، ٢١٥].

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلٰكِنَّ التَّوْبَةَ مَعْرُوضَةٌ».

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:]: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ عَادَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ». رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُّحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: فِي هٰذَا خُرُوجٌ عَنِ الْإِيمَانِ إِلَى الْإِسْلَامِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ: «مَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ، فَهُوَ كَفَّارَةُ ذَنْبِهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللهِ تَعَالٰى، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ». رَوٰى ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس، سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے، سو جب وہ اس عمل (زنا) سے نکل آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔'' سیدنا ابوجعفر محمد بن علی (الباقر) سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: اس صورت میں وہ ایمان سے نکل کر اسلام (ظاہری اطاعت) کے درجے میں آ جاتا ہے۔ نبی ﷺ سے کئی سندوں سے مروی ہے کہ آپ نے زنا اور چوری کے بارے میں فرمایا: ''جس شخص نے ان میں کسی فعل کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دے دی گئی تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی، اور جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی (کسی کو اس کا پتہ نہ چلا) تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو قیامت کے روز اسے سزا دے اور اگر چاہے تو اسے معاف کر دے۔'' یہ روایت سیدنا علی بن ابی طالب، عبادہ بن صامت اور خزیمہ بن ثابت ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① زنا، چوری اور دوسری روایات کی رو سے شراب نوشی، قتل و غارت گری، لوٹ مار، خیانت اور قتل ناحق ایسے قبیح اور برے اعمال ہیں کہ ان کا مرتکب کامل اور حقیقی ایمان سے محروم ہو جاتا ہے جو مسلمان سے مطلوب اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، کیونکہ ہر زبان کا یہ عام محاورہ ہے کہ اگر کسی میں کوئی صفت بہت ہی ناقص اور کمزور درجے کی ہو تو اس کو کالعدم قرار دے کر اس سے اس کی بالکل نفی کر دی جاتی ہے۔ دعوت، خطابت اور ترغیب و ترہیب کے لیے یہی طرز بیان اور اسلوب زیادہ موزوں اور زیادہ مفید ہے۔ ② ایمان دل کی جس خاص کیفیت کا نام ہے اور اس کا جو شرعی مفہوم ہے کہ وہ اقرار، تصدیق اور عمل ہی سے مرکب ہے۔ اگر یہ کیفیت اور عقیدہ جاندار، پختہ اور بیدار ہو اور دل نور ایمان سے روشن ہو تو انسان ایسے گناہوں کا ہرگز

مرتکب نہیں ہوتا، ایسے ناپاک اور قبیح گناہوں کے لیے آدمی کا قدم اس وقت اٹھتا ہے جب دل میں ایمان کی شمع فروزاں نہ ہو اور شرعی مطلوب کیفیت غائب ہو گئی ہو یا بالکل بے جان، مضمحل اور کمزور ہو۔ ③ اگر انسان توبہ کر لے یا جرم و گناہ کی سزا خوش دلی سے قبول کر لے تو وہ ان شاء اللہ آخرت میں اس کی سزا سے بچ جائے گا۔

٢٦٢٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ [وَاسْمُهُ]: أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْهَمْدَانِيُّ [الْكُوفِيُّ قَالَ]: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ [عَنْ] يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا، فَاللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ، فَاللهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ».

[2626] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی قابلِ حد گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اسے سزا مل گئی، تو اللہ اس سے زیادہ عادل ہے کہ اپنے بندے کو دوبارہ آخرت میں پھر سزا دے، اور جس نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا، اور اس سے درگزر کیا تو اللہ بہت کریم ہے اس سے کہ جس چیز کو وہ معاف کر چکا ہے اس کی طرف لوٹے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [صَحِيحٌ]. وَهٰذَا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا كَفَّرَ أَحَدًا بِالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اہل علم کا یہی قول ہے اور ہمارے علم کے مطابق کسی صاحب علم نے کسی کو زنا، چوری اور شراب نوشی کرنے پر کافر نہیں کہا، یعنی اصلی کافر کہ ملت سے خارج سمجھا جائے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح احادیث کی رُو سے ایسے شخص کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، ہم اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے جبکہ اسلام نے مسلمان ہی پر حد جاری کی ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ [فِي أَنَّ] «الْمُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» (التحفة ١٢)

باب: 12۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

٢٦٢٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

[2627] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

٢٦٢٦۔ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب الحد كفارة، ح: ٢٦٠٤ من حديث الحجاج بن محمد به وصححه الحاكم: ١/ ٧ ووافقه الذهبي ٭ أبو إسحاق عنعن.

٢٦٢٧۔ أخرجه النسائي: ٨/ ١٠٤، ١٠٥، ح: ٤٩٩٨ (الإيمان، باب صفة المؤمن) عن قتيبة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ١٨٠ والحاكم: ١/ ١٠ على شرط مسلم ووافقه الذهبي ٭ ابن عجلان عنعن وللحديث شواهد كثيرة وهو بها صحيح ٭ وفي الباب عن جابر [مسلم، ح: ٤١]، وأبي موسى [يأتي: ٢٦٢٨]، وعبدالله بن عمرو [البخاري، ح: ١٠ ومسلم، ح: ٤٠].

عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ [بْنِ حَكِيمٍ]، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے دوسرے مسلمان بچے رہیں، اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے لوگوں کو اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں کوئی خوف اور خطرہ نہ ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ]. وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ» [وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا: مسلمانوں میں سے کون سا مسلمان افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں۔'' اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔

فائدہ: کسی فعل سے کسی وصف کا اشتقاق اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ اسے یہ وصف، نام یا لقب اسی فعل کے سبب ملا ہے، یعنی مسلمان کہلانے کا حق دار وہی شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، زبان اور ہاتھ کی صراحت اس لیے کی گئی ہے کہ اکثر و بیشتر ایذاؤں اور تکلیفوں کا تعلق ان دونوں سے ہوتا ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ سر، پاؤں اور آنکھوں سے اگر کسی کو دکھ یا تکلیف پہنچائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اصل مقصد یہ ہے کہ کسی مسلمان سے لوگوں کو کسی قسم کی تکالیف نہیں پہنچنی چاہیے، اسے پُرامن اور بے ضرر ہونا چاہیے، اسی طرح مومن کہلانے کا حق دار اور کامل یا صحیح مومن وہی ہے جس سے لوگوں کے خون اور مال محفوظ ہوں۔

٢٦٢٨- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ».

[2628] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: مسلمانوں میں سے کون سا شخص افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [حَسَنٌ] مِّنْ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَّأَبِي مُوسَى وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح غریب ہے اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سند سے حسن ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا جابر، ابوموسیٰ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی گئی ہیں اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

٢٦٢٨_ تقدم: ٢٥٠٤ عن الجوهري به.

حسن صحیح ہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا (التحفة ١٣)

باب:13۔ اسلام کا آغاز، غربت و اجنبیت کی حالت میں ہوا اور (آخر میں بھی) غریب ہی ہو جائے گا

٢٦٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ».

[2629] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کا آغاز غربت (اجنبیت) میں ہوا اور یہ اجنبیت ہی کی طرف لوٹ جائے گا، اس لیے اجنبی اور نامانوس لوگوں کے لیے مسرت و شادمانی ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ وَأَنَسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ. وَأَبُو الْأَحْوَصِ اسْمُهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ الْجُشَمِيُّ، تَفَرَّدَ بِهِ حَفْصٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، ابن عمر، جابر، انس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن غریب صحیح ہے اور ہمارے علم میں اسے اعمش سے صرف حفص بن غیاث ہی بیان کرتا ہے اور ابو احوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جُشمی ہے، اس حدیث کے بیان میں حفص منفرد ہے۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدِّينَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلٰى جُحْرِهَا، وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ فِي الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ

[2630] کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن زید بن ملحہ اپنے باپ سے، وہ اس کے دادا (عمرو بن عوف) سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ دین، حجاز کی طرف سمٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے اور اللہ کی قسم! دین حجاز میں پناہ لے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے۔ دین

٢٦٢٩- أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب بدأ الإسلام غريبًا، ح: ٣٩٨٨ من حديث حفص بن غياث به، وتابعه أبو خالد سليمان ابن حيان وصححه البغوي في شرح السنة: ١/ ١١٨ وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ١٤٥/ ٢٣٢ وغيره * وفي الباب عن سعد [أحمد: ١/ ١٨٤]، وابن عمر [مسلم، ح: ١٤٦]، وجابر [الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٢٩٨ والبيهقي في الزهد الكبير، ح: ١٩٨]، وأنس [ابن ماجه، ح: ٣٩٨٧]، وعبد الله بن عمرو [أحمد: ٢/ ١٧٧، ١٢٢].

٢٦٣٠- [ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢٠٨٠ من حديث إسماعيل بن أبي أويس به * كثير بن عبدالله: ضعيف جدًا متهم بالكذب.

الْجَبَلِ، إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي».

کی ابتدا اجنبیت کی حالت میں ہوئی ہے اور وہ اجنبی ہی بن جائے گا، پس ان اجنبی لوگوں کے لیے مسرت وشادمانی ہے جو میرے بعد میرے اس طریقے کی اصلاح اور درستی کریں جس کو لوگوں نے بگاڑا ہوگا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: غریب: اس کی جمع غرباء ہے، اجنبی، غیر مانوس، وطن سے دور۔ یأرز: سکڑنا، سمٹنا، گھوم کر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آنا۔ لَيَعْقِلَنَّ: عَقَلَ إِلَيْهِ کے معنی ہوتے ہیں اس کی پناہ لینا۔ عَقَلَ الْوَعل کے معنی ہیں پہاڑی بکرے کا بلند پہاڑ پر چڑھ کر محفوظ ہو جانا۔ اَلْأُرْوِيَة: پہاڑی بکری۔

فائدہ: اسلام کا آغاز انتہائی غربت و اجنبیت میں ہوا۔ ابتدا میں چند افراد نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور اکثریت نے مخالفت کی، آہستہ آہستہ یہ پھیلتا گیا اور اس نے اپنے قدم جما لیے، آخر میں پھر ایک ایسا دور آئے گا کہ اس کے ماننے والے بہت کم افراد رہ جائیں گے، جو لوگوں میں اجنبی اور غیر مانوس رہ جائیں گے۔ لوگ ان کو عجیب وغریب نظروں سے دیکھیں گے۔

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم اس کا آخری حصہ، پہلی حدیث (2629) کے ہم معنی ہے۔

(المعجم ١٤) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ
(التحفة ١٤)

باب: 14۔ منافق کی علامت اور نشانی

٢٦٣١ـ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ».

[2631] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی علامت تین باتیں ہیں: جب بات کرے، جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے، خلاف ورزی کرے۔ اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْعَلَاءِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث علاء کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن

٢٦٣١ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب خصال المنافق، ح:٥٩ من حديث يحيى بن محمد بن قيس به ورواه البخاري، ح:٣٣ ومسلم من طريق آخر عن أبي هريرة رضي الله عنه كما سيأتي ※ وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [جعفر الفريابي في صفة المنافق، ح:٧ وسنده صحيح]، وأنس [أبو يعلى:٧/ ١٣٦، ح:٤٠٩٨]، وجابر [ابن حبان، ح:٦١ والبخاري في التاريخ الكبير:٨/ ٣٨٥، ٣٨٦] ※ حديث إسماعيل بن جعفر: متفق عليه، البخاري، ح:٣٣ ومسلم، ح:٥٩/ ١٠٧.

مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ [بِمَعْنَاهُ]. [قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ]. وَأَبُو سُهَيْلٍ هُوَ عَمُّ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاسْمُهُ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيُّ الْخَوْلَانِيُّ.

مسعود، انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ جناب علی بن حجر کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت مروی ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابو سہیل، امام مالک بن انس کا چچا ہے، اس کا نام نافع بن مالک بن ابی عامر اصبحی خولانی ہے۔

فائدہ: نفاق کی دو قسمیں ہیں: ○ اعتقادی نفاق، یہ حقیقی اور اصلی نفاق ہے اور قرآن مجید میں اسی کا تذکرہ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کو محض زبان سے قبول کیا جائے اور دل میں انکار و مخالفت موجود ہو۔ یہ نفاق بدترین اور ذلیل ترین قسم کا کفر ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔'' (النسآء 145:4) ○ عملی نفاق، بعض بری عادتوں اور بد خصلتوں کو نفاق کا نام دیا گیا ہے۔ مقصود ان سے پرہیز اور اجتناب پر آمادہ کرنا ہے، کیونکہ ان عادتوں اور خصلتوں کو منافقین سے خاص نسبت اور مناسبت ہے اور دراصل یہ ان ہی کی عادتیں اور خصلتیں ہیں۔ کسی صاحب ایمان میں ان کو نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایمان اور عقیدے کا بلکہ سیرت اور کردار و اعمال کا نفاق ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کفر و شرک اور اعتقادی نفاق کی نجاست و گندگی سے بچے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ منافقانہ سیرت اور منافقانہ اعمال و اخلاق کی گندگی سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ احادیث میں اسی دوسری قسم کے نفاق کا تذکرہ ہے۔ اس حدیث میں، ان تین عادتوں کے مجموعے کو نفاق کی علامت اور نشانی قرار دیا گیا ہے۔

٢٦٣٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ».

[2632] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں پائی جائیں تو وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: جو شخص بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب کبھی جھگڑا اور اختلاف ہو جائے تو بدزبانی پر اتر آئے، اور جب عہد معاہدہ کرے تو بدعہدی کرے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَإِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ نِفَاقُ الْعَمَلِ، وَإِنَّمَا كَانَ نِفَاقُ

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کے نزدیک اس کے معنی عملی نفاق ہے اور تکذیب کا

٢٦٣٢ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب علامات المنافق، ح: ٣٤ ومسلم، ح: ٥٨ من حديث سفيان الثوري به.

التَّكْذِيبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. هٰكَذَا رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا [أَنَّهُ قَالَ: النِّفَاقُ نِفَاقَانِ نِفَاقُ الْعَمَلِ وَنِفَاقُ التَّكْذِيبِ]. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نفاق صرف رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ حسن بصری سے اسی قسم کی بات منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں، نفاق کی دو قسمیں ہیں: عملی نفاق اور تکذیبی نفاق، یعنی دل سے جھٹلانا۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: تین خصلتیں اصل نفاق پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر ان میں چوتھی جمع ہو جائے تو مکمل نفاق کی علامت ہوگی اور ایسا شخص پکا منافق ہوگا۔ دونوں حدیثوں سے پانچ خصلتیں ثابت ہوتی ہیں: ○ جھوٹ۔ ○ خیانت ○ عہد شکنی ○ وعدہ خلافی ○ گالی گلوچ اور بدزبانی۔ وعدہ خلافی اور عہد شکنی ایک ہی ہے، اس لیے بعض جگہ عہد خلافی آیا ہے اور بعض جگہ وعدہ خلافی۔ اور گالی گلوچ، جھوٹ میں داخل ہے۔ اگر یہ باتیں عادت بن جائیں تو نفاق ہوگا اور کبھی کبھار سرزد ہوں تو فسق اور نافرمانی ہے۔ تین میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ دیانت کی بنیاد تین چیزیں ہیں: قول، فعل اور نیت، جھوٹ فساد قول کا اظہار ہے اور خیانت فسادِ فعل کی علامت ہے اور وعدہ خلافی فساد نیت پر دلالت کرتی ہے۔ وعدہ خلافی اسی صورت میں نفاق ہے جب پہلے سے عدم وفا کی نیت ہو، اگر شروع میں وفا کی نیت ہو لیکن کسی معقول رکاوٹ اور سبب سے وعدہ خلافی ہوگئی ہو تو یہ نفاق نہیں ہے۔

٢٦٣٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ وَيَنْوِي أَنْ يَفِيَ بِهِ فَلَمْ يَفِ بِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ».

[2633] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت اس کو پورا کرنے کی ہو اور پورا نہ کر سکے تو اس پر کوئی الزام اور گناہ نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى ثِقَةٌ وَأَبُو النُّعْمَانِ مَجْهُولٌ وَأَبُو وَقَّاصٍ مَجْهُولٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند پختہ نہیں ہے۔ علی بن عبدالاعلیٰ ثقہ ہے۔ ابونعمان اور ابووقاص دونوں مجہول ہیں۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ مسلمان کو گالی دینا نافرمانی ہے

٢٦٣٣ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في العدة، ح: ٤٩٩٥ من حديث أبي عامر به

٢٦٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنُ مَنْصُورٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قِتَالُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ».

[2634] عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا اپنے بھائی سے لڑنا کفر ہے اور اس کو گالی دینا فسق (نافرمانی) ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ مِّنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: مسلمان سے لڑنا کفر ہے لیکن یہ ایسا کفر نہیں ہے جو دین اسلام سے خارج کر دے۔ مسلمانوں کی باہمی لڑائی اسلام و ایمان کے منافی ہے اور کافرانہ عمل ہے، اس لیے اس سے بچنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔

٢٦٣٥ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

[2635] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا (برا بھلا کہنا) گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ: «قِتَالُهُ كُفْرٌ» لَيْسَ بِهِ كُفْرًا مِّثْلَ الْاِرْتِدَادِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْحُجَّةُ فِي ذٰلِكَ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ مُتَعَمِّدًا فَأَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاؤُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاؤُوا عَفَوْا» وَلَوْ كَانَ الْقَتْلُ كُفْرًا لَّوَجَبَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَطَاوُسٍ وَعَطَاءٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس حدیث ''اس سے لڑنا کفر ہے'' کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایسا کفر نہیں جو اسلام سے مرتد کر دے اور اس کی دلیل نبی ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ ''جس کو عمداً (جان بوجھ کر) (ناحق) قتل کر دیا گیا تو مقتول کے اولیاء کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں۔'' اور اگر قتل کرنا حقیقی کفر ہوتا، تو قاتل کو قتل

٢٦٣٤ـ أخرجه النسائي: ٧/ ١٢٢، ح: ٤١١٣ (تحريم الدم، باب قتال المسلم) من حديث عبدالملك بن عمير به وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن سعد (بن أبي وقاص) [ابن ماجه، ح: ٣٩٤١]، وعبد الله بن مغفل [الطبراني في الأوسط: ١/ ٤١٣، ح: ٧٣٨].

٢٦٣٥ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ: "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر"، ح: ٦٤ من حديث سفيان الثوري والبخاري، ح: ٤٨ من حديث زبيد به * حديث: "من قتل متعمدًا . . . إلخ"، تقدم: ١٣٨٧ وهو حديث حسن.

الْعِلْمِ قَالُوا: كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ وَفُسُوقٌ دُونَ فُسُوقٍ].

کرنا لازم ہوتا۔ سیدنا ابن عباس، طاؤس، عطاء اور بہت سے اہل علم کا قول ہے: ایک کفر دوسرے کفر سے کم تر ہوتا ہے اور ایک فسق، دوسرے فسق سے کم تر ہوتا ہے، یعنی کفر اور فسق کے مختلف درجات و مراتب ہیں، صرف ایک ہی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَمَى أَخَاهُ بِكُفْرٍ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ جس نے اپنے بھائی پر کافر ہونے کا الزام لگایا

٢٦٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْعَبْدِ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهِ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِمَا قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2636] سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندے پر ایسی نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے جس کا وہ مالک نہ ہو اور مومن پر لعن طعن کرنے والا اس کے قاتل جیسا ہے اور جو کسی مومن پر کفر کا الزام یا تہمت لگاتا ہے وہ اس کے قاتل کی طرح ہے اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعے سے عذاب دے گا۔“

اس مسئلے میں سیدنا ابوذر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ایک انسان کسی ایسی چیز کی نذر مان لے جس کا پورا کرنا اس کے بس میں نہ ہو تو ایسی نذر منعقد نہیں ہو گی، مثلاً وہ کہتا ہے: اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں مریض کو صحت و تندرستی بخشی تو فلاں غلام آزاد ہوگا، حالانکہ وہ غلام اس کا نہیں ہے، یا کہتا ہے: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا بخشی تو فلاں بکری ذبح کروں گا حالانکہ وہ بکری اس کی نہیں ہے۔ ② جس طرح کسی کو قتل کرنا جرم و گناہ ہے، اسی طرح کسی پر لعن طعن ناجائز ہے، اسی طرح مسلمان کو کافر کہہ دینا، قتل کی طرح جرم ہے۔ ③ خودکشی کرنا بھی گناہ ہے اور ایسا انسان اسی آلے سے عذاب دیا جائے گا جس کو اس نے خودکشی کے لیے استعمال کیا تھا۔

٢٦٣٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . إلخ، ح: ١١٠ من حديث هشام الدستوائي والبخاري، ح: ٦٠٤٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به * وفي الباب عن أبي ذر [البخاري، ح: ٦٠٤٥ ومسلم، ح: ٦١]، وابن عمر [يأتي: ٢٦٣٧].

٢٦٣٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [غَرِيبٌ]. وَمَعْنٰى قَوْلِهِ بَاءَ: يَعْنِي أَقَرَّ.

[2637] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان میں سے ایک اس کا مستحق ہو گیا۔''

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور آپ کے فرمان [بَاءَ] کے معنی اقرار ہیں۔

فائدہ: کسی مسلمان کو کافر کہہ دینا انتہائی سنگین جرم ہے، اور اس بات کا گناہ اور وبال دونوں میں سے ایک پر ضرور ہوتا ہے، یعنی یا تو مخاطب فی الواقع کافر ہو گا یا پھر کہنے والا اپنی اس بات کے وبال سے محفوظ نہیں رہتا۔ ہاں اگر کسی کو اصول دین کے انکار کی وجہ سے کافر قرار دیا جائے تو جائز ہے، مثلاً: کوئی قرآن مجید کے اللہ کی کتاب ہونے کا انکار کرے یا قیامت کا منکر ہو یا الوہیت یا نبوت کا دعویدار ہو یا آپ کے بعد کسی کو نبی مانتا ہو وغیرہ تو ان کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

(المعجم ١٧) بَابُ [مَا جَاءَ] فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ جو انسان اس حال میں فوت ہو کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کا اقرار کرتا ہو

٢٦٣٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ: مَهْلًا لِمَ تَبْكِي؟ فَوَاللهِ! لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَأَشْهَدَنَّ لَكَ، وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَأَشْفَعَنَّ لَكَ، وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَأَنْفَعَنَّكَ، ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ! مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ

[2638] صنابحی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ ان کی موت کا وقت قریب تھا، تو میں رونے لگا۔ اس پر انھوں نے فرمایا: ٹھہرو، کیوں روتے ہو، اللہ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئی تو میں ضرور تمھارے حق میں گواہی دوں گا۔ اور اگر مجھے سفارش کا موقع ملا تو میں ضرور تمھارے حق میں سفارش کروں گا، اور اگر میرے بس میں ہوا تو میں ضرور تمھیں نفع

٢٦٣٧ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال، ح: ٦١٠٤ من حديث مالك ومسلم، ح: ٦٠ من حديث عبدالله بن دينار به وهو في الموطأ للإمام مالك رحمه الله: ٢/ ٩٨٤ نحو المعنى.

٢٦٣٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا، ح: ٢٩ عن قتيبة به ✲ وفي الباب عن أبي بكر [أحمد: ١/ ٦]، وعمر [أحمد: ١/ ٦٣]، وعثمان [مسلم، ح: ٢٦]، وعلي [الطبراني في الأوسط: ١/ ٣٤٢، ح: ٥٧٨]، وطلحة [ابن ماجه، ح: ٣٧٩٥]، وجابر [مسلم، ح: ٩٣]، وابن عمر [الطبراني في الأوسط: ٢/ ٣٤٨، ح: ١٦٠٤]، وزيد بن خالد [النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١١١٠، ١١١١] ✲ قول ابن عيينة صحيح عنه ✲ ورُوي عن عبد الله بن مسعود [تقدم: ٢٥٩٥]، وأبي ذر [تقدم: ٢٥٩٦]، وعمران بن حصين [تقدم: ٢٦٠٠]، وجابر بن عبدالله [البخاري ح: ٦٥٥٨ ومسلم، ح: ١٩١ وأحمد: ٣/ ٣٢٥]، وابن عباس [أحمد: ١/ ٢٨١]، وأبي سعيد الخدري [تقدم: ٢٥٩٨]، وأنس بن مالك [تقدم: ٢٥٩٣].

رَسُولِ اللهِ ﷺ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَأُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ، وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ».

پہنچاؤں گا۔ پھر کہا: اللہ کی قسم! جو حدیث بھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی جو تمھارے حق میں بہتر تھی میں وہ تمھیں سنا چکا ہوں، سوائے ایک حدیث کے اور آج تمھیں وہ بھی سنانے لگا ہوں، جبکہ موت نے مجھے گھیرا ہوا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے اس کے لیے آگ کو حرام کر دیا ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ. [قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ كَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ]. وَالصُّنَابِحِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُسَيْلَةَ أَبُو عَبْدِ اللهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ»، فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ قَبْلَ نُزُولِ الْفَرَائِضِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ [عَبْدِ اللهِ] بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [أَنَّهُ] قَالَ: «سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ». وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ

اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، جابر، ابن عمر اور زید بن خالد رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔ ابن عیینہ کا قول ہے کہ ''محمد بن عجلان، حدیث کے سلسلے میں ثقہ اور امین ہے۔'' صنابحی سے مراد ابوعبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ امام زہری سے نبی ﷺ کے فرمان ''جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کیا وہ جنت میں داخل ہو گا'' کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا: اس فرمان کا تعلق اسلام کے ابتدائی دور سے تھا جبکہ ابھی فرائض اور امر و نہی کا نزول نہیں ہوا تھا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم کے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اہل توحید یقینا جنت میں چلے جائیں گے، اگرچہ اپنے گناہوں کی پاداش میں انھیں آگ کا عذاب ہو گا، کیونکہ وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود، ابوذر، عمران بن حصین، جابر بن عبداللہ، ابن عباس، ابوسعید خدری اور انس (بن مالک) رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اہل توحید میں سے کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔'' اسی طرح تابعین میں سے سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور بہت سے

التَّابِعِينَ[وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ [الحجر:٢] قَالُوا: إِذَا أُخْرِجَ أَهْلُ التَّوْحِيدِ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ.

دوسرے حضرات سے منقول ہے کہ انھوں نے (اور کئی سندوں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے) اس آیت: ''کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے'' (الحجر 2:15) کی تفسیر میں کہا: ''جب اہل توحید دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے تو کافر آرزو کریں گے، اے کاش! وہ بھی مسلمان ہوتے۔''

فائدہ: اس حدیث میں توحید و رسالت کی شہادت سے مراد، دعوتِ اسلام کا کامل طور سے قبول کرنا اور اس پر چلنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ توحید و رسالت کی شہادت اپنے اندر پورے دین اسلام کو سمیٹے ہوئے ہے اور بلاشبہ جو شخص دین توحید کو صدق دل سے قبول کرتا ہے، وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ اب اگر ایمان کے باوجود اس نے گناہ بھی کیے ہوں گے اور وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے معافی کا حق دار ہوگا، تو اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کر کے بغیر عذاب ہی کے اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اگر وہ بخشش کا حق دار نہ ہوا تو گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں جا سکے گا۔ آپ ﷺ کا مقصد اس فرمان میں توحید و رسالت کی شہادت کی ذاتی خاصیت اور اس کا اصل اثر بتلانا ہے، قطع نظر اس سے کہ اگر دوسرے اعمال کا تقاضا اس کے خلاف ہو تو پھر انجام کیا ہوگا۔

٢٦٣٩ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا [عَبْدُ اللهِ] ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِي عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ سِجِلًّا، كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ يَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ: لَا، يَا رَبِّ! فَيَقُولُ: بَلٰى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَيُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا

[2639] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک آدمی کو اپنی ساری مخلوق کے روبرو (سامنے) الگ نکالے گا اور پھر اس کے سامنے ننانویں دفتر پھیلائے گا جن میں سے ہر دفتر (اعمال نامہ) کی لمبائی حد نظر تک ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا تیرے اعمال کی نگرانی کرنے والے، میرے لکھنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں، اے میرے پروردگار! (اس کا اور

٢٦٣٩ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٣ من حديث ابن المبارك به وهو في الزهد له (زوائد نعيم)، ح: ٣٧١ وصححه الحاكم: ١/ ٦، ٥٢٩ ووافقه الذهبي، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٣٠٠ من حديث الليث بن سعد به.

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَقَالَ: فَإِنَّكَ لَا تُظْلَمُ. قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، وَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ».

دوسرے لوگوں کا خیال ہوگا کہ یہ بندہ اب عذاب سے بچ نہیں سکے گا، لیکن ارحم الراحمین کی رحمت کا ظہور ہوگا) اللہ فرمائے گا: ہاں، ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، اور آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا (اس نیکی کے فائدے سے تجھے محروم نہیں رکھا جائے گا) سو کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا، اس میں لکھا ہوگا: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهَ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ] اس پر اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائے گا: (اپنے اعمال کے) وزن کے پاس حاضر ہو (چل کر اپنے سامنے وزن کرا) وہ عرض کرے گا: اے میرے آقا! ان دفتروں کے سامنے اس پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا: بلاشبہ تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سب دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا پرزہ دوسرے پلڑے میں، پس سب دفتر ہلکے ثابت ہوں گے، اوپر اٹھ جائیں گے اور پرزہ بھاری ثابت ہوگا، اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری ثابت نہیں ہوسکتی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَالْبِطَاقَةُ: الْقِطْعَةُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جناب قتیبہ اپنی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں، اور بطاقہ کے معنی کاغذ کا ٹکڑا یا پرزہ ہیں۔

فائدہ: اگر انسان خلوص دل سے اسلام قبول کر لے تو اس سے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور اس کلمۂ شہادت سے مراد وہ کلمہ ہے جو کفر وشرک سے نکلنے کے لیے ایمان و اسلام میں داخل ہونے کے لیے پہلی دفعہ دل وزبان کی موافقت سے پڑھا گیا۔ قیامت کے روز وزنِ اعمال کے وقت اس کو کلمۂ توحید کا یہ اثر دکھایا جائے گا کہ ساری عمر کے پہلے گناہ اس کے اثر سے بے وزن اور بے اثر ہو جائیں گے۔ دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ یہ معاملہ اس شخص کا ہوگا جو مدت دراز تک غفلت اور بے پروائی سے گناہ کرتا رہا اور اس کے دفتر کے دفتر لکھے جاتے رہے، آخر میں اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی اور اس نے دل کی گہرائی سے پورے اخلاص کے ساتھ اس کلمۂ شہادت کی تجدید کی اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اپنے تعلق وربط کو درست کرنے کا پختہ عہد کیا، اور اسی پر اسے موت آ گئی۔

(المعجم ١٨) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] افْتِرَاقِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

(التحفة ١٨)

باب:18۔ اس امت میں فرقہ بندی

٢٦٤٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلٰى إِحْدٰى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، أَوِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً».

[2640] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے، یہی صورت حال عیسائیوں کی ہوئی اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات مذکور ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٦٤١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ [الثَّوْرِيِّ]، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِي مَا أَتٰى عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالَ: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي».

[2641] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً میری امت پر ایسا دور آئے گا کہ ہوبہو بنو اسرائیل جیسے ہو جائیں گے، جیسا کہ جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے، حتی کہ اگر ان میں کوئی ایسا ہوا جو کھلم کھلا اپنی ماں کے پاس آیا (اس سے زنا کیا) تو میری امت میں سے بھی ایسی حرکت کرنے والا ہوگا اور بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت تہتر گروہوں میں بٹے گی اور ایک فرقے کے سوا سب دوزخی ہوں گے۔'' کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس پر میں اور میرے ساتھی ہیں۔''

٢٦٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، السنة، باب شرح السنة، ح: ٤٥٩٦ وابن ماجه، ح: ٣٩٩١ من حديث محمد بن عمرو به وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٤ والحاكم: ١/ ١٢٨ على شرط مسلم ووافقه الذهبي(!) ✽ وفي الباب عن سعد [عبد بن حميد، ح: ١٤٨]، وعبد الله بن عمرو [يأتي: ٢٦٤١] وعوف بن مالك [ابن ماجه، ح: ٣٩٩٢].

٢٦٤١ـ [حسن لغيره] أخرجه الحاكم: ١/ ١٢٩ من حديث سفيان الثوري به، ابن أنعم الإفريقي ضعيف مشهور، وللحديث شواهد، انظر الصحيحة للألباني، ح: ١٣٤٨.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، مُفَسَّرٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور خوب واضح ہے۔ ہمارے علم میں یہ تفسیر (کہ فرقہ ناجیہ کون ہے) اسی سند میں آئی ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں ہدایت یافتہ لوگوں کی شناخت و پہچان کرواتے ہوئے فرمایا ہے: ”سو اگر وہ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو یقینا انھوں نے ہدایت پائی۔“ (البقرة 137:2) اور اس حدیث میں ان کی یہ شناخت بیان کی کہ جو فرقہ اور گروہ آپ کا اور آپ کے صحابہ کا اصول وفروع اور عقیدہ وعمل میں طرز عمل اختیار کرے گا وہی کامیاب وکامران ہوگا۔ ظاہر ہے، آپ کا اور صحابہ کا لائحہ عمل اور دستور زندگی کتاب وسنت تھا، لہٰذا جو گروہ اور فرقہ ان دونوں کو مشعل راہ اور حرز جان بناتا ہے وہی جنتی ہے اور باقی بہتر فرقوں کا عمل یہود ونصاریٰ کے طرز عمل کے مطابق ہے اور گمراہی وضلالت پر مبنی ہے، اس لیے وہ ان کے بہتر فرقوں کی طرح ناکام اور نامراد ہیں، صرف ایک ہی فرقہ ان کے رویے اور طرز عمل سے محفوظ ہے، اسی لیے وہ کامیاب ہے۔

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ، فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّورِهِ، فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّورِ اهْتَدٰى، وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ، فَلِذٰلِكَ أَقُولُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللهِ».

[2642] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) کو تاریکی میں پیدا کیا، سو ان پر اپنا نور ڈالا تو جسے وہ نور پہنچا، وہ راہ یاب ہو گیا، اور جس سے وہ چوک گیا، یعنی اسے وہ نور نہ ملا، وہ گمراہ رہا، اسی لیے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پر خشک ہو گیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا﴾ (الشمس 91:8) ”انسان کو اس کی نیکی اور بدی کی سمجھ دی۔“ یعنی اس کے اندر ایک نور رکھا جس سے اس کے اندر یہ شعور پیدا ہو کہ کیا چیز اس کے لیے نیکی اور خیر ہے اور کیا چیز بدی اور شر۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہیمیت اور ملکیت (جسمانی اور روحانی) دو قوتیں رکھی ہیں، اگر قوت بہیمیت کا غلبہ ہو تو انسان کفر وضلالت، برے اور گندے اخلاق اپناتا ہے اور اگر قوت ملکیت کا غلبہ ہوگا تو انسان ایمان وہدایت اور اچھے اخلاق اختیار کرتا ہے۔ نور الٰہی، ملکوتی اور روحانی قوت کو غلبہ مل جائے تو اس کا نتیجہ اور اثر ہدایت ہے اور اس سے محرومی ضلالت ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے کہ کون نور الٰہی کے اثر سے شاکر بنے گا اور کون اس سے محرومی کے سبب کفور (ناشکرا) ہوگا۔

٢٦٤٢- إسماعيل بن عياش تابعه الأوزاعي، عند الحاكم: ١/ ٣٠ وصححه ووافقه الذهبي ورواه أحمد: ٢/ ١٧٦ من حديث عبد الله بن الديلمي وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ١٨١٢ والحاكم وغيرهما ✽ هذا الحديث لم يذكره المزي في تحفة الأشراف.

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ فَقُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا»: قَالَ: «فَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ».

[2643] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟“ تو میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا ان پر یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت و بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“ فرمایا: ”کیا جانتے ہو کہ جب وہ یہ عمل کریں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ انھیں عذاب نہ دے۔“

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے سے مراد درحقیقت دین اسلام اختیار کرنا اور اس پر چلنا ہے، چونکہ اسلام اور کفر کے درمیان سب سے بڑا اور واضح فرق توحید (اللہ کی بندگی اور اطاعت) اور شرک سے بچنا ہے، اس لیے جو لوگ یہ عمل کریں گے، وہ اللہ کا حق ادا کریں گے اور اس کے نتیجے میں عذاب سے بچ جائیں گے۔

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ وَالْأَعْمَشِ. كُلُّهُمْ سَمِعُوا زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ». قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

[2644] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے بشارت دی کہ جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ میں نے عرض کیا: اگرچہ زنا کرتا ہو، اگرچہ چور ہو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔

فائدہ: شرک نہ کرنے سے مراد دین توحید کا اقرار اور اس پر عمل ہے اور جو شخص دین توحید پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے، وہ ضرور جنت میں جائے گا، جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔

٢٦٤٣_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ح: ٢٨٥٦ ومسلم، ح: ٣٠ من حديث أبي إسحاق به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٦٥ عن شعبة وسلام عن أبي إسحاق به.

٢٦٤٤_ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢٢٢ من حديث شعبة ومسلم، الزكاة، ◄◄

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٩) أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٣٥)

رسول اللہ ﷺ سے منقول علم کے مسائل

(المعجم ١) بَابٌ: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ (التحفة ١)

باب: 1۔ جب اللہ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے

٢٦٤٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2645] سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی اور خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی صحیح اور گہری سوجھ بوجھ عنایت فرما دیتا ہے۔''

اس مسئلے میں سیدنا عمر، ابوہریرہ اور معاویہ ؓ سے روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: فقہ، دقیق فہم اور باریک بینی کو کہتے ہیں جس کے باعث انسان متکلم کی غرض اور مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔ دین کا لطیف اور دقیق فہم، اللہ تعالیٰ کی عنایت اور کرم نوازی ہے اور یہ اسے ہی حاصل ہوتا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیرِ کثیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ مطلق خیر تو ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ فَضْلِ طَلَبِ الْعِلْمِ (التحفة ٢)

باب: 2۔ حصولِ علم کی فضیلت

◄ باب الترغيب في الصدقة، ح: ٩٤/ ٣٣ من حديث عبدالعزيز بن رفيع به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٤٤٤ بلفظ: "يا أبا ذر بشر الناس أنه من قال: لا إله إلا الله دخل الجنة" * وفي الباب عن أبي الدرداء [أحمد: ٦/ ٤٤٢ والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١١٢٤].

٢٦٤٥- أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٦ من حديث إسماعيل بن جعفر به * وفي الباب عن عمر [الطبراني في الأوسط: ٤/ ١٧٥، ح: ٣٣١٢]، وأبي هريرة [ابن ماجه، ح: ٢٢٠]، ومعاوية [البخاري، ح: ٧١ ومسلم، ح: ١٠٣٧/ ٩٨].

٢٦٤٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ».

[2646] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حصولِ علم کے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: جنت میں داخلے کا سبب اور وسیلہ صحیح عقیدہ اور نیک اعمال ہیں اور عقیدہ وعمل کی صحت کا مدار صحیح علم پر ہے، اس لیے حدیث میں بیان کردہ علم سے مراد کتاب وسنت کا علم ہے اور اس کے حصول کے لیے گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے۔

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْعَتَكِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتّٰى يَرْجِعَ».

[2647] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم کی طلب وتلاش میں نکلنے والا جب تک واپس نہیں آتا، اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور بعض راویوں نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

٢٦٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلّٰى: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَخْبَرَةَ، عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰى».

[2648] سیدنا سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم طلب کیا، وہ (اس کے) گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ. أَبُو دَاوُدَ اسْمُهُ نُفَيْعٌ الْأَعْمٰى، [تَكَلَّمَ فِيهِ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ]، يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ وَلَا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ ابوداود کا نام نفیع اعمیٰ ہے۔ (قتادہ اور دیگر اہل علم نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔) اسے حدیث کے سلسلے

٢٦٤٦ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ من حديث أبي أسامة به.

٢٦٤٧ـ [ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ١٣٦ من حديث نصر بن علي به وأشار المنذري إلى أنه حسن (الترغيب والترهيب: ١/ ١٠٥) ✽ الربيع وأبو جعفر وخالد: كلهم حسن الحديث في غيره. قال ابن حبان في ترجمة الربيع بن أنس: والناس يتقون حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه لأن فيها اضطراب كثير (الثقات: ٤/ ٢٢٨)".

٢٦٤٨ـ [ضعيف جدًّا] أخرجه الدارمي: ١/ ١٣٩، ح: ٥٦٧ عن محمد بن حميد به ✽ أبو داود ضعيف جدًّا متهم ومحمد بن حميد ضعيف.

نَعْرِفُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيرَ شَيْءٍ وَلَا لِأَبِيهِ.

میں ضعیف قرار دیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق عبداللہ بن سخبرہ اور اس کے والد سے کوئی زیادہ احادیث منقول نہیں ہیں۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي كِتْمَانِ الْعِلْمِ (التحفة ٣)

باب:3۔علم چھپانے کی وعید

٢٦٤٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلِ بْنِ قُرَيْشٍ الْيَامِيُّ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ».

[2649] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص سے ایسے علم کی کوئی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا تھا اور اس نے اسے چھپایا، قیامت کے دن اسے آگ کی لگام چڑھائی جائے گی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں سیدنا جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ: تحصیلِ علم کا اصل مقصد اس کی نشر و اشاعت اور ناواقفوں کو اس سے آگاہ کرنا ہے اور جو صاحب علم ضرورت کے موقع اور محل پر زبان بند رکھتا ہے اور بات نہیں بتاتا، وہ اس لائق ہے کہ اسے یہی سزا دی جائے کہ اس کی زبان کو لگام دی جائے، کیونکہ اس نے خود کو خاموشی اور چپ کی لگام دی تھی۔

(المعجم ٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِسْتِيصَاءِ بِمَنْ يَطْلُبُ الْعِلْمَ (التحفة ٤)

باب:4۔ طالب علم کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرنا

٢٦٥٠ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَارُونَ [الْعَبْدِيِّ] قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيدٍ فَيَقُولُ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ

[2650] ابوہارون عبدی بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو وہ فرماتے: انھیں خوش آمدید! جن کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے

٢٦٤٩ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من سئل عن علم فكتمه، ح:٢٦١ من حديث عمارة بن زاذان به وصححه ابن حبان، ح:٩٥ وللحديث شواهد كثيرة * وفي الباب عن جابر [ابن ماجه، ح:٢٦٣]، وعبد الله بن عمرو [ابن حبان، ح:٩٦ والحاكم: ١/١٠٢].

٢٦٥٠ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الوصاة بطلبة العلم، ح:٢٤٩ من حديث سفيان الثوري به * أبو هارون ضعيف جدًا متهم والوصية لطلاب الحديث ثابت. انظر الصحيحة للألباني، ح: ٢٨٠.

ﷺ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِّنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا».

وصیت کی ہے، بلاشبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تمھارے تابع اور پیروکار ہیں، اور یقینا کچھ لوگ تمھارے پاس دین سمجھنے کے لیے زمین کے اطراف و جوانب سے آئیں گے، سو جب وہ تمھارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا معاملہ کرنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ: كَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ أَبَا هَارُونَ الْعَبْدِيَّ. قَالَ يَحْيَى [بْنُ سَعِيدٍ]: وَمَا زَالَ ابْنُ عَوْنٍ يَرْوِي عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ حَتّٰى مَاتَ. وَأَبُو هَارُونَ اسْمُهُ عُمَارَةُ بْنُ جُوَيْنٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام شعبہ، ابوہارون عبدی کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: ابن عون اپنی موت تک ابوہارون عبدی سے روایت بیان کرتے رہے۔ اور ابوہارون کا نام عمارہ بن جوین ہے۔

لغوی تشریح: اسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا: ان کے بارے میں اپنے نفسوں سے خیر اور بھلائی چاہو، یا ان کے بارے میں مجھ سے خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو، اور انھیں خیر و بھلائی سکھاؤ۔

فائدہ: یہ روایت اس سیاق سے ضعیف ہے، تاہم طلبہ کو خوش آمدید کہنا دیگر روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سلسلة الصحيحة للألباني، حديث: 280) طلبہ کے ساتھ ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے اور انھیں پوری لگن، محنت و کوشش اور محبت و پیار سے تعلیم دینی چاہیے، ان کی نگرانی و نگہداشت کرنی چاہیے۔

٢٦٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَأْتِيكُمْ رِجَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُونَ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا». قَالَ: فَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ إِذَا رَآنَا قَالَ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

[2651] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس مشرق کی طرف سے کچھ لوگ آئیں گے، علم حاصل کرنا چاہتے ہوں گے، وہ تمھارے پاس آئیں تو ان سے ہمدردی اور خیر خواہی کرنا۔'' ابوہارون عبدی بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسعید رضی اللہ عنہ ہمیں دیکھتے تو فرماتے: رسول اللہ ﷺ کے وصی کے لیے خوش آمدید!

قَالَ: وَهٰذَا حَدِيثٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے صرف ابوہارون عبدی ہی بیان کرتا ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَهَابِ الْعِلْمِ (التحفة ٥)

باب:5۔علم کے خاتمے کا بیان

٢٦٥١- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الخطيب: ١٤/ ٣٨٧ من حديث أبي هارون العبدي به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٢٦٥٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

[2652] سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں سے چھین کر علم قبض نہیں کرے گا، لیکن اہل علم کو فوت کر کے قبض کرے گا (اٹھائے گا) حتی کہ جب وہ کسی عالم کو نہیں رہنے دے گا تو لوگ بالکل جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھیں جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے (جواب) دیں گے، اس سے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَزِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هٰذَا.

اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہما سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ روایت امام زہری نے عروہ کے واسطے سے عبداللہ بن عمرو اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کی ہے۔

فائدہ: تعلیم و تعلم کا سلسلہ آہستہ آہستہ منقطع ہوتا چلا جائے گا اور پہلے سے موجود اہل علم فوت ہو جائیں گے اور ان کی جگہ نئے اہل علم پیدا نہیں ہوں گے، صحیح اور پختہ علم سے محروم جاہل لوگ قائد اور لیڈر بن جائیں گے۔ جہالت کی وجہ سے غلط فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کے لیے انتہائی ترغیب و تشویق ہے کہ اپنے علمائے ربانی کی قدر کریں، ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں ورنہ وہ وقت قریب ہے کہ اس نعمت سے محروم کر دیے جائیں گے۔

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

[2653] سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، پھر فرمایا: ''ایسا وقت آیا چاہتا ہے کہ لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا، حتی کہ ان کے بس میں کچھ علم نہ رہے گا۔''

٢٦٥٢ـ أخرجه مسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح:٢٦٧٣ من حديث عبدة والبخاري، ح:١٠٠ من حديث هشام بن عروة به ❊ وفي الباب عن عائشة [يأتي بعده:٢٦٥٢]، وزياد بن لبيد [ابن ماجه، ح:٤٠٤٨ والترمذي، ح:٢٦٥٣] ❊ حديث الزهري: أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٥٩٠٨.

٢٦٥٣ـ [حسن لغيره] أخرجه الحاكم:١/ ٩٩ من حديث عبد الله بن صالح به وصححه ووافقه الذهبي وهو في مسند الدارمي، ح:٢٩٤ ❊ حديث عبد الرحمن بن جبير عن أبيه عن عوف: أخرجه أحمد:٦/ ٢٦، ٢٧ والنسائي في الكبرى، ح:٥٩٠٩ وابن حبان، ح:١١٥ وصححه الحاكم:١/ ٩٨، ٩٩ ووافقه الذهبي.

فَشَخَصَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا أَوَانٌ يُخْتَلَسُ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ». فَقَالَ زِيَادُ بْنُ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ: كَيْفَ يُخْتَلَسُ مِنَّا، وَقَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ فَوَاللّٰهِ لَنَقْرَأَنَّهُ، وَلَنُقْرِئَنَّهُ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا زِيَادُ! إِنْ كُنْتُ لَأَعُدُّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ: هٰذِهِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ عِنْدَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى فَمَاذَا تُغْنِي عَنْهُمْ؟» قَالَ جُبَيْرٌ: فَلَقِيتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقُلْتُ: أَلَا تَسْمَعُ [إِلٰى] مَا يَقُولُ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: قَالَ: صَدَقَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنْ شِئْتَ لَأُحَدِّثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ: الْخُشُوعُ، يُوشِكُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ الْجَامِعِ فَلَا تَرٰى فِيهِ رَجُلًا خَاشِعًا.

اس پر زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم سے علم کس طرح چھین لیا جائے گا، حالانکہ ہم قرآن پڑھ چکے ہیں، اللہ کی قسم! ہم ضرور اس کی تلاوت کرتے رہیں گے اور یقینا اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں گے؟ (اس طرح تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہے گا۔) آپ نے فرمایا: ”اے زیاد! تیری ماں تجھے گم پائے، میں تو تجھے اہل مدینہ کے سمجھ دار لوگوں میں شمار کرتا ہوں۔ (تو نے یہ بات کیسے کہہ دی۔) یہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود ہیں، یہ انھیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہیں۔“ جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: کیا آپ کے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا ہے، آپ نے بھی سنا ہے؟ اور میں نے انھیں ابودرداء رضی اللہ عنہ والی حدیث سنائی۔ انھوں نے کہا: ابودرداء نے سچ کہا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمھیں لوگوں سے سب سے پہلے اٹھنے والا علم بتا دوں، وہ خشوع ہے۔ قریب ہے کہ آپ کسی جامع مسجد میں داخل ہوں اور اس میں کوئی ایک آدمی بھی عاجزی و انکساری کرنے والا نہ پائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ نَحْوُ هٰذَا، وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ معاویہ بن صالح محدثین کے نزدیک ثقہ ہے، ہمارے علم کے مطابق اس پر یحییٰ بن سعید القطان کے سوا کسی نے جرح نہیں کی۔ معاویہ بن صالح سے بھی اس کے ہم معنی روایت مروی ہے۔ اور بعض راویوں نے یہ روایت، سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

فائدہ: علم دین آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو جائے گا، اگرچہ قرآن موجود ہوگا، لیکن لوگ اس پر عمل پیرا نہیں ہوں گے، حالانکہ علم کا حقیقی اور اصلی مقصد اس پر عمل کرنا ہے۔ جب علم پر عمل نہیں ہوگا تو گویا وہ علم نہیں جہالت ہے۔ اگر علم صحیح اور راسخ ہوتا تو عمل پر آمادہ کرتا۔ علم کے نتیجے میں انسان میں اللہ کا خوف وخشیت پیدا ہوتی ہے اور خشیت کا اثر خشوع وخضوع، یعنی عاجزی اور فروتنی ہے۔ جب علم بے اثر ہو جائے گا تو بد عملی پیدا ہوگی اور خشوع وخضوع ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٦) بَابٌ: فِيمَنْ يَطْلُبُ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا

(التحفة ٦)

باب:6۔ جو اپنے علم سے دنیا طلب کرے

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ».

[2654] سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے علماء سے مقابلہ کرنے یا بے وقوفوں سے جھگڑنے کے لیے علم سیکھا، تاکہ لوگوں کے چہرے (توجہ) اپنی طرف پھیر لے تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ عِنْدَهُمْ، تُكُلِّمَ فِيهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ، محدثین کے ہاں زیادہ ثقہ نہیں ہے، اس پر اس کے حافظے کے سبب جرح کی گئی ہے۔

لغوی تشریح: ليجاري: تاکہ اس کے ذریعے سے مقابلہ کرے، ٹکر لے، مناظرے میں ان کے ساتھ ساتھ چلے۔ ليماري: اس کے ذریعے سے جھگڑا اور جدال کرے۔ يصرف به وجوه الناس إليه: لوگوں کی توجہ اور رخ اپنی طرف پھیر لے، تاکہ ان سے مال ومتاع بٹور سکے، ان کی نظروں میں عزت وجاہ حاصل کرلے۔

فائدہ: علم دین کا اصل مقصد اس کی اشاعت وتبلیغ کرنا اور اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہے تاکہ انسان آخرت میں کامیاب وکامران ہو، اس کے برعکس جو انسان دنیوی مفاد اور منافع ہی کو اصل مقصد قرار دے دے اور علمی دھونس جما کر لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے دنیا کمانا چاہے، اس کو دنیا تو شاید حاصل ہو جائے، لیکن آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔

٢٦٥٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبَّادٍ الْهُنَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَيُّوبَ

[2655] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے غیر اللہ کے لیے علم سیکھا، یا اس سے

٢٦٥٤ـ [صحيح لغيره] أخرجه ابن عدي: ١/٣٢٦ من حديث أبي الأشعث به ※ إسحاق بن يحيى: ضعيف (تقريب) وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٢٥٣ وغيره.

٢٦٥٥ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٨ من حديث محمد بن عباد به ※ وفي الباب عن جابر [ابن ماجه، ح: ٢٥٤] ※ خالد بن دريك لم يدرك ابن عمر.

السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِغَيْرِ اللهِ أَوْ أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

غیر اللہ (دنیوی مفادات) کا ارادہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"

[وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ]. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَيُّوبَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

اس مسئلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ ایوب سے اسی سند سے مروی ہے۔

(المعجم ٧) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي الْحَثِّ عَلٰى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ (التحفة ٧)

باب: 7۔ سنی ہوئی احادیث کی تبلیغ و اشاعت کی ترغیب

٢٦٥٦۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ مِّنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نِصْفَ النَّهَارِ، قُلْنَا: مَا بَعَثَ إِلَيْهِ [فِي] هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِشَيْءٍ يَّسْأَلُهُ عَنْهُ، فَقُمْنَا فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: نَعَمْ، سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَّيْسَ بِفَقِيهٍ».

[2656] سیدنا ابان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، دوپہر کے وقت مروان کے پاس سے نکلے۔ ہم نے خیال کیا، انھیں اس وقت کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے ہی بلایا گیا ہوگا، سو ہم اٹھے اور ان سے پوچھ لیا تو انھوں نے جواب دیا: ہاں، اس نے ہم سے کچھ ایسی چیزیں پوچھیں جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تر و تازہ اور خوش و خرم رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اور اسے یاد رکھا، یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچا دیا، بہت سے علم سیکھنے والے ایسے اصحاب کو پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ سوجھ بوجھ والے ہوتے ہیں، اور بہت سے فقہ کے حامل خود سوجھ بوجھ والے نہیں ہوتے۔"

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَّأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَنَسٍ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، جبیر بن مطعم، ابودرداء اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات مروی ہیں۔

٢٦٥٦۔ أخرجه أبو داود السجستاني، العلم، باب فضل نشر العلم، ح: ٣٦٦٠ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان، ح: ٧٢ والبوصيري وله شواهد عند الحاكم: ١/ ٨٧، ٨٨ وغيره ❊ وفي الباب عن عبدالله بن مسعود [يأتي: ٢٦٥٧، ٢٦٥٨]، ومعاذ بن جبل [الطبراني في الأوسط: ٧/ ٤٠٠، ح: ٦٧٧٧]، وجبير بن مطعم [ابن ماجه، ح: ٢٣١] وأبي الدرداء [الدارمي، ح: ٢٣٦]، وأنس [ابن ماجه، ح: ٢٣٦].

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

فائدہ: حدیث کی تبلیغ و اشاعت، ایسا کرنے والے کی سرسبزی و شادابی اور بقا کا باعث ہے، اس لیے جو اس کی تبلیغ و اشاعت کرتا ہے وہ اس کا حق دار ہے کہ اللہ اسے خوش وخرم رکھے۔ اور تبلیغ و تدریس میں ایسے بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات سننے والا یا شاگرد، بیان کرنے والے اور پڑھانے والے استاد سے حدیث کو زیادہ یاد رکھنے اور بہتر سمجھنے والا ہوتا ہے اور لوگوں کو اس سے زیادہ اور بہتر فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

٢٦٥٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ».

[2657] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو رونق، شادابی اور مسرت سے نوازے جس نے ہم سے کچھ سنا اور اسے ویسے ہی پہنچایا جیسے سنا تھا، کیونکہ بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے، براہِ راست سننے والے سے زیادہ حفظ وفہم والے ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے عبدالملک بن عمیر نے بھی عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے نقل کیا ہے۔

لغوی تشریح: أَوْعٰی: زیادہ یاد رکھنے والا اور سمجھ دار۔

فائدہ: حدیث کو بلاکم وکاست بیان کرنا چاہیے، اس میں اپنی طرف سے آمیزش کرنا، آپ کی طرف اپنی طرف سے بات منسوب کرنے کے زمرے میں آ سکتا ہے جو ایک حرام اور سنگین جرم ہے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢٦٥٨- [حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ. ثَلَاثٌ لَّا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ،

[2658] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے میری بات سنی، اس کو سمجھا اور اس کو یاد رکھا اور اسے آگے پہنچایا، کیونکہ بسا اوقات فقہ کا حامل اپنے سے زیادہ فقیہ تک بات پہنچاتا ہے۔ تین باتیں ایسی ہیں ان کے سبب سے کسی مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں رہتا۔ عمل، خالص اللہ کی رضا کے لیے کرنا۔ مسلمانوں کے اماموں

٢٦٥٧_أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من بلغ علمًا، ح: ٢٣٢ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان، ح: ٧٤_٧٦.
٢٦٥٨_أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ١/ ٢٣ من حديث سفيان (بن عيينة) به، وانظر الحديث السابق.

فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ»].

(مقتدر اور رہنماؤں) سے خیر خواہی کرنا اور ان کی جمعیت کو لازم پکڑنا۔ بلاشبہ دعا سب کا احاطہ کر لیتی ہے۔''

(المعجم ٨) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي تَعْظِيمِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٨)

باب:8۔ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا سنگین گناہ

٢٦٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ [بْنِ مَسْعُودٍ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

[2659] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

٢٦٦٠ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ ابْنَةِ السُّدِّيِّ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ يَلِجُ النَّارَ».

[2660] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، کیونکہ جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَنَسٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَعُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ وَمُعَاوِيَةَ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي مُوسَى وَأَبِي أُمَامَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَالْمُنْقِعِ وَأَوْسٍ الثَّقَفِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، حَدِيثٌ حَسَنٌ

اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر، سعید بن زید، عبداللہ بن عمرو، انس، جابر، ابن عباس، ابوسعید، عمرو بن عبسہ، عقبہ بن عامر، معاویہ، بریدہ، ابوموسیٰ، ابوامامہ، عبداللہ بن عمر، منقع اور اوس ثقفی رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ امام عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے:

٢٦٥٩- وله شاهد تقدم: ٢٢٥٧.

٢٦٦٠- أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ١٠٦ ومسلم، ح: ١ من حديث منصور به * وفي الباب عن أبي بكر [أبو يعلى: ١/ ٧٥، ح: ٧٣]، وعمر [أحمد: ١/ ٤٦]، وعثمان [أحمد: ١/ ٦٥، ٧٠]، والزبير [البخاري، ح: ١٠٧]، وسعيد بن زيد [أبو يعلى: ٢/ ٢٥٧، ح: ٩٦٦]، وعبدالله بن عمرو [يأتي: ٢٦٦٩]، وأنس [يأتي: ٢٦٦١]، وجابر [ابن ماجه، ح: ٣٣]، وابن عباس [يأتي: ٢٩٥١]، وأبي سعيد [ابن ماجه، ح: ٣٧]، وعمرو بن عبسة [ابن الجوزي في مقدمة الموضوعات: ١/ ٧٠]، وعقبة بن عامر [أحمد: ٤/ ١٥٩، ٢٠١]، ومعاوية [أحمد: ٤/ ١٠٠]، وبريدة [ابن عدي: ٤/ ١٣٧١، ١٣٧٢]، وأبي موسى (الغافقي مالك بن عبادة) [أحمد: ٤/ ٣٣٤]، وأبي أمامة [ابن الجوزي في مقدمة الموضوعات: ١/ ٨٦، ٨٧]، والمنقع [البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٥٣ وابن سعد: ٧/ ٦٣ وغيرهما]، وأوس الثقفي [ابن عدي: ١/ ٢٤].

صَحِيحٌ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ أَثْبَتُ أَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَالَ وَكِيعٌ: لَمْ يَكْذِبْ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ فِي الْإِسْلَامِ كِذْبَةً.

منصور بن معتمر، اہل کوفہ میں سے سب سے زیادہ ثقہ ہے۔ امام وکیع کا قول ہے: ربعی بن حراش نے اسلام لانے کے بعد کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

٢٦٦١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مُتَعَمِّدًا - فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتَهُ مِنَ النَّارِ».

[2661] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا'' میرے خیال میں آپ نے فرمایا: ''جان بوجھ کر، تو وہ اپنا گھر آگ سے بنالے، یعنی جہنم میں بنالے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث زہری کی سند سے حسن غریب صحیح ہے اور یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: جو بات آپ ﷺ کی طرف منسوب کی جائے وہ دین بن جاتی ہے اور جب وہ آپ نے نہیں فرمائی تو گویا کہنے والے کی یا دوسروں کی بات کو دین بنا دیا گیا اور دین کے اندر غیر دین کی آمیزش حرام اور انتہائی گھناؤنا جرم ہے، اس لیے اس کی سزا بھی سخت ہے، یعنی جہنم میں جانے کا باعث ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي مَنْ رَوٰى حَدِيثًا وَهُوَ يُرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ (التحفة ٩)

باب:9۔ جو شخص ایسی حدیث بیان کرے جسے وہ جھوٹی خیال کرتا ہے (اس کا جرم)

٢٦٦٢- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يُرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ».

[2662] سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے ایسی حدیث بیان کی جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَسَمُرَةَ. [قَالَ

اس مسئلے میں سیدنا علی بن ابی طالب اور سمرہ رضی اللہ عنہما سے

٢٦٦١ـ أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله ﷺ، ح: ٣٢ من حديث الليث بن سعد به.
٢٦٦٢ـ أخرجه مسلم، مقدمة، باب: ١، قبل، ح: ١ وابن ماجه، ح: ٤١ من حديث سفيان الثوري به وتابعه شعبة ⁕ وفي الباب عن علي بن أبي طالب [ابن ماجه، ح: ٣٨]، وسمرة [مسلم، مقدمة، باب: ١ من حديث شعبة عن الحكم عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عنه به] ⁕ حديث الأعمش عن الحكم: [أخرجه ابن ماجه، ح: ٤٠]، وابن أبي ليلى عنه [ابن ماجه، ح: ٣٨].

أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَرَوَى الْأَعْمَشُ وَابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَأَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ سَمُرَةَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَصَحُّ. قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبَا مُحَمَّدٍ، عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يُرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» قُلْتُ لَهُ: مَنْ رَوٰى حَدِيثًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ إِسْنَادَهُ خَطَأٌ أَيُخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ إِذَا رَوَى النَّاسُ حَدِيثًا مُرْسَلًا، فَأَسْنَدَهُ بَعْضُهُمْ أَوْ قَلَبَ إِسْنَادَهُ يَكُونُ قَدْ دَخَلَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ إِذَا رَوَى الرَّجُلُ حَدِيثًا وَلَا يُعْرَفُ لِذٰلِكَ الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْلٌ فَحَدَّثَ بِهِ فَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ قَدْ دَخَلَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

احادیث منقول ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام شعبہ نے حکم کی سند سے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے اور اعمش اور ابن ابی لیلیٰ نے اسے حکم کی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ محدثین کے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرنا زیادہ صحیح ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: میں نے امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (دارمی) سے، نبی ﷺ کی اس حدیث ''جو مجھ سے ایسی حدیث بیان کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے'' کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے ان سے پوچھا: جس نے ایسی حدیث بیان کی جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اس کی سند غلط ہے، کیا خطرہ ہے کہ وہ اس حدیثِ نبوی کی وعید میں داخل ہے، یا جب لوگ ایک حدیث کو مرسل بیان کریں اور ان میں سے کوئی اسے مسند بیان کر دے یا اس کی سند کو بدل دے، وہ بھی اس وعید میں داخل ہوگا؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، اس حدیث کے معنی تو بس یہ ہیں کہ جب آدمی کوئی ایسی حدیث بیان کرے کہ نبی ﷺ سے اس کی اصل معلوم نہ ہو تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اس حدیث کی وعید میں داخل ہوگا۔

فائدہ: جب انسان کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس کے بارے میں اسے علم ہے کہ یہ من گھڑت اور موضوع ہے۔ اس کے باوجود وہ اس کی صراحت نہیں کرتا تو وہ جھوٹ کی اشاعت میں شریک اور حصے دار ہے۔ ایسی حرکت کرنے والے بہت سے لوگ ہیں اور سب جھوٹ میں شریک ہیں، لیکن اگر اس کا موضوع اور جھوٹ ہونا بیان کر دیتا ہے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہو گا۔ اسی طرح وہ حدیث تو ہے لیکن مرسل ہے اور وہ اسے موصول بیان کر دیتا ہے یا سند میں تبدیلی کر دیتا ہے تو پھر وہ جھوٹا تو نہیں ہے، لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں بھی اندیشہ ہے کہ وہ مذکورہ وعید کے مستحق قرار پا جائیں۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ١٠)

باب: 10- رسول اللہ ﷺ کی حدیث (سن کر) کیا کہنا جائز نہیں ہے

٢٦٦٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَسَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَغَيْرُهُ رَفَعَهُ قَالَ: «لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ أَمْرٌ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللهِ اتَّبَعْنَاهُ».

[2663] سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ موقوف بیان کرتے ہیں اور دوسرے مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی مزین و آراستہ مسند پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو، اس کے پاس کوئی ایسی بات پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہے، یا اس سے روکا ہے تو وہ کہنے لگے: میں اسے نہیں جانتا (مانتا) جو کچھ ہم نے اللہ کی کتاب (قرآن) میں پایا ہے، ہم اسی کی پیروی کریں گے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ]. وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا: وَسَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ إِذَا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَلَى الْانْفِرَادِ بَيَّنَ حَدِيثَ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ مِنْ حَدِيثِ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، وَإِذَا جَمَعَهُمَا رَوَى هٰكَذَا. وَأَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ اسْمُهُ أَسْلَمُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے، بعض راویوں نے اسے سفیان سے، ابن منکدر کی سند سے مرسل بیان کیا ہے، اور سالم ابونضر کی سند سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ابن عیینہ جب یہ روایت الگ الگ بیان کرتے تو محمد بن منکدر کی روایت کا مرسل ہونا بیان کر دیتے اور جب دونوں سے اکٹھی بیان کرتے تو پھر وضاحت نہ کرتے۔ اور ابورافع، نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کا نام اسلم ہے۔

لغوی تشریح: أَرِيكَة: آراستہ و پیراستہ مسند، یعنی جس نے طلب علم کے لیے سفر کی صعوبت و مشقت برداشت نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث سے قرآن کے نام پر منہ موڑنا، حرام ہے تو ائمہ کے اقوال و آراء کے مقابلے میں صحیح احادیث کو نظر انداز کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ اور بقول امام ابن العربی: حدیث کو جان بوجھ کر ہلکا اور حقیر سمجھتے ہوئے رد کرنا کفر ہے۔ اور خبر آحاد تصور کرتے ہوئے رد کرنا بدعت ہے اور بعض دفعہ کفر ہے۔ (عارضة الأحوذي: 131/10)

٢٦٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ اللَّخْمِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا هَلْ عَسَى

[2664] سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! عنقریب ایک آدمی ہو گا، اس تک میری حدیث پہنچے گی، جبکہ وہ اپنی مزین مسند سے ٹیک لگائے ہو گا اور کہے گا: ہمارے اور

٢٦٦٣- أخرجه أبو داود، السنة، باب: في لزوم السنة، ح: ٤٦٠٥ وابن ماجه، ح: ١٣ من حديث سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، ح: ٩٨ والحاكم: ١/ ١٠٨، ١٠٩ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي.

٢٦٦٤- أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب تعظيم حديث رسول الله ﷺ والتغليظ على من عارضه، ح: ١٢ من حديث معاوية بن صالح به وصححه الحاكم: ١/ ١٠٩.

رَجُلٌ يَبْلُغُهُ الْحَدِيثُ عَنِّي وَهُوَ مُتَّكِيءٌ عَلٰى أَرِيكَتِهِ، فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ. وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللهُ».

تمھارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے تو جو چیز ہم اس میں حلال پائیں گے، اس کو حلال سمجھیں گے اور جو حرام پائیں گے، اس کو حرام قرار دیں گے، بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی (کئی چیزوں کو) حرام قرار دیا ہے جس طرح اللہ نے حرام کیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن ہے) اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے اعراض کیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔'' (النساء 4:80) دوسری جگہ فرمایا: ''جو کچھ رسول تمھیں دے، وہ لے لو اور جس سے روک دے، اس سے باز رہو، اللہ کی حدود کی پابندی کرو، اس سے ڈرو، بلاشبہ اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔'' (الحشر 59:7) ان کے علاوہ بھی کئی آیات سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے کہ رسول کا فرمان، اللہ کا فرمان ہے اور آپ کی بات ہر معاملے میں واجب اطاعت ہے، اس کا تعلق عقائد ونظریات سے ہو یا احکام و مسائل سے۔ کسی روایت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہونے یا نہ ہونے کی بحث وتحقیق تو ضروری ہے جیسے کہ محدثین کرتے ہیں مگر فرمان رسول ثابت ہو جانے کے بعد اس میں مین میکھ نکالنا یا اس سے اعراض کرنا کفر ہے۔

(المعجم ١١) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي كَرَاهِيَةِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ (التحفة ١١)

باب: 11۔ علم (حدیث) لکھنے کی کراہت و ناپسندیدگی

٢٦٦٥ـ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا [سُفْيَانُ] ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اسْتَأْذَنَّا النَّبِيَّ ﷺ فِي الْكِتَابَةِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَنَا.

[2665] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں اجازت نہ دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ. رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث زید بن اسلم سے اس سند کے علاوہ بھی بیان کی گئی ہے، اسے ہمام نے زید بن اسلم سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: شروع میں رسول اللہ ﷺ نے احادیث لکھنے سے روک دیا تھا جس کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں: ○ کتابت کے

٢٦٦٥ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب التثبت في الحديث، وحكم كتابة العلم، ح: ٣٠٠٤ من حديث زيد بن أسلم به.

وسائل مہیا نہ تھے۔ تحریر کے لیے چمڑا، باریک پتھر، چوڑی ہڈی اور کھجور کی چھڑیوں سے کام لیا جاتا تھا، اس لیے اندیشہ تھا کہ کہیں قرآن و حدیث کا باہمی اختلاط اور آمیزش نہ ہو جائے۔ ○ قرآن و حدیث کو یکجا لکھنے سے روکا گیا تھا۔ ○ عربوں کی عادت وطبیعت یہ تھی کہ وہ تمام ضروری اشیاء کو زبانی یاد رکھتے تھے۔ اور جس قوت سے کام لیا جائے وہ مضبوط ہوتی ہے اگر اس سے کام نہ لیا جائے تو وہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ کو اندیشہ ہوا کہ کتابت پر اعتماد کرنے سے کہیں قوت حافظہ کمزور نہ پڑ جائے۔ ○ آغاز میں لکھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی، اس لیے آپ نے چاہا کہ وہ اپنی تمام تر توجہ قرآن لکھنے پر دیں، اور کسی اور چیز کی تحریر میں مشغول نہ ہوں۔ ○ جب کاتبوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور تحریر کا ملکہ پختہ ہو گیا، قرآن و حدیث میں امتیاز کرنا ممکن ہو گیا تو آپ نے لکھنے کی اجازت دے دی، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ کتابتِ حدیث کی اجازت کا بیان

٢٦٦٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْخَلِيلِ ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ، فَشَكَى ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَأَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ الْخَطَّ.

[2666] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھتا تھا اور نبی ﷺ سے حدیث سنتا جو اسے بہت بھلی اور اچھی لگتی مگر وہ اسے یاد نہ رکھ سکتا تھا، تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا شکوہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے حدیثیں سنتا ہوں، وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں، مگر میں انھیں یاد نہیں رکھ سکتا ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لے۔'' اور آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ کیا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَّيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ الْقَائِمِ. وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: الْخَلِيلُ بْنُ مُرَّةَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث منقول ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند زیادہ قوی نہیں ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری) سے سنا، وہ فرماتے تھے: خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے لیکن اس کے بعد کی صحیح احادیث سے احادیث رسول کا لکھنا ثابت ہے۔

٢٦٦٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى وَمَحْمُودُ بْنُ

[2667] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٢٦٦٦ـ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ١/ ٣٦ من حديث الخليل بن مرة به وهو ضعيف (تقريب) ويحيى بن أبي صالح مجهول (أيضًا) ✽ وفي الباب عن عبدالله بن عمرو [أبو داود، ح: ٣٦٤٦].

٢٦٦٧ـ أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة، ح: ٢٤٣٤ عن يحيى بن موسى ومسلم، ح: ١٣٥٥ من حديث الوليد بن مسلم به.

غَيْلَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ. فَذَكَرَ قِصَّةً فِي الْحَدِيثِ فَقَالَ أَبُو شَاهٍ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ».

نے خطبہ دیا، راوی نے حدیث میں اس کا پس منظر بھی بیان کیا، تو ابوشاہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خطبہ لکھوا دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوشاہ کو لکھ دو۔''

وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ مِثْلَ هٰذَا.

اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور شیبان نے بھی یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی کے مثل بیان کیا ہے۔

فائدہ: فتح مکہ کے سال بنوخزاعہ نے بنولیث کا ایک آدمی، اپنے ایک مقتول کے بدلے میں قتل کر ڈالا تھا تو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اس سلسلے میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کی تفصیل بخاری [باب کتابۃ العلم] میں موجود ہے۔ (حدیث: 112)

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ وَهُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

[2668] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی نبی ﷺ سے مجھ سے زیادہ حدیثیں بیان نہیں کرتا سوائے عبداللہ بن عمرو کے، کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَوَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ، هُوَ هَمَّامُ بْنُ مُنَبِّهٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وہب بن منبہ کے بھائی سے مراد ہمام بن منبہ ہے۔

فائدہ: یہ بات سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خیال اور اندازے سے کہی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث تمام صحابۂ کرام سے زیادہ ہیں۔ ان کی تعداد 5373 ہے اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایات تقریباً سات سو ہیں، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی کثرت کی وجوہ درج ذیل ہیں: ○ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری ایام تک مرکز علم مدینہ منورہ میں رہے اور طالب علموں کا رخ مدینہ کی طرف ہوتا تھا، جبکہ فتوحات کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا زیادہ قیام طائف اور مصر میں رہا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تقریباً آٹھ سو تابعین نے علم حاصل کیا اور آگے منتقل کیا۔ ○ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حفظ اور یادداشت کے لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تھی جس کے نتیجے میں جو چیز بھی انھوں نے سنی وہ انھیں یاد رہی۔ ○ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیشتر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور احادیث یاد کرنے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ ○ سیدنا عبداللہ بن

٢٦٦٨- أخرجه البخاري، العلم، باب كتابة العلم، ح: ١١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

عمرو رضی اللہ عنہما کو شام سے اہل کتاب کی کتابوں کا ذخیرہ مل گیا تھا۔ وہ ان کا مطالعہ کرتے تھے اور ان کو بیان بھی کرتے تھے، اس لیے بہت سے تابعین، ان سے حدیث لینے سے گریز کرتے تھے۔ ○ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما تعلیم وتدریس کے مقابلے میں عبادت وبندگی سے زیادہ شغف رکھتے تھے، جبکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو احادیث کی نشر واشاعت میں زیادہ مشغول رکھا تھا۔

(المعجم ۱۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (التحفة ۱۳)

باب: 13۔ اسرائیلی روایات بیان کرنا

٢٦٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدِ الشَّامِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ. وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

[2669] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری طرف سے پہنچاؤ، خواہ ایک جملہ یا ایک آیت ہی ہو، اور بنو اسرائیل سے واقعات بیان کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے، وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ جناب محمد بن بشار رحمہ اللہ کی سند سے بھی سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: بنو اسرائیل سے ایسے واقعات اور قصے نصیحت کے لیے بیان کرنا جو عقل اور نقل کے مخالف نہ ہوں اور بتا دینا یہ اسرائیلی روایت ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان سے احکام وقوانین لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح جب قرآن مجید جو تواتر سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے، اس کو بیان کرنے کی ضرورت ہے نیز آپ کی حدیث کی نشر واشاعت اور تبلیغ کی اس سے بڑھ کر ضرورت ہے، کیونکہ اس کی حفاظت وصیانت کی ذمے دار خود امت اسلامیہ ہے، آیت سے مراد ایک جملہ بھی ہو سکتا ہے، تو اس صورت میں مراد، حدیث کی نشر واشاعت ہے۔

(المعجم ۱۴) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (التحفة ۱۴)

باب: 14۔ خیر وبھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا، نیکی کرنے والے کے حکم میں ہے

٢٦٦٩۔ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٦١ من حديث حسان بن عطية به، ورواه عن أبي عاصم الضحاك بن مخلد عن الأوزاعي به.

٢٦٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُهُ فَدَلَّهُ عَلٰى آخَرَ فَحَمَلَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: «إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ».

[2670] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ آپ سے ایک سواری چاہتا تھا، آپ کے پاس اس کو دینے کے لیے کوئی سواری نہ تھی۔ آپ نے اس کی رہنمائی ایک دوسرے شخص کی طرف کی، سواس نے اس کو سواری دے دی، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی اطلاع دی، اس پر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ خیر و بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا، اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ [الْبَدْرِيِّ] وَبُرَيْدَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس مسئلے میں سیدنا ابومسعود (بدری) اور بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایات مروی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً غریب ہے۔

فائدہ: نیکی پر عمل کرنا، علم اور آگاہی کا نتیجہ ہے، اس لیے نیکی سے آگاہ کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کے اصل ثواب میں برابر کا شریک ہے، اگرچہ عمل کے اضافی ثواب کی بنا پر عامل کا ثواب کم از کم دس گنا بڑھ جاتا ہے۔

٢٦٧١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُبْدِعَ بِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «ائْتِ فُلَانًا»، فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ - أَوْ قَالَ: - عَامِلِهِ».

[2671] ابوعمرو شیبانی سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ آپ سے کوئی سواری چاہتا تھا، اس نے عرض کیا: میری سواری تھک ہار چکی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں آدمی کے پاس چلے جاؤ۔'' چنانچہ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے سواری دے دی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی خیر کی طرف رہنمائی کی تو اسے اس کے کرنے والے جیسا اجر ملے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ، وَأَبُو

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے اور ابومسعود بدری

٢٦٧٠- [صحيح لغيره] وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * شبيب بن بشر ضعيف الحديث، * وفي الباب عن أبي مسعود البدري [يأتي: ٢٦٧١]، وبريدة [أحمد: ٥/ ٣٥٧].

٢٦٧١- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره . . . إلخ، ح: ١٨٩٣ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٦١١.

مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ اسْمُهُ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو. حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَقَالَ: «مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ» وَلَمْ يَشُكَّ فِيهِ.

کا نام عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے۔ جناب حسن بن علی الخلال اپنی سند سے سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ ہی سے اسی کی مانند بیان کرتے ہیں اور اس میں بغیر تردد کے بیان کیا ہے کہ ''اس کے کرنے والے کے اجر جیسا اجر ملے گا۔''

٢٦٧٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اشْفَعُوا وَلْتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِيَ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ».

[2672] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ضرورت مندوں اور سائلوں کی) سفارش کرو اور اجر پاؤ، اور اللہ اپنے نبی کی زبان سے جو چاہے گا، فیصلہ کروائے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَبُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَدْ رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ. وَبُرَيْدٌ يُكْنَى أَبَا بُرْدَةَ [أَيْضًا وَهُوَ كُوفِيٌّ ثِقَةٌ فِي الْحَدِيثِ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ] هُوَ ابْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بُرید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے ثوری اور سفیان بن عیینہ بھی روایت کرتے ہیں۔ اور برید کی کنیت بھی ابوبردہ ہے۔ وہ کوفی اور حدیث کے سلسلے میں ثقہ ہے، اس سے شعبہ، ثوری اور ابن عیینہ نے روایت لی ہے۔ اور وہ ابوموسیٰ اشعری کی اولاد سے ہے۔

فائدہ: کسی ضرورت مند اور حق دار کی سفارش کرنا، اجر وثواب کا باعث ہے، خواہ وہ سفارش قبول ہو یا نہ ہو، اس طرح آپ ﷺ نے نیکی کا سبب بننے کی تلقین فرمائی ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے مطابق کام کرتے تھے۔ ہمیشہ جائز سفارش ہی قبول کرنی چاہیے۔

٢٦٧٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَفْسٍ

[2673] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جان بھی ظلم و زیادتی سے قتل کی جاتی ہے، تو اس خون میں سے ایک حصہ آدم کے بیٹے کو بھی ملتا ہے، کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ

٢٦٧٢- أخرجه البخاري، الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها﴾، ح: ٦٠٢٨ من حديث أبي أسامة ومسلم، ح: ٢٦٢٧ من حديث بريد بن عبدالله به.

٢٦٧٣- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب إثم من دعا إلى ضلالة، أو سن سنة سيئة ... إلخ، ح: ٧٣٢١ ومسلم، ح: ١٦٧٧ من حديث سفيان الثوري به.

تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَسَنَّ الْقَتْلَ».

جاری کیا تھا۔"

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: سَنَّ الْقَتْلَ [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: سَنَّ الْقَتْلَ.

عبدالرزاق نے أَسَنَّ کی جگہ [سَنَّ] کہا ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب ابن ابی عمر، اعمش کی اس سند سے اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اس میں [سَنَّ القتل] کا لفظ ہے۔

لغوی تشریح: أَسَنَّ، سَنَّ: طریقہ ایجاد کیا، پہلی دفعہ اس راہ پر چلا۔ کفل: حصہ۔

فائدہ: سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل اور قابیل نے اللہ کی راہ میں قربانی پیش کی، ہابیل کے اخلاص اور حسن نیت کے سبب اس کی قربانی قبول ہوگئی۔ قابیل حسد سے جل بھن گیا اور ہابیل کو قتل کر ڈالا، اس طرح آنے والوں کے لیے ایک غلط کام کی طرح ڈالی اور اس کا سبب بنا، اس کے نتیجے میں ہر ناجائز قتل کے جرم وگناہ میں وہ بھی حصے دار ٹھہرتا ہے، اسی طرح نیکی کا سبب بننے والا عمل کرنے والوں کی نیکی میں حصے دار بنتا ہے۔

(المعجم ١٥) بَابٌ: فِيمَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى فَاتُّبِعَ أَوْ إِلٰى ضَلَالَةٍ (التحفة ١٥)

باب: 15۔ جس نے ہدایت یا گمراہی کی دعوت دی (پرچار کیا) اور اس کی پیروی کی گئی

٢٦٧٤- [حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ يَتَّبِعُهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا»].

[2674] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو اس کی پیروی کرنے والوں کے اجر جیسا اجر وثواب ملے گا۔ اس سے ان کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، اور جس نے گمراہی کی دعوت دی، اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں جیسا گناہ ہوگا، اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: جو شخص کسی اچھائی اور بہتری کا پرچار کرتا ہے، یعنی کتاب وسنت پر عمل کی دعوت دیتا ہے، تحریر وکتابت اور تصنیف وتالیف کے ذریعے سے یا اس کی نشر واشاعت کرکے، یا وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس کے ذریعے سے، تو جب تک ان چیزوں کا اثر رہے گا اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، اس کو بھی اجر وثواب ملتا رہے گا۔ اور جو شخص کسی طریقے سے کتاب وسنت اور شریعت

٢٦٧٤ـ أخرجه مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا إلى هدى أو ضلالة، ح: ٢٦٧٤ عن علي بن حجر به.

کے منافی کاموں کی دعوت دیتا ہے، بدعت وگمراہی کا پرچار کرتا ہے تو جب تک ان پر عمل ہوتا رہے گا، وہ قابیل کی طرح اس جرم وگناہ میں حصے دار ہوگا اور ہر فرد کو اپنی حیثیت کے مطابق گناہ پہنچے گا، وہ ایک دوسرے کے گناہ میں کمی کا باعث نہیں ہوں گے۔

٢٦٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَأُتْبِعَ عَلَيْهَا فَلَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِّنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَأُتْبِعَ عَلَيْهَا، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِّنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا».

[2675] سیدنا جریر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ اپنایا، اور اس کے طرزِ عمل کی پیروی کی گئی، تو اسے اپنا اجر اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی، ان کے اجروں میں بغیر کسی کمی کے، ان جیسا اجر ملے گا، اور جس نے برا طریقہ اپنایا اور اس کے رویے کی پیروی کی گئی، تو اس پر اپنا گناہ اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی، ان کے گناہوں میں بغیر کسی کمی کے، ان کے گناہوں جیسے گناہ ہوں گے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا.

اس مسئلے میں سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سیدنا جریر بن عبداللہ ؓ سے کئی سندوں سے مروی ہے اور یہ روایت سیدنا جریر بن عبداللہ ؓ کے بیٹے منذر اور عبیداللہ دونوں کے واسطے سے بھی مرفوعاً بیان کی گئی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اچھا طریقہ اور بہترین رویہ وہی ہے جو کتاب وسنت کی ہدایات وتعلیمات کے مطابق ہو۔ جس نے کسی نیک عمل میں پہل کی، اس کو دیکھ کر کرنے والوں کی نیکی میں وہ بھی حصے دار ہوگا۔ اور برا طریقہ، غلط طرزِ عمل وہی ہے جو دین کی تعلیمات اور احکام کے منافی ہو، فسق اور بدی یا بدعت میں پہل کرنے والے کو، بعد کے لوگوں کے اس غلط طرزِ عمل اپنانے کے سبب گناہ ملے گا۔ ② دین میں اپنی طرف سے کوئی عمل داخل کرنا ضلالت وگمراہی ہے اور ہر قسم کی گمراہی آگ میں جانے کا باعث ہے۔ کسی قسم کی بدعت بھی اچھی نہیں ہوسکتی، کیونکہ آپ کا فرمان ہے: [كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] (سنن أبي داود، حديث: 2606) ''ہر بدعت گمراہی ہے۔''

(المعجم ١٦) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدْعَةِ (التحفة ١٦)

باب: 16- سنت کو اپنانے اور بدعت سے بچنے کا بیان

٢٦٧٥- أخرجه مسلم، ح: ١٠١٧/ ٧٠ من حديث عبدالملك بن عمير به * وفي الباب عن حذيفة [أحمد: ٥/ ٣٨٧].

٢٦٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ [سَعْدٍ]، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ، عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ [فَبِمَاذَا] تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَ اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ».

[2676] سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں انتہائی بلیغ اور مؤثر وعظ ونصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل دہل گئے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یہ تو الوداع کہنے والے کی نصیحت ہے تو اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا تلقین وتاکید فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں اللہ سے ڈرنے اور (امیر کی) بات سننے اور اس کو ماننے کی وصیت وتاکید کرتا ہوں اگرچہ بات کہنے والا کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہا، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، اور تم اپنے آپ کو نئے نئے کاموں سے دور اور بچا کر رکھنا، کیونکہ وہ گمراہی ہیں، چنانچہ جو تم میں سے ان حالات کو پائے، اس پر لازم ہے کہ میرے طریقے اور راست رو، ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو اپنائے، اس کو اپنی ڈاڑھوں سے مضبوطی سے پکڑے رہنا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوٰى ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. وَالْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ يُكْنٰى أَبَا نَجِيحٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ حُجْرِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جناب ثور بن یزید سے بھی خالد بن معدان ہی کی سند سے، مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مروی ہے۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابونجیح ہے اور حُجر بن حجر بھی عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔

٢٦٧٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، السنة، باب: في لزوم السنة، ح: ٤٦٠٧ من حديث ثور بن يزيد عن خالد بن معدان به، وسنده صحيح وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢ والحاكم: ١/ ٩٥، ٩٦ والذهبي وغيرهم.

لغوی تشریح: مَوْعِظَةٌ بَلِيغَةٌ: نہایت مؤثر پند ونصیحت۔ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ: اس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ: اس سے دل دہل گئے، کانپ گئے۔

فائدہ: نصیحت جس کی آپ نے الوداعی اور آخری پیغام کی حیثیت سے تلقین وتاکید کی۔ اس میں چند انتہائی اہم بنیادی باتوں کی نشان دہی فرمائی: ○ اللہ کی حدود اور قیود کی پابندی کرنا، یعنی اس کے اوامر پر عمل پیرا ہونا اور اس کی منع کردہ باتوں سے باز رہنا۔ ○ میرے بعد دینی اور سیاسی طور پر بے شمار اختلاف ابھریں گے، ایسے وقت میں، حکمرانوں کی صحیح اور درست باتیں سننا اور ان کو قبول کرنا۔ حاکم اگرچہ شکل وصورت کے اعتبار سے ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ○ نئی نئی باتیں جن کی دین کے اندر کوئی اساس اور بنیاد نہ ہو اور وہ کسی شرعی اصول اور ضابطے سے اخذ نہ ہوں، ان سے بچنا، لیکن شرعی ضابطے سے ماخوذ بات اگرچہ لغوی اعتبار سے بدعت ہی کیوں نہ ہو وہ قابل عمل ہوگی جیسے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت شروع کروا کر فرمایا تھا: (نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ) ''یہ بہت پسندیدہ طرز عمل ہے۔'' ○ جب اختلافات کا دور دورہ ہو اس وقت میرے طریقے کو جو کتاب وسنت سے تعبیر ہے اور ہدایت یافتہ، راست رو خلیفہ کے طریقے اور طرز عمل کو جو میرے ہی طریقے اور طرز عمل پر چلے گا اور اپنے طرز عمل کے لیے بنیاد کتاب وسنت کی نصوص اور ان سے استنباط واستخراج کو بنائے گا، اس کو لازم پکڑنا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ خلفائے راشدین خصوصاً خلفائے اربعہ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کا طرز عمل اور وتیرہ آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق تھا۔

٢٦٧٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ [الْفَزَارِيِّ]، عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ]، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ: «اعْلَمْ» . قَالَ: أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَّا يَرْضَاهَا اللهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا».

[2677] سیدنا عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''جان لو۔'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جاننے کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تحقیق جس نے میری سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کیا (اپنے قول وعمل سے اس کی تشہیر واشاعت کی) جو میرے بعد ترک کر دی گئی ہو، تو اس کو اتنا اجر ملے گا جس قدر اس پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے گمراہ کن نئی بات نکالی (کیونکہ من گھڑت ہوگی) جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہ ہوگی۔ اس شخص پر اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہوں جیسے گناہ ہوں گے اور اس سے ان لوگوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

٢٦٧٧- [ضعيف جدًّا] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من أحيا سنةً قد أُميتت، ح: ٢٠٩ من حديث كثير بن عبدالله به وهو ضعيف جدًّا كما تقدم: ٢٦٣٠ .

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ، هُوَ مِصِّيصِيٌّ شَامِيٌّ، وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور محمد بن عیینہ مصیصی شامی ہے، اور کثیر بن عبداللہ سے مراد ابن عمرو بن عوف مزنی ہے۔

٢٦٧٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ» ، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ». وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ.

[2678] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! اگر تیرے بس میں ہو کہ تو صبح اور شام اس حال میں کرے کہ تیرے دل میں کسی کے لیے کھوٹ اور بدخواہی نہ ہو تو ضرور ایسا کرنا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! یہی میرا طریقہ اور طرزِ عمل ہے اور جس نے میرے رویے اور طریقے کو (پسند کیا اس کو) زندہ کیا تو اس نے یقیناً مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس کو جنت میں میرا ساتھ نصیب ہو گا۔'' اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ بھی ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ ثِقَةٌ وَأَبُوهُ ثِقَةٌ. وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ رُبَّمَا يَرْفَعُ الشَّيْءَ الَّذِي يُوقِفُهُ غَيْرُهُ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: قَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، وَكَانَ رَفَّاعًا وَلَا نَعْرِفُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَنَسٍ رِّوَايَةً إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ بِطُولِهِ. وَقَدْ رَوٰى عَبَّادُ [بْنُ مَيْسَرَةَ] الْمِنْقَرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَمْ يَعْرِفْ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَلَا غَيْرَهُ وَمَاتَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ، وَمَاتَ سَعِيدُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اس کا راوی محمد بن عبداللہ انصاری ثقہ ہے۔ اس کا باپ بھی ثقہ ہے اور علی بن زید صدوق ہے (قابل قبول ہے) مگر وہ عموماً دوسرے راویوں کی بیان کردہ موقوف روایات کو مرفوع بیان کرتا ہے۔ امام شعبہ کا قول ہے کہ ہمیں علی بن زید نے روایت سنائی جو موقوفات کو بہت مرفوع بیان کرنے والا ہے۔ اور ہمارے علم میں سعید بن مسیب سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے صرف یہی طویل حدیث بیان کرتے ہیں۔ عباد بن میسرۃ منقری نے بھی یہی حدیث علی بن زید سے بیان کی ہے لیکن سعید بن مسیب کا نام نہیں لیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کے سلسلے میں امام محمد بن اسماعیل (بخاری) سے گفتگو کی تو یہ ان کے علم میں نہ تھی۔ وہ سعید بن مسیب کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے

٢٦٧٨- [ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٣٢، ٣٣ من حديث مسلم بن حاتم الأنصاري به مطولًا وقال: "تفرد به مسلم الأنصاري وكان ثقة" ويأتي طرفه: ٢٦٩٨ * علي بن زيد بن جدعان: ضعيف مشهور.

ابْنُ الْمُسَيَّبِ بَعْدَهُ بِسَنَتَيْنِ مَاتَ سَنَةَ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ.

کوئی روایت بھی نہیں جانتے تھے، نہ یہ نہ کوئی اور۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات 93 ہجری میں اور سعید بن مسیب کی ان سے دوسال بعد 95 ہجری میں ہوئی۔

(المعجم ۱۷) بَابٌ: فِي الْإِنْتِهَاءِ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ (التحفة ۱۷)

باب: 17۔ رسول اللہ ﷺ جس کام سے روک دیں، اس سے باز رہنے کی تاکید

٢٦٧٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اتْرُكُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوا عَنِّي، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ».

[2679] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے چھوڑے رکھو، جب تک میں تمھیں چھوڑے رہوں (جب تک میں تمھیں کسی چیز کا ذمہ دار نہ ٹھہراؤں تم اپنے آپ کو اس کا ذمے دار نہ سمجھو) سو جب میں تمھیں بتاؤں تو مجھ سے قبول کر لو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ صرف اس لیے ہلاک ہو گئے کہ وہ اپنے انبیاء سے بہت سوال کرتے تھے اور ان کی مخالفت کرتے تھے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں اس حدیث کا پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حج میں فرمایا: ''اے لوگو! تم پر حج فرض قرار دیا گیا ہے، اس لیے حج کرو۔'' ایک آدمی نے پوچھا: کیا ہر سال فرض ہے؟ تو آپ خاموش رہے۔ اس نے تین بار یہی سوال کیا اور آپ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اگر میں کہہ دیتا: ہاں، تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔'' پھر فرمایا: ''جب تک میں تمھیں چھوڑے رکھوں......'' (صحیح مسلم، حدیث: 3257) ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات جان کر اس کی مخالفت کرنا، امت کی تباہی و بربادی کا سبب ہے، اور آج یہ حقیقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ امت مسلمہ، اپنے دین کو نظر انداز کر کے ذلت و پستی میں گر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی مسائل میں بال کی کھال نہیں اتارنی چاہیے بلکہ حسب طاقت شریعت کی پابندی کرنی چاہیے۔

(المعجم ۱۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي عَالِمِ الْمَدِينَةِ (التحفة ۱۸)

باب: 18۔ عالم مدینہ کا بیان

٢٦٨٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ،

[2680] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ

٢٦٧٩ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ، وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إليه . . . إلخ، ح: ١٣٣٧/ ١٣١ بعد، ح: ٢٣٥٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه البخاري، ح: ٧٢٨٨ من طريق آخر عن أبي هريرة.

٢٦٨٠ـ [ضعيف] أخرجه الحميدي، ح: ١١٥٥ وأحمد: ٢/ ٢٩٩ عن سفيان بن عيينة به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان، «

وَإِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً: يُوشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ.

ایسا دور قریب ہے کہ لوگ علم کی طلب و تلاش میں اپنے اونٹوں کو دوڑائیں گے تو انھیں عالم مدینہ سے بڑھ کر کوئی علم والا نہیں ملے گا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا: [سُئِلَ] مَنْ عَالِمُ الْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ. [وَ]قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسٰى: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ قَالَ: هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ. وَسَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مُوسٰى يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: هُوَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ [وَالْعُمَرِيُّ: هُوَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جب ابن عیینہ سے سوال کیا گیا کہ عالم مدینہ کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: وہ امام مالک بن انس ہیں۔ بعض دفعہ ابن عیینہ نے عالم مدینہ سے مراد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک بہت بڑے زاہد، عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو لیا۔ اور امام عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اس سے مراد امام مالک بن انس ہیں۔

لغوی تشریح: يَضْرِبُونَ أَكْبَادَ الْإِبِلِ: سے مراد اونٹوں کو ایڑی مار کر جو ان کے جگر پر لگتی ہے، تیز دوڑانا ہے، یعنی وہ دور دور کی مسافت سے اس کے پاس علم حاصل کرنے آئیں گے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ مدینہ منورہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے دور میں کتاب و سنت کے علم کا مرکز اور مرجع تھا، اس لیے امام مالک اپنے دور میں مرجع الخلائق تھے۔ علامہ مبارکپوری کے بقول امام ترمذی کو العمری الزاہد کے متعلق غلطی لگی ہے کہ انھوں نے اس سے عبدالعزیز بن عبداللہ مراد لیے ہیں جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس سے عبدالعزیز کے بیٹے عبداللہ مراد ہیں جو اپنے دور کے سب سے بڑے زاہد اور عبادت گزار تھے۔ جو امام مالک (وفات 179ھ) کے بعد 187ھ میں فوت ہوئے۔

(المعجم ١٩) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي فَضْلِ الْفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ (التحفة ١٩)

باب: 19۔ فقہ (علمی رسوخ) کی عبادت پر فضیلت و برتری

٢٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا

[2681] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ

﴿ ح: ٢٣٠٨ والحاكم: ١/ ٩٠، ٩١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي ٭ ابن جريج وأبو الزبير عنعنا وله شواهد منقطع عند ابن عبد البر في الانتقاء، ص: ٢٠.

٢٦٨١- [ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: ٢٢٢ من حديث الوليد ﴿

إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ - هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ -: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَقِيهٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''ایک فقیہ، شیطان پر ایک ہزار عبادت گزاروں کی نسبت بھاری ہوتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. مِنْ حَدِيثِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہمارے علم میں صرف اسی سند سے ولید بن مسلم ہی سے مروی ہے۔

٢٦٨٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَدِينَةِ عَلٰى أَبِي الدَّرْدَاءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي؟ فَقَالَ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ».

[2682] قیس بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مدینہ طیبہ سے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق میں حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا: اے میرے بھائی! کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا: مجھے آپ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے پوچھا: کیا کسی اور (دنیوی) ضرورت کے لیے تو نہیں آئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ انھوں نے پوچھا: کیا تجارت کے لیے تو نہیں آئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں تو صرف اس حدیث کی تلاش وتحصیل کے لیے آیا ہوں۔ انھوں نے کہا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''جو کسی ایسے راستے پر چلتا ہے جس سے وہ علم کا حصول چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے اور بلاشبہ فرشتے اس کے عمل پر خوش ہوکر، اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں (تواضع اور فروتنی کے اظہار کے لیے) اور یقینا عالم کے لیے آسمانوں والے اور زمین والے بخشش طلب کرتے ہیں حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی اور عالم کی عبادت گزار پر اس قدر فضیلت ہے جیسے کہ چاند کو سب ستاروں پر

◄◄ ابن مسلم به ☆ روح بن جناح ضعفه الجمهور واتهمه ابن حبان وغيره.

٢٦٨٢ـ [حسن لغيره] وصححه ابن حبان (الإحسان): ٨٨ وللحديث شواهد ☆ حديث عاصم بن رجاء عن داود بن جميل: رواه ابن ماجه، ح: ٢٢٣ وأبو داود، ح: ٣٦٤١، داود وكثير ضعيفان.

فضیلت ہے۔ اور بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نے (کسی کو) دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا، انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے، اس لیے جس نے علم سیکھا تو اس نے بہت بڑا حصہ وصول کیا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِي بِمُتَّصِلٍ، هٰكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ هٰذَا الْحَدِيثَ وَإِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ خِدَاشٍ [وَرَأْيُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ هٰذَا أَصَحُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں صرف عاصم بن رجاء بن حیوہ کی روایت ہی سے آئی ہے، میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ عاصم بن رجاء بن حیوہ، قیس بن کثیر سے براہ راست بیان کرنے کی بجائے، داود بن جمیل کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ اور محمد بن اسماعیل (بخاری) کی رائے میں بھی یہ سند صحیح تر ہے۔

فوائد و مسائل: ① چاند کی روشنی کے سامنے، اگرچہ ستاروں کی روشنی ماند ہے، لیکن اس کی روشنی بھی ذاتی نہیں ہے بلکہ سورج سے مستفاد ہے، اسی طرح علماء کا علم بھی سراج نبوت (وحی، کتاب وسنت) سے ماخوذ ہے اور اسی وجہ سے منور اور روشن ہے اور اس کی تحصیل کے لیے محنت و مشقت برداشت کرنا اور سفری صعوبتیں سہنا اس قدر بہتر اور اچھا کام ہے کہ طالب علم سے خوش ہو کر، اس کی رضامندی کے لیے فرشتے بھی اس کے لیے تواضع اور انکسار کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ② علم کا راستہ، جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لیے فرشتے اس راستے پر پَر بچھاتے ہیں۔ آسمان و زمین کی مخلوق، حتی کہ دریائی اور پانی کی مخلوق مچھلیاں بھی اس کے لیے بخشش طلب کرتی ہیں۔ ③ چونکہ دین کا طالب علم، دین کا عالم بن کر انبیاء کا وارث بنتا ہے اور ان کے مشن (دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ) کو اپناتا ہے، اس لیے جس قدر زیادہ علم حاصل کرے گا، وراثت میں اتنی حصے داری زیادہ ہو گی، کیونکہ انبیاء دنیوی مال و دولت کی میراث نہیں چھوڑتے بلکہ دین و شریعت کا علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔

٢٦٨٣- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلَمَةَ الْجُعْفِيِّ قَالَ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي [قَدْ] سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَخَافُ أَنْ يُنْسِيَ أَوَّلَهُ آخِرُهُ. فَحَدِّثْنِي بِكَلِمَةٍ تَكُونُ جِمَاعًا، قَالَ:

[2683] ابن اشوع سے روایت ہے کہ یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے بے شمار احادیث سنی ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ بعد والی حدیثیں پہلی حدیثوں کو بھلا دیں گی، لہٰذا مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو سب کی جامع ہو (سب حدیثوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہو،)

٢٦٨٣- [ضعيف لانقطاعه] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٢٤٢، ح: ٦٣٣ من حديث هناد بن السري به وهو في الزهد له: ٢/ ٤٦٦، ح: ٩٣٦ * ابن أشوع هو سعيد بن عمرو بن أشوع.

«اتَّقِ اللهَ فِيمَا تَعْلَمُ».

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے علم کی حد تک اللہ سے ڈرو۔ (اپنے علم کے مطابق شریعت کی پابندی کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو۔)''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]: هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ [وَ]هُوَ عِنْدِي مُرْسَلٌ، وَلَمْ يُدْرِكْ عِنْدِي ابْنُ أَشْوَعَ يَزِيدَ بْنَ سَلَمَةَ، وَابْنُ أَشْوَعَ اسْمُهُ سَعِيدُ ابْنُ أَشْوَعَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ (اور) یہ میرے نزدیک مرسل ہے، کیونکہ میرے نزدیک ابن اشوع، یزید بن سلمہ کو نہیں ملا اور ابن اشوع کا نام سعید بن اشوع ہے۔

٢٦٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ الْعَامِرِيُّ عَنْ عَوْفٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ».

[2684] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خوبیاں ہیں، جو کسی منافق میں اکٹھی نہیں پائی جاتیں: اچھی سیرت اور دین کی سوجھ بوجھ۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ عَوْفٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا الشَّيْخِ خَلَفِ بْنِ أَيُّوبَ الْعَامِرِيِّ، وَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَرْوِي عَنْهُ غَيْرَ [أَبِي كُرَيْبٍ] مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ، وَلَا أَدْرِي كَيْفَ هُوَ؟

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور یہ روایت ہمارے علم کے مطابق عوف سے صرف شیخ خلف بن ایوب عامری ہی بیان کرتا ہے، اور جیسے کہ میں جانتا ہوں کہ خلف سے صرف ابوکریب محمد بن علاء ہی بیان کرتا ہے۔ اور میں خلف کے حالات سے آگاہ نہیں ہوں۔

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو اپنے اندر یہ دونوں خصلتیں پیدا کرنی چاہئیں، منافق کے دل و زبان میں یکسانیت اور موافقت نہیں ہوتی، اس لیے اس میں یہ صفتیں پیدا نہیں ہوسکتیں۔

٢٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى [الصَّنْعَانِيُّ]: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا: عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَضْلُ

[2685] سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا، ایک عبادت گزار کا اور دوسرے صاحب علم کا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عالم کو عابد پر اس قدر برتری حاصل ہے جتنی مجھے تمھارے کم حیثیت فرد پر۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے

٢٦٨٤- [حسن لغيره] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/ ٢٤ من حديث أبي كريب محمد بن العلاء به و له شواهد عند ابن المبارك (الزهد، ح: ٤٥٩) والقضاعي وغيرهما، انظر الصحيحة للألباني، ح: ٢٧٨.

٢٦٨٥- أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢٧٨، ح: ٧٩١١ من حديث سلمة بن رجاء به * الوليد بن جميل: حسن الحديث، وأثر فضيل بن عياض: صحيح عنه.

الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ».

فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمینوں کے باشندے، حتیٰ کہ چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) لوگوں کو خیر و نیکی سکھانے والے کے لیے دعا کرتی ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. [قَالَ:] سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ الْحُسَيْنَ بْنَ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُولُ: عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعٰى كَبِيرًا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ فضیل بن عیاض کا قول ہے: عالم باعمل معلم کو آسمانوں کی سلطنت میں ''کبیر'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس علم کے فضائل، احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، اس سے مراد کتاب و سنت اور دین کا علم ہے اور وہ قابل فخر اسی وقت ہوسکتا ہے جب اس پر عمل ہو۔ اللہ کی صلاۃ سے مراد اس کی رحمت و کرم اور معافی ہے اور غیر اللہ، یعنی مخلوق کی صلاۃ سے مراد بخشش اور معافی طلب کرنا ہے۔

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ الشَّيْبَانِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَنْ يَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ».

[2686] سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن نیکی کی باتیں سن کر کبھی سیر نہیں ہوتا، حتیٰ کہ وہ (اس شوق طلب سے) جنت میں پہنچ جائے گا۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ ایک مومن اپنی موت تک طالب علم ہی رہتا ہے اور دین کے علم کی طلب و جستجو سے کبھی سیر نہیں ہوتا اور اس کا انجام ان شاء اللہ جنت ہی ہے۔ ایک روایت میں ہے، دو آدمی کبھی سیر نہیں ہوتے: علم کا طالب اور دنیا کا طلبگار۔ (صحیح الجامع الصغیر، حدیث: 6624)

٢٦٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ

[2687] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حکمت و دانشمندی کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے، اسے جہاں سے بھی ملے، وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

٢٦٨٦ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم وأبو نعيم في أخبار أصبهان: ١/ ٢٣٦ من حديث ابن وهب به وصححه ابن حبان، ح: ٣٨٥ والحاكم: ٤/ ١٣٠ ووافقه الذهبي ﷺ انظر، ح: ٢٠٣٣ لعلته.

٢٦٨٧ـ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحكمة، ح: ٤١٦٩ من حديث ابن نمير به.

الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ [الْمَدَنِيُّ] الْمَخْزُومِيُّ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ [مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے، اور ابراہیم بن فضل (مدنی) مخزومی حدیث کے سلسلے میں (اپنے حافظے کے سبب) ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم حکمت اسی بات کو کہتے ہیں جو کتاب وسنت کے مطابق ہو، اس لیے اگر کوئی حکمت کی بات دوسروں سے معلوم ہو تو اسے اپنی گمشدہ متاع سمجھ کر فوراً قبول کرنا چاہیے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، حکمت سے نوازتا ہے اور جسے حکمت (دانشمندی) سے نوازا گیا، یقیناً اسے خیر کثیر (بہت بڑی خوبی) ملی۔'' (البقرۃ 2:269)

فرمانِ رسولِ مکرم ﷺ

«إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَّجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ»

''جب تم میں سے کوئی مجلس تک پہنچے تو وہ سلام کہے، پھر اگر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے اور جب اٹھے (جانے لگے) تو سلام کہے۔ پہلا سلام، آخری سلام کے مقابلے میں کوئی زیادہ درجہ اور فضیلت نہیں رکھتا۔'' (جامع الترمذي، حديث: 2706)

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٤٠) أَبْوَابُ الْاِسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣٦)

رسول اللہ ﷺ سے منقول اجازت طلب کرنے کے احکام اور آدابِ زندگی

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ (التحفة ١)

باب: 1۔ سلام خوب پھیلانے کا بیان

٢٦٨٨- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

[2688] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہ ہو جاؤ، اور اس وقت تک تم (صحیح اور کامل) مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت و پیار نہ کرو۔ کیا میں تمھیں وہ عمل نہ بتا دوں جس سے تمھارے درمیان محبت و پیار پیدا ہو جائے؟ آپس میں سلام خوب پھیلاؤ۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنْ أَبِيهِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن سلام، شریح بن ہانی اپنے باپ سے، عبداللہ بن عمرو، براء، انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس ایمان پر داخلۂ جنت کی بشارت اور وعدہ ہے، وہ محض کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں بلکہ وہ اس قدر وسعت رکھتا ہے کہ اہل ایمان کی آپس کی مودت و محبت بھی اس کا حصہ ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک

٢٦٨٨- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون ... إلخ، ح: ٥٤ من حديث أبي معاوية الضرير به
※ وفي الباب عن عبدالله بن سلام [تقدم: ٢٤٨٥]، وشريح بن هانيء عن أبيه [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨١١]، وعبدالله ابن عمرو [تقدم: ١٨٥٥]، والبرء [يأتي: ٢٧٢٦]، وأنس [البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٣٣٦٧]، وابن عمر [ابن ماجه، ح: ٣٢٥٢].

دوسرے کو سلام کہنے اور اس کا جواب دینے سے یہ محبت و مودت دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ کسی عمل کی خاص تاثیر اس وقت ہی ظہور میں آتی ہے جبکہ اس عمل میں روح ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور ذکر الٰہی کے اثرات کا یہی حال ہے۔ اسی طرح سلام اگر خلوصِ دل اور ایمانی رشتے کے احساس سے کیا جائے تو پھر دلوں سے کدورت ونفرت کے نکلنے اور محبت و ہم آہنگی پیدا ہونے کا یہ بہترین ذریعہ ہے، لیکن اگر محض رسمی طور پر زبانی کلامی ہو تو یہ بے روح عمل ہوگا جس کے اثرات ظاہر نہیں ہوں گے۔ آج بدقسمتی سے ہمارا ہر عمل ہی بے روح ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَاذُكِرَ فِي فَضْلِ السَّلَامِ (التحفة ٢)

باب: 2۔ سلام کہنے کی فضیلت (اجر وثواب) کا بیان

٢٦٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ الْبَلْخِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيِّ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، [قَالَ:] فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَشْرٌ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عِشْرُونَ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثُونَ».

[2689] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. نبی ﷺ نے (سلام کا جواب دیا اور) فرمایا: ''دس۔'' پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ. تو نبی ﷺ نے (جواب دیا اور) فرمایا: ''بیس۔'' پھر ایک اور شخص آیا تو اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. تو آپ نے (سلام کا جواب دیا پھر) فرمایا: ''تیس۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَّعَلِيٍّ وَّسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے اور اس سند سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی روایت سے غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوسعید، علی اور سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: دنیا کی تمام متمدن اور مہذب قوموں میں باہمی ملاقات یا آمنے سامنے ہوتے وقت پیار ومحبت یا جذبۂ تکریم اور خیر اندیشی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو مانوس ومسرور کرنے کے لیے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج ہے، مثلاً: ہندو ''نمستے'' کہتے ہیں یا ''رام رام'' یورپ کے لوگ صبح کے اوقات میں ''گڈ مارننگ'' (صبح بخیر) شام کے وقت ''گڈ ایوننگ'' (شب بخیر) وغیرہ کہتے ہیں، لیکن اسلام نے جو خاص کلمہ اس مقصد کے لیے مقرر کیا ہے، اس سے بہتر کلمۂ محبت و پیار اور اکرام وتعظیم کا سوچا بھی نہیں جا

٢٦٨٩ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: كيف السلام، ح: ٥١٩٥ عن محمد بن كثير به وقواه الحافظ في فتح الباري: ١١/ ٦ وله شاهد عند ابن حبان (الإحسان): ٤٩٣ ☆ وفي الباب عن أبي سعيد [لم أجده]، وعلي [البزار (كشف الأستار): ٢/ ٤١٨، ح: ٢٠٠١ وابن السني، ح: ٢٣٢]، وسهل بن حنيف [عبد بن حميد، ح: ٤٧٠ والطبراني في الكبير: ٦/ ٧٦، ح: ٥٥٦٣].

سکتا۔ کلمہ ''السلام علیکم'' چھوٹوں کے لیے شفقت و رحمت اور پیار و محبت کا کلمہ ہے تو بڑوں کے لیے تکریم و تعظیم کا۔ اگر ملنے والے پہلے سے ایک دوسرے کے جاننے والے اور شناسا ہوں اور ان میں محبت و الفت یا اخوت و قرابت کا تعلق ہو تو اس کلمے کے ذریعے سے محبت و مسرت اور اکرام و خیر اندیشی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اگر پہلے سے کوئی شناسائی اور واقفیت نہ ہو تو یہ کلمہ ربط و تعلق، اعتماد و خیر سگالی کا باعث بنتا ہے اور ہر ایک دوسرے کو گویا اطمینان دلاتا ہے کہ میں تمھارا خیر اندیش اور دعا گو ہوں، مجھ سے خوف زدہ ہونے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مزید برآں یہ کلمہ اجر و ثواب کا باعث بھی ہے اور ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے کے اصول کے مطابق اس سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کے ساتھ دو دعائیہ کلمات کا اضافہ کیا جائے تو الفت و محبت کے اضافے کے ساتھ نیکیاں بھی بیس تیس ہو جاتی ہیں۔ بعض روایات میں سلام کے جواب میں [وَمَغْفِرَتُهُ] کا اضافہ بھی ثابت ہے۔ لیکن اس سے زائد کلمات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ دیکھیے: (السلسلة الصحيحة، حديث: 1449، والأدب المفرد، حديث: 1131)

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي: الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ (التحفة ٣)

باب: 3۔ اجازت تین دفعہ طلب کی جائے

٢٦٩٠ – حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ. فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: وَاحِدَةٌ، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: ثِنْتَانِ، ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: ثَلَاثٌ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْبَوَّابِ: مَا صَنَعَ؟ قَالَ: رَجَعَ، قَالَ: عَلَيَّ بِهِ. فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ: مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتَ، قَالَ: السُّنَّةَ. قَالَ: السُّنَّةَ؟ وَاللهِ لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هٰذَا بِبُرْهَانٍ [أَ]وْ بَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ، قَالَ: فَأَتَانَا وَنَحْنُ رُفْقَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! أَلَسْتُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ»؟

[2690] سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر کے ہاں اندر جانے کے لیے اجازت چاہی اور کہا: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (دل میں) کہا: ایک دفعہ۔ پھر سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے، پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: السلام علیکم، کیا میں آ سکتا ہوں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے (دل میں) کہا: دو دفعہ ہو گیا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا: السلام علیکم، کیا میں آ سکتا ہوں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے (سوچا:) تین دفعہ ہو گیا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دربان سے پوچھا: اس نے کیا کیا؟ اس نے جواب دیا: وہ لوٹ گئے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میرے پاس لاؤ۔ جب وہ ان کے پاس آ گئے تو پوچھا: آپ نے یہ کیا کیا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سنت کا اتباع کیا ہے۔ پوچھا: سنت کا اتباع؟ اللہ کی قسم!

٢٦٩٠ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب الاستيذان، ح:٢١٥٣/ ٣٥ب من حديث سعيد بن إياس الجريري به وأصله عند البخاري، ح: ٦٢٤٥ من حديث أبي سعيد ﷺ وفي الباب عن علي [لم أجده]، وأم طارق مولاة سعد [أحمد: ٦/ ٣٧٨].

فَجَعَلَ الْقَوْمُ يُمَازِحُونَهُ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: مَا أَصَابَكَ فِي هٰذَا مِنَ الْعُقُوبَةِ فَأَنَا شَرِيكُكَ، قَالَ: فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا كُنْتُ عَلِمْتُ بِهٰذَا.

تمھیں اس پر دلیل پیش کرنی ہو گی یا میں تمھارا مؤاخذہ کروں گا۔ ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ ہم انصار کی ایک جماعت کے پاس آئے اور کہا: اے انصار کے گروہ! کیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا سب سے زیادہ علم نہیں رکھتے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''اجازت تین دفعہ طلب کرو، اگر مل جائے تو ٹھیک ورنہ لوٹ جاؤ؟'' تو انصاری ان سے مزاح کرنے لگے (کہ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔) ابوسعید کہتے ہیں: پھر میں نے ان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا: میں، اس مسئلے میں آپ کو جو سزا بھی ملی، آپ کا شریک ہوں، تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انھیں اس کی خبر دی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس کا علم نہ تھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأُمِّ طَارِقٍ مَوْلَاةِ سَعْدٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَالْجُرَيْرِيُّ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ يُكْنٰى أَبَا مَسْعُودٍ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا غَيْرُهُ أَيْضًا عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، وَأَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی ام طارق سے روایات منقول ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جُریری کا نام سعید بن ایاس اور کنیت ابومسعود ہے۔ اور یہ روایت ابونضرہ سے اور راویوں نے بھی بیان کی ہے۔ اور ابونضرہ عبدی کا نام منذر بن مالک بن قُطَعہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① مختلف احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی کی ملاقات کے لیے اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جا کر پہلے السلام علیکم کہے، پھر داخلے کی اجازت طلب کرے۔ اگر جواب نہ ملے تو دوسری دفعہ اور پھر جواب نہ ملے تو تیسری دفعہ السلام علیکم کہہ کر اجازت مانگے۔ اگر تیسری دفعہ بھی جواب نہ ملے تو پھر واپس ہو جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی کسی مصروفیت کی بنا پر سلام سننے کے باوجود سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو جواب نہ دے سکے تو وہ واپس چلے گئے۔ اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی مشغولیت سے فارغ ہوئے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا پتا کیا تو وہ جا چکے تھے۔ انھیں دوبارہ طلب کیا اور واپسی کا سبب پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ سنت طریقہ یہی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شہادت پیش کرو ورنہ مؤاخذہ ہو گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر بداعتمادی نہ تھی کہ خبر واحد حجت نہیں ہے، بلکہ مقصد یہ تھا کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ لوگ رسول اللہ ﷺ پر ویسے ہی باتیں بنانے لگیں، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جیسے قابل اعتماد لوگوں سے تفتیش و تحقیق ہو سکتی ہے تو اور کوئی کیسے بچ سکتا ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں سوال کیا تھا تو انھوں نے یہی جواب دیا، دیکھیے:

(صحیح مسلم، الآداب، حدیث: 5633 (2154)) ورنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خود خبر واحد پر عمل کیا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی گواہی کے باوجود بھی یہ روایت اخبارِ آحاد ہی میں شمار ہوتی ہے، اس لیے اخبارِ آحاد کی حجیت کے منکرین کے لیے یہ دلیل نہیں بن سکتی۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دفعہ صاحب علم وفضل پر بھی کوئی حدیث پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ایک قریبی ساتھی ہیں، انھیں اس حدیث کا پتا نہ تھا اور ابوسعید رضی اللہ عنہ جو ایک کم عمر صحابی ہیں انھیں اس کا علم تھا۔

٢٦٩١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا فَأَذِنَ لِي.

[2691] سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین دفعہ اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو زُمَيْلٍ اسْمُهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ، وَإِنَّمَا أَنْكَرَ عُمَرُ، عِنْدَنَا عَلَى أَبِي مُوسٰى حِينَ رَوٰى [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] أَنَّهُ قَالَ: «الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِذَا أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ»، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا فَأَذِنَ لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ عَلِمَ هٰذَا الَّذِي رَوَاهُ أَبُو مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوزمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ ہمارے نزدیک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اجازت طلب کرنا تین بار ہے، اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ لوٹ جاؤ'' پر اعتراض اس لیے کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین دفعہ اجازت طلب کی تھی تو انھیں اجازت مل گئی تھی۔ اور انھیں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث کا علم نہ تھا کہ نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے: ''اگر تجھے اجازت مل جائے تو ٹھیک، ورنہ لوٹ جاؤ۔''

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے واقعے کے مطابق تیسری دفعہ کے بعد انھیں اجازت دینا چاہتے تھے لیکن وہ واپس چلے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ایلاء کیا تھا اور اپنے بالا خانے پر ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح البخاري، المظالم، حديث: 2468)

(المعجم ٣) بَابُ [مَا جَاءَ] كَيْفَ رَدُّ السَّلَامِ (التحفة ٣)

باب: 4- سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

٢٦٩٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا

[2692] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

٢٦٩١- أخرجه مسلم، ح: ١٤٧٩ من حديث عمر بن يونس مطولاً وهذا مختصر منه جدًا، ورواه البخاري، ح: ٨٩ من حديث ابن عباس.

٢٦٩٢- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب من رد فقال: عليك السلام، ح: ٦٢٥١ عن إسحاق بن منصور به وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٣٩٧ والبخاري، ح: ٧٥٧.

عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز پڑھی، پھر آپ کو السلام علیکم کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک، (اور تم پر بھی) واپس جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' اور مکمل حدیث بیان کی۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَى يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَالَ: «وَعَلَيْكَ». قَالَ:] وَحَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث یحییٰ بن سعید القطان نے عبیداللہ بن عمر ہی سے بیان کی ہے اور اس میں سعید مقبری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان، اس کے باپ کا واسطہ بیان کیا ہے۔ اس میں آپ ﷺ کو سلام کہنے اور اس کے جواب کا تذکرہ نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: متفق علیہ روایت میں ہے ''وعلیک السلام'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کے جواب میں واؤ سے آغاز ہوگا۔ (صحیح البخاري، الأدب، حدیث: 6251) سلام کہنا سنت ہے اور جواب دینا لازم ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي تَبْلِيغِ السَّلَامِ (التحفة ٥)

باب: 5۔ (دوسرے کو) سلام پہنچانا

٢٦٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَامِرٍ [الشَّعْبِيِّ]: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ»، قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

[2693] ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جبریل علیہ السلام) تجھے سلام کہتے ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا: [وعليه السلام ورحمة الله وبركاته] (اس پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔)

وَفِي الْبَابِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

اس مسئلے میں بنونمیر کا ایک آدمی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتا ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ روایت شعبی کی

٢٦٩٣- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال: فلان يقرئك السلام، ح: ٦٢٥٣ ومسلم، ح: ٢٤٤٧ من حديث زكريا به
* وفي الباب عن رجل من بني نمير عن أبيه عن جده [أبو داود، ح: ٢٩٣٤].

طرح زہری بھی ابوسلمہ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر کوئی کسی کو غائبانہ سلام کہے تو اسے پہنچانا چاہیے اور اس کا جواب بھی دینا چاہیے اور سلام کا جواب بہتر صورت میں دیا جائے اور اگر جواب میں پہنچانے والے کو بھی شریک کرلیا جائے تو افضل ہے، یعنی [وعلیه] سے پہلے، [وَعَلَيْكَ] کا بھی اضافہ کرلیا جائے۔ (تحفة الأحوذي: 391/7)

(المعجم ٦) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي فَضْلِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (التحفة ٦)

باب:6۔سلام کہنے میں پہل کرنے والے کی فضیلت

٢٦٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الرَّهَاوِيِّ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ؟ فَقَالَ: «أَوْلَاهُمَا بِاللهِ».

[2694] سیدنا ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! دو آدمی ملتے ہیں، تو ان میں سے سلام کہنے میں پہل کون کرے؟ آپ نے فرمایا: ”جو ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: أَبُو فَرْوَةَ الرَّهَاوِيُّ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ ابْنَهُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيرَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور بقول امام محمد (بخاری) ابو فروہ رہاوی مقارب الحدیث (صحت کے قریب) ہے اور اس کا بیٹا محمد بن یزید، اس سے منکر (ضعیف) روایات بیان کرتا ہے۔

فائدہ: سلام میں پہل کرنا دل کے تکبر ونخوت سے پاک ہونے کی علامت ہے اور وہی شخص سلام میں پہل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ کے قریب اور اس کی رحمت کا بہت زیادہ طلب گار ہو۔ تو معلوم ہوا کہ سلام کہنے میں پہل کرنے والا درجے میں زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب دونوں پہل کر سکتے ہوں، وگرنہ ان آداب کو ملحوظ رکھا جائے گا جن کی نبی ﷺ نے تلقین فرمائی، یعنی کم افراد زیادہ کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو، سوار پیدل کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔

(المعجم ٧) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ فِي السَّلَامِ (التحفة ٧)

باب:7۔سلام کے لیے محض ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز نہیں

٢٦٩٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ

[2695] جناب عمرو بن شعیب ؒ اپنے باپ سے اور

٢٦٩٤_[صحيح لغيره] رواه أبو داود، الأدب، باب: في فضل من بدأ بالسلام، ح:٥١٩٧ من طريق آخر عن أبي أمامة به.
٢٦٩٥_[حسن لغيره] رواه ابن الجوزي في العلل المتناهية: ٢/ ٢٣٤، ح:١٢٠١ من طريق الترمذي به ابن لهيعة مدلس وعنعن وللحديث شواهد عند الطبراني في الأوسط: ٨/ ١٨٤، ١٨٥، ح: ٧٣٧٦ والنسائي في الكبرى، ح: ١٠١٧٢ وغيرهما وانظر ◄◄

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ».

وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دوسروں (غیر مسلموں) سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں، اس لیے یہودیوں اور عیسائیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کہتے ہیں اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ، وَرَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور ابن مبارک نے یہ حدیث ابن لہیعہ کے واسطے سے روایت کی ہے مگر مرفوع بیان نہیں کی۔

فائدہ: یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے مکمل طور پر بچنا چاہیے۔ علاوہ ازیں محض انگلیوں، ہتھیلی اور سر کے اشارے سے سلام کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر السلام علیکم کے الفاظ کے ساتھ کسی سبب سے اشارہ بھی کر دیا جائے تو درست ہوگا اور یہ مشابہت نہیں ہوگی۔ یا لفظاً جواب دینا ممکن نہ ہو تو پھر بھی اشارہ کرنا درست ہے، مثلاً: کوئی گونگا شخص ہے یا کوئی نماز پڑھ رہا ہے وغیرہ۔ (تحفۃ الأحوذي: 393/7)

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ (التحفة ٨)

باب: 8۔ بچوں کو سلام کہنا

٢٦٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ ثَابِتٌ: كُنْتُ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

[2696] سیار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ثابت بُنانی رحمہ اللہ کے ساتھ چل رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انھیں سلام کہا تو ثابت نے بتایا کہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کہا۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کہا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَرَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور اسے کئی راویوں نے ثابت سے بیان کیا ہے اور کئی سندوں

◄◄ الصحيحة للألباني، ح: ٢١٩٤.

٢٦٩٦ــ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب التسليم على الصبيان، ح: ٦٢٤٧ ومسلم، ح: ٢١٦٨ من حديث شعبة به وحديث قتيبة رواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٢٩ وسنده حسن.

أَنَسٍ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قتیبہ اپنی سند سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اپنے سے چھوٹوں کو سلام کہنا، ان سے انس، محبت و پیار اور شفقت و رحمت کی علامت ہے اور انسان کی تواضع اور انکسار کی دلیل بھی ہے۔ اور اس طرح انھیں اسلامی آداب ملاقات کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔

(المعجم ۹) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ (التحفة ۹)

باب: 9۔ عورتوں کو سلام کہنا

٢٦٩٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ أَنَّهُ سَمِعَ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ. وَأَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بِيَدِهِ.

[2697] سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد سے گزرے جبکہ عورتوں کا ایک گروہ بیٹھا ہوا تھا، آپ نے انھیں ہاتھ کے اشارے سے سلام کہا۔ راوی عبدالحمید نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ أَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ: لَا بَأْسَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ بَهْرَامَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ وَقَالَ مُحَمَّدٌ [بْنُ إِسْمَاعِيلَ]: شَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيثِ. وَقَوّٰى أَمْرَهُ، وَقَالَ: إِنَّمَا تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ عَوْنٍ. ثُمَّ رَوٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي زَيْنَبَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ. حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ [الْمَصَاحِفِيُّ بَلْخِيٌّ]: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ: نَزَكُوهُ أَيْ طَعَنُوا فِيهِ. وَإِنَّمَا طَعَنُوا فِيهِ لِأَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَ السُّلْطَانِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے حدیث قابل اعتراض نہیں ہے اور امام محمد (بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: شہر کی حدیث حسن درجے کی ہے اور انھوں نے اسے قوی قرار دیا، اور کہا: اس پر ابن عون نے جرح کی ہے، پھر ہلال بن ابی زینب کے واسطے سے شہر بن حوشب سے روایت بھی کی ہے۔ نضر بن شمیل نے ابن عون سے نقل کیا ہے کہ شہر پر محدثین نے طعن کیا ہے۔ ابوداود کہتے ہیں: نضر نے نَزَكُوهُ کے معنی کیے ہیں: اس پر طعن کیا ہے۔ اور انھوں نے طعن اس بنا پر کیا ہے کیونکہ انھوں نے منصب قبول کرلیا تھا۔

فائدہ: مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو مرد اور عورت ایک دوسرے کو سلام کہہ سکتے ہیں یا

٢٦٩٧- أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في السلام على النساء، ح: ٥٢٠٤ وابن ماجه، ح: ٣٧٠١ من حديث شهر بن حوشب به وتابعه مهاجر الأنصاري عند البخاري في الأدب المفرد * قول ابن عون: صحيح عنه.

عورتوں کی جماعت کو سلام کہنا یا مردوں کی جماعت کو عورت کے سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں، اِلّا یہ کہ کہیں فتنے اور تہمت کا خدشہ ہو۔

(المعجم ١٠) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي التَّسْلِيمِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ (التحفة ١٠)

باب: 10۔ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنا

٢٦٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ مُسْلِمُ بْنُ حَاتِمٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بُنَيَّ! إِذَا دَخَلْتَ عَلٰى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِكَ».

[2698] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کہو، یہ تمھارے لیے اور تمھارے گھر والوں کے لیے بھی باعث برکت ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے گھروں میں داخل ہونے کے آداب میں فرمایا ہے: ''جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کہو، تحفہ ہے اللہ کی طرف سے برکت والا، پاک صاف ستھرا۔'' (النور 61:24)

(المعجم ١١) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ (التحفة ١١)

باب: 11۔ گفتگو کرنے سے پہلے سلام کہنا

٢٦٩٩- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ». وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى الطَّعَامِ حَتّٰى

[2699] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کلام سے پہلے ہے۔'' اسی سند سے نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''کسی کو کھانے کی دعوت نہ دو جب تک کہ وہ سلام نہ کہہ لے۔''

٢٦٩٨ـ [ضعيف] وتقدم طرفه: ٢٦٧٨.

٢٦٩٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٦/ ٢١٠ من حديث الفضل بن الصباح به ※ عنبسة تقدم حاله: ١٨٥٦، ومحمد بن زاذان: متروك (تقريب) والسلام قبل الكلام صحيح بأدلة كثيرة، انظر سنن أبي داود، ح: ٥١٧٦، ٥١٧٧ والترمذي، ح: ٢٧١٠ وغيرهما.

يُسَلِّمَ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [وَ]سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: عَنْبَسَةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ ذَاهِبٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ میں نے امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا: عنبسہ بن عبدالرحمٰن حدیث کے سلسلے میں ضعیف اور گیا گزرا ہے اور محمد بن زاذان منکر الحدیث ہے، یعنی ضعیف ہوتے ہوئے ثقہ کی مخالفت بھی کرتا ہے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں، تاہم پہلی روایت کا مفہوم دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے، اس لیے آداب ملاقات کا تقاضا یہی ہے کہ آغاز میں سلامتی کی دعا دی جائے اور باہمی الفت و محبت کا اظہار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کر کے برکت حاصل کی جائے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٢)

باب: 12۔ ذمی (کافر) کو سلام کرنے میں پہل کرنا ناپسندیدہ ہے

٢٧٠٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبْدَأُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهِ».

[2700] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کہنے میں پہل مت کرو۔ جب تم ان میں سے کسی کو راستے میں ملو تو اسے اس کے تنگ تر حصے پر چلنے پر مجبور کر دو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سلام کہنے میں دوسرے کی توقیر و تکریم ہے اور کافر کو عزت و احترام دینا درست نہیں، اس لیے راستے میں اگر کسی کافر سے ملاقات ہو تو اس کے لیے راستہ نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے راستے کے کنارے پر چلنے پر مجبور کیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو جاہ و عزت والا خیال نہ کرے۔

٢٧٠١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

[2701] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ یہودیوں کا

٢٧٠٠- أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ٢١٦٧ عن قتيبة به.

٢٧٠١- أخرجه البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: إذا عرض الذمي أو غيره بسب النبي ﷺ ولم يصرح ... إلخ، ح: ٦٩٢٧ ومسلم، ح: ٢١٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به ☆ وفي الباب عن أبي بصرة الغفاري [أحمد: ٦/ ٣٩٨ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٠٢ والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٨٨]، وابن عمر [تقدم: ١٦٠٣]، وأنس ◄◄

الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَهْطًا مِّنَ الْيَهُودِ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: [بَلْ] عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ». قَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: «قَدْ قُلْتُ: عَلَيْكُمْ».

ایک گروہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ (آپ پر موت آئے) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''[عَلَيْكُم] (تم پر۔)'' سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں: میں نے کہا: (بلکہ) تم پر موت اور لعنت ہو۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'' سیدہ عائشہ ؓ نے عرض کی: جو انھوں نے کہا ہے، کیا آپ نے سنا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں کہہ چکا ہوں: تم پر۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں ابوبصرہ غفاری، ابن عمر، انس اور ابو عبدالرحمٰن جہنی ؓ سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ ؓ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اہل کتاب جب نبی ﷺ کو سلام کہتے تھے تو عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہوئے، سلام کی جگہ ''سام'' کا لفظ بولتے تھے، اس لیے آپ ﷺ جواب میں علیکم فرماتے کہ موت تم پر ہو، یا [وعلیکم] فرماتے کہ موت سے تو کسی کو بھی مفر نہیں، یہ تو ہر ایک کو آنی ہے، یا ہم پر موت ہو اور تم پر کیا ہو، وہی جس کے تم مستحق ہو اور آپ ﷺ نے زیادتی کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ یہ آپ کی نرمی اور عظمت کے منافی بات تھی۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى مَجْلِسٍ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ وَغَيْرُهُمْ (التحفة ١٢)

باب: 13۔ ایسی مجلس کو سلام کہنا جس میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں موجود ہوں

٢٧٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ وَفِيهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

[2702] سیدنا اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک مجلس سے گزرے جس میں مسلمان اور یہودی ملے جلے تھے تو آپ نے انھیں سلام کہا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کافروں اور مسلمانوں کی مشترکہ مجلس میں مسلمانوں کو غلبہ دیتے ہوئے، ان کی تکریم کے لیے سلام کیا جائے گا۔

◄[يأتي: ٣٣١٠ وابن ماجه، ح: ٣٦٩٧]، وأبي عبدالرحمن الجهني [ابن ماجه، ح: ٣٦٩٩].

٢٧٠٢- أخرجه مسلم، الجهاد، باب: في دعاء النبي ﷺ، وصبره على أذى المنافقين، ح: ١٧٩٨ من حديث عبدالرزاق والبخاري، ح: ٦٢٥٤ من حديث معمر به

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِي (التحفة ١٤)

باب: 14۔ سوار آدمی پیدل کو سلام کہے

٢٧٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ». وَزَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِي حَدِيثِهِ: «وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ».

[2703] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سوار پیدل کو سلام کہے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم زیادہ کو سلام کہیں۔“ ابن المثنیٰ نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ وَفَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَالَ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ: إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

اس مسئلے میں سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل، فضالہ بن عبید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ ایوب سختیانی، یونس بن عبید اور علی بن زید رحمہم اللہ کا قول ہے کہ حسن بصری کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے کا موقع نہیں ملا۔

فائدہ: اس حدیث میں ان لوگوں کی تعیین کر دی گئی ہے جن کو سلام کہنے میں پہل کرنی چاہیے۔ سوار پیدل کو سلام کہے تاکہ اس کے دل میں اپنی بڑائی اور بلندی کے احساس کی بجائے تواضع اور انکسار پیدا ہو۔ پیدل چلنے والا، بیٹھنے والے کے مقابلے میں آنے والا ہے اور سلام آنے والے کو کہنا چاہیے۔ تھوڑے افراد زیادہ افراد کے احترام میں انھیں سلام کہیں اور چھوٹا، بڑے کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اس کے سامنے تواضع اور انکسار کا اظہار کرے۔

٢٧٠٤- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ».

[2704] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”چھوٹا، بڑے کو سلام کہے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم زیادہ کو۔“

٢٧٠٣ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٠ عن روح به ورواه البخاري، ح: ٦٢٣٢ ومسلم، ح: ٢١٦٠ من حديث أبي هريرة به * وفي الباب عن عبدالرحمن بن شبل [أحمد: ٣/ ٤٤٤، ٤٢٨ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٩٢]، وفضالة بن عبيد [يأتي: ٢٧٠٥]، وجابر [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٨٣ وابن حبان، ح: ١٩٣٥].

٢٧٠٤ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب تسليم القليل على الكثير، ح: ٦٢٣١ من حديث ابن المبارك به.

[قَالَ: وَ] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٧٠٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ [اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ] الْخَوْلَانِيُّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْجَنْبِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ».

[2705] سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار چلنے والے کو سلام کہے، چلنے والا کھڑے ہوئے کو اور کم زیادہ کو سلام کہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو عَلِيٍّ الْجَنْبِيُّ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعلی جنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

(المعجم ١٥) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْقِيَامِ وَ[عِنْدَ] الْقُعُودِ (التحفة ١٥)

باب:15۔ (مجلس سے) اٹھتے اور بیٹھتے وقت سلام کہنا

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ».

[2706] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مجلس تک پہنچے تو وہ سلام کہے، پھر اگر بیٹھنا مناسب سمجھے تو بیٹھ جائے اور جب اٹھے (جانے لگے) تو سلام کہے۔ پہلا سلام، آخری کے مقابلے میں کوئی زیادہ درجہ اور فضیلت نہیں رکھتا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ أَيْضًا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور یہ حدیث ابن عجلان سے، سعید مقبری کے باپ کے واسطے کے اضافے سے بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی گئی ہے۔

فائدہ: سلام، مجلس میں آتے اور جاتے دونوں وقت کہنا چاہیے، دونوں ہی اہم اور لازم ہیں۔ اس میں اجر وثواب ہے اور خیر وسلامتی کی دعا بھی۔

٢٧٠٥- أخرجه أحمد: ٦/ ١٩ من حديث حيوة بن شريح، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٣٨ من حديث أبي هانئ به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٣٦ ۞ عبدالله هو ابن المبارك.

٢٧٠٦- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٦٩ عن قتيبة وأبو داود، ح: ٥٢٠٨ من حديث ابن عجلان به وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٢٣٠ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٤٩٤.

(المعجم ١٦) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] الْاِسْتِئْذَانِ قُبَالَةَ الْبَيْتِ (التحفة ١٦)

باب: 16۔ گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے کا ادب

٢٧٠٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ، فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ: لَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَيْهِ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى بَابٍ لَاسِتْرَ لَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ».

[2707] سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے پردہ اٹھا کر گھر کے اندر نظر ڈالی جبکہ ابھی اسے اجازت نہ ملی تھی اور گھر والوں کی قابل پردہ چیز کو دیکھ لیا، تو اس نے ایسی حد کا ارتکاب کیا جو اس کے لیے جائز نہ تھی۔ اگر اس حالت میں جب اس نے اپنی نظر اندر ڈالی تھی کوئی آدمی اس کے سامنے آ گیا اور اس نے اس کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں، میں اسے شرم نہیں دلاؤں گا (برا قرار نہیں دوں گا۔) اور جو کوئی کسی ایسے دروازے کے سامنے سے گزرا جس پر پردہ نہ تھا، جو بند نہ تھا، پھر جھانک لیا، تو اس کا قصور نہیں ہوگا، قصور اور غلطی گھر والوں کی ہو گی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اس قسم کی احادیث ہمارے علم میں صرف ابن لہیعہ کی روایت سے آئی ہیں۔ اور ابوعبدالرحمٰن حبلی کا نام عبداللہ بن یزید ہے۔

(المعجم ١٧) بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ (التحفة ١٧)

باب: 17۔ دوسروں کے گھر میں اجازت لیے بغیر جھانکنا

٢٧٠٨- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

[2708] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے

٢٧٠٧- أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٣ من حديث ابن لهيعة به * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٦٩٠٢ ومسلم، ح: ٢١٥٨ وأبو داود، ح: ٥١٧٢، ٥١٧٣]، وأبي أمامة [أحمد: ٥/ ٢٥٠، ٢٦٠، ٢٦١] * قتيبه هو ابن سعيد ممن روى عن ابن لهيعة قبل احتراق كتبه.

٢٧٠٨- أخرجه البخاري، الديات، باب من أخذ حقه أو اقتص دون السلطان، ح: ٦٨٨٩ من حديث حميد الطويل به وصرح بالسماع.

الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهِ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ.

گھر پر تھے تو ایک آدمی نے آپ پر نظر ڈالی (جھانکا)۔ آپ نیزے کے پھل کے ساتھ اس کی طرف جھکے تو وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٧٠٩- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرَاةٌ يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ».

[2709] سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے حجرے میں ایک سوراخ سے آپ پر جھانکا۔ نبی ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جس سے آپ اپنا سر کھجلا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے (پہلے) پتا چل جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں کنگھی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔ اجازت تو اسی لیے طلب کی جاتی ہے، تاکہ (گھر والوں پر) نظر نہ پڑے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسان مرد ہو یا عورت بعض دفعہ گھر میں اس حال میں ہوتا ہے کہ کسی فرد کا اسے اس حالت میں دیکھنا جائز نہیں ہوتا، اس لیے شریعت اسلامیہ نے ہر صاحب شعور و امتیاز پر بلوغت کے بعد اپنے یا دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کی پابندی عائد کی ہے۔ دیکھیے: (النور 24:58، 59)

(المعجم ١٨) بَابُ [مَا جَاءَ فِي] التَّسْلِيمِ قَبْلَ الْإِسْتِئْذَانِ (التحفة ١٨)

باب: 18۔ اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کہنا چاہیے

٢٧١٠- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَاءٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى

[2710] سیدنا کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اسے دودھ، پیوسی (بوہلی) اور کچھ کھیرے دے کر نبی ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ وادیٔ مکہ کے بالائی حصے پر تھے۔ میں آپ کے پاس اجازت طلب کیے بغیر ہی پہنچ گیا اور سلام بھی نہ کیا، اس پر نبی ﷺ نے

٢٧٠٩- أخرجه مسلم، الأدب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٦ عن محمد بن أبي عمر و البخاري، ح: ٦٢٤١ من حديث سفيان بن عيينة به * وفي الباب عن أبي هريرة [البخاري، ح: ٦٩٠٢ ومسلم، ح: ٢١٥٨].

٢٧١٠- أخرجه أبوداود، الأدب، باب: كيف الاستئذان، ح: ٥١٧٦ من حديث روح به.

الْوَادِي، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ، وَلَمْ أُسَلِّمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْجِعْ فَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ»؟ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ. قَالَ عَمْرٌو: وَأَخْبَرَنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ. وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ.

فرمایا: ''واپس جا، پھر کہہ: ''السلام علیکم'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' یہ اس وقت کی بات ہے جب صفوان (فتح مکہ کے بعد) مسلمان ہو چکا تھا۔ عمرو کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث امیہ بن صفوان نے سنائی، لیکن کلدہ سے سننے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ. وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ مِثْلَ هٰذَا [وَضَغَابِيسُ: هُوَ حَشِيشٌ يُؤْكَلُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ابن جریج کی روایت سے آئی ہے۔ ابو عاصم بھی اسی طرح ابن جریج سے بیان کرتا ہے۔ ضغابیس کھائی جانے والی گھاس کی ایک قسم ہے۔

لغوی تشریح: لَبَاء: پیوسی، وہ دودھ جو جانور کے بچہ دینے کے بعد پہلی دفعہ تھنوں سے نکالا جاتا ہے۔ ضغابیس: ضغبوس کی جمع ہے، چھوٹا کھیرا، ایک قسم کی گھاس۔

فائدہ: صفوان بن امیہ، کلدہ بن حنبل کا اخیافی بھائی اور مشہور دشمن اسلام اور دشمن رسول امیہ بن خلف کا بیٹا ہے جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا اور اس موقع پر اس نے آپ ﷺ کو تحفہ بھیجا اور آپ نے تحفہ لانے والے کو ملاقات کرنے کا طریقہ عملاً بتایا۔

٢٧١١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِي، فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا»؟ فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: «أَنَا أَنَا!؟» كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ.

[2711] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کے قرضے کی ادائیگی کے سلسلے میں نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو میں نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میں، میں؟'' گویا آپ نے اس جواب کو ناپسند کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ملاقات کے لیے آنے والے کی اگر آواز سے شناخت نہ ہو سکے اور اس سے پوچھا جائے تم کون ہو تو اسے اپنا نام بتانا چاہیے، کیونکہ ''میں'' کہنے سے شناخت یا تعارف نہیں ہو سکتا۔

(المعجم ١٩) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي كَرَاهِيَةِ طُرُوقِ الرَّجُلِ أَهْلَهُ لَيْلًا (التحفة ١٩)

باب: 19۔ انسان کو رات کے وقت (بلا اطلاع) اپنے گھر (والوں کے پاس) نہیں آنا چاہیے

٢٧١١_ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال: من ذا؟ فقال: أنا، ح: ٦٢٥٠ ومسلم، ح: ٢١٥٥ من حديث شعبة به.

٢٧١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا. قَالَ: فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا.

[2712] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں سفر سے واپسی پر اچانک رات کو بیویوں کے پاس آنے سے منع فرمایا۔

اس مسئلے میں سیدنا انس، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں (سفر سے واپسی پر) رات کو گھر بیوی کے پاس آنے سے منع فرمایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے منع فرمانے کے بعد دو آدمی رات کو اپنے گھروں میں آئے تو ہر ایک نے اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پایا۔

فائدہ: اگر انسان کسی لمبے سفر سے واپس آتا ہے اور بیوی کو اس کی آمد کی اطلاع نہیں ہے تو اسے رات کے وقت گھر نہیں آنا چاہیے، کیونکہ دین دار عورتیں، خاوند کے سفر پر ہونے کی وجہ سے صفائی ستھرائی اور زیب و زینت کا اہتمام نہیں کرتیں۔ اگر خاوند اچانک اس کے پاس آجائے جبکہ بیوی کی حالت پراگندہ ہے، کپڑے میلے کچیلے ہیں، بال بکھرے ہوئے ہیں اور صفائی نہیں کی ہے تو اس کے دل میں کراہت پیدا ہوسکتی ہے۔ اگر آمد کا علم ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ بیوی اس کی منتظر ہوگی۔ اسی طرح بعض خاوند شکی مزاج ہوتے ہیں اور بیوی کے بارے میں بلاوجہ وہم میں مبتلا رہتے ہیں تو آپ ﷺ نے رات کے وقت بلا اطلاع اچانک گھر آنے کی ممانعت کر دی تاکہ کسی ناقابل قبول کیفیت کا سامنا نہ ہو پائے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَتْرِيبِ الْكِتَابِ (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ خط کو خاک آلود کرنا

٢٧١٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ

[2713] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی خط لکھے تو اسے خاک

٢٧١٢- أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٨ عن سفيان بن عيينة به وتابعه شعبة وجماعة وصححه ابن حبان (الإحسان): ٢٧٠٢ ورواه البخاري، ح: ٥٢٤٣ ومسلم، الإمارة، ح: ٧١٥ بعد، ح: ١٩٢٨ من حديث جابر بن عبدالله الأنصاري به * وفي الباب عن أنس [البخاري، ح: ١٨٠٠ ومسلم، ح: ١٩٢٨]، وابن عمر [أحمد: ٢/ ١٠٤]، وابن عباس [الدارمي، ح: ٤٥٠]، وابن خزيمة [فتح الباري: ٩/ ٣٤١].

٢٧١٣- [ضعيف جدًا] * حمزة بن عمرو النصيبي متروك متهم وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٣٧٧٤ وسنده ضعيف جدًا.

ﷺ قَالَ: «إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَإِنَّهُ أَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. [قَالَ:] وَحَمْزَةُ هُوَ عِنْدِي ابْنُ عَمْرٍو النَّصِيبِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ.

آلود کر دے، کیونکہ اس طرح اس کی ضرورت کے پورے ہونے کی زیادہ امید ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ ہم اسے ابوزبیر سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور حمزہ سے مراد میرے نزدیک ابن عمرو نصیبی ہے جو حدیث کے سلسلے میں ضعیف ہے۔

(المعجم ٢١) بَابُ [حَدِيثِ «ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ»]

(التحفة ٢١)

باب: 21۔ قلم اپنے کان پر رکھو

٢٧١٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَنْبَسَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ أُمِّ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمُمْلِي».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَهُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ زَاذَانَ وَعَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

[2714] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کاتب آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''قلم اپنے کان پر رکھ، کیونکہ یہ انداز املاء کرانے والے کو خوب یاد دلاتا ہے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ سند ضعیف ہے۔ محمد بن زاذان اور عنبسہ بن عبدالرحمٰن دونوں ہی حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔

(المعجم ٢٢) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي تَعْلِيمِ السُّرْيَانِيَّةِ

(التحفة ٢٢)

باب: 22۔ سریانی زبان سیکھنا

٢٧١٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ

[2715] سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٧١٤ـ [ضعيف جدًا] أخرجه ابن سعد: ٢/ ٣٥٩ من حديث عنبسة بن عبدالرحمن القرشي به ومن طريق الترمذي. أورده ابن الجوزي في الموضوعات: ١/ ٢٥٩ وانظر، ح: ٢٦٩٩ لحال عنبسة ومحمد بن زاذان وللحديث شاهدان ضعيفان جدًا عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٣٣٧ والديلمي وغيرهما في سنديهما متهمان.

٢٧١٥ـ أخرجه أبو داود، العلم، باب رواية حديث أهل الكتاب، ح: ٣٦٤٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به وعلقه البخاري، ح: ٧١٩٥.

الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهُ كَلِمَاتٍ مِّنْ كِتَابِ يَهُودَ وَقَالَ: «إِنِّي وَاللهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلٰى كِتَابِي»، قَالَ: فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُهُ لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا تَعَلَّمْتُهُ كَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُودَ كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ، وَإِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی خاطر یہود کی کتاب کے بول سیکھوں اور آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں یہود پر اپنے خط کے سلسلے میں اعتماد نہیں کر سکتا۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پھر آدھے مہینے میں آپ کی خاطر ان کی تحریر سیکھ لی۔ جب میں نے ان کی تحریر (زبان) سیکھ لی تو جب آپ ﷺ یہود کی طرف کچھ لکھنا چاہتے تو میں ہی آپ کی طرف سے لکھتا، اور جب وہ آپ کو کچھ لکھتے تو میں ہی آپ کے لیے اسے پڑھتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَقَدْ رَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ [الْأَنْصَارِيِّ]، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اور امام اعمش، ثابت بن عبید (انصاری) کے واسطے سے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے خط کتابت اور ان کی تحریر سمجھنے کے لیے ان کی زبان سیکھنا جائز ہے اور قومی مفاد کے لیے ایسے افراد کا اہتمام کرنا چاہیے، غیر مسلموں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، خواہ وہ کس قدر خیر خواہ بنتے ہوں۔ ② اس کا یہ مطلب نہیں کہ پوری قوم کو ہی اس کام پر لگا دیا جائے، ہاں بقدر ضرورت ہر قوم کی زبان جاننے والے موجود ہونے چاہئیں تا کہ ان کے علوم و فنون اور تحقیقات سے فائدہ اٹھایا جا سکے اور ان سے معاملات طے کرنے میں آسانی ہو۔ ③ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ذہانت و فطانت کا بھی پتا چلتا ہے کہ کس طرح دو ہفتے کی قلیل مدت میں غیر زبان سیکھ لی۔

(المعجم ٢٢) بَابٌ: فِي مُكَاتَبَةِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٢٢)

باب: 23۔ مشرکوں سے خط کتابت کرنا

٢٧١٦- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ قَبْلَ مَوْتِهِ إِلٰى كِسْرٰى وَإِلٰى قَيْصَرَ، وَإِلَى النَّجَاشِيِّ وَإِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ، وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلّٰى عَلَيْهِ [النَّبِيُّ ﷺ].

[2716] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے کسریٰ (شاہ ایران)، قیصر (شاہ روم)، نجاشی (شاہ حبشہ) اور ہر صاحب اقتدار زور آور کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کے لیے خط لکھا۔ اور یہ وہ نجاشی نہ تھا جس کی نبی ﷺ نے نماز جنازہ

٢٧١٦_ أخرجه مسلم، الجهاد، باب: كتب النبي ﷺ إلى ملوك الكفار يدعوهم إلى الإسلام، ح: ١٧٧٤ عن يوسف بن حماد به.

پڑھائی تھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کو تحریری طور پر بھی اسلام کی دعوت دینی چاہیے اور مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ غیر مسلم حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دیں، ضروری نہیں کہ وہ بالمشافہ ہی ہو۔ انھیں صحیح اسلامی لٹریچر تحفے میں پیش کر کے بھی یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٢) بَابٌ [مَا جَاءَ] كَيْفَ يُكْتَبُ إِلٰى أَهْلِ الشِّرْكِ (التحفة ٢٢)

باب: 24۔ اہلِ شرک کو خط کیسے لکھا جائے؟

٢٧١٧- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ».

[2717] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھیں سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہرقل (شاہِ روم) نے اسے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلا بھیجا۔ یہ لوگ تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے، تو وہ اس کے پاس آئے۔ آگے پوری حدیث بیان کی۔ اس میں یہ بھی ہے کہ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا گرامی نامہ منگوایا۔ اسے پڑھا گیا۔ اس میں لکھا تھا: ”اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے، روم کے بڑے (حکمران) ہرقل کی طرف۔ سلامتی ہدایت کے پیروکار کے لیے ہے، امابعد۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو سُفْيَانَ اسْمُهُ صَخْرُ بْنُ حَرْبٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ کافر کو خط لکھتے وقت اس کے مقام و مرتبے کا لحاظ رکھا جائے لیکن اسے السلام علیکم نہیں لکھا جائے گا بلکہ یہ لکھا جائے گا: ”سلامتی صرف ہدایت کا راستہ اختیار کرنے والے کے لیے۔“ [اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، یا اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ تَمَسَّكَ بِالْحَقِّ]۔

٢٧١٧- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: كيف يكتب الكتاب إلى أهل الكتاب، ح: ٦٢٦٠ من حديث ابن المبارك ومسلم، ح: ١٧٧٣ من حديث الزهري به.

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي خَتْمِ الْكِتَابِ (التحفة ٢٥)

باب:25۔ خط پر مہر لگانا

٢٧١٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ، قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُونَ إِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا. قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي كَفِّهِ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2718] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے غیر عرب (عجمیوں) کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ عجمی مہر کے بغیر خط قبول نہیں کرتے تو آپ نے مہر بنوالی، گویا میں (چشم تصور سے) اس کی سفیدی آپ کی ہتھیلی میں دیکھ رہا ہوں۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: خط کو قابل اعتماد بنانے کے لیے وہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جس کے ذریعے سے اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہو، اور ہر دور میں اس اعتماد کے انداز مختلف ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٢٦) بَابٌ: كَيْفَ السَّلَامُ (التحفة ٢٦)

باب:26۔ سلام کہنے کا طریقہ اور انداز

٢٧١٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَى بِنَا أَهْلَهُ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْتَلِبُوا هٰذَا اللَّبَنَ» وَكُنَّا نَحْتَلِبُهُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ نَصِيبَهُ، فَيَجِيءُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ النَّائِمَ، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ.

[2719] سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے جبکہ بھوک اور مشقت کی وجہ سے ہمارے کان اور آنکھیں کام چھوڑ چکے تھے۔ ہم اپنے آپ کو (مہمان نوازی کے لیے) نبی ﷺ کے ساتھیوں پر پیش کرنے لگے مگر (فقر و فاقے کے سبب) ہمیں کوئی قبول نہ کرتا تھا، تو ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے آئے، وہاں تین بکریاں تھیں، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کا دودھ دوہ لو۔'' ہم انھیں دوہ لیتے تھے، تو ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کا حصہ بچا کر رکھتے، تو رات کو رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور اس انداز سے سلام کہتے جو سونے والے کو بیدار نہ کرتا اور بیدار سن لیتا، پھر آپ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز

٢٧١٨ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب: في اتخاذ النبي ﷺ خاتمًا، لما أراد أن يكتب إلى العجم، ح: ٢٠٩٢/ ٥٧ من حديث معاذ بن هشام به ورواه البخاري، ح: ٦٥ من حديث قتادة به.

٢٧١٩ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ح: ٢٠٥٥ من حديث سليمان بن المغيرة به.

پڑھتے، پھر آ کر اپنا مشروب پی لیتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے نبی ﷺ کی مہمان نوازی، آپ ﷺ کی رات کی نماز کا اسلوب اور سلام کہنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قدر بلند نہ ہوتا کہ سونے والا جاگ جائے اور نہ اس قدر آہستہ ہوتا کہ جاگنے والا بھی سن نہ سکے۔ یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ (صحیح مسلم، الأشربة، حدیث: 5362 (2055))

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلَى مَنْ يَبُولُ (التحفة ٢٧)

باب: 27۔ پیشاب کرنے والے کو سلام نہیں کہنا چاہیے

٢٧٢٠- حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِي السَّلَامَ.

[2720] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، تو نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ الْفَغْوَاءِ وَجَابِرٍ وَالْبَرَاءِ وَالْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ.
[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

محمد بن یحییٰ نیساپوری اپنی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا علقمہ بن فغواء، جابر، براء اور مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔
امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ پیشاب کی حالت میں سلام نہیں کہنا چاہیے اور اگر کوئی سلام کہے تو اس حالت میں جواب نہیں دینا چاہیے۔

(المعجم ٢٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُبْتَدِئًا (التحفة ٢٨)

باب: 28۔ سلام کہنے میں پہل کرتے ہوئے علیک السلام کہنا ناپسندیدہ عمل ہے

٢٧٢٠ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٧٠/ ١١٥ من حديث سفيان الثوري به وتقدم: ٩٠ ※ وفي الباب عن علقمة ابن الفغواء [الطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٤٥]، وجابر [ابن ماجه، ح: ٣٥٢]، والبراء [مجمع الزوائد: ١/ ٢٧٦]، والمهاجر ابن قنفذ [أبو داود، ح: ١٧].

٢٧٢١- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ، وَلَا أَعْرِفُهُ وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «إِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ»، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: «إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ»، ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ».

[2721] سیدنا ابوتمیمہ هُجیمی اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو تلاش کیا تو میں آپ کو پا نہ سکا۔ میں ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اچانک ایک جماعت پر نظر پڑی اور آپ اس میں موجود تھے۔ میں آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ ان کے درمیان صلح کرا رہے تھے۔ جب آپ اس کام سے فارغ ہو گئے تو ان میں سے بعض لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب میں نے یہ صورت حال دیکھی (تو آپ کو پہچان لیا۔) میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ، اے اللہ کے رسول! علیك السلام، اے اللہ کے رسول! علیك السلام، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''علیك السلام مردے کا سلام ہے۔'' پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب آدمی اپنے مسلمان بھائی کو ملے تو کہے: السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته.'' پھر نبی ﷺ نے میرے جواب میں فرمایا: [وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ أَبُو غِفَارٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابو غفار، ابوتمیمہ هُجیمی سے اور وہ ابو جُری جابر بن سلیم هُجیمی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ ابوتمیمہ کا نام طریف بن مجالد ہے۔

فائدہ: جاہلیت کے دور میں لوگ مردوں کو علیك السلام کہتے تھے، مثلاً: ایک شاعر کہتا ہے: [عَلَيْكَ سَلَامُ اللهِ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ، وَرَحْمَتُهُ مَا شَاءَ أَنْ يَرْحَمَا] ''اے قیس بن عاصم! تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو، جب تک وہ رحم فرمانا چاہے۔'' اسلامی شریعت کی رو سے زندوں اور مردوں دونوں کو السلام علیکم ہی کہا جائے گا جیسا کہ نبی ﷺ قبرستان میں پہنچ کر فرماتے تھے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ...]. (سنن ابن ماجه، الجنائز، حدیث: 1546)

٢٧٢١ـ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣١٩ من حديث خالد الحذاء مختصرًا، وأبو داود، ح: ٤٠٨٤ من حديث أبي تميمة به واسمه طريف بن مجالد وصححه الحافظ في الفتح: ١١/ ٥ وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٨٦٦ وغيره.

٢٧٢٢- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي غِفَارٍ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ فَقَالَ: «لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ» وَذَكَرَ قِصَّةً طَوِيلَةً.

وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2722] سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: عليك السلام، تو آپ نے فرمایا: ''عليك السلام مت کہو لیکن السلام عليك کہو۔'' اور ایک لمبا واقعہ بیان کیا۔

اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ لمبا واقعہ سنن ابی داود میں موجود ہے جس میں آپ نے جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو بہت سی ہدایات دی ہیں اور آداب بتائے ہیں۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، اللباس، حديث: 4084)

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ [بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا، وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

[2723] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کہتے تو تین دفعہ سلام کہتے اور جب کوئی بات کرتے تو اسے تین دفعہ دہراتے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: تین دفعہ سلام کہنے سے مراد سلام استئذان (اجازت طلبی کا سلام) ہے کہ جب کسی سے اجازت طلب فرماتے اور اسے پہلی دفعہ سلام نہ سنتا یا وہ کسی وجہ سے جواب نہ دیتا تو دوسری دفعہ سلام کہتے۔ پھر جواب نہ ملتا تو تیسری دفعہ سلام کہتے۔ اس پر بھی جواب نہ ملتا تو واپس آ جاتے۔ اس سے زائد دفعہ سلام نہ کہتے جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے واقعے میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح جب آپ کوئی اہم یا دقیق بات فرماتے اور آپ سمجھتے کہ سب نے سنی نہیں ہے یا سب نے سمجھی نہیں تو وہ بات تین دفعہ دہراتے، اس سے زائد نہ دہراتے، کیونکہ مقصد سمجھانا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں تصریح موجود ہے کہ [حَتّٰى تُفْهَمَ] تاکہ بات سمجھ لی جائے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، العلم، حديث: 95)

٢٧٢٢ـ أخرجه أبو داود، اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار، ح: ٤٠٨٤ من حديث أبي غفار به مطولًا، وانظر الحديث السابق وله طريق آخر عن أبي تميمة، صححه الحاكم: ٤/ ١٨٦ ووافقه الذهبي.

٢٧٢٣ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثًا، ح: ٦٢٤٤ عن إسحاق بن منصور عنه.

(المعجم ٢٩) بَابٌ: [فِي الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ أَقْبَلُوا فِي مَجْلِسِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيثِ جُلُوسِهِمْ فِي الْمَجْلِسِ حَيْثُ انْتَهَوْا] (التحفة ٢٩)

باب:29۔ تین افراد کا واقعہ جو نبی ﷺ کی مجلس کی طرف آئے اور جہاں جگہ ملی بیٹھ گئے

٢٧٢٤ - حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ [مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ]، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سَلَّمَا، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللهِ فَآوَاهُ اللهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ».

[2724] سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ (کی مجلس) کی طرف بڑھے اور ایک چلا گیا۔ جب وہ دونوں رسول اللہ کے پاس آ کر رک گئے تو انھوں نے سلام کہا۔ پھر ان میں سے ایک نے (نظر دوڑائی) حلقے کے اندر وسعت دیکھی (تو جا کر) اس میں بیٹھ گیا۔ اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ (گفتگو سے) فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''کیا میں تمھیں ان تین افراد کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف جگہ لینی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جگہ عنایت فرما دی۔ دوسرے نے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا محسوس کی تو اللہ نے بھی اس سے حیا کی اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْمُهُ يَزِيدُ وَيُقَالُ: مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن عوف ہے اور ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے آزاد کیے ہوئے غلام ابو مرہ کا نام یزید ہے۔ اسے عقیل بن ابی طالب کا مولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینی مجالس میں بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے تقرب کے حصول اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔ جس شخص نے حلقے میں کشادہ جگہ دیکھ کر اسے پورا کیا اور صاحب مجلس کے زیادہ قریب ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب

٢٧٢٤ـ أخرجه البخاري، العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس . . . إلخ، ح: ٦٦ ومسلم، ح: ٢١٧٦ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٦٠، ٩٦١ (يحيى).

ملا۔ دوسرے آدمی نے جب دیکھا کہ حلقے کے اندر جگہ نہیں ہے تو اس نے لوگوں کو تنگ کرنے اور مجلس میں بل چل پیدا کرنے سے شرم محسوس کی یا تیسرے ساتھی کی طرح مجلس سے چلے جانے سے شرم محسوس کی، کچھ دور چل کر واپس آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اجر وثواب سے محروم نہ رکھا، اسے اجر وثواب میں شریک کیا۔ تیسرا ساتھی چلا گیا، تو وہ اجر وثواب سے محروم رہا۔

٢٧٢٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

[2725] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی، ہم وہیں بیٹھ جاتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سِمَاكٍ [أَيْضًا].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) غریب ہے اور اسے زُہیر بن معاویہ نے بھی سماک سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیے، خواہ مخواہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا یا کسی کو اس کی جگہ سے اٹھانا یا دوسروں کو تنگ کرنا درست نہیں۔

(المعجم ٣٠) بَابُ مَا جَاءَ مَا عَلَى الْجَالِسِ فِي الطَّرِيقِ (التحفة ٣٠)

باب:30۔ راستے میں بیٹھنے والے کی ذمے داری

٢٧٢٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنَاسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ: «إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَرُدُّوا السَّلَامَ وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ وَاهْدُوا السَّبِيلَ».

[2726] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ راستے میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے لیے راستے میں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو سلام کہنے والے کا جواب دو، مظلوم کی مدد کرو اور راستے کی راہنمائی کرو۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ.
[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [غَرِيبٌ].

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہما سے احادیث آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث

٢٧٢٥- [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في التحلق، ح: ٤٨٢٥ من حديث شريك القاضي به، وحديث زهير بن معاوية لم أجده وللحديث شواهد انظر: الصحيحة للألباني، ح: ٣٣٠.

٢٧٢٦- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٢، ٢٩١، ٣٠١ من حديث شعبة به وتابعه إسرائيل وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٣ وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٤٦٥، ٦٢٢٩ وغيره * وفي الباب عن أبي هريرة [أبو داود، ح: ٤٨١٦ مختصرًا والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠١٤]، وأبي شريح الخزاعي [أحمد: ٦/ ٣٨٥].

حسن (غریب) ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راستوں میں ضرورت اور مجبوری کے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اگر مجبوراً بیٹھنا پڑے تو اس کے کچھ آداب ہیں۔ یہاں صرف تین بیان کیے گئے ہیں: ○ سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دینا۔ ○ کسی پر ظلم و زیادتی نظر آ رہی ہو تو اسے روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔ ○ اگر کوئی راستہ پوچھے یا بھول جائے تو اس کی رہنمائی کرنا، اسے راستہ دکھانا۔

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَافَحَةِ (التحفة ٣١)

باب: 31۔ مصافحہ کرنا

٢٧٢٧- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا».

[2727] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو مسلمان ایک دوسرے کو ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ [وَالْأَجْلَحُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ابو اسحاق کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ اور یہ حدیث سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔ اور اجلح سے مراد ابن عبداللہ بن حُجَیّہ بن عدی کندی ہے۔

فائدہ: مصافحہ، صفحة (ہتھیلی) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: ایک دوسرے کا اپنی ہتھیلیوں کو ملانا۔ ملاقات کے وقت محبت و مسرت اور اکرام و احترام کے اظہار کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ سلام کے ساتھ گرمجوشی سے مصافحہ بھی کیا جائے اور اس سے سلام کے مذکورہ مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ اگر دلوں میں باہمی کچھ رنجش و کدورت ہو تو وہ بھی نکل جاتی ہے۔

٢٧٢٨- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ،

[2728] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک اپنے بھائی یا اپنے دوست کو ملتا ہے تو کیا اس کے سامنے جھک سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پوچھا: تو کیا اس سے معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ فرمایا: ''نہیں۔''

٢٧٢٧ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في المصافحة، ح: ٥٢١٢ وابن ماجه، ح: ٣٧٠٣ من حديث ابن نمير به وللحديث شواهد كثيرة ✽ أبو إسحاق عنعن.

٢٧٢٨ـ [حسن بالشواهد] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب المصافحة، ح: ٣٧٠٢ من حديث حنظلة بن عبيدالله به وهو ضعيف كما في التقريب وغيره وللحديث شواهد انظر الصحيحة للألباني، ح: ١٦٠.

قَالَ: «نَعَمْ».

پوچھا: تو اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے، فرمایا: ''ہاں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملاقات کے وقت جھکنا درست نہیں اور جب سلام کرتے وقت جھکنا درست نہیں تو گھٹنوں کو ہاتھ لگانا اور پیروں کو چھونا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہر وقت گلے لگنا اور معانقہ کرنا بھی درست نہیں، ہاں دوسری روایات کی رو سے لمبے عرصے کے بعد ملاقات کی صورت میں معانقہ کیا جا سکتا ہے اور کسی بڑی اور محبوب شخصیت کی دست بوسی بھی ہوسکتی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 427/7) علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہوا کہ مصافحہ صرف ایک ہاتھ سے کرنا چاہیے۔ حدیث کے الفاظ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور مصافحہ کے لغوی معنی بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ مصافحے کے لغوی معنی ہیں: ایک ہتھیلی کا دوسری ہتھیلی سے ملنا نہ کہ دو ہتھیلیوں کا دو ہتھیلیوں سے ملنا، اس لیے مصافحہ کرنے کا مسنون طریقہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہے، نہ کہ دونوں ہاتھوں سے، جیسا کہ عام لوگ کرتے ہیں۔

٢٧٢٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: هَلْ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

[2729] امام قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا صحابہ میں مصافحہ کرنے کا معمول تھا؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سنن ابوداود کی روایت (نمبر: 5213) سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یمن میں مصافحے کا خاص اہتمام تھا اور وہاں ہی سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں آیا اور نبی ﷺ نے بھی اس کا حکم دیا۔ مصافحہ ہر ملاقات پر ہوسکتا ہے، لیکن اسے بعض مواقع کے ساتھ خاص کرنا اور ان اوقات میں اس کو لازم اور باعث ثواب سمجھنا درست نہیں۔

٢٧٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ».

[2730] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلام کی تکمیل میں سے ہاتھ پکڑنا ہے۔''

[وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ

اس مسئلے میں سیدنا براء اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

٢٧٢٩_ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب المصافحة، ح: ٦٢٦٣ من حديث همام به.

٢٧٣٠_[ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٧/ ٢٦٧٦ من حديث أحمد بن عبدة به * رجل مجهول * وفي الباب عن البراء [يشير إلى حديث أحمد: ٤/ ٢٨٩ وغيره]، وابن عمر [لم أجده] * حديث: "لاسمر إلا لمصل أو مسافر ... إلخ": تقدم تحت، ح: ١٦٩، وأثر عبدالرحمن بن يزيد وغيره: ضعيف، أبو إسحاق عنعن.

حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ. وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَلَمْ يَعُدَّهُ مَحْفُوظًا، وَقَالَ: إِنَّمَا أَرَادَ عِنْدِي حَدِيثَ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَمَّنْ سَمِعَ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا سَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ». قَالَ مُحَمَّدٌ: وَإِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ: «مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْأَخْذُ بِالْيَدِ».

ہمارے علم میں صرف یحییٰ بن سلیم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ میں نے امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے اسے محفوظ قرار نہیں دیا اور کہا: (اس سند سے تو یہ حدیث آئی ہے): نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات کو گفتگو کی اجازت صرف نمازی اور مسافر کو ہے۔'' اور کہا: منصور تو ابو اسحاق کی سند سے عبدالرحمٰن بن یزید یا کسی اور راوی سے نقل کرتا ہے: ''سلام کی تکمیل ہاتھ پکڑنے سے ہوتی ہے۔''

٢٧٣١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ تَمَامِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ - أَوْ قَالَ: عَلٰى يَدِهِ - فَيَسْأَلُهُ كَيْفَ هُوَ، وَتَمَامُ تَحِيَّتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ».

[2731] سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیمار کی بیمار پرسی کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر۔'' یا فرمایا: ''اس کے ہاتھ پر رکھو اور پوچھو: کیسے ہو؟ اور تمھارے سلام کی تکمیل ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ زَحْرٍ ثِقَةٌ، وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفٌ، وَالْقَاسِمُ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَيُكْنٰى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ ثِقَةٌ وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، وَالْقَاسِمُ الشَّامِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند قوی نہیں ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) کا قول ہے: عبیداللہ بن زحر ثقہ ہے اور علی بن یزید ضعیف ہے۔ اور قاسم سے مراد ابن عبدالرحمٰن ہے جس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ عبدالرحمٰن بن خالد بن یزید بن معاویہ کا آزاد کردہ غلام اور شامی ہے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَانَقَةِ وَالْقُبْلَةِ (التحفة ٣٢)

باب: 32۔ معانقہ اور بوسہ

٢٧٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا

[2732] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا زید بن

٢٧٣١- [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٠ من حديث عبدالله بن المبارك به ⁕ عبيد الله بن زحر وعلي بن يزيد: ضعيفان كما تقدم.

٢٧٣٢- [ضعيف] أخرجه العقيلي: ٤/ ٤٢٨ من حديث إبراهيم بن يحيى به ⁕ إبراهيم بن يحيى: لين الحديث، وأبوه ضعيف وكان ضريرًا يتلقن (تقريب) وابن إسحاق عنعن.

إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ [الْمَدَنِيُّ]: حَدَّثَنِي أَبِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

حارثہ ؓ (سفر یا جنگ سے) مدینہ تشریف لائے جبکہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر پر تھے۔ سو وہ آپ کے پاس آئے اور دروازے پر دستک دی تو رسول اللہ ﷺ (خوشی و مسرت سے) ننگے بدن، اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے یا بعد میں میں نے آپ کو (گھر سے باہر نکلتے ہوئے) ننگے بدن نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے انھیں گلے لگایا اور بوسہ لیا۔

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث زہری سے اسی سند سے مروی ہے۔

(المعجم ٣٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ (التحفة ٣٣)

باب: 33۔ ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ

٢٧٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اذْهَبْ بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ. فَقَالَ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ: نَبِيٌّ إِنَّهُ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا مُحْصَنَةً، وَلَا تُوَلُّوا الْفِرَارَ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً

[2733] سیدنا صفوان بن عسال ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھی نے کہا: نبی نہ کہو، اگر اس نے تیری یہ بات سن لی تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی (مسرت و شادمانی سے آنکھیں بہت روشن ہو جائیں گی۔) تو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے (موسیٰ ؑ کو دی گئی) واضح اور کھلی نو نشانیوں کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نہ چوری کرو، نہ زنا کرو، اور جس جان کو اللہ نے محترم قرار دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور کسی پاک دامن کو صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل

٢٧٣٣ـ [ضعيف] أخرجه النسائي: ٧/ ١١١، ح: ٤٠٨٣ (تحريم الدم، باب السحر) عن أبي كريب وابن ماجه، ح: ٣٧٠٥ من حديث ابن إدريس به ☆ وفي الباب عن يزيد بن الأسود [أحمد: ٤/ ١٦١]، وابن عمر [تقدم: ١٧١٦ وهو طرف من حديث أبي داود، ح: ٣٦٤٧ وفيه التقبيل]، وكعب بن مالك [أخرجه ابن المقرئ كما في تحفة الأحوذي].

الْيَهُودَ أَلَّا تَعْتَدُوا فِي السَّبْتِ». قَالَ: فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَقَالَا: نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ. قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي»؟ قَالَ: قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ، وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ يَقْتُلُنَا الْيَهُودُ.

کر دے، نہ جادو کرو، نہ سود کھاؤ اور نہ کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگاؤ اور نہ لڑائی کے وقت بھاگو اور اے یہودیو! خاص کر تم ہفتے کے دن کے سلسلے میں زیادتی نہ کرو۔'' تو انھوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پیر چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کون سی چیز میری اتباع و پیروی سے روک رہی ہے؟'' انھوں نے کہا: بلاشبہ داود علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا فرمائی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد سے نبی رہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ وَابْنِ عُمَرَ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں یزید بن اسود، ابن عمر اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اس سے قدم بوسی کا جواز نہیں نکلتا، البتہ ہاتھوں کو بوسہ دینے کا جواز بعض صحابہ و تابعین کے عمل سے ثابت ہے۔ (صحيح الأدب المفرد للبخاري، باب تقبيل اليد، حديث: 973، حسنه الألباني)

(المعجم ٣٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَرْحَبًا (التحفة ٣٣)

باب: 34۔ خوش آمدید (مرحبا) کہنا

٢٧٣٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ: أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ»؟ قُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ، فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ». قَالَ: فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً طَوِيلَةً.

[2734] سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا، جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے کے ساتھ آپ کو پردہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اس پر آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: میں ام ہانی ہوں، تو آپ نے فرمایا: ''ام ہانی کو خوش آمدید!'' اور اس حدیث میں ایک لمبا واقعہ بیان کیا۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٧٣٤ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا، ح: ٣٥٧ ومسلم، ح: ٣٣٦ من حديث مالك به وهو في الموطأ: ١/ ١٥٢ (يحيى) وانظر، ح: ١٥٧٩ب.

فائدہ: کسی کی آمد پر اس سے محبت و مودّت، اس کی تعظیم و تکریم اور مسرت و شادمانی کے اظہار کے لیے اسے أهلًا وسهلًا و مرحبا کہا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک طبعی اور سماجی تقاضا ہے جس پر سب لوگ عمل پیرا ہیں۔

۲۷۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ جِئْتُهُ: «مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ».

[2735] سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (اسلام قبول کرنے کے لیے) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو فرحت و مسرت کے اظہار کے لیے) آپ نے فرمایا: ”مہاجر سوار کو خوش آمدید!“

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي جُحَيْفَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِصَحِيحٍ لَا نَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا إِلَّا [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ] مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ سُفْيَانَ. وَمُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ، وَرَوٰى [هٰذَا الْحَدِيثَ] عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ. وَهٰذَا أَصَحُّ. سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ يَقُولُ: مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: وَكَتَبْتُ كَثِيرًا عَنْ مُوسَى بْنِ مَسْعُودٍ ثُمَّ تَرَكْتُهُ.

اس مسئلے میں سیدنا بریدہ، ابن عباس اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ ابو عیسیٰ (امام ترمذی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح نہیں۔ ہمارے علم میں اس قسم کی حدیث صرف (اس سند سے) موسیٰ بن مسعود ہی سفیان سے بیان کرتا ہے اور موسیٰ بن مسعود حدیث کے سلسلے میں ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے یہ حدیث سفیان سے مرسلاً (منقطع) بیان کی ہے، اور مصعب بن سعد کا واسطہ چھوڑ دیا ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن بشار فرماتے ہیں: موسیٰ بن مسعود حدیث کے سلسلے میں ضعیف ہے۔ اور میں نے موسیٰ بن مسعود سے بہت سی احادیث لکھی تھیں، پھر اسے چھوڑ دیا۔

٢٧٣٥ـ [ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٤٢ من حديث موسى بن مسعود به وصححه فقال الذهبي: "لكنه منقطع" يعني مصعب ابن سعد أرسل عن عكرمة بن أبي جهل كما في التقريب وغيره، وفيه علل أخرى ☆ وفي الباب عن بريدة [النسائي في الكبرى، ح:١٠٠٨٨ وعمل اليوم والليلة، ح:٢٥٨]، وابن عباس [البخاري، ح:٥٣، ١٣٩٨ ومسلم، ح:١٧]، وأبي جحيفة [الطبراني في الكبير: ٢٢/ ١٠٦، ح: ٢٦٤، ٢٦٥ وأصله عند ابن ماجه، ح: ٧١١].

فرمانِ رسولِ مکرم ﷺ

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ
قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»

”جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے مجسمہ بن کر کھڑے
ہوں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“

(جامع الترمذي، حديث: 2755)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۴۱) أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ...)

رسول اللہ ﷺ سے منقول آداب کے مسائل

(المعجم ۱) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ (التحفة ۳۵)

باب: 1۔ چھینکنے والے کو دعا دینا

۲۷۳۶- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ: يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ، وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

[2736] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر مسلمان کے چھ دستوری حق ہیں: ① جب اسے ملے سلام کہے ② جب اسے دعوت دے، وہ اس کی دعوت قبول کرے ③ جب اسے چھینک آئے اسے (خیر و برکت کی) دعا دے (یَرْحَمُكَ اللهُ کہے۔) ④ جب بیمار ہو جائے، اس کی بیماری پرسی کرے۔ ⑤ جب فوت ہو جائے، اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور ⑥ اس کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي أَيُّوبَ وَالْبَرَاءِ، وَأَبِي مَسْعُودٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] فَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ تَكَلَّمَ

اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ، ابو ایوب، براء اور ابو مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور نبی ﷺ سے کئی سندوں سے بیان کی

۲۷۳٦_ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء في عيادة المريض، ح:۱٤۳۳ عن هناد به وسنده ضعيف وحديث مسلم، ح:۲۱٦۲ يغني عنه وانظر الحديث الآتي * وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي:۲۷۳۷]، وأبي أيوب [يأتي:۲۷٤۱]، والبراء [يأتي:۲۸۰۹]، وابن مسعود [النسائي في عمل اليوم والليلة، ح:۲۲٤]، وأبي مسعود عقبة بن عمرو، [ابن ماجه، ح:۱٤۳٤].

بَعْضُهُمْ فِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ.

گئی ہے اور بعض اہل علم نے حارث اعور پر جرح کی ہے۔

لغوی تشریح: يُشَمِّتُهُ: اسے خیر و برکت کی دعا دے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی چیزوں سے بچائے جو دشمن کی خوشی اور مسرت کا باعث ہوں۔

٢٧٣٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ [الْمَدَنِيُّ] عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ: يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ».

[2737] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے مومن پر چھ حق ہیں: ① جب بیمار پڑ جائے، اس کی عیادت کرے۔ ② جب فوت ہو جائے، اس کے جنازے میں حاضر ہو۔ ③ جب اسے دعوت دے، اسے قبول کرے۔ ④ جب اسے ملے، اسے سلام کہے۔ ⑤ جب اسے چھینک آئے، اسے دعائے خیر دے۔ ⑥ اس کی غیر حاضری اور حاضری میں اس سے خیرخواہی کرے۔''

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمَخْزُومِيُّ [مَدَنِيٌّ] ثِقَةٌ، رَوَى عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور محمد بن موسیٰ مخزومی مدنی ثقہ ہے، اس سے عبدالعزیز بن محمد اور ابن ابی فدیک روایات بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مسلمانوں کی روز مرہ زندگی میں کچھ ایسی باتیں سامنے آتی ہیں جن سے مسلمانوں کا باہمی تعلق و پیار اور محبت ومودت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ چیزیں نشوونما بھی پاتی ہیں، اس لیے ان چیزوں کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیے تاکہ آپس کے تعلقات میں انسیت ومحبت اور خیرخواہی نشوونما پائے۔ اس حدیث میں چھ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا يَقُولُ الْعَاطِسُ إِذَا عَطَسَ

(التحفة ٣٦)

باب: 2۔ چھینک کے وقت چھینکنے والا کیا کہے؟

٢٧٣٨- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ ابْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا حَضْرَمِيٌّ مَوْلَى [مِنْ] آلِ الْجَارُودِ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:

[2738] نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک آئی تو اس نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ] اس پر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی [الحمد لله والسلام على

٢٧٣٧- أخرجه النسائي: ٤/ ٥٣، ح: ١٩٤٠ (الجنائز، باب النهي عن سب الأموات) عن قتيبة به وللحديث شواهد (راجع مجمع الزوائد: ٨/ ١٨٥ وغيره).

٢٧٣٨- وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٥، ٢٦٦ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد * حضرمي هو ابن لاحق.

وَأَنَا أَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

رسول اللہ] کہتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے (چھینک کے موقع پر) ہمیں اس طرح نہیں سکھایا۔ آپ ﷺ نے یہ کہنے کی تعلیم دی ہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حالت میں اللہ ہی حمد وتعریف کا حق دار ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ الرَّبِيعِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف زیاد بن ربیع کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہر موقع اور محل پر اس دعا کو کافی سمجھتے تھے جو اس موقع اور محل پر نبی ﷺ نے سکھائی۔ اس میں اپنی طرف سے اضافہ اگرچہ پسندیدہ اور قابل تعریف چیز ہی کا کیوں نہ ہو، درست نہیں سمجھتے تھے۔ نبی ﷺ پر درود وسلام ایک مطلوب اور مامور چیز ہے لیکن آپ نے چھینک کے وقت نہیں پڑھا اور نہ سکھایا، اس لیے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھینک کا جواب اس طرح نہیں سکھایا۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ (التحفة ٢)

باب: 3۔ چھینکنے والے کو کیسے دعا دی جائے گی؟

٢٧٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ دَيْلَمَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: كَانَ الْيَهُودُ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ، فَيَقُولُ: «يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ».

[2739] سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی نبی ﷺ کے پاس اس امید پر بتکلف چھینکتے تھے کہ آپ ان کے لیے [يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ] ''اللہ تم پر رحمت فرمائے'' کہیں، تو آپ فرماتے: ''[يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات سنوارے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي أَيُّوبَ وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، ابوایوب، سالم بن عبید، عبداللہ بن جعفر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کے سامنے کافر کو چھینک آئے تو اسے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] اللہ تجھ پر رحمت

٢٧٣٩_ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: كيف يشمت الذمي، ح:٥٠٣٨ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع عند الحاكم: ٤/٢٦٨ وصححه النووي وغيره ※ وفي الباب عن علي [يأتي:٢٧٤١ب وابن ماجه، ح:٣٧١٥]، وأبي أيوب [يأتي:٢٧٤١]، وسالم بن عبيد [يأتي: ٢٧٤٠]، وعبدالله بن جعفر [أحمد:١/ ٢٠٤]، وأبي هريرة [البخاري، ح: ٦٢٢٤].

کرے، نہ کہا جائے بلکہ اسے ایمان و ہدایت کی توفیق نصیب ہونے کی دعا دی جائے۔

٢٧٤٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ [الزُّبَيْرِيُّ]: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ الْقَوْمِ فِي سَفَرٍ، فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ: عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ. فَكَأَنَّ الرَّجُلَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ، إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَلْيَقُلْ: يَغْفِرُ اللّٰهُ [لِي] وَلَكُمْ».

[2740] سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو ان میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی۔ اس نے کہا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] (تم پر سلامتی ہو۔) سالم رضی اللہ عنہ نے کہا: [عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ] تجھ پر اور تیری ماں پر، تو اس آدمی نے گویا اس سے اپنے دل میں ناراضی محسوس کی۔ اس پر سالم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو بس وہی بات کہی ہے جو نبی ﷺ نے فرمائی تھی۔ ایک آدمی کو آپ کے پاس چھینک آئی تو اس نے کہا: [السَّلام عليكم] اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''[عَلَيْكَ وَعَلٰى أُمِّكَ] جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] اسے جواب دینے والا کہے: [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] وہ جواباً کہے: [يَغْفِرُ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ] ''اللہ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مَنْصُورٍ، وَقَدْ أَدْخَلُوا بَيْنَ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَبَيْنَ سَالِمٍ رَجُلًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: منصور سے روایت کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ بعض نے ہلال بن یساف اور سالم کے درمیان ایک راوی کا اضافہ کیا ہے۔

٢٧٤١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أَخِيهِ عِيسٰى [بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ]، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ،

[2741] سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔'' اور جواب لوٹانے والا کہے: [يَرْحَمُكَ (اللّٰه)] اور وہ کہے: [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ].''

٢٧٤٠ـ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب: كيف تشميت العاطس، ح: ٥٠٣١ من حديث منصور به ☆ هلال بن يساف لم يدرك سالم بن عبيد ولم يره وبينهما رجل مجهول، قاله الحاكم: ٤/ ٢٦٧.

٢٧٤١ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢١٣ من حديث شعبة به وهو في مسند الطيالسي، ح: ٥٩١ ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧١٥ من حديث ابن أبي ليلى وهو ضعيف وللحديث شواهد ☆ وفي الباب عن علي [ابن ماجه، ح: ٣٧١٥ من حديث ابن أبي ليلى به].

وَلْيَقُلِ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ: يَرْحَمُكَ [اللهُ]، وَلْيَقُلْ هُوَ: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [قَالَ:] هٰكَذَا رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى وَقَالَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَكَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى يَضْطَرِبُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، يَقُولُ أَحْيَانًا: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَيَقُولُ أَحْيَانًا: عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَخِيهِ عِيسٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام شعبہ نے یہ روایت ابن ابي ليلى کی سند سے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کی ہے اور ابن ابي ليلىٰ اس روایت کے بیان میں اضطراب کا شکار ہے۔ بعض دفعہ یہ روایت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں اور بعض دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب اپنے دو اساتذہ کی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

لغوی تشریح: البال: قلب ودل، خوش حالی وفراوانی کو کہتے ہیں۔ فُلَانٌ رَخِيُّ الْبَالِ: فلاں خوش حال، کھلی زندگی کا مالک ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ التَّشْمِيتِ بِحَمْدِ الْعَاطِسِ (التحفة ٢٨)

باب: 4۔ چھینکنے والے کے الحمدللہ کہنے پر دعا دینا لازم ہے

٢٧٤٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ عَطَسَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الَّذِي لَمْ يُشَمِّتْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدْ».

[2742] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ان میں سے ایک کو دعا دی اور دوسرے کو دعائے خیر نہ دی۔ آپ نے جسے دعا نہ دی اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے دعا دی ہے اور مجھے دعا نہیں دی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صورتِ حال یہ ہے کہ اس نے الحمدللہ کہا ہے اور تو نے الحمدللہ نہیں کہا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٧٤٢- أخرجه البخاري، الأدب، باب الحمد للعاطس، ح: ٦٢٢١ من حديث سفيان بن عيينة و مسلم، ح: ٢٩٩١ من حديث سليمان التيمي به ﷺ وقد روي عن أبي هريرة [أحمد: ٢/ ٣٢٨ والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٣٢].

[وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔

فائدہ: چھینک آنے پر جو شخص نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے، اسے آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق دعائے خیر بھی دی جائے گی اور جو الحمد للہ نہ کہے، وہ دعا کا مستحق نہیں ہوگا۔ اگر جاہل ہے تو پھر اسے تعلیم دی جائے گی۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ (التحفة ٢٩)

باب:5۔ چھینکنے والے کو کتنی دفعہ دعا دی جائے گی؟

٢٧٤٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ [بْنُ نَصْرٍ]: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُكَ اللهُ» ثُمَّ عَطَسَ الثَّانِيَةَ وَالثَّالِثَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا رَجُلٌ مَزْكُومٌ».

[2743] سیدنا ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینک آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [يَرْحَمُكَ اللهُ] پھر دوسری اور تیسری دفعہ چھینک آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کو زکام ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ [لَهُ] فِي الثَّالِثَةِ: «أَنْتَ مَزْكُومٌ». [قَالَ:] هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ هٰذَا الْحَدِيثَ نَحْوَ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَكَمِ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ بِهٰذَا. [وَرَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ نَحْوَ رِوَايَةِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ: «أَنْتَ مَزْكُومٌ». حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں، مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری دفعہ کے بعد فرمایا: ''تجھے زکام ہے۔'' اور یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے دوسری روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب عبدالرحمٰن بن مہدی سے اپنے استاد اسحاق بن منصور کے واسطے سے پہلی روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ آپ نے تیسری دفعہ کہا: ''تجھے زکام ہے۔''

٢٧٤٣- أخرجه مسلم، الزهد، باب تشميت العاطس، وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

فائدہ: چھینک آنے سے دماغ سے ایسے بخارات اور رطوبت نکل جاتی ہے جو اگر نہ نکلے تو وہ کسی تکلیف یا بیماری کا باعث بن سکتی ہے۔ گویا صحت واعتدال کی حالت میں چھینک کا آنا، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے، اس لیے چھینک آنے پر اللہ کی حمد بیان کرنی چاہیے اور پاس والے کو خیر وبرکت کی دعا [یرحمك الله] دینی چاہیے۔ لیکن بار بار چھینک آنا بیماری کی علامت ہے، اس لیے اگر کسی کو نزلہ وزکام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو ہر دفعہ [یرحمك الله] کہنا ضروری نہیں۔ دو تین دفعہ جواب کافی ہے، اس کے بعد اسے صحت وعافیت کی دعا دی جائے۔

٢٧٤٤- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ الْكُوفِيُّ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا، فَإِذَا زَادَ فَإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا».

[2744] عمر بن اسحاق بن ابی طلحہ رحمہ اللہ اپنی ماں کے واسطے سے اپنے نانا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھینکنے والے کو تین دفعہ دعا دو۔ جب چھینک اس سے بڑھ جائے تو چاہے اسے دعا دے، چاہے دعا نہ دے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي خَفْضِ الصَّوْتِ وَتَخْمِيرِ الْوَجْهِ عِنْدَ الْعُطَاسِ (التحفة ٠٠)

باب:6۔ چھینک آنے پر آواز کو پست کرنا اور چہرے کو ڈھانپ لینا

٢٧٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ.

[2745] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ کو چھینک آتی، آپ اپنے ہاتھ یا اپنے کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے اور اس کے ذریعے سے اپنی آواز پست کرتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: آپ ﷺ کی عادت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس وقت انسان کو چھینک آئے تو اپنی آواز کو دبائے

٢٧٤٤- [ضعيف] أخرجه أبو داود، الأدب، باب من يشمت العاطس، ح: ٥٠٣٦ من حديث عبدالسلام به ٭ أبو خالد عنعن وأم عمر بن إسحاق: حميدة أو عبيدة، لم يوثقها غير ابن حبان فهي مجهولة الحال.

٢٧٤٥- أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في العطاس، ح: ٥٠٢٩ من حديث يحيى القطان به ٭ ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٩ وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٣ ووافقه الذهبي.

اور ہلکا کرنے کے لیے، خصوصی طور پر جب مجلس میں ہو، اپنے چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لے تاکہ ناک سے نکلنے والے ذرّات، اپنے اوپر یا کسی دوسرے پر نہ گریں اور لوگوں کے لیے ناگواری اور کراہت کا باعث نہ بنیں۔ اس میں تہذیب و شائستگی بھی ہے اور دوسروں کے جذبات واحساسات کا احساس وخیال بھی۔

(المعجم ٧) بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ (التحفة ٢١)

باب: 7۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے

٢٧٤٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْعُطَاسُ مِنَ اللهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ وَإِذَا قَالَ: آهْ آهْ: فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ. [وَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ: آهْ آهْ إِذَا تَثَاءَبَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهِ]».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

[2746] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (اس کا فضل وکرم ہے) اور جمائی شیطان کی کارستانی ہے، اس لیے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کیونکہ جب وہ آ آ کہتا ہے تو شیطان اس کے اندر سے ہنستا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے۔ اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے اور جب جمائی کے وقت آدمی آ آ کہتا ہے تو شیطان اس کے اندر پیٹ سے ہنستا ہے۔‘‘

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: صحت وتندرستی کی حالت میں چھینک آنا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کیونکہ اس سے انسان کا دماغ ہلکا ہو جاتا ہے اور وہ راحت محسوس کرتا ہے۔ اگر ناک کا مواد خارج نہ ہو اور رطوبت اندر ہی جم جائے تو انسان تکلیف یا بیماری میں مبتلا ہو جائے، اس لیے چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اسی لیے اس پر الحمد للہ کہنے کا حکم ہے۔ اس کے برعکس جمائی بسیار خوری کا نتیجہ اور کاہلی و سستی کی علامت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ جمائی کی حالت میں آدمی کا منہ بہت بدنما انداز میں کھل جاتا ہے اور چہرے کی قدرتی شکل بدل کر ایک بدنما ہیئت رونما ہو جاتی ہے اور منہ سے آ آ کی مکروہ آواز نکلتی ہے جس پر شیطان انسان کے پیٹ میں داخل ہو کر بہت ہنستا اور خوش ہوتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے بچنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب جمائی آئے تو ہاتھ رکھ کر منہ بند کر لیا جائے تاکہ جمائی رک جائے، اس طرح منہ بھی نہیں کھلے گا اور چہرے کی ہیئت بھی زیادہ نہیں بگڑے گی اور آ آ کی مکروہ آواز بھی نہیں پیدا ہو گی اور شیطان کو مسرت وشادمانی کی ہنسی کا موقع بھی نہیں ملے گا۔

٢٧٤٧۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

[2747] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے

٢٧٤٦۔ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يستحب من العطاس، وما يكره من التثاؤب، ح: ٦٢٢٣ من حديث المقبري به.
٢٧٤٧۔ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٦٢٢٣ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به ☆ قول ابن عجلان: صحيح عنه.

أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ: يَرْحَمُكَ اللهُ. وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ».

اور جمائی کو ناپسند، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو ہر اس (مسلمان) کے لیے جو یہ کلمہ سنے، لازم ہے کہ وہ [یرحمك الله] ''اللہ تم پر رحم فرمائے۔'' کہے۔ لیکن جمائی، جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ممکن ہو اسے روکے اور آ آ نہ کہے، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، وہ اس سے ہنستا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ. وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَجْلَانَ، وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ أَحْفَظُ لِحَدِيثِ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ وَأَثْبَتُ مِنِ ابْنِ عَجْلَانَ، [قَالَ:] وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ الْعَطَّارَ الْبَصْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ: أَحَادِيثُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ رَوٰى بَعْضَهَا سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ[رَوٰى] بَعْضَهَا سَعِيدٌ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَاخْتَلَطَتْ عَلَيَّ فَجَعَلْتُهَا، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے اور مذکورہ بالا ابن عجلان کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی ذئب سعید مقبری کی حدیث کو ابن عجلان سے بہتر یاد رکھتا ہے اور اس سے زیادہ ثقہ ہے۔ امام یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: محمد بن عجلان نے بتایا، سعید مقبری کی احادیث جو وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، ان میں سے بعض سعید نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلاواسطہ براہ راست بیان کی ہیں اور بعض ایک آدمی کے واسطے سے تو وہ مجھ پر خلط ملط اور گڈمڈ ہو گئیں، اس لیے میں نے سب کو بلاواسطہ ہی بیان کر دیا۔

(المعجم ۸) بَابُ مَا جَاءَ إِنَّ الْعُطَاسَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ (التحفة ۳۲)

باب:8۔ نماز میں چھینک شیطان کی طرف سے ہے

۲۷۴۸– حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيٍّ – وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ –، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ: «الْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلَاةِ، وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ».

[2748] عدی بن ثابت اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں چھینک، اونگھ اور جمائی، حیض، قے اور نکسیر شیطان کی طرف سے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

۲۷٤۸۔ [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يكره في الصلاة، ح: ۹٦۹ من حديث شريك القاضي به ☆ أبواليقظان عثمان بن عمير: ضعيف مشهور.

إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ. [قَالَ]: وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: قُلْتُ لَهُ: مَا اسْمُ جَدِّ عَدِيٍّ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي. وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ. قَالَ: اسْمُهُ دِينَارٌ.

ہمارے علم میں اسے صرف شریک ابو یقظان سے بیان کرتا ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمہ اللہ) سے اس سند کے بارے میں پوچھا، میں نے ان سے کہا: عدی کے دادے کا نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ یحییٰ بن معین سے بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا: اس کا نام دینار ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يُجْلَسُ فِيهِ (التحفة ٣٢)

باب: 9۔ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر، اس کی جگہ پر بیٹھنا ناپسندیدہ ہے

٢٧٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ».

[2749] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: عام مجالس میں کوئی جگہ کسی کے لیے خاص نہیں ہوتی۔ سب کا حق برابر ہوتا ہے، اس لیے جو شخص جس جگہ پہلے پہنچ جائے وہی اس کا حق دار ہوتا ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہوتا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے اور اس کے دل میں گھٹن پیدا کرے اور اس کے جذبات کچلے۔ ہاں، اگر کوئی پہلے وہاں بیٹھا ہوا اور نشانی چھوڑ کر یا کسی کو کہہ کر کسی ضرورت کے تحت واپسی کی نیت سے چلا جائے تو وہ اٹھا سکتا ہے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔ اسی طرح اگر بیٹھنے والا آنے والے کے احترام میں خود اس کے لیے جگہ خالی کر دے تو پھر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ سکتا ہے، اگر مناسب نہ سمجھے تو نہ بیٹھے، جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل آ رہا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 21/8)

٢٧٥٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ».

[2750] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔“

٢٧٤٩- أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم إقامة الإنسان من موضعه المباح الذي سبق إليه، ح: ٢١٧٧ من حديث حماد بن زيد والبخاري، ح: ٦٢٦٩، ٦٢٧٠، من حديث نافع به.

٢٧٥٠- أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢١٧٧/ ٢٩ من حديث عبد الرزاق به وهو في المصنف له: ٥٥٩٣، ١٩٧٩٣.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ]. قَالَ: وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُومُ لِابْنِ عُمَرَ فَمَا يَجْلِسُ فِيهِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اٹھتا تو وہ اس کی جگہ پر نہ بیٹھتے۔

فائدہ: اگر کسی شخص سے کوئی کام اور حاجت ہو تو پھر اسے اس کی جگہ سے اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں، اس کی جگہ پر بیٹھنے کے لیے کوئی حیلہ کرنا جائز نہیں۔ اگر بیٹھنے والا کسی کو خود پیشکش کرے اور وہ کسی سبب سے اس کو مناسب نہ سمجھے، مثلاً: یہ محض رسما ہے، دل سے نہیں یا دباؤ کے تحت ہے تو وہ نہ بیٹھے۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ [إِلَيْهِ] فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ (التحفة ٢٢)

باب: 10۔ جب انسان اپنی جگہ سے (واپسی کی نیت سے) اٹھے، پھر واپس آ جائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے (واپس آ کر اپنی جگہ لے سکتا ہے)

٢٧٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الرَّجُلُ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ، وَإِنْ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ».

[2751] سیدنا وہب بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے چلا جائے، پھر لوٹ آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا ابوبکرہ، ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کوئی انسان روزانہ ایک جگہ تعلیم و تدریس یا فتویٰ کے لیے بیٹھتا ہے یا کسی جگہ خرید و فروخت کے لیے بیٹھتا ہے تو جمہور کے نزدیک دوسروں کو اس جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے تاکہ اختلاف اور جھگڑا نہ ہو اور امام مالک رحمہ اللہ نے اسے ضروری اور لازم قرار دیا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 22/8)

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا (التحفة ٣٥)

باب: 11۔ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنا درست نہیں

٢٧٥١ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٢ من حديث خالد بن عبد الله به ❊ وفي الباب عن أبي بكرة [أبو داود، ح: ٤٨٢٧]، وأبي سعيد [أحمد: ٣/ ٣٢]، وأبي هريرة [مسلم: ٢١٧٩].

٢٧٥٢- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] وَقَدْ رَوَاهُ عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَيْضًا.

[2752] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر تفریق و جدائی پیدا کرے۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) ہے۔ اسے عامر احول بھی عمرو بن شعیب سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: جب دو آدمی آپس میں گھل مل کر بیٹھے ہوں، ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو تو انھیں الگ کر کے، درمیان میں ان کی رضامندی کے بغیر بیٹھنا جائز نہیں، لیکن ان کے درمیان کسی قسم کا تعلق اور میل جول نہ ہو، درمیان میں خالی جگہ ہو تو پھر درمیان میں بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ (التحفة ٣٦)

باب: 12۔ حلقے کے درمیان بیٹھنا درست نہیں

٢٧٥٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ: أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: مَلْعُونٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ أَوْ لَعَنَ اللهُ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو مِجْلَزٍ اسْمُهُ لَاحِقُ بْنُ حُمَيْدٍ.

[2753] ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حلقے کے درمیان بیٹھ گیا تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا محمد کریم ﷺ کی زبان کی رو سے لعنتی ہے، یا کہا: اللہ نے اس پر محمد ﷺ کی زبان سے لعنت بھیجی ہے جو حلقے کے درمیان بیٹھتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابومجلز کا نام لاحق بن حمید ہے۔

(المعجم ١٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ (التحفة ٣٧)

باب: 13۔ ایک انسان کا دوسرے کے لیے (مجسمہ بن کر) کھڑا ہونا جائز نہیں

٢٧٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ:

[2754] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں نبی ﷺ

٢٧٥٢ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الرجل يجلس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٤٨٤٥ من حديث أسامة بن زيد به.

٢٧٥٣ـ [ضعيف لانقطاعه] أخرجه أبو داود، الأدب، باب الجلوس وسط الحلقة، ح: ٤٨٢٦ من حديث قتادة به * وأبو مجلز لم يدرك حذيفة * قاله شعبة (جامع التحصيل، ص: ٢٩٦).

٢٧٥٤ـ أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥٠ عن عفان به وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * حميد الطويل تابعه ثابت عند ◄◄

أَخْبَرَنَا عَفَّانُ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِّنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ، [قَالَ:] وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ.

سے بڑھ کر کسی شخص سے محبت نہ تھی، اور وہ جب آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اسے پسند نہیں فرماتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور (اس سند سے) غریب ہے۔

فائدہ: جاہلیت میں بڑے لوگ اپنے مقام و مرتبے اور عظمت کے لیے چاہتے تھے کہ لوگ ان کی آمد پر بلاحس و حرکت مجسمہ بن کر کھڑے ہوں اور لوگ دکھلاوے کے لیے اور ان کے قہر و جبر سے ڈر کر ان کی آمد پر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ عظمت واحترام کی بنیاد پر کھڑے نہیں ہوتے تھے، اس لیے اگر آنے والا اس کا خواہشمند نہ ہو اور انسان دلی طور پر اس کے علم وفضل اور شرف وعظمت کی خاطر آگے بڑھ کر استقبال کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر یہ محض رسم اور خانہ پری ہو اور دل کی کشادگی سے نہ ہو یا آنے والے کی خواہش ہو تو پھر بلاحس وحرکت، سیدھا اپنی جگہ پر کھڑا ہونا درست نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تحفة الأحوذي: 8/25-27)

٢٧٥٥ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِينَ رَأَوْهُ فَقَالَ: اجْلِسَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

[2755] ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سیدنا عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہم انھیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے مجسمہ بن کر کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی جگہ پر بلاحس وحرکت تصویر بن کر، دوسرے کی آرزو اور خواہش پوری کرنے

◄ أحمد: ٣/ ١٣٤.

٢٧٥٥ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك، ح: ٥٢٢٩ من حديث حبيب بن الشهيد به وللحديث شواهد عند الطبراني: ١٩/ ٣٦٢ والطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ٣٨، ٣٩ وغيرهما * وفي الباب عن أبي أمامة [أبو داود، ح: ٥٢٣٠].

کے لیے کھڑا ہونا، اس خواہشمند کے لیے عذاب کا باعث ہے، لہٰذا وہ لوگ جو اپنی آمد پر کھڑے نہ ہونے کو اپنی توہین خیال کرتے ہیں اور اسے بری اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، انھیں اس طرز عمل سے باز آ جانا چاہیے، بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح خود لوگوں کو روکنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اور بڑھ کر تو کوئی عظمت اور مقام ومرتبہ نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ کو یہ طرز عمل پسند نہ تھا، اس لیے آپ کی آمد پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ (التحفة ٤٨)

باب: 14۔ ناخن تراشنا

٢٧٥٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ [الْخَلَّالُ] وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: الْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ».

[2756] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں انسانی فطرت کا حصہ ہیں: زیر ناف بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، مونچھیں کترنا، بغلوں کے بال نوچنا اور ناخن کاٹنا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: انسانی معاشرت کے کچھ آداب ایسے ہیں کہ ہر مہذب، شائستہ اور سلیقہ شعار انسان انھیں طبعی اور فطرتی طور پر پسند کرتا ہے، اس لیے وہ قدیم زمانے سے چلے آ رہے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں ان کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس حدیث میں ایسی پانچ چیزوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور اگلی حدیث میں انھیں دس تک شمار کیا گیا ہے۔

٢٧٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادٌ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ»

[2757] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں: مونچھیں ترشوانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی داخل کرنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا۔''

قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا

مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا

٢٧٥٦ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ٥٨٨٩ ومسلم، ح: ٢٥٧ من حديث الزهري به.

٢٧٥٧ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٦١ عن قتيبة به ☆ وفي الباب عن عمار بن ياسر [أبو داود، ح: ٥٤ وابن ماجه، ح: ٢٩٤]، وابن عمر [البخاري، ح: ٥٨٩٠]، وأبي هريرة [تقدم: ٢٧٥٦].

أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَابْنِ عُمَرَ [وَأَبِي هُرَيْرَةَ]. قَالَ أَبُو عِيسَى: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ أَبُو عِيسَى: انْتِقَاصُ الْمَاءِ: هُوَ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ.

ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اس مسئلے میں سیدنا عمار بن یاسر، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ] سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے۔

فائدہ: اوپر کی حدیث کی روشنی میں دسویں چیز ختنہ کروانا ہے۔ بغلوں کے بال نوچنا یا اکھاڑنا بہتر ہے اگرچہ اصل مقصود بالوں کو صاف کرنا ہے جو کسی اور طریقے سے بھی ہوسکتا ہے۔

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوْقِيتِ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَأَخْذِ الشَّارِبِ (التحفة ٢٩)

باب:15۔ ناخن کٹوانے اور مونچھیں ترشوانے کی مدت

٢٧٥٨ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوسٰى أَبُو مُحَمَّدٍ صَاحِبُ الدَّقِيقِ: أَخْبَرَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ وَقَّتَ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَأَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَةِ.

[2758] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وقت مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہر چالیس رات کے اندر ناخن کاٹنے چاہئیں، مونچھیں تراشی جائیں اور زیر ناف بال مونڈے جائیں۔“

٢٧٥٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتَ لَنَا [رَسُولُ اللهِ ﷺ] فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا.

[2759] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لیے (رسول اللہ ﷺ نے) مونچھیں تراشنے، ناخن کاٹنے، زیر ناف بال مونڈنے اور بغلوں کے بال نوچنے کے لیے حد مقرر کی کہ ہم چالیس دن سے زائد ان کو نہ چھوڑیں۔

[قَالَ:]: هٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ وَصَدَقَةُ ابْنُ مُوسٰى لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔ اور صدقہ بن موسیٰ (پہلی روایت کا راوی) محدثین کے ہاں حافظ (یاد رکھنے والا) نہیں ہے۔

٢٧٥٨ـ [صحيح بالشواهد والمتابعات] أخرجه أبو داود، الترجل، باب: في أخذ الشارب، ح: ٤٢٠٠ من حديث صدقة بن موسى به وهو ضعيف ضعفه الجمهور وللحديث شواهد.

٢٧٥٩ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٨ عن قتيبة به.

فائدہ: جب انسان کے ناخن یا کاٹنے اور تراشنے والے بال بڑھ جائیں اور ان کی صفائی کی ضرورت محسوس ہو تو انھیں کاٹنا، مونڈنا یا اکھاڑنا چاہیے، زیادہ سے زیادہ گنجائش چالیس دن تک ہے۔ اس کے بعد انھیں چھوڑے رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ سنن الکبریٰ بیہقی کی ایک روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کو ناخن تراشتے اور مونچھیں تراش لیتے تھے۔ (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت حديث: 1112)

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي قَصِّ الشَّارِبِ (التحفة ٥٠)

باب: 16۔ لبیں کترنا

٢٧٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكُوفِيُّ الْكِنْدِيُّ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُصُّ أَوْ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ، وَكَانَ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ إِبْرَاهِيمُ يَفْعَلُهُ.

[2760] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی لبیں تراشتے تھے یا لیتے تھے اور خلیل الرحمان ابراہیم علیہ السلام بھی یہ کام کرتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٧٦١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا».

[2761] سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی لبوں سے نہیں لیتا (تراشتا نہیں) وہ ہم میں سے نہیں۔''

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس مسئلے میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: مونچھیں کٹوانے اور تراشنے کے سلسلے میں احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مونچھیں مبالغے کے ساتھ تراشنی چاہئیں، اس لیے بہت سے اسلاف مونڈنے کے قائل تھے اور بہت سے کترنے کے اور بعض دونوں میں اختیار دیتے تھے۔ (تحفة الأحوذي: 35/8) اور جو انسان ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کرتا، وہ مسلمانوں والا طرز عمل اور طریقہ اختیار نہیں کرتا۔

٢٧٦٠ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠١ من حديث سماك به ※ سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة راجع التهذيب وغيره.

٢٧٦١ـ أخرجه النسائي: ١/ ١٥، ح: ١٣ من حديث عبيدة بن حميد به وتابعه يحيى القطان وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٤٥٣ ※ وفي الباب عن المغيرة بن شعبة [أبو داود، ح: ١٨٨ والترمذي في الشمائل، ح: ١٦٥].

(المعجم ١٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ مِنَ اللِّحْيَةِ

(التحفة ٥١)

باب:17۔ڈاڑھی کی تراش خراش کرنا

٢٧٦٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا.

[2762] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ڈاڑھی کے طول و عرض سے بال لیتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ: عُمَرُ بْنُ هَارُونَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ لَا أَعْرِفُ لَهُ حَدِيثًا لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ - أَوْ قَالَ: يَتَفَرَّدُ بِهِ - إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا. وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ، وَرَأَيْتُهُ حَسَنَ الرَّأْيِ فِي عُمَرَ بْنِ هَارُونَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَسَمِعْتُ قُتَيْبَةَ يَقُولُ: عُمَرُ بْنُ هَارُونَ وَكَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ، وَكَانَ يَقُولُ: الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ قَالَ: [سَمِعْتُ] قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَصَبَ الْمَنْجَنِيقَ عَلٰى أَهْلِ الطَّائِفِ. قَالَ قُتَيْبَةُ: قُلْتُ لِوَكِيعٍ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: صَاحِبُكُمْ عُمَرُ ابْنُ هَارُونَ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ محمد بن اسماعیل (امام بخاری ؒ) فرماتے تھے: عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہے۔ میں اس کی کوئی ایسی حدیث نہیں جانتا جو بالکل بے بنیاد ہو یا کہتے تھے کہ وہ اس میں منفرد ہو، مگر یہ حدیث کہ نبی ﷺ اپنی ڈاڑھی کے طول و عرض سے تراشتے تھے۔ ہمارے علم میں اسے صرف عمر بن ہارون بیان کرتا ہے۔ اور امام بخاری عمر بن ہارون کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: میں نے قتیبہ کو یہ کہتے سنا کہ عمر بن ہارون محدث تھے اور ایمان کو قول و عمل کا مجموعہ قرار دیتے تھے۔ اور امام وکیع نے ایک آدمی کے واسطے سے ثور بن یزید سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے اہل طائف کے لیے منجنیق نصب کی تھی۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: یہ تمھارا ساتھی عمر بن ہارون ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بقول علامہ مبارکپوری: انتہائی ضعیف ہے۔ (تحفة الأحوذي: 37/8) اور شیخ البانی ؒ نے اسے موضوع کہا ہے۔ علاوہ ازیں یہ نبی ﷺ کی صحیح احادیث کے مخالف بھی ہے، کیونکہ آپ نے تو ڈاڑھی بڑھانے اور اسے کچھ نہ کہنے کو انسانی فطرت اور سنت قدیمہ قرار دیا ہے جس پر تمام انبیاء ؑ چلے ہیں۔

٢٧٦٢- [ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٨٩ من حديث عمر بن هارون به وهو متروك وكان حافظًا (تقريب) * حديث: "أن النبي ﷺ نصب المنجنيق . . . إلخ" سنده ضعيف جدًا مع إرساله.

(المعجم ١٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٢)

باب: 18۔ ڈاڑھی بڑھانا

٢٧٦٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى».

[2763] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو خوب اچھی طرح کترو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور انھیں چھوڑ دو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

٢٧٦٤- حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحٰى.

[2764] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لبوں کو خوب اچھی طرح کترنے اور ڈاڑھیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنے کا حکم دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ - هُوَ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ - ثِقَةٌ، وَعُمَرُ ابْنُ نَافِعٍ ثِقَةٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يُضَعَّفُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوبکر بن نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کا آزاد کیا ہوا غلام اور ثقہ ہے اور عمر بن نافع بھی ثقہ ہے اور ابن عمر کا مولیٰ عبداللہ بن نافع ضعیف ٹھہرایا جاتا ہے۔

فائدہ: ڈاڑھی کے سلسلے میں پانچ الفاظ آئے ہیں: [أعفوا، أوفوا، أرخوا، أرجوا اور وفروا] اور سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دیا جائے، اس میں کسی قسم کی تراش خراش نہ کی جائے اور بقول علامہ مبارک پوری صحیح مرفوع احادیث کے مقابلے میں کسی صحابی یا تابعی کا قول وفعل حجت یا دلیل نہیں بن سکتا۔ ہمارے لیے آپ ہی کا اسوہ قابل عمل ہے۔ (تحفة الأحوذي: 11/4)

(المعجم ١٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرٰى مُسْتَلْقِيًا (التحفة ٥٣)

باب: 19۔ چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھنا

٢٧٦٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

[2765] سیدنا عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے بیان کرتے

٢٧٦٣ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ٢٥٩ من حديث ابن نمير به ورواه البخاري، ح: ٥٨٩٣ من حديث عبيدالله بن عمر.

٢٧٦٤ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٥٩ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٤٧ (يحيى) ورواه البخاري، ح: ٥٨٩٢ من حديث نافع به.

٢٧٦٥ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الاستلقاء، ح: ٦٢٨٧ ومسلم، ح: ٢١٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

الْمَخْزُومِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى.

ہیں کہ اس نے نبی ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے، ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے ہوئے دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعَمُّ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ - هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيُّ-.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عباد بن تمیم کا چچا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔

فائدہ: چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری پر رکھنا بے پردگی یا ستر کھلنے کا باعث نہیں ہے، لیکن اگر انسان تہ بند باندھے ہوئے ہو اور اپنا ایک پاؤں دوسری ٹانگ کے گھٹنے پر رکھ لے تو یہ بے پردگی اور ستر کھلنے کا باعث بن سکتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اس انداز کو پسند نہیں فرمایا جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ۲۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةٍ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۵۴)

باب: 20۔ مذکورہ بالا صورت کا ناپسندیدہ ہونا

۲۷۶۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ خِدَاشٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَأَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهِ.

[2766] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گونگی بکل اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اور اس سے بھی کہ ایک آدمی اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ کے اوپر اٹھا کر رکھ لے، جبکہ وہ اپنی پشت کے بل لیٹا ہو۔

هٰذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، وَلَا نَعْرِفُ خِدَاشًا هٰذَا مَنْ هُوَ وَقَدْ رَوٰى لَهُ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ غَيْرَ حَدِيثٍ.

یہ حدیث سلیمان تیمی سے کئی راویوں نے بیان کی ہے اور اس کے استاد خداش کو ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے اور سلیمان تیمی نے اس سے کئی احادیث بیان کی ہیں۔

۲۷۶۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنْ

[2767] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گونگی بکل اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اور اس سے بھی کہ ایک آدمی اپنی پشت کے بل

۲۷۶۶_ رواه مسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء في ثوب واحد . . . إلخ، ح: ۲۰۹۹ من حديث أبي الزبير به كما سيأتي بعده: ۲۷۶۷ .

۲۷۶۷_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ۲۰۹۹/ ۷۲ عن قتيبة به .

يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهِ.

لیٹ کر اپنی ایک ٹانگ، دوسری ٹانگ پر اٹھا کر رکھ لے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① اشتمال صماء کے دو مفہوم لیے جاتے ہیں: اہل لغت کے نزدیک ایک کپڑے سے پورے بدن کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں اور فقہاء کے نزدیک ایک کپڑے سے بدن لپیٹ کر ایک طرف سے کپڑا اٹھا کر کندھے پر رکھ لینا ہے، اس سے ستر کھل جاتا ہے۔ اور بقول بعض یہ یہودیوں کا طریقہ تھا، ان کی مشابہت سے منع فرمایا۔ ② ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے بھی بے پردگی اور ستر کھلنے کا خطرہ ہے۔ ③ چت لیٹ کر ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنا اس صورت میں منع ہے جب ستر کھلنے کا ڈر ہو اور اگر شلوار، پاجامہ پہنا ہو تو یہ خطرہ نہیں ہوتا۔

(المعجم ٢١) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَى الْبَطْنِ (التحفة ٥٥)

باب: 21۔ اوندھے منہ، پیٹ کے بل لیٹنا ناپسندیدہ ہے

٢٧٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ».

[2768] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ ایسا لیٹنا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ طِهْفَةَ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَرَوٰى يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ يَعِيشَ بْنِ طِهْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَيُقَالُ: طِخْفَةُ، وَالصَّحِيحُ طِهْفَةُ، وَيُقَالُ: طِغْفَةُ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ: الصَّحِيحُ طِخْفَةُ.

اس مسئلے میں سیدنا طِہفہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض راویوں نے یہ حدیث طِہفہ سے بیان کی ہے، اسے طِخفہ بھی کہا گیا ہے اور صحیح طِہفہ ہی ہے۔ اسے طِغفہ بھی کہا گیا ہے۔ اور بعض حفاظ کہتے ہیں: صحیح طِخفہ ہے۔

فائدہ: سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں اسے دوزخیوں کا طریقہ یا ان کی عادت بتایا گیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الأدب، حدیث: 3724، 3725)

٢٧٦٨ـ أخرجه أحمد: ٢/ ٢٨٧ من حديث محمد بن عمرو الليثي به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٥٢٣ والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٧١ ووافقه الذهبي * وفي الباب عن طهفة [أبو داود، ح: ٥٠٤٠]، وابن عمر [الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ١٧].

(المعجم ٢٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ (التحفة ٥١)

باب:22۔ شرم گاہ کی حفاظت

٢٧٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ»، فَقَالَ: الرَّجُلُ يَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَاهَا أَحَدٌ فَافْعَلْ»، قُلْتُ: فَالرَّجُلُ يَكُونُ خَالِيًا، قَالَ: «فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ».

[2769] بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی شرم گاہیں کس سے چھپائیں اور کس سے کھلی رہنے دیں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی شرم گاہ کو، اپنی بیوی اور اپنی باندی کے سوا (سب) سے چھپاؤ۔'' اس نے پوچھا: ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے؟ (تو بعض دفعہ ستر کھل جاتا ہے۔) آپ نے فرمایا: ''اگر تیرے بس میں ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے، تو ایسا کر۔'' میں نے کہا: اگر انسان اکیلا الگ تھلگ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم و حیا کی جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَجَدُّ بَهْزٍ اسْمُهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ. وَقَدْ رَوَى الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ وَالِدُ بَهْزٍ -.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اور بہز کے دادے کا نام معاویہ بن حَیدہ قُشیری ہے۔ اور جُریری نے حکیم بن معاویہ سے روایت کی ہے اور یہ بہز کا باپ ہے۔

فائدہ: عورۃ سے مراد بدن کا وہ حصہ ہے جس کے برہنہ ہونے سے انسان شرم و حیا محسوس کرتا ہے۔ یہ مرد کا زیر ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ ہے اور آزاد عورت کا پورا جسم، چہرے اور ہاتھوں کے سوا، عورۃ اور ستر ہے جو ہر وقت باپردہ ہونا چاہیے۔ چہرہ اور ہاتھ عورۃ نہیں ہیں۔ غیر محرم کے سامنے آنے پر ان کا حجاب (پردہ) ہوگا۔ عورۃ (ستر) کسی وقت بھی کھل نہیں سکتا۔ اگر انسان لوگوں سے الگ تھلگ ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ نہیں ہو سکتا، اس لیے اس وقت بھی بلا ضرورت ننگا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس نے ستر عورۃ (شرمگاہ کی پردہ پوشی) کا حکم دیا ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِتِّكَاءِ (التحفة ٥٢)

باب:23۔ ٹیک لگانا

٢٧٧٠- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكُوفِيُّ:

[2770] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکیے پر اپنے بائیں پہلو کی ٹیک

٢٧٦٩ـ أخرجه أبو داود، الحمام، باب: في التعري، ح: ٤٠١٧ عن محمد بن بشار به وعلقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ٢٧٨ وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٩، ١٨٠ ووافقه الذهبي.

٢٧٧٠ـ أخرجه أبو داود، اللباس، باب: في الفرش، ح: ٤١٤٣ من حديث إسرائيل به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٨٨.

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ [بْنِ حَرْبٍ]، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ.

لگائے ہوئے دیکھا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوا عَلَى يَسَارِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بہت سے راویوں نے اسے اسرائیل کی سند سے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے آپ کے بائیں پہلو کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: انسان اپنی سہولت، آسانی اور راحت و آسائش کے لیے کسی چیز کی ٹیک لے سکتا ہے۔ اس میں دائیں یا بائیں پہلو کی تخصیص نہیں ہے۔

٢٧٧١- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ.

[2771] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث صحیح ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابُ [حَدِيثِ «لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ»] (التحفة ٥٨)

باب: 24- کسی انسان کے اقتدار کی جگہ پر اس کی امامت نہ کرائی جائے

٢٧٧٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

[2772] سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی انسان کے اقتدار و غلبے کی جگہ میں اس کی امامت نہ کرائی جائے اور نہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کی مسند یا مخصوص نشست گاہ پر بیٹھا جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کسی کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ امامت کروانا یا اس کی عزت گاہ اور مسند پر بیٹھنا درست نہیں۔

٢٧٧١- انظر الحديث السابق.

٢٧٧٢- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ من حديث أبي معاوية الضرير به.

(المعجم ٢٥) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الرَّجُلَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ (التحفة ٥٩)

باب:25۔ انسان اپنی سواری کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے

٢٧٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! ارْكَبْ، وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِي»، قَالَ: قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ، قَالَ: فَرَكِبَ.

[2773] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پیدل چل رہے تھے تو ایک آدمی پہنچا۔ اس کے پاس گدھا تھا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! سوار ہو جائیں اور خود پیچھے ہٹ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تو اپنے چوپائے یا سواری کے جانور کے اگلے حصے کا زیادہ حق دار ہے، الا یہ کہ اپنا حق مجھے دے دو۔'' اس نے کہا: میں نے اپنا حق آپ کو دے دیا، چنانچہ آپ سوار ہو گئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس مسئلے میں سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔

فائدہ: سواری کا اگلا حصہ آرام دہ اور شرف وعزت کا سبب خیال کیا جاتا ہے، اس لیے اس کا حق دار اس کا مالک ہی ہوگا الاّ یہ کہ کسی کی عقیدت ومحبت اور اکرام وتوقیر کی خاطر خود ہی اسے پیش کر دے۔

(المعجم ٢٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي اتِّخَاذِ الْأَنْمَاطِ (التحفة ٦٠)

باب:26۔ قالین رکھنے کی اجازت کا بیان

٢٧٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

[2774] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تمھارے پاس قالین ہیں؟'' میں نے عرض کی: ہمارے پاس قالین کہاں ہو سکتے ہیں؟ (ہماری اتنی

٢٧٧٣ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب رب الدابة أحق بصدرها، ح: ٢٥٧٢ من حديث علي بن الحسين به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠١ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٤ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد كثيرة ❊ وفي الباب عن قيس ابن سعد بن عبادة [أحمد: ٦/ ٧].

٢٧٧٤ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٣١ ومسلم، ح: ٢٠٨٣ من حديث عبدالرحمن ابن مهدي به.

ﷺ: «هَلْ لَكُمْ أَنْمَاطٌ؟» قُلْتُ: وَأَنّٰى تَكُونُ لَنَا أَنْمَاطٌ؟ قَالَ: «أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ»، قَالَ: فَأَنَا أَقُولُ لِامْرَأَتِي: أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ»؟ قَالَ: فَأَدَعُهَا.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ.

استطاعت نہیں ہے۔) آپ نے فرمایا: ''ہاں، یقیناً تمھیں قالین میسر ہوں گے۔'' اب میں اپنی بیوی کو کہتا ہوں: اپنے قالینوں کو ہم سے دور رکھ تو وہ کہتی ہے: کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ تھا: ''صورت حال اور واقعہ یہ ہے کہ تمھیں قالین ملیں گے۔'' تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں، اسے کچھ نہیں کہتا۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح حسن ہے۔

فائدہ: آپ نے امت کی خوشحالی اور مال و دولت میسر آنے کی پیش گوئی فرمائی تھی، جو پوری ہوگئی۔ مال و دولت کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، بشرطیکہ اس سے انسان کے اندر فخر وغرور اور تکبر ونمائش کا جذبہ نہ ابھرے اور اپنی برتری و بالاتری کا احساس نہ پیدا ہو بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم سمجھے اور اس کا شکر گزار ہو۔

(المعجم ٢٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلٰى دَابَّةٍ (التحفة ٦١)

باب: 27۔ ایک جانور پر تین افراد کا سوار ہونا

٢٧٧٥- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ [هُوَ الْجُرَشِيُّ الْيَمَامِيُّ]: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلٰى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ حَتّٰى أَدْخَلْتُهُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ، هٰذَا قُدَّامُهُ وَهٰذَا خَلْفُهُ.

[2775] ایاس بن سلمہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی سواری کو آگے سے پکڑا۔ آپ اپنے شہباء نامی سفیدی مائل خچر پر سوار تھے، حتیٰ کہ میں نے اسے نبی ﷺ کے حجرے میں داخل کر دیا۔ ان میں سے ایک آپ کے آگے اور ایک پیچھے سوار تھا۔

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ].

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح (اور اس سند سے) غریب ہے۔

فائدہ: سواری کا جانور اگر قوی اور طاقت ور ہو، تین سواروں کا بوجھ آسانی سے اٹھا سکتا ہو، یا سواروں کا بوجھ ہی کم ہو تو تین افراد کے سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں، اگر سواری کا جانور کمزور ہو تو پھر اس کی قوت و طاقت کے مطابق ہی اس پر سواری کی جائے گی۔ اگر زیادہ سواروں کو اٹھا سکتا ہو تو تین سے زائد افراد بھی سوار ہو سکیں گے۔

٢٧٧٥- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢٣ عن عباس بن عبدالعظيم به ※ وفي الباب عن ابن عباس [البخاري، ح: ١٧٩٨]، وعبد الله بن جعفر [مسلم، ح: ٢٤٢٨].

(المعجم ۲۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ (التحفة ۲۲)

باب:28۔ اچانک نظر پڑ جانا

۲۷۷٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي.

[2776] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے اپنی نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَأَبُو زُرْعَةَ [بْنُ عَمْرٍو] اسْمُهُ هَرِمٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوزرعہ (بن عمرو) کا نام ہرم ہے۔

۲۷۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: «يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى، وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ».

[2777] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈال، کیونکہ تیرے لیے پہلی نظر (جو بلا ارادہ اور اچانک پڑ گئی ہے وہ) جائز ہے اور دوسری (عمداً، جان بوجھ کر ڈالنا) جائز نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ شَرِيكٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف شریک کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: اچانک نظر پڑ جانے میں انسان کے ارادے اور نیت کا دخل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کسی اجنبی عورت یا کسی کے ستر پر بلا ارادہ اور اچانک نظر پڑ جائے تو اس پر مؤاخذہ اور گناہ نہیں ہوگا، لیکن دوبارہ نظر ڈالنا یا ٹکٹکی باندھے رکھنا اور دوسری طرف نظر نہ ہٹانا قابل مؤاخذہ اور گناہ ہے، اس لیے انسان پر لازم ہے کہ وہ نظر جھکا کر چلے تاکہ بدنظری سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ کسی نامحرم عورت کو قصد و ارادے سے دیکھنا اور اس کا قصداً دکھانا، دونوں کے لیے اللہ کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں مرد اور عورت دونوں کو نظر جھکانے کا حکم دیا ہے اور بقول قاضی عیاض: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ چہرے کا بھی پردہ ہے۔

۲۷۷٦_ أخرجه مسلم، الآداب، باب نظر الفجاءة، ح: ۲۱۵۹ من حديث هشيم به.

۲۷۷۷_ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، النكاح، باب: في ما يؤمر به من غض البصر، ح: ۲۱٤۹ من حديث شريك به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۹٤ ووافقه الذهبي وللحديث شاهد عند أحمد والحاكم: ۳/ ۱۲۳ وغيرهما.

(المعجم ٢٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي احْتِجَابِ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ (التحفة ٦٢)

٢٧٧٨- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَبْهَانَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَيْمُونَةُ، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «احْتَجِبَا مِنْهُ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَايُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

باب: 29۔ عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا

[2778] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس تھیں۔ اسی اثنا میں جبکہ ہم آپ کے پاس تھیں، سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمیں پردے کا حکم دیا جا چکا تھا، تو رسول اللہ نے فرمایا: ''تم دونوں اس سے پردہ کرو۔'' میں نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں ہیں جو ہمیں دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی اندھی ہو، کیا تم دونوں اسے دیکھ نہیں رہی ہو؟''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٣٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ (التحفة ٦٣)

٢٧٧٩- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ

باب: 30۔ عورتوں کے پاس ان کے خاندوں کی اجازت کے بغیر جانا ممنوع ہے

[2779] سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام (عبدالرحمٰن بن ثابت) سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، وہ ان سے

٢٧٧٨- [ضعيف على الراجح] أخرجه أبو داود، اللباس، باب: في قوله تعالى: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن﴾ ح: ٤١١٢ من حديث عبدالله بن المبارك به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٥٤٩ نبهان مولى أم سلمة مجهول.

٢٧٧٩- [صحيح بطرقه وشواهده] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٧ من حديث شعبة به ❊ الحكم بن عتيبة صرح بالسماع ومولى عمرو ابن العاص غير سمي، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٢١٧٣ وابن أبي شيبة: ٤/ ٤١٠ وغيرهما، أخرج ابن أبي شيبة بإسناد صحيح عن تميم بن سلمة (ثقة) قال: قال عمرو بن العاص: "نهينا أن ندخل على المغيبات إلا بإذن أزواجهن" ❊ وفي الباب عن عقبة بن عامر [البخاري، ح: ٥٢٣٢ ومسلم، ح: ٢١٧٢]، وعبدالله بن عمرو [مسلم، ح: ٢١٧٣]، وجابر [مسلم، ح: ٢١٧١].

أَرْسَلَهُ إِلَىٰ عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلَىٰ أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ فَأَذِنَ لَهُ، حَتَّىٰ إِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ سَأَلَ الْمَوْلَىٰ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا - أَوْ نَهَىٰ - أَنْ تَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ.

(ان کی بیوی) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو گئے (سیدہ اسماء سے گفتگو کر لی) تو آزاد کردہ غلام نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس کی (اجازت طلب کرنے کا) سبب پوچھا، تو انھوں نے جواب دیا: ''بلاشبہ نبی ﷺ نے ہمیں منع فرمایا، یا کہا: منع کیا کہ ہم عورتوں کے پاس ان کے خاوندوں کی اجازت کے بغیر جائیں۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ [وَ]عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا عقبہ بن عامر، عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: عورتوں سے آزادانہ طور پر، خلوت وجلوت میں ملنا اور ان سے باتیں کرنا، خطرے کا باعث بنتا ہے، شیطان انھیں مصیبت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور خاوند کو پتا چل جائے تو اس کے دل میں بھی شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں، لیکن اگر خاوند کی اجازت سے ہو تو پھر فتنے اور خرابی کا ڈر نہیں ہوتا اور شکوک وشبہات بھی جنم نہیں لیتے۔

(المعجم ٣١) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْذِيرِ فِتْنَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٦٥)

باب: 31۔ عورتوں کے فتنے سے ڈرنا

٢٧٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ».

[2780] سیدنا اسامہ بن زید اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد لوگوں میں، مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَىٰ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَىٰ هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ عَنْ

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور یہ حدیث بہت سے ثقہ راویوں نے سلیمان تیمی کی سند

٢٧٨٠- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء، وبيان الفتنة بالنساء، ح:٢٧٤١ عن محمد بن عبد الأعلى به ورواه البخاري، ح:٥٠٩٦ من حديث سليمان التيمي * وفي الباب عن أبي سعيد [مسلم، ح:٢٧٤٢].

سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ غَيْرُ الْمُعْتَمِرِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ. [حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ].

ہی سے بیان کی ہے لیکن اس میں اسامہ بن زید کے ساتھ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کا نام نہیں لیا۔ اور ہمارے علم میں معتمر کے سوا کسی نے بھی اسامہ بن زید کے ساتھ سعید بن زید کا نام نہیں لیا۔ اس مسئلے میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اس کے ہم معنی مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مردوں کے دلوں میں طبعی طور پر عورتوں کی طرف رجحان اور میلان پایا جاتا ہے۔ کوئی غیر محرم شخص تنہائی میں کسی عورت سے ملے تو شیطان اسے گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض دفعہ کسی غیر عورت پر اچانک نظر پڑ جانے سے شہوانی تقاضا پیدا ہو جاتا ہے جو شیطان کے بہکانے سے بہت برے نتائج تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے کئی خاندان برباد ہو جاتے ہیں۔ ② بسا اوقات ایک عورت پر کئی انسان فریفتہ ہو جاتے ہیں، پھر ان میں چپقلش اور لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ ③ اپنی بیوی کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کے ہر قسم کے مطالبات پورے کرنے کے لیے کمائی کے ناجائز حربے اپناتا ہے اور دوسروں سے دشمنی مول لیتا ہے، اس لیے نبی ﷺ نے عورت کو فتنہ (آزمائش) کا نام دیا ہے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ اتِّخَاذِ الْقُصَّةِ (التحفة ٦٦)

باب: 32۔ مصنوعی بال استعمال کرنے کی کراہت

٢٧٨١- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ خَطَبَ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ [إِنِّي] سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَنْهٰى عَنْ هٰذِهِ الْقُصَّةِ وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ».

[2781] حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ اس نے مدینہ طیبہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطاب سنا، وہ فرما رہے تھے: اے اہل مدینہ! تمھارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ اس گچھے (وگ) سے منع کرتے تھے، اور فرماتے تھے: ''بنو اسرائیل اس وقت ہی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس کو اپنایا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فائدہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں آخری حج 51 ہجری میں کیا۔ واپسی پر مدینہ طیبہ سے گزرے تو

٢٧٨١- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . إلخ، ح: ٢١٢٧ من حديث يونس بن يزيد الأيلي والبخاري، ح: ٣٤٦٨ من حديث الزهري به.

وہاں عورتوں کے پاس بالوں کا ایک گچھا دیکھا جو وہ اپنے بالوں کے ساتھ ملاتی تھیں تو اس سلسلے میں انھوں نے خطبہ دیا۔ اس کام پر تنقید کی اور علماء کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اقتدار کو خود بھی برے کاموں سے روکنا چاہیے اور علماء کو بھی اس کی طرف متوجہ کرنا چاہیے اور پھر بتایا کہ بنو اسرائیل کی تباہی کا باعث عورتوں کے فیشن اور غلط کام بنے تھے۔

(المعجم ٣٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَاصِلَةِ وَ الْمُسْتَوْصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

(التحفة ٦)

باب:33۔ مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے کی خواہشمند، گودنے والی اور اس کا مطالبہ کرنے والی کا بیان

٢٧٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَ الْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ مُبْتَغِيَاتٍ لِّلْحُسْنِ مُغَيِّرَاتٍ خَلْقَ اللهِ.

[2782] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں، پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوبصورتی کے حصول کی خاطر اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، [وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ عَنْ مَنْصُورٍ].

(امام صاحب نے فرمایا:) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے امام شعبہ اور بہت سے ائمہ نے منصور سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: [وَاشِم، وشم] کے معنی ہیں: جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا، پھر اس کی جگہ پر سرمہ یا نیل بھرنا تا کہ وہ جگہ سبز یا سیاہ ہو جائے، اسے ''گودنا'' کہتے ہیں۔ اور [مُسْتَوْشِمَة] وہ عورت جو کسی سے [وشم] کرنے کا مطالبہ کرتی ہے اور بدن گدواتی ہے۔ [متنمصة] وہ عورت جو پلکوں کے بال اکھڑوا کر باریک کرواتی ہے۔ عہد رسالت میں یہ کام عرب معاشرے میں حسن و جمال میں اضافے اور خوبصورتی کے حصول کے لیے عورتوں میں رائج تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق و بناوٹ میں تبدیلی ہے، اس لیے اس قسم کے کام کرنے والیاں اور کروانے والیاں ملعون ہیں۔ آج کل بھی عورتوں میں اس قسم کے فیشن رائج ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق و بناوٹ کو بدل کر اپنے آپ کو حسین و جمیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ بیوٹی پارلر کھل گئے ہیں جنھوں نے ایک فن اور پیشے کی صورت اختیار کر لی ہے اور رنگ برنگ فیشن نکل رہے ہیں جو دین سے دوری کا نتیجہ ہیں اور دن بہ دن شرم و حیا ختم ہوتی جا رہی ہے۔

٢٧٨٣- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

[2783] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٢٧٨٢- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه﴾ ح: ٤٨٨٦ ومسلم، ح: ٢١٢٥ من حديث منصور به.

٢٧٨٣- أخرجه البخاري، اللباس، باب وصل الشعر، ح: ٥٩٣٧ من حديث ابن المبارك ومسلم، ح: ٢١٢٤ من حديث عبيدالله بن عمر به * وفي الباب عن عائشة [البخاري، ح: ٥٢٠٥ ومسلم، ح: ٢١٢٣]، ومعقل بن يسار [أحمد: ٥/ ٢٥]، وأسماء بنت أبي بكر [البخاري، ح: ٥٩٤١ ومسلم، ح: ٢١٢٢]، وابن عباس [أبو داود، ح: ٤١٧٠].

الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ».

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، بدن گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔''

وَقَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ. [قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَه. وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ قَوْلَ نَافِعٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

نافع کہتے ہیں: [وشم] کا تعلق مسوڑھوں سے ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ، سیدنا معقل بن یسار، سیدہ اسماء بنت ابی بکر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے اس کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔ اس میں انھوں نے نافع کا قول بیان نہیں کیا۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [اَلْوَاصِلَة] وہ عورت جو اپنے یا کسی اور کے بال دوسروں کے بالوں میں جوڑے۔ [مُسْتَوْصِلَة] جو بال جڑوانے کی خواہش کرے۔ آج کل ان مصنوعی بالوں کو وِگ کا نام دیا جاتا ہے اور بیوٹی پارلروں کے ذریعے سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے بے حیائی کے کام ہو رہے ہیں جن کی اسلامی روایات اور اسلامی تہذیب کی رو سے اجازت نہیں ہے، مثلاً: ناخنوں کی گہری پالش ہے۔ ناخنوں کو خوب بڑھا کر ان پر سرخ پالش کی جاتی ہے۔ ان پر خول چڑھائے جاتے ہیں اور یہ سب کام کافروں کی نقالی میں ہو رہے ہیں، حالانکہ کافروں سے مشابہت اختیار کرنے کی صریح ممانعت موجود ہے۔

(المعجم ٣٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (التحفة ٦٨)

باب: 34۔ مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا حکم

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ.

[2784] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی الگ الگ فطرت اور خصوصیات رکھی ہیں، اس لیے وہ مرد ملعون ہوں گے جو شکل و

٢٧٨٤- أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ٥٨٨٥ من حديث شعبة به.

صورت اور طرز گفتگو اور چال ڈھال کا انداز یا لباس عورتوں کا سا اپنائیں گے۔ اسی طرح وہ عورتیں ملعون ہوں گی جو مردوں جیسی شکل وصورت اپنائیں، ان کا سا لباس اور طرز و انداز اختیار کریں۔

۲۷۸۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَ الْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ.

[2785] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے ان مردوں پر جو عورتوں والا حلیہ اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردانہ انداز اختیار کرتی ہیں۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت آئی ہے۔

فائدہ: مخنث اس مرد کو کہتے ہیں جو عورتوں کی سی چال ڈھال، انداز گفتگو اپناتا ہے اور زنانہ لباس کے ساتھ حرکات و ادا میں بھی انھی کا اسلوب اپناتا ہے۔ اور مترجل وہ عورت ہے جو مردانہ لباس، مردانہ وضع قطع، ان ہی کی شکل و ہیئت اور چال ڈھال اختیار کرتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر صنف کو اپنے اپنے فطری اوصاف اور اپنے فطری دائرۂ کار کی پابندی کرنی چاہیے۔ عورتوں کو شمع محفل کی بجائے گھر کی ملکہ بن کر رہنا چاہیے۔

(المعجم ۳۵) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ مُتَعَطِّرَةً (التحفة ٦٩)

باب: 35۔ عورت کے لیے خوشبو لگا کر نکلنا درست نہیں

۲۷۸٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الْحَنَفِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا» - يَعْنِي زَانِيَةً.

[2786] سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر آنکھ زنا کار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی ہے۔" یعنی زنا کار ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا

اس مسئلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی

۲۷۸۵- أخرجه البخاري، اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت، ح: ٥٨٨٦ ومسلم، ح: ٦٨٣٤ من حديث يحيى ابن أبي كثير به وانظر الحديث السابق * وفي الباب عن عائشة [أبو داود، ح: ٤٠٩٩].

۲۷۸٦- أخرجه أبو داود، الترجل، باب: في طيب المرأة للخروج، ح: ٤١٧٣ من حديث يحيى القطان والنسائي: ٨/ ١٥٣، ح: ٥١٢٩ من حديث ثابت بن عمارة به ووثقه الجمهور وقال الذهبي في الكاشف: "صدوق" وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٨١ وابن حبان، ح: ١٤٧٤ والحاكم: ٢/ ٣٩٦ ووافقه الذهبي * وفي الباب عن أبي هريرة [أبو داود، ح: ٤١٧٤].

حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ہر وہ نظر جو کسی پر شہوت اور جنسی خواہش کے لیے ڈالی جاتی ہے، وہ زنا کار ہے۔ اور عورت جب بن ٹھن کر خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے تو وہ دوسروں کو دعوت نظارہ دیتی ہے اور ان کی شہوت اور جنسی خواہش کو ابھارتی ہے، اس لیے وہ زنا کی دعوت دیتی ہے اور ایسی حرکت زانیہ ہی کر سکتی ہے۔

(المعجم ٣٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (التحفة ٠)

باب: 36۔ مردوں اور عورتوں کی خوشبو

٢٧٨٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ».

[2787] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو اور اس کی مہک پوشیدہ ہو۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِلَّا أَنَّ الطُّفَاوِيَّ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ، وَحَدِيثُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے مگر اس کا راوی طفاوی ہمارے علم میں اسی حدیث میں آیا ہے اور اس کا نام ہمیں معلوم نہیں ہے۔ اور یہ روایت پہلی روایت سے طویل اور زیادہ مکمل ہے اور اس مسئلے میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔

٢٧٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ [لِيَ] النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ

[2788] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مردوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی

٢٧٨٧ـ [حسن بالشواهد] أخرجه النسائي: ٨/ ١٥١، ح: ٥١٢٠ من حديث أبي داود الحفري به * رجل: مجهول وللحديث شواهد * وفي الباب عن عمران بن حصين [يأتي: ٢٧٨٨].

٢٧٨٨ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٤٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وسنده ضعيف لعلل ومع ذلك صححه الحاكم: ٤/ ١٩١ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد منها الحديث السابق وانظر الصحيحة للألباني، ح: ٢٣٩٦.

طِيبِ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَخَيْرَ طِيبِ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ» وَنَهٰى عَنْ مِّيثَرَةِ الْأُرْجُوَانِ.

بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور بُو پوشیدہ ہو۔“ اور آپ نے ارغوانی زین پوش سے بھی منع فرمایا۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

اس سند سے یہ روایت حسن غریب ہے۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے زیب و زینت اور میک اپ کے لیے خوشبو دار چیزوں کا استعمال جائز نہیں اور مردوں کے لیے خوشبو والی رنگ دار چیزوں کا استعمال جائز نہیں، اسی طرح انتہائی سرخ (ارغوانی) زین پوش اور گدوں کا استعمال بھی درست نہیں کیونکہ یہ عام طور پر زعفران اور عُصفر سے رنگے جاتے تھے۔

(المعجم ٣٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ (التحفة ٧١)

باب: 37۔ خوشبو واپس کرنا پسندیدہ نہیں ہے

٢٧٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، وَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.

[2789] ثمامہ بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خوشبو (کا تحفہ) واپس نہیں کرتے تھے اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نبی ﷺ (بھی) خوشبو واپس نہیں کرتے تھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ایک دوسرے کو تحفہ دینا محبت اور دوستی میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور محبت اور دوستی شرعی طور پر مطلوب ہے، اس لیے ایسی چیزوں کا تحفہ دینا جو زیادہ قیمتی نہ ہوں اور گراں باری کا باعث نہ ہوں، ایک پسندیدہ عمل ہے۔ ایسی چیزوں کا تحفہ واپس نہیں کرنا چاہیے، اسے قبول کرنا چاہیے کیونکہ اس کے جواب میں تحفہ دینا مشکل نہیں ہے۔

٢٧٩٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ

[2790] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں واپس نہیں کی جاتیں: تکیے، تیل اور دودھ۔“ (تیل سے مراد خوشبو ہے۔)

٢٧٨٩ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب من لم يرد الطيب، ح: ٥٩٢٩ من حديث عزرة بن ثابت به * و في الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح: ٢٢٥٣ وأبو داود، ح: ٤١٧٢].

٢٧٩٠ـ أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٣٦، ح: ١٣٢٧٩ من حديث إسماعيل بن أبي فديك به وحسنه بعض العلماء كما نقل المناوي في فيض القدير: ٣/ ٤١٠، ح: ٣٤٧٩.

وَاللَّبَنُ» [الدُّهْنُ: يَعْنِي بِهِ الطِّيبَ].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ مُسْلِمٍ - هُوَ ابْنُ جُنْدُبٍ وَهُوَ مَدَنِيٌّ -.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اور عبداللہ بن مسلم سے مراد ابن جندب ہے جو مدنی ہے۔

٢٧٩١- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ حَنَانٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ».

[2791] ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو خوشبو دار پھول پیش کیا جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے، کیونکہ وہ جنت سے نکلا ہے۔'' یعنی جنت کی چیز ہے۔

[قَالَ:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَسَنٌ، وَلَا نَعْرِفُ لِحَنَانٍ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَلٍّ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ ﷺ. وَلَمْ يَرَهُ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب حسن ہے۔ ہمارے علم میں حنان صرف یہی روایت بیان کرتا ہے اور ابو عثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مَلّ ہے۔ یہ نبی ﷺ کے دور میں موجود تھا لیکن اس نے آپ کو دیکھا ہے نہ آپ سے کچھ سنا ہے۔

(المعجم ٣٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مُبَاشَرَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ (التحفة ٢)

باب: 38۔ مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ننگا جسم ملانا ناجائز ہے

٢٧٩٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ حَتّٰى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا».

[2792] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت، عورت کے ساتھ اس طرح جسم نہ ملائے کہ اس کے جسمانی اوصاف خاوند کو اس طرح بتائے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسری عورت کے خدوخال اور نین نقش یا جسمانی ساخت اور بناوٹ کا نقشہ اپنے خاوند کے سامنے اس طرح کھینچے گویا کہ وہ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے وہ اس پر فریفتہ ہو جائے اور اس کے نقوش اور حسن و جمال کا اس کے دل پر قبضہ ہو جائے اور یہ اس کی نظروں سے گر جائے۔

٢٧٩١- [ضعيف] أخرجه أبو داود في المراسيل، ح: ٥٠١ من حديث يزيد بن زريع به ※ حنان الأسدي: مستور لم يوثقه غير ابن حبان.

٢٧٩٢- أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها، ح: ٥٢٤١ من حديث الأعمش به.

اس طرح گھر کا سکون برباد ہو جائے اور وہ ہر صورت میں اس تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ حُبَابٍ: أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ - يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ -: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ [الْخُدْرِيِّ]، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ».

[2793] سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کا ستر دیکھے۔ نہ ایک مرد، دوسرے مرد کے ساتھ عریاں حالت میں ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ برہنہ حالت میں ایک کپڑے میں لیٹے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [صَحِيحٌ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب (صحیح) ہے۔

فائدہ: مرد کا مرد کے اور عورت کا عورت کے ستر کو دیکھنا یا برہنہ حالت میں ایک کپڑے میں لیٹنا، تہذیب و شرافت انسانی کے منافی ہے اور فتنے کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ یہ شہوت انگیزی کا سبب ہے، اس لیے شریعت اسلامی اس کی روادار نہیں ہے۔ اس سے یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر یہ حرکت ایک صنف کے افراد کے لیے جائز نہیں تو صنف کی تبدیلی کی صورت میں، یعنی مرد اور عورت کے لیے اگر وہ میاں بیوی نہیں ہیں، کیسے جائز ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٣٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي حِفْظِ الْعَوْرَةِ (التحفة ٢٠)

باب: 39۔ستر کی حفاظت

٢٧٩٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ وَّ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا تُرِيَنَّهَا» قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: «فَاللهُ أَحَقُّ أَنْ

[2794] بہز بن حکیم اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم اپنی شرم گاہیں کس سے چھپائیں اور کس سے کھلی رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی شرم گاہ کو اپنی بیوی اور اپنی باندی کے سوا (سب) سے چھپاؤ۔'' معاویہ بن حیدہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب لوگ آپس میں گھلے ملے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تیرے بس میں ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے، تو اسے ہرگز نہ دکھا۔'' میں

٢٧٩٣- أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح: ٣٣٨ من حديث زيد بن حباب به.

٢٧٩٤- تقدم: ٢٧٦٩.

يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اگر ہم میں سے کوئی بالکل تنہائی میں ہو؟ آپ نے فرمایا: ”تو اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ سب لوگوں سے بڑھ کر اس سے شرم وحیا کی جائے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے، دیکھیے حدیث: 2769۔ اس جگہ دوبارہ لانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے، اپنے ستر کو اپنے اوپر بھی نہ کھولا جائے۔ اور تنہائی میں بھی اس کے حکم کی پابندی کی جائے ورنہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز اوجھل نہیں ہے۔

(المعجم ٤٠) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ (التحفة ٤٠)

باب: 40۔ ران ستر (چھپانے کی چیز) ہے

٢٧٩٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ جَدِّهِ جَرْهَدٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِجَرْهَدٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَقَدِ انْكَشَفَ فَخِذُهُ فَقَالَ: «إِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ».

[2795] سیدنا جرہد اسلمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اس کے پاس سے مسجد میں گزرے جبکہ اس کی ران کھلی ہوئی تھی، تو آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ ران ستر ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مَا أَرٰى إِسْنَادَهُ بِمُتَّصِلٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں ہے۔

فائدہ: انسانی جسم کے جس حصے کو شرم گاہ کا نام دیا جاتا ہے، اس کے بارے میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز کے بغیر ہر شریف آدمی کا خیال یہی ہے کہ اسے چھپانا ضروری ہے، لیکن آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ انسانی جسم میں صرف شرم گاہ اور اس کا قریبی حصہ ہی نہیں بلکہ ران بھی ستر میں شامل ہے، اس کا چھپانا بھی ضروری ہے کیونکہ عورۃ کے لفظی معنی ہیں: چھپانے کی چیز، جس کا کھلنا شرم وحیا کے منافی ہے، اس لیے مرد کو ناف کے نیچے سے لے کر رانوں تک کا حصہ چھپانا چاہیے۔ صرف ضرورت اور مجبوری کے وقت ہی اسے کھولا جا سکتا ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 64/8) امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ما يذكر في الفخذ میں لکھا ہے کہ [حَدِيثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ] یعنی دینی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ران کو ستر سمجھا جائے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ کا کسی مسئلے کے متعلق احوط بولنا، اس سے ان کی مراد اس پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔

٢٧٩٥- [حسن بشواهد] أخرجه الحميدي، ح: ٨٥٩ عن سفيان بن عيينة وأبو داود، ح: ٤٠١٤ من حديث أبي النضر به وعلقه البخاري، الصلاة، باب: ١٢ وصححه ابن حبان، ح: ٣٥٣ والحاكم: ٤/ ١٨٠ ووافقه الذهبي وضعفه البخاري وغيره وللحديث شواهد منها الحديث الآتي (٢٧٩٦).

٢٧٩٦- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى [الْكُوفِيُّ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْفَخِذُ عَوْرَةٌ».

[2796] سیدنا عبداللہ بن جرہد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر (چھپانے کی چیز) ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

٢٧٩٧- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْفَخِذُ عَوْرَةٌ».

[2797] سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ران ستر (چھپانے کی چیز) ہے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ جَحْشٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَّلِعَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ [صُحْبَةٌ] وَّلِابْنِهِ مُحَمَّدٍ صُحْبَةٌ.

اس مسئلے میں سیدنا علی اور محمد بن عبداللہ بن جحش ؓ سے بھی احادیث آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عبداللہ بن جحش اور ان کے بیٹے محمد دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

٢٧٩٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جَرْهَدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ كَاشِفٌ عَنْ فَخِذِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ».

[2798] سیدنا جرہد ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اس کے پاس سے گزرے جبکہ اس کی ران ننگی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ران ڈھانپ، کیونکہ وہ ستر میں شامل ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

٢٧٩٦_[حسن بشواهد] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٨ عن عبدالرزاق به، ابن جرهد حسن له الترمذي.

٢٧٩٧_[حسن لغيره] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٤٧٥ والمزي في تهذيب الكمال: ١٠/ ٥٥ من حديث الحسن بن صالح به ورواه أحمد: ٣/ ٤٧٨ من حديث ابن عقيل به وهو ضعيف وللحديث شواهد كثيرة جدًا * عبدالله بن جرهد وثقه الترمذي وابن حبان.

٢٧٩٨_[حسن لغيره] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٥ من حديث إسرائيل به وسنده ضعيف وللحديث شواهد * وفي الباب عن علي [أبو داود، ح: ٣١٤٠، ٤٠١٥]، ومحمد بن عبدالله بن جحش [أحمد: ٥/ ٢٩٠].

(المعجم ٤١) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ (التحفة ٤٥)

باب: 41۔ نظافت (صفائی) کا بیان

٢٧٩٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ [الْعَقَدِيُّ]: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ، فَنَظِّفُوا - أُرَاهُ قَالَ - أَفْنِيَتَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ [بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ]، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ».

[2799] سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: بلاشبہ اللہ پاک ہے، پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ وہ صاف ستھرا ہے، صفائی ستھرائی، یعنی طہارت کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے، سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ فیاض ہے، فیاضی کو پسند فرماتا ہے سو اپنے، میرے خیال میں انھوں نے کہا، گھروں کے صحن صاف رکھو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو۔ امام سعید رحمہ اللہ کا شاگرد بیان کرتا ہے کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ مہاجر بن مسمار سے کیا تو انھوں نے کہا: مجھے یہ حدیث عامر بن سعد نے اپنے باپ کے واسطے سے سنائی اور یقین کے ساتھ کہا کہ آپ نے فرمایا: ''اپنے آنگنوں کو (گھر کے سامنے کا صحن) صاف ستھرا رکھو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ يُضَعَّفُ وَيُقَالُ: ابْنُ إِيَاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور خالد بن الیاس، جسے ابن ایاس بھی کہا جاتا ہے، کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم دیگر صحیح احادیث سے طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت اور فضیلت ثابت ہے۔ طیب، پلیدی سے صفائی اور پاکیزگی کو کہتے ہیں اور نظافت، گندگی سے صفائی کا نام ہے۔ سخاوت مال و دولت خرچ کرنے کا نام ہے اور کرم کریمانہ اخلاق و افعال کا نام ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کا ظاہر اور باطن پاک ہونا چاہیے اور گھر بار بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے، یہودی گھروں کے سامنے کے آنگن صاف نہیں رکھتے تھے۔ ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے، یہ بات صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے۔ (الصحیحة للألباني، حدیث: 236) شریفانہ اخلاق و کردار کے ساتھ مال و دولت کی سخاوت بھی کرنی چاہیے، کیونکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ پسندیدہ صفات ہی سے متصف ہے۔

(المعجم ٤٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِتَارِ عِنْدَ الْجِمَاعِ (التحفة ٤٦)

باب: 42۔ جماع کے وقت پردہ کرنے کا بیان

٢٧٩٩ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه أبو يعلى، ح: ٧٩١ من حديث أبي عامر العقدي عبد الملك بن عمرو به ❊ خالد بن إلياس، إمام المسجد النبوي "متروك الحديث" كما في التقريب وغيره ❊ حكم نظافة الأفنية، ثابت بطرق أخرى، انظر الصحيحة للألباني، ح: ٢٣٦ .

٢٨٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيزَكٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَيَّاةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ، فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ».

[2800] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم برہنگی سے بچو کیونکہ تمھارے ساتھ فرشتے ہیں جو تم سے الگ نہیں ہوتے مگر قضائے حاجت کے وقت اور جب انسان اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، اس لیے ان سے شرم وحیا کرو اور ان کا اکرام واحترام کرو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُو مُحَيَّاةَ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے اور ابو محیاہ کا نام یحییٰ بن یعلیٰ ہے۔

(المعجم ٤٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ (التحفة ٤٤)

باب: 43۔حمام میں داخل ہونا

٢٨٠١- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهِمُ الْخَمْرُ».

[2801] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے، وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ بغیر تہبند کے، یعنی ننگا حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب گردش کرتی ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: لَيْثُ بْنُ أَبِي

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں طاوس کی یہ روایت صرف اسی سند سے بیان کی گئی ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ)

٢٨٠٠ـ [ضعيف] * ليث بن أبي سليم ضعيف مدلس.

٢٨٠١ـ [حسن لغيره] أخرجه الطبراني في الأوسط، ح: ٥٩٢ من حديث الحسن بن صالح به ورواه النسائي: ١/ ١٩٨، ح: ٤٠١ من طريق آخر عن جابر به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٨٨ ووافقه الذهبي وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي.

سُلَيْمٍ صَدُوقٌ وَرُبَّمَا يَهِمُ فِي الشَّيْءِ وَقَالَ مُحَمَّدُ [ابْنُ إِسْمَاعِيلَ]: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَيْثٌ لَا يُفْرَحُ بِحَدِيثِهِ [كَانَ لَيْثٌ يَرْفَعُ أَشْيَاءَ لَا يَرْفَعُهَا غَيْرُهُ فَلِذٰلِكَ ضَعَّفُوهُ].

فرماتے ہیں: لیث بن ابی سلیم صدوق ہے اور بعض اوقات وہم کا شکار ہو جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ فرماتے ہیں: لیث کی حدیث قابل فرحت نہیں ہے۔ (لیث ایسی احادیث مرفوع بیان کرتا تھا، جو دوسرے راوی مرفوعاً بیان نہیں کرتے تھے، اس لیے محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)

فوائد و مسائل: ① حمام میں چونکہ ننگے ہو کر نہایا جاتا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے عورتوں کے حمام میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی، کیونکہ اس کا پورا جسم ستر، یعنی چھپانے کی چیز ہے اور مرد کا پورا جسم ستر نہیں، بلکہ زیر ناف سے گھٹنے تک ستر ہے، اس لیے اسے تہبند باندھ کر حمام میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ ② جس دسترخوان پر شراب پیش کی جاتی ہو، اس پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جہاں ناجائز اور ممنوع کام کا ارتکاب ہوتا ہو وہاں جانے سے گریز کرنا چاہیے۔

٢٨٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي عُذْرَةَ - وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ -، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِرِ.

[2802] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں میں جانے سے منع فرمایا، پھر مردوں کو تہ بند باندھ کر داخل ہونے کی اجازت عنایت فرما دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَائِمِ.

امام ابو عیسیٰ رضی اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے علم میں صرف حماد بن سلمہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور اس کی سند زیادہ مضبوط نہیں ہے۔

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ ابْنَ أَبِي الْجَعْدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ: أَنَّ نِسَاءً مِّنْ أَهْلِ حِمْصَ أَوْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: أَنْتُنَّ اللَّاتِي يَدْخُلْنَ نِسَاؤُكُنَّ

[2803] ابو الملیح ہذلی بیان کرتے ہیں کہ اہل حمص یا اہل شام کی کچھ عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو انھوں نے فرمایا: تم ہی وہ ہو جن کی عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جو عورت بھی اپنے کپڑے خاوند

٢٨٠٢ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الحمام، باب الدخول في الحمام، ح: ٤٠٠٩ وابن ماجه، ح: ٣٧٤٩ من حديث حماد بن سلمة به ولبعض الحديث شاهد عند أبي داود، ح: ٤٠١١ وغيره * أبو عذرة: حسن الحديث على الراجح.

٢٨٠٣ـ أخرجه أبو داود، أيضًا، ح: ٤٠١٠ من حديث شعبة به وابن ماجه، ح: ٣٧٥٠ من حديث منصور به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٥١٨ وصححه الذهبي على شرط البخاري ومسلم (تلخيص المستدرك: ٤/ ٢٨٨).

الْحَمَّامَاتِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا».

کے گھر کے سوا کہیں اتارتی ہے، وہ اپنا ستر چاک کرتی ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے عورت کو اپنا ستر، خاوند کے سوا کسی اور کے سامنے کھولنے کی اجازت نہیں دی، اس لیے اگر کسی اور جگہ کپڑے اتارتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا حکم توڑتی ہے۔ حمام میں نہانے کی صورت میں اگر پردہ دری ہوتی ہو، یعنی پردے کا معقول انتظام نہ ہو تو وہاں برہنہ ہو کر نہانے کی اجازت نہیں۔

(المعجم ۴۴) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ (التحفة ۸)

باب: 44۔ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو وہاں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے

۲۸۰۴- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّغَيْرُ وَاحِدٍ - وَّاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ [بْنِ عَلِيٍّ]- قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَّلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ».

[2804] سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ ایسے گھر میں جس میں جاندار چیز کی تصویر ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① [تماثیل، تمثال] کی جمع ہے، اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی مثل بنائی ہوئی صورت، مجسمہ۔ تصویر سازی میں اللہ تعالیٰ کی صفت تصویر و تخلیق کی مشابہت پائی جاتی ہے، اس لیے یہ انتہائی قبیح گناہ ہے۔ جب تصویر بنانی جائز نہیں تو رکھنی بھی جائز نہیں اور جو یہ حرکت کرتا ہے وہ فرشتوں کی رحمت و برکت کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے جبکہ انسان ہر لحہ رحمت و برکت کا محتاج ہے۔ ② اسی طرح کتا پلید جانور ہے اور بعض شیطان صفت ہوتے ہیں اور فرشتے شیطان سے دور بھاگتے ہیں، رہے انسانی اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے والے فرشتے تو وہ الگ نہیں ہوتے، وہ اپنا فریضہ پوری تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح ملک الموت بھی وقت مقررہ پر جان نکال لیتا ہے، اس لیے اگر کتا رکھنے کی مجبوری ہو تو اسے گھر سے باہر رکھنا چاہیے، مثلاً: جانوروں کی حویلی میں، کھیت یا باغ میں۔

۲۸۰۴ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، وتحريم اتخاذ ما فيه صور . . . إلخ، ح: ٢١٠٦ عن عبد بن حميد والبخاري، ح: ٣٢٢٥ من حديث معمر به.

٢٨٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ أَخْبَرَهُ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ صُورَةٌ».

[2805] رافع بن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا: ''بلاشبہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مجسمے یا تصویر ہو۔''

شَكَّ إِسْحَاقُ لَا يَدْرِي أَيَّهُمَا قَالَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اسحاق کو شک ہے، اسے معلوم نہیں کون سا لفظ فرمایا۔
امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٨٠٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي بَابِ الْبَيْتِ تِمْثَالُ الرِّجَالِ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ. فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبِذَتَيْنِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ». فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْكَلْبُ جِرْوًا لِلْحُسَيْنِ أَوْ لِلْحَسَنِ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ.

[2806] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو کہا: میں گزشتہ رات آپ کے پاس آنا چاہتا تھا تو مجھے صرف اس چیز نے اس گھر میں داخل ہونے سے روکا جس میں آپ تشریف فرما تھے کہ گھر کے دروازے میں مردوں کی تصویریں تھیں اور گھر کے اندر ایک باریک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا، پس دروازے پر تصویر کے سر کو کاٹنے کا حکم دیجیے تو وہ درخت کی شکل جیسا ہو جائے گا اور پردے کو کاٹنے کا حکم دیجیے اور اس سے دو تکیے بنوا لیجیے جنھیں زمین پر ڈال دیں، انھیں روندا جائے اور کتا باہر نکالنے کا حکم دیجیے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کیا۔ وہ کتا سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا پلا تھا جو آپ کے سامان یا چارپائی کے نیچے تھا تو آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے نکال دیا گیا۔

٢٨٠٥- أخرجه أحمد: ٣/ ٩٠، ح: ١١٨٨٠ من حديث مالك به وهو في الموطإ: ٢/ ٩٦٥ وصححه ابن حبان، ح: ١٤٨٦ وللحديث طرق كثيرة.

٢٨٠٦- أخرجه أبو داود، اللباس، باب: في الصور، ح: ٤١٥٨ من حديث يونس به وصححه ابن حبان، ح: ١٤٨٧ * وفي الباب عن عائشة [البخاري، ح: ٣٢٢٤ ومسلم، ح: ٢١٠٤]، وأبي طلحة [البخاري، ح: ٣٢٢٥ ومسلم، ح: ٢١٠٦].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ [وَأَبِي طَلْحَةَ].

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابوطلحہ ؓ سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ انسانی تصویر نہیں رہتی۔ اگر تصویر مسخ کر دی جائے اور وہ جاندار کا روپ نہ رکھ سکے تو پھر اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تصویر والا پردہ ہٹا دیا جائے یا چاک کر کے تکیہ بنا لیا جائے۔ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو گھر میں پلے (کتے کے بچے) کی موجودگی کا علم نہ تھا، لیکن وہ گھر میں جبریل علیہ السلام کی آمد میں رکاوٹ بن گیا۔ آج کل مسلمانوں کی کس قدر بدبختی ہے کہ ان کے گھروں میں تصویریں آویزاں ہیں۔ وہ شادی بیاہ بلکہ جنازے کی ویڈیو بنواتے ہیں اور گھروں کی آرائش وزیبائش کے لیے شوکیسوں میں مختلف جانوروں کی تصویریں رکھی ہوئی ہیں۔ اپنی شادی اور سالگرہ کی تصویریں، بیوی بچوں کی تصویریں، باپ دادا کی تصویریں حتی کہ اپنے پیروں اور فقیروں کی تصویریں گھروں میں سجا رکھی ہیں۔ مغرب کی نقالی میں بڑے شوق ذوق سے کتے پالے جاتے ہیں۔ یہ احساس ہی نہیں کہ یہ چیزیں رحمت و برکت سے محرومی کا باعث ہیں۔ جو گھر رحمت و برکت سے محروم ہو وہاں سکھ اور چین کیسے نصیب ہو سکتا ہے! وہاں تو گھٹن، اضطراب اور پریشانی ڈیرے ڈالے گی، ذہنی اور قلبی یا روحانی آسودگی اور سکون میسر نہیں آئے گا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. آمین۔

(المعجم ٤٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ [وَالْقَسِّيِّ] (التحفة ٩٩)

باب: 45۔ مردوں کے لیے زرد رنگ کا کپڑا (اور قسی) پہننا مکروہ ہے

٢٨٠٧- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ السَّلَامَ.

[2807] سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی گزرا اور وہ سرخ کپڑے (جوڑا) پہنے ہوئے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا تو نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهُ كَرِهُوا لُبْسَ الْمُعَصْفَرِ، وَرَأَوْا أَنَّ مَا صُبِغَ بِالْحُمْرَةِ بِالْمَدَرِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُّعَصْفَرًا.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عصفر بوٹی سے رنگا ہوا کپڑا پہننا ناپسندیدہ ہے۔ ان کے قول کی رو سے گیرو سے رنگا ہوا سرخ رنگ یا اور طریقے سے رنگا ہوا جبکہ وہ معصفر نہ ہو، پہننے میں

٢٨٠٧- [ضعيف] أخرجه أبو داود، ح: ٤٠٦٩ من حديث إسحاق بن منصور به * أبو يحيى القتات: لين الحديث روى عنه إسرائيل أحاديث كثيرة مناكير جدًا.

کوئی حرج نہیں۔

٢٨٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ يَرِيمَ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ وَعَنِ الْجِعَةِ.

[2808] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑے (ریشمی گدے)، ریشمی زین پوش اور جو سے بنی شراب سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ: وَهُوَ شَرَابٌ يُتَّخَذُ بِمِصْرَ مِنَ الشَّعِيرِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابواحوص کہتے ہیں: [جِعَة] مصر میں جو سے بنائی جانے والی شراب ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٨٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ. وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَلُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالْقَسِّيِّ.

[2809] سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا: آپ نے ہمیں جنازے کے ساتھ چلنے، مریض کی عیادت کرنے، چھینکنے والے کو دعا دینے، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا۔ اور ہمیں ان سات چیزوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی یا سونے کے چھلے سے، چاندی کے برتنوں سے اور حریر و دیباج اور استبرق وقسی سے۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ هُوَ أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ اسْمُهُ سُلَيْمُ بْنُ الْأَسْوَدِ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اشعث بن سلیم سے مراد اشعث بن ابی شعثاء ہے جس کا نام سلیم بن اسود ہے۔

فائدہ: [حرير] ہر قسم کا ریشم، [ديباج] دیبا، باریک ریشم، [استبرق] موٹا ریشم، [قَسِّي] ریشمی کپڑا جس میں روئی کا دھاگا ہوتا ہے۔ [إبرار المقسم] قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے کی دو صورتیں ہیں: ○ کسی نے ایسا کام کرنے کی قسم کھائی جسے وہ کسی دوسرے کی مدد اور تعاون کے بغیر کر نہیں سکتا تو اس سے تعاون کرنا چاہیے تاکہ وہ کام کر سکے اور اس کی قسم پوری

٢٨٠٨- أخرجه النسائي: ٨/ ١٦٥، ح: ٥١٦٨ (الزينة، باب خاتم الذهب) عن قتيبة وابن ماجه، ح: ٣٦٥٤ من حديث أبي الأحوص، وأبو داود، ح: ٤٠٥١ من حديث أبي إسحاق به وصرح بالسماع وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٤١٤.

٢٨٠٩- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . إلخ، ح: ٢٠٦٦ عن محمد بن بشار والبخاري، ح: ١٢٣٩ من حديث شعبة به.

ہو جائے۔ ○ وہ آپ سے متعلقہ کام کے بارے میں قسم کھاتا ہے کہ آپ یہ کام کریں گے اور وہ کام ایسا ہے جس کا کرنا گناہ نہیں تو وہ کام آپ کو کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْبَيَاضِ (التحفة ٨٠)

باب: 46۔ سفید لباس پہننا

٢٨١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ [بْنِ أَبِي حَبِيبٍ] بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «الْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

[2810] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاک صاف اور نفیس وعمدہ ہوتے ہیں اور سفید کپڑوں ہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔

فائدہ: سفید کپڑے پر داغ دھبہ جلد نمایاں ہو جاتا ہے، اس لیے اسے جلد دھونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح انسان میل کچیل سے محفوظ رہتا ہے اور خوش منظر بھی ہوتا ہے۔ سفید لباس انسان کو خوب سجتا ہے، اس لیے سفید لباس پہننا اور اس کا کفن بنانا بہتر ہے۔

(المعجم ٤٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحُمْرَةِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٨١)

باب: 47۔ مردوں کے لیے سرخ لباس پہننے کی رخصت

٢٨١١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ

[2811] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٨١٠ـ أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب البياض من الثياب، ح:٣٥٦٧ من حديث سفيان الثوري به وصرح بالسماع عند الحاكم: ٤/ ١٨٥ وصححه على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شاهد حسن عند النسائي: ٤/ ٣٤، ح:١٨٩٧، ٨/ ٢٠٥، ح: ٥٣٢٤ * وفي الباب عن ابن عباس [تقدم: ٩٩٤]، وابن عمر [ابن عدي في الكامل: ٧/ ٢٥٣٥].

٢٨١١ـ [ضعيف] والحديث الثاني يغني عنه وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٩٦٤٠ عن هناد به والأشعث بن سوار ضعيف ومع ذلك صححه الحاكم: ٤/ ١٨٦ ووافقه الذهبي * حديث شعبة (والثوري) متفق عليه، البخاري، ح: ٣٥٥١، ٥٨٤٨ وغيره ومسلم، ح: ٢٣٣٧ * حديث وكيع رواه مسلم، ح: ٢٣٣٧/ ٩٢ ورواه أيضًا، ح: ٢٣٣٧/ ٩١ عن محمد بن بشار به * وفي الباب عن البراء [البخاري، ح: ٣٥٥١ ومسلم، ح: ٢٣٣٧]، وأبي جحيفة [تقدم: ١٩٧].

الْأَشْعَثِ - وَهُوَ ابْنُ سَوَّارٍ -، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ.

نے رسول اللہ ﷺ کو ایک روشن اور چاندنی رات میں دیکھا، تو میں کبھی رسول اللہ ﷺ پر نظر ڈالتا اور کبھی چاند کو دیکھتا، جبکہ آپ ایک سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ مجھے چاند سے زیادہ خوب صورت اور حسین نظر آئے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْأَشْعَثِ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةً حَمْرَاءَ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ؛ ح:: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ بِهٰذَا. وَفِي الْحَدِيثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا. [قَالَ:] سَأَلْتُ مُحَمَّدًا فَقُلْتُ لَهُ: حَدِيثُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَصَحُّ أَوْ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؟ فَرَأَى كِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحًا. وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ وَأَبِي جُحَيْفَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ حدیث صرف اشعث بیان کرتا ہے۔ امام شعبہ اور ثوری، ابواسحاق کے واسطے سے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ مصنف (امام ترمذی رحمہ اللہ) امام شعبہ اور امام ثوری کی روایت کی سند بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں اس سے زیادہ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ اور میں نے امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) سے پوچھا: ابواسحاق کی روایت سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے زیادہ صحیح ہے یا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے؟ ان کی رائے میں دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا براء اور ابوجحیفہ رضی اللہ عنہما کی روایات موجود ہیں۔

فائدہ: سرخ لباس پہننے کے بارے میں بحث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٤٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَخْضَرِ (التحفة ٨٢)

باب: 48۔ سبز رنگ کا کپڑا

٢٨١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ

[2812] سیدنا ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ پر دو سبز چادریں تھیں۔

٢٨١٢ـ أخرجه النسائي: ٣/ ١٨٥، ح: ١٥٧٣ (صلاة العيدين، باب الزينة للخطبة للعيدين) عن محمد بن بشار وأبو داود، ح: ٤٢٠٦ من حديث عبيدالله بن إياد به وصححه ابن خزيمة (الإصابة: ٤/ ٧٠) وابن حبان، ح: ١٥٢٢ وابن الجارود، ح: ٧٧٠ والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧ ووافقه الذهبي.

ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ إِيَادٍ. وَأَبُو رِمْثَةَ التَّيْمِيُّ يُقَالُ: اسْمُهُ حَبِيبُ بْنُ حَيَّانَ، وَيُقَالُ: اسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيٍّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف عبیداللہ بن ایاد کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور ابو رمثہ تیمی کا نام حبیب بن حیان اور رفاعہ بن یثربی بتایا جاتا ہے۔

فائدہ: سبز رنگ نظر کے لیے مفید اور دیکھنے والوں کو اچھا لگتا ہے اور اہل جنت کا لباس بھی سبز ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿عَلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ﴾ ”وہ باریک ریشم کا سبز لباس پہنے ہوں گے۔“ (الدھر 76:21)

(المعجم ٤٩) بَابُ [مَا جَاءَ] فِي الثَّوْبِ الْأَسْوَدِ

(التحفة ٨٣)

باب:49۔ سیاہ رنگ کا کپڑا

٢٨١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِّنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.

[2813] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے اور آپ سیاہ بالوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: [مِرط] اونی یا ریشمی چادر۔ آج کل سیاہ لباس، ماتمی لباس تصور ہوتا ہے، اس لیے ماتمی لوگوں کی مشابہت سے بچنے کے لیے اس سے گریز کرنا چاہیے ورنہ فی نفسہ سیاہ رنگ کا لباس ممنوع نہیں۔

(المعجم ٥٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي الثَّوْبِ الْأَصْفَرِ

(التحفة ٨٤)

باب:50۔ زرد رنگ کا کپڑا

٢٨١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ

[2814] سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم

٢٨١٣ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه واليسير . . إلخ، ح: ٢٠٨١ من طريق يحيى بن زكريا به.

٢٨١٤ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الخراج، باب: في أقطاع الأرضين، ح: ٣٠٧٠ من حديث عبدالله بن حسان به ولم يوثقه غير الفردوسي الذي وثقه ابن حبان وصفية ودحيبة لم يوثقهما غير ابن حبان.

مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ أَبُو عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانَ أَنَّهُ حَدَّثَتْهُ جَدَّتَاهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ وَدُحَيْبَةُ بِنْتُ عُلَيْبَةَ: حَدَّثَتَاهُ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ، - وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْهَا وَقَيْلَةُ جَدَّةُ أَبِيهِمَا - أُمِّ أُمِّهِ - أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَتِ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ حَتَّى جَاءَ رَجُلٌ وَقَدِ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ»، وَعَلَيْهِ - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - أَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتَا وَمَعَهُ عُسَيِّبُ نَخْلَةٍ.

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے پوری حدیث سنائی جس میں یہ ہے: حتیٰ کہ ایک آدمی آیا جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا اور کہا: آپ پر سلامتی ہو، اے اللہ کے رسول! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ] اور نبی ﷺ پر دو اُن سلے پرانے کپڑے تھے جنھیں زعفران میں رنگا گیا تھا اور ان کا رنگ جھڑ چکا تھا۔ اور آپ کے پاس ایک کھجور کی شاخ (چھڑی) تھی۔

حَدِيثُ قَيْلَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَّانَ.

قیلہ کی حدیث ہمارے علم میں صرف عبداللہ بن حسان کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: [أسمال: سَمَلٌ] کی جمع ہے، پرانا کپڑا۔ [مُلَيَّتَيْن، مُلَاءَة] کی تصغیر ہے۔ اَن سلا کپڑا، بڑی چادر یا تہ بند۔ زعفران ایک خوشبو دار پھول ہے جو سرخ اور زرد رنگ سے مرکب ہوتا ہے، چونکہ مردوں کے لیے رنگ دار خوشبو کا استعمال درست نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے پرانا کپڑا پہنا جبکہ اس کا رنگ جھڑ چکا تھا۔

(المعجم ٥١) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ وَالْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٨٥)

باب: 51۔ مردوں کے لیے زعفران اور خلوق کا استعمال ناپسندیدہ ہے

٢٨١٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ [قَالَ]؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ.

[2815] سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو زعفران (سے رنگے کپڑوں) سے منع فرمایا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ،

امام ابو عیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے امام شعبہ نے یہ حدیث اسماعیل ابن علیہ کی سند سے بیان

٢٨١٥ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب نهي الرجل عن التزعفر، ح: ٢١٠١ عن قتيبة به، ورواه البخاري، ح: ٥٨٤٦ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّزَعْفُرِ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: وَمَعْنٰى كَرَاهِيَةِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ: أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ - يَعْنِي - أَنْ يَتَطَيَّبَ بِهِ.

کی ہے کہ نبی ﷺ نے زعفران کی خوشبو میں بسنے سے منع فرمایا۔ اور مردوں کے لیے تزعفر کے مکروہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرد زعفران استعمال کرے، یعنی اس کے ذریعے سے خوشبو دار ہو، اسے بطور خوشبو استعمال کرے۔

فائدہ: مردوں اور عورتوں کی خوشبو کا قاعدہ یہ ہے کہ مرد وہ خوشبو استعمال کریں جس کا رنگ ظاہر نہ ہو جبکہ عورتیں وہ خوشبو استعمال کریں جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو دھیمی ہو۔ زعفران کیونکہ رنگ دار خوشبو ہے، اس لیے مردوں کے لیے اس کا استعمال ممنوع ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں کپڑوں کو رنگتے وقت بھی زعفران استعمال کرتے تھے جس سے کپڑے بدستور خوشبو دار رہتے تھے، ایسے کپڑوں کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز ہے۔

٢٨١٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَفْصِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا مُتَخَلِّقًا، [وَ]قَالَ: «اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ».

[2816] سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو خلوق میں بسا ہوا تھا (خلوق خوشبو سے معطر تھا۔) آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے دھو ڈالو، پھر اسے دھو، پھر اسے دوبارہ استعمال نہ کرنا۔''

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدِ اخْتَلَفَ بَعْضُهُمْ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ: مَنْ سَمِعَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَدِيمًا فَسَمَاعُهُ صَحِيحٌ، وَسَمَاعُ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ مِنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ صَحِيحٌ إِلَّا حَدِيثَيْنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ. قَالَ شُعْبَةُ: سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ بِآخِرَةٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] يُقَالُ: إِنَّ عَطَاءَ بْنَ السَّائِبِ كَانَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ قَدْ سَاءَ حِفْظُهُ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي مُوسٰى وَأَنَسٍ. [وَأَبُو حَفْصٍ - هُوَ أَبُو حَفْصِ بْنُ عُمَرَ -].

یہ حدیث حسن ہے اور اس کی سند میں اختلاف ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عطاء بن سائب (جو اس حدیث کا راوی ہے) زندگی کے آخری دور میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اور اس مسئلے میں سیدنا عمار، ابوموسیٰ اور انس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

٢٨١٦ـ [ضعيف] أخرجه النسائي: ٨/ ١٥٢، ح: ٥١٢٥ (الزينة، باب التزعفر والخلوق) من حديث محمود بن غيلان به * أبو حفص بن عمر مجهول لم يرو عنه غير عطاء بن السائب (تقريب) * وفي الباب عن عمار [أبو داود، ح: ٤١٧٦]، وأبي موسى [أبو داود، ح: ٤١٧٨]، وأنس [تقدم: ٢٨١٥].

فائدہ: [خَلُوق] ایک مرکب خوشبو ہے جس میں زعفران ڈالا جاتا ہے، اس لیے اس میں سرخ رنگ نمایاں ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ (التحفة ٨٦)

باب:52۔ ریشم اور دیبا کا مکروہ ہونا

٢٨١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي مَوْلَى أَسْمَاءَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ».

[2817] سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَحُذَيْفَةَ وَأَنَسٍ وَغَيْرِ وَاحِدٍ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِ اللِّبَاسِ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ. وَمَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ - وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ وَيُكْنَى أَبَا عُمَرَ - وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ.

اس مسئلے میں سیدنا علی، حذیفہ، انس اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں جو ہم کتاب اللباس میں بیان کر چکے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام جس کا نام عبداللہ اور کنیت ابو عمر ہے، سے کئی سندوں سے مروی ہے۔ اس سے عطاء بن ابی رباح اور عمرو بن دینار بھی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے کیونکہ اس میں زیب و زینت کا پہلو ہے جو صنف نازک کا خصوصی امتیاز اور مردوں کے وصف شجاعت و بسالت کے منافی ہے۔ اس میں کفار و مشرکین سے مشابہت بھی ہے جو شرعاً ناپسندیدہ طرز عمل ہے۔ چونکہ یہ قیمتی لباس ہے، اس لیے اسلامی سادگی اور بے تکلفی کے بھی منافی ہے، فخر و غرور اور تکبر پر اکساتا ہے، اس لیے ایسا فرد اگر جنت میں داخل بھی ہو گیا تو پہلے جنتیوں کے ساتھ داخل نہیں ہو سکے گا اور جنت میں ریشمی لباس سے بھی محروم ہو گا۔

(المعجم ٥٣) بَابُ [قِصَّةِ خَبْئِهِ ﷺ قَبَاءً لِمَخْرَمَةَ وَمُلَاطَفَتِهِ مَعَهُ] (التحفة ٨٧)

باب:53۔ نبی ﷺ کا سیدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک جبہ چھپانا اور اس سے لطف و کرم سے پیش آنا

٢٨١٧ـ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩ من حديث عبدالملك به * وفي الباب عن علي [البخاري، ح: ٢٦١٤ ومسلم، ح: ٢٠٧١]، وحذيفة [البخاري، ح: ٥٤٢٦، ٥٤٣٢ ومسلم، ح: ٢٠٦٧]، وأنس [مسلم، ح: ٢٠٧٣].

٢٨١٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: «خَبَأْتُ لَكَ هٰذَا»، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «رَضِيَ مَخْرَمَةُ».

[2818] سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبے تقسیم کیے اور مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ دیا۔ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پیارے بیٹے (مسور)! ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چل۔ میں ان کے ساتھ چلا تو انھوں نے مجھے کہا: اندر گھر میں داخل ہو کر میرے لیے آپ کو بلا تو میں نے آپ کو بلایا، اس پر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور ایک جبہ آپ پر تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ میں نے تیرے لیے چھپا رکھا تھا۔'' آپ نے مخرمہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''مخرمہ راضی ہو گئے ہو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ - اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ -.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہے۔

فائدہ: آخری جملے کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں۔ مخرمہ نے جبے کا جائزہ لے کر کہا: مخرمہ راضی ہے۔ مخرمہ نے جائزہ لے لیا تو آپ نے پوچھا: مخرمہ کو پسند ہے۔ آپ نے مخرمہ پر نظر ڈالی تو پوچھا: مخرمہ کو پسند ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معذوروں اور بے کسوں سے نرمی اور الفت و انسیت کا اظہار کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥٤) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحِبُّ أَنْ يُرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ (التحفة ٨٨)

باب: 54۔ اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے اثرات دیکھے

٢٨١٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرٰى أَثَرُ نِعْمَتِهِ

[2819] سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر اور علامت دیکھے۔''

٢٨١٨ـ أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: كيف يقبض العبد والمتاع، ح: ٢٥٩٩ ومسلم، ح: ١٠٥٨ عن قتيبة به.

٢٨١٩ـ أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب: البس ما شئت، ما أخطأك سرف أو مخيلة، ح: ٣٦٠٥ والنسائي: ٥/ ٧٩، ح: ٢٥٦٠ من حديث همام به وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٥ ووافقه الذهبي وسنده ضعيف وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس وله شواهد كثيرة منها ما رواه أحمد: ٤/ ٤٣٨ وسنده صحيح * وفي الباب عن أبي الأحوص عن أبيه [تقدم: ٢٠٠٦]، وعمران بن حصين [أحمد: ٤/ ٤٣٨]، وابن مسعود [الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ١٥١].

عَلَى عَبْدِهِ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ وَعِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

اس مسئلے میں ابو احوص کی اپنے باپ سے، عمران بن حصین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اگر کسی انسان پر لطف وکرم فرمایا ہے اور اسے مال ودولت سے نوازا ہے تو اس کے لباس، مکان اور سواری سے اس کا اظہار ہونا چاہیے تا کہ محتاج اور ضرورت منداس کے سامنے اپنی ضرورت وحاجت پیش کر کے طالبِ مدد ہو سکیں۔

(المعجم ٥٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُفِّ الْأَسْوَدِ (التحفة ٨٩)

باب:55۔ سیاہ موزہ

٢٨٢٠- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

[2820] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی ﷺ کو سادہ موزوں کا سیاہ جوڑا تحفہ دیا تو آپ نے اسے پہن لیا، پھر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ دَلْهَمٍ. وَ[قَدْ] رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ دَلْهَمٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں صرف دلہم کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور اسے محمد بن ربیعہ نے بھی دلہم ہی سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرنے کے بعد موزے پہنے جائیں اور پھر اس کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہو تو ان پر مسح کر لیا جائے۔

(المعجم ٥٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ٩٠)

باب:56۔ سفید بال اکھاڑنا ممنوع ہے

٢٨٢١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ

[2821] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سفید بال نوچنے سے منع

٢٨٢٠ـ [حسن لغيره] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ١٥٥ وابن ماجه، ح: ٥٤٩ من حديث وكيع به
* دلهم ضعيف ولبعض الحديث شواهد كثيرة والمسح على الخفين متواتر.

٢٨٢١ـ أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب نتف الشيب، ح: ٣٧٢١ من حديث عبدة، وأبو داود، ح: ٤٢٠٢ والنسائي: ٨/ ١٣٦، ح: ٥٠٧١ من حديث عمرو بن شعيب به وللحديث شواهد.

شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ: «إِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ».

کیا اور فرمایا: ''وہ تو مسلمان کا نور ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اسے عبدالرحمٰن بن حارث کے علاوہ بہت سے راویوں نے عمرو بن شعیب کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: عام طور پر سفید بال عمر ڈھلنے کے بعد آتے ہیں جو انسان کے اندر متانت وسنجیدگی اور وقار وشرافت پیدا کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کے نور سے منور کرتے ہیں، نیز فکر آخرت کا باعث بنتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے انھیں مسلمان کا نور قرار دیا۔

(المعجم ٥٧) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ (التحفة ٩١)

باب: 57۔ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے

٢٨٢٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

[2822] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین (قابل اعتماد) ہوتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ]. قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّحْوِيِّ، وَشَيْبَانُ هُوَ صَاحِبُ كِتَابٍ، وَهُوَ صَحِيحُ الْحَدِيثِ، وَيُكْنٰى أَبَا مُعَاوِيَةَ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اسے شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی سے کئی راویوں نے بیان کیا ہے۔ وہ ایک کتاب کا مصنف ہے اور اس کی احادیث صحیح ہیں۔ اس کی کنیت ابو معاویہ بیان کی جاتی ہے۔

فائدہ: جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے، اس کے خلوص اور امانت و دیانت پر اعتماد ہوتا ہے، اس لیے پوری دیانت و امانت سے صحیح مشورہ دینا چاہیے اور راز کی بات ہو تو اسے ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ ان دونوں چیزوں میں کوتاہی کرنا خیانت ہے۔

٢٨٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ جَدَّتِهِ، عَنْ أُمِّ

[2823] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔''

٢٨٢٢ـ [صحيح لغيره] تقدم، مطولاً: ٢٣٦٩ وأخرجه أبو داود، ح: ٥١٢٨ وابن ماجه، ح: ٣٧٤٥ من حديث شيبان به وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩١ والحاكم: ٤/ ١٣١ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٤٦ وغيره.

٢٨٢٣ـ [صحيح لغيره] ابن جدعان ضعيف وله شواهد منها الحديث السابق * وفي الباب عن ابن مسعود [ابن عدي: ٤/ ١٣٣٥]، وأبي هريرة [تقدم: ٢٨٢٢]، وابن عمر [ابن عدي: ٢/ ٤٧٨].

سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ. [قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ. حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ الْعَطَّارُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ: إِنِّي لَأُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَمَا أَخْرِمُ مِنْهُ حَرْفًا.

اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود، ابوہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ام سلمہ کی حدیث کی صورت میں غریب ہے۔ عبدالملک بن عمیر (پہلی حدیث کے راوی) کا قول ہے: میں حدیث بیان کرتا ہوں تو اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کرتا۔ اس سے کوئی حرف نہیں چھوڑتا۔

فائدہ: حدیث ایک امانت ہے اور اس میں کمی کوتاہی کرنا خیانت، اس لیے اسے پوری ذمے داری کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي الشُّؤْمِ (التحفة ٩٢)

باب: 58۔ نحوست کا بیان

٢٨٢٤- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ وَّحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ».

[2824] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نحوست تین چیزوں میں ہے: عورت، گھر اور سواری میں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَّبَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ حَمْزَةَ، وَإِنَّمَا يَقُولُونَ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَقَالَ: عَنْ سَالِمٍ وَّحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِمَا]. وَهٰكَذَا رَوٰى لَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے دو بیٹے، حمزہ اور سالم بیان کرتے ہیں۔ امام زہری کے بعض شاگرد صرف سالم سے بیان کرتے ہیں اور حمزہ کا تذکرہ نہیں کرتے۔ امام مالک اور سفیان بن عیینہ دونوں بیٹوں کا نام لیتے ہیں، لیکن سعید بن عبدالرحمٰن سفیان سے روایت کرتا ہے تو وہ حمزہ کا نام نہیں لیتا۔ علی بن مدینی اور حمیدی بھی یہ روایت سفیان

٢٨٢٤- أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل، وما يكون فيه الشؤم، ح:٢٢٢٥ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح:٥٠٩٣ من حديث الزهري به * وفي الباب عن سهل بن سعد [البخاري، ح:٢٨٥٩ ومسلم، ح:٢٢٢٦]، وعائشة [أحمد: ٨٥/٦]، وأنس [أبو داود، ح:٣٩٢٤] * حديث: "إن كان الشؤم في شيء . . . إلخ" متفق عليه، البخاري، ح:٢٨٥٩ ومسلم، ح:٢٢٢٦ وحديث حكيم بن معاوية: أخرجه الطبراني:٢٠٨/٣، ح:٣١٤٨ من حديث إسماعيل بن عياش به وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح:١٩٩٣ وغيره فهو حسن.

سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَنْ حَمْزَةَ وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ لِأَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ وَالْحُمَيْدِيَّ، رَوَيَا عَنْ سُفْيَانَ، [عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ وَذَكَرَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ:] وَلَمْ يَرْوِ لَنَا الزُّهْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ: عَنْ سَالِمٍ وَحَمْزَةَ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِمَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَسْكَنِ». وَقَدْ رُوِيَ [عَنْ] حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا شُؤْمَ، وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ». حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا.

سے بیان کرتے ہیں تو حمزہ کا نام نہیں لیتے، اس لیے سعید کی روایت ہی زیادہ صحیح ہے۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی تو سالم اور حمزہ رحمہ اللہ دونوں کا نام لیا۔ اس مسئلے میں سیدنا سہل بن سعد، سیدہ عائشہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات بیان کی گئی ہیں۔ اور نبی ﷺ سے یہ روایت یوں بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگر نحوست کسی شے میں ہے تو عورت، سواری اور رہائش گاہ میں ہے۔'' سیدنا حکیم بن معاویہ سے روایت بیان کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''نحوست نہیں ہے اور برکت کبھی گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔''

فائدہ: [شؤم] کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے: ○ نحوست، یہ کسی چیز میں نہیں ہے، اگر ہو سکتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، ان میں نہیں ہے تو کسی اور چیز میں کیسے ہو سکتی ہے۔ ○ ناسازگاری، عدم موافقت، طبیعت کی ناپسندیدگی کا باعث یا تکلیف و مشقت کا سبب، اس اعتبار سے نحوست ان تین چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ عورت زبان دراز، پھوہڑ اور بانجھ ہونے کے باعث انسان کے لیے مشقت و تکلیف کا باعث بن سکتی ہے۔ اس کے ساتھ سازگاری اور موافقت نہیں رہتی۔ گھر تنگ ہونے کے باعث یا غلط پڑوسیوں کے باعث یا بیرونی چیزوں کی رہائش کے سبب انسان کے موافق نہیں بیٹھتا، انسان یا اس کی اولاد اس میں بیمار رہتی ہے یا اس کا بار بار نقصان ہوتا رہتا ہے۔ سواری اکھڑ ہو سکتی ہے یا انتہائی سست رفتار ہوتی ہے، اس لیے انسان اس پر سوار نہیں ہو سکتا یا سوار ہونا پسند نہیں کرتا، لہٰذا دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ علاوہ ازیں بعض

محققین کے نزدیک یہ روایت: [إن كان الشوم في شيءٍ ففي...] کے الفاظ کے ساتھ ہے اور ان کے بغیر شاذ ہے۔ مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

(المعجم ٥٩) بَابُ مَا جَاءَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ (التحفة ٩٢)

باب: 59۔ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں

٢٨٢٥- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا».

[2825] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم تین افراد ہو تو اپنے ساتھی کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔“

وَقَالَ سُفْيَانُ فِي حَدِيثِهِ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ». [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ، وَاللهُ [عَزَّ وَجَلَّ] يَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ». وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

اور سفیان کی حدیث میں ہے: ”تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ گفتگو اسے غم وحزن میں مبتلا کرے گی۔“ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی ﷺ سے یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ چیز مومن کے لیے تکلیف دہ ہے اور اللہ تعالیٰ مومن کو اذیت و تکلیف دینا ناپسند فرماتا ہے۔“ اس باب میں سیدنا ابن عمر، ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔

فائدہ: اگر ایک آدمی کو نظر انداز کر کے دو آدمی الگ گفتگو کرتے ہیں تو یہ چیز اس کے لیے پریشانی اور غم واندوہ کا باعث بنتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے، انھیں مجھ پر اعتماد نہیں اور مجھے ناقابل اعتماد سمجھ کر مجھ سے معاملہ چھپا رہے ہیں، یا مجھے اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ میں انھیں صحیح مشورہ دے سکوں۔ یہ بھی خیال ہوسکتا ہے کہ یہ میرے خلاف سازش کر رہے ہیں اور مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اگر چند لوگوں میں سے دو آدمی الگ تھلگ ہو کر کوئی بات کریں اور باقی لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو اس میں کوئی

٢٨٢٥- أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث، بغير رضاه، ح: ٢١٨٤ عن محمد بن أبي عمر والبخاري، ح: ٦٢٩٠ من حديث شقيق به، حديث: "لا يتناجى اثنان دون واحد . . . إلخ" رواه البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٠٤، ٣٠٥ وأبو يعلى، ح: ٢٤٤٤ وغيرهما، وقال البوصيري: "رواته ثقات وذكر البخاري له علة" * وفي الباب عن ابن عمر [البخاري، ح: ٦٢٨٨ ومسلم، ح: ٢١٨٣]، وأبي هريرة [أحمد: ٢/ ٣٥١]، وابن عباس [أبو يعلى في مسنده: ٤/ ٣٣٢، ح: ٢٤٤٤].

حرج نہیں۔ یا کسی کو اعتماد میں لے کر الگ گفتگو کر لی جائے اور اسے معلوم ہو کہ یہ میرے خلاف سازش نہیں، اس لیے اسے یہ پریشانی یا فکر لاحق نہ ہو کہ پتا نہیں مجھے کیوں شریک نہیں کیا گیا تو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِدَةِ (التحفة ٩٤)

باب: 60۔ وعدے کا بیان

٢٨٢٦- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ قَدْ شَابَ، وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ، وَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ قَلُوصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَأَتَانَا مَوْتُهُ فَلَمْ يُعْطُونَا شَيْئًا، فَلَمَّا قَامَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِدَةٌ فَلْيَجِئْ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَمَرَ لَنَا بِهَا.

[2826] سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ سفید رنگ کے تھے اور بڑھاپا آ چکا تھا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ سے ملتے جلتے (مشابہت رکھتے) تھے۔ آپ نے ہمیں تیرہ نوجوان اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔ ہم انھیں قبضے میں لینے کے لیے چلے تو ہمیں آپ کی وفات کی اطلاع ملی، چنانچہ ذمے داروں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (خلیفہ بننے کے بعد) خطبہ دیا اور فرمایا: جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو، وہ آ جائے۔ اس پر میں ان کے سامنے آیا اور انھیں بتایا تو انھوں نے ہمیں اونٹنیاں دینے کا حکم دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ لَهُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ نَحْوَ هٰذَا، وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَلَمْ يَزِيدُوا عَلَى هٰذَا.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ مروان بن معاویہ نے یہ حدیث اپنی سند سے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کی اور بہت سے راویوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے صرف اسی قدر بیان کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے مشابہ تھے، اس سے زائد بیان نہیں کیا۔

فائدہ: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے جسم کا اوپر والا حصہ، سینے سے سر تک نبی ﷺ کے مشابہ تھا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بدن کا نچلا حصہ (سینے سے نچلا) آپ کے مشابہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت ہونے والے کے ورثاء اور جانشینوں کو میت کے عہد و پیماں اور وعدے پورے کرنے چاہئیں۔

٢٨٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

[2827] سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٨٢٦ـ أخرجه مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤٣ عن واصل والبخاري، ح: ٣٥٤٤ من حديث محمد بن فضيل به.
٢٨٢٧ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٦٢ من حديث يحيى القطان به * وفي الباب عن جابر [البخاري، ح: ٢٢٩٦، «

سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ.

نبی ﷺ کو دیکھا، اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے ہم شکل تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ نَحْوَ هٰذَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. وَأَبُو جُحَيْفَةَ [اسْمُهُ] وَهْبٌ السُّوَائِيُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے راویوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے اور ابو جحیفہ کا نام وہب سُوائی ہے۔

(المعجم ٦١) بَابُ مَا جَاءَ فِي: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي (التحفة ٩٥)

باب: 61- [فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي] ''تجھ پر میرا باپ اور میری ماں قربان'' کہنا

٢٨٢٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

[2828] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے لیے اپنے والدین قربان کرنے کا نہیں سنا۔

فائدہ: کسی پر ماں باپ قربان کرنے کا مقصد اس سے عقیدت ومحبت اور اس کی توقیر واکرام کا اظہار کرنا ہے۔ غزوۂ احد کے موقع پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کارکردگی سے متاثر ہو کر انھیں خراج عقیدت پیش کرنے اور ان کی خدمت کا اعتراف کرنے کے لیے نبی ﷺ نے ان پر والدین قربان کرنے کا لفظ بولا۔ غزوۂ خندق کے وقت یہی الفاظ آپ ﷺ نے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لیے استعمال کیے تھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، حديث: 3720) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات نہ تھی یا ان کا مقصد صرف جنگ احد کے موقع کی تخصیص کرنا تھا۔

٢٨٢٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَا سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: «ارْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي»،

[2829] سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے لیے اپنے والدین قربان کرنے کی بات نہیں کی۔ آپ ﷺ نے ان سے اُحد کے دن فرمایا: ''تیر پھینک، تجھ پر میرا باپ اور میری ماں قربان!'' ان سے فرمایا: ''تیر پھینک، اے قوی

◄ ٤٣٨٣ ومسلم، ح: ٢٣١٤].

٢٨٢٨- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٩٤ والكبرى، ح: ١٠٠٢٢ عن إبراهيم الجوهري به، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٢٨٣٠.

٢٨٢٩- [منكر بذكر الغلام الحزور] وسيأتي: ٣٧٥٣ * وفي الباب عن الزبير [يأتي: ٣٧٤٣]، وجابر [لم أجده].

وَقَالَ لَهُ: «ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ».

اور مضبوط نوجوان!"

وَفِي الْبَابِ عَنِ الزُّبَيْرِ وَجَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ [عَنْ] عَلِيٍّ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: «[ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي]».

اس مسئلے میں سیدنا زبیر اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے مروی ہے اور کئی راویوں نے یحییٰ بن سعید کی سند سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن مجھ پر اپنے والدین قربان کیے۔ آپ نے فرمایا: "تیر پھینک، تجھ پر میرا باپ اور میری ماں قربان۔"

لغوی تشریح: حَزَوَّر: بلوغت کے قریب، طاقتور اور مضبوط جوان۔

فائدہ: اس میں "اِرْمِ أیها الغلامُ الحزوَّر" کے الفاظ منکر ہیں، یعنی ان الفاظ کے بغیر روایت صحیح ہے۔

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

[2830] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے دن مجھ پر اپنے والدین قربان کرنے کی بات کی۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَكِلَا الْحَدِيثَيْنِ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور دونوں حدیثیں ہی (سیدنا علی اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہما کی) صحیح ہیں۔

(المعجم ٦٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي: يَا بُنَيَّ (التحفة ٩٢)

باب:62۔ پیارے بیٹے کہنا

٢٨٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ - شَيْخٌ لَهُ - عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «يَا بُنَيَّ».

[2831] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسے کہا: "اے پیارے بیٹے!"

وَفِي الْبَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اس مسئلے میں سیدنا مغیرہ اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث

٢٨٣٠ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليهما﴾، ح: ٤٠٥٧ ومسلم، ح: ٢٤١٢ عن قتيبة به.

٢٨٣١ـ أخرجه مسلم، الأدب، باب جواز قوله لغير ابنه: يا بني، واستحبابه للملاطفة، ح: ٢١٥١ من حديث أبي عوانة به ﷺ وفي الباب عن المغيرة [مسلم، ح: ٢١٥٢]، وعمر بن أبي سلمة [تقدم: ١٨٥٧].

مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ. وَأَبُو عُثْمَانَ هٰذَا شَيْخٌ ثِقَةٌ - وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ - وَيُقَالُ: ابْنُ دِينَارٍ - وَهُوَ بَصْرِيٌّ - وَقَدْ رَوٰى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّشُعْبَةُ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

حسن صحیح ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس سند کے سوا بھی مروی ہے۔ اور ابوعثمان قابلِ اعتماد (ثقہ) شیخ ہے۔ اس کا نام جعد بن عثمان ہے۔ اسے ابن دینار بھی کہتے ہیں۔ وہ بصری ہے اور اس سے یونس بن عبید، شعبہ اور بہت سے ائمہ روایت لیتے ہیں۔

فائدہ: پیار ومحبت اور شفقت کے اظہار کے لیے اپنے سے کم عمر نوجوان کو بیٹا کہنا درست ہے۔

(المعجم ٦٣) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ اسْمِ الْمَوْلُودِ (التحفة ٩٧)

باب:63۔ بچے کا نام جلدی رکھ دینا

٢٨٣٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الْأَذٰى عَنْهُ وَالْعَقِّ.

[2832] عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ساتویں دن بچے کا نام رکھنے، اس سے گندگی دور کرنے اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: ''اذیٰ'' سے مراد سر کے بال ہیں۔ ساتویں دن ان کو مونڈ دیا جائے اور عقیقہ کیا جائے۔ اس حدیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا حکم ہے جبکہ نبی ﷺ سے اس سے پہلے بلکہ پیدائش ہی کے دن نام رکھنا ثابت ہے، جیسا کہ آپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا نام اسی رات تجویز کر دیا جس رات وہ پیدا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، الفضائل، حدیث: 2315) اسی طرح آپ ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام بھی پیدائش کے دن ہی رکھ دیا تھا۔ (صحیح البخاري، العقیقة، حدیث: 5467) گویا اصل یہ ہے کہ پہلے دن ہی نام رکھ دیا جائے یا سوچ بچار کے لیے کچھ دن مؤخر کر دیا جائے۔ لیکن تاخیر کی صورت میں ساتویں دن تک ضرور نام رکھ دیا جائے کیونکہ یہ نام رکھنے کی آخری حد ہے۔ اس سے بلاوجہ تاخیر درست نہیں۔

(المعجم ٦٤) بَابُ [مَا جَاءَ] مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ (التحفة ٩٨)

باب:64۔ پسندیدہ نام

٢٨٣٢ـ [صحيح لغيره] * شريك القاضي، تابعه عبدالرحمن بن مغراء عند ابن المنذر (تحفة المودود بأحكام المولود لابن القيم) وللحديث شواهد، انظر، ح: ١٥٢٢.

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ الزَّنْجِيِّ [الْمَكِّيِّ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ».

[2833] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام، عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: ان دونوں ناموں میں انسان کی اصلیت، یعنی عبدیت کا اظہار ہوتا ہے اور بندے کا اپنی بندگی کا اعلان ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

٢٨٣٤- [حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ أَحَبَّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ».

[2834] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

(المعجم ٦٥) بَابُ مَا جَاءَ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ (التحفة ٩٩)

باب:65۔ ناپسندیدہ نام

٢٨٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ [بْنِ الْخَطَّابِ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمّٰى رَافِعٌ وَبَرَكَةُ وَيَسَارٌ».

[2835] سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس سے روک دوں گا کہ رافع، برکت اور یسار نام رکھا جائے۔''

٢٨٣٣ـ * عبدالله بن عثمان بن خثيم حسن الحديث، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٣٤ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم، وبيان ما يستحب من الأسماء، ح: ٢١٣٢ من حديث العمري به.

٢٨٣٥ـ أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ما يكره من الأسماء، ح: ٣٧٢٩ من حديث أبي أحمد الزبيري به وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٧٤ ووافقه الذهبي وله شواهد عند مسلم، ح: ٢١٣٦ وأبي داود، ح: ٤٩٦٠ وغيرهما ورواه مسلم، ح: ٢١٣٨ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله به بإرادة النهي مطولاً.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. هٰكَذَا رَوَاهُ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ. [وَرَوَاهُ غَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ]. وَأَبُو أَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ النَّاسِ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، [وَ]لَيْسَ فِيهِ [عَنْ] عُمَرَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ اسے ابواحمد نے سفیان کی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ (دوسرے راوی اسے سفیان کی سند سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔) ابو احمد، ثقہ، حافظ ہے۔ اور لوگوں میں یہی مشہور ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: چونکہ ناموں سے عموماً لوگ اچھی فال لیتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ایسے نام پسند نہیں کیے جن کے جواب میں ''نہیں ہے'' کہا جائے تو اس میں قباحت و کراہت ہو، اس لیے رافع، برکت، یسار (سہولت و آسانی) کے بارے میں سوال کے جواب میں کہنا: نہیں ہے، اچھا تاثر پیدا نہیں کرتا۔ یہی صورت افلح (کامیاب) اور نجیح (کامران) وغیرہ کی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ان ناموں کو تہذیب و شائستگی کے منافی خیال کیا۔

٢٨٣٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ: رَبَاحًا وَلَا أَفْلَحَ وَ[لَا] يَسَارًا وَلَا نَجِيحًا، يُقَالُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَيُقَالُ: لَا».

[2836] سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے غلام کا نام رباح، افلح، یسار اور نجیح نہ رکھو۔ پوچھا جائے گا: کیا وہ ادھر ہے؟ تو جواب ہوگا، نہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٨٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ [بْنُ عُيَيْنَةَ] عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى [بِ] مَلِكِ الْأَمْلَاكِ».

[2837] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا یا ذلیل ترین نام اس آدمی کا ہے جسے شہنشاہ (ملک الاملاک) کا نام دیا جاتا ہے۔''

قَالَ سُفْيَانُ: شَاهَانِ شَاهْ، وَأَخْنَعُ يَعْنِي [وَ] أَقْبَحُ، هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سفیان کہتے ہیں: ملک الأملاک سے مراد شہنشاہ اور اخنع کے معنی سب سے برا ہیں۔ یہ روایت حسن صحیح ہے۔

٢٨٣٦- أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة، وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٧ من حديث شعبة به وهو في مسند الطيالسي، ح: ٨٩٣.

٢٨٣٧- أخرجه البخاري، الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله، ح: ٦٢٠٦ ومسلم، ح: ٢١٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

فائدہ: [أَخْنَعُ] سب سے برا اور بقول بعض قبیح ترین ہے۔ جن ناموں میں تکبر، بڑائی اور غرور کا اظہار ہوتا ہو، ایسے نام رکھنا پسندیدہ نہیں، جیسے: احکم الحاکمین، سلطان السلاطین، امیر الامراء کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کسی کے لیے زیبا نہیں۔ ملک الأملاک (شہنشاہ) اس دور میں یہ نام عجمیوں میں معروف تھا، اس لیے سفیان نے اس کا تذکرہ بھی کر دیا۔ بہرحال بادشاہ کے بجائے شہنشاہ کہلانا ممنوع ہے۔

(المعجم ٦٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ

(التحفة ١٠٠)

باب: 66۔ ناموں کی تبدیلی

٢٨٣٨ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: وَأَبُو بَكْرٍ [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ] بُنْدَارٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: «أَنْتِ جَمِيلَةُ».

[2838] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عاصیہ کا نام بدل کر فرمایا: ”تو جمیلہ ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ مُرْسَلًا. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ مُطِيعٍ وَعَائِشَةَ وَالْحَكَمِ بْنِ سَعِيدٍ وَمُسْلِمٍ وَأُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ، وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ، وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اسے متصل بس یحییٰ بن سعید قطان ہی نے بیان کیا ہے اور بعض راوی اسے نافع سے براہِ راست سیدنا عمر سے مرسل (منقطع) طور پر بیان کرتے ہیں۔ (نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔) اس مسئلے میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سلام، عبداللہ بن مطیع، سیدہ عائشہ، سیدنا حکم بن سعید، مسلم، اسامہ بن اخدری، شریح بن ہانی کی اپنے باپ سے اور خیثمہ بن عبدالرحمٰن کی اپنے باپ سے روایات آئی ہیں۔ رضی اللہ عنہم

فائدہ: عاصیہ کے معنی ہیں: نافرمانی کرنے والی۔ مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ نافرمان ہو، اس لیے ایسے نام

٢٨٣٨ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن . . . إلخ، ح: ٢١٣٩ عن بندار به * وفي الباب عن عبدالرحمن بن عوف [الحاكم: ٣/ ٣٠٦، ٤/ ٢٧٦]، وعبدالله بن سلام [يأتي: ٣٢٥٦، ٣٨٠٣]، وعبدالله بن مطيع [عن أبيه، مسلم، ح: ١٧٨٢]، وعائشة [يأتي: ٢٨٣٩]، والحكم بن سعيد [البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٣٠، ٣٣١]، ومسلم [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٢٤]، وأسامة بن أخدري [أبو داود، ح: ٤٩٥٤]، وشريح بن هانيء، عن أبيه [أبو داود، ح: ٤٩٥٥] وخيثمة بن عبدالرحمن عن أبيه [أحمد: ٤/ ١٧٨].

تبدیل کر دینے چاہئیں جو قبیح اور ناپسندیدہ معنی پر دلالت کرتے ہوں یا شرکیہ ہوں۔

٢٨٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ الْإِسْمَ الْقَبِيحَ.

[2839] سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قبیح اور برے نام تبدیل کر دیتے تھے۔

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ: وَرُبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

امام صاحب ایک دوسرے استاد سے یہی روایت عروہ سے، سیدہ عائشہ ؓ کا واسطہ چھوڑ کر مرسلاً نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

(المعجم ٦٧) بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٠١)

باب: 67۔ نبی ﷺ کے ناموں کا بیان

٢٨٤٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِي أَسْمَاءً: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ».

[2840] سیدنا جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے کئی نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے۔ میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں، لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کیے جائیں گے اور میں عاقب (پیچھے آنے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

[وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ]. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا حذیفہ ؓ کی روایت بھی ہے۔ امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ پانچ صفاتی نام نبی ﷺ کی کسی خصوصی صفت اور امتیاز پر دلالت کرتے ہیں۔ محمد کے معنی ہیں: جس میں قابل تعریف صفات بے شمار ہوں، بہت تعریف کیا گیا۔ احمد سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والا۔ باقی تین ناموں کے مفہوم کی آپ ﷺ نے خود وضاحت فرما دی ہے۔ سب سے پہلے آپ قبر سے اٹھیں گے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں۔ آپ ہی کی تعلیمات کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ کفر و شرک کی جڑ کاٹ دیتی ہیں اور آپ ہی نے جزیرۃ العرب

٢٨٣٩_[صحيح لغيره] رواه البغوي في شرح السنة: ١٢/ ٣٤٢ وأبو الشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٢٥٣ من حديث عمر بن علي المقدمي سمعت هشام بن عروة عن أبيه عن أبي هريرة به وسنده صحيح وللحديث شواهد.

٢٨٤٠_ أخرجه مسلم، الفضائل، باب: في أسمائه ﷺ، ح: ٢٣٥٤ من حديث سفيان بن عيينة و البخاري، ح: ٣٥٣٢ من حديث الزهري به ※ وفي الباب عن حذيفة [تقدم: ٣٦٦، ٣٦٧].

سے کفر کو مٹایا۔ ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے اور نام ہیں جن میں آپ کی دیگر صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرح نبی ﷺ کے بھی ننانوے نام قرار دینا یا اسمائے حسنیٰ کی طرح انھیں پڑھنا (جیسے آج کل قرآن کریم کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے نام برابر برابر لکھے ہوتے ہیں) یہ غلط ہے۔ ان میں اکثر خودساختہ ہیں جن کا قرآن و حدیث میں کہیں ذکر نہیں، پھر اس میں آپ ﷺ کی شخصیت کو اللہ تعالیٰ کے ہم پلہ قرار دینے کا شائبہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

(المعجم ٦٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ (التحفة ١٠٢)

باب: 68۔ نبی ﷺ کا نام اور کنیت دونوں کو (کسی کے لیے) جمع کرنا ناپسندیدہ ہے

٢٨٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ، وَيُسَمِّيَ مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ.

[2841] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص (اپنے لیے) آپ کا نام اور کنیت جمع کر کے، محمد ابوالقاسم نام رکھے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا. وَفِي [هٰذَا] الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى كَرَاهِيَةِ أَنْ يُكَنّٰى أَبَا الْقَاسِمِ.

اس مسئلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہی حدیث امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا ناپسندیدہ ہے۔

فائدہ: عربوں کی عادت تھی کہ وہ نام کے بجائے تعظیم وتوقیر کی خاطر دوسرے کو کنیت سے پکارتے تھے، اس لیے اگر کسی کی کنیت ابوالقاسم ہوتو اسے اسی سے پکارا جائے گا۔ نبی ﷺ کی زندگی میں اس میں اشتباہ پیدا ہوسکتا تھا جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے، اس لیے آپ نے یہ کنیت رکھنے کو ناپسند فرمایا اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم و ہدایت تقسیم کرنے والے ہیں، کسی دوسرے کے لیے اس کا امکان ہی نہیں۔ لیکن بیٹے کے اعتبار سے یہ کنیت رکھنا، اب جبکہ اشتباہ نہیں، جائز ہے۔ اگرچہ دوسرے معنی کے اعتبار سے اب بھی درست نہیں، اس لیے امام شافعی اور اہل ظاہر کا موقف یہی ہے کہ کسی صورت میں بھی یہ کنیت رکھنا جائز نہیں، اس کے ساتھ نام محمد، احمد رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔

٢٨٤٢- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: حَدَّثَنَا

[2842] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٢٨٤١- أخرجه أحمد: ٢/٤٣٣ من حديث محمد بن عجلان به وعلقه أبو داود، ح: ٤٩٦٦ وصححه ابن حبان (الإحسان): ٥٧٨٤ وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي * وفي الباب عن جابر [يأتي: ٢٨٤٢].

٢٨٤٢- [صحيح لغيره] رواه أبو داود، الأدب، باب: فيمن رأى أن لا يجمع بينهما، ح: ٤٩٦٦ من حديث أبي الزبير به وللحديث شواهد كثيرة * حديث: "أنه سمع رجلا في السوق ينادي . . . إلخ" متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٢٢٢٠، ٢٢٢١، ٣٥٣٧ ومسلم، ح: ٢١٣١.

الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَسَمَّيْتُمْ بِي فَلَا تَكَنَّوْا بِي».

ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میرا نام (اپنے لیے) رکھ لو تو میری کنیت (اپنے لیے) نہ رکھو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ]. وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ بَعْضُهُمْ. وَرُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا فِي السُّوقِ يُنَادِي يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: لَمْ أَعْنِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سند سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض اہل علم نے انسان کے لیے نبی ﷺ کے نام اور آپ کی کنیت کو جمع کرنا ناپسندیدہ قرار دیا ہے جبکہ بعض نے یہ کام کیا بھی ہے (دونوں کو جمع کیا ہے۔) نبی ﷺ سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے بازار میں ایک آدمی سے سنا وہ ابوالقاسم کو آواز دے رہا ہے۔ نبی ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میرا مقصود آپ نہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری کنیت (اپنے لیے) نہ رکھو۔''

٢٨٤٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي مُنْذِرٌ - وَهُوَ الثَّوْرِيُّ - عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ -، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَكَانَتْ رُخْصَةً لِّي.

[2843] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بتائیے، اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد رکھ کر آپ کی کنیت رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو یہ میرے لیے رخصت تھی۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنے کی رخصت صرف انھی کے لیے خاص تھی۔

(المعجم ٦٩) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً (التحفة ١٠٣)

باب: 69۔ بعض شعر حکمت (دانائی پر مبنی) ہیں

٢٨٤٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

[2844] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٢٨٤٣ـ أخرجه أبو داود، الأدب، باب: في الرخصة في الجمع بينهما، ح: ٤٩٦٧ من حديث فطر به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٧٨ ووافقه الذهبي.

٢٨٤٤ـ أخرجه أبو يعلى، ح: ٥١٠٤ من حديث يحيى بن عبدالملك بن أبي غنية به وهو من الأحاديث المتواترة، انظر قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة، ح: ٧٠ لقط اللآلي: ٣٧ نظم المتناثر، ح: ٢٠٩ * وفي الباب عن أبي بن كعب ◄

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بعض شعر حکمت ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ إِنَّمَا رَفَعَهُ أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ، وَرَوٰى غَيْرُهُ عَنِ [ابْنِ] أَبِي غَنِيَّةَ هٰذَا الْحَدِيثَ مَوْقُوفًا، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ [هٰذَا] الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَكَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اسے ابوسعید اشج ہی نے ابن ابی غنیّہ کی سند سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ دوسرے راوی اسے ابن ابی غنیہ سے موقوفاً بیان کرتے ہیں۔ دوسری سند سے یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آئی ہے۔ اس مسئلے میں سیدنا ابی بن کعب، ابن عباس، سیدہ عائشہ، سیدنا بریدہ اور کثیر بن عبداللہ کی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایات آئی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: بعض اشعار حکمت و دانشمندی سے پر ہوتے ہیں جو انسان کو نادانی اور بے وقوفی کے کاموں سے باز رکھتے ہیں۔ لوگ ان سے متأثر ہو کر اچھے کام کرتے ہیں اور برے کاموں سے رک جاتے ہیں، کیونکہ وہ جادو اثر ہوتے ہیں، سننے والے کے دل میں گھر کر لیتے ہیں۔

٢٨٤٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا».

[2845] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بعض شعر حکمت بھرے ہوتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(المعجم ٧٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ

(التحفة ١٠٤)

باب: 70۔ شعر وشاعری کا بیان

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ

[2846] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

» [البخاري، ح: ٦١٤٥]، وابن عباس [يأتي: ٢٨٤٥]، وعائشة [الطبراني في الأوسط، ح: ١٤٩٨، ٢٥٠٢، ٩٠١٧]، وبريدة [أبو داود، ح: ٥٠١٢]، وكثير بن عبدالله عن أبيه عن جده [الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٩، ح: ٢١].

٢٨٤٥ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما جاء في الشعر، ح: ٥٠١١ من حديث أبي عوانة به وللحديث شواهد.

٢٨٤٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، أيضًا، ح: ٥٠١٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به وعلقه البخاري، ح: ٣٥٣١ وصححه الحاكم: ٣/ ٤٨٧ ووافقه الذهبي ۞ وفي الباب عن أبي هريرة [يأتي: ٢٨٤٩]، والبراء [البخاري، ح: ٢٨٣٧ «

وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - الْمَعْنٰى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَوْ قَالَتْ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ».

ﷺ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھتے جس پر کھڑے ہوکر وہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل بیان کرتے یا کہا: رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس کے ذریعے سے تائید فرماتا ہے، جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل بیان کرتے یا آپ کا دفاع کرتے ہیں۔''

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ - وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ -.

امام صاحب دوسری سند سے ہشام کے بجائے ابو الزناد سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور براء رضی اللہ عنہ کی روایات بھی موجود ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی زناد کی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

فائدہ: مسجد دین کا مرکز ہے اور منبر دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے تحفظ و دفاع کا ذریعہ۔ رسول اللہ ﷺ کے فضائل و کارنامے بیان کرنا یا آپ کا دفاع کرنا دین ہے، اس لیے مسجد میں دینی اشعار پڑھنا درست ہے، بلکہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح القدس جبریل علیہ السلام کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِي وَهُوَ يَقُولُ:

[2847] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے یہ شعر پڑھتے ہوئے چل رہے تھے:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

اے کافروں کی اولاد! آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔
آج ہم آپ کے حکم سے تمھیں ماریں گے۔ ایسی مار جو
کھوپڑی کو اس کی آرام گاہ (گردن) سے جدا کر دے گی،
اور دوست کو اپنا دوست بھلا دے گی، بے خبر کر دے گی۔

◄ ومسلم، ح: ١٨٠٣].

٢٨٤٧ـ أخرجه النسائي: ٥/ ٢٠٢، ح: ٢٨٧٦ (مناسك الحج، باب إنشاد الشعر في الحرم والمشي بين يدي الإمام) من حديث عبدالرزاق به وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢٠ وحسنه البغوي في شرح السنة: ١٢/ ٣٧٥، ح: ٣٤٠٤ وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٢٠٢١ وغيره وسنده حسن * قوله: لأن عبدالله بن رواحة قتل يوم مؤتة . . . إلخ قال ابن حجر في الفتح: ٧/ ٣٨٢ "هو ذهول شديد وغلط مردود وما أدري كيف وقع الترمذي في ذلك مع وفور معرفته . . . إلخ".

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللهِ تَقُولُ الشِّعْرَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ! فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِّنْ نَضْحِ النَّبْلِ».

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے رواحہ کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے اور اللہ کے حرم میں تم شعر پڑھ رہے ہو؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، اے عمر! یقیناً یہ اشعار ان پر تیر برسانے سے بھی زیادہ اثر کرتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُوعِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ نَّحْوَ هٰذَا. وَرُوِيَ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْحَدِيثِ لِأَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ رَوَاحَةَ قُتِلَ يَوْمَ مُؤْتَةَ، وَإِنَّمَا كَانَتْ عُمْرَةُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ عبدالرزاق نے یہ حدیث معمر کے واسطے سے بھی زہری سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور دوسری حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے آگے آگے سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور بعض اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے اور عمرۃ القضاء اس کے بعد ہوا ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ 6 ہجری میں عمرہ کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تھے لیکن قریش مکہ نے عمرہ نہ کرنے دیا اور طویل مذاکرات کے بعد صلح ہو گئی، جس میں ایک شرط یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال مکے میں داخل ہوئے بغیر مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال مکے آئیں گے اور عمرہ کرنے کے بعد تین دن قیام کر سکیں گے۔ اس صلح کے نتیجے میں ہونے والے عمرے کو عمرۃ القضاء (صلح کے نتیجے میں ہونے والا عمرہ) کہتے ہیں، اس لیے یہ ذوالقعدہ 7 ہجری میں ہوا جبکہ جنگ موتہ جمادی الاولیٰ 8 ہجری میں ہوئی۔ معلوم نہیں امام ترمذی رحمہ اللہ کو یہ غلطی کیسے لگ گئی کہ عمرۃ القضاء معرکۂ موتہ کے بعد ہوا۔

٢٨٤٨- [حَدَّثَنَا] عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ - قَالَ -: قِيلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِّنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ، [وَيَتَمَثَّلُ] وَيَقُولُ: «وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ».

[2848] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ کسی کا شعر نقل کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: آپ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھتے تھے۔ آپ پڑھتے تھے: ''تمھیں وہ خبریں دے گا جسے تم نے زاد راہ نہیں دیا ہو گا۔''

٢٨٤٨ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٩٩٧ عن علي بن حجر به وتابعه جماعة وللحديث شواهد وطرق كثيرة ☆ وفي الباب عن ابن عباس [البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٩٢، ٧٩٣ وابن أبي شيبة: ٨/ ٥٠٦ وسنده ضعيف].

وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بھی آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① باتیں چھپی نہیں رہتیں، بلکہ دن گزرنے کے ساتھ آہستہ آہستہ خود ہی ظاہر ہو جاتی ہیں، نیز عمر گزرنے کے ساتھ انسان کو خود ہی بہت سے تجربات ہو جاتے ہیں جن سے بہت سی چیزوں کا پتا چل جاتا ہے۔ یہ شعر کا دوسرا ٹکڑا ہے، پہلا مصرع ہے: [سَتُبْدِي لَكَ الْأَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا] ''زمانہ تمھیں ان چیزوں سے آگاہ کر دے گا جن سے تم ناواقف ہو۔'' ② یہ درحقیقت طرفہ بن عبد بکری کا شعر ہے جو بطور مثال سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پڑھا ہے۔ ان کا یہ مقصد نہیں کہ یہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا شعر ہے، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اس کی نسبت بعض دفعہ طرفہ کی طرف کی ہے۔ (تحفة الأحوذي: 114/8)

٢٨٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ».

[2849] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عربوں کا سب سے بہترین اور عمدہ شعر، لبید کا یہ قول ہے: [أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ] ''آگاہ رہو! اللہ کے سوا ہر چیز فنا پذیر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے امام ثوری وغیرہ نے بھی عبدالملک بن عمیر ہی کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے اس شعر کو سب سے عمدہ اور سب سے سچا اس لیے فرمایا کہ اس میں دنیا کی اصل حقیقت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ مکمل شعر یوں ہے:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلُ ۔۔۔ وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ
نَعِيمُكَ فِي الدُّنْيَا غُرُورٌ وَحَسْرَةٌ ۔۔۔ وَعَيْشُكَ فِي الدُّنْيَا مُحَالٌ وَبَاطِلُ

''آگاہ رہو! اللہ کے سوا ہر چیز فنا پذیر ہے اور دنیا کی ہر نعمت یقیناً ختم ہونے والی ہے۔ دنیا میں تیری نعمتیں محض دھوکا اور حسرت و ندامت ہے اور دنیا میں تیرا ہمیشہ رہنا ناممکن اور باطل خیال ہے۔'' (تحفة الأحوذي: 115/8)

٢٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ، فَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ

[2850] سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی مجلس میں سو دفعہ سے زائد بیٹھا ہوں۔ آپ ﷺ کے ساتھی ایک دوسرے کو شعر سناتے اور زمانۂ جاہلیت کی باتیں کرتے۔ آپ خاموشی سے سنتے اور بسا اوقات ساتھیوں

٢٨٤٩- [صحيح لغيره] رواه مسلم، ح: ٢٢٥٦ عن علي بن حجر والبخاري، ح: ٦٤٨٩ من حديث عبدالملك به * شريك متابع.

٢٨٥٠- أخرجه مسلم، الفضائل، باب تبسمه ﷺ وحسن عشرته، ح: ٢٣٢٢ من حديث سماك به.

سَا كِتٌ فَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ.

کے ساتھ مسکراتے۔

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ أَيْضًا.

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے زُہیر نے بھی سماک سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ جاہلیت کے اشعار اور واقعات بیان کر کے آپ ﷺ کے ذریعے سے اسلام کے احسانات اور نوازشات کو یاد کرتے اور اپنی جاہلانہ باتوں پر ہنستے کہ ہم بھی کبھی کیا ہوا کرتے تھے۔

(المعجم ۷۱) بَابُ مَا جَاءَ: لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

(التحفة ۱۰۵)

باب: 71۔ کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے

۲۸۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا».

[2851] سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، وہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کو اوڑھنا بچھونا بنا لینا اور جنون کی حد تک ان کا متوالا ہو جانا کہ انسان اپنے دینی اور دنیوی امور و مشاغل ہی سے غافل ہو جائے، پسندیدہ نہیں، نیز اس سے ایسے اشعار مراد ہیں جو دین و اخلاق کے منافی عشقیہ یا شرکیہ ہوں، جن میں شرم و حیا اور اخلاق کا خون ہوتا ہو یا عقیدہ بگڑتا ہو اور روح توحید پامال ہوتی ہو۔ اور ان میں مگن ہو کر انسان قرآن و سنت، ذکر الٰہی اور فکر آخرت سے محروم ہو جائے۔ لیکن بقدر ضرورت دین و اخلاق پر مبنی، عمل صالح پر ابھارنے والے توحید الٰہی اور صفات نبوی کو بیان کرنے والے اشعار پسندیدہ ہیں کیونکہ ان کے سبب انسان اپنی دینی اور دنیوی ضروریات سے غافل نہیں ہوتا۔ انھی کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ بعض اشعار حکمت سے پر ہوتے ہیں۔

۲۸۵۲- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ

[2852] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

۲۸۵۱- أخرجه البخاري، الشعر، باب: في إنشاد الأشعار وبيان أشعر الكلمة وذم الشعر، ح: ٦١٥٥ ومسلم، ح: ٢٢٥٧ من حديث الأعمش به.

۲۸۵۲- أخرجه مسلم، الأدب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان الشعر حتى يصده عن ذكر الله والعلم والقرآن، ح: ٢٢٥٨ من حديث شعبة به * [وفي الباب عن سعد في نفس الباب: ٢٨٥١]، وأبي سعيد [مسلم، ح: ٢٢٥٩]، وابن عمر [البخاري، ح: ٦١٥٤]، وأبي الدرداء [ابن عدي: ١/٤٠٦].

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَمِّي يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا يَرِيهِ، خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا».

ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھر جائے جو اسے بگاڑ دے، اس سے بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَّأَبِي سَعِيدٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اس مسئلے میں سیدنا سعد، ابوسعید، ابن عمر اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لغوی تشریح: قَيْحٌ: پیپ۔ يَرِيهِ: اسے بگاڑ دے، خراب کر دے۔

فوائد و مسائل: ① پیپ سے پیٹ کا بھرنا، پیٹ یا پھیپھڑوں کی تباہی اور انسان کی ہلاکت کا باعث ہے لیکن گندے، فحش اور بے ہودہ اشعار سے بھرنا انسان کے دین و اخلاق کی تباہی کا باعث ہے، اس سے آخرت کی لازوال زندگی تباہ ہو جاتی ہے، پھر پیٹ کا نقصان دنیاوی زندگی تک محدود ہونے کی وجہ سے عارضی و فانی اور کم ہے اور برے اشعار کا نقصان بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کا تعلق دائمی اور لازوال زندگی سے ہے۔ ② جوف سے مراد مکمل پیٹ ہے جس میں دل اور پھیپھڑے اور جگر بھی داخل ہے۔

(المعجم ٧٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَصَاحَةِ وَالْبَيَانِ (التحفة ١٠٦)

باب: 72۔ فصاحت و بیان

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا [تَتَخَلَّلُ] الْبَقَرَةُ».

[2853] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے بلیغ آدمی سے بغض رکھتا ہے جو اپنی زبان کو ایسے بل دیتا ہے جیسے (چارہ کھاتے وقت) گائے اپنی زبان کو بل دیتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور اس سند سے غریب ہے۔ اور اس مسئلے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ

٢٨٥٣- أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما جاء في التشدق في الكلام، ح: ٥٠٠٥ من حديث نافع بن عمر به * بشر هو ابن عاصم بن سفيان الثقفي الطائفي * وفي الباب عن سعد بن أبي وقاص [أحمد: ١/ ١٨٤].

سے روایت آئی ہے۔

فائدہ: گائے ہر چیز کو اپنی زبان سے لپیٹتی جاتی ہے، گھاس، کانٹے اور میٹھی و کڑوی چیز میں امتیاز و فرق نہیں کرتی۔ اسی طرح جو لوگ اپنی زبان درازی اور دوسروں پر سکہ جمانے کے لیے ہر رطب و یابس اور حق و باطل منہ بھر کر، تکلف کے ساتھ بیان کرتے اور اپنی کمائی کا ذریعہ بناتے ہیں، تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ اور قابلِ نفرت ہیں۔ لیکن اگر فصاحت و بلاغت بلا تکلف و تصنع ہو اور اس کا مقصد اپنا رعب ڈالنا اور حق و باطل کو خلط ملط کرنا بھی نہ ہو، تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔

(المعجم ...) بَابٌ: (التحفة ...)

باب :- (بلاعنوان)

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَّيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ.

[2854] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ انسان ایسی چھت پر سوئے جس پر رکاوٹ اور پردہ نہ ہو۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ الْأَيْلِيُّ يُضَعَّفُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور عبدالجبار بن عمر ایلی کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ: اگر انسان ایسی چھت پر سوتا ہے جو دیواروں یا منڈیروں سے گھری ہوئی نہیں تو اس بات کا خطرہ ہے کہ آدمی غفلت و بے دھیانی سے یا سوئے سوئے چل کر چھت سے نیچے گر جائے، اس لیے سپاٹ چھت پر سونا درست نہیں۔

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

[2855] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مختلف دنوں میں ہمیں وعظ و نصیحت کرتے وقت ہماری رعایت اور خیال رکھتے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٨٥٤_[حسن لغيره] وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٥٠٤١ وأحمد: ٥/ ٧٩، ٢٧١ وغيرهما وانظر الصحيحة للألباني، ح: ٨٢٦.

٢٨٥٥_أخرجه البخاري، العلم، باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا، ح: ٦٨ ومسلم، ح: ٢٨٢١ من حديث سفيان الثوري به.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا [سُفْيَانُ] عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ: حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ نَحْوَهُ.

امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: تعلیم و تدریس اور وعظ ونصیحت میں فرق ہے۔ پند و نصائح میں سرزنش و تادیب بھی ہوتی ہے، اس لیے روزانہ سرزنش و تادیب اکتاہٹ پیدا کرتی ہے، نیز وعظ یا نصیحت میں طوالت بھی اکتاہٹ کا باعث بنتی ہے۔ لوگوں کا کاروبار متاثر ہوتا ہے، اس لیے وعظ ونصیحت کے لیے ایسا طریقہ استعمال کرنا چاہیے جو لوگوں میں اکتاہٹ اور نفرت پیدا نہ کرے۔ وعظ ونصیحت کبھی کبھی یا روزانہ تھوڑے سے وقت کے لیے ہو۔

(المعجم ٧٣) بَابٌ: [أَحَبُّ الْعَمَلِ مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ] (التحفة ١٠٧)

باب: 73۔ پسندیدہ عمل وہی ہے جس پر دوام اور ہمیشگی کی جائے اگرچہ مقدار میں تھوڑا ہو

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ: أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتَا: مَا دِيمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ.

[2856] سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ کو کون سا عمل محبوب تھا؟ دونوں نے جواب دیا: جس پر دوام اور ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ تھوڑا (کم) ہو۔

[قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا دِيمَ عَلَيْهِ. حَدَّثَنَا [بِذٰلِكَ] هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. [قَالَ أَبُوعِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ اسے امام صاحب دوسرے استاد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک انتہائی پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جائے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے۔

فائدہ: جس طرح قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے، کنکر کنکر مل کر پہاڑ بن جاتا ہے، اسی طرح جس عمل پر دوام اور ہمیشگی کی جائے وہ اس عمل کے مقابلے میں بڑھ جاتا ہے جسے چند روز کیا جائے چاہے اس کی مقدار زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

٢٨٥٦- أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢، ٢٨٩ عن محمد بن فضيل به وللحديث شواهد كثيرة منها الحديث الآتي في نفس الباب * حديث هشام بن عروة: رواه البخاري، ح: ٦٤٦٢ وغيره.

(المعجم ۷۴) بَابٌ: [خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ] (التحفة ۱۰۸)

باب: 74۔ برتنوں کو ڈھانپ دو اور مشکوں کے منہ باندھ دو

۲۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شِنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمِّرُوا الْآنِيَةَ، وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ، وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ، فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ».

[2857] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''برتن ڈھانپ دو۔ مشکیزوں کے منہ باندھ دو۔ دروازے بند کرو اور چراغ بجھا دو، کیونکہ بعض دفعہ چوہیا بتی گھسیٹ کر گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ [وَ] قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کئی سندوں سے مروی ہے۔

فائدہ: دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا کام اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کرنے چاہئیں۔ کھانے پینے کے برتن اگر ڈھانپے نہ ہوں تو ان میں کوئی زہریلی چیز یا کم از کم مکھی، مچھر اور گرد و غبار گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مشکیزے کا منہ کھلا ہو تو اس میں بھی کوئی چیز داخل ہو سکتی ہے اور اس کا پانی بہہ بھی سکتا ہے اور اگر دیا روشن ہو، یعنی بلب، ٹیوب وغیرہ نہ ہو بلکہ بتی والا چراغ ہو اور بتی گر سکتی ہو تو وہ آگ لگنے کا باعث بن سکتی ہے، اس لیے سوتے وقت اسے بند کر دینا چاہیے۔ یہی صورت آگ کی ہے اسے بجھا دینا چاہیے۔ آج کل سوئی گیس کے ہیٹر وغیرہ ہیں جنھیں سوتے وقت بند کر دینا چاہیے، ورنہ خطرہ ہے جیسا کہ متعدد بار اخبارات میں اس طرح کے واقعات آ چکے ہیں۔

(المعجم ۷۵) بَابُ [مُرَاعَاةِ الْإِبِلِ فِي الْخِصْبِ وَالسَّنَةِ فِي السَّفَرِ] (التحفة ۱۰۹)

باب: 75۔ سرسبزی و شادابی اور خشک سالی میں دورانِ سفر میں اونٹوں کا دھیان رکھنا

۲۸۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَافَرْتُمْ فِي

[2858] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم شادابی اور ہریالی میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین سے اس کا حصہ دو، (چرنے چگنے دو۔) اور

۲۸۵۷۔ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٥ عن قتيبة ومسلم، ح: ٢٠١٢ من حديث عطاء به.

۲۸۵۸۔ أخرجه مسلم، الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير ... إلخ، ح: ١٩٢٦ عن قتيبة به ٭ وفي الباب عن أنس [يشير إلى حديث أبي داود، ح: ٢٥٧١]، وجابر [أبو داود، ح: ٢٥٧٠].

الْخِصْبِ، فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِنِقْيِهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ».

جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو تیز رفتاری سے چلو، اس کی طاقت وقوت باقی رکھو۔ اور جب رات کو پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر کرو، کیونکہ وہ رات کو جانوروں (درندوں) کے گزرنے کے راستے اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔"

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① سفر میں سواری کے جانور کی قوت و طاقت استعمال ہوتی ہے، اس لیے قوت و طاقت کے قیام و بقا کے لیے اسے چرنے چگنے اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرسبز وشاداب علاقوں میں یہ ضرورت باآسانی پوری ہوسکتی ہے، اس لیے سواری کو اس کا موقع ملنا چاہیے۔ اگر قحط سالی ہو، سبزہ اور گھاس عام میسر نہ ہو تو پھر تیز رفتاری سے سواری کی قوت و طاقت کا خیال رکھتے ہوئے اسے ایسے مقام پر پہنچنے کا موقع دینا چاہیے جہاں وہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ ② رات کو راستے پر پڑاؤ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ رات کی ٹھنڈک میں درندے راستوں پر آ جاتے ہیں اور زہریلے جانور سانپ بچھو بھی ادھر ڈیرے ڈالتے ہیں، اس لیے ان کے لیے راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ...) أَبْوَابُ الْأَمْثَالِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ (التحفة ٣٢)

رسول اللہ ﷺ سے منقول تمثیلات وتشبیہات

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِعِبَادِهِ (التحفة ١)

باب: 67۔ اللہ عزوجل کی اپنے بندوں کے لیے تمثیل

٢٨٥٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا، عَلَى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ زُورَانِ لَهُمَا أَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ، عَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ، وَدَاعٍ يَدْعُو عَلَى رَأْسِ الصِّرَاطِ، وَدَاعٍ يَدْعُو فَوْقَهُ، وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَالْأَبْوَابُ الَّتِي عَلَى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ حُدُودُ اللّٰهِ، فَلَا يَقَعُ أَحَدٌ فِي حُدُودِ اللّٰهِ حَتَّى يُكْشَفَ السِّتْرُ، وَالَّذِي يَدْعُو مِنْ فَوْقِهِ وَاعِظُ رَبِّهِ».

[2859] سیدنا نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی مثال ایک ایسی راہ سے دی ہے جس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں۔ ان کے اندر کھلے دروازے ہیں اور ان پر پردے ہیں۔ اور راستے کے سرے پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے اور ایک پکارنے والا اس کے اوپر پکار رہا ہے۔ اللہ امن وسلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر گامزن کر دیتا ہے۔ اور وہ دروازے جو راستے کے دونوں کناروں پر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حدود (پابندیاں) ہیں اور کوئی اللہ کی حدود اس وقت تک توڑ نہیں سکتا جب تک (دروازوں پر پڑے) پردے کو نہیں اٹھاتا۔ اور جو داعی اس کے اوپر سے پکار رہا ہے وہ اس کے رب کی طرف سے نصیحت کرنے والا ہے۔''

٢٨٥٩ـ أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٢٣٣ عن علي بن حجر وأحمد: ٤/ ١٨٤ من حديث بقية به وصرح بالسماع ورواه أحمد: ٤/ ١٨٢ بإسناد صحيح عن جبير بن نفير به ✽ قول الفزاري صحيح عنه.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
[قَالَ:] سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ زَكَرِيَّا بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ: خُذُوا عَنْ بَقِيَّةَ مَا حَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ، وَلَا تَأْخُذُوا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَّا حَدَّثَكُمْ عَنِ الثِّقَاتِ، وَلَا غَيْرِ الثِّقَاتِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام ابو اسحاق فزاری کا قول ہے: بقیہ کی وہ روایات قبول کرلو جو وہ ثقہ راویوں سے بیان کرتا ہے اور اسماعیل بن عیاش کی روایات قبول نہ کرو چاہے وہ تمھیں ثقہ راویوں سے سنائے یا غیر ثقہ رایوں سے۔

لغوی تشریح: زُور: سُور کے ہم معنی ہے، دیوار۔ سُتُور: سِتْر کی جمع ہے، پردے۔ حُدُودُ اللّٰہِ: اللہ کی پابندیاں، اس کی حرام کی ہوئی چیزیں۔

فوائد و مسائل: ① قرآن وسنت میں بے شمار تمثیلات وتشبیہات کے ذریعے سے معقول اور غیر محسوس چیزوں کو محسوس اور مادی چیزوں کے ساتھ تشبیہ دے کر عقلوں کے قریب کر کے انھیں ذہن نشین کرایا گیا ہے تاکہ بات سمجھ میں آ جائے اور انسان اس سے متاثر ہو۔ ② اسلام ایک صراط مستقیم ہے جس میں کچھ چیزیں حرام ہیں اور ان کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرنے کا باعث ہے۔ جب انسان سیدھی راہ، یعنی اسلام پر چلتا ہے اور قرآن وسنت، جن کی حیثیت راہ کے داعی کی ہے، ان کی دعوت قبول کرتا ہے اور ان کی تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو ضمیر اور اخلاقی حس دی ہے، اس کی آواز پر کان دھرتا ہے تو اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتا، لیکن جب وہ اس سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر سرکتا ہے اور انسان کے بہکانے کے لیے جو دروازے ہیں، ان کی طرف جھکتا ہے اور ان میں داخل ہو کر حرام کاموں میں گرفتار ہو جاتا ہے تو سلامتی اور امن کی راہ کھوٹی کر بیٹھتا ہے۔ گویا راستے کے سرے پر داعی سے مراد قرآن وسنت ہے اور اس کے اوپر والے داعی یا رب کی طرف سے واعظ سے مراد اس کا ضمیر اور اخلاقی حس ہے جو انسان کو گناہ کے ارتکاب پر ملامت کرتی اور اسے باز رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور اسلام پر چلنے کا انجام سلامتی اور آخرت میں جنت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا باسی بنائے۔ آمین۔

٢٨٦٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرَئِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اضْرِبْ لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ: اسْمَعْ، سَمِعَتْ أُذُنُكَ، وَاعْقِلْ، عَقَلَ قَلْبُكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ، كَمَثَلِ

[2860] سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا ہے، گویا جبریل میرے سرہانے بیٹھے ہیں اور میکائیل میرے پاؤں کی جانب ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: اسے تمثیل سناؤ، تو اس نے کہا: سنو! آپ کے کان سنیں اور سمجھیں، آپ کا دل سمجھے، (مراد رسول اللہ ﷺ

٢٨٦٠- ورواه البخاري، في عقب، ح: ٧٢٨١ عن قتيبة به مختصرًا، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٧٢٨١ ومسلم، ح: ٢٢٨٧ وغيرهما * وفي الباب عن ابن مسعود [يأتي: ٢٨٦١].

مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا، ثُمَّ بَنٰى فِيهَا بَيْتًا، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ، وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ! رَسُولٌ فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِيهَا».

ہیں) آپ کی اور آپ کی امت کی مثال تو بس ایک بادشاہ کی ہے جس نے ایک حویلی بنائی، پھر اس میں ایک گھر بنایا اور اس میں ایک (رنگ برنگ کھانوں کا) دسترخوان لگوایا، پھر لوگوں کی طرف کھانے کی دعوت دینے کے لیے ایک ایلچی بھیجا۔ ان میں سے بعض نے اس کی دعوت قبول کر لی اور بعض نے اسے نظرانداز کر دیا۔ (اس تمثیل میں) بادشاہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ حویلی سے مراد اسلام اور گھر جنت ہے اور آپ اے محمد! ایلچی ہیں، سو جس نے آپ کی بات قبول کر لی، وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا، (اس پر چلا) وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو جنت میں داخل ہو گا، وہ اس کے (انواع واقسام کے) کھانے کھائے گا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ. سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ لَمْ يُدْرِكْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ مِنْ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل (منقطع) ہے کیونکہ سعید بن ابی ہلال نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا دور نہیں پایا۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔ یہ حدیث نبی ﷺ سے، اس (مذکورہ سند) سے زیادہ صحیح سند سے بیان کی گئی ہے۔

٢٨٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حَتّٰى خَرَجَ بِهِ إِلٰى بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَأَجْلَسَهُ ثُمَّ خَطَّ عَلَيْهِ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: «لَا تَبْرَحَنَّ خَطَّكَ فَإِنَّهُ سَيَنْتَهِي إِلَيْكَ رِجَالٌ فَلَا تُكَلِّمْهُمْ فَإِنَّهُمْ لَنْ يُكَلِّمُوكَ»، قَالَ: ثُمَّ مَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ حَيْثُ أَرَادَ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِي خَطِّي إِذْ أَتَانِي رِجَالٌ كَأَنَّهُمْ

[2861] سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر اس سے فارغ ہو کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر بطحائے مکہ کی طرف نکل گئے اور انھیں بٹھا کر ان کے گرد ایک خط کھینچ دیا، پھر فرمایا: "اپنے اس دائرے سے نہ نکلنا، کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ تیرے پاس کچھ لوگ پہنچیں گے، تو ان سے گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ تجھ سے گفتگو نہیں کریں گے۔" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جہاں آپ نے چاہا تشریف لے گئے، اس دوران میں جبکہ میں اپنے گھیرے (دائرے) میں

٢٨٦١- [ضعيف] ※ جعفر بن ميمون ضعيف ضعفه الجمهور وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ١/ ٣٩٩، ح: ٣٧٨٧ وغيره.

الزُّطِّ أَشْعَارُهُمْ وَأَجْسَامُهُمْ. لَا أَرٰى عَوْرَةً وَلَا أَرٰى قِشْرًا، وَيَنْتَهُونَ إِلَيَّ وَلَا يُجَاوِزُونَ الْخَطَّ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، لٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ جَاءَنِي وَأَنَا جَالِسٌ فَقَالَ: «لَقَدْ أَرَانِي مُنْذُ اللَّيْلَةَ»، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ فِي خَطِّي فَتَوَسَّدَ فَخِذِي وَرَقَدَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَقَدَ نَفَخَ، فَبَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَسِّدٌ فَخِذِي، إِذَا أَنَا بِرِجَالٍ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بِيضٌ. اللهُ أَعْلَمُ مَا بِهِمْ مِّنَ الْجَمَالِ فَانْتَهَوْا إِلَيَّ، فَجَلَسَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَطَائِفَةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالُوا بَيْنَهُمْ: مَا رَأَيْنَا عَبْدًا قَطُّ أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ، إِنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَقَلْبَهُ يَقْظَانُ، اضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا: مَثَلُ سَيِّدٍ بَنٰى قَصْرًا ثُمَّ جَعَلَ مَائِدَةً فَدَعَا النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، فَمَنْ أَجَابَهُ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرِبَ مِنْ شَرَابِهِ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ، أَوْ قَالَ: عَذَّبَهُ. ثُمَّ ارْتَفَعُوا وَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «سَمِعْتَ مَا قَالَ هٰؤُلَاءِ، وَهَلْ تَدْرِي مَنْ هُمْ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «هُمُ الْمَلَائِكَةُ، فَتَدْرِي مَا الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوهُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «الْمَثَلُ الَّذِي ضَرَبُوهُ: الرَّحْمٰنُ [تَبَارَكَ وَتَعَالٰى] بَنَى الْجَنَّةَ وَدَعَا إِلَيْهَا عِبَادَهُ، فَمَنْ أَجَابَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبْهُ عَاقَبَهُ أَوْ عَذَّبَهُ».

بیٹھا ہوا تھا، میرے پاس کچھ لوگ آئے گویا وہ جٹ ہیں۔ ان کے بال اور ان کے جسم ایسے تھے کہ نہ میں ان کا ستر دیکھتا اور نہ پردہ (کپڑے)۔ وہ میری طرف بڑھتے تھے لیکن خط (دائرے) میں داخل نہیں ہو سکتے تھے، یعنی خط سے آگے نہیں بڑھتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ جاتے حتیٰ کہ رات کا پچھلا پہر آ گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں ابھی تک بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''میں رات کے آغاز سے اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں، یعنی ابھی تک سویا نہیں ہوں۔'' پھر آپ میرے پاس میرے گھیرے (دائرے) میں آ گئے اور میری ران کو تکیہ بنا کر (اس کے سہارے) سو گئے اور رسول اللہ ﷺ جب سو جاتے تو خراٹے لیتے تھے، اس دوران میں جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ میری ران کو تکیہ بنائے ہوئے تھے، اچانک میں کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں جو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کس قدر خوبصورت تھے، یعنی نہایت حسین تھے۔ وہ مجھ تک پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک گروہ آپ کے پاؤں کی جانب بیٹھ گیا، پھر وہ آپس میں کہنے لگے: ہم نے کبھی کوئی بندہ نہیں دیکھا جسے ایسی چیز دی گئی ہو جیسی اس نبی کو دی گئی ہے۔ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے، اس کی کوئی تمثیل بیان کرو۔ اس کی تمثیل یہ ہے کہ ایک سردار ہے جس نے ایک محل تعمیر کیا، پھر ایک دستر خوان تیار کیا اور لوگوں کو اس کے کھانوں اور مشروبات کی طرف بلایا۔ جس نے اس کی دعوت قبول کی اس نے کھانے کھائے اور اس کے مشروبات سے پیا اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی، اس نے اسے سزا دی یا کہا اسے عذاب دیا۔ پھر اٹھ کھڑے

ہوئے، یعنی چلے گئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمایا: ''ان کی بات سنی ہے، کیا تجھے معلوم ہے یہ کون تھے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے۔ تم جانتے ہو جو انھوں نے تمثیل بیان کی ہے وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انھوں نے جو تمثیل بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ رحمٰن تبارک و تعالیٰ ہے۔ اس نے جنت بنائی اور اس کی طرف اپنے بندوں کو بلایا، تو جس نے اس کی دعوت قبول کی، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی، اسے سزا دے گا یا عذاب دے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو تَمِيمَةَ [هُوَ الْهُجَيْمِيُّ] اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ [قَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْهُ مُعْتَمِرٌ] وَهُوَ [سُلَيْمَانُ] بْنُ طَرْخَانَ، [وَلَمْ يَكُنْ تَيْمِيًّا] إِنَّمَا كَانَ يَنْزِلُ بَنِي تَيْمٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ. قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: مَا رَأَيْتُ أَخْوَفَ لِلّٰهِ [تَعَالٰى] مِنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے۔ اور ابوتمیمہ جو ہجیمی ہے اس کا نام طریف بن مجالد ہے۔ ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن ملّ ہے اور سلیمان تیمی (جس سے معتمر یہ روایت بیان کرتا ہے) وہ (سلیمان) بن طرخان ہے (وہ تیمی نہ تھا۔) وہ تو بس بنو تیم کے پاس ٹھہرا کرتا تھا، اس لیے ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ امام یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ میں نے سلیمان تیمی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا شخص نہیں دیکھا۔

(المعجم ٧٧) بَابُ مَا جَاءَ [فِي] مَثَلِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ (التحفة ٢)

باب: 77۔ نبی ﷺ اور تمام انبیائے کرام صلی اللہ علیه وعليهم أجمعين وسلم کی تمثیل

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ بَصْرِيٌّ:

[2862] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام

٢٨٦٢- أخرجه البخاري، المناقب، باب خاتم النبيين ﷺ، ح: ٣٥٣٤ عن محمد بن سنان ومسلم، ح: ٢٢٨٧ من حديث سليم بن حيان به * وفي الباب عن أبي هريرة [مسلم، ح: ٢٢٨٦]، وأبي بن كعب [يأتي: ٣٦١٣].

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ [قَبْلِي] كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ».

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

کی مثال اس انسان کی ہے جس نے ایک گھر بنایا، اسے خوب مکمل اور خوبصورت بنایا، مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس میں داخل ہونے لگے اور اس (کی خوبصورتی پر) تعجب کرنے لگے اور کہتے: کاش! اس اینٹ کی جگہ خالی نہ چھوڑی جاتی۔"

اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔

فائدہ: دین کے قصر اور محل کی تعمیر کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے اس کی تعمیر و تشکیل میں اپنا اپنا حصہ ڈالا اور محمد ﷺ پر اس محل کی تکمیل ہوگئی اور دین کی تعلیمات و ہدایات کمال کو پہنچ گئیں۔ اب آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی آمد کی ضرورت باقی نہ رہی اور آپ پر سلسلۂ نبوت مکمل ہو گیا، اس لیے اب کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور مکمل عمارت کو ناقص قرار دیتا ہے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ [فِي] مَثَلِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ (التحفة ٢)

باب: 78۔ نماز، روزہ اور صدقے کی تمثیل

٢٨٦٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ: أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ الْحَارِثَ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا. [فَ]قَالَ عِيسَى: إِنَّ اللهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ وَإِمَّا أَنْ آمُرَهُمْ، فَقَالَ

[2863] سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ ان پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیں۔ ممکن تھا کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام ان کے پہنچانے میں تاخیر کر دیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ آپ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ یا تو آپ انھیں ان پر عمل کرنے کا حکم دیں یا پھر میں حکم دوں گا۔ اس پر سیدنا

٢٨٦٣ـ أخرجه ابن خزيمة: ٣/ ١٩٥، ١٩٦، ح: ١٨٩٥ من حديث أبان العطار، وأحمد: ٤/ ١٣٠ من حديث يحيى بن أبي كثير والنسائي في الكبرى، ح: ١٣٤٩ مختصرًا من حديث زيد بن سلام به وصححه ابن حبان، ح: ١٢٢٤، ١٥٥٠ والحاكم: ١/ ١١٧، ١١٨، ٢٣٦، ٤٢١، ٤٢٢ ووافقه الذهبي.

يَحْيٰى: أَخْشٰى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَأَ [الْمَسْجِدُ] وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ: أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرٰى عَبْدًا مِّنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ فَقَالَ: هٰذِهِ دَارِي وَهٰذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلٰى غَيْرِ سَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَرْضٰى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ؟ وَ[إِنَّ] اللّٰهَ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا فَإِنَّ اللّٰهَ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِوَجْهِ عَبْدِهِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، وَأَمَرَكُمْ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ فِي عِصَابَةٍ مَعَهُ صُرَّةٌ فِيهَا مِسْكٌ فَكُلُّهُمْ يُعْجِبُ أَوْ يُعْجِبُهُ رِيحُهَا، وَإِنَّ رِيحَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيحِ الْمِسْكِ، وَأَمَرَكُمْ بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلٰى عُنُقِهِ وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَقَالَ: أَنَا أَفْدِيهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فَفَدَى نَفْسَهُ مِنْهُمْ. وَأَمَرَكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللّٰهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ الْعَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ مِنْهُمْ كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَأَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللّٰهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ: السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ. وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَ[إِنْ] صَلّٰى

یحییٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے خطرہ ہے کہ اگر آپ ان پر عمل میں مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے زمین میں دھنسا دیا جائے گا یا مجھے عذاب دیا جائے گا، پھر انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع فرمایا جس سے مسجد بھر گئی اور لوگ اوپر کنگروں پر جا بیٹھے تو انھوں نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تمھیں بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں: ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ بلاشبہ اس شخص کی مثال جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اس آدمی کی سی ہے جس نے اپنے خالص مال سونے، چاندی کے عوض ایک غلام خریدا، اور کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے، تو کام کر اور کمائی مجھے دے۔ وہ کام کرتا ہے اور کمائی اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو دیتا ہے، تو تم میں سے کون اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ (کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کا غلام کمائی کر کے کسی اور کو دے، تو اللہ کا بندہ ہو کر کسی اور کی بندگی کرے، اس پر وہ کیوں راضی ہوگا۔) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں نماز کا حکم دیا ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر توجہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کی نماز میں اس کے چہرے پر گاڑتا ہے، یعنی اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جب تک وہ اِدھر اُدھر توجہ نہیں کرتا۔ اور اس نے تمھیں روزے کا حکم دیا ہے کیونکہ اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو ایک جماعت کے ساتھ ہے۔ اس کے پاس ایک تھیلی ہے جس میں کستوری ہے تو وہ سب کو اچھی لگتی ہے یا اسے اس کی مہک اچھی لگتی ہے، اور بلاشبہ روزے دار کی مہک اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے زیادہ عمدہ اور اچھی ہے۔ اور اس نے تمھیں صدقے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی مثال

وَصَامَ]؟ فَقَالَ: «وَإِنْ صَلّٰى وَصَامَ. فَادْعُوا بِدَعْوَى اللهِ، الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ الْمُؤْمِنِينَ عِبَادَ اللهِ».

اس آدمی کی طرح ہے جسے دشمن نے گرفتار کر لیا، اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیے اور اسے آگے کیا تاکہ اس کی گردن مار دیں، تو اس نے کہا: میں اپنے فدیے میں تمھیں تھوڑا یا زیادہ اپنا سارا مال دیتا ہوں، تو اس نے اپنی جان فدیہ دے کر بچا لی۔ اور اس نے تمھیں حکم دیا ہے کہ تم اللہ کو یاد کرو، کیونکہ اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن بڑی تیزی سے نکلا، حتی کہ وہ آدمی ایک مضبوط قلعے پر پہنچ گیا، اور اپنے آپ کو دشمن سے محفوظ کر لیا، اسی طرح بندہ اپنے نفس کو شیطان سے اللہ کے ذکر کے بغیر محفوظ نہیں کر سکتا۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اور میں بھی تمھیں ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے: بات سننا، ماننا، (دین کی خاطر ضرورت پڑنے پر) جہاد کرنا، ہجرت کرنا اور جماعت (صحابہ کو) لازم پکڑنا، کیونکہ جو جماعت سے بالشت بھر دور ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا، الا یہ کہ لوٹ آئے اور جو شخص جاہلیت کی پکار پکارتا ہے، تو وہ جہنم کے گروہ سے ہے۔'' ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نمازی اور روزے دار ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ اے اللہ کے بندو! تم اللہ کی پکار پکارو جس نے تمھارا نام فرماں بردار، ایماندار رکھا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: الْحَارِثُ الْأَشْعَرِيُّ لَهُ صُحْبَةٌ وَلَهُ غَيْرُ هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: حارث اشعری کو شرف صحبت حاصل ہے اور اس کی اور حدیثیں بھی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اس کوتاہی پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ لوگ بھیڑ اور رش کی صورت میں مسجد کی چھت پر بھی چڑھ سکتے ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کے ساتھ، جو انسان کا آقا، خالق اور مالک ہے، کسی کو شریک ٹھہرانا، اسی طرح گھناؤنا، قبیح اور ناپسندیدہ عمل ہے جس طرح کسی غلام کا آقا کی کمائی کسی

اور کو دینا قابل نفرت اور ناپسندیدہ ہے۔ انسان جب پوری توجہ اور اہتمام سے نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اگر انسان کی توجہ نماز سے ہٹ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ ③ روزے دار کے منہ سے بھوک اور پیاس کی وجہ سے اٹھنے والی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک اور خوشبو سے بڑھ کر عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ ④ صدقہ وخیرات، مصائب ومشکلات سے بچنے اور نکلنے کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ⑤ شیطان سے محفوظ رہنے کا مضبوط ترین قلعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جب تک انسان اللہ کو یاد رکھتا ہے، شیطانی حملے سے محفوظ رہتا ہے۔ ⑥ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سنے اور اس پر عمل کرے۔ ⑦ دین کے تحفظ و دفاع اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے اپنی پوری محنت و کوشش صرف کرے۔ ⑧ دین کے لیے وطن کو خیر باد کہنے کے لیے تیار ہو اور گناہوں سے دور رہے۔ ⑨ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل اور رویہ اختیار کرے، ان کے راستے اور لائحہ عمل سے دور نہ ہو۔ ان کی راہ کو چھوڑنا، اپنے گلے سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکنا ہے۔ ⑩ جاہلیت کے رسم و رواج اور عادات واطوار کو اپنانا، جہنمیوں کے گروہ میں داخل ہونا ہے۔ ⑪ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا نام اطاعت گزار و فرماں بردار (مسلم مومن) رکھا ہے، اس لیے ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ جماعت صحابہ کے طرز عمل کو چھوڑ کر جاہلیت کے دور کا وتیرہ اختیار کریں۔ ⑫ مسلم مومن ہونے کے لیے محض نماز اور روزہ کافی نہیں، پورا دین اپنانا ہوگا۔

٢٨٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

[2864] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ. وَأَبُو سَلَّامٍ [الْحَبَشِيُّ] اسْمُهُ مَمْطُورٌ. وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ابوسلام حبشی کا نام ممطور ہے۔ اس روایت کو علی بن مبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے بیان کیا ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ الْمُؤْمِنِ الْقَارِئِ لِلْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقَارِئِ (التحفة ٣)

باب: 79۔ قرآن مجید کی قراءت کرنے والے اور نہ کرنے والے مومن کی تمثیل

٢٨٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُنْجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ

[2865] سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس مومن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے نارنگی کی سی ہے۔ اس کی مہک بھی اچھی پاکیزہ ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو

٢٨٦٤- انظر الحديث السابق وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١١٦١، ١١٦٢.
٢٨٦٥- أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ذكر الطعام، ح٥٤٢٧ ومسلم، ح: ٧٩٧ عن قتيبة به.

الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ رِيحُهَا مُرٌّ وَطَعْمُهَا مُرٌّ».

قرآن نہیں پڑھتا، کھجور کی سی ہے۔ اس کی مہک، خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ میٹھا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبو دار پودے (گل بابونہ) کی سی ہے۔ اس کی خوشبو عمدہ ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن (تمے) کی سی ہے جس کی مہک تلخ ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَيْضًا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے قتادہ کی سند سے شعبہ نے بھی بیان کیا ہے۔

فائدہ: ایمان ایک ایسی خوبی اور صفت ہے جس سے انسان کا باطن معطر اور روشن ہو جاتا ہے اور جب ایک مومن قرآن کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس کا ظاہر بھی روشن اور معطر ہو جاتا ہے اور نور علی نور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے لیے بھی مفید ہوتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی نفع بخش، اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مقبول اور لوگوں کے نزدیک بھی پسندیدہ، خوش ذائقہ اور خوشبو دار پھل کی طرح۔ لیکن اگر وہ قرآن نہیں پڑھتا تو وہ لوگوں کو متاثر نہیں کرتا اور اس کا باطن پسندیدہ ہے، اس لیے وہ کھجور کی طرح ہے جس کا مزہ میٹھا ہے لیکن لوگوں تک اس کی خوشبو نہیں پہنچتی۔ نفاق سے انسان کا باطن تاریک ہو جاتا ہے، لیکن قرآن کی تلاوت سے لوگوں کو بھلا محسوس ہوتا ہے، جس طرح خوشبو دار پودا ہے جو اپنی خوشبو سے لوگوں کو معطر کرتا ہے، لیکن اس کا اندرون تلخ ہوتا ہے۔ اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا، اس کا ظاہر اور باطن دونوں تاریک اور گندے ہیں، اس لیے اس سے لوگوں کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، نقصان ہی پہنچ سکتا ہے۔

٢٨٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيَاحُ تُفَيِّئُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ بَلَاءٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ».

[2866] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جسے ہوائیں ہمیشہ دائیں بائیں جھکاتی رہتی ہیں اور مومن کو ہمیشہ مصائب پہنچتے رہتے ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے جو حرکت نہیں کرتا حتی کہ اسے کاٹ دیا جائے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ایک صحیح ایمان دار انسان ہمیشہ اپنے دین پر عمل کی خاطر مصائب و مشکلات اور آفات سے دوچار رہتا ہے۔ دین

٢٨٦٦- أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب مثل المؤمن كالزرع، والمنافق والكافر كالأرزة، ح: ٢٨٠٩ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ٥٦٤٤ من حديث أبي هريرة به.

کی خاطر بہت سے مفادات ٹھکرا دیتا اور نقصانات گوارا کر لیتا ہے کیونکہ وہ دینی حدود وضوابط کا پابند ہوتا ہے، لیکن ایک منافق انسان اپنے آپ کو دینی ضوابط اور اصولوں کا پابند نہیں سمجھتا، اس لیے وہ اپنے مفادات حاصل کرتا رہتا ہے اور نقصانات سے بچتا ہے۔ مسلمان کے گناہ دنیوی مصائب اور تکلیفوں سے جھڑتے رہتے ہیں، منافق کے تمام گناہ جمع ہوتے رہتے ہیں اور گناہوں سمیت ہی موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

٢٨٦٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى [الْأَنْصَارِيُّ]: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَّا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ. حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟» قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هِيَ النَّخْلَةُ»، فَاسْتَحْيَيْتُ يَعْنِي أَنْ أَقُولَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَدَّثْتُ عُمَرَ بِالَّذِي وَقَعَ فِي نَفْسِي فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا.

[2767] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور یہ مومن کی طرح ہے۔ مجھے بتاؤ کون سا درخت ہے؟'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: لوگ جنگلات کے درختوں کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے اور میرے دل میں آیا، وہ کھجور کا درخت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کھجور کا درخت ہے۔'' میں یہ بتانے سے شرما گیا تھا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (بعد میں) میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات سے آگاہ کیا جو میرے جی میں آئی تھی تو انھوں نے فرمایا: تیرا اس بات کا بتا دینا، میرے نزدیک فلاں فلاں چیز ملنے سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ ایک بات بڑوں کے ذہن میں نہیں آتی، لیکن چھوٹے کے ذہن میں آجاتی ہے، تو اسے اس کو بیان کرنے میں شرم محسوس کرنے کی بجائے بڑوں کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات کرنے کی اجازت لے کر بیان کر دینا چاہیے۔ ② بیٹے کی کارکردگی اور حسن عمل باپ کے لیے مسرت وشادمانی کا باعث ہوتا ہے۔ ③ طلبہ کی ذہنی صلاحیت اور استعداد کو جلا بخشنے کے لیے، ان کا امتحان لینا اور سوال کرنا صحیح ہے۔ ④ مومن، کھجور کے درخت کی طرح مجسمہ نفع ہے، ہر اعتبار سے دوسروں کے لیے مفید ہے، جیسا کہ کھجور کے درخت کی ہر چیز پھل، شاخیں، پتے اور تنا لوگوں کے لیے نفع بخش اور سودمند ہے۔

٢٨٦٧- أخرجه البخاري، العلم، باب الحياء في العلم، ح: ١٣١ من حديث مالك ومسلم، ح: ٢٨١١ من حديث عبدالله بن دينار به * وفي الباب عن أبي هريرة [تقدم: ٢٨٦٦].

(المعجم ٨٠) بَابُ مَا جَاءَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ (التحفة ٥)

باب:80۔ پانچ نمازوں کی مثال

٢٨٦٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: «فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا».

وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ الْقُرَشِيُّ عَنِ ابْنِ الْهَادِ نَحْوَهُ.

[2868] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بتاؤ، اگر تمھارے کسی فرد کے دروازے پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرتا ہو، کیا اس کا میل کچیل رہ جائے گا؟“ حاضرین نے عرض کی: کوئی میل کچیل نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال یہی ہے، اللہ ان کے ذریعے سے خطائیں اور لغزشیں مٹا دیتا ہے۔“

اس مسئلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: سرسری غسل سے ظاہری میل کچیل دور ہوتا ہے، لیکن جو میل بدن کے حصوں میں جم گیا ہو وہ عام غسل سے دور نہیں ہوتا، مثلاً: مشینری کا میل کچیل، اس کے لیے بڑے اہتمام کے ساتھ بار بار صابن وغیرہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی طرح عام گناہ جس سے انسان کا دل زنگ آلود یا سیاہ نہیں ہوتا، وہ عام نماز سے معاف ہوتے رہتے ہیں، لیکن بڑے گناہ جن سے دل کالا ہو جاتا ہے، ان کی معافی کے لیے بڑے اہتمام اور توجہ کے ساتھ توبہ و استغفار والی نماز پڑھنی پڑتی ہے اور ان دعاؤں کا اہتمام کرنا پڑتا ہے جو توبہ اور استغفار پر مشتمل ہیں۔

(المعجم ٨١) بَابٌ: [مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ...] (التحفة ٦)

باب:81۔ میری امت کی مثال بارش جیسی ہے

٢٨٦٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى

[2869] سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٢٨٦٨- أخرجه مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، ح:٦٦٧ عن قتيبة والبخاري، ح:٥٢٨ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به ❊ وفي الباب عن جابر [مسلم، ح:٦٦٨].

٢٨٦٩- [حسن بطرقه وشواهده] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٠ من حديث حماد بن يحيى به وضعفه الجمهور وللحديث شواهد عند البزار والطبراني في الأوسط وغيرهما (انظر مجمع الزوائد: ١٠/ ٦٨ وغيره) ❊ وفي الباب عن عمار [البزار (كشف ◄◄

الْأَبَحُّ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ».

نے فرمایا: ''میری امت کی مثال بارش کی سی ہے، معلوم نہیں اس کا ابتدائی حصہ بہتر ہوگا یا آخری۔''

[قَالَ:] وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمَّارٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عُمَرَ. وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَيُرْوٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُثَبِّتُ حَمَّادَ بْنَ يَحْيَى الْأَبَحَّ، وَكَانَ يَقُولُ هُوَ مِنْ شُيُوخِنَا.

امام صاحب فرماتے ہیں: اس مسئلے میں سیدنا عمار، عبداللہ بن عمرو اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ اور یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حماد بن یحییٰ الابح کو ثقہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ہمارے اساتذہ میں سے ہے۔

فائدہ: بارش کا ہر حصہ خیر، مفید اور نافع ہے۔ اس کے ہر حصے کے نفع بخش اور باعث خیر و برکت ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اسی طرح یہ امت خیر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: [كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ] ''تم بہترین امت ہو۔'' شرف صحبت و رفاقت کے اعتبار سے تو ابتدائی تین جماعتیں: صحابی، تابعی، تبع تابعی بہتر ہیں، لیکن دین کی نشر و اشاعت، دفاع و تحفظ، اس کی تفصیل و توضیح کے اعتبار سے بعد کا کوئی فرد بھی بہتر ہو سکتا ہے، نیز بارش کا ابتدائی حصہ تو ہر صورت بہتر ہوتا ہے، لیکن بارش کی کثرت کی صورت میں آخری حصہ نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے، اس لیے بہتری کا ابہام امت کے ابتدائی تین قرون کو چھوڑ کر، بعد کے قرون کے اعتبار سے ہے۔

(المعجم ٨٢) بَابُ مَا جَاءَ [فِي] مَثَلِ ابْنِ آدَمَ وَأَجَلِهِ وَأَمَلِهِ (التحفة ٨)

باب: 82۔ ابن آدم (انسان)، اس کی موت اور اس کی امید کی مثال

٢٨٧٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ هٰذِهِ وَهٰذِهِ؟» وَرَمٰى بِحَصَاتَيْنِ. قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «هٰذَاكَ الْأَمَلُ وَهٰذَاكَ الْأَجَلُ».

[2870] سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو اس نزدیک اور دور والے کنکر کی مثال کیا ہے؟'' اور آپ نے دو کنکر پھینکے۔ حاضرین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ دور والا اس (انسان) کی امیدیں ہیں اور یہ نزدیک والا اس کی موت۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے

الأستار): ٣/ ٣١٩، ٣٢٠، ح: ٢٨٤٣ وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٧ وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٣١٩]، وعبدالله بن عمرو بن عمر [الطبراني، مجمع الزوائد: ١٠/ ٦٨].

٢٨٧٠ـ [ضعيف] * بشير بن المهاجر: ضعيف على الراجح.

هٰذَا الْوَجْهِ.

حسن غریب ہے۔

فائدہ: انسان اپنی زندگی میں لمبی لمبی تمنائیں اور آرزوئیں باندھتا ہے جن کا اس کی زندگی میں پورے ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ تمنائیں اور آرزوئیں دل میں لے کر اگلے جہان روانہ ہو جاتا ہے۔

٢٨٧١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِيمَا خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغَارِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلٰى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى عَلٰى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى وَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً؟ فَقَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَإِنَّهُ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2871] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس تمھاری مدت عمر پہلی امتوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسا کہ نماز عصر سے لے کر سورج کے غروب ہونے کا وقت۔ اور تمھاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جس نے کچھ مزدور کام کاج پر لگائے، اور ان سے پوچھا: کون میرا کام آدھے دن تک ایک ایک قیراط کے بدلے میں کرے گا، تو یہودیوں نے ایک ایک قیراط کے معاوضے پر کام کیا، پھر اس نے پوچھا: کون میرا کام آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط کے عوض کرے گا، تو نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر تم نماز عصر سے سورج کے غروب تک دو دو قیراط کے عوض عمل کر رہے ہو۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: ہمارا کام زیادہ ہے اور بدلہ کم۔ تو اس نے کہا: کیا میں نے تمھاری کچھ حق تلفی کی ہے؟ کہنے لگے: نہیں۔ اس نے کہا: تو (زیادہ دینا) یہ میرا فضل و احسان ہے جسے میں چاہوں دوں۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال کا اجر و ثواب مشقت اور تکلیف کے حساب سے نہیں ہوتا بلکہ اعمال کا اجر و ثواب عطا کرنا خالص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ ② امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام آخری امت ہے۔ اس کی عمریں گزشتہ امتوں کے مقابلے میں نہایت کم ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے ان کے چھوٹے چھوٹے اعمال کا بڑا اجر مقرر کیا ہے۔ ہر نیکی کا کم از کم ثواب دس گنا اور عمل کرنے والے کے اخلاص کی بدولت سات سو گنا تک عطا کیا جاتا ہے جبکہ ایک شب قدر کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ہے۔

٢٨٧١ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب الإجارة إلى صلاة العصر، ح: ٢٢٦٩ من حديث مالك به.

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيهَا رَاحِلَةً».

[2872] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں، آدمی کو ان میں سواری کے قابل ایک اونٹ بھی مشکل سے ملتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [رَاحِلَة] نوجوان، قوی اور سواری کے قابل اونٹنی۔ لوگوں میں ہمہ صفت کمال سے متصف لوگ انتہائی قلیل ہوتے ہیں، اس لیے صحبت و رفاقت اور اعتماد کے لیے سوچ سمجھ کر انتخاب کرنا چاہیے، نیز اگر انسان صرف باکمال انسان کی تلاش میں رہے تو وہ کسی کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتا۔

٢٨٧٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ: «لَا تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً» عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً أَوْ [قَالَ:] لَا تَجِدُ فِيهَا إِلَّا رَاحِلَةً».

[2873] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے زہری ہی کی اس سند کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے، آپ نے فرمایا: ''ان میں آپ کو ایک بھی سواری کے قابل اونٹ نہیں ملے گا۔'' اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تو بس سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں آپ کو ایک بھی سواری کے قابل اونٹ نہیں ملے گا۔'' یا آپ نے فرمایا: ''تجھے ان میں ایک ہی سواری کے قابل اونٹ ملے گا۔''

٢٨٧٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَأَنْتُمْ

[2874] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور میری امت کی مثال ایک ایسے آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی تو اس میں پتنگے اور پروانے گرنے لگے۔ میں تمھیں (بچانے کے لیے) تمھاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں (تاکہ تم آگ میں نہ گرو) اور تم

٢٨٧٢- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ: "الناس كإبل مائة لا تجد فيها راحلة"، ح:٢٥٤٧ من حديث عبدالرزاق به ورواه البخاري، ح:٦٤٩٨ من حديث الزهري وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٢٠٤٤٧.

٢٨٧٣- انظر الحديث السابق.

٢٨٧٤- أخرجه مسلم، الفضائل، باب شفقته ﷺ على أمته، ومبالغته في تحذيرهم مما يضرهم، ح:٢٢٨٤ عن قتيبة والبخاري، ح:٣٤٢٦ من حديث أبي الزناد به.

تَقْتَحِمُونَ فِيهَا». اس میں زبردستی کودر ہے ہو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور کئی [وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ]. سندوں سے منقول ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے دین وشریعت کی شمع روشن کی ہے تاکہ لوگ اس کی روشنی میں چل کر آخرت کی آگ سے بچ جائیں، لیکن لوگ اس کی مخالفت اور اپنی خواہشات کی پیروی کر کے، آپ ﷺ کی محنت وکوشش کے برعکس اپنی تباہی و بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ آپ کی پکار اور دعوت کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ آگ تو روشنی اور اس سے نفع حاصل کرنے کے لیے جلائی جاتی ہے، لیکن پتنگے اور پروانے اس سے نفع اٹھانے کے بجائے اس میں گر کر مرتے جلتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٢) أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣٨)

رسول اللہ ﷺ سے مروی قرآن مجید کے فضائل کا بیان

(المعجم ١) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ١)

باب: 1- فاتحۃ الکتاب کی فضیلت

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُبَيُّ» - وَهُوَ يُصَلِّي - فَالْتَفَتَ أُبَيٌّ فَلَمْ يُجِبْهُ، وَصَلّٰى أُبَيٌّ فَخَفَّفَ. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ مَا مَنَعَكَ يَا أُبَيُّ! أَنْ تُجِيبَنِي إِذْ دَعَوْتُكَ»؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: «أَفَلَمْ تَجِدْ فِيمَا أَوْحَى اللهُ إِلَيَّ أَنِ: ﴿اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾» قَالَ: بَلٰى وَلَا أَعُودُ إِنْ شَاءَ اللهُ. قَالَ: «أَتُحِبُّ أَنْ أُعَلِّمَكَ سُورَةً لَمْ يُنْزَلْ فِي

[2875] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''اے اُبی!'' وہ نماز پڑھ رہے تھے، سو اُبی رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور آپ کو جواب نہیں دیا، اور اُبی نے ہلکی پھلکی نماز پڑھ لی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹے اور عرض کی: سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم پر سلامتی ہو اے ابی! جب میں نے تجھے بلایا تھا تو تجھے جواب دینے سے کس چیز نے روکا؟'' انھوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے میری طرف جو اللہ نے وحی کی ہے (قرآن) اس میں یہ نہیں پایا: ''اللہ اور رسول کا کہنا مانو، جب وہ تمھیں حیات بخش چیز کی طرف بلائیں۔'' (الأنفال

٢٨٧٥- أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٧ من حديث العلاء به وصححه ابن خزيمة، ح: ١/ ٢٥٢، ح: ٥٠٠، ٥٠١، ٨٦١ وابن حبان، ح: ١٧١٤ والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٥٧، ٢/ ٢٥٨ ووافقه الذهبي ☆ وفي الباب عن أنس بن مالك [النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٧٢٣ وابن حبان، ح: ١٧١٣ والحاكم: ١/ ٥٦٠]، وأبي سعيد بن المعلى [البخاري، ح: ٤٤٧٤].

التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا ؟» قَالَ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ ؟» قَالَ: فَقَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ، وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا. وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُهُ».

(24:8) انھوں نے عرض کی: کیوں نہیں، ان شاء اللہ آیندہ یہ کام نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے ایسی سورت سکھاؤں جس جیسی نہ تورات میں اتاری گئی ہے نہ انجیل میں اور نہ زبور اور قرآن میں؟'' انھوں نے عرض کی: ہاں، اے اللہ کے رسول! اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''نماز میں کیسے پڑھتے ہو؟'' تو انھوں نے اُمّ القرآن (فاتحہ) پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس جیسی سورت نہ تورات میں اتاری گئی ہے نہ انجیل میں اور نہ زبور اور فرقان میں۔ بلاشبہ یہ سات بار بار پڑھی جانے والی آیات ہیں اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [وَفِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى].

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا انس بن مالک اور ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہما کی حدیثیں موجود ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بات حیات بخش اور زندگی افروز ہے، اسے بغیر کسی حیل و حجت کے بڑی مستعدی اور خوش دلی سے قبول کرنا چاہیے۔ ② سورۂ فاتحہ، تمام قرآن مجید کا منبع و سرچشمہ اور اس کے تمام مضامین پر حاوی ہے۔ ③ نماز میں قراءت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے ہوتا ہے اور اس کے پڑھے بغیر چارہ نہیں۔ ④ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (الحجر 87:15) سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ چونکہ یہ آیات نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں، اس لیے انھیں مثانی کا نام دیا گیا۔ یہ قرآن مجید کے تمام مقاصد اور مضامین پر مشتمل اور حاوی ہے، اس لیے اسے قرآن عظیم کا نام دیا گیا۔ قرآن مجید کے تمام مضامین توحید، رسالت، یعنی شریعت اور آخرت کے تحت آ جاتے ہیں اور فاتحہ میں یہ تینوں موجود ہیں، اس لیے نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا ضروری ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ (التحفة ٢)

باب: 2۔ سورۂ بقرہ اور آیۃ الکرسی کا بیان

٢٨٧٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ

[2876] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول

٢٨٧٦- [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٢١٧ من حديث أبي أسامة به وصححه

[الْحُلْوَانِيُّ] أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْثًا وَهُمْ [ذَوُو] عَدَدٍ فَاسْتَقْرَأَهُمْ فَاسْتَقْرَأَ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ - يَعْنِي مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ - فَأَتَى عَلَى رَجُلٍ مِّنْهُمْ مِّنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا، فَقَالَ: «مَا مَعَكَ يَا فُلَانُ»؟ فَقَالَ: مَعِيَ كَذَا وَكَذَا وَسُورَةُ الْبَقَرَةِ، فَقَالَ: «أَمَعَكَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ؟» [فَ]قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «[فَ]اذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيرُهُمْ» ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِهِمْ: وَاللهِ! [يَا رَسُولَ اللهِ!] مَا مَنَعَنِي أَنْ أَتَعَلَّمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ إِلَّا خَشْيَةَ أَنْ لَّا أَقُومَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ، فَاقْرَأُوهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِّسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوكِيَ عَلَى مِسْكٍ».

اللہ ﷺ نے کئی لوگوں پر مشتمل ایک لشکر روانہ فرمایا تو ہر ایک آدمی سے قرآن مجید سنا کہ اسے کتنا یاد ہے۔ آخر میں سب سے کم عمر ایک آدمی سے سنا تو اس سے فرمایا: ”(تجھے کتنا) قرآن یاد ہے اے فلاں؟“ تو اس نے عرض کی: مجھے فلاں، فلاں اور سورۂ بقرہ یاد ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے سورۂ بقرہ یاد ہے؟“ اس نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو چلو، تم ان کے امیر ہو۔“ چنانچہ ایک سردار (بلند مقام) آدمی نے کہا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! میں نے سورۂ بقرہ محض اس ڈر سے نہیں سیکھی کہ مجھے خطرہ تھا کہ میں اسے (نماز تہجد میں) پڑھ نہیں سکوں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن سیکھو اور اسے (نماز میں) پڑھو، کیونکہ قرآن کی مثال ایسے انسان کے لیے جو اسے سیکھتا، اس کی قراءت کرتا اور اسے نماز میں پڑھتا ہے، ایک ایسی تھیلی کی سی ہے جس میں کستوری بھری ہو، اس کی مہک اور خوشبو ہر جگہ پہنچ رہی ہے۔ اور اس شخص کی مثال جو اسے سیکھتا ہے اور سو رہتا ہے (رات کو قیام نہیں کرتا) حالانکہ وہ (قرآن) اس کے پیٹ میں ہے، اس تھیلی کی سی ہے جس کی کستوری کو باندھ دیا گیا ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ [اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ] عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا نَحْوَهُ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو (لیث بن سعد نے) سعید مقبری کی سند سے مرسلا بھی (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ چھوڑ کر) نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی بیان کیا ہے۔ اسے امام صاحب نے اپنے استاد قتیبہ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان نہیں کیا۔ اس مسئلے میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے۔

◄ ابن خزيمة: ٣/٥، ح: ١٥٠٩ وابن حبان، ح: ١٧٨٩ والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٣ ووافقه الذهبي ❀ عطاء مولى أبي أحمد مجهول وفي الباب عن أبي بن كعب [مسلم، ح: ٨١٠].

٢٨٧٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، وَإِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي تُقْرَأُ الْبَقَرَةُ فِيهِ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ».

[2877] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔“

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: قبرستان میں مردے ذکر وتلاوت اور کوئی عمل نہیں کرتے، اس وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر وتلاوت کے اثر اور ان کی برکات سے خالی رہتی ہے۔ وہاں جن بھوت بسیرا کر لیتے ہیں، اس طرح انسانوں کو اپنے گھروں کو قبرستان اور اپنے آپ کو مردے نہیں بنانا چاہیے، بلکہ اپنے گھروں میں ذکر، مذاکرہ، نوافل اور قراءتِ قرآن کا اہتمام کرنا چاہیے اور خصوصی طور پر سورۂ بقرہ کی برکت اور تاثیر یہ ہے کہ جس گھر میں اس کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے وہ شیطان کے اثرات اور تسلط سے محفوظ رہتا ہے۔

٢٨٧٨۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَفِيهَا آيَةٌ هِيَ سَيِّدَةُ آيِ الْقُرْآنِ [هِيَ] آيَةُ الْكُرْسِيِّ».

[2878] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کی کوئی چوٹی (بلندی ورفعت) ہوتی ہے اور بلاشبہ قرآن کی چوٹی سورۂ بقرہ ہے۔ اور اس میں ایک عظیم آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار وآقا ہے اور یہ آیت الکرسی ہے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ. وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ شُعْبَةُ وَضَعَّفَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف حکیم بن جبیر کی حدیث کی صورت میں آئی ہے اور اس پر شعبہ رحمہ اللہ نے جرح کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم ”قرآن کی چوٹی سورۂ بقرہ“ والی بات درست ہے۔ سورۂ بقرہ قرآن مجید کی سب سے لمبی سورت ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول وعقائد اور احکام شریعت کی جس قدر تفصیل اس سورت میں ہے، اتنی تفصیل قرآن مجید

٢٨٧٧۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد وسواء في هذا الراتبة وغيرها . . . إلخ، ح: ٧٨٠ من حديث سهيل به.

٢٨٧٨۔ [ضعيف] أخرجه الحميدي، ح: ٩٩٤ من حديث حكيم بن جبير به وصححه الحاكم: ١/ ٥٦٠، ٥٦١، ٢/ ٢٥٩ ووافقه الذهبي ※ حكيم بن جبير: ضعيف وحديث: "لكل شيء سنام وإن سنام القرآن سورة البقرة" حسن، له شواهد عند الحاكم: ١/ ٥٦١ وغيره وصححه الحاكم ووافقه الذهبي، وفي صحيح البخاري: "هي أعظم آية في القرآن" (٤٧٧٤) وحديث: "سيدة آي القرآن . . . " وله شواهد ضعيفة عند البيهقي (شعب الإيمان: ٢/ ٤٥٩، ح: ٢٣٩٧) وغيره.

کی کسی اور سورت میں نہیں ہے، اسی خصوصیت و امتیاز کی وجہ سے سورۂ فاتحہ جو قرآن کی اساس و بنیاد ہے اس کے فوراً بعد قرآن مجید میں اسی کو رکھا گیا ہے، اسی امتیاز کی وجہ سے اسے سنام القرآن (قرآن کی رفعت و بلندی اور کوہان) کا لقب دیا گیا ہے۔

٢٨٧٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ أَبُو سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [بْنِ أَبِي بَكْرٍ] الْمُلَيْكِيِّ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الْمُؤْمِنَ إِلَى ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ [غافر:١-٣] وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ حِينَ يُصْبِحُ، حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمَنْ قَرَأَهُمَا حِينَ يُمْسِي حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ».

[2879] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۃ المومن (آیت:1-3) تک اور آیۃ الکرسی کی صبح کے وقت تلاوت کی وہ ان کے سبب شام تک (شیطانی اثرات سے) محفوظ رہے گا اور جس نے ان کی شام کے وقت تلاوت کی وہ ان کے سبب صبح تک (رات بھر شیطانی غلبے سے) محفوظ رہے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ الْمُلَيْكِيِّ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ [وَزُرَارَةُ بْنُ مُصْعَبٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ جَدُّ أَبِي مُصْعَبٍ الْمَدَنِيِّ].

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ بعض اہل علم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ مُلیکی پر اس کے حافظے کے سبب جرح کی ہے۔ زرارہ بن مصعب جو عبدالرحمٰن بن عوف کا بیٹا ہے، وہ ابو مصعب مدنی کا دادا ہے۔

(المعجم ٣) بَابُ [حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْغُولِ....] (التحفة ٣)

باب:3۔غول (چھلاوا) کے بارے میں سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَخِيهِ [عِيسٰى]، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ سَهْوَةٌ فِيهَا تَمْرٌ، فَكَانَتْ تَجِيءُ الْغُولُ، فَتَأْخُذُ مِنْهُ، فَشَكٰى ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ،

[2880] سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صورت واقعہ یہ ہے کہ ان کا سٹور (گودام) تھا جس میں کھجوریں تھیں۔ چھلاوا آتا اور اس سے کھجوریں لے جاتا۔ انھوں نے اس بات کی شکایت نبی ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: ''جاؤ، جب اسے دیکھو تو کہنا: بسم اللہ، اللہ کے رسول

٢٨٧٩_ [ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٣٣٨٩ من حديث عبدالرحمن المليكي به * عبدالرحمن المليكي: ضعيف.
٢٨٨٠_ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٣ عن أبي أحمد به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٣١١ والبيهقي في دلائل النبوة: ٧/ ١٠٩_١١١ وغيرهما * وفي الباب عن أبي بن كعب [البيهقي في دلائل النبوة: ٧/ ١٠٩].

فَقَالَ: «اذْهَبْ [فَـ]إِذَا رَأَيْتَهَا فَقُلْ: بِسْمِ اللهِ أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ ﷺ»، قَالَ: فَأَخَذَهَا فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ فَأَرْسَلَهَا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ»؟ قَالَ: حَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ، قَالَ: «كَذَبَتْ وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ لِلْكَذِبِ»، قَالَ: فَأَخَذَهَا مَرَّةً أُخْرَى، فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ، فَأَرْسَلَهَا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ»؟ قَالَ: فَحَلَفَتْ أَنْ لَا تَعُودَ، فَقَالَ: «كَذَبَتْ، وَهِيَ مُعَاوِدَةٌ لِلْكَذِبِ». فَأَخَذَهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِكِ، حَتَّى أَذْهَبَ بِكِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي ذَاكِرَةٌ لَكَ شَيْئًا، آيَةَ الْكُرْسِيِّ اقْرَأْهَا فِي بَيْتِكَ، فَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ، وَلَا غَيْرُهُ، [قَالَ:] فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟» قَالَ: فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَتْ. قَالَ: «صَدَقَتْ وَهِيَ كَذُوبٌ».

کا حکم مان لے۔'' سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ آیندہ یہ کام نہیں کرے گا۔ اس پر انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' انھوں نے جواب دیا: اس نے قسم کھائی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ بولا اور وہ جھوٹ کا عادی ہے۔'' (وہ دوبارہ آیا تو) ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا، اس پر انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' انھوں نے عرض کی: اس نے قسم کھائی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے جھوٹ بولا ہے اور وہ جھوٹ کا عادی ہے۔'' پھر (تیسری مرتبہ) انھوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے نبی ﷺ کے پاس لے جائے بغیر نہیں چھوڑوں گا، تو اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمھیں ایک چیز (عمل) بتاتا ہوں۔ آیۃ الکرسی گھر میں پڑھا کرو، شیطان اور کوئی اور چیز تیرے قریب نہیں آئے گی۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''تیرے قیدی کا کیا بنا؟'' انھوں نے اس کی بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا جبکہ وہ انتہائی جھوٹا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گھر میں آیۃ الکرسی کی تلاوت کا اہتمام شیطان سے تحفظ اور پناہ کا ذریعہ ہے، اس وظیفے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم ٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ (التحفة ٢)

باب: 4۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کا بیان

٢٨٨١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2881] سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں، وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: آخری دو آیات سے ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ﴾ سے لے کر سورت کے آخر تک کا حصہ مراد ہے۔ ان آیات میں عقائد و ایمانیات اور اعمال صالحہ کا اجمالی تذکرہ ہے، اس لیے ان کا مفہوم و معنی ذہن میں رکھنا، اس قدر خیر و برکت کا ذریعہ ہے کہ انسان ان کی تلاوت کے اہتمام سے شیاطین کی شرارتوں سے بچ جاتا ہے۔ ان کی تلاوت، رات کے وظیفے اور عمل کے قائم مقام ہو جاتی ہے، یعنی تہجد اور قیام اللیل سے کفایت کرتی ہے۔ قرآن کی تلاوت کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

٢٨٨٢- حَدَّثَنَا [مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْمِيِّ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الْجَرْمِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ أَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَلَا يُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

[2882] سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک تحریر آسمان و زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے لکھی۔ اس سے دو آیتیں اتاریں جن سے سورۂ بقرہ کو مکمل کیا۔ جس گھر میں وہ (مسلسل) تین راتیں پڑھی جائیں گی، شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔

(المعجم ٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ (التحفة ٥)

باب:5۔ سورۂ آل عمران کی فضیلت

٢٨٨١- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، ح:٥٠٠٩ من حديث منصور ومسلم، ح:٨٠٨ من حديث إبراهيم به.

٢٨٨٢- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح:٩٦٧ من حديث حماد بن سلمة به وصححه ابن حبان، ح:١٧٢٦ والحاكم: ١/ ٥٦٢، ٢/ ٢٦٠ ووافقه الذهبي وللحديث علة غير قادحة.

٢٨٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَأْتِي الْقُرْآنُ، وَأَهْلُهُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا، تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَآلُ عِمْرَانَ»، قَالَ نَوَّاسٌ: وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ. قَالَ: «يَأْتِيَانِ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ وَبَيْنَهُمَا شَرْقٌ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ سَوْدَاوَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا ظُلَّةٌ مِّنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُجَادِلَانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا».

[2883] سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن اور اس کے وہ ماننے والے جو دنیا میں اس پر عمل کرتے تھے، آئیں گے۔ اس (قرآن) کے آگے آگے سورۂ بقرہ اور آل عمران ہوں گی۔'' سیدنا نواس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جو میں ابھی تک بھولا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ آئیں گی گویا کہ وہ سائبان ہیں اور ان کے درمیان روشنی کی چمک ہے، یا گویا کہ وہ دو سیاہ رنگ کے بادل ہیں، یا گویا کہ وہ دو صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ وہ اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والوں کی وکالت و مدافعت کریں گی۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ بُرَيْدَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ] وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ قِرَاءَتِهِ. كَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَمَا يُشْبِهُ هٰذَا مِنَ الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ. وَفِي حَدِيثِ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا فَسَّرُوا إِذْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَأَهْلُهُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا». فَفِي هٰذَا دَلَالَةٌ أَنَّهُ يَجِيءُ ثَوَابُ الْعَمَلِ.

اس مسئلے میں سیدنا بریدہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (اس سند سے) حسن غریب ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ان کی قراءت کا ثواب آئے گا۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر اور اس سے مشابہ احادیث کی تفسیر اسی طرح کی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب آئے گا۔ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کی تفسیر پر دلالت موجود ہے کیونکہ نبی ﷺ کا یہ فرمان: ''اور ان قرآن والوں کو لایا جائے گا جو دنیا میں اس پر عمل پیرا تھے'' یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ عمل کا ثواب آئے گا۔

فوائد و مسائل: ① [شَرْقٌ] نور، روشنی اور چمک۔ اس مفہوم کی دوسری حدیث میں نبیٔ اکرم ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت و قراءت کی تلقین کی اور فرمایا کہ قرآن اپنے اصحاب، یعنی اہل جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں، اس میں غور و فکر کرتے ہیں، اس کی تعلیم و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، اس کی نشر و اشاعت اور تحفظ و دفاع کا کام کرتے ہیں اور اس حدیث کی رو سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں، ان کی سفارش کرے گا۔ ② اس حدیث کی رو سے خصوصی طور پر یہ دو

٢٨٨٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، ح: ٨٠٥ من حديث الوليد بن عبدالرحمن به
* وفي الباب عن بريدة [أحمد: ٣٤٨/٥ والدارمي، ح: ٣٣٩٤]، وأبي أمامة [مسلم، ح: ٨٠٤].

سورتیں ان کی وکالت اور دفاع کریں گی۔ ان کا امتیاز وخصوصیت یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص سائے کا بہت ہی زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہوگا، یہ دونوں سورتیں سائبان یا بادل یا پرندوں کے پرے کی طرح اپنی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کے لیے سایہ کیے ہوں گی۔ ③ جس طرح اہل قرآن خود پیش ہوں گے، اسی طرح ان کی سفارش، وکالت اور مدافعت کے لیے خود قرآن اور یہ دو سورتیں پیش ہوں گی۔ اس تاویل کی ضرورت ہی نہیں کہ ان کے پڑھنے کا ثواب پیش ہوگا اور نہ حدیث سیدنا سمعان رضی اللہ عنہ اس تاویل پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس میں تو یہ ہے کہ اہل قرآن آئیں گے جو اس پر عمل کرتے تھے، ان کے ثوابِ عمل کے آنے کا تذکرہ تو نہیں ہے، نیز اگر قراءتِ قرآن کا ثواب آ سکتا ہے تو وہ بھی تو عرض ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن) کیوں نہیں آ سکتا جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

٢٨٨٤- وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فِي تَفْسِيرِ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا خَلَقَ اللهُ مِنْ سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ أَعْظَمَ مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ. قَالَ سُفْيَانُ: لِأَنَّ آيَةَ الْكُرْسِيِّ هُوَ كَلَامُ اللهِ وَكَلَامُ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ خَلْقِ اللهِ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

[2884] امام بخاری رحمہ اللہ کی سند سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین میں سے کسی کو آیۃ الکرسی سے بڑا نہیں بنایا، کی تفسیر سفیان بن عیینہ سے یہ نقل فرمائی ہے: کیونکہ آیۃ الکرسی اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام (اس کی صفت ہونے کے باعث) اللہ کی مخلوق آسمان ہو یا زمین سب سے زیادہ عظمت وبزرگی والا ہے۔

فائدہ: آیۃ الکرسی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں سے بنیادی اور اصولی صفات: حیات، قدرت، قیومیت، وحدانیت، ارادہ اور علم پر مشتمل ہے اور اللہ کی صفت کلام کا مظہر ہے، تو خالق اور مخلوق میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(المعجم ٦) بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَضْلِ] سُورَةِ الْكَهْفِ (التحفة ٦)

باب: 6۔ سورۂ کہف کی فضیلت

٢٨٨٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَقْرَأُ [سُورَةَ] الْكَهْفِ إِذْ رَأَى دَابَّتَهُ تَرْكُضُ فَنَظَرَ، فَإِذَا مِثْلُ الْغَمَامَةِ أَوِ

[2885] سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی (سورۂ) کہف کی قراءت کر رہا تھا۔ اچانک اس نے اپنے چوپائے (گھوڑے) کو دیکھا وہ اچھل کود رہا ہے۔ اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بادل جیسی کوئی چیز ہے۔ وہ رسول

٢٨٨٤- أخرجه البخاري في "خلق أفعال العباد" ص: ٣٣.

٢٨٨٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب نزول السكينة لقراءة القرآن، ح: ٧٩٥ من حديث أبي داود الطيالسي، والبخاري، ح: ٣٦١٤ من حديث شعبة به وهو في مسند الطيالسي، ح: ٧١٤ * وفي الباب عن أسيد بن حضير [البخاري، ح: ٥٠١٨ ومسلم، ح: ٧٩٦].

السَّحَابَةِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ مَعَ الْقُرْآنِ أَوْ نَزَلَتْ عَلَى الْقُرْآنِ».

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ واقعہ بتایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سکینت وطمانینت تھی جو قرآن کے ساتھ یا قرآن پر نازل ہوئی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس مسئلے میں سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی موجود ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی قراءت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینت واطمینان کے نزول کا باعث بنتی ہے اور بعض دفعہ یہ سکینت واطمینان ایک وجودی چیز کا روپ بھی دھار لیتی ہے۔

٢٨٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ».

[2886] سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ کہف کی تین ابتدائی آیات کی تلاوت کرتا ہے، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اسے امام صاحب اپنے دوسرے استاد کی سند سے، قتادہ ہی سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے، صحیح روایت میں دس آیات کا ذکر ہے۔ جو شخص ان آیات کی باقاعدہ تلاوت کرتا رہتا ہے اور ان کے مفہوم ومعنی پر دل کو جما لیتا ہے وہ کسی دجالی فتنے کا شکار نہیں ہوگا، کیونکہ دجال کی قدرت عارضی اور فانی ہوگی، اس میں استقلال اور ٹھہراؤ نہیں ہوگا، نہ اس کی سزا میں ٹھہراؤ اور نہ اس کی نعمت کو بقا ہے۔

(المعجم ...) بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَضْلِ] يٰسٓ (التحفة ...)

باب: 7- سورۂ یٰسین کی فضیلت

٢٨٨٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، قَالَا:

[2887] سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

٢٨٨٦- [شاذ] ورواه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ٨٠٩ عن محمد بن بشار به بلفظ: "من حفظ عشر آيات ... إلخ" وهو الصواب ❊ اختلف الرواة في قولهم: " في آخر سورة الكهف وفي أول سورة الكهف وهو الراجح".

٢٨٨٧- [ضعيف] أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٥٦، ح: ٣٤١٩ من حديث حميد به ❊ هارون أبو محمد: مجهول (تقريب) ❊ وفي الباب عن أبي بكر الصديق [الحكيم الترمذي كما في تحفة الأحوذي]، وأبي هريرة [البزار (كشف الأستار): ٣/ ٨٧، ◄◄

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ هَارُونَ أَبِي مُحَمَّدٍ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰسٓ، وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے اور جو یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے، اس کی قراءت کے سبب قرآن مجید کی دس دفعہ تلاوت لکھتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. وَبِالْبَصْرَةِ لَا يَعْرِفُونَ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَهَارُونُ أَبُو مُحَمَّدٍ شَيْخٌ مَجْهُولٌ. حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. وَلَا يَصِحُّ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ مِّنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف حمید بن عبدالرحمٰن کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اور بصرہ کے اہل علم قتادہ کی اس حدیث کو اسی سند سے جانتے ہیں اور ابومحمد ہارون مجہول شیخ ہے۔ امام صاحب ایک دوسرے استاد کی سند سے، حمید بن عبدالرحمٰن ہی سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آئی ہے جو اپنی سند کے اعتبار سے صحیح نہیں، اس کی سند ضعیف ہے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بھی آئی ہے۔

(المعجم ٨) بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَضْلِ] حٰمٓ الدُّخَانِ (التحفة ٨)

باب:8۔سورۃ الدخان کی فضیلت

٢٨٨٨ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي خَثْعَمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ».

[2888] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی رات سورۃ الدخان پڑھتا ہے، وہ ایسے صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بخشش طلب کرتے ہیں۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

◄◄ ح: ٢٣٠٤].

٢٨٨٨ـ [ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٧٢٠ من حديث عمر بن أبي خثعم به وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ١/ ٢٤٨.

مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَعُمَرُ بْنُ أَبِي خَثْعَمٍ يُضَعَّفُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں۔ (اس کے راوی) عمر بن ابی خثعم کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) کہتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے (اس کی روایت قابل حجت نہیں۔)

٢٨٨٩۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ».

[2889] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھے گا، اسے معاف کر دیا جائے گا۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [غَرِيبٌ] لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَهِشَامٌ أَبُو الْمِقْدَامِ يُضَعَّفُ، وَلَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، هٰكَذَا، قَالَ أَيُّوبُ وَيُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (غریب ہے۔) ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اور ہشام ابومقدام کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اور حسن کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع حاصل نہیں۔ ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید نے یہی کہا ہے۔

(المعجم ٩) بَابُ مَا جَاءَ فِي [فَضْلِ] سُورَةِ الْمُلْكِ (التحفة ٩)

باب:9۔ سورۂ ملک کی فضیلت

٢٨٩٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَّهُوَ لَا يَحْسَبُ أَنَّهُ قَبْرٌ، فَإِذَا فِيهِ قَبْرُ إِنْسَانٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْمُلْكِ حَتّٰى خَتَمَهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ

[2890] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور اس کا خیال نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک اسے معلوم ہوا کہ یہ ایک انسان کی قبر ہے جو سورۂ ملک پڑھ رہا ہے، حتیٰ کہ اس نے اسے پورا پڑھ لیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا خیمہ لگایا اور میرا یہ

٢٨٨٩۔ [ضعيف جدًا] أخرجه أبو يعلى، ح: ٦٢٢٤، ٦٢٣٢ من حديث هشام بن زياد أبي المقدام به ※ هشام أبو المقدام متروك (تقريب) وله شاهد ضعيف عند الطبراني: ٣١٦/٨، ح: ٨٠٢٦ بلفظ "من قرأ حم الدخان في ليلة الجمعة أو يوم جمعة، بنى الله له بيتًا في الجنة" فيه فضال بن جبير ضعيف.

٢٨٩٠۔ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧٥/١٢، ح: ١٢٨٠١ من حديث محمد بن عبدالملك بن أبي الشوارب والبيهقي في إثبات عذاب القبر ح: ١٤٦ من حديث يحيى بن عمرو بن مالك به وقال: "تفرد به يحيى بن عمرو بن مالك وهو ضعيف" ※ وفي الباب عن أبي هريرة [انظر الحديث الآتي].

اللهِ! [إِنِّي] ضَرَبْتُ خِبَائِي وَأَنَا لَا أَحْسَبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا [فِيهِ] إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْمُلْكِ حَتَّى خَتَمَهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

خیال نہ تھا کہ یہاں قبر ہے، تو اچانک معلوم ہوا کہ وہ قبر ہے اور اس میں ایک انسان سورۂ ملک پڑھ رہا ہے حتی کہ اس نے اسے مکمل پڑھا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (عذاب اور گناہوں سے) روکنے والی اور بچانے والی ہے۔ اسے عذاب قبر سے بچالے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے اور اس مسئلے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی موجود ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح روایت ان الفاظ سے مروی ہے: [سورة تبارك هِيَ المانعة من عذاب القبر] (الصحيحة، رقم: 1140) سورۂ ملک میں قرآنی مضامین اور اس کی دعوت کی تمام اساسات، توحید و رسالت اور قیامت زیر بحث آئی ہیں اور اس میں انذار (ڈراوے) کا پہلو غالب ہے، اسی بنا پر اس میں قیامت اور احوال قیامت کی تصویر کشی کی گئی ہے، اس لیے جو شخص اس کے مضامین و مطالب پر غور و فکر کرتا اور اسے اپنی زندگی کی اساس و بنیاد بناتا ہے، وہ آخرت کے لیے اہتمام و تیاری کرتا ہے، اس لیے وہ عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اگر ان سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کے مضامین و مطالب پر غور و فکر نہیں کرتے اور ان کے مطابق اپنی زندگی استوار کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اس لیے ہماری زندگی پر ان کا اثر نہیں پڑتا جو اصل مقصود ہے۔

٢٨٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سُورَةً مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ [سُورَةُ] تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ».

[2891] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ قرآن کی ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، اس نے ایک آدمی کی سفارش کی حتی کہ اسے بخش دیا گیا اور وہ سورہ: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ: یہ روایت حسن ہے، اس سے اس سورت کی فضیلت واضح ہے۔

٢٨٩٢- حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ

[2892] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٢٨٩١ـ أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب: في عدد الآي، ح: ١٤٠٠ وابن ماجه، ح: ٣٧٨٦ من حديث شعبة به وصححه ابن حبان، ح: ١٧٦٦ والحاكم: ٢/ ٤٩٧، ٤٩٨ ووافقه الذهبي وله شواهد.

٢٨٩٢ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٧٠٨ من حديث ليث بن أبي سليم به ولم ينفرد به ويأتي: ٣٤٠٤ بسند آخر عن أبي الزبير * حديث مغيرة بن مسلم رواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٧٠٦ أبو الزبير عنعن *

ابْنُ عِيَاضٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ، الٓمٓ تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ.

﴿الٓمٓ ○ تَنْزِيلُ﴾ اور ﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ پڑھے بغیر سوتے نہیں تھے۔

هٰذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ مِثْلَ هٰذَا. وَرَوَاهُ مُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا. وَرَوٰى زُهَيْرٌ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعْتَ مِنْ جَابِرٍ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيثَ؟ فَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ صَفْوَانُ أَوِ ابْنُ صَفْوَانَ وَكَأَنَّ زُهَيْرًا أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ. حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. قَالَ: حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ مِسْعَرٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: تَفْضُلَانِ عَلٰى كُلِّ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسَبْعِينَ حَسَنَةً.

یہ حدیث بہت سے راویوں نے لیث بن ابی سلیم سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور زُہیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو زبیر سے پوچھا: تو نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو یہ روایت بیان کرتے سنا ہے؟ تو ابو زبیر نے کہا: مجھے اس کی خبر صفوان یا اس کے بیٹے نے دی ہے، گویا زہیر کے نزدیک اس حدیث کا ابو زبیر سے بلاواسطہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرنا صحیح نہیں۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام صاحب امام طاؤس سے بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورت پر ستر نیکیاں زیادہ فضیلت رکھتی ہیں۔

(المعجم ١٠) بَابُ مَا جَاءَ فِي إِذَا زُلْزِلَتْ (التحفة ١٠)

باب:10۔سورۂ اذا زلزلت کا بیان

٢٨٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْجُرَشِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَلْمِ بْنِ صَالِحٍ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ: إِذَا زُلْزِلَتْ عُدِلَتْ لَهُ بِنِصْفِ الْقُرْآنِ. وَمَنْ قَرَأَ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ. عُدِلَتْ لَهُ بِرُبُعِ الْقُرْآنِ، وَمَنْ قَرَأَ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. عُدِلَتْ لَهُ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ».

[2893] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ﴾ کی تلاوت کی، وہ اس کے لیے نصف قرآن کے برابر ہو گی۔ جس نے ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ○﴾ کی قراءت کی، وہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کے برابر ہو گی۔ اور جس نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی، وہ اس کے لیے تہائی قرآن کے برابر ہو گی۔''

◂◂ فضيل هو ابن عياض وأثر طاوس سنده ضعيف من أجل ضعف ليث بن أبي سليم.

٢٨٩٣ـ [ضعيف بهذا السياق] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ١/ ٢٤٣ من حديث محمد بن موسى به و قال: "مجهول في النقل وحديثه غير محفوظ" يعني الحسن بن سلم وهو مجهول كما قال في التقريب أيضًا وشيخ الترمذي فيه لين ※ وفي الباب عن ابن عباس [يأتي: ٢٨٩٤].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى]: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا الشَّيْخِ الْحَسَنِ بْنِ سَلْمٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اسی شیخ حسن بن سلم کی حدیث کی صورت ہی میں جانتے ہیں۔ اس مسئلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی موجود ہے۔

فائدہ: سورۂ ''﴿إِذَا زُلْزِلَتِ﴾'' کی فضیلت کے علاوہ باقی روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ضعیف ہے۔ اور سورۂ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ اور سورۃ الاخلاص کی مذکورہ فضیلت دوسری صحیح روایات سے بھی ثابت ہے۔

۲۸۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا يَمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ الْعَنَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ، وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ».

[2894] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ﴾ نصف قرآن کے برابر ہے۔ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ يَمَانِ بْنِ الْمُغِيرَةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف یمان بن مغیرہ کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

۲۸۹۵- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ: «هَلْ تَزَوَّجْتَ يَا فُلَانُ؟» قَالَ: لَا، وَاللهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! وَلَا عِنْدِي مَا أَتَزَوَّجُ [بِهِ]. قَالَ: «أَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ؟» قَالَ: بَلٰى. قَالَ: «ثُلُثُ الْقُرْآنِ». قَالَ: «أَلَيْسَ مَعَكَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ؟» قَالَ: بَلٰى. قَالَ: «رُبُعُ الْقُرْآنِ»، قَالَ: «أَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ؟» قَالَ: بَلٰى. قَالَ: «رُبُعُ

[2895] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: ''کیا تو نے شادی کر لی ہے؟ اے فلاں!'' اس نے عرض کی: نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اور میرے پاس شادی کرنے کے وسائل بھی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ یاد نہیں؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ قرآن کا تہائی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ یاد نہیں؟'' اس نے کہا: ضرور۔ آپ نے فرمایا: ''وہ قرآن کا چوتھائی ہے۔''

۲۸۹۴ـ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٦٦ من حديث يزيد بن هارون به وصححه فتعقبه الذهبي بقوله: "بل يمان (ابن المغيرة) ضعفوه" وهو ضعيف كما في التقريب وغيره.

۲۸۹۵ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٤٦، ٢٢١ من حديث سلمة بن وردان به وهو ضعيف (تقريب وتسهيل الحاجة، ح: ٥١).

الْقُرْآنِ»، قَالَ: «أَلَيْسَ مَعَكَ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ؟» قَالَ: بَلٰى. قَالَ: «رُبُعُ الْقُرْآنِ». قَالَ: «تَزَوَّجْ تَزَوَّجْ».

آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے ﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُونَ ○﴾ یاد نہیں؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ قرآن کا چوتھائی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ﴾ یاد نہیں؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ چوتھائی قرآن ہے۔'' فرمایا: ''شادی کر، شادی کر لے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

(المعجم ١١) بَابُ مَا جَاءَ فِي سُورَةِ الْإِخْلَاصِ (التحفة ١١)

باب: 11۔ سورۂ اخلاص کا بیان

٢٨٩٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ امْرَأَةٍ [وَهِيَ امْرَأَةُ] أَبِي أَيُّوبَ [وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنِ امْرَأَةِ أَبِي أَيُّوبَ]، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ مَنْ قَرَأَ: اللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ فَقَدْ قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

[2896] سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے؟ جس شخص نے سورۂ اللہ الواحد الصمد پڑھ لی تو اس نے تہائی قرآن پڑھ لیا۔''

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي سَعِيدٍ وَقَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي مَسْعُودٍ.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَلَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ أَحْسَنَ مِنْ رِوَايَةِ زَائِدَةَ. وَتَابَعَهُ

اس مسئلے میں سیدنا ابودرداء، ابوسعید، قتادہ بن نعمان، ابوہریرہ، انس، ابن عمر اور ابومسعود رضی اللہ عنہم سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہمارے علم میں اس حدیث کو زائدہ رحمہ اللہ سے بہتر انداز میں

٢٨٩٦ـ [صحيح لغيره] أخرجه النسائي: ٢/ ١٧٢، ح: ٩٩٧ (الافتتاح، الفضل في قراءة "قل هو الله أحد" عن محمد بن بشار به وللحديث شواهد كثيرة) * وفي الباب عن أبي الدرداء [مسلم، ح: ٨١١]، وأبي سعيد [البخاري، ح: ٥٠١٣]، وقتادة بن النعمان [البخاري، ح: ٥٠١٤]، وأبي هريرة [يأتي: ٢٨٩٩]، وأنس [يأتي: ٢٨٩٨]، وابن عمر [الطبراني في الأوسط: ١/ ١٥١، ح: ١٨٨]، وأبي مسعود [ابن ماجه، ح: ٣٧٨٩] * عبدالله بن عمرو [مجمع الزوائد: ٢/ ٢٦٩].

عَلٰى رِوَايَتِهِ إِسْرَائِيلُ وَالْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ. وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مَّنْصُورٍ وَّاضْطَرَبُوا فِيهِ.

کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور اس کی اسرائیل اور فضیل بن عیاض نے بھی متابعت کی ہے۔ شعبہ اور بہت سے ثقہ راویوں نے یہ حدیث منصور سے بیان کی ہے اور اس میں اختلاف کیا ہے۔

٢٨٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ مَّوْلًى لِّآلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ مَوْلٰى زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ رَجُلًا يَّقْرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ [اللهُ الصَّمَدُ]. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَجَبَتْ». قُلْتُ: [وَ]مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: «اَلْجَنَّةُ».

[2897] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ نے ایک آدمی کو ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ○ اَللهُ الصَّمَدُ○﴾ پڑھتے سنا، تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے واجب ہوگئی۔'' میں نے پوچھا: کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''جنت۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. وَّابْنُ حُنَيْنٍ هُوَ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں یہ امام مالک بن انس کی حدیث ہی کی صورت میں آئی ہے۔ اور ابن حنین سے مراد عبید بن حنین ہے۔

فائدہ: دین کی روح اور مرکز توحید ہے۔ اس سورت میں توحید کی ایک جامع حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اس نے شرک کے تمام رخنوں کو بند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور ان صفات کے لازمی تقاضوں میں کسی دوسرے کی شرکت کا کوئی شائبہ نہیں رہنے دیا، اور توحید کا نتیجہ و انجام جنت ہے۔ اس سورت سے محبت اور اس کی بار بار تلاوت، توحید سے محبت اور اس پر پختگی اور استقامت کی دلیل ہے، اس لیے ایسے انسان کا ٹھکانا جنت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا پابند اور خوگر بنائے، آمین!

٢٨٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو سَهْلٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَتَيْ مَرَّةٍ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ. مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً إِلَّا أَنْ يَّكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ».

[2898] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے روزانہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ دو سو مرتبہ پڑھی، اس کے پچاس سال کے گناہ، سوائے قرض کے، مٹا دیے جائیں گے۔'' اسی سند سے نبی ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے: ''جس نے اپنے بستر پر سونے

٢٨٩٧_ أخرجه النسائي: ٢/ ١٧١، ح: ٩٩٥ (الافتتاح، باب الفضل في قراءة "قل هو الله أحد") من حديث مالك به وهو في الموطإ: ١/ ٢٠٨ وصححه الحاكم: ١/ ٥٦٦ ووافقه الذهبي.

٢٨٩٨_ [ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٨٤٥ من حديث محمد بن مرزوق به ٭ حاتم بن ميمون ضعيف (تقريب).

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَنَامَ عَلٰى يَمِينِهِ ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَهُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا عَبْدِي ادْخُلْ عَلٰى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ».

کا ارادہ کیا اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ گیا، پھر سو دفعہ سورت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی تو قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے کہے گا: اے میرے بندے! اپنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا عَنْ ثَابِتٍ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث، ثابت کی روایت سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے غریب ہے۔ اور ثابت سے اور سند سے بھی مروی ہے۔

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

[2899] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٩٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «احْشُدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ»، قَالَ: فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ. ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» إِنِّي لَأَرٰى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي قُلْتُ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنَّهَا تَعْدِلُ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ».

[2900] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جمع ہو جاؤ، کیونکہ میں ابھی تمھیں تہائی قرآن سناؤں گا۔" تو جنھوں نے جمع ہونا تھا، جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ (اپنے حجرے سے) نکلے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سنا کر پھر (گھر میں) داخل ہو گئے۔ ہم نے ایک دوسرے سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "میں ابھی تمھیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔" میرا خیال ہے یہ آپ کے پاس آسمان سے اطلاع آئی ہے (جسے سننے کے لیے آپ اندر چلے گئے ہیں۔) پھر اللہ کے نبی ﷺ نکلے اور فرمایا: "میں نے کہا تھا کہ میں ابھی تمھیں تہائی قرآن سناؤں گا، آگاہ رہو! بلاشبہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

٢٨٩٩ـ أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ثواب القرآن، ح: ٣٧٨٧ من حديث خالد بن مخلد به.

٢٩٠٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة: "قل هو الله أحد"، ح: ٨١٢ من حديث يحيى القطان به.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَأَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ اسْمُهُ سَلْمَانُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔ اور ابو حازم اشجعی کا نام سلمان ہے۔

فائدہ: [اُحْشُدُوا] جمع ہو جاؤ، لوگوں کو بھی اکٹھا کر لو۔ نبی ﷺ نے لوگوں کے اندر تجسس اور شوق کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے پہلے یہ بات نہیں بتائی کہ سورۂ اخلاص سناؤں گا اور وہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

٢٩٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ فَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ يَقْرَأُ بِهَا، افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ. حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَقْرَأُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرٰى فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرٰى، قَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِهَا فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ. وَكَانُوا يَرَوْنَهُ أَفْضَلَهُمْ وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: «يَا فُلَانُ! مَا يَمْنَعُكَ مِمَّا يَأْمُرُ بِهِ أَصْحَابُكَ، وَمَا يَحْمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ هٰذِهِ السُّورَةَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ؟» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ».

[2901] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی تھا جو مسجد قباء میں ان کا امام تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب کسی سورت سے نماز میں آغاز کرنا چاہتا وہ اسے پڑھتا اور اس کے آغاز میں ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتا، اس سے فارغ ہو کر پھر اس کے ساتھ دوسری سورت پڑھتا اور وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتا۔ اس کے مقتدیوں نے اس سے بات کی، کہنے لگے: آپ یہ سورت (اخلاص) پڑھتے ہیں، پھر آپ کے خیال میں آپ کے لیے یہ کافی نہیں ہوتی حتیٰ کہ آپ ایک اور سورت پڑھتے ہیں؟ یا تو آپ یہی پڑھ لیا کریں یا آپ اسے چھوڑ دیں اور کوئی اور سورت پڑھ لیا کریں۔ اس نے کہا: میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر تم اسی کے ساتھ میری امامت پسند کرو تو میں تمھاری امامت کراؤں گا اور اگر تم ناپسند کرو تو میں تمھاری امامت چھوڑ دوں گا۔ وہ اسے اپنے میں سے بہتر سمجھتے تھے، انھوں نے کسی اور کی امامت کو پسند نہ کیا۔ جس دن نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو انھوں نے آپ کو اس واقعے سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے فلاں! کون سی چیز تمھیں اپنے ساتھیوں کے مشورے پر عمل کرنے سے روکتی ہے اور کون سی چیز تمھیں ہر رکعت میں اس سورت کے

٢٩٠١ـ رواه البخاري عن إسماعيل بن أبي أويس (فتح الباري: ٢/ ٢٥٧ وابن خزيمة، ح: ٥٣٧ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ٧٧٤م ☆ حديث مبارك بن فضالة: رواه ابن عدي: ٦/ ٢٣٢٢ وهو في حديث صحيح.

پڑھنے پر آمادہ کرتی ہے؟'' اس پر اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ سورت محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرا دے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ [صَحِيحٌ] مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ. وَقَدْ رَوٰى مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، [فَ]قَالَ: «إِنَّ حُبَّكَ إِيَّاهَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ».

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن (صحیح) اور اس سند سے غریب ہے۔ اور مبارک بن فضالہ، ثابت کے واسطے ہی سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس سورت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سے بہت محبت ہے تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تیری اس سے محبت، تجھے جنت میں داخل کرا دے گی۔''

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرض نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا اور ترتیب کو نظر انداز کر دینا جائز ہے۔ اگر یہ طریقہ درست نہ ہوتا تو نبی ﷺ اسے منع فرما دیتے، لیکن چونکہ مقتدیوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور مقتدیوں کو اس پر اعتراض تھا، اس لیے آپ نے اس سے اپنے طرز عمل پر اصرار کرنے کی وجہ پوچھی کہ تم اپنے ساتھیوں کی بات کیوں نہیں مان رہے؟ اس نے وجہ بتا دی۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت سنائی۔ مذکورہ صحیح احادیث سے سورۃ الاخلاص کی فضیلت واضح ہے۔

(المعجم ١٢) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ١٢)

باب:12۔معوذتین کی فضیلت کا بیان

٢٩٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَدْ أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ آيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ، وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ».

[2902] سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کچھ آیات اتاری ہیں، ان جیسی (آیات اس سے پہلے) نہیں دیکھی گئیں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سورت کے آخر تک اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○﴾ سورت کے آخر تک۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: دین کی روح اور اساس و بنیاد توحید ہے اور خزانۂ توحید کی پاسبان اور محافظ یہ دونوں سورتیں ہیں، کیونکہ ان دونوں سورتوں میں پہلی بات یہ بتائی گئی کہ شیطان جیسے شاطر اور عیار دشمن سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ انسان صرف اپنے رب کی پناہ لے۔ پھر دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کون سی صفات ہیں جن کے واسطے سے بندے کو وہ پناہ حاصل ہوتی ہے جو اسے شیطان کے فتنوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔ تیسری چیز یہ بتائی گئی ہے کہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کی جدوجہد کا دائرہ کیا ہے اور اس کی رسائی کہاں تک ہے۔ اور اس کے سب سے زیادہ مؤثر حربے کون سے ہیں۔ اس طرح استعاذہ کے بارے میں ان سے زیادہ جامع اور مؤثر اور کوئی آیات نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ظاہری برائیوں اور موذی چیزوں اور باطنی برائیوں سے حفاظت کی بے پناہ تاثیر رکھی ہے، اس لیے نبی ﷺ نے سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ ہی کو فرمایا تھا: [تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا] (سنن أبي داود، الوتر، حديث: 1523) ”تم یہ سورتیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ کسی پناہ لینے والے نے ان کے مثل پناہ نہیں لی۔“ یعنی کوئی دعا ایسی نہیں جو پناہ میں ان دونوں سورتوں کے مثل اور برابر ہو۔

۲۹۰۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ».

[2903] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر نماز کے بعد، معوذتین پڑھنے کا حکم دیا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(المعجم ۱۳) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ قَارِئِ الْقُرْآنِ (التحفة ۱۳)

باب: 13۔ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت

۲۹۰۴- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُهُ» -

[2904] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اسے اس کی مہارت حاصل ہے (بے تکلف رواں پڑھتا ہے) وہ معزز و فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو اسے پڑھتا ہے،“ بقول ہشام: ”اور وہ اس کے لیے گراں ہے (اچھی

۲۹۰۳ـ أخرجه أبو داود، الوتر، باب: في الاستغفار، ح: ۱۵۲۳ وغيره من حديث علي بن رباح به وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۵۵ وابن حبان، ح: ۲۳٤۷ والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۵۳ ووافقه الذهبي وللحديث طرق أخرى.

۲۹۰٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة عبس، ح: ٤۹۳۷ من حديث شعبة ومسلم، ح: ۷۹۸ من حديث قتادة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۱٤۹۹.

قَالَ هِشَامٌ: - «وَهُوَ شَدِيدٌ عَلَيْهِ» - قَالَ شُعْبَةُ: - «وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

طرح رواں طور پر نہیں آ تا'' اور بقول شعبہ: ''اور وہ اس کے لیے مشقت وزحمت کا باعث ہے، اسے دو اجر ملیں گے۔''

امام ابوعیسیٰ ﷫ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [سَفَرَة، سافر] کی جمع ہے۔ اس سے مراد حامل وحی فرشتے ہیں۔ اور بقول بعض، انبیاء و رسل مراد ہیں۔ دونوں ہی سفیر اور پیغام پہنچانے والے ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے جو بندے اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ شغف و تعلق رکھتے ہیں اور تلاوت کی کثرت اور اہتمام وتوجہ کی وجہ سے اسے آسانی کے ساتھ رواں پڑھتے ہیں، انھیں حامل وحی فرشتوں یا انبیاء و رسل ﷩ کی معیت و رفاقت حاصل ہوگی، لیکن وہ ایماندار جنھیں قرآن پڑھنے کی مہارت حاصل نہیں ہے اور ان کے لیے آسانی اور روانی کے ساتھ پڑھنا ممکن نہیں، اس لیے زحمت و مشقت کے ساتھ، اٹک اٹک کر، تکلف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اجر وثواب کی اُمید پر مشقت کو ذوق شوق سے برداشت کرتے ہیں، انھیں اس زحمت و مشقت کا بھی الگ ثواب ملے گا۔ اسے شکستہ دل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ظاہر ہے انھیں تلاوت کا وہ اجر وثواب نہیں مل سکتا جو مہارت اور دسترس حاصل کرنے والوں کو ملتا ہے، ایسے ماہرین قرآن کو تو معزز، وفادار اور فرماں بردار سفراء کی رفاقت و معیت کا شرف حاصل ہوگا، کیونکہ ان کا قرآن سے ربط و تعلق اور شغف و اہتمام بہت زیادہ ہے، اس لیے اجر وثواب بھی زیادہ ہے۔

٢٩٠٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

[2905] سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا اور اسے زبانی یاد کیا، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، اس کے سبب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے دس گھر والوں کے لیے، جو (اپنے برے اعمال کی بنا پر) دوزخ کے مستحق ہوں گے، سفارش قبول فرمائے گا۔''

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو عُمَرَ بَزَّازٌ كُوفِيٌّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ.

یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ اور اس کی سند صحیح نہیں۔ اور حفص بن سلیمان ابوعمر بزاز کوفی، حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے گئے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت تو سخت ضعیف ہے، تاہم یہ بات دوسری روایات سے ثابت ہے کہ گناہ گار مسلمان کے حق میں سفارش ہو سکے گی اور وہ سفارش سے دوزخ سے نکل آئیں گے۔

٢٩٠٥- [ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٢١٦ من حديث أبي عمر حفص بن سليمان القارئ به وهو: "متروك الحديث مع إمامته في القراءة" (تقريب) وكثير بن زاذان مجهول (أيضًا).

(المعجم ١٤) بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْقُرْآنِ (التحفة ١٤)

٢٩٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ الطَّائِيِّ، عَنِ ابْنِ أَخِي الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ قَالَ: مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيثِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَلَا تَرَى النَّاسَ قَدْ خَاضُوا فِي الْأَحَادِيثِ؟ قَالَ: أَوَقَدْ فَعَلُوهَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ»، فَقُلْتُ: مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «كِتَابُ اللهِ فِيهِ نَبَأُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ، وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللهُ، وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللهِ الْمَتِينُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ، هُوَ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ، وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ، وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ، وَلَا يَخْلَقُ عَلَى كَثْرَةِ الرَّدِّ، وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ﴾، مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ، وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ، وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ» خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ.

باب: 14۔ قرآن مجید کی فضیلت

[2906] حارث اعور بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے گزرا۔ لوگ بے مقصد اور فضول گفتگو میں مشغول تھے۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ لوگ باتوں میں لگے ہوئے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: کیا وہ یہ حرکت کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے فرمایا: آگاہ رہو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”خبردار! فتنہ برپا ہو گا۔“ میں نے پوچھا: اس سے نکلنے کی صورت کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب، اس میں تم سے پہلے لوگوں کے (سبق آموز) واقعات ہیں، اور تمھارے بعد کے حالات سے آگاہی ہے، (انسانی اعمال و اخلاق کے دنیوی و اخروی نتائج وثمرات کا بیان ہے۔) اور تمھارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے ان کا حکم و فیصلہ ہے (حق و باطل، صحیح و غلط اور حلال و حرام کا بیان ہے) کیونکہ وہ قول فیصل (دوٹوک اور فیصلہ کن) ہے۔ وہ فضول بات اور یاوہ گوئی نہیں۔ جو کوئی جابر و سرکش (غرور و سرکشی سے) اسے چھوڑے گا (اس سے منہ موڑے گا) اللہ تعالیٰ اسے توڑ کے رکھ دے گا (تباہ و برباد کر دے گا۔) اور جو کوئی ہدایت و رہنمائی کہیں اور تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بے راہ کر دے گا (وہ ہدایت سے محروم رہے گا۔) وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط و مستحکم رسی ہے (اس تک پہنچنے کا مضبوط ذریعہ ہے) اور حکمت بھرا نصیحت نامہ ہے۔ وہ سیدھی راہ ہے۔

٢٩٠٦ـ [ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٣٣٣٤ من حديث حسين بن علي الجعفي به، ورواه البغوي في شرح السنة: ٤/ ٤٣٧ـ ٤٣٩، ح: ١١٨١ من حديث أبي المختار ❊ ابن أخي الحارث الأعور، تابعه محمد بن كعب القرظي (أحمد: ١/ ٩١) وأبو البختري (الدارمي، ح: ٣٣٣٥) عن الحارث الأعور به وهو ضعيف مشهور.

وہی ہے جس کے اتباع سے خواہشات و خیالات کج نہیں ہوتے اور اس سے زبانیں التباس (گڈ مڈ) کا شکار نہیں ہوتیں (اس میں زبانوں کی راہ سے تحریف داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ قیامت تک محفوظ رہے گی) اور اہل علم اس سے کبھی سیر نہیں ہوں گے (قرآن میں غور وفکر اور اس کے حقائق و معارف کی تلاش وجستجو کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔) اور وہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوگا (بار بار پڑھنے سے اس کا لطف کم نہیں ہوگا بلکہ جتنا اس میں غور وفکر بڑھایا جائے گا اس کا لطف دوبالا بلکہ سہ بالا ہوتا جائے گا) اور اس کے عجائبات (اس کے دقیق ولطیف حقائق و معارف) کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ وہی ہے جسے سن کر جن بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ''ہم نے عجیب، حیرت انگیز قرآن سنا ہے جو ہدایت وبھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے، سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔'' جس نے اس کے موافق بات کی اس نے سچ بولا اور جس نے اس پر عمل کیا وہ اجر وثواب کا حق دار ٹھہرا اور جس نے اس کے موافق فیصلہ کیا، اس نے عدل وانصاف کیا اور جس نے اس کی طرف بلایا، اس کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی گئی۔'' اے اعور! ان کلمات اور باتوں کو یاد رکھنا اور قبول کرنا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ وَإِسْنَادُهُ مَجْهُولٌ. وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ مَقَالٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف حمزہ زیات کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔ اس کی سند مجہول ہے (اس کے دو راوی مجہول ہیں۔) اور حارث کی حدیث میں کلام ہے (کیونکہ یہ جھوٹا اور رافضی ہے۔)

(المعجم ١٥) بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ (التحفة ١٥)

باب: 15۔قرآن مجید کی تعلیم دینے کی فضیلت

٢٩٠٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

[2907] ابوعبدالرحمٰن، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر اور افضل وہ بندہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرتا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا، وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ حَتّٰى بَلَغَ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں: یہی حدیث ہے جس نے مجھے میری اس مسند (تعلیم و تدریس) پر بٹھایا ہے۔ انھوں نے قرآن کی تعلیم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے حجاج بن یوسف کے دور تک دی۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسے دوسرے انسانی کلاموں پر اسی طرح فوقیت وفضیلت حاصل ہے جس طرح خالق کو اپنی مخلوق پر برتری اور فوقیت حاصل ہے، اس لیے اس کا سیکھنا اور سکھانا تمام اچھے اور بہتر کاموں سے افضل و اشرف ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک پیغمبرانہ وظیفہ اور عمل ہے۔ نبی ﷺ کا مقصد بعثت قرآنِ کریم پہنچانا، اس کی تعلیم دینا، اس کے حقائق و معارف (حکمت) سکھانا اور اس کے ذریعے سے لوگوں کے نفوس اور ان کے اعمال و اخلاق اور معاملات کا تزکیہ کرنا ہے، اس لیے جو انسان قرآن مجید کی تعلیم و تعلم (اس کے سیکھنے سکھانے کو) اپنی زندگی کا شغل اور وظیفہ بناتا ہے وہ گویا کہ نبی ﷺ کے مشن کا علم بردار اور خادم ہے اور اسے دوسروں پر وہی فضیلت و برتری حاصل ہے جو آپ ﷺ کو دوسروں پر حاصل ہے۔ ② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آغازِ خلافت سے عہدِ حجاج کے انتہا تک تقریباً 72 سال بنتے ہیں۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اختتامِ خلافت سے حجاج کی گورنری کے آغاز تک 38 سال بنتے ہیں۔ لیکن ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے کس سال تدریس کا آغاز کیا، اس کی تعیین کسی ذریعے سے نہیں ہو سکی، اس لیے ابوعبدالرحمٰن کے تدریسی دورانیے کی صحیح مدت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگلی دونوں روایات سے بھی قرآن کریم کی تعلیم و تعلم کی فضیلت واضح ہے۔

٢٩٠٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ [السُّلَمِيِّ]، عَنْ عُثْمَانَ [بْنِ عَفَّانَ]

[2908] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر (یا افضل) وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''

٢٩٠٧- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٥٠٢٧ من حديث شعبة به وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٧٣.

٢٩٠٨- أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٥٠٢٨ من حديث سفيان الثوري به ورواه أحمد: ١/ ٦٩ عن يحيى القطان عن سفيان وشعبة به ※ قول شعبة، صحيح عنه ※ وفي الباب عن علي [يأتي: ٢٩٠٩] وسعد.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُكُمْ أَوْ أَفْضَلُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا رَوٰى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَسُفْيَانُ لَا يَذْكُرُ فِيهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ. وَقَدْ رَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَهٰكَذَا ذَكَرَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: وَأَصْحَابُ سُفْيَانَ لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ عَنْ سُفْيَانَ: عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَهُوَ أَصَحُّ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ زَادَ شُعْبَةُ فِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ، وَكَأَنَّ حَدِيثَ سُفْيَانَ أَشْبَهُ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: مَا أَحَدٌ يَعْدِلُ عِنْدِي شُعْبَةَ، وَإِذَا خَالَفَهُ سُفْيَانُ أَخَذْتُ بِقَوْلِ سُفْيَانَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] سَمِعْتُ أَبَا عَمَّارٍ يَذْكُرُ عَنْ وَكِيعٍ، [قَالَ:] قَالَ شُعْبَةُ: سُفْيَانُ أَحْفَظُ مِنِّي، وَمَا حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ أَحَدٍ بِشَيْءٍ فَسَأَلْتُهُ إِلَّا وَجَدْتُهُ كَمَا حَدَّثَنِي. وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ.

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ روایت عبدالرحمٰن بن مہدی اور بہت سے راویوں نے سفیان ثوری کی سند سے اسی طرح بیان کی ہے کہ سفیان اپنی سند میں سعد بن عبیدہ کا واسطہ بیان نہیں کرتے۔ اور یہی روایت یحییٰ بن سعید القطان، سفیان اور شعبہ دونوں سے بیان کرتے ہیں تو سعد بن عبیدہ کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ امام محمد بن بشار کا قول ہے کہ سفیان کے شاگرد سعد بن عبیدہ کا واسطہ بیان نہیں کرتے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے اس سند میں سعد بن عبیدہ کا اضافہ کیا ہے، گویا کہ سفیان کی حدیث ہی صحت سے قریب تر ہے۔ علی بن عبداللہ (المدینی) یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں: میرے نزدیک شعبہ کا ہم پلہ کوئی نہیں، لیکن جب سفیان اس کی مخالفت کرتا ہو تو میں سفیان کا قول لیتا ہوں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ امام شعبہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سفیان مجھ سے بڑھ کر یاد رکھتا ہے اور جب بھی سفیان نے مجھے کسی کی بات سنائی اور میں نے اس سے براہ راست پوچھا تو اس کی بیان کردہ صورت کے مطابق پایا۔ اس مسئلے میں سیدنا علی اور سعد رضی اللہ عنہما سے بھی روایات آئی ہیں۔

٢٩٠٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

[2909] سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین بندہ وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَهٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صرف عبدالرحمٰن بن اسحاق کی سند سے جانتے ہیں۔

(المعجم ١٦) بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنَ الْقُرْآنِ مَا لَهُ مِنَ الْأَجْرِ (التحفة ١٦)

باب:16۔ جو بندہ قرآن کا ایک حرف پڑھتا ہے، اسے کتنا اجر ملے گا؟

٢٩١٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «[مَنْ قَرَأَ حَرْفًا] مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ، وَّلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيمٌ حَرْفٌ».

[2910] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھتا ہے تو اسے اس کے عوض ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے (کیونکہ یہ ایک کلمہ ہے) لیکن الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ. سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: بَلَغَنِي أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ وُلِدَ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، وَيُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَرَفَعَهُ بَعْضُهُمْ، وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ. وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ يُكْنٰى أَبَا

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ محمد بن کعب قرظی، نبی ﷺ کے دور حیات میں پیدا ہوا۔ اس کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ یہ حدیث اور سندوں سے بھی بیان کی گئی ہے۔ بعض راوی اس کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعض سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہراتے ہیں۔

٢٩٠٩ـ [صحيح لغيره] أخرجه عبد الله بن أحمد: ١/ ١٥٣، والدارمي، ح: ٣٣٤٠ من حديث عبدالواحد بن زياد به وسنده ضعيف والحديث السابق شاهد له.

٢٩١٠ـ أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٢١٦ت ٢٧٩ عن محمد بن بشار به وللحديث شواهد كثيرة.

حَمْزَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بندہ اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے گا تو حروف تہجی (الف، با، تا) کے ہر حرف کی تلاوت ایک نیکی شمار ہوگی جو اجر وثواب کے اعتبار سے دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ قرآن مجید کی تلاوت کے ثواب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ تلاوت معنی ومفہوم سمجھ کر ہی کی گئی ہو، کیونکہ حروف مقطعات کی تلاوت معنی ومفہوم سمجھے بغیر ہی کی جاتی ہے۔

(المعجم ١٧) بَابُ [مَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ] (التحفة ١٧)

باب: 17۔ بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب اللہ کے کلام کی طرح کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتا

٢٩١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا أَذِنَ اللهُ لِعَبْدٍ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيهِمَا، وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُذَرُّ عَلَى رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِي صَلَاتِهِ، وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ».

[2911] سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے کسی عبادت پر اتنی زیادہ توجہ نہیں دیتا جتنی ان دو رکعتوں پر دیتا ہے جنھیں وہ پڑھتا ہے۔ اور جب تک بندہ اپنی نماز میں ہوتا ہے اس کے سر پر وفاداری و اطاعت بکھیری جاتی ہے، یعنی نیکی کی رحمت اور اجر برستا ہے اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب سب سے زیادہ اس سے نکلنے والے کلام کی تلاوت سے ملتا ہے۔''

قَالَ أَبُو النَّضْرِ: يَعْنِي الْقُرْآنَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

ابونضر کہتے ہیں: اور (اس سے جو نکلتا ہے سے) مراد قرآن ہے۔ اور یہ روایت زید بن ارطاۃ کی دوسری سند سے مرسلاً بھی بیان کی گئی ہے۔

٢٩١٢- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكُمْ لَنْ تَرْجِعُوا إِلَى اللهِ بِأَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْآنَ».

[2912] جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اس سے بہتر طریقے سے نہیں لوٹو گے جتنا اس سے نکلنے والی چیز، یعنی قرآن سے لوٹتے ہو۔''

٢٩١١ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٨ عن أبي النضر هاشم بن القاسم به ❊ ليث بن أبي سليم ضعيف وانظر الحديث الآتي.
٢٩١٢ـ [ضعيف لإرساله] أخرجه أبو داود في المراسيل، ح: ٥٣٨ من حديث ابن مهدي به ووصله الحاكم: ١/ ٥٥٥ والبيهقي في الأسماء والصفات، ص: ٢٣٦ وهو وهم ومع ذلك صححه الحاكم ووافقه الذهبي ❊ معاوية هو ابن صالح، وللحديث شاهد ضعيف شاذ عند الحاكم: ٢/ ٤٤١ وصححه ووافقه الذهبي، فيه كاتب الليث ضعيف والراوي عنه ضعيف.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَبَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ قَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَتَرَكَهُ فِي آخِرِ أَمْرِهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسی سند سے آئی ہے۔ بکر بن خنیس پر ابن مبارک نے جرح کی ہے اور آخرکار اسے چھوڑ دیا تھا۔

(المعجم ١٨) بَابٌ: [إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ] (التحفة ١٨)

باب:18۔ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں، کھنڈر (بے آباد) گھر کی طرح ہے

٢٩١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ».

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2913] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ شخص جس کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ جس شخص کو قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد نہیں اس کا دل خیر و برکت اور روحانیت سے خالی ہے کیونکہ دل کی آبادی اور زیب و زینت ایمان اور قرآن سے ہے، جس طرح مکان کی آبادی اس کے مکینوں سے اور زیب و زینت ساز و سامان سے ہے، جو ان سے خالی ہو وہ ویران ہوتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد کر کے اپنے دل کو آباد و شاد کرنا چاہیے۔

٢٩١٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُقَالُ - يَعْنِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ -: اقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُ بِهَا».

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[2914] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حافظ قرآن کو فرمایا جائے گا: قرآن پڑھ اور چڑھ اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو دنیا میں ترتیل سے (آہستہ آہستہ) پڑھتا تھا کیونکہ تیرا مقام اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تو پڑھے گا۔''

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: اس میں حافظ قرآن کی فضیلت کا بیان ہے جبکہ وہ اسے کثرت سے اور آہستہ آہستہ پڑھنے کو معمول بنا لے کہ اسے جتنا قرآن یاد ہوگا اسی حساب سے اسے ترتیل سے پڑھنے اور جنت کے درجات میں چڑھتے جانے کا حکم ہوگا، اس لیے جسے

٢٩١٣- [ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٣ عن جرير بن عبدالحميد به * قابوس فيه لين (تقريب).

٢٩١٤- أخرجه أبو داود، الوتر، باب: كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ١٤٦٤ من حديث سفيان الثوري به وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٠ والذهبي في تلخيص المستدرك: ١/ ٥٥٣ وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٨٠.

جنت میں بلند درجات حاصل کرنے کا شوق ہو، وہ قرآن یاد کرے، اس کی تلاوت کو معمول بنائے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

٢٩١٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! حَلِّهِ فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ! زِدْهُ، فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ! ارْضَ عَنْهُ، فَيَرْضَى عَنْهُ فَيُقَالُ [لَهُ]: اقْرَأْ وَارْقَ وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةٌ».

[2915] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن حافظ قرآن آئے گا تو (قرآن) عرض کرے گا: اے اللہ! اسے عزت و تکریم سے نواز، تو اسے عزت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! اس کی زیب و زینت میں اضافہ فرما، تو اسے عزت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا: اے آقا! اس سے راضی ہو جا، تو وہ اس سے خوش اور راضی ہو جائے گا اور اسے کہا جائے گا: پڑھتا جا، چڑھتا جا، اور ہر آیت کے عوض ایک نیکی بڑھتی جائے گی۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ].
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] وَهٰذَا أَصَحُّ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے استاد محمد بن بشار کی سند سے اس کے ہم معنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ (موقوف حدیث) عبدالصمد کی شعبہ سے (مرفوع حدیث سے) زیادہ صحیح ہے۔ امام صاحب اپنے استاد کی دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن حافظ قرآن کو زیب و زینت ملے گی، بلند درجات حاصل ہوں گے، نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگی۔

(المعجم ١٩) بَابٌ [لَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا] (التحفة ١٩)

باب: 19۔ اس سے زیادہ کوئی سنگین جرم نہیں کہ آدمی کوئی سورت یاد کر کے اسے بھلا دے

٢٩١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِيُّ:

[2916] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٩١٥_ أخرجه الحاكم: ١/ ٥٥٢ من حديث عبدالصمد به وصححه ووافقه الذهبي ورواه أحمد: ٢/ ٤٧١ من حديث أبي صالح به مختصرًا.

٢٩١٦_ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كنس المسجد، ح: ٤٦١ عن عبدالوهاب بن عبدالحكم به * ابن جريج ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر میری امت کے اجر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ وہ تنکا جسے آدمی مسجد سے باہر نکالتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے زیادہ بڑا نہیں دیکھا کہ قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد کر کے انسان اسے بعد میں بھلا دے۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [قَالَ:] وَذَاكَرْتُ بِهِ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَاسْتَغْرَبَهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَعْرِفُ لِلْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ سَمَاعًا مِّنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا قَوْلَهُ حَدَّثَنِي مَنْ شَهِدَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ:] وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: لَا نَعْرِفُ لِلْمُطَّلِبِ سَمَاعًا مِّنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَأَنْكَرَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ أَنْ يَكُونَ الْمُطَّلِبُ سَمِعَ مِنْ أَنَسٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے اور ہم اسے اسی سند سے جانتے ہیں۔ میں نے اس کا تذکرہ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) سے کیا تو انھوں نے اسے نہ جانا اور اسے غریب قرار دیا۔ اور امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا: میرے علم میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب نے کسی صحابیِ رسول سے نہیں سنا، سوائے اس بات کے جو اس نے کہی کہ مجھے اس نے بتایا جو نبی ﷺ کے خطبے میں حاضر تھا۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کا قول بھی یہی ہے کہ مطلب کو کسی صحابی سے سننے کا موقع نہیں ملا۔ امام علی بن مدینی نے مطلب کے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سننے کا انکار کیا ہے۔

(المعجم ٢٠) بَابُ [مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللهَ بِهِ ....] (التحفة ٢٠)

باب: 20۔ قرآن پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے

٢٩١٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَارِيءٍ يَقْرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ

[2917] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے (لوگوں سے) سوال کیا، تو سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا، پھر کہا: میں نے رسول

◄ عنعن ولم يسمع من المطلب شيئًا، والمطلب بن عبدالله لايعرف له سماع عن أنس كما قال البخاري وغيره ومع ذلك صححه ابن خزيمة، ح: ١٢٩٧ فقال الحافظ في النكت: ١/ ٤٠٧ : "غفل ابن خزيمة عن علته فأخرجه في المساجد من صحيحه" وله شاهد ضعيف عند عبدالرحمن بن أحمد بن الحسن الرازي في فضائل القرآن وتلاوته، ح: ٥ . فيه من لم أعرفه وعنعنة الثوري.

٢٩١٧- [حسن لغيره] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٩ عن أبي أحمد الزبيري به وسنده ضعيف وللحديث شواهد عند أبي عبيد والحاكم: ٤/ ٥٤٧ وأبي داود، ح: ٨٣٠ وغيرهم.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللهَ بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ».

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص قرآن کی تلاوت کرے، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، کیونکہ جلد ہی ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور اس کے ذریعے سے لوگوں سے مانگیں گے۔''

وَقَالَ مَحْمُودٌ: وَهٰذَا خَيْثَمَةُ الْبَصْرِيُّ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ وَلَيْسَ هُوَ خَيْثَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَخَيْثَمَةُ هٰذَا شَيْخٌ بَصْرِيٌّ يُكْنٰى أَبَا نَصْرٍ قَدْ رَوٰى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَادِيثَ، وَقَدْ رَوٰى جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ خَيْثَمَةَ هٰذَا أَيْضًا.

امام صاحب کے استاد محمود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کے راوی خیثمہ بصری ہیں جن سے جابر جعفی روایت بیان کرتا ہے۔ یہ خیثمہ بن عبدالرحمٰن نہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہ خیثمہ بصری شیخ ہے۔ اس کی کنیت ابو نصر ہے۔ اس نے بہت سی روایات سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہیں اور جابر جعفی بھی اس خیثمہ سے روایت بیان کرتا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے پڑھنا چاہیے اور اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا چاہیے۔ اسے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے پڑھنا اور اس کو لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ بنانا درست نہیں بلکہ ایک فتنہ اور مصیبت ہے، اس لیے سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔

٢٩١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ».

[2918] سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قرآن کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھتا ہے، اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ. وَقَدْ خُولِفَ وَكِيعٌ فِي رِوَايَتِهِ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَبُو فَرْوَةَ يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ الرَّهَاوِيُّ لَيْسَ بِحَدِيثِهِ بَأْسٌ إِلَّا رِوَايَةَ ابْنِهِ مُحَمَّدٍ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَرْوِي عَنْهُ مَنَاكِيرَ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] وَقَدْ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ أَبِيهِ هٰذَا الْحَدِيثَ فَزَادَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ صُهَيْبٍ،

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قابل اعتماد نہیں اور وکیع کی اس روایت میں مخالفت کی گئی ہے۔ امام محمد (بخاری رحمہ اللہ) کا قول ہے: ابو فروہ یزید بن سنان رہاوی کی حدیث میں کوئی حرج نہیں، مگر جب اس کا بیٹا محمد اس سے روایت کرے (تو درست نہیں) کیونکہ وہ اس سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن سنان نے یہ روایت اپنے باپ سے بیان کی ہے تو

٢٩١٨_ [ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٠/ ٥٣٧، ح: ١٠٢٥٠ عن وكيع به * يزيد بن سنان: ضعيف وأبو المبارك: مجهول * حديث محمد بن يزيد بن سنان: أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٣٦، ح: ٧٢٩٥.

وَلَا يُتَابَعُ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ عَلَى رِوَايَتِهِ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَأَبُو الْمُبَارَكِ رَجُلٌ مَجْهُولٌ.

اس کی سند میں راویوں کا اضافہ کیا ہے۔ اور محمد بن سنان کی روایت کی متابعت نہیں کی گئی اور وہ ضعیف ہے اور ابو مبارک مجہول آدمی ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم یہ بات صحیح ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے محرمات کا ارتکاب نہ کیا جائے اور جو انسان اس کے محرمات کا بے پروائی سے ارتکاب کرتا ہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا قرآن پر ایمان صحیح نہیں۔ اور اگر اس کی حرام کردہ اشیاء کو حلال خیال کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سمجھتا۔

٢٩١٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

[2919] سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کی بلند قراءت کرنے والا کھلم کھلا صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور چھپ کر قراءت کرنے والا، خفیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَمَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الَّذِي يُسِرُّ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي يَجْهَرُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ أَفْضَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ. وَإِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لِكَيْ يَأْمَنَ الرَّجُلُ مِنَ الْعُجْبِ لِأَنَّ الَّذِي يُسِرُّ بِالْعَمَلِ لَا يُخَافُ عَلَيْهِ بِالْعُجْبِ مَا يُخَافُ عَلَيْهِ فِي الْعَلَانِيَةِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں: جو بندہ قرآن کی قراءت پوشیدہ طور پر کرتا ہے، وہ اس بندے سے بہتر ہے جو علانیہ طور پر قرآن پڑھتا ہے، کیونکہ اہل علم کے نزدیک پوشیدہ صدقہ، علانیہ صدقے سے افضل ہے۔ اور یہ مفہوم اہل علم اس لیے لیتے ہیں تاکہ انسان خود پسندی سے محفوظ رہے، کیونکہ جو انسان پوشیدہ طور پر عمل کرتا ہے اس کے بارے میں خود پسندی کا اس قدر خطرہ یا اندیشہ نہیں ہوسکتا جتنا علانیہ کی صورت میں ہوسکتا ہے۔

فائدہ: اگر علانیہ قراءت یا صدقے میں نمود ونمائش اور خود پسندی کا اندیشہ ہو تو پھر یہ کام پوشیدہ طور پر کرنا بہتر ہے اور اگر دکھلاوے، سناوے اور خود پسندی کا خطرہ نہ ہو بلکہ دوسروں کو ترغیب دینے کا ذریعہ ہو تو پھر یہ کام علانیہ طور پر کرنا بہتر ہے۔ نمود و نمائش اور خود پسندی کا خطرہ فرض اور نفل دونوں قسم کے صدقے میں موجود ہے۔

٢٩١٩- أخرجه أبو داود، التطوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٣٣ من حديث إسماعيل بن عياش به وتابعه معاوية بن صالح عند النسائي وغيره ورواه سليمان بن موسى عن كثير بن مرة به وصححه ابن حبان، ح: ٦٥٨، ١٧٩١ وللحديث شواهد كثيرة عند الحاكم: ١/ ٥٥٥ وغيره.

(المعجم ٢١) بَابُ [قِرَاءَةِ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرِ قَبْلَ النَّوْمِ...] (التحفة ٢١)

باب:21۔سونے سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر کی تلاوت کرنا

٢٩٢٠ـ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالزُّمَرَ.

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَأَبُو لُبَابَةَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ قَدْ رَوٰى عَنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ غَيْرَ حَدِيثٍ وَيُقَالُ اسْمُهُ: مَرْوَانُ. حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ فِي كِتَابِ التَّارِيخِ.

[2920] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (عموماً) سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام محمد بن اسماعیل (بخاری رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ابولبابہ بصری شیخ ہے۔ اس سے حماد بن زید نے بہت سی روایات بیان کی ہیں اور اس کا نام مروان بتایا جاتا ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ سونے سے پہلے مختلف سورتیں پڑھا کرتے تھے، کبھی سب اور کبھی بعض، اس لیے روایات میں کوئی تضاد نہیں۔

٢٩٢١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ [وَ] يَقُولُ: «إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ آيَةٍ».

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[2921] سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سونے سے پہلے وہ سورتیں پڑھتے جن کا آغاز لفظ تسبیح کے مادے سے ہوتا ہے اور آپ فرماتے: ”ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بہتر ہے۔“

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

فائدہ: سات سورتیں ایسی ہیں جن کا آغاز تسبیح کے مادے سے ہوتا ہے: سورۂ بنی اسرائیل، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور اعلیٰ، ان کو مسبحات کا نام دیا جاتا ہے۔

٢٩٢٠ـ أخرجه النسائي: ٤/ ١٩٩، ح: ٢٣٤٩ (الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي ... إلخ) وأحمد: ٦/ ٦٨ والحاكم: ٢/ ٤٣٤ من حديث حماد بن زيد به وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٦٣ ☆ أبو لبابة هو مروان العقيلي البصري، وقول البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٣٧٢، ت: ١٥٩٣.

٢٩٢١ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول عند النوم، ح: ٥٠٥٧ من حديث بقية به وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ١٢٨ وعبدالله بن بلال مجهول والصواب أنه مرسل كما في عمل اليوم والليلة، للنسائي، ح: ٧١٥.

(المعجم ٢٢) بَابٌ: [فِي فَضْلِ قِرَاءَةِ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ] (التحفة ٢٢)

باب:22۔ سورۂ حشر کی آخری آیات کی تلاوت کی فضیلت

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ الْخَفَّافُ: حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي نَافِعٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوذُ بِاللهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. وَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ».

[2922] سیدنا معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے صبح کے وقت تین دفعہ [أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم] پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے 70 ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا جو اس کے لیے شام تک دعا کرتے رہیں گے۔ اور اگر وہ اس دن فوت ہو گیا تو شہید فوت ہوگا اور جس نے یہی عمل شام کو کیا، اسے یہی مقام حاصل ہوگا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔

(المعجم ٢٣) بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٢٣)

باب:23۔ نبی ﷺ کی قراءت کی کیفیت وصورت

٢٩٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ؟ وَكَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ، ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ

[2923] یعلیٰ بن مملک ؒ سے روایت ہے کہ اس نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ ام سلمہ ؓ سے نبی ﷺ کی قراءت اور آپ کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: تمھیں آپ کی نماز سے کیا نسبت (تمھارے بس میں نہیں ہے) آپ نماز پڑھتے، پھر نماز کے بقدر سو جاتے، پھر جس قدر سوئے ہوتے، نماز پڑھتے، پھر جس قدر

٢٩٢٢ـ [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦ عن أبي أحمد الزبيري به ※ خالد بن طهمان صدوق ضعيف من جهة حفظه ولم يثبت أنه حدث بهذا الحديث قبل الاختلاط.

٢٩٢٣ـ [ضعيف بهذا التمام] أخرجه أبو داود، الوتر، باب: كيف يستحب الترتيل في القراءة، ح: ١٤٦٦ من حديث الليث بن سعد به وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٥٨ ※ يعلى بن مملك مقبول ولم يتابع عليه.

قِرَاءَةٌ مُفَسَّرَةٌ حَرْفًا حَرْفًا.

نماز پڑھتے اس قدر سو جاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر انھوں نے آپ کی قراءت کی کیفیت بتائی تو انھوں نے بیان کیا کہ آپ ایک ایک حرف الگ الگ پڑھتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. وَقَدْ رَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ، وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف لیث بن سعد کی اسی سند سے آئی ہے۔ یہی روایت ابن جریج، ابن ابی ملیکہ کے واسطے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قراءت الگ الگ کرتے تھے، ہر ایک حرف جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ اور لیث کی حدیث صحیح تر ہے۔

٢٩٢٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ [هُوَ رَجُلٌ بَصْرِيٌّ] قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ كَانَ يُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ؟ فَقَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَصْنَعُ رُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ، فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. فَقُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ [قَدْ] كَانَ يَفْعَلُ، قَدْ كَانَ رُبَّمَا أَسَرَّ، وَرُبَّمَا جَهَرَ، قَالَ: فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قَالَ: قُلْتُ: فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ. قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

[2924] عبداللہ بن ابی قیس (جو بصری آدمی ہے) بیان کرتا ہے کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر پڑھنے کی کیفیت پوچھی کہ آپ وتر رات کے ابتدائی حصے میں پڑھتے تھے یا آخر میں؟ تو انھوں نے جواب دیا: ہر طرح پڑھ لیتے تھے۔ بسا اوقات وتر رات کے ابتدائی حصے میں پڑھتے اور بعض دفعہ رات کے آخری حصے میں پڑھتے۔ میں نے کہا: اللہ ہی شکر و حمد کا حق دار ہے جس نے معاملے میں وسعت رکھی۔ پھر میں نے پوچھا: آپ قراءت کیسے فرماتے تھے، کیا قراءت آہستہ (پوشیدہ) کرتے تھے یا بلند آواز سے؟ انھوں نے فرمایا: دونوں طرح کر لیتے تھے۔ بعض دفعہ پوشیدہ قراءت کی اور بعض دفعہ بلند۔ میں نے کہا: اللہ ہی تعریف کا حق دار ہے جس نے اس مسئلے میں وسعت رکھی۔ میں نے پوچھا: جنابت کی صورت میں کیا طریقہ تھا، کیا سونے سے پہلے نہا لیتے تھے یا نہانے سے پہلے سو جاتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہر طرح کیا، بسا اوقات نہا کر سوئے اور بعض دفعہ وضو کر کے سو گئے۔ میں نے کہا: تعریف کا مستحق اللہ ہے جس نے معاملے میں

٢٩٢٤ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . إلخ، ح: ٣٠٧ عن قتيبة به.

وسعت رکھی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ اس سند سے غریب ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے رات کی نماز جسے وتر سے تعبیر کیا گیا ہے، رات کے ہر حصے میں پڑھی ہے: آغاز میں، درمیان میں اور آخر میں اور عموماً رمضان کے سوا نماز پڑھ کر سو جاتے تھے، پھر صبح کی نماز کے لیے اٹھتے تھے اور زندگی کے آخری دور میں آخری حصے میں پڑھتے تھے۔

(المعجم ٢٤) بَابٌ: [أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلٰى قَوْمِهِ لِأُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي] (التحفة ٢٥)

باب: 24۔ کوئی شخص ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے تاکہ میں اپنے رب کا کلام پہنچا سکوں

٢٩٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ يَعْرِضُ نَفْسَهُ بِالْمَوْقِفِ، فَقَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلٰى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي».

[2925] سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ وقوف عرفات کے موقع پر (لوگوں کے سامنے) اپنے آپ کو پیش کرتے اور فرماتے: ”کیا کوئی آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے، کیونکہ قریش نے مجھے اس بات سے روک دیا ہے کہ (میں لوگوں تک) اپنے رب کا کلام پہنچاؤں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

فائدہ: جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کھلم کھلا دعوت وتبلیغ کا حکم دیا تھا، آپ حج کے موسم میں عرب کے مشہور ترین بازار عکاز، مجنہ اور ذوالمجاز میں مختلف قبائل کے خیموں اور ٹھکانوں پر جاتے اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے۔ یہ بازار باری باری ذوالقعدہ سے آٹھ ذوالحجہ تک لگتے تھے۔ اس کے بعد لوگ مناسک حج کی ادائیگی کے لیے فارغ ہو جاتے۔ نو ذوالحجہ کو آپ ﷺ مقام عرفات میں دعوت دیتے، منیٰ کے ایام میں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا، آخرکار یثرب کے لوگ آپ کو لے جانے کے لیے تیار ہو گئے اور آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

(المعجم ٢٥) بَابٌ: (التحفة...)

باب: 25۔ بلاعنوان

٢٩٢٥- أخرجه أبو داود، السنة، باب: في القرآن، ح: ٤٧٣٤ عن محمد بن كثير به * سالم بن أبي الجعد مذكور في المدلسين ولا يثبت هذا عنه. والله أعلم.

٢٩٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ».

[2926] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس بندے کو قرآن نے میری یاد اور مجھ سے مانگنے سے مشغول رکھا، میں اسے اس سے افضل عطا کروں گا جو مانگنے والوں کو عنایت کرتا ہوں۔ اور دوسرے کلاموں پر اللہ کے کلام کو ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٩٢٦ـ [ضعيف] أخرجه عبدالرحمن بن أحمد بن الحسن الرازي في فضائل القرآن وتلاوته، ح: ٧٦ من حديث شهاب بن عباد والدارمي: ٢/ ٤٤١، ح: ٣٣٥٩ من حديث محمد بن الحسن بن أبي يزيد به وهو ضعيف (تقريب) وعطية العوفي ضعيف مدلس مشهور وللحديث شواهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ١١٥ وخلق أفعال العباد: ٥٤٤ وغيره.

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٣) أَبْوَابُ الْقِرَاءَاتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٣٩)

رسول اللہ ﷺ سے منقول قراءت کے مسائل

(المعجم ١) [بَابٌ: فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (التحفة ١)

باب: 1- فاتحۃ الکتاب کی قراءت کا بیان

٢٩٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقْرَأُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. ثُمَّ يَقِفُ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. ثُمَّ يَقِفُ. وَكَانَ يَقْرَأُهَا: (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ).

[2927] سیدہ ام سلمہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قراءت میں ہر آیت پر ٹھہرتے تھے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھ کر ٹھہر جاتے۔ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کے بعد ٹھہر جاتے اور اس آیت کو (بلا الف) (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھتے۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ. وَبِهِ يَقْرَأُ أَبُو عُبَيْدٍ وَيَخْتَارُهُ، هٰكَذَا رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، وَغَيْرُهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا وَصَفَتْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ حَرْفًا حَرْفًا. وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ وَلَيْسَ فِي

امام ابوعیسیٰ ؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ابوعبید (قاسم بن سلام) نے اسی طرح پڑھا ہے اور اسے پسند کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید اُموی اور دوسرے راویوں نے ابن جریج سے اسی طرح ابن ابی ملیکہ کے واسطے سے براہ راست ام سلمہ ؓ سے بیان کیا ہے۔ اس کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ لیث بن سعد نے یہ حدیث ابن ابی ملیکہ سے یعلیٰ بن مملک کے واسطے سے ام سلمہ ؓ سے بیان کی ہے

٢٩٢٧- [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٢، ح: ٢٧١١٨ عن يحيى بن سعيد الأموي به وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٩٣ والنووي والحاكم: ٢/ ٢٣٢ على شرط الشيخين ووافقه الذهبي وله شاهد تقدم: ٢٩٢٣ وللحديث لون آخر عند أبي داود، ح: ٤٠٠١.

حَدِيثِ اللَّيْثِ: وَكَانَ يَقْرَأُ: (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ).

کہ انھوں نے نبی ﷺ کی قراءت کی صورت بیان کرتے ہوئے فرمایا: آپ ایک ایک حرف الگ الگ پڑھتے تھے۔ اور لیث کی حدیث ہی زیادہ صحیح ہے اور لیث کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① آیات کو الگ الگ ٹھہر کر پڑھنا، اگرچہ ان کا باہمی معنی اور لفظی تعلق موجود ہو درست ہے، حالانکہ بات ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پر پوری ہوتی ہے، کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تیسری صفت (بشرطیکہ الرحمٰن الرحیم دونوں کو دوسری صفت بنایا جائے) پوری ہوتی ہے، اس لیے وقف تام یہاں ہوتا ہے۔ ② امام ابوعبید قاسم بن سلام ایک جلیل القدر امام ہیں، لیکن قرائے سبعہ میں سے نہیں ہیں۔ ③ اور یہ لفظ تقریباً 13 صورتوں میں پڑھا گیا ہے۔ دیکھیے: (البحر المحیط) ④ ابن ابی ملیکہ کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست سننے کا موقع بھی ملا ہے۔ (تحفة الأحوذي: 199/8) اس لیے ممکن ہے انھوں نے یہ حدیث بلا واسطہ اور بالواسطہ دونوں طریقوں سے سنی ہو۔

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأُرَاهُ قَالَ: وَعُثْمَانَ كَانُوا يَقْرَؤُونَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾.

[2928] سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ، سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور بقول امام زہری انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی لیا، یہ سب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الف کے ساتھ) پڑھتے تھے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا الشَّيْخِ أَيُّوبَ بْنِ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيِّ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَقْرَؤُونَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ [الفاتحة:٣] وَ[قَدْ] رَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَقْرَؤُونَ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے زہری کی یہ حدیث صرف شیخ ایوب بن سوید رملی بیان کرتا ہے اور زہری کے بعض شاگردوں نے زہری سے یوں بیان کی ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الف کے ساتھ) پڑھتے تھے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی سند سے زہری سے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے تھے۔

٢٩٢٨ـ [ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار (تحفة الأخيار): ٨/ ٢٠٣، ح: ٥٨٦٦ من حديث أيوب بن سويد به ✽ أيوب بن سويد ضعيف وحديث الزهري عن سالم عن أبيه أخرجه ابن أبي داود في المصاحف، ص: ١٠٣ وغيره وفيه "مخبر مجهول"، وحديث عبدالرزاق رواه أبو داود، ح: ٤٠٠٠ وهو ضعيف لإرساله.

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: (أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ).

[2929] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: [أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ].

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: أَخْبَرَنَا [عَبْدُاللهِ] بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَأَبُو عَلِيِّ بْنُ يَزِيدَ هُوَ أَخُو يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، وَهٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ: تَفَرَّدَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، وَهٰكَذَا قَرَأَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْعَيْنُ بِالْعَيْنِ اتِّبَاعًا لِهٰذَا الْحَدِيثِ.

امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اور ابوعلی بن یزید، یونس بن یزید کا بھائی ہے اور یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بقول امام محمد (بخاری رحمہ اللہ): یونس بن یزید سے یہ حدیث بیان کرنے میں ابن مبارک منفرد ہے اور ابوعبید نے بھی اسی طرح، اس حدیث کی پیروی کرتے ہوئے، اَلْعَيْنُ بِالْعَيْنِ پڑھا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اعراب کا حل یوں ہے کہ [أنّ] کا اسم [النفس] محلاً مرفوع ہے، اگرچہ [أنّ] کا اسم ہونے کے سبب منصوب ہے۔ اس لیے بعض قاریوں نے نفس کے محل پر عطف کرتے ہوئے [العين] کو مرفوع پڑھا ہے اگرچہ ہماری قراءت (قراءت حفص) میں العین کو منصوب ہی پڑھا جاتا ہے۔

٢٩٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، عَنْ عُتْبَةَ ابْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: «هَلْ تَسْتَطِيعُ رَبَّكَ».

[2930] سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: [هَلْ تَسْتَطِيعُ رَبَّكَ].

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ. وَرِشْدِينُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ ابْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں اسے صرف رشدین بن سعد بیان کرتا ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی حدیث کے سلسلے میں ضعیف قرار دیے

٢٩٢٩ـ [ضعيف] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٧٧ من حديث ابن المبارك به وتفرد به يونس كما قال الطبراني في الأوسط، ح: ١٥٣ ❊ الزهري عنعن.

٢٩٣٠ـ [ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ٦٩، ح: ١٢٨ من حديث رشدين بن سعد به ❊ عبدالرحمن بن زياد ضعيف ورشدين مثله.

جاتے ہیں۔

فائدہ: [رَبَّكَ، أَنْ تَسْئَلَ] محذوف کا مفعول بہ ہونے کے سبب منصوب ہے اگر چہ ہماری قراءت میں [هَلْ يَسْتَطِيعُ] کا فاعل ہونے کی وجہ سے [رَبُّكَ] مرفوع ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٢) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ هُودٍ] (التحفة ٢)

باب:2۔ (سورۂ ہود سے)

٢٩٣١- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَؤُهَا: (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ).

[2931] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پڑھتے تھے: [إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ].

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ نَحْوَ هٰذَا، وَهُوَ حَدِيثُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ [قَالَ:] وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ، يَقُولُ: أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ هِيَ أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ. [قَالَ أَبُو عِيسَى:] كِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدِي وَاحِدٌ، وَقَدْ رَوَى شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، غَيْرَ حَدِيثٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ، وَهِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُ هٰذَا.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو بہت سے راویوں نے ثابت بُنانی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ شہر بن حوشب نے یہ حدیث اسماء بنت یزید سے بھی بیان کی ہے اور اسماء بنت یزید کو ام سلمہ انصاریہ بھی کہتے ہیں، اس لیے میرے نزدیک دونوں حدیثیں ایک ہی ہیں۔ شہر بن حوشب نے بہت سی روایات ام سلمہ انصاریہ سے بیان کی ہیں جو اسماء بنت یزید ہی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نبی ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کرتی ہیں۔

فائدہ: اس قراءت کی رُو سے [عَمِلَ] ماضی کا صیغہ ہے اور [غَيْرَ صَالِحٍ] اس کا مفعول ہے اور ہماری قراءت میں [عَمَلٌ] مصدر ہے اور غَيْرُ صَالِحٍ اس کی صفت ہونے کے سبب مرفوع ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٢٩٣٢- [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَارُونُ النَّحْوِيُّ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ

[2932] سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ (ہود 46:11)

٢٩٣١ـ [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٨٢، ٣٩٨٣ من حديث ثابت به.

٢٩٣٢ـ [صحيح لغيره] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٤ عن وكيع به.

صَالِحٍ﴾ [هود:٤٦].

فائدہ: شہر بن حوشب ام المومنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایات بیان کرتا ہے اور مسند احمد اور مسند طیالسی میں حدیث نمبر: 2931 ام سلمہ انصاریہ اور ام سلمہ ام المومنین، دونوں سے بیان کی گئی ہے، اس لیے ممکن ہے کہ یہ حدیث دراصل مذکورہ بالا حدیث ہی ہو۔

(المعجم ٢) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْكَهْفِ] (التحفة ٢)

باب: 3۔ (سورۂ کہف سے متعلق)

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ: أَخْبَرَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا﴾ [الكهف:٧٦] مُثَقَّلَةً.

[2933] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا﴾ شد کے ساتھ۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثِقَةٌ، وَأَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ شَيْخٌ مَجْهُولٌ [لَا أَدْرِي مَنْ هُوَ] وَلَا نَعْرِفُ اسْمَهُ.

امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ امیہ بن خالد ثقہ اور ابو جاریہ عبدی مجہول شیخ ہے۔ مجھے علم نہیں، وہ کون ہے۔ اور ہمیں اس کے نام کا علم نہیں۔

فائدہ: [لَدُنِّي] کا نون مشدد اور مخفف [لَدُنِي] دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ جمہور کی قراءت نون مشدد کے ساتھ ہے جبکہ امام نافع نے نون کی تخفیف سے پڑھا ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں لغتیں ہی فصیح ہیں اور قراء علماء نے دونوں طرح قراءت کی ہے، اس لیے قاری جس قراءت کو بھی اختیار کرے، وہ درست ہے، تاہم میرے نزدیک لام کے زبر، دال کی پیش اور نون کی شد والی جو (ہماری معروف) قراءت ہے زیادہ پسند ہے۔ (تفسير الطبري: 287/15)

٢٩٣٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ مِّصْدَعٍ أَبِي يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ [الكهف:٨٦].

[2934] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾۔

٢٩٣٣- [صحيح دون قوله "مثقّلة"] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٨٥ من حديث أمية بن خالد به.

٢٩٣٤- [صحيح لغيره] أخرجه أبو داود، ح: ٣٩٨٦ من حديث محمد بن دينار به واختلط في آخر عمره، ح: ٢٣٨٦ وباقي السند حسن وللحديث شواهد عند الحاكم: ٢/ ٢٤٤ وغيره.

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. وَالصَّحِيحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِرَاءَتُهُ، وَيُرْوٰى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اخْتَلَفَا فِي قِرَاءَةِ هٰذِهِ الْآيَةِ وَارْتَفَعَا إِلٰى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فِي ذٰلِكَ. فَلَوْ كَانَتْ عِنْدَهُ رِوَايَةٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَاسْتَغْنٰى بِرِوَايَتِهِ، وَلَمْ يَحْتَجْ إِلٰى كَعْبٍ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے، کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن عباس اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کا اس آیت کی قراءت کے بارے میں اختلاف ہوا تو دونوں نے اس سلسلے میں کعب احبار کی طرف رجوع کیا۔ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس نبی ﷺ کی قراءت کی روایت ہوتی تو وہ اس قراءت کی بنا پر کعب کی طرف جانے سے بے نیاز ہوتے، ان کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

فائدہ: اس لفظ کی ایک قراءت عین حامية ہے اور ایک عین حمئة ہے۔ حامیہ کے معنی گرم ہیں اور حمئة کے معنی سیاہ مٹی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت عین حمئة ہے جبکہ دیگر قراء ابن عامر، حمزہ، کسائی اور ابوبکر کی قراءت میں عين حامية ہے۔ دونوں قراءتیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ لہٰذا امام ترمذی کا عین حمئة والی قراءت کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف قرار دینا درست نہیں ہے۔ کعب احبار ایک جلیل القدر تابعی ہیں جو تورات کے علم میں بڑے ماہر تھے۔

(المعجم ٢) [بَابٌ: وَّمِنْ سُورَةِ الرُّومِ] (التحفة ٢)

باب: 4۔ (سورۂ روم سے متعلق)

٢٩٣٥ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّومُ عَلٰى فَارِسَ فَأَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِينَ، فَنَزَلَتْ: ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [الروم:١-٤] قَالَ: فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُونَ بِظُهُورِ الرُّومِ عَلٰى فَارِسَ.

[2935] سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بدر کی فتح کا دن تھا، رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ اس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی، تو یہ آیات اتریں: ﴿الٓمٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○﴾ سے ﴿يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○﴾ تک، یعنی مومنوں کو رومیوں کے ایرانیوں پر غلبے سے خوشی ہوئی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيُقْرَأُ: غَلَبَتْ، وَغُلِبَتْ، يَقُولُ: كَانَتْ غُلِبَتْ ثُمَّ غَلَبَتْ. هٰكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتْ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور اس سند سے غریب ہے۔ اسے غَلَبَتْ فعل معلوم اور غُلِبَتْ فعل مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، یعنی پہلے غُلِبَتْ مجہول تھا

٢٩٣٥ـ [حسن لغيره] أخرجه الطبراني في تفسيره: ٢١/ ١٥ من حديث سليمان الأعمش به وسنده ضعيف وللحديث شواهد كثيرة، انظر: ٣١٩٣، ٣١٩٤ وغيرهما.

(اور فتح کے بعد) پھر غَلَبَت ہو گیا۔ نصر بن علی نے اسے غَلَبَت (فعل معلوم) ہی پڑھا ہے۔

فائدہ: سورۂ روم مکی سورت ہے اور مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس وقت رومی مغلوب ہو گئے تھے جو اہل کتاب تھے، اس لیے مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کیونکہ ایرانی بت پرست مشرک تھے۔ جس سے مسلمانوں کو غم ہوا۔ اس وقت قرآن مجید میں یہ پیشین گوئی نازل ہوئی کہ انجام کار رومی اہل کتاب غالب آئیں گے جس سے مسلمانوں کو مسرت حاصل ہوگئی اور یہ غلبہ غزوۂ بدر کے موقع پر حاصل ہوا جس سے مسلمانوں کو دہری مسرت ہوئی۔ تفصیل کے لیے سورۂ روم کی شان نزول کسی بھی تفسیر میں دیکھ لیجیے، اس لیے نزلت کے یہ معنی نہیں کہ یہ فتح بدر کے موقع پر نازل ہوئی، معنی یہ ہیں کہ اس آیت کا نزول رومیوں کی مغلوبیت اور پھر فتح کے سلسلے میں ہوا تھا۔

٢٩٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: ﴿خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ﴾ [الروم:٥٤] فَقَالَ: (مِنْ ضُعْفٍ).

[2936] سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے سامنے خَلَقَكُم مِّنْ ضَعْفٍ (ضاد کے زبر کے ساتھ) پڑھا، تو آپ نے فرمایا: مِنْ ضُعْفٍ (ضاد کے پیش کے ساتھ) ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَّا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ.

امام صاحب اپنے ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف فضیل بن مرزوق کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے، تاہم اس لفظ کو دونوں طرح پڑھا گیا ہے اور دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔ امام عاصم اور حمزہ نے اسے زبر کے ساتھ ضَعْفٍ پڑھا ہے جبکہ باقی قراء نے مذکورہ حدیث کے پیش نظر پیش کے ساتھ ضُعْفٍ پڑھا ہے۔ امام حفص نے بھی پیش کو پسند کیا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں کہ امام حفص کہتے ہیں کہ میں نے قرآن کی روایت میں سوائے اس ایک کلمے کے امام عاصم کی کہیں مخالفت نہیں کی۔ (النشر: 331/2) امام بغوی کہتے ہیں کہ پیش والی قراءت قریش کی ہے اور زبر والی قراءت بنوتمیم کی ہے۔

(المعجم ...) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْقَمَرِ] (التحفة ٥)

باب: (سورۂ قمر سے متعلق)

٢٩٣٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2937] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٢٩٣٦_[ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٤٧ من حديث فضيل بن مرزوق به وسنده ضعيف لأجل عطية وهو في القراءة المتواترة.

٢٩٣٧_أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل: ﴿ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه﴾، ح: ٣٣٤١ من حديث أبي أحمد ومسلم، ح: ٨٢٣ من حديث أبي إسحاق به.

أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ: ﴿فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ [القمر:١٧].

رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے: ﴿فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: [مُدَّكِر] اصل میں [مُذْتَكِر] تھا۔ تاء کو دال سے بدل دیا تو [مُذْدَكِر] ہو گیا۔ پھر ذال کو دال سے بدل کر دال میں اِدغام کر دیا تو [مُدَّكِر] ہو گیا۔ قراءت حفص میں یہی معروف ہے۔

(المعجم ...) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْوَاقِعَةِ] (التحفة ٦)

باب: ۔ (سورۂ واقعہ سے متعلق)

٢٩٣٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ، عَنْ بُدَيْلٍ [بْنِ مَيْسَرَةَ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ: (فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ).

[2938] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پڑھتے تھے: (فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ)۔

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ هَارُونَ الْأَعْوَرِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف ہارون اعور کی حدیث کی صورت میں آئی ہے۔

فائدہ: جمہور نے را کی زبر کے ساتھ فَرَوْحٌ پڑھا ہے جبکہ امام حسن بصری اور دیگر ائمہ نے را کی پیش کے ساتھ فَرُوْحٌ پڑھا ہے۔ را کی زبر کے ساتھ ہو تو معنی راحت و آرام کے ہوں گے اور اگر را کی پیش کے ساتھ ہو تو معنی ہوں گے: اس کی روح پھولوں اور نعمتوں میں ہوگی یا اس کے لیے رحمت، زندگی، بقا اور نعمتیں ہوں گی۔ [جَنَّةُ] کی [نَعِيمٍ] کی طرف اضافت ہے۔ موصوف، صفت نہیں ہے۔

(المعجم ٥) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ اللَّيْلِ] (التحفة ٤)

باب:5۔ (سورۃ اللیل سے متعلق)

٢٩٣٩- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ

[2939] علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شام پہنچے تو

٢٩٣٨- أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٩١ من حديث هارون الأعور به وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٣٦، ٢٥٠ ووافقه الذهبي.

٢٩٣٩- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يتعلق بالقراءات، ح: ٨٢٤ من حديث أبي معاوية، والبخاري، ح: ٤٩٤٣، ٤٩٤٤ من حديث الأعمش به.

الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلَيَّ قِرَاءَةَ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: فَأَشَارُوا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: نَعَمْ[أَنَا]، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَ اللهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ [الليل:١] قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا: (وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى) فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَأَنَا وَاللهِ! هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقْرَؤُهَا، وَهٰؤُلَاءِ يُرِيدُونَنِي أَنْ أَقْرَأَهَا: وَمَا خَلَقَ، فَلَا أُتَابِعُهُمْ.

ہمارے پاس سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی مجھے عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت سنائے گا؟ ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا، تو میں نے کہا: ہاں، میں سناؤں گا۔ انھوں نے فرمایا: تم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت کیسے پڑھتے سنا ہے: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝﴾ میں نے کہا: میں نے انھیں یوں پڑھتے سنا ہے: وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى اس پر سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے اور یہ (شامی) لوگ چاہتے ہیں میں یوں پڑھوں: ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ تو میں ان کی متابعت نہیں کرتا۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:]هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَهٰكَذَا قِرَاءَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى (وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى).

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت: [وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى] ہی ہے۔

فائدہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں (وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى) سے پہلے ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ نہیں ہے۔ کوفی قراء سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں پڑھتے ہیں اور شامیوں نے قراءت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سیکھی ہے، لیکن اس کے باوجود کوفی اور شامی قراء ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝﴾ ہی پڑھتے ہیں، اور سب قراء اس پر متفق ہیں۔ سیدنا ابن مسعود اور ابودرداء رضی اللہ عنہما کو اس کا علم نہ ہوسکا، اس لیے وہ اپنی سنی ہوئی قراءت پڑھتے رہے۔

(المعجم ٦)[بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الذَّارِيَاتِ] (التحفة ٨)

باب:6۔(سورۂ ذاریات سے متعلق)

٢٩٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ [ابْنُ مُوسٰى] عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: (إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ).

[2940] سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا: (إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ)۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٩٤٠۔ أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، باب: ١، ح: ٣٩٩٣ من حديث إسرائيل به وله طريق صحيح عند ابن حبان، ح: ١٧٦٢ وغيره.

فائدہ: یہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے جبکہ جمہور کی قراءت ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝﴾ (الذاریات 51:58) ہے۔

(المعجم ٧) [بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الْحَجِّ] (التحفة ٩)

باب:7۔ (سورۂ حج سے متعلق)

٢٩٤١ – حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى﴾ [الحج:٢].

[2941] سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پڑھا: ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى﴾۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَهٰكَذَا رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ وَلَا نَعْرِفُ لِقَتَادَةَ سَمَاعًا مِّنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا مِنْ أَنَسٍ وَّأَبِي الطُّفَيْلِ، وَهٰذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُّخْتَصَرٌ إِنَّمَا يُرْوَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ [الحج:١] الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَحَدِيثُ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عِنْدِي مُخْتَصَرٌ مِّنْ هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ حکم بن عبدالملک نے قتادہ سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ ہمارے علم میں قتادہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف سیدنا انس اور ابوطفیل رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔ اور یہ حدیث میرے نزدیک مختصر (منقطع) ہے۔ اس میں قتادہ حسن کے واسطے سے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ ہم سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے (سورۂ حج) پڑھنی شروع کی۔ ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ پوری حدیث بیان کی۔ اور میرے نزدیک حکم بن عبدالملک کی حدیث، اسی حدیث کا اختصار ہے۔

فائدہ: امام حمزہ اور کسائی رحمہما اللہ نے اسے [سَكْرٰى] پڑھا ہے اور باقی قراء نے [سُكَارٰى] پڑھا ہے۔

(المعجم ٨) [بَابٌ: فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ] (التحفة ١٠)

باب:8۔ قرآن کو یاد رکھو

٢٩٤٢ – حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو

[2942] سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٢٩٤١ـ [صحيح لغيره] رواه النسائي في الكبرى: ٦/ ٤١٠، ح: ١١٣٤٠ من حديث قتادة عن الحسن عن عمران بن حصين به وله شاهد عند البخاري، ح: ٤٧٤١ وغيره.

٢٩٤٢ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب استذكار القرآن وتعاهده، ح: ٥٠٣٢ من حديث شعبة، ومسلم، ح: ٧٩٠ من حديث منصور به.

دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ أَوْ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ، فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہت برا کسی کا یا تم میں سے کسی کا یہ کہنا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ (یوں کہے) وہ بھلا دیا گیا ہے۔ تم (تلاوت قرآن کی پابندی کر کے) قرآن یاد رکھو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ آدمیوں کے سینوں سے اس اونٹ سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے جو رسی میں بندھا ہوا ہے۔ (اسے توڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔'')

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فائدہ: کسی انسان کا یہ کہنا کہ ''اسے فلاں فلاں آیت بھول گئی ہے'' اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے قرآن کے یاد رکھنے میں کوتاہی سے کام لیا ہے، اس کی غفلت اور سستی کے نتیجے میں اسے یہ آیات بھول گئی ہیں تو قرآن کے ساتھ کسی مسلمان کا یہ رویہ درست نہیں۔ اسے قرآن کی تلاوت اہتمام اور پابندی سے کرنی چاہیے، کیونکہ اگر اس کی تلاوت پر دوام اور ہمیشگی نہ کی جائے تو انسان کو یاد نہیں رہتا۔ یہ رسی میں بندھے ہوئے اونٹ کی طرح نگرانی، دھیان اور توجہ چاہتا ہے۔ اگر اسے ہمیشہ پڑھا نہیں جائے گا تو یہ اونٹ کی طرح رسی توڑ کر بھاگ کھڑا ہوگا اور انسان کے سینے میں محفوظ نہیں رہے گا۔

(المعجم ۹) بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ (التحفة ۱۱)

باب:9۔ قرآن سات حروف میں اتارا گیا ہے

۲۹۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: مَرَرْتُ بِهِشَامِ ابْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

[2943] سیدنا مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبد القاری بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا: میں ہشام بن حکیم بن حزام کے پاس سے گزرا۔ وہ نبی ﷺ کے دور حیات میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کی قراءت کو غور سے سنا تو وہ بہت سے حروف ایسے انداز سے پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں اس پر اس کی نماز کی حالت ہی میں پل پڑتا۔ بہرحال میں نے (اس

۲۹۴۳۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ۸۱۸ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ۷۵۵۰ من حديث الزهري به * حديث مالك في الموطإ: ۱/ ۲۰۱ ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ۲۴۱۹ ومسلم، ح: ۸۱۸/ ۲۷۰.

فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَنَظَرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا؟ فَقَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ وَاللهِ! إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي تَقْرَؤُهَا، فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ! اقْرَأْ يَا هِشَامُ!» فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْرَأْ يَا عُمَرُ!». فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

کے نماز سے فارغ ہونے کا) انتظار کیا حتی کہ اس نے سلام پھیرا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کی گردن میں اسی کی چادر ڈال کر پکڑ لیا اور پوچھا: یہ سورت جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنی ہے، تجھے کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے۔ میں نے اسے کہا: تم غلط کہتے ہو، اللہ کی قسم! یہ سورت جو تم پڑھ رہے تھے مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے (اور تمھاری قراءت مجھ سے جدا ہے۔) پھر میں اسے کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑا (اور آپ کے پاس پہنچ کر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے سورۂ فرقان ایسے حروف پر پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے، حالانکہ آپ ہی نے مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اے عمر! اے ہشام! تم پڑھو۔'' چنانچہ اس نے آپ کو وہی قراءت سنائی جو میں نے سنی تھی، چنانچہ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عمر! پڑھو۔'' چنانچہ میں نے وہی قراءت کی جو مجھے نبی ﷺ نے پڑھائی تھی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ قرآن سات حروف (قراءات) پر اتارا گیا ہے، تو جو حرف آسان ہو اس پر پڑھو۔''

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ. وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (حسن) صحیح ہے۔ اور اسے مالک بن انس نے زہری سے اسی سند سے نقل کیا ہے مگر مسور بن مخرمہ کا نام نہیں لیا۔

فوائد و مسائل: ① سات حروف پر قرآن کے نازل ہونے سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں علمائے کرام کی آراء اور نظریات میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ بقول علامہ ابن عربی اور ابوحیان، اس کے بارے میں پینتیس اقوال ہیں اور بقول

علامہ سیوطی چالیس اقوال ہیں۔ (مباحث في علوم القرآن لمناع القطان، ص: 158، الإتقان: 45/1) ② میرے نزدیک سب سے بہتر تعبیر اور تشریح یہ ہے کہ سات حروف سے مراد اختلاف قراءت کی سات صورتیں ہیں اور ان کے بارے میں سب سے بہتر قول امام ابوالفضل رازی کا ہے۔ اور اس سے ملتا جلتا قول امام ابن قتیبہ، محقق ابن الجزری اور قاضی ابوبکر ابن الطیب کا ہے۔ امام ابوالفضل رازی کے بقول: ○ اسماء کا اختلاف جس میں مفرد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث کا اختلاف داخل ہے، مثلاً: ایک قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ مفرد ہے اور دوسری میں کلمات جمع ہے۔ ○ افعال کا اختلاف، یعنی ماضی، مضارع اور امر کا اختلاف، مثلاً: ایک قراءت ہے: رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا دوسری میں ہے: رَبَّنَا بَعَّدَ بَيْنَ أَسْفَارِنَا (پہلی میں امر ہے اور دوسری میں ماضی۔) ○ وجوہ اعراب کا اختلاف، یعنی اعراب اور حرکات میں اختلاف، مثلاً: ایک قراءت ہے: وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ دوسری قراءت ہے: وَلَا يُضَارُّ كَاتِبٌ گویا پہلی جگہ لا نہی کا ہے اور دوسری جگہ نافیہ۔ اسی طرح ذو العرش المجيد، مجید مرفوع ہے ذو کی صفت ہے۔ دوسری قراءت میں ''المجید'' مجرور، یعنی عرش کی صفت ہے۔ گویا اعراب کا اختلاف فعل میں بھی ہوسکتا ہے اور اسم میں بھی۔ ○ الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف، مثلاً: ایک قراءت ہے: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى دوسری میں وَمَا خَلَقَ نہیں ہے، اسی طرح ایک قراءت: تجري من تحتها الأنهار ہے اور دوسری میں مِن کا حرف نہیں ہے۔ ○ تقدیم و تاخیر کا اختلاف، یعنی ایک قراءت میں ایک لفظ پہلے ہے اور دوسری میں بعد میں ہے، جیسے جاءت سَكْرَةُ الموتِ بالحق اور جاءت سكرةُ الحق بالموت. ○ بدلیت و ابدال کا اختلاف، یعنی ایک قراءت میں ایک لفظ ہے۔ دوسری میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے، جیسے نُنْشِزُها اور نُنْشِرُها، طلح ممدود اور طلع ممدود گویا تبدیلی اسم میں بھی ہوسکتی ہے اور فعل میں بھی۔ ○ لہجوں کا اختلاف بعض میں تفخیم (موٹا کر کے پڑھنا)، ترقیق (باریک پڑھنا)، امالہ، قصر، اظہار و ادغام وغیرہ کا اختلاف ہے، جیسے: هل أتاك حديثُ موسٰی میں أتاك اور موسٰی فتحہ، یعنی بلا امالہ اور امالہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اس قول کے راجح ہونے کے دلائل کے لیے دیکھیے: (مناهل العرفان في علوم القرآن: 150/1، وعلوم القرآن، تقی عثمانی، ص: 110 تا 111) ③ علامہ مناع القطان نے سبعہ احرف کے معنی، سات قبائل کی لغات لینے کو ترجیح دی ہے، جبکہ قبائل کے بارے میں اتفاق نہیں ہے۔ (مباحث في علوم القرآن، ص: 158) بہرحال مذکورہ اختلافِ قراءات یا اختلافِ لہجات، جن کی اجازت دی گئی تھی، اس کی وجہ نزول قرآن کے وقت مختلف قبائل کے لہجوں کا اختلاف یا لوگوں کا اَن پڑھ ہونا تھا۔ یہ قراءتیں اب بھی محفوظ ہیں اور ان سے معنی میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوتی، تاہم اب قراءت حفص ہی میں ہر جگہ قرآن پڑھا جاتا ہے، اس لیے وہی قراءت سب سے معتبر ہے۔ عوام کے سامنے اسی قراءت میں قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے، کیونکہ عوام اختلافِ قراءت کی حقیقت سے واقف نہیں، نہ ہو ہی سکتے ہیں۔ انھیں خوامخواہ تشویش میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔

٢٩٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ

[2944] سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٢٩٤٤ـ أخرجه أحمد: ٥/ ١٣٢ من حديث عاصم بن أبي النجود به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٣٦ ※ وفي الباب عن عمر [تقدم: ٢٩٤٣]، وحذيفة بن اليمان [أحمد: ٥/ ١٣٢، ٣٨٥، ٣٩١، ٤٠٠، ٤٠٥]، وأبي هريرة [أحمد: ٢/ ٣٠٠، ٣٣٢]، وأم أيوب [أحمد: ٦/ ٤٣٣ والحميدي، ح: ٣٤١]، وسمرة [أحمد: ٥/ ١٦]، وابن عباس [البخاري، ح: ٤٩٩١ ومسلم، ح: ٨١٩]، وأبي جهيم بن الحارث بن الصمة [أحمد: ٤/ ١٦٩]، وعمرو بن العاص [أحمد: ٤/ ٢٠٤]، وأبي بكرة [أحمد: ٥/ ٤١، ٥١].

ابْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جِبْرَئِيلَ، فَقَالَ: «يَا جِبْرَئِيلُ! إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيِّينَ مِنْهُمُ الْعَجُوزُ، وَالشَّيْخُ الْكَبِيرُ، وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ، وَالرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ» قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.

اللہ ﷺ کی ملاقات سیدنا جبریل علیہ السلام سے (مروہ کے پتھروں کے قریب) ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”اے جبرئیل! میں ایک اَن پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہوں جن میں بوڑھیاں بھی ہیں اور بہت عمر رسیدہ بوڑھے بھی ہیں۔ بچے اور بچیاں بھی ہیں اور ایسے مرد بھی جنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔“ انھوں نے جواب دیا: ”اے محمد! بلاشبہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔“

وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ أَيُّوبَ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ وَسَمُرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ [وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَبِي بَكْرَةَ]. [قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

اس مسئلے میں سیدنا عمر، حذیفہ بن یمان، ابوہریرہ، سیدنا ابوایوب انصاری کی بیوی ام ایوب، سمرہ، ابن عباس، ابو جُہیم بن حارث بن صمہ [اور عمرو بن عاص اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم] سے روایات آئی ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سات حروف کی آسانی اور سہولت کا اصل مدعا اور مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت ایک اُمی اور اَن پڑھ قوم کی طرف ہوئی جس میں ہر قسم کے لوگ تھے۔ اگر قرآن کریم کی تلاوت کے لیے صرف ایک طریقہ متعین کر دیا جاتا تو امت مشکل میں گرفتار ہو جاتی۔ جب اس کے لیے کئی طریقے رکھے گئے تو اگر ایک شخص کی زبان پر معروف کا صیغہ نہیں چڑھتا تو اس کی جگہ دوسری قراءت مجہول کے مطابق پڑھ لے، مفرد کا لفظ نہیں چڑھتا تو جمع کے صیغے میں پڑھ لے، کسی ایک لہجے میں ادا نہیں کر سکا تو دوسرے لہجے میں ادا کر لے، اس طرح پورے قرآن میں سات قسم کی آسانیاں رکھی گئیں اور یہ سات مختلف نوعیتیں آج بھی پوری طرح محفوظ ہیں اور ان میں تلاوت ہوتی ہے۔ ② ابتدائے اسلام میں قراءتوں کے اختلاف کی تعداد زیادہ تھی اور ان میں معروف الفاظ کے اختلاف کی کثرت تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ لغت قرآن، یعنی لغت قریش کے پوری طرح عادی نہیں ہوئے، انھیں زیادہ سے زیادہ سہولت رہے، بعد میں جب عرب لغت قریش کے عادی ہو گئے تو مرادفات وغیرہ کے اختلافات ختم ہو گئے، اس لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو لغت قریش میں جمع کیا لیکن حروف کی مختلف قسم کی ساتوں نوعیتیں برقرار رکھیں۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں سات حروف کی آسانی طلب کرنے کے لیے یہ نہیں فرمایا کہ میں جس امت کی طرف بھیجا گیا ہوں وہ مختلف قبائل رکھتی ہے اور ہر ایک کی لغت جدا ہے لیکن آپ نے قبائلی اختلاف سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کی عمروں کا فرق اور ان کا اَن پڑھ ہونا، بنیاد بنایا۔ حروف سبعہ کی تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (مناهل العرفان، ص:13 تا 185، اور علوم القرآن، ص:97 تا 158، مباحث في علوم القرآن، ص:156 تا 169، مباحث في علوم القرآن دكتور صبيحي صالح، ص:101 تا 116) ③ سات حروف اور قراءات کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ہر لفظ کو سات طریقوں سے

پڑھا جا سکتا ہے بلکہ اس سے مراد بعض مخصوص الفاظ ہیں۔

(المعجم ۱۰) بَابٌ: [مَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ] (التحفة ۱۲)

باب: 10۔ جو لوگ تلاوت قرآن کے لیے مسجدوں میں بیٹھتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے

۲۹۴۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ أَخِيهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

[2945] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے (دینی) بھائی کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کی تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جس شخص نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور جس نے کسی تنگدست کو آسانی اور سہولت فراہم کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا کرے گا، اور اللہ تعالیٰ بندے سے تعاون فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی راستے پر علم دین حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے پر چلنا آسان فرما دیتا ہے۔ اور جو لوگ مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کو سیکھنے سکھانے کے لیے بیٹھتے ہیں، ان پر طمانینت و سکینت اترتی ہے اور انھیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں (ان کا تحفظ کرتے ہیں۔) اور جس کے عمل نے اسے (سعادت و خوش بختی سے) پیچھے رکھا، اس کا نسب و خاندان اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔''

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هٰذَا الْحَدِيثِ، وَرَوَى أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے راویوں نے اعمش کی سند سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے لیکن اسباط بن محمد نے اعمش ہی کی سند سے سیدنا

۲۹۴۵۔ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، وعلى الذكر، ح: ۲۶۹۹ من حديث أبي أسامة به والأعمش صرح بالسماع عنده.

الْأَعْمَشِ، قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيثِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بہت سی باتوں کا حسن انجام اور دنیوی واُخروی فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ تمام انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اس لیے ان سے مصیبت اور تکلیف دور کرنا، قیامت کی کسی تکلیف کے ازالے کا سبب بنتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جزا، جنسِ عمل کے مطابق عنایت فرماتا ہے۔ ② جو کسی نیک اور بھلے مانس، شریف انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اس سے جو بشری تقاضوں کے تحت قصور اور کوتاہی سرزد ہوگئی ہے اور وہ اس پر نادم ہے، اس کی اشاعت سے ڈرتا ہے، اس کے اس عیب اور قصور کی تشہیر واشاعت کر کے اسے ذلیل ورسوا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں اور قصوروں پر دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا۔ ③ جو شخص کسی تنگ دست مقروض کو سہولت اور آسانی فراہم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے سہولت وآسانی فرمائے گا۔ ④ جب تک انسان دوسرے کے ساتھ تعاون کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کے حل میں اس سے تعاون فرماتا ہے۔ ⑤ جو انسان دینی علوم کی تحصیل کے لیے گھر سے اخلاص کے ساتھ نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے پر چلنا آسان فرما دیتا ہے۔ ⑥ جو لوگ تلاوتِ قرآن کریم یا اس کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے مسجد میں بیٹھتے ہیں، ان پر سکینت برستی ہے، وہ رحمت کے حق دار ٹھہرتے ہیں اور ان کے تحفظ کے لیے فرشتے انھیں گھیرتے ہیں اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق، اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: 6853(2699)) ⑦ کامیابی وکامرانی کا دار ومدار نیک اعمال پر ہے، محض نسب اور بلند خاندان سے ہونا، فوز وفلاح اور کامیابی کا سبب نہیں بن سکتا۔

(المعجم ١١) بَابٌ: [فِي: كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟] (التحفة ١٢)

باب: 11۔ قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کروں؟

٢٩٤٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! فِي كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ»، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي عِشْرِينَ»، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةَ عَشَرَ»، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ»، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ»،

[2946] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن مجید ختم کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے ایک ماہ میں ختم کرو۔'' میں نے عرض کی: میں اس سے بہتر (زیادہ) کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے بیس دنوں میں ختم کرلو۔'' میں نے عرض کی: میں اس سے بہتر کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پندرہ دن میں ختم کرلو۔'' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دس دن میں ختم کرلو۔'' میں نے کہا:

٢٩٤٦- [ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٠٦٥ من حديث أسباط بن محمد به * أبو إسحاق عنعن وحديث: "لم يفقه من قرأ القرآن في أقل من ثلاث"، يأتي: ٢٩٤٩ وحديث: "اقرإ القرآن في أربعين" يأتي: ٢٩٤٧.

قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَا رَخَّصَ لِي.

میں اس سے زیادہ پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پانچ دن میں پورا کر لو۔'' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ تو آپ نے مجھے (اس سے زیادہ) رخصت نہ دی۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ [مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ] يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ» وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ» وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: وَلَا نُحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَلَمْ يَقْرَإِ الْقُرْآنَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ لِلْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ يُوتِرُ بِهَا. وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ فِي الْكَعْبَةِ. وَالتَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ أَحَبُّ إِلٰى أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔ ابو بُردہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صورت میں غریب سمجھی جاتی ہے۔ یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن تین دن سے کم مدت میں پڑھا، اس نے اسے سمجھا نہیں۔'' اور ان سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: ''قرآن چالیس دن میں پڑھو۔'' اسحاق بن ابراہیم (امام اسحاق بن راہویہ) فرماتے ہیں: اس حدیث کی رو سے چالیس دن کے اندر قرآن ضرور ختم کرنا چاہیے۔ اور بعض اہل علم کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے (تین دن والی روایت کی رو سے۔) اور بعض اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک رکعت وتر میں قرآن پڑھ لیتے تھے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے کعبے کے اندر ایک رکعت میں قرآن ختم کیا تھا۔ اہل علم کے نزدیک قرآن کریم ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر، آہستہ آہستہ) پڑھنا پسندیدہ ہے۔

٢٩٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ [وَهُوَ ابْنُ شَقِيقٍ] عَنْ

[2947] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''قرآن چالیس دنوں میں

٢٩٤٧_ أخرجه أبو داود، شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، ح: ١٣٩٥ من حديث معمر به مطولًا وللحديث طرق.

عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ».

پڑھو۔"

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ. وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِينَ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور بعض راویوں نے سماک بن فضل کے واسطے سے وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو چالیس دن میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔

٢٩٤٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: «الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ» [قَالَ: وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ؟ قَالَ: «الَّذِي يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلٰى آخِرِهِ، كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ»].

[2948] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: "الحال المرتحل کا۔" اس نے پوچھا: الحال المرتحل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو شخص قرآن کے آغاز سے انتہا تک پہنچتا ہے اور جب ختم کر لیتا ہے تو پھر شروع کر لیتا ہے۔" یعنی اس مسافر کی طرح جو گھر پہنچتے ہی پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

[قَالَ أَبُو عِيسٰی:] هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ [حَدِيثِ] ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ [وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ]. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. [قَالَ أَبُو عِيسٰی:] وَهٰذَا عِنْدِي أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ الرَّبِيعِ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔ ہمارے علم میں صرف اسی سند سے آئی ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے کے بغیر زُرارہ بن اوفیٰ سے اس کے ہم معنی مرفوع روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: [الحال المرتحل] پر مکہ مکرمہ کے قراء حضرات اس طرح عمل کرتے تھے کہ جب قرآن ختم کرتے تو پھر قرآن

٢٩٤٨- [ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٦٨ من حديث صالح المري به وهو ضعيف (تقريب) وقال الذهبي في تلخيص المستدرك: "صالح متروك" وله شاهد ضعيف جدًا عند الحاكم لا يستشهد به ※ ومرسل زرارة، أخرجه الدارمي: ٢/ ٤٦٩، ح: ٣٤٧٩ من حديث صالح المري به.

کا آغاز کرتے، سورۂ فاتحہ پڑھ کر، سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ تک پڑھتے اور بقول مولانا زکریا رحمہ اللہ شرح الاحیاء اور اتقان میں مسند دارمی کی ایک حسن روایت سے یہ طریقہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ (الكوكب الدري: 53/4 حاشیه: 3) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ عمل صحابہ وتابعین سے ثابت نہیں۔ (تحفه: 64/4) نہ ائمہ ہی میں سے کسی نے اسے اختیار کیا ہے۔ اور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک غزوے سے واپسی کے بعد دوسرے غزوے کے لیے تیار ہو جانا، یا ایک نیک عمل سے فراغت کے بعد دوسرا نیک عمل شروع کر دینا۔ (إعلام الموقعين: 289/2) اگر یہ روایت صحیح ہوتو اس کا یہ مفہوم صحیح ہے جو امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے، تاہم اسے مذکورہ مفہوم کی رو سے معناً صحیح کہا جا سکتا ہے۔

٢٩٤٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ شُمَيْلٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

[2949] سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قرآن تین دن سے کم مدت میں پڑھا، اس نے اسے سمجھا نہیں۔“

[قَالَ أَبُو عِيسَى:] هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام صاحب ایک اور استاد سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

٢٩٤٩- أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في كم يستحب يختم القرآن، ح: ١٣٤٧ من حديث شعبة وأبو داود، ح: ١٣٩٤ من حديث قتادة به وصححه ابن حبان (الإحسان): ٧٥٥.